وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ ۙ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۭ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ○ (التوبۃ:100)

"لَوْ كَانَ الْإِيمَانُ عِنْدَ الثُّرَيَّا لَنَالَهُ رِجَالٌ - أَوْ رَجُلٌ - مِنْ هٰؤُلَاءِ"۔ (بخاری رقم 4897)

الموسوعۃ (انسائیکلوپیڈیا) امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ (1)

امام الائمہ، سراج الامۃ، تابعی جلیل، امام المحدثین والفقہاء

امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ

حیات وخدمات

تالیف

حضرت مولانا ابوحفص اعجاز احمد اشرفی حفظہ اللہ

فاضل جامعہ اشرفیہ، لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نام کتاب	امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ (1) (حیات وخدمات)
مصنف	مولانا ابوحفص اعجاز احمد اشرفی حفظہ اللہ
صفحات	736
طبع اول	ربیع الثانی 1446ھ/ اکتوبر 2024ء
باہتمام	اعجاز احمد اشرفی حفظہ اللہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

انتساب

پیرِ طریقت، رہبرِ شریعت، امامِ اہل سنت، مُحیِ السُّنَّۃِ

شیخ الحدیث والتفسیر حضرت مولانا

محمد سرفراز خان صفدر رحمۃ اللہ علیہ

(المتوفی 1430ھ)

کے نام

اللہ تعالیٰ اس کتاب کو ان کے بلندیٔ درجات کا باعث بنائے۔ آمین!

حَیف! دَر چشمِ زدن صُحبتِ یار آخر شُد
روئے گل سیر نہ دیدیم، کہ بہار آخر شُد
افسوس پلک جھپکنے میں دوست کی مجلس ختم ہوگئی
پھول کے چہرے کو پورا نہ دیکھا اور بہار ختم ہوگئی

اعجاز احمد اشرفی

سلسلۂ تَعْلِیمُ السُّنَّۃِ

نمبر		
1	ایمان وعقائد:	توحید وعقائد اہل السنت والجماعت
2	عبادات (1):	طہارت کے احکام
3	عبادات (2):	مسنون طریقۂ نماز
4	عبادات (3):	جنازہ کے احکام
5	عبادات (4):	زکوۃ کے احکام
6	عبادات (5):	روزہ کے احکام
7	عبادات (6):	حج کے احکام
8	معاشرت (1):	نکاح کے احکام
9	معاشرت (2):	طلاق کے احکام
10	معاشرت (3):	وراثت کے احکام
11	معاملات (1):	اسلامی تجارت کے احکام
12	معاملات (2):	حکمرانی اور عدلیہ کے احکام
13	معاملات (3):	جہاد کے احکام
14	حقوق (1):	حقوق رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم
15	حقوق (2):	حقوق العباد
16	حقوق وآداب (1):	آدابِ معاشرت
17	حقوق وآداب (2):	کھانے پینے کے احکام وآداب
18	حقوق وآداب (3):	لباس کے احکام وآداب
19	تصوف وسلوک (1):	تزکیہ واحسان
20	تصوف وسلوک (2):	تہذیب اخلاق وتزکیۂ نفس
21	تصوف وسلوک (3):	تصوف
22	تصوف وسلوک (4):	روحِ تصوف
23	تصوف وسلوک (5):	وحدت الوجود اور وحدت الشہود
24	تصوف وسلوک (6):	مسئلۂ وحدت الوجود
25	تصوف وسلوک (7):	تصوف پر اشکالات کے جوابات
26	تصوف وسلوک (8):	اصطلاحاتِ تصوف
27	تصوف وسلوک (9):	شطحیاتِ صوفیہ رحمۃ اللہ علیہم
28	تصوف وسلوک (10):	مقبول مسنون دعائیں
29	تصوف وسلوک (11):	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نصیحتیں اور وصیتیں

فہرست

تقریظ: حضرت مولانا مفتی واجد حسین حفظہ اللہ

الحمد للہ و کفٰی، و الصلوٰۃ والسلام علی سید الرسل وخاتم الأنبیاء، و علی آلہ و اصحابہ نجوم الھدیٰ، و علی عبادہ الذین الصطفٰی۔ أما بعد! امام الائمہ، سراج الامۃ، تابعی جلیل، امام المحدثین والفقہاء حضرت امام ابوحنیفہ ؒ کوفہ میں پیدا ہوئے۔ آپ ؒ ائمہ اربعہ ؒ میں واحد امام ہیں جن کو شرفِ تابعیت حاصل ہے۔ مختلف صحابۂ کرام ؓ کی زیارت آپ ؒ کو نصیب ہوئی، جس کے حوالہ جات آپ اس کتاب میں دیکھیں گے۔ آپ ؒ کی ذات جامع صفات وکمالات ہے۔ یہی وجہ ہے کہ دیگر ائمۂ ثلاثہ ؒ بھی آپ ؒ کی تعریفات کے گُن گاتے ہیں۔ آپ ؒ حضور نبی کریم ﷺ کی حدیث: "لَوْ كَانَ الدِّيْنُ عِنْدَ الثُّرَيَّا، لَذَهَبَ بِهٖ رَجُلٌ مِنْ فَارِسَ" (مسلم رقم 230-2546) کا مصداق ہیں۔ آپ ؒ علم وعمل، زہد وتقویٰ، ریاضت وعبادت، امانت و دیانت، خوف وخشیت وغیرہ اوصاف کے اعلیٰ مراتب پر فائز تھے۔ ائمۂ متبوعین ؒ میں سب سے زیادہ مقبولیت آپ ؒ کو حاصل ہے، اور اس کی وجہ سے آپ ؒ کو عند اللہ قبولیت ہے۔ لیکن بعض غیر مقلدین اپنی کم علمی کی بنیاد پر حضرت امام ابوحنیفہ ؒ پر بے بنیاد الزامات لگاتے ہیں۔ یہ لوگ اگر انصاف کی نظر سے تعصب کی عینک اتار کر زیرِ نظر کتاب: "الموسوعۃ (انسائیکلو پیڈیا) سراج الامۃ، تابعی جلیل، امام المحدثین والفقہاء حضرت امام ابوحنیفہ ؒ جو بارہ جلدوں پر مشتمل ہے، کا مطالعہ کریں، تو ان کو سراج الامۃ، تابعی جلیل، امام المحدثین والفقہاء حضرت امام ابوحنیفہ ؒ کی جامع صفات وکمالات شخصیت کا اندازہ ہوگا، اور ان پر بے بنیاد الزامات لگانے کی غلطی پر ندامت بھی ہوگی۔ اللہ تعالیٰ کتابِ ھٰذا کے مؤلف: مخدوم ومکرم حضرت مولانا اعجاز احمد اشرفی دامت برکاتہم (فاضل جامعہ اشرفیہ، لاہور) کو اس عظیم علمی کاوش پر جزائے خیر عطا فرمائے اور اُمت کے حق میں نافع بنائے۔ آمین! یارب العالمین!

واجد حسین عفی عنہ

خادم دارالافتاء، جامعہ نصرۃ العلوم، گوجرانوالہ

27 رمضان المبارک 1445ھ مطابق/ 7 اپریل 2024ء

پیشِ لفظ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ لَمْ یَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ یَكُنْ لَّهٗ شَرِیْكٌ فِی الْمُلْكِ وَلَمْ یَكُنْ لَّهٗ وَلِیٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَكَبِّرْهُ تَكْبِیْرًا ○ اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○ وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِیْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِیْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَآ اَبَدًا ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ ○ (التوبة:100) "لَوْ كَانَ الْإِیْمَانُ عِنْدَ الثُّرَیَّا، لَنَالَهُ رِجَالٌ - أَوْ رَجُلٌ - مِنْ هٰؤُلَاءِ". (بخاری رقم 4897)

امیر المؤمنین فی الحدیث امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۶۱ھ) کا ارشاد ہے:

قَالَ الثَّوْرِیُّ رَحِمَهُ اللّٰهُ: "عِنْدَ ذِكْرِ الصَّالِحِیْنَ تَنْزِلُ الرَّحْمَةُ".

(جامع بیان العلم وفضلہ ج2 ص1113 رقم 2195)

ترجمہ: صالحین کے تذکرہ سے (اللہ تعالیٰ کی) رحمت نازل ہوتی ہے۔

یہ کتاب بھی ایسی ہی ایک شخصیت کا تذکرہ ہے، جس کے متعلق علامہ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

فَقِیْهِ الْعَصْرِ وَعَالِمِ الْوَقْتِ، أَبِیْ حَنِیْفَةَ، ذِی الرُّتْبَةِ الشَّرِیْفَةِ، وَالنَّفْسِ الْعَفِیْفَةِ، وَالدَّرَجَةِ الْمُنِیْفَةِ: النُّعْمَانِ بْنِ ثَابِتِ بْنِ زُوْطَی مُفْتِیْ أَهْلِ الْكُوْفَةِ، وُلِدَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ وَأَرْضَاهُ، وَأَنْفَذَ مَا أَوْضَحَهُ مِنَ الدِّیْنِ الْحَنِیْفِیِّ وَأَمْضَاهُ. (مناقب الإمام أبی حنیفة وصاحبیه ص13)

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ امت کی ان عظیم اور عبقری شخصیات میں سے ہیں، جن کی زندگی اور خدمات کا ایک روشن باب ہے، انہوں نے تدوینِ فقہ اسلامی کی

صورت میں قانونِ اسلامی کا وہ عظیم تحفہ امت کو دیا ہے، جس کی نظیر نہیں پیش کی جاسکتی ہے، اس فقید المثال خدمت کی بنا پر امت قیامت تک امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے احسانِ عظیم سے گراں بار رہے گی۔

احادیث میں امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی مہارتِ تامہ، فقہ کی دقیقہ سنجی، سیاسی بصیرت، غیر معمولی حافظہ اور ذکاوت وذہانت، کامیاب اصولِ تجارت پر مشتمل آپ رحمۃ اللہ علیہ کی معاشی سرگرمیاں، زہد وتقویٰ اور تصوف وطریقت میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی نرالی شان، ان جیسی عظیم الشان اور غیر معمولی اہمیت کی حامل صفات سے آپ رحمۃ اللہ علیہ متصف تھے۔

یہی وجہ ہے کہ امت کے اخیار وابرار، محدثین عظام اور ائمہ جرح وتعدیل نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی عبقریت اور تقویٰ وطہارت سے لبریز آپ رحمۃ اللہ علیہ کی پاکیزہ زندگی کی شہادت دی ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کی زبانِ حق کی ترجمان اور جن کا صیقلِ قلم بے داغ اور بے غبار ہوا کرتا تھا، جن کے الفاظ نپے تلے اور عدل وانصاف کی ترازو میں تولے ہوئے ہوتے تھے۔

امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ فقہ اسلامی کے مہرِ تاباں ہیں، آپ رحمۃ اللہ علیہ اس مقدس آسمان کے بدر وہلال اور شمس وقمر ہیں، جن کی روشنی اور تابانی سے آج تک امت کا سوادِ اعظم روشنی حاصل کررہا ہے، علمِ حدیث میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی فنکارانہ مہارت کا حال یہ ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ محدثین کے سرخیل وقدوہ شمار ہوتے ہیں، آپ رحمۃ اللہ علیہ نے علمِ حدیث میں مختصر ہی سہی، لیکن وہ عظیم کارنامہ انجام دیا ہے کہ آج بھی محدثین آپ رحمۃ اللہ علیہ کے نقشِ قدم کی پیروی کرتے ہیں، اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ضیاء گستر اصولوں سے رہبری ورہنمائی حاصل کرتے ہیں۔ بلاشبہ آپ رحمۃ اللہ علیہ امام اعظم کے لقب کے مستحق تھے، اور امت نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو اس اعزاز سے نوازا، اور یہ لقب آپ رحمۃ اللہ علیہ کے نام کا اس طرح جز بن گیا کہ جب بھی امام اعظم بولا جاتا ہے تو علم وتحقیق کی دریا کا ہر شناور آپ رحمۃ اللہ علیہ کو ہی مراد لیتا ہے۔

امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی ذاتِ گرامی کسی تعارف کی محتاج نہیں ہے۔ اس وقت دنیا میں سب سے زیادہ انہیں کے مسلک کے پیروکار اور ماننے والے موجود ہیں، جو

اپنے آپ کو حنفی کہتے ہیں۔تقریباً ساڑھے تیرہ سو (1350) برس سے اسلامی اور غیر اسلامی ممالک میں پھیلے ہوئے مسلمان امامِ اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے اجتہادی مسائل سے استفادہ کرتے چلے آرہے ہیں۔دنیا کا غالب حصہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مسائل کا پیرو ہے۔

یہ کتاب حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی روشن زندگی اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کی عظیم علمی خدمات پر ایک سرسری جائزہ ہے،امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ پر عربی اور اردو میں سو سے زائد کتابیں لکھی گئی ہیں،اور وہ بھی علم وفن کے تاجداروں،علمی دنیا میں چمکتے دمکتے روشن ستاروں اور بحرِ تحقیق کے شناوروں اور قرطاس وقلم کے عظیم مسافروں کی خامہ فرسائی کا نتیجہ ہیں۔

ظاہر سی بات ہے کہ بازارِ حسن میں اس حبشی غلام کی کیا حیثیت ہے؟ اور قرطاس وقلم کے تاجداروں کے درمیان اس گداگر کی کیا جرأت ہے؟ لیکن انگلی کٹا کر شہیدوں کی فہرست میں نام شامل کرنے اور امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے عقیدت مندوں کی صف میں جگہ پانے کے لئے ایک بے جا جرأت وجسارت کی ہے۔

بعض معتقدین نے جوشِ اعتقاد میں امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی ایسی تصویر کھینچی ہے جس سے ان کی اصلی صورت پہچانی نہیں جاتی۔مثلاً:تیس برس تک متصل روزے رکھنا، تورات میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی بشارت کا موجود ہونا، چالیس سال تک عشاء کے وضو سے فجر کی نماز پڑھنا وغیرہ وغیرہ۔ بالکل اسی طرح کچھ حاسدین نے تقلید کی مخالفت اور بغض وعداوت میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی بلند بالا شخصیت کو مجروح اور داغدار بنانے کی کوشش بھی کی ہے۔کچھ لوگوں نے تو (معاذ اللہ) آپ رحمۃ اللہ علیہ پر ملحد، گمراہ اور مخالفِ سنتِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا الزام تک لگایا ہے۔اس مدح سرائی اور الزام بازی کا سلسلہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے دور سے لے کر آج تک جاری ہے۔

امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی قوتِ ایجاد، جدتِ طبع، دقتِ نظر، وسعتِ معلومات، حیات وخدمات، شانِ اجتہاد اور ان کے ذریعہ سے مسلمانوں میں جو تفقہ فی الدین کا شعور بیدار ہوا، اس کا مختصر خاکہ، حتی الوسع غیر مستند واقعات اور اختلافی روایات ومسائل سے گریز کرتے ہوئے مثبت انداز میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کے شیوخِ حدیث، تلامذہ، تدوینِ

فقہ کا پسِ منظر، فقہِ حنفی کی ترجیحات، تلامذہ، تصنیفات، آپ رحمۃ اللہ علیہ کی امتیازی خصوصیات، حیرت انگیز واقعات، دلپذیر باتیں اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی کے آخری احوال مثلاً: عہدۂ قضا کی پیش کش، ایک سازش اور قید خانہ میں دردناک موت وغیرہ وغیرہ کو ایک خاص اسلوب میں پیش کیا گیا ہے۔غرض اس عنوان میں ہم امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے تمام احوال وکمالات کا ایک مختصر علمی آئینہ ہے جو امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی کے تمام پہلوؤں پر محیط ہے۔

حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ جن کو دنیا امام اعظم کے عظیم لقب سے یاد کرتی ہے۔آپ رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت بڑی جامع الکمالات ہے۔آپ رحمۃ اللہ علیہ جیسے ایک بلند پایہ مجتہد، عظیم فقیہ، بلند مرتبت مفسر، بے مثل اصولی و متکلّم، صوفی باصفا، ولی اللہ، عابد، متقی، پرہیز گار، مجاہد فی سبیل اللہ، عظیم مدبر اور زیرک سیاستدان تھے، ایسے ہی آپ رحمۃ اللہ علیہ ایک جلیل القدر محدث اور پختہ کار حافظ الحدیث بھی تھے۔لیکن ان سب فضائل و کمالات کے ساتھ ساتھ آپ رحمۃ اللہ علیہ بہت بڑے مظلوم بھی ہیں اور آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنی زندگی میں ہی حاسدین کے حسد اور معاندین کی طعن وتشنیع کا نشانہ بنتے رہے، اور اس وقت سے لے کر اب تک یہ سلسلہ جاری وساری ہے۔لیکن جس کو اللہ تعالیٰ بلند کرنا چاہیں، اس کو کون نیچا دکھا سکتا ہے؟ چنانچہ لوگوں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو جتنا بدنام کرنے کی کوشش کی، اللہ نے اتنا ہی زیادہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو دنیا میں شہرت وعظمت عطا کی اور دن بدن آپ رحمۃ اللہ علیہ کے چاہنے اور ماننے والوں کی تعداد بڑھتی ہی جارہی ہے۔ ؎

کانٹوں میں ہے گھرا ہوا چاروں طرف سے پھول
پھر بھی کھلا ہوا ہے عجب خوش مزاج ہے!

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی عظیم شخصیت کے مختلف جہتوں کو نمایاں کرنے کے لیے یہ کتب کا سلسلہ مرتب کیا گیا ہے۔الحمدللہ! یہ کتاب بارہ (12) جلدوں میں مرتب کی گئی ہے۔

امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ (1): حیات وخدمات

امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ (2): شرفِ تابعیت اور وحدانی روایات

امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ (3): حدیث میں مقام ومرتبہ

امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ (4): مرویاتِ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ

امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ (5): فقہ میں مقام ومرتبہ

امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ (6): فقہِ اکبر اور وصایا

امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ (7): فضائل ومناقب

امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ (8): ناقدین کے مؤقف کا تحقیقی جائزہ

امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ (9): اعتراضات کا علمی جائزہ

امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ (10): امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور ابن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ

امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ (11): امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ

امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ (12): تقلید

اس کتاب ''امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ (1): حیات وخدمات'' میں چوبیس (24) ابواب ہیں:

باب 1 حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق نبوی پیشین گوئی اور القابات

باب 2 حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے مختصر حالاتِ زندگی

باب 3 امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا عہدِ طلبِ علمی

باب 4 امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے اساتذہ ومشائخ رحمۃ اللہ علیہم

باب 5 امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا سلسلۂ درس وتدریس

باب 6 امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے تلامذۂ حدیث وفقہ کی کثرت اور ان کا فضل وکمال

باب 7 امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی سیرت کے چند پہلو

باب 8 حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی فراست

باب 9 امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور علمِ قراءتِ قرآن

باب 10 سراج الامت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ اور علمِ کلام

باب 11 حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ اور علمِ حدیث

باب 12 امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی فقاہتِ حدیث

باب 13 تدوینِ فقہ اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمات

باب 14 حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور تصوف

باب 15 حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی معاشی سرگرمیاں

باب 16 امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے سیاسی افکار

باب 17 امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیفات

باب 18 امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی علم الکلام میں تصانیف

باب 19 امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی حدیث میں تصانیف

باب 20 امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب الآثار

باب 21 مؤلفین مسانیدِ ابی حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا تعارف

باب 22 امام ابوالمؤید محمد بن محمود خوارزمی رحمۃ اللہ علیہ (م ۶۵۵ھ): مؤلف ''جامع المسانید'' رحمۃ اللہ علیہ کا تعارف

باب 23 امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی فقہ میں تصانیف

باب 24 امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اہلِ حدیث علماء کی نظر میں

اللہ تعالیٰ اپنے خاص فضل وکرم اور لطف وعنایت سے اس خدمت کو شرفِ قبولیت سے نوازے۔ اور باقی حصوں کی تکمیل کی خاص توفیق عطا فرمائے۔ اخلاص، قبولیت اور استقامت سے نوازے۔ مجھے، میرے والدین، بہن بھائیوں، گھر والوں، اساتذۂ کرام اور احباب ومتعلقین کے لیے ذخیرۂ آخرت بنائے۔ آمین ثم آمین۔

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا ۖ إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ۝ (البقرة: 127)

ترجمہ اے ہمارے ربّ! ہم سے یہ خدمت قبول فرمالے، تو سب کی سننے اور سب کچھ جاننے والا ہے۔

اعجاز احمد اشرفی عفی عنہ

جمعۃ المبارک۔ 19 ذوالقعدۃ 1444ھ / 9 جون 2023ء

باب 1

حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق نبوی پیشین گوئی اور القابات

امام اعظم حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو اللہ تعالی نے جن علمی کمالات، مجتہدانہ صفات، حفظِ احادیث، فہمِ قرآن، تفقہ یعنی مبصرانہ فکر اور مجتہدانہ فیصلوں، عظیم فطری صلاحیتوں، سیاسی واقتصادی، معاشی وعمرانی اور معاشرتی معاملات سے واقفیت اور تجربات کی جس وافر دولت سے نوازا تھا، دراصل اس کے پس منظر میں پیغمبر اسلام، نبی آخر الزمان حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الصادق المصدوق کی بشارت اور پیش گوئی کو واقعاتی دنیا میں سچ کر دکھانا تھا۔ گویا امام اعظم حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے وجود، علم و تفقہ، دینی خدمات واجتہادات کو بھی بشارتِ نبوی کی صداقت اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیشین گوئی کی واقعاتی دلیل بنانا تھا۔

حضرت مولانا ظفر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمہ میں فرماتے ہیں:

"أما أبوحنيفة، فما أدرك ما أبوحنيفة! امام الأئمة، سراج الأمّة، كاشف الغُمَّة، ذو مناقب جمّة، طبّق علمُه الشرقَ والغرب من ديار الإسلام، و فاز بفضل التابعيّة فى عصرهٖ من بين الأنام، أذعَن لإمامته، واعترف بجلالته أَجِلَّةُ العلماء الأعلام، و أثنى عليه بسعة

العلم، و جودة الحفظ، و دقة الفهم جماعةٌ من المعدّلين، و فئة من المحدثين، مع وصفهم إيّاه بالزهد والورَع التام، والقبول العامّ من الخواصّ والعوام"۔

(اعلاء السنن ج19: مقدمة اعلاء السنن: قواعد فی علوم الحديث، ص305)

1 امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی بابت بشارتِ نبوی

حدیث 1:۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: كُنَّا جُلُوسًا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأُنْزِلَتْ عَلَيْهِ سُورَةُ الْجُمُعَةِ: {وَآخَرِينَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوا بِهِمْ} [الجمعة: 3] قَالَ: قُلْتُ: "مَنْ هُمْ يَا رَسُولَ اللهِ؟"۔ فَلَمْ يُرَاجِعْهُ حَتّٰى سَأَلَ ثَلَاثًا۔ وَفِينَا سَلْمَانُ الْفَارِسِيُّ، وَضَعَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَهٗ عَلٰى سَلْمَانَ، ثُمَّ قَالَ: "لَوْ كَانَ الإِيمَانُ عِنْدَ الثُّرَيَّا، لَنَالَهٗ رِجَالٌ - أَوْ رَجُلٌ - مِنْ هٰؤُلَاءِ"۔

(بخاری رقم 4897، 4898؛ مسلم رقم 230 - 2546، 231 - 2546؛ مسند احمد رقم 7950، 8081، 9406، 9440، 10057؛ ترمذی رقم 3310، 3933؛ سنن کبریٰ نسائی رقم 8220، 11528؛ مصنف ابن ابی شیبہ رقم 32516؛ فضائل الصحابة، للنسائی رقم 173؛ المسنَد الصَّحيح المُخَرّج على صَحِيح مُسلم رقم 11093؛ ابن حبان رقم 7123، 7308، 7309؛ معجم اوسط طبرانی 8838؛ شرح السنۃ بغوی رقم 3998، 3999، 4000؛ تاريخ أصبهان = أخبار أصبهان ج1 ص20، 21، 22، 23، 24، 25؛ حديث مصعب بن عبد الله الزبيرى رقم 118؛ فوائد تمام رقم 498؛ مشکوٰۃ رقم 6212؛ الصحيحة: 1017)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ سورت جمعہ کی یہ آیت اتری:

آیت 1:۔ وَّاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ ۭ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝ (الجمعة: 3)

ترجمہ: اور (اس رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت) اُن دوسرے لوگوں کے لیے بھی ہے جو ابھی اُن

سے نہیں ملے ہیں۔ اللہ زبردست اور حکیم ہے۔

میں نے عرض کیا: ''یا رسول اللہ! وہ کون لوگ ہیں؟''۔تو آپ ﷺ نے کوئی جواب نہ دیا، یہاں تک کہ تین دفعہ سوال کیا۔ ہمارے درمیان حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے،تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ پر اپنا دستِ مبارک رکھتے ہوئے ارشاد فرمایا:

''اگر ایمان ثریا ستارے کے پاس بھی ہو،تو ان (فارسیُ النسل) لوگوں میں سے کچھ لوگ اس کو وہاں سے بھی حاصل کر لیں گے''۔ یا آپ ﷺ نے فرمایا: ''فارسی النسل میں سے ایک آدمی اس کو وہاں سے بھی حاصل کرلے گا''۔

ایک روایت میں آپ ﷺ سے یہ الفاظ مروی ہیں:

حدیث 2:۔عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «لَوْ كَانَ الدِّينُ عِنْدَ الثُّرَيَّا، لَذَهَبَ بِهِ رَجُلٌ مِنْ فَارِسَ -أَوْ قَالَ- مِنْ أَبْنَاءِ فَارِسَ حَتَّى يَتَنَاوَلَهُ». (مسلم رقم 230-2546)

ترجمہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اگر دین ثریا کے پاس بھی ہو،تو فارس یا ابنائے فارس میں سے ایک شخص اس کو وہاں سے بھی پا لے گا''۔

حدیث 3:۔رَوَى عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ سُلَيْمَانَ، ثنا حَبِيبٌ كَاتِبُ مَالِكٍ، ثنا شِبْلُ بْنُ عَبَّادٍ، ثنا عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَلَا هٰذِهِ الْآيَةَ: {وَإِنْ تَتَوَلَّوْا يَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ} [محمد: 38]. فَسُئِلَ: «مَنْ هُمْ؟». قَالَ: «فَارِسُ، لَوْ كَانَ الدِّينُ بِالثُّرَيَّا لَتَنَاوَلَهُ رِجَالٌ مِنْ فَارِسَ». (تاریخ أصبهان=أخبار أصبهان ج1 ص25)

ترجمہ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی:

آیت 2:۔وَاِنْ تَتَوَلَّوْا يَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ ثُمَّ لَا يَكُوْنُوْٓا اَمْثَالَكُمْ ○

(محمد:38)

ترجمہ اگر تم منہ موڑو گے تو اللہ تمہاری جگہ کسی اور قوم کو لے آئے گا اور وہ تم جیسے نہ ہوں گے۔

تو آپ ﷺ سے سوال کیا گیا: ''وہ کون لوگ ہیں؟''۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''وہ فارس کے لوگ ہیں۔ اگر دین ثریا کے پاس بھی ہو،تو فارس میں سے کچھ لوگ اس کو وہاں سے بھی حاصل کر لیں گے''۔

حدیث 4:۔رَوَى يَزِيدُ بْنُ سُفْيَانَ أَبُو خَالِدٍ الْبَصْرِيُّ، عَنْ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ، عَنْ أَبِي عُثْمَانَ، عَنْ سَلْمَانَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «لَوْ كَانَ هٰذَا الدِّينُ مُعَلَّقًا بِالنَّجْمِ، لَتَمَسَّكَ بِهِ قَوْمٌ مِنْ أَهْلِ فَارِسَ لِرِقَّةِ قُلُوبِهِمْ». (تاریخ أصبهان=أخبار أصبهان ج1 ص25)

ترجمہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اگر یہ دین ستارے کے پاس معلق بھی ہو،تو اہلِ فارس میں سے ایک قوم اپنے دلوں کی رقت اور نرمی کی وجہ سے اس کو وہاں سے بھی تھام لے گی''۔

حدیث 5:۔أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ شُعْبَةَ الْبَصْرِيُّ فِي كِتَابِهِ، ثنا يَعْقُوبُ بْنُ غَيْلَانَ، ثنا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ، عَنْ سُفْيَانَ بْنِ عُيَيْنَةَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: «لَوْ كَانَ الْعِلْمُ مُعَلَّقًا بِالثُّرَيَّا، لَنَالَهُ نَاسٌ مِنْ أَبْنَاءِ فَارِسَ».

(تاریخ أصبهان=أخبار أصبهان ج1 ص26)

ترجمہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اگر علم ثریا کے پاس معلق بھی ہو،تو ابنائے فارس میں سے کچھ لوگ اس کو وہاں سے بھی حاصل کر لیں گے''۔

حدیث 6:۔حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْفَتْحِ، ثنا مُحَمَّدُ بْنُ دَاوُدَ بْنِ سُلَيْمَانَ، ثنا حُسَيْنُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ الْأَسْوَدِ، ثنا عَمْرُو بْنُ مُحَمَّدٍ، ثنا إِسْرَائِيلُ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ عُمَارَةَ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ: "لَوْ كَانَ الْإِيمَانُ مُعَلَّقًا بِالثُّرَيَّا لَنَالَهُ رِجَالٌ مِنْ فَارِسَ".

(تاریخ أصبهان=أخبار أصبهان ج1 ص26، ج2 ص340)

ترجمہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''اگر ایمان ثریا کے پاس معلق بھی ہو، تو فارس میں سے کچھ لوگ اس کو وہاں سے بھی حاصل کرلیں گے''۔

حدیث 7:۔حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ مَعْرُوفٍ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ قَيْسِ بْنِ سَعْدٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "لَوْ كَانَ الْإِيمَانُ مُعَلَّقًا بِالثُّرَيَّا لَنَالَهُ رِجَالٌ مِنْ أَبْنَاءِ فَارِسَ".

(مسند ابی یعلی رقم 1438، 1433؛ معجم کبیر طبرانی 18/(رقم 900)؛ مصنف ابن ابی شیبہ رقم 32515)

ترجمہ حضرت قیس بن سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''اگر دین ثریا کے پاس معلق بھی ہو، تو ابنائے فارس میں سے کچھ لوگ اس کو وہاں سے بھی پالے گے''۔

حدیث 8:۔أَخْبَرَنَا أَبُو الْحُسَيْنِ أَحْمَدُ بْنُ عُثْمَانَ بْنِ يَحْيَى الْبَزَّارُ بِبَغْدَادَ، ثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ مُحَمَّدٍ الدُّورِيُّ، ثَنَا هَاشِمُ بْنُ الْقَاسِمِ، ثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "رَأَيْتُ غَنَمًا كَثِيرَةً سَوْدَاءَ دَخَلَتْ فِيهَا غَنَمٌ كَثِيرَةٌ بِيضٌ". قَالُوا: "فَمَا أَوَّلْتَهُ يَا رَسُولَ اللهِ؟". قَالَ: "الْعَجَمُ يَشْرَكُونَكُمْ فِي دِينِكُمْ وَأَنْسَابِكُمْ". قَالُوا: "الْعَجَمُ، يَا رَسُولَ اللهِ!؟". قَالَ: "لَوْ كَانَ الْإِيمَانُ مُعَلَّقًا بِالثُّرَيَّا لَنَالَهُ رِجَالٌ مِنَ الْعَجَمِ وَأَسْعَدُهُمْ بِهِ النَّاسُ". هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِ الْبُخَارِيِّ وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ.

[التعليق - من تلخيص الذهبي] - على شرط البخاري

(مستدرک حاکم رقم 8194؛ احادیث اسماعیل بن جعفر رقم 449 مرسلاً)

ترجمہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''میں نے

(خواب میں) کالی بکریوں کا ایک ریوڑ دیکھا، کہ اس میں سفید بکریاں داخل ہوگئی ہیں''۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پوچھا: ''یا رسول اللہ! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کی کیا تاویل فرماتے ہیں''۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''عجم کے لوگ، کہ وہ تمہارے دین اور نسب میں شریک ہوجائیں گے''۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے سوال کیا: ''یا رسول اللہ! عجمی لوگ؟''۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''اگر ایمان ثریا کے پاس معلق بھی ہو، تو عجم میں سے کچھ لوگ اس کو وہاں سے بھی حاصل کرلیں گے، اور وہ سعادت مند ہوں گے''۔

حدیث 9:۔حَدَّثَنَا أَسْلَمُ بْنُ سَهْلٍ الْوَاسِطِيُّ، ثنا مُحَمَّدُ بْنُ الْفَرَجِ بْنِ كُرْدِيٍّ، ثنا مُحَمَّدُ بْنُ الْحَجَّاجِ اللَّخْمِيُّ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "لَوْ كَانَ الدِّينُ مُعَلَّقًا بِالثُّرَيَّا لَتَنَاوَلَهُ نَاسٌ مِنْ أَبْنَاءِ فَارِسَ".

(معجم کبیر طبرانی رقم 10470؛ تاریخ أصبهان=أخبار أصبهان ج2 ص340)

ترجمہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''اگر دین ثریا کے پاس معلق بھی ہو، تو ابنائے فارس میں سے کچھ لوگ اس کو وہاں سے بھی حاصل کرلیں گے''۔

حدیث 10:۔حَدَّثَنَا فَضْلُ بْنُ الْحَسَنِ الْأَنْصَارِيُّ بِسُوقِ الْأَهْوَازِ، نا مُحَمَّدُ بْنُ هَاشِمٍ، نا سُلَيْمَانُ بْنُ كِنَانَةَ بْنِ الْأَزْهَرِ بْنِ كِنَانَةَ، نا أَبِي كِنَانَةُ بْنُ الْأَزْهَرِ، عَنْ جَدِّهِ، عَنْ مَنْدُوسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "لَوْ كَانَ الدِّينُ مُعَلَّقًا بِالثُّرَيَّا لَتَنَاوَلَهُ قَوْمٌ مِنْ أَبْنَاءِ فَارِسَ".

(معجم الصحابة لابن قانع ج3 ص129 رقم 1102؛ الإصابة في تمييز الصحابة ج6 ص168 رقم 8229)

ترجمہ حضرت مَنْدُوسٌ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''اگر دین ثریا کے پاس معلق بھی ہو، تو ابنائے فارس میں سے ایک قوم اس کو وہاں سے بھی پالے

گی‘‘۔

تنبیہ یاد رہے کہ اس حدیث کا تعلق حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے فضائل ومناقب سے نہیں ہے جیسا کہ بعض حضرات کو غلط فہمی ہوئی ہے، بلکہ اس میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زمانۂ مستقبل کی ایک پیشین گوئی بیان کی ہے۔ یہ حدیث ایمان، دین اور علم، تینوں قسم کے الفاظ کے ساتھ مروی ہے۔ چونکہ اس روایت میں فضیلت کا تعلق اہلِ فارس کے ساتھ ہے، تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اہلِ فارس کی طرف اشارہ کرنے کے لیے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے کندھے پر ہاتھ رکھا کہ جس فارس سے یہ ہے، اسی قومِ فارس سے ایک شخص ہوگا جو دین کو ثریا کی بلندیوں سے بھی اتارے گا، اور اس کی معرفت حاصل کرے گا۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کا ذکر فقط اس لیے کیا کہ ان کا تعلق سرزمین فارس سے تھا۔

اس حدیث کو نو (9) مختلف صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے روایت کیا۔ صرف حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے اس روایت کو ان کے تیرہ (13) مختلف شاگردوں نے نقل کیا۔ اسی طرح دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بھی ان کے مختلف تلامذہ نے اس روایت کو نقل کیا ہے۔ اس روایت کو مختلف طرق واسانید کے ساتھ تقریباً اکتیس (31) محدثین رحمہم اللہ نے اپنی اپنی کتابوں میں اس حدیث کو نقل کیا ہے۔ ان میں سے کسی ایک محدث نے بھی اس روایت کو حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے فضائل میں ذکر نہیں کیا۔ خلاصۂ کلام یہ ہے کہ اس حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک پیشین گوئی کی ہے جو حرف بہ حرف مکمل ہوئی۔ یہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معجزات میں سے ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جس بات کی خبر دی، ویسا ہی ہوا، اور اس کا مصداق اکابر اہلِ علم کے نزدیک حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ قرار پائے۔

محدثین رحمہم اللہ کے نزدیک نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس پیشین گوئی کے مصداق امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں، کیونکہ آپ ماقبل امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پوتے امام اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ اور علّامۃ النسب امام احمد بن محمد قرطبی رحمۃ اللہ علیہ (م 555ھ) کے بیانات ملاحظہ کر چکے ہیں کہ امام صاحب

رحمۃ اللہ علیہ فارسیُ النسل تھے۔

نیز امام صفی الدین الخزرجی رحمۃ اللہ علیہ (م 923ھ) اور علامہ محمد بن جعفر کتانی رحمۃ اللہ علیہ (م 1345ھ) وغیرہ محدثین نے بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کو فارسیُ النسل قرار دیا ہے۔

(خلاصة تذهيب تهذيب الكمال، 3/ 181۔ طبع: دار الكتب العلمية، بيروت؛ الرسالة المستطرفة، ص 21۔ طبع دار الكتب العلمية، بيروت)

شیخ ابوزہرہ مصری رحمۃ اللہ علیہ بھی تصریح کرتے ہیں:

اخبار الثقاة من العلماء انه فارسی۔ (ابوحنیفہ: ص 16)

ترجمہ: ثقہ علماء کے بیانات اسی پر دلالت کرتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فارسی تھے۔

مولانا محمد اسماعیل سلفی رحمۃ اللہ علیہ غیر مقلد (م 1968ء) سابق امیر جمعیت اہلحدیث پاکستان نے بھی تسلیم کیا ہے:

’’حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فارسی تھے‘‘۔

(مقالات حدیث، ص 304۔ ناشر: اُم القری پبلی کیشنز، گوجرانوالہ)

اور فارسی النسل لوگوں میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کے علم اور آپ رحمۃ اللہ علیہ جیسے کمالات کا دوسرا شخص کوئی نہیں ہوا، اسی لیے امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ (م 911ھ) وغیرہ محدثین نے اس نبوی پیشین گوئی کا مصداق آپ رحمۃ اللہ علیہ کو ٹھہرایا ہے۔

(تبییض الصحیفة، ص 20، للسیوطیؒ؛ الخیرات الحسان، ص 30، لابن حجر ہیتمی مکیؒ)

حافظ محمد بن یوسف صالحی شافعی رحمۃ اللہ علیہ (م 942ھ)، اپنے شیخ امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ (م 911ھ) کے حوالہ سے لکھتے ہیں:

جزم به شيخنا من ان الامام اباحنيفة هو المراد من هذا الحديث السابق ظاهر لاشك فيه، لانه لم يبلغ من ابناء فارس احد فی العلم مبلغه ولا مبلغ اصحابه، وفيه معجزة ظاهرة للنبی صلّی الله عليه وسلّم حيث اخبر بما سيقع، وليس المراد بفارس البلد المعروف بل جنس من العجم، وهم الفرس، كان جد الامام ابی حنيفة منهم۔

(عقود الجمان، ص45)

ترجمہ: ہمارے شیخ (امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ) نے بڑے یقین کے ساتھ یہ فرمایا: ''اس حدیث کے مصداق امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں، اور یہ بات بالکل ظاہر اور شک وشبہ سے بالا ہے۔ کیونکہ فارسیُّ النسل لوگوں میں سے کوئی شخص بھی امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے تلامذہ کے علمی مقام کو نہیں پہنچ سکا۔ اس حدیث میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کھلم کھلا معجزہ ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک آئندہ ہونے والی بات کی خبر پہلے ہی دے دی ہے۔ اور اس حدیث میں فارس سے مراد کوئی خاص شہر (ایران) مراد نہیں ہے، بلکہ عجمی لوگوں کی ایک خاص قسم مراد ہے، اور یہ وہ لوگ ہیں جو فارسی نسل سے تعلق رکھتے ہیں، امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے دادا بھی اُن ہی میں سے تھے۔

مُسْنِدُ الہند حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (م1176ھ) فرماتے ہیں:

امام ابوحنیفۃ رحمۃ اللہ علیہ دریں حکم داخل است کہ خدا تعالیٰ علم فقہ را بردست دے شائع ساخت و جمعے از اہل اسلام راں بآں فقہ مہذب گردا دیندہ خصوصاً در عصر متاخر کہ دولت ہمیں مذہب است بس در جمیع بلدان وجمیع اقالیم بادشاہ حنفی اند وقضاۃ واکثر مدرساں واکثر عوام حنفی۔

(کلمات طیبات، ص168۔ بحوالہ مقام ابی حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ص86۔ از مولانا سرفراز خان صفدر صاحب رحمۃ اللہ علیہ)

ترجمہ: امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کی پیشین گوئی میں داخل ہیں کیونکہ خدا تعالیٰ نے علمِ فقہ کو آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ سے پھیلایا ہے اور اہلِ اسلام کی ایک بڑی جماعت کو آپ رحمۃ اللہ علیہ کی فقہ سے فائدہ پہنچایا ہے۔ خصوصاً اس آخری دَور میں کہ حکومت اسی مذہب کی ہے، تمام شہروں اور تمام ریاستوں میں بادشاہ حنفی ہیں اور قاضی صاحبان اور اکثر اساتذہ اور اکثر عوام حنفی ہیں۔

غیر مقلدین حضرات کے محقق اعظم نواب صدیق حسن خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ (م1307ھ) نے بھی تسلیم کیا ہے:

صواب آنست کہ ہم امام (ابوحنیفۃ رحمۃ اللہ علیہ) دراں داخل است۔

(اتحاف النبلاء، ص424، بحوالہ مقام ابی حنیفہؒ ص86)

ترجمہ: درست بات یہ ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اس بشارتِ نبوی میں داخل ہیں۔

2 امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی کنیت

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی کنیت ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہے۔ یہ کنیت آپ رحمۃ اللہ علیہ کی اتنی مشہور ہوئی کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے نام پر غالب آگئی۔ چنانچہ آج آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنے نام سے زیادہ اپنی اس کنیت سے مشہور ہیں۔ یہ کنیت آپ رحمۃ اللہ علیہ نے کیوں اختیار کی؟ اس بارے میں مختلف اقوال ہیں، لیکن صحیح قول یہی ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی یہ کنیت حقیقی نہیں، جیسا کہ عوام میں مشہور ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ایک بیٹی کا نام حنیفہ تھا جس کی وجہ سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو ابوحنیفہ کہا جاتا ہے۔ چنانچہ امام ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ (م973ھ) اس نظریہ کا رَد کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

وقيل كانت له بنت تسمّى بذلك، ورد بانه لا يعلم له ولد ذكر ولا انثى غير حماد۔ (الخیرات الحسان، ص45، طبع: ایچ ایم سعید کمپنی کراچی، مدنی کتب، کراچی)

ترجمہ: کہا جاتا ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی ایک بیٹی حنیفہ نام کی تھی (کہ جس کی وجہ سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی کنیت ابوحنیفہ ہے)، لیکن یہ قول مردود ہے، کیونکہ حماد رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی کسی اور اولاد کا ہونا معلوم نہیں ہے، نہ کسی بیٹے کا اور نہ کسی بیٹی کا۔

بلکہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی یہ کنیت وصفی ہے، جیسا کہ ابوالحسنات، ابوالکلام وغیرہ کنیتیں رکھی جاتی ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی کنیت ابوحنیفۃ بھی اسی وصفی اعتبار سے ہے، جس کا مطلب ہے ''اَبُوْ الْمِلَّۃِ الْحَنِیْفَۃ'' (ملتِ حنیفہ کے بزرگ)۔ کیونکہ آپ رحمۃ اللہ علیہ تمام ملتِ اسلامیہ کے امام اور پیشوا ہیں اور ملتِ اسلامیہ کا ایک نام حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرف منسوب ہونے کی وجہ سے مِلَّتِ حَنِیْفَہ بھی ہے۔ چنانچہ ارشادِ باری ہے:

آیت3:۔ فَاتَّبِعُوْا مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا ۭ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ○

(آل عمران:95)

ترجمہ: تم کو یکسو ہو کر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے طریقہ کی پیروی کرنی چاہیے، اور حضرت ابراہیم

علیہ السلام شرک کرنے والوں میں سے نہ تھے۔

آیت 4:۔وَمَنْ اَحْسَنُ دِیْنًا مِّمَّنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ وَّاتَّبَعَ مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا ۗ وَاتَّخَذَ اللّٰهُ اِبْرٰهِيْمَ خَلِيْلًا ○(النساء:125)

ترجمہ اُس شخص سے بہتر اور کس کا طریقِ زندگی ہوسکتا ہے جس نے اللہ کے آگے سرِ تسلیم خم کر دیا اور اپنا رویہ نیک رکھا اور یکسو ہو کر ابراہیم علیہ السلام کے طریقے کی پیروی کی، اُس ابراہیم علیہ السلام کے طریقے کی جسے اللہ نے اپنا دوست بنالیا تھا۔

امام اعظم ؒ نے بذاتِ خود اپنی کنیت "ابوحنیفہ" اختیار فرمائی، جس کا مطلب ہے: صاحبِ ملتِ حنیفہ، یعنی: "مللِ باطلہ سے اعراض کر کے ملتِ حق کو اختیار کرنے والا"۔ آپ ؒ کی ذات ملتِ حنفیہ اور دینِ اسلام کے لیے وقف تھی۔ ملتِ حنیفہ کی اسی نسبت کے باعث آپ کی کنیت عوام وخواص میں "ابوحنیفہ" مشہور ہوگئی۔

مورّخ کبیر علامہ محمد بن یوسف صالحی ؒ (م942ھ) لکھتے ہیں:

واتفقوا علی ان کنیتہٗ "ابوحنیفۃ" مؤنث حنیف، وھو المسلم لانہ المائل الی الدین المستقیم۔

(عقود الجمان، ص41۔ طبع: حیدر آباد دکن؛ الخیرات الحسان ص45)

ترجمہ تمام مورخین کا اس پر اتفاق ہے کہ آپ ؒ کی کنیت ابوحنیفہ ہے۔ اور حنیفہ حنیف کی مؤنث ہے۔ حنیف کا مطلب ہے مسلمان، کیونکہ مسلمان بھی دینِ مستقیم کی طرف مائل ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے چونکہ امام صاحب ؒ کو ملتِ حنیفہ کی پاسداری اور رہنمائی کے لیے منتخب فرمایا، اس لیے آپ ؒ ابوحنیفہ یعنی اَبُوْ الْمِلَّةِ الْحَنِيْفَةِ کہلائے۔ مفسر عظیم علامہ محمود زمخشری ؒ (م538ھ) نے اسی مناسبت سے فرمایا ہے:

وَتَّدَ اللهُ الأرضَ بالأعلام المنيفة
كما وَطّدَ الحنيفيّة بعلوم أبي حنيفة
الأئمة الجلّة الحنفية

أزمّة الملّة الحنيفيّة
الجود و الحلم حاتميّ و أحنفيّ
والدّين و العلم حنيفيّ و حنفيّ

(الرَّوضُ البَاسِمُ فی الذّبِّ عَنْ سُنَّةِ أبی القَاسِمِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ج1، ص311، للحافظ ابن الوزیرؒ طبع عالم الفوائد، جدۃ)

ترجمہ اللہ تعالیٰ نے زمین کو بلند ومضبوط پہاڑوں سے جکڑ دیا، جیسے ملت حنیفہ کو امام ابوحنیفہ ؒ کے علوم سے مضبوط کر دیا۔

جلیل القدر ائمہ احناف ہی ملت حنیفہ کی باگیں ہیں۔

سخاوت اور حلم اگر حاتمی اور احنفی ہے تو پھر دین اور علم حنیفی اور حنفی ہے۔

بعض لوگوں نے ذکر کیا ہے چوں کہ آپ ؒ نے دینِ حنیف کی جزئیات اور فروعات امت کے سامنے پیش کیں، یہ کنیت اسی اعتبار سے ہے یعنی ابو الملۃ الحنیفۃ۔ بعض حضرات نے لکھا ہے کہ حنیفہ عراقی زبان میں دوات کے معنی میں استعمال ہوتا ہے اور آپ ؒ چونکہ مسلسل علمی مشغلہ میں لگے رہتے تھے، اس وجہ سے آپ ؒ کو ابوحنیفہ کہا گیا۔

(الخیرات الحسان ص45؛ مقدمہ اوجز المسالک للشیخ زکریا 1/175، مطبوعہ دار القلم دمشق)

3 امام ابوحنیفہ ؒ کے لیے امام اعظم کا لقب

حضرت امام ابوحنیفہ ؒ چونکہ تمام ائمہ متبوعین میں عمر، علم، جلالتِ شان اور مرتبہ کے لحاظ سے سب سے بڑے ہیں، اس لیے آپ ؒ کو امام اعظم کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔

اس لقبِ عظیم کو اللہ تعالیٰ نے آپ کے لیے اتنا پسند فرمایا کہ یہ لقب آپ کے نام کا جزء بن گیا۔ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ۔

صرف احناف ہی نہیں بلکہ امتِ مسلمہ کے تقریباً تمام مکاتبِ فکر آپ کو اسی امام اعظم

کے لقب سے یاد کرتے ہیں، چنانچہ اس بارے میں کسی حنفی عالم کا حوالہ دینے کی ضرورت نہیں۔ دیگر مکاتبِ فکر کے جیّد علماء کے چند حوالے بطور نمونہ ہدیۂ قارئین ہیں:

1 مورّخ کبیر اور محدث شہیر امام شمس الدین ذہبی شافعی رحمۃ اللہ علیہ (م 748ھ)، کہ علوم حدیث میں جن کے تبحر اور فضل وکمال سے کون شخص ناواقف ہوگا؟ انہوں نے اپنی مایہ ناز کتاب ''تذکرۃ الحفاظ'' میں امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا شاندار ترجمہ لکھا ہے اور اس ترجمے کا آغاز اسی امام اعظم کے لقب سے کیا ہے۔

(تذکرۃ الحفاظ، ج 1، ص 126۔طبع: دارالکتب العلمیۃ، بیروت)

2 حافظ الحدیث والرجال امام ابوسعد عبدالکریم سمعانی شافعی رحمۃ اللہ علیہ (م 562ھ)، حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ (م 204ھ) کا سنِ ولادت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

وُلد ... سنة خمسين و مائة، لعله مات في يومها الامام الاعظم ابوحنيفة رضي الله عنه۔ (کتاب الانساب ج3 ص97)

ترجمہ آپ 150ھ میں شاید اُسی دن پیدا ہوئے جس دن امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے وفات پائی۔

۳ علامۃ الدہر امام محمد علی بن محمد بن علان علوی شافعی رحمۃ اللہ علیہ (م 1057ھ)، امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمہ میں لکھتے ہیں:

والإمام أبو حنيفة: فهو الإمام الأعظم والعلم المفرد المكرم إمام الأئمة...الخ۔

(الفتوحات الربانية على الأذكار النواوية ج 2 ص 155-المؤلف: محمد بن علان الصديقي الشافعي الأشعري المكي (المتوفى: 1057 ھ)۔ الناشر: جمعية النشر والتأليف الأزهرية)

ترجمہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ، جو کہ امام اعظم ہیں، وہ علم میں یکتا، مکرم ہیں، امام الائمہ ہیں۔

4 مورّخ کبیر علامہ عبدالحی ابن العماد حنبلی رحمۃ اللہ علیہ (م 1089ھ) نے مشہور اشعری محدث علامہ ابن الاہدل رحمۃ اللہ علیہ (م 855ھ) سے عبداللہ بن عبدان رحمۃ اللہ علیہ کے ایک خواب، جس میں ان کو اللہ تعالیٰ کی زیارت نصیب ہوئی، کے متعلق نقل کیا ہے:

فانظر إلى هذا وأضعافه مما وقع لكثير من كبراء الأمة، كالإمام الأعظم، والإمام أحمد، والإمام القشيري، وصاحب هذه الترجمة، وأضعافهم، من إخبارهم برؤيته تعالى في المنام۔

(شذرات الذهب في أخبار من ذهب، ج5 ص160۔ المؤلف: عبد الحي بن أحمد بن محمد ابن العماد العَكري الحنبلي، أبو الفلاح (المتوفى: 1089ھ)۔ الناشر: دار ابن كثير، دمشق-بيروت۔ الطبعة: الأولى، 1406ھ-1986م۔ عدد الأجزاء: 11)

اس واقعہ اور اس طرح کے کئی دیگر واقعات کی طرف نظر کیجیے، جو اکابرین امت، جیسے امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ، امام احمد رحمۃ اللہ علیہ، امام قشیری رحمۃ اللہ علیہ، صاحب ترجمہ عبداللہ بن عبدان رحمۃ اللہ علیہ اور ان جیسے دیگر ائمہ کو پیش آئے کہ خواب میں ان کو اللہ تعالیٰ کی زیارت نصیب ہوئی۔

اس بیان میں علامہ ابن الاہدل اشعری رحمۃ اللہ علیہ نے صراحتاً امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو امام اعظم سے ملقب کیا ہے۔

5 اور خود علامہ ابن العماد حنبلی رحمۃ اللہ علیہ نے جمال الدین محمد بن عبداللطیف زرندی حنفی رحمۃ اللہ علیہ (م 800ھ) کے ترجمہ میں تصریح کی ہے:

وبرع في مذهب الإمام الأعظم۔

(شذرات الذهب في أخبار من ذهب، ج8 ص624)

ترجمہ انہوں نے امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب میں کمال حاصل کیا۔

6 امام محمد بن ابراہیم الوزیر رحمۃ اللہ علیہ (م 840ھ)، جو امام الزیدیہ ہیں اور اہلِ سنت والجماعت کے ہاں بھی قابلِ احترام ہیں، انہوں نے اپنی کتاب ''الروض الباسم'' میں متعدد مقامات پر حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو امام اعظم کے لقب سے یاد کیا ہے۔

مثلاً: ایک مقام پر لکھتے ہیں:

فروی عن الامام الاعظم ابی حنیفة رضی الله عنه ان فاسق التصریح متی کان معروفا ۔۔۔ الخ۔ (الروض الباسم 2/503؛ ج2/543)

7 امام الصوفیاء علامہ عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ (م 973ھ) بھی کئی مقامات پر آپ کو امام اعظم کے لقب سے ملقب کرتے ہیں۔ مثلاً ایک مقام پر لکھتے ہیں:

وھا انا قد ابنت لك عن صحة ادلة مذھب الامام الاعظم ابی حنیفة رضی الله عنه ۔۔۔ (المیزان الکبریٰ الشعرانیة، ج1 ص85۔ طبع دارالکتب العلمیة، بیروت)

8 مؤرخ اسلام امام عزالدین ابن الاثیر الجزری رحمۃ اللہ علیہ (م 630ھ) نے اپنی تاریخ میں 150ہجری کے واقعات بیان کرتے ہوئے لکھا ہے:

و فی ھذہ السنة مات الامام الاعظم ابو حنیفة النعمان بن ثابت۔

(الکامل فی التاریخ، 5/595۔ طبع دارالصادر، بیروت)

ترجمہ: اسی سال (150ھ) امام اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت رحمۃ اللہ علیہ نے وفات پائی۔

9 مورخ اسلام امام حافظ محمد بن یوسف صالحی دمشقی شافعی رحمۃ اللہ علیہ (م 942ھ) مؤلف "سیرة الشامیہ" نے حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مناقب میں ایک بلند پایہ اور محققانہ کتاب تصنیف کی ہے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے اس امام اعظم کے لقب کو اپنی مذکورہ کتاب کا جزء بنا دیا ہے۔ اس کتاب کا پورا نام ہے:

عُقُوْدُ الْجُمَانِ فِیْ مَنَاقِبِ الْاِمَامِ الْاَعْظَمِ اَبِیْ حَنِیْفَةَ النُّعْمَانِ

اور پھر اس کتاب میں انہوں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو جا بجا امام اعظم کے لقب سے یاد کیا ہے۔

10 اسی طرح محدثِ جلیل اور فقیہِ عظیم امام ابن حجر مکی شافعی رحمۃ اللہ علیہ (م 973ھ) شارح المشکوٰة نے بھی امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مناقب میں ایک بہترین کتاب لکھی ہے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے اس لقب کو اس کتاب کے عنوان کا جزء بنایا ہے۔ کتاب کا عنوان ہے:

اَلْخَیْرَاتُ الْحِسَانُ فِیْ مَنَاقِبِ الْاِمَامِ الْاَعْظَمِ اَبِیْ حَنِیْفَةَ النُّعْمَانِ رحمۃ اللہ علیہ

یہ دونوں کتابیں مطبوعہ ہیں اور ہم نے ان دونوں کتابوں سے بہت زیادہ استفادہ کیا ہے۔ جَزَاھُمَا اللهُ اَحْسَنَ الْجَزَاءِ۔

4 غیر مقلدین میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا لقب امام اعظم

عصرِ حاضر کے کئی نامور علمائے غیر مقلدین بھی دیگر علمائے اسلام کی طرح حضرت امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو کھلے دل سے امام اعظم تسلیم کرتے ہیں۔

1 مولانا نواب صدیق حسن خان رحمۃ اللہ علیہ (م 1307ھ)، جو غیر مقلدین حضرات کے ہاں مجدد اور محققِ اعظم کے درجہ پر فائز ہیں، امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا تعارف کراتے ہوئے رقمطراز ہیں:

وَأَبُو حنيفَة النُّعْمَان بن ثَابت الإِمَام الْأَعْظَم۔

(الحطة في ذكر الصحاح الستة، ص90۔ المؤلف: أبو الطيب محمد صديق خان بن حسن بن علي ابن لطف الله الحسيني البخاري القِنَّوجي (المتوفى: 1307ھ)۔ الناشر: دار الكتب التعليمية - بيروت۔ الطبعة: الأولى، 1405ھ/1985م)

2 غیر مقلدین کے شیخ الکل مولانا نذیر حسین دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (م 1320ھ) بھی اپنے فتاویٰ وغیرہ میں جابجا آپ رحمۃ اللہ علیہ کو امام اعظم کہتے ہیں۔

(فتاویٰ نذیریہ، 1/504۔ طبع النور اکیڈمی، ملتان)

3 مولانا نذیر حسین دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد رشید اور بزرگ عالمِ دین مولانا محمد ابراہیم سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ (م 1956ء) نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو متعدد مقامات پر امام اعظم کے لقب سے یاد کیا ہے۔ مثلاً ایک مقام پر فرماتے ہیں:

اسی طرح امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ "فقہ اکبر" میں اندراج لوح محفوظ کی نسبت فرماتے ہیں ۔۔۔ الخ۔ (تاریخ اہل حدیث، ص73۔ طبع: مکتبہ قدوسیہ، لاہور، پاکستان)

نیز مولانا موصوف رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب "علمائے اسلام" میں امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا ترجمہ ان الفاظ سے شروع کیا ہے:

امام ابوحنیفہ نعمان بن ثابت ؒ کوفی الملقب بامام اعظم علیہ الرحمۃ والرضوان۔۔۔

(دوماہی مجلہ زمزم ص14، جمادی الاولیٰ وجمادی الاخریٰ 1426ھ، انڈیا)

4 مشہور غیر مقلد عالم اور مترجم صحاح ستہ مولانا وحید الزمان ؒ (م 1338ھ) حدیث "إِذَا اجْتَهَدَ فأخطأَ فلَهُ أَجْرٌ" کی شرح میں لکھتے ہیں:

خصوص امام اعظم ؒ کی نسبت وہ تو سب مجتہدوں سے زیادہ حدیث کے پیرو تھے۔

(لغات الحدیث، جلد1، باب الجیم، ص136۔ طبع میر محمد کتب خانہ، کراچی)

5 اسی طرح غیر مقلدین کے محدثِ اعظم مولانا عبدالرحمن مبارکپوری ؒ (م1353ھ) نے اپنی کتاب "تحقیق الکلام" (یہ وہ کتاب ہے کہ جس پر مسئلۂ فاتحہ خلف الامام میں غیر مقلدین کے مناظروں کا مدار ہے) میں اور مشہور صاحب التصانیف غیر مقلد مولانا صادق سیالکوٹی ؒ نے اپنی کتاب "صلوٰۃ الرسول" (جو غیر مقلدین میں کافی مقبول کتاب ہے) میں متعدد مقامات پر امام ابوحنیفہ ؒ کو امام اعظم کے لقب سے ذکر کیا ہے۔

(مثلاً دیکھئے: تحقیق الکلام، ج1 ص5، 7، 50، 110؛ ج2 ص82۔ طبع: عبدالتواب اکیڈمی ملتان؛ صلوٰۃ الرسول، ص120، 197، 443۔ طبع: نعمانی کتب خانہ لاہور)

مولانا محمد جونا گڑھی ؒ غیر مقلد (م1340ھ) لکھتے ہیں:

الحمدللہ! ہم امام اعظم ؒ کی عداوت سے، انہیں برا کہنے سے اور بُرا جاننے سے پاک ہیں۔ (مشکوٰۃ محمدی، ص23۔ طبع: مکتبہ محمدیہ، چیچہ وطنی، پاکستان)

الغرض امت کے تمام طبقوں میں امام ابوحنیفہ ؒ کو امام اعظم تسلیم کیا جاتا ہے۔

5 إِمَامُ الْمُسْلِمِيْن کا لقب

امیر المؤمنین فی الحدیث امام عبداللہ بن مبارک ؒ (م181ھ) نے امام صاحب ؒ کی مدح میں ایک نظم کہی تھی، جس کا ایک شعر ہے:

لَقَدْ زَانَ الْبِلَادَ وَ مَنْ عَلَيْهَا

إِمَامُ الْمُسْلِمِيْنَ أَبُوْ حَنِيْفَةَ

(تبییض الصحیفہ فی مناقب ابی حنیفہ، ص127، للامام السیوطیؒ، طبع ادارۃ القرآن، کراچی)

ترجمہ: تمام شہروں اور ان پر بسنے والے لوگوں کو امام المسلمین (مسلمانوں کے امام) ابوحنیفہ ؒ نے زینت بخشی ہے۔

مؤرخِ اسلام امام ابن تغری بردی ؒ (م874ھ) نے امام اعظم ؒ کے ترجمہ میں لکھا ہے:

و احسن من هذا ما قاله عبدالله بن المبارك فى مدح ابى حنيفة القصيدة المشهورة التى اولها۔

ترجمہ: امام ابوحنیفہ ؒ کی مدح میں سب سے بہترین منظوم کلام امام عبداللہ بن مبارک ؒ کا ہے، جو انہوں نے اپنے مشہور قصیدہ میں کہا ہے، جس کا پہلا شعر یہ ہے۔

پھر امام ابن تغری ؒ نے امام ابن المبارک ؒ کا یہ مذکورہ شعر ذکر کیا۔

(النجوم الزاهرة فى ملوك مصر والقاهرة، ج2 ص15۔ المؤلف: يوسف بن تغرى بردى بن عبد الله الظاهرى الحنفى، أبو المحاسن، جمال الدين (المتوفى: 874هـ)۔ الناشر: وزارة الثقافة والإرشاد القومى، دار الكتب، مصر)

محدث کبیر امام ابوعبداللہ الحاکم نیشاپوری ؒ (م405ھ) ایک حدیث کے ذیل میں فرماتے ہیں:

وَقَدْ وَصَلَ هٰذَا الْحَدِيْثَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، جَمَاعَةٌ مِنْ أَئِمَّةِ الْمُسْلِمِيْنَ غَيْرُ مَنْ ذَكَرْنَاهُمْ مِنْهُمْ: أَبُوْ حَنِيْفَةَ النُّعْمَانُ بْنُ ثَابِتٍ۔

(مستدرک حاکم ج2 ص187 تحت رقم 2714۔ طبع: دار الکتب العلمیہ، بیروت)

ترجمہ: اس حدیث کو ابواسحاق ؒ سے مذکورہ علماء کے علاوہ ائمہ مسلمین کی ایک جماعت نے بھی موصولاً بیان کیا ہے، جن میں سے امام ابوحنیفہ نعمان بن ثابت ؒ بھی ہیں۔

امام ابوسعد سمعانی ؒ (م562ھ)، ابوسعد العبدانی ؒ کے ترجمہ میں فرماتے ہیں:

أبو سعد محمد ابن عبد الحميد العبدانى، كان فقيها صالحا مكثرا من

الحديث، ولم يكن فی عصره من أصحاب إمام المسلمين أبی حنيفة مثله فی طلب الحديث۔ (السمعانی-ط الهندية (السمعانی) ج9ص183)

ترجمہ: ابوسعد عبدانی ؒ کے زمانہ میں امام المسلمین ابوحنیفہ ؒ کے اصحاب میں امام عبدانی ؒ سے زیادہ طلبِ حدیث کا اہتمام کرنے والا کوئی نہیں تھا۔

مؤرخ اسلام حافظ ابن العدیم حلبی ؒ (م660ھ) آپ ؒ کو ''امام مِنْ اَئِمَّةِ الْمُسْلِمِيْن'' کے لقب سے یاد کرتے ہیں۔

(بغية الطلب فی تاريخ حلب-ت زكار (كمال الدين ابن العديم) ج6ص2710)

6 امام الدنیا کا لقب

آپ ؒ چونکہ عالمگیر امام ہیں اور آپ ؒ کی زندگی میں ہی آپ ؒ کی فقہ اور آپ ؒ کے علمی وعملی کمالات کو دنیا نے تسلیم کرلیا تھا۔ اس لیے اس وقت سے آپ ؒ کو امام الدنیا (پوری دنیا کے امام) کے لقب سے پکارا جاتا ہے۔ چنانچہ حافظ المغرب علامہ ابن عبدالبر مالکی ؒ (م463ھ) نے جلیل القدر محدث ابومقاتل حفص بن سلم ؒ (م208ھ) سے بالسند یہ قول نقل کیا ہے:

وَكَانَ أَبُو حَنِيفَةَ إِمَامَ الدُّنْيَا فِي زَمَانِهٖ فِقْهًا وَعِلْمًا وَوَرَعًا۔

(الانتقاء فی فضائل ثلاثۃ الائمۃ الفقہاء، ص167۔طبع دار الکتب العلمیۃ، بیروت)

ترجمہ: امام ابوحنیفہ ؒ اپنے زمانہ میں فقہ، علم اور وَرع، ہر اعتبار سے امام الدنیا تھے۔

7 امامِ اہلِ سنت کا لقب

آپ ؒ اہلِ اسلام کے سوادِ اعظم ''اہلِ سنت والجماعت'' کے محبوب قائد ہیں اور اہلِ سنت میں آپ ؒ کی امامت کو بالاتفاق تسلیم کیا گیا ہے۔ اس لیے آپ ؒ کو امام اہلِ سنت بھی کہا جاتا ہے۔ امام ابن تیمیہ ؒ (م728ھ) آپ ؒ کو ائمۂ اہلِ سنت میں شمار کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

كَانَ أَئِمَّةُ أَهْلِ السُّنَّةِ كُلُّهُمْ مُتَّفِقِينَ عَلَى تَقْدِيمِ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ مِنْ وُجُوهٍ مُتَوَاتِرَةٍ كَمَا هُوَ مَذْهَبُ أَبِي حَنِيفَةَ۔۔۔۔

(منهاج السنة النبوية فی نقض كلام الشيعة القدرية، ج2ص73۔ المؤلف: تقی الدين أبو العباس أحمد بن عبد الحليم بن عبد السلام بن عبد الله بن أبی القاسم بن محمد ابن تيمية الحرانی الحنبلی الدمشقی (المتوفى: 728ھ)۔ الناشر: جامعة الإمام محمد بن سعود الإسلامية)

ترجمہ: تمام ائمہ اہلِ سنت اس پر متفق ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق ؓ اور حضرت عمر ؓ تمام صحابہ ؓ سے مقدم ہیں، جیسا کہ امام ابوحنیفہ ؒ کا مذہب ہے۔

مولانا محمد ابراہیم سیالکوٹی ؒ غیرمقلد (م1956ء) امام صاحب ؒ کے بارے میں لکھتے ہیں:

''آپ ؒ اہلِ سنت کے بزرگ امام ہیں اور آپ ؒ کی زندگی اعلیٰ درجہ کے تقویٰ اور تورع پر گزری ہے، جس سے کسی کو بھی انکار نہیں''۔ (تاریخ اہل حدیث، ص77)

8 امامِ اہلِ حدیث کا لقب

آپ ؒ جیسے اہلِ فقہ (فقہاء) کے امام ہیں، ایسے ہی آپ ؒ اہلِ حدیث (محدثین) کے بھی امام اور پیشوا سمجھے جاتے ہیں۔ اس پر تفصیل سے حوالے تو آگے کتاب میں آئیں گے، یہاں صرف بزرگ غیرمقلد عالم مولانا محمد ابراہیم سیالکوٹی ؒ (م1956ء) کا ایک حوالہ ملاحظہ کریں۔ چنانچہ مولانا ؒ لکھتے ہیں:

''اس عاجز زلہ ربائے علمائے متقدمین کی تحقیق، جو دیانت وادب ہر دو اَمروں کو ملحوظ رکھ کر یہ ہے کہ حضرت امام صاحب ؒ (امام ابوحنیفہ ؒ) اہلِ سنت اور اہلِ حدیث کے پیشوا (امام) تھے''۔ (تاریخ اہلِ حدیث، ص310)

9 امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا ائمہ سلف میں کا شمار

بعض لوگ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کوسلف کی صف سے خارج کر دیتے ہیں۔ان لوگوں کو معلوم ہونا چاہیے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نہ صرف یہ کہ سلف میں سے ہیں، بلکہ آپ رحمۃ اللہ علیہ اِمَامُ السَّلف ہیں۔

امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ (م ۷۲۸ھ)، جن کی پیروی کر کے سعودی علماء اپنے کوسلفی کہلواتے ہیں اور آج کل ہمارے ہندو پاک کے غیر مقلدین حضرات نے بھی ان سعودی علماء کی تقلید میں اپنے کواثری سے سلفی کہنا شروع کر دیا ہے۔موصوف نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کومتعدد مقامات پر ائمہ سلف میں ذکر کیا ہے۔مثلاً: وہ ایک مسئلہ کی تحقیق میں رقمطراز ہیں:

وَهُوَ خِلَافُ نَصِّ مَالِكٍ وَأَحْمَدَ وَأَبِي حَنِيفَةَ وَغَيْرِهِمْ مِنْ أَئِمَّةِ السَّلَفِ۔

(منهاج السنة النبوية فی نقض كلام الشيعة القدرية،ج 4 ص 501.الناشر: جامعة الإمام محمد بن سعود الإسلامية)

ترجمہ یہ بات امام مالک رحمۃ اللہ علیہ، امام احمد رحمۃ اللہ علیہ، امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر ائمہ سلف کی تصریح کے خلاف ہے۔

اس بیان میں حافظ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے صراحتاً امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کوائمہ سلف میں شمار کیا ہے۔

مولانا محمد ابراہیم سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ غیر مقلد حافظ موصوف کے اس حوالہ کونقل کر کے لکھتے ہیں:

''کہاں تک گنتے جائیں۔ مِنْهَاجُ السُّنّة ایسے حوالہ جات سے بھری پڑی ہے۔اور امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے حق میں دیگر ائمہ سنت کی طرح نہایت ہی حسن ظن رکھتے ہیں''۔(تاریخ اہل حدیث،ص78)

دکتور عبدالعزیز بن عبداللہ الحمیدی سلفی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

فان بعض السلفيين اذا ارادوا ان يتعرفوا على اتجاه انسان يقولون له: انت سلفي ام حنفي؟ ولا ادری ما اصل ذلك. فان اباحنيفة من اتباع التابعين و قيل انه من التابعين بينما الذين اشتهروا من العلماء بانهم اصحاب الحديث قد جاؤوا بعد ذلك. فكيف اخرجوا اباحنيفة من السلف وهو سابق لاكثر ائمة الحديث.

(الرسائل الشمولية،ص450۔طبع: دار عيون المعرفة،مكة المكرمة)

ترجمہ بعض (نام نہاد) سلفی جب کسی شخص کا مؤقف معلوم کرنا چاہتے ہیں تو اس سے پوچھتے ہیں،توسلفی ہے یا حنفی ہے؟ میں نہیں جانتا کہ اس کی اصل کیا ہے؟ جبکہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ تبع تابعین میں سے ہیں،اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ تابعین میں سے ہیں (اور یہی راجح ہے۔ناقل) اور وہ علماء جو اصحاب حدیث سے مشہور ہیں، وہ سب آپ رحمۃ اللہ علیہ کے بعد آئے ہیں۔پھر یہ (نام نہاد سلفی) کیوں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کوسلف سے خارج کر دیتے ہیں،حالانکہ آپ رحمۃ اللہ علیہ اکثر ائمہ حدیث سے متقدم ہیں۔

10 امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اہل حدیث علماء کی نظر میں

1 جماعت اہل حدیث کے شیخ الکل فی الکل، مجتہد، امام، فقیہ، اور محدث میاں نذیر حسین محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

فضائل سے امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ہم کوعین عزت اور فخر ہے، اس لئے کہ وہ ہمارے پیشوا ہیں۔۔۔۔۔۔ان کا مجتہد ہونا، اور متبع سنت اور متقی اور پرہیزگار ہونا کافی ہے ان کے فضائل میں۔(معیار الحق ص29)

یعنی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ شیخ الکل فی الکل کے پیشوا ہیں، اور موصوف امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کومجتہد بھی مانتے ہیں

2 جماعتِ اہلِ حدیث کے شیخ العرب والعجم علامہ ابومحمد بدیع الدین شاہ راشدی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب ''حق و باطل عوام کی عدالت میں'' کے صفحہ 21/ پر'' امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ خود

اہل حدیث تھے'' کی سرخی قائم کر کے چند سطر نیچے لکھتے ہیں:

''امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہمارے اہلِ حدیث ہوئے۔(حق وباطل عوام کی عدالت میں ص 21)

یعنی غیر مقلدین کے شیخ العرب والعجم کے بقول امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اہل حدیث تھے۔

3. جماعت اہل حدیث کے اپنے وقت کے امام العصر علامہ محمد ابراہیم سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''نعیم کی شخصیت ایسی نہیں ہے کہ اس کی روایت کی بناء پر امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ جیسے بزرگ امام کے حق میں بدگوئی کریں، جن کو حافظ الشمس ذہبی رحمۃ اللہ علیہ جیسے ناقد الرجال ''امام اعظم'' کے معزز لقب سے یاد کرتے ہیں''۔(تاریخ اہل حدیث 46)

آگے لکھتے ہیں:

آپ رحمۃ اللہ علیہ اہل سنت کے بزرگ امام ہیں اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی اعلی درجہ کے تقویٰ اور تورع پر گزری جس سے کسی کو انکار نہیں۔(تاریخ اہل حدیث 77)

یعنی مولانا ابراہیم سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ کے بقول امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ متقی وپرہیزگار ہونے کے ساتھ ساتھ اہل سنت کے بزرگ امام، بل کہ ''امام اعظم'' بھی تھے۔

4. سابق امیر جمعیت اہل حدیث پاکستان علامہ محمد اسماعیل سلفی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

جس قدر یہ (کوفہ کی) زمین سنگلاخ تھی، اسی قدر وہاں اعتقادی اور عملی اصلاح کے لئے ایک آہنی شخص حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ تھے جن کی فقہی موشگافیوں نے اعتزال وتجہم کے ساتھ رفض وتشیع کو بھی ورطۂ حیرت میں ڈال دیا۔ اللّٰھم! ارحمہ واجعل الجنۃ الفردوس ماواہ۔(فتاوی سلفیہ ص 341)

5. مشہور اہل حدیث عالم اور مصنف حکیم صادق سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

''تائیدِ ایزدی سے آپ (امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ) علم کی معراج کو پہنچ گئے۔آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ہمعصر لاینحل مسائل میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی طرف رجوع کرتے تھے۔علم کی خوبیوں اور بلندیوں کے سبب آپ رحمۃ اللہ علیہ امام اعظم کے لقب سے مشہور ہوگئے۔آپ رحمۃ اللہ علیہ بڑے عابد، زاہد، خدا ترس، متقی، پرہیزگار تھے''۔

مزید لکھتے ہیں:

''کیا اس سے ثابت نہیں ہوتا کہ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب اہل حدیث تھا''۔

آگے لکھتے ہیں:

''امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ قرآن اور حدیث کے عامل تھے''۔

اخیر میں لکھتے ہیں:

''لاکھوں رحمتیں ہوں امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ پر کہ انہوں نے حدیث پاک کو ہی اپنا مذہب بنایا''۔(سبیل الرسول ص 188)

یعنی سیالکوٹی صاحب کے بقول امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ متقی، پرہیزگار اور عابد ہونے کے ساتھ ساتھ اہلِ حدیث بھی تھے، اور یہی نہیں بلکہ امام اعظم بھی ہیں۔

6. مشہور اہل حدیث عالم محمد ابوالقاسم سیف بنارسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ اہل حدیث تھے اور دوسروں کو اہلِ حدیث بناتے تھے۔

(مسلک اہل حدیث پر ایک نظر ص 16)

یعنی امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ اہل حدیث تھے۔

7. غیر مقلدین کے مناظر جماعت اور جامعہ سید نذیر حسین محدث دہلوی کے ناظم تعلیمات فضیلۃ الشیخ رضاء اللہ عبدالکریم صاحب مدنی اپنی کتاب ''احباب دیوبند کی جماعتِ اہلِ حدیث پر کچھ تازہ کرم فرمائیاں'' کے صفحہ 28/ پر اجمالی جواب کے ذیل میں لکھتے ہیں:

''چاروں امام بھی ہماری جماعت کے تھے وہ بھی قرآن وحدیث ہی کو مانتے تھے ......(ہم) ان کو اہلِ حدیث مانتے ہیں''۔

یعنی مناظر جماعت صاحب کے بقول امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اہلِ حدیث بلکہ اہلِ حدیث کے امام تھے۔

8. مولانا سعید احمد چنیوٹی لکھتے ہیں:

''ائمہ اربعہ منہج اہل سنت اور منہج محدثین کے پیروکار اور اس پر سختی سے کاربند تھے وہ

کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ کو دیگر آراء پر مقدم کرنے کے قائل تھے''۔

(اتحاد ملت کا نقیب فکر اہل حدیث ہی کیوں؟ ص 23)

آگے صفحہ 27/ پر لکھتے ہیں:

''خود ائمہ اربعہ اور دوسرے مجتہدین کتاب وسنت کو ماخذ سمجھ کر ان کی طرف رجوع کرتے رہے''۔

9 ایک متعصب عالم ابوصہیب محمد داؤد ارشد لکھتے ہیں:

''حضرت امام ابوحنیفہ ؒ کے زہد، ورع، تقوی، تقدس، طہارت، آخرت کے مرتبہ اور ثواب ودرجات میں کسی طرح کا نقصان نہیں آسکتا''۔

(اہل حدیث اور اہل تقلید ص 82)

اہل حدیث مکتب فکر سے تعلق رکھنے والے حافظ عبد المنان صاحب محدث وزیر آبادی ؒ فرماتے ہیں:

''جو شخص ائمہ دین خصوصا امام ابوحنیفہ ؒ کی بے ادبی کرتا ہے اس کا خاتمہ اچھا نہیں ہوتا۔ (تاریخ اہل حدیث ص 486)

اہلِ حدیث مکتب فکر ہی سے تعلق رکھنے والے ایک دوسرے عالم، بلکہ اپنے وقت کے امام العصر مولانا محمد ابراہیم سیالکوٹی ؒ امام ابوحنیفہ ؒ سے متعلق اپنا ایک واقعہ نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

''اپنے ناظرین سے امید رکھتا ہوں کہ وہ بزرگانِ دین سے خصوصاً ائمہ متبوعین سے حسنِ ظن رکھیں اور بے ادبی وگستاخی سے پرہیز کریں کیوں کہ اس کا نتیجہ ہر دو جہاں میں موجب خسران اور نقصان ہے''۔ (تاریخ اہل حدیث ص 79)

ایک مولوی، امام ابوحنیفہ ؒ کی گستاخی کرنے کے بعد ایک ہفتہ کے اندر مرزائی (کافر) ہوگیا، جب اس کی خبر اہلِ حدیث عالم مولانا عبد الجبار غزنوی ؒ کو ملی تو آپ ؒ نے حدیث قدسی ''من عادی لی ولیا فقد آذنته بالحرب'' پڑھ کر فرمایا: ''میری نظر میں امام ابوحنیفہ ؒ ولی اللہ تھے جب اللہ کی طرف سے اعلانِ

جنگ ہوگیا، تو جنگ میں ہر فریق دوسرے کی اعلیٰ چیز کو چھینتا ہے۔ اس لئے ایسے شخص کے پاس ایمان کیسے رہ سکتا ہے؟''۔ (داؤد غزنوی 191)

11 امام ابوحنیفہ ؒ سے محبت کرنا سنّی ہونے کی اور آپ ؒ سے بغض رکھنا بدعتی ہونے کی علامت ہے

بات ہو رہی ہے کہ امام ابوحنیفہ ؒ ائمہ سلف اور ائمہ اہلِ سنت میں سے تھے، تو اس مناسبت سے عرض کرتے جائیں کہ ائمہ سلف میں امام ابوحنیفہ ؒ کا وہ عظیم الشان مقام ہے کہ آپ ؒ سے صرف محبت کر لینا ہی سنّی ہونے کی علامت سمجھی جاتی ہے اور آپ ؒ سے بغض رکھنے والا اہلِ بدعت میں شمار ہوتا ہے۔ اگر آپ ؒ کو ہماری اس بات پر اعتبار نہ آئے تو آیئے اس پر ائمہ حدیث کے کچھ اقوال آپ کے گوش گزار کریں۔ چنانچہ حافظ ذہبی ؒ (م 748ھ) نے امام ابومعاویہ الضریر ؒ (م 195ھ جو بقول ذہبی ؒ، الحافظ، الثبت اور محدث الکوفہ تھے) (تذکرۃ الحفاظ ج 1، ص 215) سے نقل کیا ہے:

حب ابی حنیفة من السنة۔ (سیر اعلام النبلاء، ج 6 ص 536)

ترجمہ امام ابوحنیفہ ؒ سے محبت کرنا سنت سے ہے۔

امام عبد العزیز بن ابی رواد ؒ (م 159ء، جو امام حاکم ؒ (م 405ھ) کی تصریح کے مطابق ثقہ، عابد، مجتہد اور شریف النسب تھے، (تہذیب التہذیب، ج 3، ص 362) فرماتے ہیں:

من احبَّ اباحنیفة فهو سنی ومن ابغضَهٗ فهو مبتدع۔

(اخبار ابی حنیفة واصحابہ، ص 86؛ الخیرات الحسان، ص 82؛ مناقب ابی حنیفة للموفق، ص 285؛ عقود الجمان ص 203)

ترجمہ جو شخص امام ابوحنیفہ ؒ سے محبت کرتا ہے وہ سنّی ہے اور جو آپ ؒ سے بغض رکھتا ہے وہ بدعتی ہے۔

نیز فرماتے ہیں:

بیننا و بین الناس ابوحنیفة، فمن احبه وتولاه علمنا انهٗ من اهل السنة، ومن ابغضه علمنا انه من اهل البدعة۔

(اخبار ابی حنیفۃ واصحابہ،ص86؛الخیرات الحسان،ص82)

ترجمہ ہمارے اور لوگوں کے درمیان حدِّ فاصل امام ابوحنیفہؒ ہیں، چنانچہ جو آپؒ سے محبت اور دوستی رکھتا ہے ہمیں معلوم ہو جاتا ہے کہ یہ شخص اہلِ سنت میں سے ہے، اور جو شخص آپؒ سے بغض رکھتا ہے تو ہمیں پتہ چل جاتا ہے کہ یہ شخص اہلِ بدعت میں سے ہے۔

12 امام ابوحنیفہؒ کے بے ادب چھوٹے رافضی ہیں

جو لوگ حضرات صحابہ کرامؓ کی گستاخی و بے ادبی کرتے ہیں، ان کو بڑے رافضی کہا جاتا ہے۔ اور جو لوگ امام ابوحنیفہؒ اور دیگر ائمہ متبوعین کے گستاخ و بے ادب ہیں، ان کو چھوٹے رافضی کہتے ہیں۔ خود غیر مقلدین کے شیخ الکل مولانا نذیر حسین دہلویؒ (م 1320ھ) نے بھی ایسے لوگوں کو چھوٹے رافضی قرار دیا ہے۔ چنانچہ مولانا محمد ابراہیم سیالکوٹیؒ غیر مقلد (م 1956ء) لکھتے ہیں:

''مولانا ثناء اللہ امرتسری مرحومؒ نے مجھ سے بیان کیا کہ جن ایام میں مَیں کانپور میں مولانا احمد حسن کانپوری صاحبؒ سے علم منطق کی تحصیل کرتا تھا۔ اختلاف مذاق ومشرب کے سبب احناف سے میری گفتگو رہتی تھی، ان لوگوں نے مجھ پر الزام تھوپا کہ تم اہلِ حدیث لوگ ائمہ دین کے حق میں بے ادبی کرتے ہو۔ میں نے اس کے متعلق حضرت میاں صاحب مرحوم دہلوی یعنی شیخ الکل حضرت سیّد نذیر حسین صاحب مرحومؒ سے دریافت کیا تو آپؒ نے جواب میں کہا کہ ہم ایسے شخص کو، جو ائمہ دین (امام ابوحنیفہؒ وغیرہ۔ ناقل) کے حق میں بے ادبی کرے، چھوٹا رافضی جانتے ہیں''۔

علاوہ بریں میاں صاحب مرحوم ''مِعْیَارُ الْحَقّ'' میں حضرت امام صاحبؒ کا ذکر ان الفاظ میں کرتے ہیں:

اِمَامُنَا وَ سَیِّدُنَا ابوحنیفة النعمانؒ اَفَاضَ اللهُ عَلَیْنَا شآبِیبَ الْعَفْوِ وَالْغُفْرَانْ۔ (ص2)

ترجمہ حضرت ابوحنیفہ نعمانؒ ہمارے امام اور ہمارے سردار ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمارے اوپر معافی اور بخشش کی بارش نازل فرمائے۔

نیز فرماتے ہیں کہ مجتہد ہونا اور متبع سنت اور متقی اور پرہیز گار ہونا کافی ہے ان کے فضائل میں، اور آیت کریمہ: اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَاللّٰہِ اَتْقٰکُمْ زینت بخش مراتب ان کے لیے ہے۔ (ص5) (تاریخ اہلِ حدیث،ص96)

باب 2

حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے مختصر حالاتِ زندگی

سیدنا امام الائمہ، سراج الامہ، رئیس الفقہاء، محدثِ کبیر، حافظِ حدیث، امام اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت الکوفی رحمۃ اللہ علیہ (و:80ھ-م:150ھ) کے اوصافِ مخصوصہ: علم وعمل، زہد وتقویٰ، ریاضت وعبادت اور فہم وفراست کی طرح، آپ رحمۃ اللہ علیہ کی شانِ محدثیت، حدیث دانی اور حدیث بیانی بھی، اہل ایمان میں مسلم اور ایک نا قابل انکار حقیقت ہے؛ لیکن اس کے باوجود، کچھ کم علم اور متعصب افراد نے امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ پر ''قلیل الحدیث'' اور ''یتیم فی الحدیث'' وغیرہ ہونے کا الزام لگایا ہے، جو خالص حسد وعناد پر مبنی ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ صرف محدث ہی نہیں بلکہ امامِ حدیث، حافظِ حدیث اور صاحبِ ''جرح وتعدیل'' ہونے کے ساتھ ساتھ، کثیر الحدیث ہونے میں بعد کے محدثین مثلاً: امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور مسلم رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ کے ہم پلہ ہیں، جس سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کا علمِ حدیث میں بلند مقام ومرتبہ کا ہونا ظاہر ہے؛ نیز آپ رحمۃ اللہ علیہ پر حدیث کے حوالے سے کیے گئے اعتراضات کا بے بنیاد ہونا بھی ان شاء اللہ ثابت ہوجائے گا۔

1 حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا سنِ ولادت

امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت باسعادت پر مندرجہ ذیل پانچ اقوال ملتے ہیں:

1 پہلے قول کے مطابق آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 80ھ میں ہوئی۔

2 دوسرے قول کے مطابق آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 70ھ میں ہوئی۔

3 تیسرے قول کے مطابق آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 61ھ میں ہوئی۔

4 چوتھے قول کے مطابق آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 60ھ میں ہوئی۔

5 پانچویں قول کے مطابق آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 63ھ میں ہوئی۔

1 پہلا قول: 80 ہجری

جمہور ائمہ کے نزدیک یہ قول مقبول، معروف اور مختار ہے، یعنی امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت راجح قول کے مطابق 80 ہجری میں ہوئی۔

1 آپ رحمۃ اللہ علیہ کے جلیل القدر پوتے امام اسماعیل بن حماد رحمۃ اللہ علیہ (م ۲۱۲ھ) کا بیان ہے:

وُلد جدی فی سنۃ ثمانین۔

(تاریخ بغداد وذیولہ، ج13 ص326۔ طبع: دار الکتب العلمیۃ بیروت)

ترجمہ: میرے دادا جان (امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ) 80 ہجری میں پیدا ہوئے۔

2 حافظ برہان الدین ابناسی رحمۃ اللہ علیہ (م ۸۰۲ھ) اور حافظ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ (م ۹۰۲ھ) امام اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ کے اس بیان کی تائید کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

ومولدہ فیما قالہ حفیدہ اسماعیل بن حماد سنۃ ثمانین۔

(الشذ الفیاح من علوم ابن الصلاح، 2/ 734۔ طبع: مکتبۃ الرشد الریاض؛ فتح المغیث شرح الفیۃ الحدیث، 3/ 257۔ طبع: دار الکتب العلمیۃ، بیروت)

ترجمہ: امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 80 ہجری میں ہوئی جیسا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پوتے امام اسماعیل بن حماد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے۔

3 امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے شاگردِ رشید اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے استاذِ کبیر امام ابونعیم فضل بن دکین رحمۃ اللہ علیہ (م218ھ) نے بھی تصریح کی ہے:

وُلِدَ أَبُو حَنِيفَةَ سَنَةَ ثَمَانِينَ۔

(التاریخ الصغیر، 2/ 93، للبخاریؒ، طبع: دار المعرفۃ، بیروت؛ تاریخ ابی زرعۃ الدمشقی، ص 118، طبع: دار الکتب العلمیۃ، بیروت؛ تاریخ مولد العلماء ووفیاتهم ج1 ص199؛ أخبار أبي حنيفة وأصحابه ص18؛ الانتقاء فی فضائل الثلاثة الأئمة الفقهاء مالك والشافعي وأبي

حنیفة ص122،123)

ترجمہ امام ابوحنیفہؒ 80 ہجری میں پیدا ہوئے۔

علامہ عینیؒ فرماتے ہیں:

ولد أبو حنيفة، رضي الله عنه، سنة ثمانين من الهجرة في خلافة عبد الملك بن مروان. قال أبو عمر بن عبد البر: ولا خلاف في مولده أنه ولد سنة ثمانين من الهجرة، و كذا قال محمد بن سعد، عن الواقدي، عن حماد بن أبي حنيفة، أنه قال: ولد أبو حنيفة سنة ثمانين، وهذا أصح الأقوال. (مغاني الأخيار في شرح أسامي رجال معاني الآثار، للعيني، ج3 ص120)

ترجمہ امام ابوحنیفہؒ عبدالملک بن مروانؒ کی خلافت میں 80ھ میں پیدا ہوئے۔ ابن عبدالبرؒ فرماتے ہیں: اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ آپؒ کی پیدائش 80ھ میں ہوئی۔ ایسا ہی محمد بن سعدؒ نے واقدیؒ سے، انھوں نے حماد بن ابی حنیفہؒ سے روایت کیا ہے کہ حضرت امام ابوحنیفہؒ 80ھ میں پیدا ہوئے۔ یہ صحیح ترین قول ہے۔

استاذ ابوزہرہ مصریؒ نے ۸۰ھ والے قول کو ترجیح دی ہے، اور تصریح کی ہے کہ اکثر محدثین اسی کے قائل ہیں۔

(ابوحنیفہ حیاتہ وعصرہ، آراؤہ وفقہہ ص15۔ طبع: دار الفکر العربی، القاہرة)

2 دوسرا قول: 70 ہجری

حضرت امام ابوحنیفہؒ کی پیدائش 70ھ میں ہوئی۔

1 حضرت امام ابوقاسم سمنانیؒ فرماتے ہیں:

وأبو حنيفة في رواية ابن كاس ولد سنة سبعين وفي رواية حماد سنة ثمانين وتوفي سنة خمسين ومائة

(روضة القضاة وطريق النجاة، ج4 ص1497۔ المؤلف: علي بن محمد بن أحمد، أبو القاسم الرحبى المعروف بابن السِّمناني (المتوفى: 499 ھ)۔ الناشر: مؤسسة

الرسالة، بيروت-دار الفرقان، عمان)

ترجمہ حضرت امام ابوحنیفہؒ، ابن کاسؒ کی روایت کے مطابق 70ھ میں پیدا ہوئے۔ اور حضرت حماد بن ابی حنیفہؒ کی روایت کے مطابق 80ھ میں پیدا ہوئے۔ اور 150ھ میں وفات پائی۔

2 امام سمعانیؒ نے اپنی کتاب ''الانساب'' کے باب ''الخاء والزاء'' میں ''خزاز'' کے تذکرہ میں حضرت امام ابوحنیفہؒ کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

ولد سنة سبعين، وتوفي سنة خمسين ومائة.

(الأنساب، ج5 ص111 رقم 1383۔ المؤلف: عبد الكريم بن محمد بن منصور التميمي السمعاني المروزي، أبو سعد (المتوفى: 562ھ)۔ الناشر: مجلس دائرة المعارف العثمانية، حيدر آباد)

ترجمہ حضرت امام ابوحنیفہؒ 70ھ میں پیدا ہوئے، اور 150ھ میں فوت ہوئے۔

3 علامہ بدر الدین عینیؒ (المتوفی 855ھ) حضرت امام ابوحنیفہؒ کا سنِ پیدائش کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

ويقال: ولد سنة سبعين.

(مغاني الأخيار في شرح أسامي رجال معاني الآثار، للعيني، ج3 ص120؛ عمدة القاری شرح صحیح البخاری 9ج ص95)

ترجمہ کہا جاتا ہے کہ حضرت امام ابوحنیفہؒ کا سنِ ولادت 70ھ ہے۔

عصرِ حاضر کے عظیم محقق علامہ زاہد الکوثریؒ (المتوفی 1371ھ) نے اسی قول کو ترجیح دی ہے، اور اس پر انھوں نے کئی ٹھوس شواہد بھی پیش کیے ہیں۔

(تانیب الخطیب علی ماساقه في ترجمة ابي حنيفه من الاكاذيب، ص39 تا 43۔ تالیف: حضرت علامہ مولانا محمد زاهد الحسن الكوثریؒ (المتوفی 1371ھ)

حضرت مولانا سید احمد رضا بجنوریؒ (تلمیذ و داماد حضرت علامہ محمد انور شاہ کشمیریؒ) فرماتے ہیں: ''حضرت امام ابوحنیفہؒ 70ھ میں پیدا ہوئے۔ سنِ ولادت

میں اختلاف ہے۔علامہ کوثری رحمۃ اللہ علیہ نے 70ھ کو قرائن ودلائل سے ترجیح دی ہے۔

(مقدمہ انوار الباری اردو شرح صحیح البخاری ج 1 ص 41۔طبع: ادارۂ تالیفاتِ اشرفیہ، ملتان، شعبان 1425ھ)

3 تیسرا قول: 61ہجری

تیسرے قول کے مطابق حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 61ھ میں ہوئی۔یہ قول بالعموم بہت سی نگاہوں سے اوجھل رہا ہے۔اس قول سے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی تابعیت سے متعلق بہت سے شبہات خود بخود دور ہوجاتے ہیں۔بیشک یہ قول مختار نہیں ہے،لیکن اس قول کو بھی کئی محدثین اور مؤرخین کی تائید حاصل ہے۔

1 قَالَ: حَدَّثَنَا حسن ابن الخلال، قال: سمعت مزاحم بن ذواد بن علبة يذكر، عن أبيه أو غيره، قال: ولد أبو حنيفة سنة إحدى وستين، ومات سنة خمسين ومائة.

(تاریخ بغداد ج 15 ص 444-الناشر: دار الغرب الإسلامي - بيروت؛ تاریخ بغداد وذیولہ، ج13 ص331۔الناشر: دار الكتب العلمية-بيروت)

ترجمہ امام مُزاحم بن ذَوّاد رحمۃ اللہ علیہ، اپنے والد حضرت ذَوّاد رحمۃ اللہ علیہ، یا کسی اور شخص سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے فرمایا: ''حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 61ھ میں اور وفات 150ھ میں ہوئی''۔

2 سنن ترمذی کے راوی امام مُزاحم بن ذَوّاد رحمۃ اللہ علیہ خود فرماتے ہیں۔

أنه ولد عام إحدى وستين۔ (مناقب الامام الاعظم ابی حنیفہ، للکردری، ج1 ص5)

ترجمہ حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 61ھ میں ہوئی۔

3 امام ابن خلکان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

وكانت ولادة أبي حنيفة سنة ثمانين للهجرة، وقيل: سنة إحدى وستين، والأول أصح. (وفيات الأعيان وأنباء أبناء الزمان ج5 ص413)

ترجمہ حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 80ھ میں ہوئی۔اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ آپ

رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 61ھ میں ہوئی۔

4 حضرت علامہ عبد القادر بن محمد بن نصر الله القرشي، أبو محمد، محيي الدين الحنفي رحمۃ اللہ علیہ (المتوفى: 775ھ) فرماتے ہیں:

الصَّحِيح أَنه ولد سنة ثَمَانِينَ وَقيل إِحْدَى وَسِتِّينَ وَقيل ثَلَاث وَسِتِّينَ. (الجواهر المضية في طبقات الحنفية ج1 ص27)

ترجمہ صحیح یہ ہے کہ حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 80ھ میں ہوئی۔اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 61ھ میں ہوئی۔اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 63ھ میں ہوئی۔

4 علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

امام مُزاحم بن ذَوّاد رحمۃ اللہ علیہ، اپنے والد حضرت ذَوّاد رحمۃ اللہ علیہ، یا کسی اور شخص سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے فرمایا: ''حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 61ھ میں اور وفات 150ھ میں ہوئی''۔

(مغاني الأخيار في شرح أسامي رجال معاني الآثار، للعيني، ج3 ص120)

دوسری جگہ فرماتے ہیں:

وَقيل: مولده سنة إِحْدَى وَسِتِّينَ. (عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری ج9 ص95)

ترجمہ کہا گیا ہے کہ حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 61ھ میں ہوئی۔

6 علامہ ابن حجر ہیتمی مکی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی 973ھ) بعض علماء کا شاذ قول نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

أنه ولد سنة إحدى وستين. (الخیرات الحسان ص42۔طبع: مدنی کتب خانہ، کراچی)

ترجمہ حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 61ھ میں ہوئی۔

4 چوتھا قول: 60ہجری

چوتھے قول کے مطابق حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 60ھ میں ہوئی۔یہ قول امام محمد بن ابراہیم الوزیر رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی 840ھ) کا ہے، کیونکہ انھوں نے امام

ابوحنیفہؒ کا سنِ وفات 150ہجری ذکر کیا ہے، اور ساتھ تصریح کی ہے کہ اس وقت آپؒ کی عمر نوے (90) سال سے متجاوز تھی۔

اس طرح آپؒ کا سنِ ولادت کم از کم ساٹھ (60) ہجری بنتا ہے۔

أنّ أبا حنيفة كان من المعمّرين، وتأخّرت وفاته إلى سنة خمسين ومائة، وقدجاوز التسعين.

(الرّوضُ البَاسِمُ فی الذّبِّ عَنْ سُنَّةِ أبي القَاسِمِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ج1 ص313۔ المؤلف: ابن الوزير، محمد بن إبراهيم بن علي بن المرتضى بن المفضل الحسني القاسمي، أبو عبدالله، عز الدين، من آل الوزير (المتوفى: 840ھ). الناشر: دار عالم الفوائدللنشر والتوزيع. عددالأجزاء: 2)

5 پانچواں قول: 63ہجری

پانچویں قول کے مطابق حضرت امام ابوحنیفہؒ کی ولادت 63ھ میں ہوئی۔ یہ قول حافظ عبدالقادر قرشیؒ (المتوفی 775ھ) نے نقل کیا ہے۔

الصَّحِيح أَنه ولد سنة ثَمَانِينَ وَقيل إِحْدَى وَسِتِّينَ وَقيل ثَلَاث وَسِتِّينَ وَأَجْمعُوا على أَنه مَاتَ سنة خمسين وَمِائَة۔

(الجواهر المضية في طبقات الحنفية، ج1 ص27۔ المؤلف: عبد القادر بن محمد بن نصر الله القرشي، أبو محمد، محيي الدين الحنفي (المتوفى: 775ھ). الناشر: مير محمد كتب خانه- كراتشي. عددالأجزاء: 2)

6 اہم علمی نکتہ

دوسرے، تیسرے، چوتھے، پانچویں قول کی روایات کے مطابق امام اعظمؒ کی ولادت 80ھ میں نہیں، بلکہ 70ھ، 63ھ، 61ھ، 60ھ میں ہوئی، جن کی مناسبت سے امام اعظمؒ کی عمر وصال کے وقت 80 سے 90 سال بنتی ہے۔ گویا پہلے قول کے لحاظ سے اِن اقوال کو ماننے سے آپؒ کی عمر میں 10 سے 20 سال کا واضح فرق پڑتا ہے۔ اگر امام اعظمؒ کی ولادت کا سال آخری چار اقوال میں سے کسی

ایک کو بھی تسلیم کرلیا جائے، تو اس سے آپؒ کی تابعیت یا آپؒ کے صحابہ کرامؓ سے سماع کرنے پر بعض لوگوں نے جو اعتراضات واشکالات وارد کیے ہیں، وہ خودبخود ختم ہوجاتے ہیں۔

2 جائے ولادت

حضرت امام ابوحنیفہؒ کی ولادت اموی خلیفہ عبد الملک بن مروانؒ کے زمانے میں 80ھ میں کوفہ میں ہوئی، آپؒ کا نام نعمان بن ثابتؒ تھا۔ آپؒ ایک عجمی النسل خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ آپؒ کے دادا ایران سے ہجرت کرکے کوفہ تشریف لائے اور کوفہ ہی کو اپنا وطن بنایا۔ کوفہ حضرت علیؓ کے زمانہ میں ہی علم وتحقیق کا مرکز بن چکا تھا۔ حضرات صحابہؓ کی بہت بڑی جماعت کوفہ میں قیام پذیر تھی، حرمین شریفین کے بعد کوفہ سب سے بڑا علمی وروحانی مرکز تھا۔

امام صاحبؒ کی تبحرِ حدیث میں، اس کا بھی دخل ہے کہ آپؒ کی اولین درس گاہ ''کوفہ'' ہے جس کے سرپرست اعلیٰ: حضرت علیؓ اور صدر مدرس حضرت عبداللہ بن مسعودؓ تھے۔ واضح رہے کہ یہ ''کوفہ'' ان حضرات کے ورودِ مسعود سے پہلے بھی علمِ حدیث کا شہر تھا اور بعد میں تو خیر رہا ہی۔

کوفہ جو امام ابوحنیفہؒ کا مولد ومسکن ہے، اسلام کی وسعت وتمدن کا گویا دیباچہ تھا۔ اصل عرب کی روز افزوں ترقی کے لئے عرب کی مختصر آبادی کافی نہ تھی۔ اس ضرورت سے حضرت عمرؓ نے حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کو جو اس وقت حکومتِ کسریٰ کا خاتمہ کرکے مدائن میں اقامت گزیں تھے، خط لکھا:

''مسلمانوں کے لئے ایک شہر بساؤ جو ان کا دارالہجرت اور قرارگاہ ہو''

حضرت سعدؓ نے کوفہ کی زمین پسند کی۔ 17ھ میں اس کی بنیاد کا پتھر رکھا گیا۔ اور معمولی سادہ وضع کی عمارتیں تیار ہوئیں۔ اسی وقت عرب کے قبائل ہر طرف سے آکر آباد ہونے شروع ہوئے۔ یہاں تک کہ تھوڑے دنوں میں وہ عرب کا ایک خطہ بن

گیا۔

حضرت عمر ؓ نے یمن کے بارہ ہزار اور نزار کے آٹھ ہزار آدمیوں کے لئے جو وہاں جا کر آباد ہوئے، روزینے مقرر کر دیئے۔ چند روز میں جمعیت کے اعتبار سے کوفہ نے وہ حالت پیدا کی کہ جناب فاروق ؓ کوفہ کو "رمح اللہ، کنز الایمان، جمجمۃ العرب" یعنی خدا کا علم، ایمان کا خزانہ، عرب کا سر، کہنے لگے۔ اور خط لکھتے تو اس عنوان سے لکھتے تھے:

"الی رأس الاسلام، الی رأس العرب"۔

بعد میں حضرت علی ؓ نے اس شہر کو دار الخلافہ قرار دیا۔

صحابہ ؓ میں سے ایک ہزار پچاس اشخاص جن میں چوبیس وہ بزرگ تھے جو غزوۂ بدر میں رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب رہے تھے، وہاں گئے اور بہتوں نے سکونت اختیار کر لی۔ ان بزرگوں کی بدولت ہر جگہ حدیث وروایت کے چرچے پھیل گئے تھے اور کوفہ کا ایک ایک گھر حدیث وروایت کی درسگاہ بنا ہوا تھا۔

3 نام ونسب اور خاندانی تعارف

آپ ؒ کا نامِ نامی اسمِ گرامی نعمان ہے۔ اور آپ ؒ کا سلسلۂ نسب یوں ہے:
نعمان بن ثابت بن نعمان بن مرزبان۔۔۔الخ

امام صاحب ؒ کا نام بالاتفاق نعمان بن ثابت ہے اور کنیت ابوحنیفہ ہے، البتہ دادا کا نام بعض حضرات نے نعمان اور بعض حضرات نے زوطی بن ماہ بتایا ہے، امام صاحب ؒ کے پوتے اسماعیل ؒ کا بیان ہے:

"میرا نام اسماعیل بن حماد بن نعمان بن ثابت بن نعمان بن مرزبان ؒ ہے، ہم لوگ ابنائے فارس یعنی فارسی النسل ہیں۔ واللہ! کبھی ہمارا خاندان غلام نہیں تھا، میرے دادا ابوحنیفہ ؒ ۸۰ھ میں پیدا ہوئے، پردادا ثابت ؒ بچپن میں حضرت علی ؓ کی خدمت میں گئے۔ آپ ؓ نے ان کے اور ان کی اولاد کے حق میں

خیر وبرکت کی دعا فرمائی۔ ہم سمجھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت علی ؓ کی یہ دعا قبول فرمائی۔ (تہذیب التہذیب، باب من اسمہ نعمان 1/449)

آپ ؒ کے والد اور ان کے حالاتِ زندگی کا زیادہ پتہ نہیں چلتا ہے۔ بعض سوانح نگاروں نے لکھا ہے کہ آپ ؒ ایک متمول تاجر اور بہت اچھے مسلمان تھے۔ آپ ؒ کے والد عالمِ طفولیت میں حضرت علی ؓ سے ملے تھے، آپ ؒ کے دادا نے عیدِ نوروز کے دن حضرت علی ؓ کی خدمت میں فالودہ پیش کیا تھا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ؒ کا خاندان دولت وثروت سے بہرہ ور تھا اور آپ ؒ کے والد علماء وصلحاء کے صحبت یافتہ تھے۔ اسی وجہ سے آپ ؒ کی تربیت خالص اسلامی ماحول میں ہوئی۔

مورّخین کا اس بابت اختلاف ہے کہ آپ ؒ کے خاندان کا تعلق کس علاقے سے تھا؟ چنانچہ اس سلسلہ میں بابل، نسا، ترمذ، کابل اور انبار وغیرہ مختلف شہروں کے نام لیے جاتے ہیں۔ (تاریخ بغداد وذیولہ، ج13 ص327)

بہرحال آپ ؒ کا خاندانی تعلق ان شہروں میں سے جس سے بھی ہو، لیکن یہ بات یقینی ہے کہ آپ ؒ فارسی النسل ہیں اور آپ ؒ کا خاندان کبھی کسی کی غلامی میں نہیں رہا۔ آپ ؒ کے پوتے امام اسماعیل بن حماد ؒ (م ۲۱۲ھ) کا ہی بیان ہے:

أنا إسماعيل بن حمّاد ابن النعمان بن ثابت بن النعمان بن المرزبان من أبناء فارس الأحرار، والله! ما وقع علينا رق قط۔

(تاریخ بغداد وذیولہ، ج 13 ص 327؛ أخبار أبي حنيفة وأصحابه، للصيمري ص 16؛ منازل الأئمة الأربعة أبي حنيفة ومالك والشافعي وأحمد ص163؛ تهذيب الأسماء واللغات، للنووي، ج 2 ص 217؛ وفيات الاعيان ج 5 ص 405؛ تهذيب الكمال ج 29، ص 423-مؤسسة الرسالة - بيروت؛ تذهيب تهذيب الكمال في أسماء الرجال ج 9 ص 219؛ تہذیب التہذیب، ج 10، ص 449 رقم 817-مطبعة دائرة المعارف

النظامیۃ، الھند؛ سیر اعلام النبلاء، ج6، ص395 رقم163 -الناشر: مؤسسة الرسالة)

ترجمہ: میں اسماعیل بن حماد بن نعمان (امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ) بن ثابت بن نعمان بن مرزبان رحمۃ اللہ علیہ ہوں۔ ہم فارسیُ النسل کے آزاد لوگوں میں سے ہیں۔ بخدا! ہمارا خاندان کبھی کسی کی غلامی میں نہیں آیا۔

مولانا شبلی نعمانی رحمۃ اللہ علیہ (م1332ھ) اس روایت کو نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ نہایت ثقہ اور معزز شخص تھے، اس وجہ سے دقیقہ سنج مورّخوں نے اس بحث میں انہی کی روایت پر اعتماد کیا ہے کہ صَاحِبُ الْبَيْتِ اَدْرٰى بِمَا فِيْهَا۔ (گھر والا اپنے گھر کو سب سے بہتر جانتا ہے)۔

(سیرۃ النعمان رحمۃ اللہ علیہ ص16 -طبع: دارالاشاعت، کراچی)

4 آپ رحمۃ اللہ علیہ کے خاندان کا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے تعلق

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے خاندان کو جب اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے دولتِ اسلام سے مشرف فرمایا، تو یہ لوگ غالباً مزید اسلامی تعلیمات حاصل کرنے کے شوق میں اپنے اصل وطن (ترمذ، نسا، کابل وغیرہ جو بھی تھا) کو خیر باد کہہ کر کوفہ میں آ کر سکونت پذیر ہو گئے۔

اس وقت حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا دورِ خلافت تھا اور کوفہ کو اہلِ اسلام کا دار الخلافہ ہونے کا شرف حاصل تھا۔ یہ خاندان چونکہ ایک معزز اور نیا نیا اسلام میں داخل ہوا تھا، اس لیے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی خصوصی توجہات ان کو حاصل رہیں اور حضرت رضی اللہ عنہ کے دربار میں اس خاندان کا آنا جانا رہتا تھا۔ چنانچہ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے والد ثابت رحمۃ اللہ علیہ بچپن میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پیش کیے گئے تھے اور حضرت رضی اللہ عنہ نے ان کو دعائے خیر سے نوازا تھا۔ جبکہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے دادا نعمان بن مرزبان رحمۃ اللہ علیہ نے نوروز یا مہرجان (جو کہ فارسیوں کی عید کے دن ہیں) کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں فالودہ پیش کیا تھا، جیسا کہ امام اسماعیل بن حماد رحمۃ اللہ علیہ (م ۲۱۲ھ) کا ہی بیان ہے:

وُلِدَ جَدّی فِی سنة ثمانین، وذَهَب ثابت اِلٰی علی بن ابی طالب وهو صغیر

فدَعَا له بالبرکة فیه و فی ذریته، و نحن نرجوا من الله ان یکون قد استجاب الله ذٰلك لعلی بن ابی طالب فینا۔

قال: والنعمان بن مرزبان ابو ثابت هو الذی اهدٰی لعلی بن ابی طالب الفالوذج فی یوم النیروز۔ فقال: نورزنا کل یوم۔ و قیل: کان ذلك فی المهرجان۔ فقال: مهرجونا کل یوم۔

(کتاب الانساب، ج1، ص418، للامام السمعانی -طبع: داراحیاء التراث العربی، بیروت)

میرے دادا جان (امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ) 80ھ میں پیدا ہوئے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے والد ثابت رحمۃ اللہ علیہ بچپن میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کے اور اُن کی اولاد کے حق میں خیر وبرکت کی دعا کی تھی۔ ہم کو امید ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی یہ دعا ہمارے حق میں قبول فرمائی ہے۔

اور ثابت رحمۃ اللہ علیہ کے والد (اور امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے دادا) نعمان بن مرزبان رحمۃ اللہ علیہ نے ہی نوروز کے دن حضرت علی رضی اللہ عنہ کو فالودہ پیش کیا تھا، جس کے جواب میں آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا: ’’ہمارا ہر دن نوروز ہے‘‘۔

ایک اور روایت میں ہے کہ انہوں نے یہ فالودہ مہرجان کے دن حضرت علی رضی اللہ عنہ کو پیش کیا تھا اور اس پر آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ’’ہمارا ہر دن مہرجان ہے‘‘۔

اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے خاندان کا حضرت علی رضی اللہ عنہ سے خصوصی تعلق تھا۔ علامہ کوثری فرماتے ہیں: امام ابوحنیفہ کے دادا نعمان بن قیس بن مرزبان بن زُوطیٰ بن ماہ رحمۃ اللہ علیہ جنگِ نہروان میں حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی طرف سے جھنڈا بردار تھے۔

وأبو حنیفة فی روایة ابن کاس (ولد) سنة سبعین وفی روایة حماد سنة ثمانین وتوفی سنة خمسین ومائة وهو صاحب المذهب اسمه النعمان بن ثابت بن المرزبان صاحب رایة علی بن أبی طالب یوم النهروان۔

(روضة القضاة وطريق النجاة، ج4 ص1497۔المؤلف: علی بن محمد بن أحمد، أبو القاسم الرحبیّ المعروف بابن السِّمنانی (المتوفی: 499ھ)۔الناشر: مؤسسة الرسالة، بیروت-دار الفرقان، عمان؛ تأنیب الخطیب للکوثری ص36)

5 قبیلۂ بَنِی تَیمُ اللہ سے عَقدِ مَوَالاۃ

عرب میں یہ دستور رہا ہے کہ جب کوئی شخص یا خاندان اسلام قبول کرتا، تو وہ کسی مسلمان خاندان سے عہد و پیمان اور دوستانہ تعلق قائم کر لیتا۔ اس عہد و پیمان اور دوستانہ تعلق کو عقدِ موالات کہا جاتا تھا۔ پھر یہ نومسلم شخص یا خاندان اسی مسلم خاندان کی طرف منسوب ہوتا اور اس خاندان کا مولیٰ کہلاتا۔ جیسے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ (م ۲۵۶ھ) کو جعفی کہا جاتا ہے۔ اس کی وجہ علمائے انساب نے یہ بیان کی ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پردادا مغیرہ رحمۃ اللہ علیہ جب والیِ بخارا یمان جُعفی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ پر مسلمان ہوئے تو پھر ان ہی کے ساتھ عقدِ موالات کر کے جُعفی کہلائے۔

(کتاب الانساب، ج1، ص418۔للامام السمعانیؒ طبع دار احیاء التراث العربی، بیروت)

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے جد امجد نعمان بن مرزبان رحمۃ اللہ علیہ جب مشرف بہ اسلام ہوئے، تو انہوں نے بھی کوفہ کے ایک مشہور اور معزز خاندان بَنِی تَیمُ اللہ بِن ثَعْلَبَۃ سے عَقدِ مَوَالاۃ قائم کیا، جس کی وجہ سے اس خاندان کے افراد تیمی اور مولیٰ تَیمُ اللہ بِن ثَعْلَبَۃ کہلانے لگے۔

بعض حضرات کو اس لفظ مولیٰ سے غلط فہمی ہوئی اور انہوں نے اس کے معنی غلام سمجھ کر آپ رحمۃ اللہ علیہ کے خاندان کو بَنِی تَیمُ اللّٰہ کا آزاد کردہ غلام قرار دے دیا۔ حالانکہ یہ لفظ مولیٰ جیسے غلام کے معنی میں استعمال ہوتا ہے، ایسے ہی یہ دیگر کئی معنوں: آقا، آزاد کرنے والا، دوست اور حلیف (عہد و پیمان کرنے والا) وغیرہ معنوں میں بھی مستعمل ہے۔ بلکہ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ (م 676ھ) نے اپنی کتاب ''تہذب الاسماء واللغات'' کے مقدمہ میں تصریح کی ہے کہ مولیٰ کا لفظ زیادہ تر حلیف (عہد و پیمان کرنے والا) کے

معنی میں ہی استعمال ہوتا ہے۔ (سیرۃ النعمان ص17۔ از علامہ شبلی نعمانی رحمۃ اللہ علیہ)

یہاں بھی امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے خاندان کو جو مَوْلٰی بَنِی تَیمُ اللہ کہا جاتا ہے، اس میں بھی لفظِ مولیٰ حلیف اور مَوْلَی الْمَوَالَاۃ ہی کے معنی میں ہے، کیونکہ اس کا یہی معنی خود امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی تصریح کے مطابق ہے۔ چنانچہ امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ (م 321ھ) نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے شاگردِ رشید اور جلیل القدر محدث امام ابوعبدالرحمٰن عبداللہ بن یزید المقری رحمۃ اللہ علیہ (م213ھ) سے بالسند یہ بیان نقل کیا ہے:

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْمُقْرِئُ: أَتَيْتُ أَبَا حَنِيفَةَ رَحِمَهُ اللهُ. فَقَالَ لِي: "مِمَّنِ الرَّجُلُ؟". فَقُلْتُ: "رَجُلٌ مَنَّ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ عَلَيْهِ بِالْإِسْلَامِ". فَقَالَ لِي: "لَا تَقُلْ هٰكَذَا وَلٰكِنْ وَالِ بَعْضَ هٰذِهِ الْأَحْيَاءِ، ثُمَّ انْتَمِ، فَإِنِّي أَنَا كُنْتُ كَذٰلِكَ".

(شرح مشکل الآثار، ج7 ص283 تحت رقم 2856۔ المؤلف: أبو جعفر أحمد بن محمد بن سلامة بن عبد الملك بن سلمة الأزدی الحجری المصری المعروف بالطحاوی (المتوفی: 321ھ)۔ الناشر: مؤسسة الرسالة)

ترجمہ: میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا، تو انہوں نے مجھ سے دریافت کیا: ''تم کون ہو؟''۔ میں نے عرض کیا: ''میں ایک ایسا شخص ہوں کہ جس پر اللہ تعالیٰ نے اسلام کی نعمت دے کر احسان فرمایا (یعنی میں ایک نومسلم ہوں)''۔ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ''تم ایسا نہ کہو، بلکہ ان (مسلم) قبائل میں سے کسی سے وِلاء (عہد و پیمان) کر لو اور پھر ان ہی کی طرف اپنے کو منسوب کرو، میں نے خود بھی ایسا ہی تھا''۔

امام محمد بن خلف بن حیّان المعروف وکیع رحمۃ اللہ علیہ (م 306ھ) نے بھی امام مقری رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بہ سندِ متصل نقل کیا ہے۔ (اخبار القضاۃ، ص342۔ طبع عالم الکتب، بیروت)

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی اس تصریح سے واضح ہو گیا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے خاندان کو جو مَوْلٰی بَنِی تَیمُ اللہ بِن ثَعْلَبَۃ کہا جاتا ہے، اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ بَنِی تَیمُ اللہ کے غلام رہے ہیں، بلکہ آپ رحمۃ اللہ علیہ اس وجہ سے ان کے مولیٰ کہلاتے ہیں کہ

آپ ؒ نے ان سے عقدِ مؤالات کیا تھا۔

نیز اس وجہ سے بھی آپ ؒ کے خاندان کو بَنِیْ تَیْمِ اللّٰہ کا غلام نہیں قرار دیا جا سکتا کہ ابھی آپ ؒ کے پوتے امام اسماعیل بن حماد ؒ (م ۲۱۲ھ) کا بیان گزرا ہے، جس میں انہوں نے قسم اٹھا کر بڑی ذمہ داری سے فرمایا:

''ہمارا خاندان کبھی کسی کی غلامی میں نہیں رہا''۔

اب امام صاحب ؒ کے خاندان کو آپ ؒ سے اور آپ ؒ کے پوتے سے زیادہ کون جان سکتا ہے؟ فَمَاذَا بَعْدَ الْحَقِّ اِلَّا الضَّلٰلُ۔

امام اعظم ؒ اور آپ ؒ کے پوتے امام اسماعیل ؒ کے علاوہ دیگر کئی محققین بھی آپ ؒ کے خاندان کے غلام نہ ہونے کی تصریح کرتے ہیں۔ مثلاً عَلَّامَۃُ النَّسَبْ امام احمد بن محمد اشعری قرطبی ؒ (م 555ھ) کی تحقیق بھی یہی ہے کہ امام ابوحنیفہ ؒ بنی تیم اللہ کے آزاد کردہ غلام نہیں ہیں بلکہ اس قبیلے کے ساتھ عقدِ موالات کرنے کی وجہ سے ان کے مولیٰ کہلاتے ہیں، چنانچہ موصوف لکھتے ہیں:

وابوحنيفة من ابناء فارس الاحرار نزل ابوه على تيم الكوفة فحالفهم. فهؤلاء مولاه وليس بمولى عتاقة لهم كما زعم بعض الناس. (التعریف فی الانساب، ص345۔ طبع: دارالمنار القاہرۃ)

ترجمہ: امام ابوحنیفہ ؒ فارسی النسل کے آزاد لوگوں میں سے ہیں، آپ ؒ کے والد کوفہ کے خاندان تیم اللہ کے پاس آ کر ٹھہرے تھے اور ان سے عقد موالات کر لیا تھا جس کی وجہ سے اس خاندان والے ان کے مولیٰ کہلائے۔ اس مولیٰ سے مراد مولیٰ عتاقہ (امام صاحب ؒ کے خاندان والوں کا بنی تیم اللہ کے آزاد کردہ غلام ہونا) ہرگز نہیں، جیسا کہ بعض لوگوں نے گمان کیا ہے۔

6 امام صاحب ؒ کا شرفِ تابعیت

اسی وجہ سے باتفاق ائمہ محدثین آپ ؒ تابعی ہیں۔ لہٰذا آپ ؒ اللہ کے قول:

آیت 1:- وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ○ (التوبۃ:100)

ترجمہ: وہ مہاجر وانصار ؓ جنہوں نے سب سے پہلے دعوتِ ایمان پر لبیک کہنے میں سبقت کی، نیز وہ جو بعد میں راست بازی کے ساتھ اُن کے پیچھے آئے، اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ اللہ سے راضی ہوئے۔ اللہ نے ان کے لیے ایسے باغ مہیا کر رکھے ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی اور وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے، یہی عظیم الشان کامیابی ہے۔

میں داخل ہیں؛ کیوں کہ حج کے مسلسل سفروں میں حضراتِ صحابہ ؓ سے استفادے کا موقع ملا؛ اسی کے ساتھ ساتھ آپ ؒ کو حج کے سفروں میں تدریس کے مواقع بھی فراہم ہوئے، جہاں لوگ آپ ؒ سے فیض حاصل کرنے کے لیے ٹوٹ پڑتے تھے۔ اسی وجہ سے آپ ؒ کے شاگردوں کی تعداد، حد شمار سے باہر ہے، جب کہ آپ ؒ کے اساتذہ وشیوخ کی تعداد چار ہزار تک ہے۔

(مناقب، امام صدر الائمہ، موفق، ج1، ص254)

ائمہ اربعہ ؒ میں صرف امام صاحب ؒ کو یہ شرف حاصل ہے کہ آپ ؒ نے متعدد صحابہ ؓ کی زیارت کی ہے۔ آپ ؒ کا شمار تابعین میں ہوتا ہے۔ آپ ؒ کے بچپن میں متعدد صحابہ ؓ کوفہ میں بقیدِ حیات تھے، جن کی زیارت اور ملاقات سے مسلمان فیضیاب ہوتے تھے۔ اکثر تذکرہ نگاروں کا اتفاق ہے کہ آپ ؒ نے حضرت انس بن مالک ؓ کو دیکھا ہے۔ قاضی اطہر مبارکپوری ؒ نے متعدد محدثین ؒ کے حوالے سے نقل کیا ہے: ''امام صاحب ؒ نے صحابہ ؓ کی زیارت کی ہے، چنانچہ لکھتے ہیں:

''امام ذہبی ؒ نے لکھا ہے کہ امام صاحب ؒ کی 80ھ میں پیدائش کے وقت صحابہ ؓ کی ایک جماعت موجود تھی اور ان کی زیارت کی وجہ سے آپ ؒ تابعین

کے زمرے میں شامل تھے۔صحیح قول کی بنا پر جب حضرت انس ؓ کوفہ تشریف لائے، تو آپ ؒ نے ان کی زیارت کی اور امام ذہبی ؒ نے تذکرۃ الحفاظ میں لکھا ہے کہ امام صاحب ؒ نے حضرت انس ؓ کو ایک مرتبہ دیکھا ہے جب کہ وہ کوفہ آئے تھے۔ ابن ندیم ؒ نے لکھا ہے کہ امام صاحب ؒ نے متعدد صحابہ ؓ سے ملاقات کی، ابن خلکان ؒ کا بیان ہے کہ امام صاحب ؒ نے چار صحابہ ؓ کا زمانہ پایا۔ حضرت انس بن مالک ؓ، حضرت عبد اللہ بن ابی اوفی ؓ، کوفہ میں، حضرت سہیل بن سعد ساعدی ؓ مدینہ میں، حضرت ابو الطفیل عامر بن واثلہ ؓ مکہ میں موجود تھے۔ حافظ ابن حجر ؒ نے اپنے فتاویٰ میں لکھا ہے کہ امام صاحب ؒ نے صحابہ ؓ کی ایک جماعت کا زمانہ پایا وہ کوفہ میں 80ھ میں پیدا ہوئے جہاں حضرت عبداللہ بن ابی اوفی ؓ موجود تھے، ان کی وفات 88ھ میں یا اس کے بعد ہوئی۔

(مبارکپوری، قاضی اطہر: سیرت ائمہ اربعہ ص39، مکتبہ ادارہ اسلامیات لاہور 1990ء)

غرضیکہ امام صاحب ؒ کی تابعیت ایک مسلّم حقیقت ہے جس سے انکار کی گنجائش نہیں ہے۔ امام صاحب ؒ کی حضرات صحابہ ؓ سے 20 روایات کو میں نے "امام اعظم ابوحنیفہ ؒ (2): شرفِ تابعیت اور وحدانی روایات" میں جمع کر دیا ہے۔ ان حضرات صحابہ ؓ کے نام بمع روایات کی تعداد درج ذیل ہے:

1 حضرت انس ؓ کی 6 روایات

2 حضرت عبداللہ بن انیس ؓ کی 2 روایات

3 حضرت عبداللہ بن حارث بن جزء زبیدی ؓ کی 2 روایات

4 حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰ ؓ کی 2 روایات

5 حضرت عائشہ بنت عجرد ؓ کی 1 روایت

6 حضرت وَاثِلَۃُ بْنُ الْأَسْقَعِ ؓ کی 3 روایات

7 حضرت عبداللہ بن ابی حبیبہ ؓ کی 1 روایت

8 حضرت جابر بن عبداللہ ؓ کی 2 روایات

9 حضرت معقل بن یسار ؓ کی 1 روایت

7 امام ابوحنیفہ ؒ کی تعلیم وتربیت

امام صاحب ؒ کی تعلیم وتربیت اسی شہر کوفہ میں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم حاصل کرنے کے بعد آپ ؒ نے آبائی پیشہ تجارت کو اختیار کیا، اور اپنی ذہانت اور خاندانی دیانت وشرافت کی بنا پر آپ ؒ نے تجارت کو خوب ترقی دی، لیکن قضاء وقدر نے آپ ؒ سے علمی وفکری ترقی کا فیصلہ کر لیا تھا۔ اچانک آپ ؒ کی ملاقات امام عامر شعبی ؒ سے ہوئی جن کو تقریباً پانچ سو صحابہ ؓ کی زیارت کا شرف حاصل تھا۔ انہوں نے آپ ؒ کی پیشانی کی چمک سے آپ ؒ کی قابلیت وذہانت کا اندازہ لگا لیا اور علماء کی مجلس میں بیٹھنے کا مشورہ دیا۔ امام شعبی ؒ کی پُر اثر بات آپ ؒ کے دل پر اثر کر گئی اور آپ ؒ نے تعلیم وتعلّم کا سلسلہ شروع کیا۔ امام صاحب ؒ فرماتے ہیں: ''امام شعبی ؒ کی بات سن کر میں نے بازار آنا جانا کم کر دیا اور علماء کی مجلس میں آنے لگا، اللہ تعالیٰ نے مجھے شعبی ؒ کی بات سے بہت نفع پہنچایا۔

(مناقب للموفق 1/54)

ایسا محسوس ہوتا ہے کہ ابتدائی تعلیم وتربیت، حفظ اور دیگر ضروری اور بنیادی علوم جو ایک دین دارانہ ماحول اور اسلامی گھر میں ہر بچوں کو دی جاتی ہے۔ آپ ؒ اس سے فارغ ہو چکے تھے اور تجارت کی عمر کو پہنچ چکے تھے، اس لئے کہ امام شعبی ؒ کی اس نصیحت سے پہلے ہی امام صاحب ؒ مناظرہ اور علمِ کلام میں حصہ لیا کرتے تھے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ؒ ضروری علوم سے فارغ ہو گئے تھے، لیکن شعبی ؒ کی نصیحت کے بعد آپ ؒ نے فقہ اور حدیث کی طرف توجہ کی اور مرتبۂ اجتہاد پر فائز ہوئے۔

8 فقہ کی طرف توجہ

فقہ ایک ایسا علم ہے جس کا تعلق عام انسانوں کی عملی زندگی سے ہے، دیگر علوم کی اپنی خاص خصوصیات ہیں، لیکن فقہ ہر انسان کی عملی زندگی سے وابستہ ہے۔ امام صاحب ؒ نے مختلف علوم وفنون حاصل کئے، علمِ کلام میں خوب شہرت حاصل کی، اس کے بعد آپ ؒ فقہ کی طرف متوجہ ہوئے، فقہ کی طرف توجہ کے کیا اسباب ہیں؟ مختلف سوانح نگاروں نے اس سلسلے میں مختلف روایتیں نقل کی ہیں۔ اس سلسلے میں ایک واقعہ یہ نقل کیا جاتا ہے کہ ایک مرتبہ ایک عورت نے آکر یہ مسئلہ پوچھا کہ ایک شخص اپنی بیوی کو سنت کے مطابق طلاق دینا چاہتا ہے وہ کس طرح طلاق دے؟ امام صاحب ؒ اس کا جواب نہ دے سکے اور فرمایا: ''امام حماد ؒ کا حلقۂ درس قریب ہے جاکر دریافت کرلو اور یہ بھی ہدایت کی کہ وہ جو جواب دیں مجھے آکر بتانا''۔ وہ عورت تھوڑی دیر کے بعد واپس آئی اور حماد ؒ کا جواب بتادیا۔ اسی واقعہ نے امام صاحب ؒ کے دل کو فقہ کی طرف مہمیز کیا اور آپ ؒ کے اندر فقہ سے دلچسپی پیدا ہوگئی۔

(موفق احمد مکی، مناقب ابی حنیفہ 1/51، دارالکتاب العربی بیروت 1981ء)

الجواہر المضیہ میں ابوسعد سمعانی ؒ کے حوالے سے ایک واقعہ نقل کیا گیا ہے کہ امام صاحب ؒ فرماتے ہیں: ''ایک عورت نے مجھے دھوکہ دیا، ایک عورت نے مجھے فقیہ بنادیا، اور ایک عورت نے مجھے عابد وزاہد بنادیا۔ میں ایک جگہ سے گزر رہا تھا ایک عورت نے راستہ میں پڑی ہوئی چیز کی طرف اشارہ کیا۔ میں نے سمجھا شاید یہ اس کا سامان ہے جب میں نے اسے اٹھا کر دیا تو اس نے کہا: ''اس کی حفاظت کرو یہاں تک کہ اس کے مالک تک اسے پہنچادو''۔ دوسری عورت نے مجھ سے حیض کا مسئلہ پوچھا جو میں نہیں جانتا تھا، اس نے مجھ سے ایسی بات کہی کہ میں فقہ سیکھنے پر مجبور ہوگیا۔ ایک مرتبہ میں راستہ سے گزر رہا تھا ایک عورت نے کہا: ''یہ شخص عشاء کے وضو سے فجر کی نماز پڑھتا ہے''۔ تو میں نے اس کی عادت ڈال لی، یہاں تک کہ یہ میری

عادت بن گئی۔ (الجواہر المضیہ 2/464)

9 حضرت حماد ؒ کی شاگردی

حضرت حماد ؒ کوفہ کے مشہور امام اور استاذِ وقت تھے۔ حضرت انس ؓ (جو رسول اللہ ﷺ کے خادمِ خاص تھے) کے شاگرد تھے اور بڑے بڑے تابعین کے فیض صحبت سے مستفید ہوئے تھے۔ اس وقت انہی کا مدرسہ سب سے زیادہ شہرت رکھتا تھا۔ حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ سے جو فقہی سلسلہ چلا آرہا تھا، اس کا مدار بھی انہی پر تھا۔ اس لئے امام صاحب ؒ نے علمِ فقہ کی استاذی کے لئے حضرت حماد ؒ کی شاگردی کا انتخاب کیا۔

قَالَ أَبُو حنيفَة: "قدمت الْبَصْرَة فَظَنَنْت أَنى لَا أسأَل عَن شَيْء إِلَّا أجبْت عَنهُ۔ فسألونى عَن أَشْيَاء لم يكن عِنْدِى فِيهَا جَوَاب۔ فَجعلت على نَفسِي أَن لَا أُفَارِق حمادًا حَتَّى يَمُوت۔ فصحبته ثَمَانِي عشرَة سنة"۔

(معرفة الثقات من رجال أهل العلم والحديث ومن الضعفاء وذكر مذاهبهم وأخبارهم، ص321۔ المؤلف: أبو الحسن أحمد بن عبد الله بن صالح العجلى الكوفى (المتوفى: 261ھ)۔ الناشر: مكتبة الدار - المدينة المنورة - السعودية؛ تاریخ بغداد وذیولہ ج13 ص334؛ تهذيب الكمال فى أسماء الرجال ج29 ص427؛ سیر اعلام النبلاء ج6 ص398؛ مكانة الإمام أبى حنيفة فى الحديث ص112)

ترجمہ: حضرت امام ابوحنیفہ ؒ فرماتے ہیں: ''میں بصرہ اس خیال سے آیا کہ جس چیز کے بارے میں مجھ سے پوچھا جائے گا، میں اس کا جواب دوں گا۔ چند چیزوں کے بارے میں مجھ سے پوچھا گیا، تو ان کا جواب میرے پاس موجود نہ تھا۔ میں نے تاحیات امام حمّاد ؒ کی صحبت میں رہنے کا فیصلہ کرلیا۔ لہٰذا میں اٹھارہ سال ان کی خدمت میں رہا''۔

اس زمانے میں درس کا یہ طریقہ تھا کہ استاذ کسی مسئلہ پر زبانی گفتگو کرتا تھا جسے شاگرد

یاد کرلیا کرتے یا لکھ لیا کرتے تھے۔امام صاحب ؒ چوں کہ ’’حماد اسکول‘‘ میں نئے نئے شریک ہوئے تھے، اس لئے ان کی بیٹھنے کی جگہ بائیں طرف تھی۔قدیم اور ذہین طلبہ استاذ کے دائیں طرف بیٹھا کرتے تھے، لیکن چند ہی دنوں میں استاذ حماد ؒ نے محسوس کرلیا کہ علم، ذہانت، ادب اور طلب میں ابوحنیفہ ؒ سب پر فوقیت رکھتے ہیں، اس لئے انہیں سب سے آگے بیٹھنے کا حکم دیا۔

حماد ؒ کا انتقال 120ھ میں ہوا، امام صاحب ؒ حضرت حماد ؒ کی وفات تک ان سے وابستہ رہے، اگرچہ دوسرے اساتذہ سے بھی فقہ کی تعلیم حاصل کی لیکن آپ ؒ کے خاص استاذ جن کی خاص تربیت کی بنا پر آپ ؒ فقہ کے آفتاب وماہتاب بن کر چمکے اور اس میں امامت کے درجہ پر فائز ہوئے، وہ حضرت حماد ؒ ہی تھے، امام صاحب ؒ حماد ؒ کی حد درجہ تعظیم کیا کرتے تھے اور فرماتے تھے:

’’میں ہر نماز میں اپنے والدین کے ساتھ ساتھ حضرت حماد ؒ کے لئے بھی دعا کرتا ہوں‘‘۔(مناقب ابی حنیفہ للموفق ج1 ص257)

آپ ؒ نے استاذ کی اس درجہ تعظیم کی گویا کہ رسم شاگردی انہی پر ختم ہوگئی۔

10 حدیث کی تحصیل

حضرت حماد ؒ سے تعلیم کے زمانے میں ہی امام صاحب ؒ نے حدیث کی طرف توجہ کی تھی، کیوں کہ مسائلِ فقہ کی مجتہدانہ تحقیق حدیث کی تکمیل کے بغیر ممکن نہ تھی۔

اس وقت تمام ممالک اسلامیہ میں زور وشور سے حدیث کا سلسلہ جاری تھا، ہر جگہ سند وروایت کے دفتر کھلے ہوئے تھے، حضرات صحابہ ؓ، آپ ﷺ کی امانت اور تبلیغی ذمہ داری کے پیش نظر مختلف ممالک میں پھیل گئے تھے، جہاں جہاں صحابہ ؓ پہنچتے وہیں علمِ حدیث کا مدرسہ قائم ہوجاتا۔لوگ پروانہ وار ٹوٹ پڑتے، جن شہروں میں صحابہ ؓ یا تابعین کا زیادہ مجمع ہوتا وہ دارالعلم کے لقب سے ممتاز ہوجاتے۔ان میں مکہ معظّمہ، مدینہ، یمن، بصرہ، کوفہ کو خاص امتیاز حاصل تھا، کیوں کہ اسلامی آثار

کے لحاظ سے کوئی شہر ان مقامات کا ہمسر نہ تھا۔

11 کوفہ

کوفہ کی سرزمین علم وفن کے اعتبار سے ایک ممتاز مقام رکھتی ہے، حضرت عمر ؓ نے اسے آباد کیا تھا، حضرت سعد بن ابی وقاص ؓ نے 17ھ میں اس شہر کی بنیاد رکھی تھی۔بہت جلد اس شہر کو خوب ترقی ہوگئی۔یمن اور دیگر ممالک سے لوگ یہاں آکر آباد ہونے لگے۔حضرت علی ؓ نے اس شہر کو دارالخلافہ قرار دیا۔ایک ہزار پانچ سو (1500) سے زائد صحابہ ؓ نے کوفہ کو اپنا وطن بنایا، جس میں چوبیس (24) وہ صحابہ ؓ تھے جنہوں نے غزوۂ بدر میں شرکت کی تھی۔کوفہ چوں کہ نومسلم افراد کا مسکن تھا، اس لئے بہت سے بڑے بڑے اہل علم صحابہ ؓ کو ان کی تعلیم کے لئے بھیجا گیا تھا، خاص طور پر صحابہ ؓ میں سب سے زیادہ فقیہ صحابی حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ کو وہاں معلم بنا کر بھیجا گیا۔

ان بزرگوں کی وجہ سے حدیث وروایت کے چرچے پھیل گئے اور کوفہ کا ایک ایک گھر علمِ حدیث کا مدرسہ بن گیا۔امام صاحب ؒ میں حدیث کے حصول کا غایت درجہ شوق تھا، آپ ؒ نے کوفہ کے ہر محدث سے استفادہ کیا اور کوفہ میں خاص کر عامر شعبی ؒ بڑے محدثین میں شمار ہوتے تھے، پانچ سو صحابہ ؓ کی زیارت سے مشرف ہوچکے تھے، عراق، عرب، شام میں چار شخص استاذ کامل تسلیم کئے جاتے تھے، ان میں ایک یہ تھے۔امام زہری ؒ کہا کرتے تھے کہ عالم صرف چار ہیں: مدینہ میں ابن المسیب ؒ، بصرہ میں حسن بصری ؒ، شام میں مکحول ؒ اور کوفہ میں شعبی ؒ۔

اور امام شعبی ؒ کی ہی رہنمائی سے امام صاحب ؒ علم کی طرف متوجہ ہوئے تھے۔آپ ؒ نے امام شعبی ؒ سے بھی حدیث کی سند حاصل کی، بلکہ جس طرح فقہ میں حماد بن ابی سلیمان ؒ آپ ؒ کے اہم استاذ ہیں تو اسی طرح حدیث میں عامر شعبی ؒ آپ ؒ کے خاص استاذ ہیں۔علامہ ذہبی ؒ نے عامر بن شرحبیل شعبی

رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں لکھا ہے:

''وھو أکبر شیخ لأبی حنیفة''۔

(ذہبی، تذکرۃ الحفاظ، الطبقة الثالثة، ج1 ص63-الناشر: دار الکتب العلمیة بیروت-لبنان)

ترجمہ وہ ابوحنیفہ کے شیخ اکبر ہیں۔

12 بصرہ

امام صاحب کی تحصیل حدیث کی دوسری بڑی درسگاہ ''بصرہ'' ہے جو حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ، شعبہ رحمۃ اللہ علیہ، قتادہ رحمۃ اللہ علیہ کے فیضِ تعلیم سے مالا مال تھا۔ بصرہ بھی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے حکم سے آباد ہوا تھا اور وسعتِ علم اور اشاعتِ حدیث کے اعتبار سے کوفہ کا ہمسر تھا۔ یہ دونوں شہر مکہ معظّمہ اور مدینہ منورہ کی طرح دار العلم خیال کیے جاتے تھے۔ علامہ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے اسلام کے دوسرے تیسرے دور میں جن لوگوں کو حاملینِ حدیث کا لقب دیا ہے اور ان کے مستقل ترجمے لکھے ہیں، اس میں اکثر انہی دونوں شہر کے رہنے والے ہیں۔ بصرہ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تحصیلِ حدیث کی دوسری بڑی درسگاہ تھی جو حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ، شعبہ رحمۃ اللہ علیہ اور قتادہ رحمۃ اللہ علیہ کے فیضِ تعلیم سے مالا مال تھی، اگرچہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ 110ھ تک زندہ رہے، لیکن امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا ان سے مستفید ہونا ثابت نہیں ہے۔ البتہ قتادہ رحمۃ اللہ علیہ کی شاگردی کا ذکر عام محدثین نے کیا ہے۔ مولانا شبلی رحمۃ اللہ علیہ نے عقود الجمان کے حوالے سے لکھا ہے کہ مختلف مقامات سے معلوم ہوتا ہے کہ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے شعبہ رحمۃ اللہ علیہ سے حدیث روایت کی ہے اور انہوں نے اپنے سامنے ہی فتویٰ و روایت کی اجازت دے دی تھی۔ شعبہ رحمۃ اللہ علیہ بڑے رتبے کے محدث تھے۔ سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں فنِ حدیث میں امیر المؤمنین کہا ہے۔ عراق میں یہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے جرح وتعدیل کے مراتب مقرر کئے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے: ''شعبہ رحمۃ اللہ علیہ نہ ہوتے تو عراق میں حدیث کا رواج نہ ہوتا''۔ شعبہ رحمۃ اللہ علیہ کو امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے ایک خاص ربط تھا۔ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی عدم موجودگی میں ان کی

ذہانت اور خوبیٔ فہم کی تعریف کیا کرتے تھے۔ ایک بار امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا تذکرہ ہوا، تو فرمایا: ''جس طرح میں جانتا ہوں کہ آفتاب روشن ہے اسی یقین کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ علم اور ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہم نشین ہیں''۔

(الصیمری، ابوعبداللہ حسین بن علی، اخبار ابی حنیفہ واصحابہ ص:9، دار الکتب العربی بیروت 1976ء)

یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ جو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے استاذ ہیں، ان سے کسی نے پوچھا: ''آپ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟''۔ فرمایا: ''اسی قدر کافی ہے کہ شعبہ رحمۃ اللہ علیہ نے ان کو حدیث و روایت کی اجازت دی اور شعبہ رحمۃ اللہ علیہ آخر شعبہ ہی ہیں''۔

(تذکرۃ النعمان اردو ترجمہ عقود الجمان ص:164)

بصرہ کے شیوخ میں ایک اہم نام قتادہ رحمۃ اللہ علیہ کا ہے۔ بہت بڑے محدث اور مشہور تابعی تھے۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ، عبداللہ بن سرجس رضی اللہ عنہ، ابوالطفیل رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم سے حدیثیں روایت کیں۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کے مشہور شاگردوں میں شمار ہوتے ہیں، ان کی قوتِ حافظہ کی ایک عجیب مثال کتابوں میں مذکور ہے۔ عمرو بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے: یہ مدینہ میں سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ سے فقہ وحدیث پڑھتے تھے، ایک دن انہوں نے سوال کیا: ''تم ہر روز بہت سی باتیں پوچھتے ہو تم کو ان میں سے کچھ یاد بھی ہے؟''۔ انہوں نے کہا: ''ایک ایک حرف یاد ہے''۔ چنانچہ جس قدر ان سے سنا تھا تاریخ اور دن کی صراحت کے ساتھ بیان کرنا شروع کر دیا۔ وہ نہایت تعجب سے پوچھنے لگے: ''خدا نے دنیا میں تم جیسے لوگ بھی پیدا کئے ہیں؟''۔ اسی وجہ سے ان کو احفظ الناس کہا جاتا تھا۔ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بصرہ میں ان سے بھی استفادہ کیا تھا۔ ان کے علاوہ بصرہ کے اساتذہ میں عبدالکریم بن امیہ رحمۃ اللہ علیہ اور عاصم بن سلیمان احول رحمۃ اللہ علیہ زیادہ ممتاز ہیں۔ (شبلی نعمانی، سیرۃ النعمان ص:33، دار الکتاب دیوبند)

13 حرمین کا سفر

چوں کہ اسلام کی ابتدائی صدیوں میں ''حج'' استفادے اور افادے کا ایک بہت بڑا

ذریعہ تھا؛ اس لیے تکمیلِ حدیث کے لیے علوم شرعیہ کے اصل مرکز: حرمین شریفین کا سفر کیا اور پچپن (55) حج کیے۔ سب سے پہلا حج سولہ سال کی عمر میں والد صاحب کی معیت میں 96ھ میں کیا، اس سفر میں صحابی رسول حضرت عبداللہ بن الحارث رضی اللہ عنہ سے ملاقات کی سعادت بھی حاصل ہوئی

حدیث 8:۔أُخْبِرْتُ عَنْ أَبِي يَعْقُوبَ يُوسُفَ بْنِ أَحْمَدَ الصَّيْدَلَانِيِّ الْمَكِّيِّ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو جَعْفَرٍ مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ مُوسَى الْعُقَيْلِيُّ، ثنا أَبُو عَلِيٍّ عَبْدُ اللهِ بْنُ جَعْفَرٍ الرَّازِيُّ، ثنا مُحَمَّدُ بْنُ سَمَاعَةَ، عَنْ أَبِي يُوسُفَ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا حَنِيفَةَ رَحِمَهُ اللهُ، يَقُولُ: "حَجَجْتُ مَعَ أَبِي سَنَةَ ثَلَاثٍ وَتِسْعِينَ وَلِي سِتَّ عَشْرَةَ سَنَةً فَإِذَا شَيْخٌ قَدِ اجْتَمَعَ النَّاسُ عَلَيْهِ، فَقُلْتُ لِأَبِي: "مَنْ هٰذَا الشَّيْخُ؟". فَقَالَ: "هٰذَا رَجُلٌ قَدْ صَحِبَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقَالُ لَهُ عَبْدُ اللهِ بْنُ الْحَارِثِ بْنِ جَزْءٍ". فَقُلْتُ لِأَبِي: "فَأَيُّ شَيْءٍ عِنْدَهُ؟". قَالَ: "أَحَادِيثُ سَمِعَهَا مِنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ". فَقُلْتُ لِأَبِي: "قَدِّمْنِي إِلَيْهِ حَتَّى أَسْمَعَ مِنْهُ". فَتَقَدَّمَ بَيْنَ يَدَيَّ وَجَعَلَ يُفَرِّجُ النَّاسَ حَتَّى دَنَوْتُ مِنْهُ فَسَمِعْتُهُ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَنْ تَفَقَّهَ فِي دِينِ اللهِ كَفَاهُ اللهُ هَمَّهُ وَرَزَقَهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ".

(جامع بيان العلم وفضله، رقم 216؛ مسند الإمام أبي حنيفة رواية أبي نعيم ص25؛ مسند أبي حنيفة رواية الحصكفي، كتاب العلم، رقم 3؛ مسند الامام الاعظم لابن خسرو ج2 ص501 -497 رقم 564 -561؛ الرياض المستطابة في جملة من روى في الصحيحين من الصحابة ص215-المؤلف: يحيى بن أبي بكر بن محمد بن يحيى العامري الحرضي (المتوفى: 893هـ)-الناشر: مكتبة المعارف، بيروت؛ شذرات الذهب في أخبار من ذهب ج2 ص230؛ الأربعون المختارة من حديث الإمام أبي حنيفة رقم 18؛ أخبار أبي حنيفة وأصحابه ص18؛ تاريخ بغداد ج4 ص50 رقم 832؛ منازل الأئمة الأربعة أبي حنيفة ومالك والشافعي وأحمد، ص166؛ الجواهر المضية في طبقات

الحنفية ج1 ص69 رقم 114، ص272 رقم 724، ج2 ص100، 101 رقم 303؛ تاریخ نیسابور ص302)(جمع الجوامع رقم 2646/ 21142؛ مرآة الزمان في تواريخ الأعيان ج14 ص28؛ لسان الميزان ج1 ص612 رقم 764؛ مغاني الأخيار في شرح أسامي رجال معاني الآثار ج3 ص124)

ترجمہ: حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے 93ھ میں اپنے والد کے ساتھ حج کیا، اس وقت میری عمر سولہ سال تھی۔ جب میں مسجدِ حرام میں داخل ہوا، تو ایک بہت بڑا حلقہ درس دیکھا۔ میں نے اپنے والد سے پوچھا: ''یہ شیخ کون ہیں؟''۔ انہوں نے فرمایا: ''یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی حضرت عبداللہ بن حارث بن جزء زبیدی رضی اللہ عنہ ہیں''۔ میں نے اپنے باپ سے پوچھا: ''ان کے پاس کون سا علم ہے؟''۔ انھوں نے فرمایا: ''ان کے پاس احادیث ہیں جو انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سماعت کی ہیں''۔ میں نے اپنے باپ سے کہا: ''مجھے اُن کے پاس آگے لے چلو تاکہ میں ان سے احادیث سُن لوں''۔ پھر وہ ان کے سامنے لے گئے، اور لوگوں کے درمیان سے راستہ بناتے گئے یہاں تک کہ میں اُن کے بالکل قریب ہوگیا۔ پھر میں نے ان کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: ''جو شخص اللہ کے دین میں تفقہ پیدا کرے گا، اللہ تعالیٰ اس کے غم کی کفایت کرے گا اور اس کو ایسی جگہ سے روزی دے گا، کہ جہاں سے اس کو وہم وگمان بھی نہیں ہوگا''۔

امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے کوفہ اور بصرہ کے محدثین سے احادیث کا ایک بڑا ذخیرہ اخذ کیا تھا، لیکن تکمیل کے لئے حرمین شریفین کا سفر کرنا ضروری تھا۔ اس لئے کہ یہ مذہبی علوم کے اصل مراکز اور وحی کے نزول کے مقامات تھے۔ یہاں سے قرآن واحادیث کا تمام ذخیرہ پوری دنیا میں پھیلا اور پوری انسانیت اس سے مستفید ہو رہی ہے۔ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے حرمین کا پہلا سفر کس سال میں کیا، قطعی طور پر کچھ نہیں کہا جاسکتا ہے، تاہم تاریخ سے اتنا ضرور معلوم ہوتا ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے حرمین کا سفر تحصیل علم کے آغاز میں کیا تھا۔ مؤرخ ابن خلکان رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے: ''حضرت وکیع رحمۃ اللہ علیہ امام ابوحنیفہ

ؒ سے روایت کرتے ہیں کہ حج کے ایام میں ایک حجام نے جن سے میں نے بال منڈوائے تھے اس نے پانچ باتوں پر میری گرفت کی۔ میں نے اجرت پوچھی، تو بولا: ''مناسک چکائے نہیں جاتے''۔ اس نے کہا: ''بیٹھ جاؤ''۔ میں قبلہ سے منحرف ہوکر بیٹھ گیا۔ اس نے کہا: ''قبلہ رخ ہوکر بیٹھ جاؤ''۔ میں نے بائیں جانب سے بال منڈوانا چاہا، اس نے کہا: ''سر کا داہنا حصہ پیش کرو''۔ پھر میں خاموش بال بنوانے لگا، تو اس نے کہا: ''حج میں چپ نہیں رہنا چاہئے تکبیر کہے جاؤ''۔ میں حجامت سے فارغ ہوکر گھر چلا، تو اس نے کہا: ''پہلے دو رکعت نماز پڑھ لو پھر کہیں جانا''۔ میں نے تعجب سے پوچھا: ''یہ مسائل تم نے کہاں سے سیکھے؟''۔ بولا: ''عطا بن ابی رباح ؒ (م 114ھ) کا فیض ہے''۔

(وفيات الأعيان وأنباء أبناء الزمان، ج3 ص262. المؤلف: أبو العباس شمس الدين أحمد بن محمد بن إبراهيم بن أبي بكر ابن خلكان البرمكي الإربلي (المتوفى: 681هـ). الناشر: دار صادر - بيروت)

مولانا شبلی ؒ نے اس واقعہ سے یہ قیاس لگایا ہے کہ امام صاحب ؒ کا یہ سفر تحصیلِ علم کے آغاز کے زمانہ میں ہوا ہوگا۔

14 نصابِ تعلیم

اس زمانے میں نصابِ تعلیم، قرآن واحادیث ہی تھا، بلکہ اس وقت علم سے مراد قرآن وحدیث ہی کا علم ہوتا تھا۔ چنانچہ خلف بن ایوب ؒ فرماتے ہیں:

صَارَ العِلْمُ مِنَ اللهِ تَعَالَى إِلَى مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ صَارَ إِلَى أَصْحَابِهِ، ثُمَّ صَارَ إِلَى التَّابِعِينَ، ثُمَّ صَارَ إِلَى أَبِي حَنِيفَةَ، وَأَصْحَابِهِ، فَمَنْ شَاءَ فَلْيَرْضَ وَمَنْ شَاءَ فَلْيَسْخَطْ. (تاریخ بغداد وذیولہ ج13 ص336)

روى الحافظ ابن خسرو بسنده عن محمد بن سلمة.

(اعلاء السنن ج19: مقدمة اعلاء السنن: قواعد في علوم الحديث، ص310)

ترجمہ: علم اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت محمد ﷺ کے پاس آیا، پھر صحابہ ؓ میں تقسیم ہوا، پھر تابعین میں، اس کے بعد امام ابوحنیفہ ؒ اور ان کے اصحاب میں آیا۔ پھر جو چاہے اللہ کی اس تقسیم سے راضی ہو، یا ناراض۔

اس قول کو نقل کرنے کے معاً بعد حضرت مولانا ظفر احمد عثمانی تھانوی ؒ لکھتے ہیں:

''ولا يخفى أن العلمَ في ذٰلك الزمان، لم يكن الا عِلمَ الحديث والقرآن. فأعلمُ الناس حينئذٍ من كان أعلمهم بالقرآن والحديث''۔

(اعلاء السنن ج19: مقدمة اعلاء السنن: قواعد في علوم الحديث، ص310)

ترجمہ: یہ بات واضح رہے کہ اس وقت علم صرف اور صرف قرآن وحدیث ہی کا علم تھا۔ لہٰذا اس وقت کا سب سے بڑا عالم وہی مانا جاتا تھا جو قرآن وحدیث کا عالم ہو۔

اسی وجہ سے حضرت سفیان بن عیینہ ؒ فرماتے ہیں: ''امام ابوحنیفہ ؒ علم ''حدیث'' و''فقہ'' میں اعلم الناس ہیں''۔ (دفاع امام ابوحنیفہ، ص:۹۰)

اور خلف بن ایوب ؒ نے ابھی اوپر آپ ؒ کو عالم قرآن وحدیث ثابت کردیا، تو جس کا نصابِ تعلیم ہی قرآن وحدیث ہو، وہ کیسے ''یتیم فی الحدیث'' ہوسکتا ہے؟!

15 مکہ مکرمہ میں امام ابوحنیفہ ؒ کے اساتذہ

1 حضرت عطاء بن ابی رباح ؒ (م 114ھ) سے استفادہ

جس زمانہ میں امام صاحب ؒ مکہ معظمہ پہنچے وہاں درس وتدریس کا بہت زور تھا، متعدد باکمال اور فن حدیث کے ماہرین کی علیحدہ علیحدہ درسگاہیں قائم تھیں، ان میں عطاء بن ابی رباح ؒ کا حلقۂ درس سب سے زیادہ وسیع اور مستند تھا۔ عطاء ؒ مشہور تابعی تھے اور بہت سے صحابہ ؓ کے فیض یافتہ اور اجتہاد کے درجہ پر فائز تھے۔ مجتہدین صحابہ ؓ ان کے علم وفضل کے قائل تھے۔ عبد اللہ بن عمر ؓ اکثر فرماتے تھے: ''عطاء بن رباح ؒ کے ہوتے ہوئے لوگ میرے پاس کیوں آتے

ہیں؟''۔ حج کے زمانہ میں ہمیشہ ایک منادی اعلان کرتا تھا: ''عطاء ؒ کے سوا کوئی فتویٰ کا مجاز نہیں ہے''۔ (وفیات الاعیان وانباء ابناء الزمان 3/261، باب عطاء بن ابی رباح)

امام صاحب ؒ استفادہ کی غرض سے ان کی خدمت میں حاضر ہوئے، تو انہوں نے عقیدہ کے بارے میں سوال کیا۔ اس پر امام صاحب ؒ نے فرمایا: ''میں اسلاف کو برا نہیں کہتا، گنہگار کو کافر نہیں سمجھتا، قضاء وقدر کا قائل ہوں''۔ اس پر حضرت عطاء ؒ نے حلقۂ درس میں شامل ہونے کی اجازت دے دی۔ چند ہی دنوں میں عطاء ؒ کے سامنے امام صاحب ؒ کی ذہانت اور طلب وجستجو اور شوق ظاہر ہو گیا۔ پھر جب امام صاحب ؒ آتے تو دیگر شاگردوں کو ہٹا کر امام صاحب ؒ کو اپنے پہلو میں بٹھاتے، عطاء ؒ 114ھ تک زندہ رہے۔ اس مدت میں امام صاحب ؒ جب بھی مکہ جاتے تو حضرت عطاء ؒ کی خدمت میں حاضری دیتے اور مستفید ہوتے۔ امام صاحب ؒ سے پوچھا گیا: ''آپ ؒ نے سب سے زیادہ فقیہ کس کو دیکھا''۔ امام صاحب ؒ نے فرمایا: ''حماد ؒ سے زیادہ کسی کو نہیں دیکھا، عطا بن ابی رباح ؒ سے زیادہ علوم کا جامع کسی کو نہیں پایا''۔ امام موفق ؒ کا بیان ہے: ''امام صاحب ؒ نے عطاء ؒ سے بہت زیادہ روایتیں کی ہیں''۔

(مناقب ابی حنیفہ للموفق 1/791)

2 حضرت عکرمہ ؒ (م 107ھ) سے استفادہ

مکہ مکرمہ میں امام صاحب ؒ نے جن اساتذۂ حدیث سے استفادہ کیا، ان میں ایک اہم نام حضرت عکرمہ ؒ کا ہے۔ حضرت عکرمہ ؒ حضرت عبداللہ بن عباس ؓ کے شاگرد اور غلام تھے۔ انہوں نے بہت سے صحابہ ؓ مثلاً: حضرت علی ؓ، حضرت ابوہریرہ ؓ، حضرت عبد اللہ بن عمر ؓ، حضرت جابر ؓ اور حضرت ابوقتادہ ؓ سے حدیثیں سیکھی تھیں۔ ستر (70) کے قریب مشہور تابعین حدیث وتفسیر میں ان کے شاگرد ہیں۔ امام شعبی ؒ کہا کرتے تھے: ''قرآن کا جاننے والا عکرمہ

ؒ سے بڑا کوئی نہیں رہا''۔ سعید بن جبیر ؒ جو تابعین کے سردار تھے ان سے پوچھا گیا: ''دنیا میں آپ ؒ سے بڑھ کر بھی کوئی عالم ہے؟''۔ فرمایا: ''ہاں، حضرت عکرمہ ؒ''۔ (وفیات الاعیان لابن خلکان 3/265، باب عکرمہ)

16 مدینہ منورہ میں امام ابوحنیفہ ؒ کے اساتذہ

مکہ کے علاوہ مدینہ میں آپ ؒ نے فقہاء سبعہ میں سے سلیمان ؒ جو حضرت میمونہ ؓ کے غلام تھے اور سالم بن عبداللہ ؒ جو حضرت عمر فاروق ؓ کے پوتے تھے، ان دونوں بزرگوں سے بھی استفادہ کیا۔ اسی طرح حضرت امام باقر ؒ سے بھی آپ ؒ متاثر تھے اور ان کی علمی مجلس میں بھی حاضری دیا کرتے تھے۔ حضرت امام جعفر صادق ؒ (م 148ھ) کے بارے میں آپ ؒ کا قول ہے:

''ما رأيت أفقه من جعفر بن محمد الصادق''۔

ترجمہ میں نے حضرت امام جعفر صادق ؒ سے زیادہ کسی کو فقیہ نہیں دیکھا۔

(محمد ابوزہرہ، ابوحنیفہ حیاتہ وعصرہ ص:81)

17 امام صاحب ؒ کے اساتذہ

علامہ ذہبی ؒ نے آپ ؒ کے اساتذۂ حدیث میں اِن حضرات کا تذکرہ کیا ہے:

عطاء بن ابی رباح ؒ، عکرمہ ؒ، نافع ؒ، عدی بن ثابت ؒ، عطیہ العوفی ؒ، عبدالرحمن بن ہرمز ؒ، عمرو بن دینار ؒ، سلمہ بن کہیل ؒ، قتادہ بن دعامہ ؒ، ابوالزبیر ؒ، منصور ؒ اور ابوجعفر محمد بن علی بن حسین ؒ۔

(مناقب ابی حنیفہ وصاحبیہ للذہبی ص:۱۹)

اس طرح امام صاحب ؒ نے حضرت حماد ؒ سے عبداللہ بن مسعود ؓ کا علم، حضرت عطاء ؒ اور حضرت عکرمہ ؒ سے حضرت عبداللہ بن عباس ؓ کا علم اور حضرت نافع ؒ سے حضرت عبداللہ بن عمر ؓ اور حضرت عمر ؓ کا علم حاصل کیا۔

گویا آپ ؒ صحابہ ؓ میں حضرت عمر ؓ، حضرت عبد اللہ بن عمر ؓ، حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ اور حضرت ابن عباس ؓ کے علوم کے جامع تھے، آپ ؒ پر بالخصوص حضرت عبداللہ ابن مسعود ؓ کے علم کی گہری چھاپ تھی۔

(محمد ابوزہرہ، ابوحنیفہ حیاتہ وعصرہ ص:78، دارالفکر العربی بیروت)

علامہ ابن القیم ؒ نے اعلام الموقعین میں لکھا ہے: ''امتِ مسلمہ میں دین، فقہ اور علم اصحابِ ابن مسعود ؓ، اصحاب زید بن ثابت ؓ، اصحاب عبد اللہ بن عمر ؓ اور اصحاب عبد اللہ بن عباس ؓ کے ذریعہ منتقل ہوا۔ اہل مدینہ کا علم اصحاب زید بن ثابت ؓ اور اصحابِ ابن عمر ؓ سے ہے، مکہ کا علم اصحابِ ابن عباس ؓ سے ہے اور اہلِ عراق کا علم اصحابِ ابن مسعود ؓ سے ہے''۔

(ابن القیم، ابوعبداللہ محمد بن ابی بکر، اعلام الموقعین 1/28، دارالکتب العربی بیروت ۱۹۹۶ء)

18 امام صاحب ؒ کے شیوخِ حدیث

امام صاحب ؒ سے اللہ تعالیٰ کو جو عظیم خدمت لینی تھی اس کے لئے حدیث کے سرمایہ کی بہت ضرورت تھی۔ اس لئے امام صاحب ؒ نے طلبِ حدیث کے لئے بہت اسفار کئے۔ کوفہ میں کوئی بھی محدث نہیں تھا جن سے امام صاحب ؒ نے استفادہ نہ کیا ہو۔ اسی طرح بصرہ کے تمام شیوخِ حدیث سے آپ ؒ نے علمی پیاس بجھائی تھی۔ کوفہ اور بصرہ کے علاوہ آپ ؒ نے متعدد بار حرمین شریفین کا سفر کیا اور بنوامیہ کے آخری دور میں آپ ؒ نے سات سال تک مکہ میں قیام کیا۔ اسی طرح آپ ؒ ہر سال حج کیا کرتے تھے، اور عالمِ اسلام کے محدثین سے اخذِ فیض کیا کرتے تھے۔ اسی وجہ سے آپ ؒ فنِ حدیث میں بلند مقام پر فائز تھے۔ متعدد اصحاب سوانح نے آپ ؒ کے شیوخِ حدیث کی تعداد چار ہزار بتائی ہے۔ فنِ حدیث میں آپ ؒ کی اہمیت کا اندازہ اس سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ آپ ؒ کی مرویات میں احادیات، ثنائی اور ثلاثی روایتیں موجود ہیں۔ بخاری شریف کی 22

ثلاثیات میں 20 ثلاثیات آپ ؒ کے شاگردوں کے واسطے سے مروی ہیں۔

علامہ ذہبی ؒ نے اپنی کتاب سیر اعلام النبلاء میں امام صاحب ؒ کی مدح کا آغاز ان الفاظ میں کیا ہے:

أَبُو حَنِيْفَةَ النُّعْمَانُ بنُ ثَابِتِ التَّيْمِيُّ (ت، س)۔الإِمَامُ، فَقِيْهُ المِلَّةِ، عَالِمُ العِرَاقِ۔

(سير أعلام النبلاء، ج6 ص390 رقم163۔ الناشر: مؤسسة الرسالة)

ترجمہ: ابوحنیفہ ؒ، ترمذی اور نسائی کے راوی، الامام، فقیہ ملت اسلامیہ، عراق کے عالم، ابو حنیفہ النعمان ؒ:

آگے امام ابوحنیفہ ؒ کے محدثین واساتذہ کرام میں چالیس معتبر ومعتمد ائمہ کرام کے اسماء گرامی ذکر کرنے کے بعد تحریر کیا ہے کہ ان کے علاوہ بھی بہت سے مشائخ سے احادیث سنیں۔

19 استاذ سے اختلاف

امام صاحب ؒ نے اگر چہ کوفہ کے بہت سے اساتذہ سے اکتساب فیض کیا، لیکن زیادہ تر استفادہ انہوں نے حضرت حماد بن ابی سلیمان ؒ سے کیا تھا۔ اسی وجہ سے انہیں حماد ؒ کی جانشینی کا بھی شرف حاصل ہوا۔ فقہ حنفی کی ایک اہم خصوصیت یہ ہے کہ اس میں اظہارِ رائے کی آزادی ہے اور یہ سبق امام صاحب ؒ کو ان کے استاذ سے ملا تھا اور بعد میں دیگر فقہاء احناف کا یہ مزاج باقی رہا۔ ایک دفعہ امام صاحب ؒ اپنے استاذ حماد ؒ کے ساتھ سفر میں تھے۔ عصر کی نماز کا وقت قریب آ گیا اور پانی کہیں دستیاب نہیں تھا۔ حضرت حماد ؒ نے تیمم کر کے نماز پڑھی اور امام صاحب ؒ نے نماز کو وقتِ مستحب تک کے لئے مؤخر کر دیا۔ آگے چل کر پانی مل گیا، تو امام صاحب ؒ نے وضو کیا اور نماز ادا کی۔ امام صاحب ؒ کا فرمانا تھا: ''جس آدمی کو آخری وقتِ مستحب تک پانی ملنے کی امید ہو، اس کو نماز مؤخر کرنی چاہئے''۔ حضرت

حماد ؒ نے امام صاحب ؒ کے اجتہاد کی تعریف کی۔ یہ امام صاحب ؒ کا استاذ سے پہلا اختلاف تھا اور پہلا ہی اجتہاد تھا جو درست ثابت ہوا۔

(بدرالدین العینی ، البنایہ شرح الہدایہ، ج1 ص551۔ باب: مبطلات التیمم ، دارالکتب العلمیہ بیروت 2000ء)

20 اساتذہ کا احترام

اساتذہ کی تعظیم وہ عظیم دولت ہے جس سے انسان علم کی اس بلندی کو پہنچ جاتا ہے جس کا تصور نہیں کیا جاسکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں ایسے شاگرد نصیب کرتے ہیں جن کے سبب ان کے علوم ومعارف کی خوب اشاعت ہوتی ہے۔ اس کی واضح مثال امام صاحب ؒ کی مبارک زندگی ہے۔ امام صاحب ؒ اپنے اساتذہ بالخصوص امام حماد ؒ کا بہت زیادہ احترام کیا کرتے تھے۔ امام محمد ؒ نے امام صاحب ؒ کا مقولہ نقل کیا ہے: ’’میں نے کوئی ایسی نماز نہیں پڑھی جس میں اپنے والدین کے ساتھ اپنے اساتذہ اور امام حماد ؒ کے لئے دعائے مغفرت نہ کی ہو‘‘۔

(مناقب ابی حنیفہ للموفق 257/1)

امام صاحب ؒ نے پوری زندگی کبھی اپنے استاذ کے مکان کی طرف پاؤں نہیں کیے۔ امام صاحب ؒ کے اساتذہ بھی آپ ؒ کا بہت احترام کیا کرتے تھے۔ محمد بن الفضل ؒ کا بیان ہے کہ ایک دفعہ امام ابوحنیفہ ؒ ایک حدیث کی تحقیق کے لئے خطیب ؒ کے پاس گئے، میں بھی ساتھ تھا۔ خطیب ؒ نے ان کو آتے دیکھا تو اٹھ کھڑے ہوئے اور آپ ؒ کو نہایت تعظیم کے ساتھ لاکر اپنے برابر بٹھایا۔ امام صاحب ؒ نے پوچھا: ’’بیضہ نعام کے بارے میں کیا حدیث ہے؟‘‘۔ خطیب نے کہا:

أخبرني أبوعبيدة عن عبد الله بن مسعود في بيضة النعام يصيبها المحرم أنه فيه قيمة. (مناقب ابی حنیفہ للموفق 410/1)

حضرت حماد ؒ بھی اپنے حلقۂ درس میں آپ ؒ کو اپنے سامنے بٹھایا کرتے تھے۔ عمرو بن دینار ؒ جو مکہ کے مشہور محدث ہیں، امام صاحب ؒ کے ہوتے ہوئے حلقۂ درس میں کسی اور کی طرف خطاب نہیں کرتے تھے۔

21 استاذ کی نیابت

حضرت حماد ؒ کے انتقال کے بعد امام حماد ؒ کے جانشین کی تلاش شروع ہوئی، ان کے ایک فرزند تھے: اسماعیل بن حماد ؒ، انہیں مسندِ درس پر بٹھایا گیا، لیکن وہ لغت اور ادب کی طرف زیادہ مائل تھے۔ آخر موسیٰ بن کثیر ؒ کو مسند افروزی کا شرف دیا گیا۔ اس لئے کہ وہ حماد ؒ کے شاگردوں میں تجربہ کار اور عمر کے لحاظ سے ممتاز تھے۔ وہ اگرچہ فقہ میں بہت ماہر نہ تھے، لیکن اکثر بزرگوں کی صحبتیں اٹھائی تھی، اس وجہ سے لوگوں پر ان کا خاص اثر تھا۔ چندروز حلقۂ درس ان کی وجہ سے قائم رہا۔ وہ حج کو چلے گئے تو تمام بزرگوں نے متفقہ طور پر امام صاحب ؒ کا انتخاب یہ کہہ کر کیا:

إن هذا الخزاز حسن المعرفة وإن كان حدثا.

(الصیمری ، ابوعبداللہ حسین بن علی، اخبار ابی حنیفہ واصحابہ ص:7، دارالکتب العربی بیروت 1976ء)

ترجمہ یہ ریشم فروش اگرچہ نوعمر ہے، لیکن فقہ کی معرفت اچھی رکھتا ہے۔

امام صاحب ؒ نے اصرار اور ضرورت کو دیکھ کر اس منصب عظیم کو قبول فرمالیا۔ اس طرح حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ سے جو فقہ کا سلسلہ جاری تھا، آپ ؒ اس کے وارث وامین قرار پائے۔

22 درس وتدریس کا آغاز

امام صاحب ؒ نے اگرچہ حضرت حماد ؒ کے شاگردوں کے اصرار پر یہ منصب قبول کرلیا، لیکن ابتداء میں آپ ؒ کو تردد رہتا تھا۔ انہی دنوں امام صاحب ؒ

نے ایک خواب دیکھا کہ میں حضور ﷺ کی قبر مبارک کھود کر آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ہڈیاں چن رہا ہوں۔ یہ دیکھ کر آپ رحمۃ اللہ علیہ گھبرا گئے اور طرح طرح کے خیالات دل میں آنے لگے، جو حلقۂ درس کی ذمہ داریوں کو قبول کرنے میں مانع بن رہے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''میں نے خوف کی وجہ سے مجلس میں آنا جانا بند کر دیا اور لوگوں سے صفائی کے ساتھ کہہ دیا''۔ بالآخر ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ سے خواب کی تعبیر معلوم کی گئی، تو فرمایا: ''یہ خواب دیکھنے والا علم کو زندہ کرے گا اور خواب میں ''مردہ علم'' کو زندہ کرنے کی طرف اشارہ ہے''۔ تب جا کر امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے حلقۂ درس کی ذمہ داریوں کو قبول کیا۔

عَنْ أَبِي حَنِيفَةَ قَالَ: ''رَأَيْتُ فِي الْمَنَامِ كَأَنِّي نَبَشْتُ قَبْرَ النَّبِيِّ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَأَخْرَجْتُ عِظَامَهُ فَاحْتَضَنْتُهَا''۔ قَالَ: فَهَالَتْنِي هٰذِهِ الرُّؤْيَا فَرَحَلْتُ إِلَى ابْنِ سِيرِينَ۔ فَقَصَصْتُهَا عَلَيْهِ۔ فَقَالَ: ''إِنْ صَدَقَتْ رُؤْيَاكَ لَتُحْيِيَنَّ سُنَّةَ نَبِيِّكَ''۔

(ابن عبد البر، یوسف بن عبد اللہ بن محمد بن عبد البر، الانتقاء فی فضائل الثلاثۃ الائمۃ الفقہاء ص: 145، دار الکتب العلمیہ بیروت؛ مناقب للموفق 1/61)

امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ پہلے سے مناظرہ اور علم کلام کے ماہر تھے۔ حماد رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر شیوخِ حدیث کی صحبت سے فقہ اور حدیث میں بھی مہارت پیدا ہوگئی تھی۔ درس میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کا اصول یہ تھا: ''کسی بھی مسئلے میں آپ رحمۃ اللہ علیہ قرآن کریم سے استدلال کرتے تھے، پھر احادیث کی طرف متوجہ ہوتے تھے، اس کے بعد اقوال صحابہ رضی اللہ عنہم کا تتبع فرماتے تھے، اقوال صحابہ رضی اللہ عنہم میں اقرب الی القرآن اور اقرب الی الحدیث کو ترجیح دیتے تھے، اس کے بعد تابعین کے اقوال کی طرف توجہ نہیں دیتے تھے''، بلکہ فرماتے تھے:

نحن رجال وھم رجال۔

ترجمہ: ہم بھی آدمی ہیں اور وہ بھی آدمی ہیں۔

اس صورت میں اجتہاد فرماتے اور یہ اجتہاد بھی ان کا قرآن وحدیث اور آثار صحابہ سے مختلف نہیں ہوتا تھا۔ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے اس جامع انداز درس کی بنا پر آپ رحمۃ اللہ علیہ کے حلقۂ درس کو خوب شہرت اور مقبولیت حاصل ہوگئی اور کوفہ کی تمام درسگاہوں کی رونق ماند پڑ گئی۔ بڑے بڑے اہلِ علم آپ رحمۃ اللہ علیہ کے حلقۂ درس میں شریک ہوتے تھے، حتی کہ بعض اساتذہ مثلاً: مسعر بن کدام رحمۃ اللہ علیہ اور امام اعمش رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کے درس میں شریک ہوتے اور طلبہ کو شریک ہونے کی ترغیب دیتے تھے۔ غرضیکہ اسلامی دنیا میں اسپین کے علاوہ کوئی ایسا حصہ نہیں تھا جہاں کے باشندے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے حلقۂ درس میں شریک نہ ہوئے ہوں۔ صاحب الجواہر المضیئہ نے ذکر کیا ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے حلقۂ درس میں مکہ، مدینہ، بصرہ، واسط، موصل، دمشق، جزیرہ، رقہ، نصیبین، رملہ، یمن، یمامہ، بحرین، بغداد، اھواز، کرمان، اصفہان، بخارا، سمرقند، ترمذ، ہرات، نیشاپور وغیرہ کے باشندے شریک ہوتے تھے۔

(عبد القادر بن محمد بن نصر اللہ، الجواہر المضیئہ فی طبقات الحنفیہ 1/28، میر محمد کتب خانہ، کراچی)

امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے حلقۂ درس کی مقبولیت کی وجہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا جامع صفات ہونا تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی حق گوئی، بے نفسی، زہد وتقویٰ، قوت استدلال، بے پناہ ذہانت، استنباط کا غیر معمولی ملکہ، حدیث پر دسترس نے لوگوں کو آپ رحمۃ اللہ علیہ کا گرویدہ بنا دیا تھا۔ علوم کے پیاسے دنیا بھر سے گشت کر کے آتے اور امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے چشمہ فیض سے تشنگی حاصل کرتے تھے۔

23 چند ممتاز تلامذہ

مختلف سوانح نگاروں نے امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے تلامذہ کے نام اور حالات ان کے ملکوں اور شہروں کی نسبت کے ساتھ لکھے ہیں، جن میں فقہاء، محدثین، قضاۃ (قاضی) سب شامل ہیں۔ چند حضرات کے نام یہ ہیں: قاضی ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ، یعقوب بن ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ، محمد بن حسن شیبانی رحمۃ اللہ علیہ، زفر بن ہذیل عنبری رحمۃ اللہ علیہ، حماد بن ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ،

حسن بن زیاد لولوئی ؒ، ابو عصمہ نوح بن ابو مریم ؒ، زکریا بن ابی زائدہ ؒ، مسعر بن کدام ؒ، یونس بن ابو اسحاق ؒ، داؤد طائی ؒ، حسن بن صالح ؒ، ابوبکر بن عیاش ؒ، علی بن مسہر ؒ، حفص بن غیاث ؒ، عبداللہ بن مبارک ؒ، وکیع بن الجراح ؒ، ابو اسحاق فزاری ؒ، یزید بن ہارون ؒ، مکی بن ابراہیم ؒ، حبیب زیات مقری ؒ، مصعب بن مقدام ؒ، خارجہ بن مصعب ؒ، عبیداللہ بن موسیٰ ؒ، ابراہیم بن طہمان ؒ۔

(مبارکپوری، قاضی اطہر، سیرت ائمہ اربعہ ص:67، مکتبہ ادارہ اسلامیات لاہور 1990ء)

24 امام صاحب ؒ کا تحمل

امام صاحب ؒ نہایت محتاط اور متحمل المزاج تھے۔ طلبہ کے اعتراضات کو خندۂ پیشانی سے سنتے اور مسکرا کر ان کے جوابات دیتے۔ ایک مرتبہ آپ ؒ کے حلقۂ درس میں واعظِ عراق جو حسن بصری ؒ کے قریبی اور عزیز تھے، شریک ہوگئے۔ امام صاحب ؒ نے کسی مسئلہ میں تقریر کرتے ہوئے فرمایا: ''أخطأ الحسن''۔ حسن بصری ؒ سے چوک ہوگئی۔ اس پر واعظِ عراق کو غصہ آگیا اور فوراً ہی اٹھ کر کہہ دیا: ''تقول: الحسن أخطأ یا ابن الزانیة''۔ اے حرامی بچے! تو حسن ؒ کو یہ کہتا ہے کہ اس نے خطا کی۔ بھری مجلس جس میں امام صاحب ؒ کے جانثار بیٹھے تھے۔ یہ کوئی معمولی واقعہ نہیں تھا، نہ معلوم کتنے تلامذہ کے خون کھولنے لگے ہوں گے اور کتنوں نے آستین چڑھالی ہوگی۔ آپ ؒ نے سب کو خاموش کیا اور پھر نرمی سے فرمایا: '' واللہ! أخطأ الحسن وأصاب ابن مسعود''۔ خدا کی قسم! حسن ؒ سے غلطی ہوئی اور ابن مسعود ؓ نے صحیح فرمایا۔

(علامہ یوسف بن صالح دمشقی، عقود الجمان ص:270)

چنانچہ آپ کا معمول یہ تھا کہ آپ ایسے گستاخوں کو معاف فرمادیتے تھے، آپ کا قول ہے اہل علم میں سے کسی نے میرے متعلق کچھ کہا اور وہ چیز میرے اندر نہیں ہے تو وہ

غلطی پر ہے اور علماء کی غیبت تو کچھ نہ کچھ ان کے بعد بھی رہتی ہے۔

(امام اعظم ابوحنیفہ ص:74، مفتی عزیز الرحمن بجنوری)

25 تلامذہ کے ساتھ حسن سلوک

امام صاحب ؒ کے درس میں بہت آزادانہ ماحول ہوا کرتا تھا۔ ہر طالب علم کو اعتراض کرنے اور دلائل پر تبصرہ کرنے کی کھلی آزادی تھی۔ آپ ؒ اپنے تلامذہ کو تقلید پیشہ متعلم نہیں بنانا چاہتے تھے، بلکہ ایک مناظر کی حیثیت میں دیکھنا پسند کرتے تھے۔ شیخ ابوزہرہ ؒ نے لکھا ہے کہ امام صاحب اپنے تلامذہ میں تین باتوں کا خاص خیال رکھتے تھے:

(1) تلامذہ کی مالی امداد کرتے اور گردشِ ایام میں ان کا ساتھ دیتے۔ جس کو شادی کی ضرورت ہوتی اور مالی وسائل نہ رکھتا ہوتا، تو اس کی شادی کروادیتے۔ ہر شاگرد کی ضروریات کی کفالت فرماتے تھے۔

(2) تلامذہ کی کڑی نگرانی کرتے۔ جب کسی میں احساسِ علم کے ساتھ کبر ونخوت کے آثار دیکھتے، اس کو زائل فرمادیتے، اور یہ باور کراتے کہ وہ ہنوز دوسروں سے استفادہ کا محتاج ہے۔ ایک مرتبہ امام ابو یوسف ؒ کے جی میں آیا کہ اب انہیں الگ حلقہ درس قائم کرنا چاہئے۔ امام صاحب ؒ نے اپنے ایک ساتھی سے کہا: ''ابو یوسف کی مجلس میں جا کر یہ مسئلہ پوچھو کہ صورتِ ذیل میں آپ کیا فرماتے ہیں: ایک شخص نے ایک دھوبی کو دو درہم کے عوض ایک کپڑا دھونے کے لئے دیا۔ پھر اس نے کپڑا مانگا، دھوبی نے انکار کیا۔ وہ پھر دوبارہ آیا اور کپڑے کا مطالبہ کیا۔ دھوبی نے کپڑا دھو کر اس کے حوالے کر دیا۔ اس صورت میں کیا دھوبی اجرت کا استحقاق رکھتا ہے؟۔ اگر ابو یوسف ؒ اثبات میں جواب دیں تو آپ کہیں غلط ہے۔ اور اگر نفی میں جواب دیں تو بھی آپ کہیں غلط ہے''۔ وہ آدمی گیا اور امام ابو یوسف ؒ سے مسئلہ معلوم کیا۔ امام ابو یوسف ؒ بولے: ''ہاں، اسے اجرت دینی ہوگی''۔ اس شخص نے کہا: ''غلط

ہے''۔ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کچھ سوچ کر بولے: ''وہ اجرت کا مستحق نہیں''۔ وہ بولا: ''یہ بھی صحیح نہیں ہے''۔ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ اسی وقت اٹھ کر امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں گئے۔ امام صاحب بولے: ''آپ دھوبی کے مسئلے کے سلسلے میں آئے ہوں گے''۔ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: ''مجھے یہ مسئلہ سمجھائیے''۔ فرمایا: ''اگر دھوبی نے یہ کپڑا غصب کرنے کے بعد دھویا تو اسے کوئی اجرت نہیں ملنی چاہئے، کیوں کہ اس نے اپنے لئے دھویا ہے، اور اگر غصب کرنے سے پہلے دھویا ہے تو وہ اجرت کا مستحق ہے، کیوں کہ اس نے یہ کپڑا مالک کے لئے دھویا ہے''۔

(3) آپ رحمۃ اللہ علیہ تلامذہ کو نصیحت کرتے رہتے تھے، خصوصاً ان لوگوں کو جو اپنے وطن جانے والے ہوتے تھے، یا جن کے بڑا بننے کی توقع ہوتی تھی۔ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی وہ وصیتیں جو انہوں نے یوسف بن خالد السمتی رحمۃ اللہ علیہ، نوح بن ابی مریم رحمۃ اللہ علیہ اور امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے لئے لکھی ہیں وہ بہت ہی قابل قدر ہیں۔

الغرض! امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنے تلامذہ کو دوستوں کی طرح رکھتے تھے اور انہیں اپنی عزیز ترین متاعِ حیات دینے سے گریز نہ کرتے تھے۔ فرمایا کرتے تھے: ''تم میرے دل کا سرور اور غم وحزن کے زوال کا سبب ہو''۔

(محمد ابوزہرہ، ابوحنیفہ حیاتہ وعصرہ ص:89)

26 شاگردوں کی نظر میں امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا مقام

امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ جس محبت، اخلاص اور توجہ سے اپنے تلامذہ کی تربیت کیا کرتے تھے اور ان کی ضرورتوں کا خیال رکھا کرتے تھے۔ ان کے تلامذہ بھی امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا اسی درجہ ادب واحترام کیا کرتے تھے اور حد درجہ آپ رحمۃ اللہ علیہ سے عقیدت ومحبت کیا کرتے تھے۔ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''میں اپنے والدین سے پہلے حضرت امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے لئے دعا کرتا ہوں''۔

امام زفر رحمۃ اللہ علیہ جس زمانہ میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں فیض حاصل کر رہے تھے، اسی

زمانہ میں ان کی شادی ہوئی۔ امام زفر رحمۃ اللہ علیہ نے امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے نکاح خوانی کی درخواست کی۔ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بڑے انشراح کے ساتھ شاگرد کی خواہش پوری کر دی اور خطبۂ نکاح میں ان کے بارے میں یہ شاندار الفاظ کہے: ''یہ زفر بن ہذیل رحمۃ اللہ علیہ ہیں جو اپنے حسب ونسب، شرافت اور علم کی وجہ سے مسلمانوں کے امام اور دین کے زبردست عالم ہیں''۔ شاگرد کے بارے میں استاذ کے ان جملوں سے حاضرین بہت محظوظ ہوئے، لیکن خاندان کے بعض لوگوں نے امام زفر رحمۃ اللہ علیہ سے کہا: ''تمہارے قبیلے کے اعیان واشراف یہاں موجود ہیں۔ پھر بھی تم نے ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے نکاح پڑھوایا''۔ اس پر امام زفر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: ''اگر میرے والد یہاں موجود ہوتے تو بھی میں امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے ہی نکاح پڑھواتا''۔

(سیرت ائمہ اربعہ، قاضی اطہر مبارکپوری ص:66)

امام زفر رحمۃ اللہ علیہ کے اس جملہ سے ایک شاگرد کی استاذ کے تئیں جو عقیدت ومحبت ہونی چاہئے، وہ ظاہر ہے۔ وہ بھی اس لئے کہ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ صرف استاذ ہی نہیں، مربی، محسن اور کفیل بھی تھے۔ یہی وجہ ہے کہ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے تمام تلامذہ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا حد درجہ احترام کیا کرتے تھے۔

27 امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی سیاسی زندگی

حضرت امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ 80ھ میں بمقام کوفہ اُموی خلیفہ عبدالملک بن مروان رحمۃ اللہ علیہ (م 86ھ) کے عہدِ اقتدار میں پیدا ہوئے۔ اس وقت بنی امیّہ کا آفتابِ اقتدار نصف النہار پر تھا اور ہر طرف ان ہی کا طوطی بولتا تھا۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی آنکھوں سے بنی امیہ کی خلافت کا یہ عہدِ شباب بھی دیکھا اور پھر آپ رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے ہی 132ھ میں بنی امیّہ کی خلافت کا خاتمہ ہوا، اور بنی عباس اقتدارِ خلافت پر متمکن ہوئے۔ اس طرح آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی ستّر سالہ زندگی کے باون سال بنی امیّہ کے عہد میں اور اٹھارہ سال بنی عباس کے عہد میں بسر کیے۔

ان ہر دو دَور میں جو سیاسی تحریکیں اٹھیں اور جو اہم واقعات رونما ہوئے، ان میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مؤقف اور کردار ہمیشہ جرأت مندانہ اور مثالی رہا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے ساتھ ملانے کے لیے ان دونوں حکومتوں نے بھرپور کوشش کی، تاکہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے عظیم مقام کو، جو عوام کی نظروں میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کو حاصل تھا، استعمال کر کے اپنے اقتدار کو مضبوط اور مستحکم کیا جائے۔ پھر اس کے لیے انہوں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو بڑے بڑے تحائف اور مناصب (عہدۂ قضاء وغیرہ) پیش کیے، لیکن آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ان کی ہر پیشکش کو ٹھکرا دیا اور ظالم حکومت کا حصہ بننے سے صاف انکار کر دیا۔

بنی امیہ کے آخری دَور میں حکومت کے بہت زیادہ غیر شرعی رجحان کی وجہ سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو یہ فکر پیدا ہوئی کہ کوئی صحیح شرعی خلافت قائم ہو جائے۔ چنانچہ جب بنی عباس کی خلافت قائم ہوئی تو آپ رحمۃ اللہ علیہ کو ان سے بڑی امیدیں وابستہ تھیں۔ لیکن جب ان کی بھی بے اعتدالیاں سامنے آئیں، خصوصاً انہوں نے جب اہلِ بیت پر ظلم و ستم کے پہاڑ توڑے، تو آپ رحمۃ اللہ علیہ ان سے بھی مایوس ہو گئے اور ان کے مقابلے میں اہلِ بیت کا ساتھ دینے لگے۔

الغرض آپ رحمۃ اللہ علیہ نہ تو ان دونوں حکومتوں کے آلۂ کار بنے اور نہ ہی ان کے سامنے کلمۂ حق کہنے سے باز آئے۔ اگرچہ پھر اس کی پاداش میں دونوں حکومتوں کے غیض و غضب کا نشانہ بنے اور ان کی طرف سے بڑی بڑی صعوبتیں اور مصیبتیں جھیلیں، یہاں تک کہ اپنی جان بھی اس راستے میں قربان کر دی۔

امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی سیاسی زندگی ایک طویل موضوع ہے۔ اس کے احاطہ کے لیے ایک مستقل تصنیف درکار ہے۔ ہم یہاں بطور اختصار آپ رحمۃ اللہ علیہ کی سیاسی زندگی کے صرف چند اہم واقعات پیش کرتے ہیں، جن سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی استقامت، جرأت اور بلند فکری کا پتہ چلتا ہے۔

28 بنی امیہ کے خلاف حضرت زید بن علی رحمۃ اللہ علیہ کے خروج کی تائید

حکومت بنی امیہ کے مشہور فرماں روا ہشام بن عبد الملک رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۲۵ھ) کی بعض خلافِ شریعت پالیسیوں کے خلاف خاندان رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایک اہم فرد حضرت زید رحمۃ اللہ علیہ (م 122ھ)، جو حضرت علی رحمۃ اللہ علیہ المعروف بہ "زین العابدین" بن حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے فرزند ہیں، نے 121ھ میں اموی حکومت کے خلاف خروج اور اعلانِ جہاد کیا، لیکن روافض، جو اپنے آپ کو شیعانِ علیؓ کہلواتے تھے، نے حسبِ عادت حضرت زید رحمۃ اللہ علیہ سے بے وفائی کی، اور ان کو عین موقع پر محض اس لیے بے یار و مددگار چھوڑ دیا کہ حضرت زید رحمۃ اللہ علیہ نے ان کا حضراتِ شیخین (حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ) پر تبرا کرنے کا مطالبہ مسترد کر دیا تھا، چنانچہ حضرت زید رحمۃ اللہ علیہ کی یہ تحریک روافض کی بے وفائی کی وجہ سے بظاہر ناکام ہو گئی، اور حضرت زید رحمۃ اللہ علیہ اپنے باقی ماندہ جانثار ساتھیوں کے ساتھ امویوں کے خلاف لڑتے ہوئے شہید ہو گئے۔

(بغیۃ الطلب فی تاریخ حلب، 9/4037-4040؛ البدایۃ والنہایۃ، 6/477-479)

حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے اگرچہ حضرت زید رحمۃ اللہ علیہ کی اس تحریک میں عملاً حصہ نہیں لیا، لیکن ان کے اس اقدام کی تائید ضرور کی، اور خود ان کو خلیفۂ برحق قرار دیا، بلکہ منقول ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت زید رحمۃ اللہ علیہ کے اس اقدام کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خروجِ بدر سے تشبیہ دی تھی۔ (مناقب ابی حنیفۃ، ص 227، للکردری رحمۃ اللہ علیہ)

حضرت امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اس تحریک کی تائید کرنے کے باوجود اس میں عملی طور پر حصہ کیوں نہیں لیا؟ اس بابت امام حافظ الدین کردری رحمۃ اللہ علیہ (م 827ھ) نے یہ روایت نقل کی ہے:

ارسل الیه زید بن علی بن الحسین یدعوه الی البیعة، فقال: "لو علمت ان الناس لا یخذلونه کما خذلوا اباه لجاهدت معه لانه امام بحق، ولکن اعینه بمالی". فبعث الیه بعشرة آلاف درهم، وقال للرسول:

"ابسط عذری عنده"۔ (مناقب ابی حنیفۃ، ص227، للکردری ؒ)

ترجمہ: اگر مجھے یہ معلوم ہو جاتا کہ لوگ ان (حضرت زید ؒ) کے ساتھ اس طرح دھوکہ نہیں کریں گے جس طرح کہ ان لوگوں نے ان کے والد (حضرت حسین ؓ) کے ساتھ دھوکہ کیا تھا، تو میں ضرور ان کے ساتھ مل کر جہاد کرتا، کیونکہ وہ امام برحق ہیں۔ البتہ میں ان کی مالی امداد ضرور کروں گا۔ چنانچہ آپ ؒ نے ان کی خدمت میں دس ہزار درھم بھیج دیے اور ان کے قاصد کو کہہ دیا: ''آپ حضرت زید ؒ کو میری طرف سے (ان کی تحریک میں عدم شرکت پر) معذرت کر دینا''۔

اور یہ بھی منقول ہے کہ آپ ؒ نے حضرت زید ؒ کے ساتھ جہاد میں عدمِ شرکت پر یہ عذر پیش کیا تھا:

حبسنی عنه ودائع الناس عرضتها علی ابن ابی لیلیٰ فلم یقبل. فخفت ان اموت مجهلا و کان کلما ذکر خروجه بکٰی۔

(مناقب ابی حنیفۃ، ص227، للکردری ؒ؛ ابوحنیفۃ، ص31، 32۔ للشیخ ابی زہرۃ ؒ)

ترجمہ: میرے پاس موجود لوگوں کی امانتوں نے مجھے حضرت زید ؒ کے ساتھ جہاد میں شرکت سے روک دیا ہے (ورنہ میں اس میں ضرور شرکت کرتا)۔ میں نے یہ امانتیں ابن ابی لیلیٰ ؒ (قاضیٔ کوفہ) کے سپرد کرنا چاہیں مگر انہوں نے قبول نہیں کیا۔ مجھے یہ خطرہ لاحق ہوا کہ کہیں اس حالت میں میری موت نہ آ جائے (اور میں لوگوں کی امانتیں ان کو سپرد نہ کر سکوں)، اور امام صاحب ؒ جب بھی حضرت زید ؒ کے خروج کو ذکر کرتے تو آپ ؒ رو پڑتے۔

29 اموی گورنر ابن ہبیرہ ؒ کا آپ ؒ کو عہدہ خاتم اور محکمہ قضاء سپرد کرنے کی پیشکش اور آپ ؒ کا انکار

یزید بن عمر بن ہبیرہ ؒ (م 132ھ) بنی امیہ کے آخری خلیفہ مروان بن محمد الحمار ؒ (م 132ھ) کی طرف سے عراق کا امیر اور گورنر تھا۔ ان دنوں حکومتِ بنی امیہ

کے حالات بڑے خراب تھے، اور ہر طرف (خصوصاً عراق میں) ان کے خلاف ایک شورش بپا تھی۔

گورنر ابن ہبیرہ ؒ نے عراق کے حالات کو کنٹرول کرنے کے لیے عراق کے تمام مشہور فقہاء: ابن ابی لیلیٰ ؒ (م 148ھ)، ابن شبرمہ ؒ (م 144ھ)، داؤد بن ابی ہند ؒ (م 140ھ) وغیرہ کو اپنے پاس بلایا اور ان میں سے ہر ایک کو حکومت کا ایک ایک عہدہ سپرد کیا۔ اس طرح اس نے امام ابوحنیفہ ؒ کو بھی عہدۂ خاتم یعنی سرکاری مہر تفویض کرنا چاہا، تاکہ کوئی بھی سرکاری حکم آپ ؒ کی مہر کے بغیر جاری نہ ہو سکے، اور نہ بیت المال سے کوئی چیز آپ ؒ کی اجازت کے بغیر نکل سکے۔ مگر امام صاحب ؒ نے یہ عہدہ قبول کرنے سے انکار کر دیا۔

ابن ہبیرہ ؒ نے آپ ؒ کے انکار پر قسم اٹھا کر کہا: ''یہ عہدہ آپ ؒ کو قبول کرنا ہوگا، ورنہ آپ ؒ کو زدوکوب کیا جائے گا''۔ تمام علماء نے بھی آپ ؒ کو قائل کرنے کی کوشش کی اور کہا: ''خدارا! اپنے آپ کو ہلاکت میں مت ڈالو، ہم آپ کے بھائی ہیں، ہم بھی ان عہدوں کو پسند نہیں کرتے، لیکن یہ مجبوراً ہمیں قبول کرنا پڑ گئے ہیں''۔ امام صاحب ؒ نے جواب میں فرمایا:

لو ارادنی ان اعد له ابواب مسجد واسط لم ادخل فی ذلك فكيف وهو يريد منی ان يكتب دم رجل بضرب عنقه واختم انا علی ذلك الكتاب۔ فوالله! لا ادخل فی ذلك۔

ترجمہ: اگر گورنر مجھے شہر واسط کی مسجد کے دروازے گننے کا حکم کرے، تو بھی میں اس کے حکم کی تعمیل نہیں کروں گا۔ بھلا یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ وہ کسی بے گناہ شخص کی گردن مارنے کا حکم کرے اور میں اس پر مہر ثبت کروں؟ بخدا! میں یہ عہدہ قبول نہیں کروں گا۔

گورنر نے آپ ؒ کو جیل بھجوا دیا اور اس کے حکم سے جلاّد کئی روز تک متواتر آپ ؒ کو کوڑے مارتا رہا۔ لیکن ابن ہبیرہ ؒ نے جب دیکھا کہ اس سزا کا آپ ؒ پر کوئی اثر نہیں ہوتا، تو اس نے آپ ؒ کی رہائی کا حکم دے دیا۔ آپ جب رہا ہوئے

تو فوراً سفر کی تیاری کی اور مکہ مکرمہ کی طرف ہجرت کر گئے۔

امام موفق بن احمد مکی ؒ (م 568ھ) اس روایت کو نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

وكان هذا فى سنة مائة وثلاثين، فاقام بمكة حتى صارت الخلافة للعباسية فقدم ابو حنيفة الكوفة فى زمن ابى جعفر المنصور۔

(مناقب ابی حنیفہ ص 275، 276)

ترجمہ: یہ 130ھ کا واقعہ ہے اور امام ابو حنیفہ ؒ عباسی خلافت قائم ہونے تک مکہ مکرمہ میں ہی رہے اور خلیفہ ابو جعفر منصور ؒ کے زمانہ میں کوفہ واپس آئے۔

بعض روایات میں یہ بھی ہے کہ ابن ہبیرہ ؒ امام صاحب ؒ کو عہدہ قضاء بھی سپرد کرنا چاہتا تھا، لیکن آپ ؒ کے انکار پر اس نے کوڑوں سے آپ ؒ کو سزا دلوائی۔

چنانچہ حافظ ذہبی ؒ (م 748ھ) لکھتے ہیں:

ولقد ضربه يزيد بن عمر بن هبيرة على القضاء فابى ان يكون قاضيا۔

(تذکرۃ الحفاظ، ج 1، ص 127)

ترجمہ: یزید بن عمر بن ہبیرہ ؒ نے امام ابو حنیفہ ؒ کو عہدۂ قضاء قبول کرنے کے لیے زد و کوب کیا، لیکن آپ ؒ نے پھر بھی قاضی بننے سے انکار کر دیا۔

علامہ خطیب بغدادی ؒ (م 463ھ) بروایت امام عبداللہ بن عمرو الرقی ؒ (م 180ھ) لکھتے ہیں:

كلم بن هبيرة أبا حنيفة أن يلي له قضاء الكوفة، فأبى عليه، فضربه مائة سوط وعشرة أسواط، فى كل يوم عشرة أسواط، وهو على الامتناع، فلما رأى ذلك خلى سبيله.

(تاریخ بغداد ج 15 ص 444؛ تاریخ بغداد و ذیولہ ج 13 ص 328)

ترجمہ: ابن ہبیرہ ؒ نے امام ابو حنیفہ ؒ سے کوفہ کی قضاء قبول کرنے کی پیشکش کی، لیکن آپ ؒ نے اس سے انکار کر دیا۔ اس پر اس نے آپ ؒ کے لیے ایک سو دس

کوڑوں کی سزا تجویز کی کہ ہر روز آپ ؒ کو دس کوڑے مارے جائیں۔ لیکن پھر بھی آپ ؒ اپنے انکار پر ڈٹے رہے۔ آخر مجبور ہو کر اس نے آپ کو چھوڑ دیا۔

30 اہلِ بیت کی برملا حمایت

132ھ میں عباسیوں نے بنی امیّہ کی حکومت کا خاتمہ کر کے خود اقتدار پر قبضہ کر لیا، اور چونکہ یہ لوگ نبی ﷺ کے چچا حضرت عباس ؓ کی اولاد میں سے ہونے کی وجہ سے قابلِ احترام سمجھے جاتے تھے۔ دوسرے انہوں نے بنی امیّہ کے خلاف جو تحریک چلائی تھی، اُس کا منشور یہ دیا تھا کہ ہم صحیح اسلامی خلافت قائم کریں گے اور بنی امیّہ کے دَور میں لوگوں کے ساتھ جو زیادتیاں اور بے انصافیاں ہو رہی ہیں، اُن کا خاتمہ کر کے عدل و انصاف قائم کریں گے۔ اس لیے جب ان کی حکومت قائم ہوئی تو لوگوں نے بڑی خندہ پیشانی سے ان کو خوش آمدید کہا۔ امام ابو حنیفہ ؒ نے بھی پہلے عباسی خلیفہ ابو العباس سفاح ؒ (م 136ھ) کے سامنے اس کی حکومت پر اظہارِ خوشنودی کیا تھا۔ (مناقب ابی حنیفہ ؒ ص 128، للمکی ؒ)

لیکن عباسیوں نے اقتدار پر قبضہ کرنے کے تھوڑے عرصہ بعد ہی اپنے وعدوں کی خلاف ورزیاں شروع کر دیں اور اپنے مخالفین کے خلاف وہ ظلم و ستم کیے کہ لوگ بنی امیّہ کے ظلم و ستم کو بھول گئے۔ چنانچہ پہلے انہوں نے اُمویوں کا قتلِ عام کیا، یہاں تک کہ جب دمشق پر انہوں نے قبضہ کیا تو ایک دن میں انہوں نے بنی امیّہ کے بانوے ہزار آدمیوں کو قتل کیا، اور بنی امیّہ کے جو خلفاء مر چکے تھے اُن کی قبروں تک کو کھود کر اُن کو سولیوں پر لٹکا دیا۔ (البدایۃ والنہایۃ، ص ۷، ص ۱۵، لابن کثیرؒ)

اور جب بنی امیّہ کا خاتمہ ہو گیا تو ان ظالموں نے اہلِ بیتِ رسول ﷺ کی بیخ کنی شروع کر دی۔ چنانچہ اس خاندان کی بڑی بڑی نامور شخصیات کو بڑی بیدردی سے قتل کیا گیا۔ یہاں تک کہ سادات میں سے محمد بن ابراہیم بن عبداللہ بن حسن ؒ (م 142ھ)، جو اپنے حسن و جمال کی وجہ سے "الدیباج الاصفر" کہلاتے تھے، اور لوگ

دور دراز سے ان کے حسن و جمال کو دیکھنے کے لیے آیا کرتے تھے، ان کو دوسرے عباسی خلیفہ منصورؒ (م 158ھ) نے دیوار میں زندہ چنوا دیا۔

اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ۔

علامہ ابن کثیرؒ (م 774ھ) اس واقعہ کو نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

فعلی المنصور مایستحقه من عذاب الله ولعنته۔

(البدایۃ والنہایۃ، لابن کثیر ج1 ص57)

ترجمہ: منصورؒ پر اللہ تعالیٰ کا عذاب اور اُس کی لعنت ہو، جس کا وہ مستحق ہے۔

جب عباسیوں کے یہ ظلم و ستم حد سے بڑھ گئے تو ان سادات میں سے محمد بن عبداللہ بن حسنؒ، جو محمد نفس ذکیہؒ سے مشہور ہیں، نے 145ھ میں خلیفہ منصورؒ کے خلاف مدینہ منورہ میں خروج کیا اور اکثر اہلِ مدینہ نے ان کے ہاتھ پر خلافت کی بیعت کر لی۔ یہاں تک کہ امام مالکؒ (م 179ھ) نے بھی لوگوں کو ان کی بیعت کرنے کا فتویٰ دے دیا۔ (البدایۃ والنہایۃ، لابن کثیرؒ، ج7 ص59)

چنانچہ نفس ذکیہؒ ایک بہت بڑی جمعیت لے کر منصورؒ کی فوج سے ٹکرائے۔ لیکن بدقسمتی سے شکست کھائی اور میدانِ جنگ میں بڑی بہادری سے لڑتے ہوئے شہادت کی موت سے سرفراز ہوئے۔

نفس ذکیہؒ کی شہادت کے بعد ان کے بھائی ابراہیم بن عبداللہؒ (م 145ھ) نے بصرہ میں منصورؒ کے خلاف خروج کیا اور دیکھتے ہی دیکھتے ایک بہت بڑی کمک تیار کر لی، اور کئی شہروں، بصرہ، اہواز، فارس اور مدائن وغیرہ پر قبضہ کر لیا اور ایک لاکھ کا لشکر لے کر منصورؒ کے دارالخلافۃ کوفہ پر حملہ آور ہو گیا۔ قریب تھا کہ اس کے ہاتھوں منصورؒ کی خلافت کا خاتمہ ہو جاتا، لیکن ابراہیمؒ کی بدانتظامی کی وجہ سے اس کی فتح شکست میں بدل گئی اور ابراہیمؒ عباسی فوج سے لڑتا ہوا شہید ہو گیا۔ (البدایۃ والنہایۃ، لابن کثیرؒ، ج7، ص59؛ تاریخ خلیفۃ بن خیاط ص276، 277۔ طبع: دارالکتب العلمیۃ، بیروت)

ابراہیمؒ کے اس خروج میں بڑے بڑے علماء نے اس کا ساتھ دیا تھا۔ خود امام ابوحنیفہؒ بھی کھل کر اس کی حمایت کر رہے تھے۔ چنانچہ حافظ ذہبیؒ (م 748ھ) نے بحوالہ مورّخ خلیفہ بن خیّاطؒ (م 240ھ) لکھا ہے:

خرج مع ابراهيم: هشيم، وابو خالد الاحمر وعيسى بن يونس، وعباد بن عوام، ويزيد بن هارون، وكان ابوحنيفة يجاهر في امره ويامر بالخروج۔ (العبر، ج1 ص155، 156)

ترجمہ: ابراہیمؒ کے ساتھ محدثین میں سے ہشیمؒ، ابوخالد الاحمرؒ، عیسیٰ بن یونسؒ، عباد بن عوامؒ اور یزید بن ہارونؒ نے خروج کیا اور امام ابوحنیفہؒ کھل کر ابراہیمؒ کی حمایت کرتے تھے اور لوگوں کو ان کے ساتھ نکلنے کا حکم دیتے تھے۔

مولانا عطاء اللہ حنیفؒ غیر مقلد لکھتے ہیں:

یہاں تک درست ہے کہ حضرت امام (ابوحنیفہؒ) ایک اموی خلیفہ کے خلاف زید بن علیؒ کے خروج، یا منصور عباسیؒ کے عہد میں بعض علویوں کے خروج سے دلی ہمدردی تھی، لیکن اس سلسلے کے سارے واقعات کو سامنے رکھا جائے تو اس کی زیادہ وجہ امویّوں اور عباسیّوں کے وہ لرزہ خیز مظالم تھے جو بیچارے علویوں پر توڑے جا رہے تھے۔۔۔ (حاشیہ حیات حضرت امام ابوحنیفہؒ، 298)

31 خلیفہ منصورؒ کی آپؒ کے خلاف حیلہ تراشی اور عہدۂ قضاء کی پیشکش

منصورؒ ابراہیمؒ سے فارغ ہو کر ان لوگوں کی طرف متوجہ ہوا، جنہوں نے اس کے خلاف ابراہیمؒ کا ساتھ دیا تھا۔ اور چونکہ امام صاحبؒ ابراہیمؒ کا ساتھ دینے والوں میں پیش پیش تھے، اس لیے منصورؒ کے دل میں آپؒ کے

خلاف جذبۂ انتقام بھڑک رہا تھا۔ حافظ ذہبی ؒ (م 748ھ) لکھتے ہیں:

إِنَّهٗ بَقِيَ فِي نَفْسِ الْمَنْصُوْرِ مِنْ أَبِي حَنِيفَةَ لِقِيَامِهٖ مَعَ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَلَى الْمَنْصُوْرِ۔ (مناقب ابی حنیفۃ وصاحبیہ، ص48)

ترجمہ منصور ؒ کے دل میں امام ابوحنیفہ ؒ کے خلاف جذبۂ انتقام گھر کر گیا تھا، کیونکہ آپ ؒ نے منصور ؒ کے مقابلے میں ابراہیم بن عبداللہ ؒ کا ساتھ دیا تھا۔

مگر چونکہ لوگوں کے اندر امام صاحب ؒ کا ایک مقام تھا اور آپ ؒ کا حلقۂ احباب دور دور تک پھیلا ہوا تھا۔ اس لیے وہ آپ ؒ سے براہِ راست انتقام لے کر اپنی حکومت کے لیے کوئی نیا خطرہ مول نہیں لینا چاہتا تھا۔ چنانچہ اس نے آپ ؒ کو اپنے جال میں پھنسانے کے لیے یہ حیلہ تراشا کہ آپ ؒ کو بغداد بلا کر آپ ؒ کے سامنے بغداد کا عہدۂ قضاء پیش کیا اور بعد میں پورے ملک کا قاضی القضاۃ بننے کی پیشکش کر دی۔

دراصل اس پیشکش سے اس کا مقصد یہ تھا کہ اگر امام صاحب ؒ نے یہ عہدۂ قبول کر لیا تو یہ آپ ؒ کی طرف سے حکومت سے اطاعت شعاری اور رضامندی کی دلیل ہو گی اور اگر آپ ؒ نے اس پیشکش کو ٹھکرا دیا تو آپ ؒ سے انتقام لینے کا ایک جواز پیدا ہو جائے گا۔

امام صاحب ؒ اس کی نیت کو بھانپ گئے کہ یہ مجھ کو عہدۂ قضاء دے کر مجھ سے کیا حاصل کرنا چاہتا ہے؟ اس لیے آپ ؒ نے بڑی جرأت کے ساتھ اس کی اس پیشکش کو ٹھکرا دیا۔

علامہ خطیب بغدادی ؒ (م 463ھ) نے نقل کیا ہے:

أشخص أبو جعفر أمير المؤمنين أبا حنيفة، فأراده على أن يوليه القضاء، فأبى. فحلف عليه ليفعلن. فحلف أبو حنيفة أن لا يفعل، فحلف المنصور ليفعلن، فحلف أبو حنيفة أن لا يفعل. فقال الربيع الحاجب: "ألا ترى أمير المؤمنين يحلف؟". فقال أبو حنيفة: "أمير المؤمنين

على كفارة أيمانه أقدر مني على كفارة أيماني". وأبى أن يلي، فأمر به إلى الحبس في الوقت۔ (تاریخ بغداد ج15 ص444؛ تاریخ بغداد و ذیولہ، ج13 ص329)

ترجمہ ابوجعفر منصور ؒ نے امام ابوحنیفہ ؒ کو بلا کر عہدۂ قضاء تفویض کرنے کی کوشش کی، لیکن آپ ؒ نے انکار کر دیا۔ خلیفہ نے قسم اٹھا کر کہا کہ یہ عہدہ آپ ؒ کو قبول کرنا ہو گا۔ امام ابوحنیفہ ؒ نے بھی قسم اٹھا لی کہ میں ہرگز یہ عہدۂ قبول نہیں کروں گا۔ منصور ؒ نے دوبارہ قسم اٹھا کر کہا کہ آپ ؒ کو یہ کام انجام دینا ہی پڑے گا۔ امام صاحب ؒ نے بھی قسمیہ کہہ دیا کہ میں یہ کام نہیں کروں گا۔ ربیع حاجب امام صاحب ؒ سے کہنے لگا، آپ ؒ دیکھتے نہیں کہ امیر المؤمنین قسم اٹھا رہے ہیں؟ امام صاحب ؒ نے اس کو جواب دیا، امیر المؤمنین اپنی قسم کا کفارہ ادا کرنے میں مجھ سے زیادہ قدرت رکھتے ہیں۔ اس طرح آپ ؒ نے عہدۂ قضاء قبول کرنے سے انکار کر دیا، جس کے جواب میں منصور ؒ نے فوراً آپ ؒ کی گرفتاری کا حکم دے دیا۔

32 آپ ؒ کی گرفتاری اور جیل میں زہر سے آپ ؒ کی شہادت

منصور ؒ کے حکم سے آپ ؒ کو جیل میں ڈال دیا گیا اور جیل میں منصور ؒ آپ ؒ پر یہی دباؤ ڈالتا رہا کہ آپ ؒ اگر عہدۂ قضاء قبول کر لیں، تو آپ ؒ کو بڑی عزت اور اکرام کے ساتھ رہا کر دیا جائے گا۔ لیکن آپ ؒ اپنے انکار پر ڈٹے رہے۔ یہاں تک کہ جیل میں ہی آپ ؒ کا انتقال ہو گیا۔ اگرچہ بعض لوگوں نے دعویٰ کیا ہے کہ منصور ؒ نے آپ کی وفات سے کچھ عرصہ پہلے آپ ؒ کو رہا کر دیا تھا۔ لیکن علامہ خطیب بغدادی ؒ (م 463ھ) فرماتے ہیں:

والصحيح انه توفى وهو فى السجن۔

(تاریخ بغداد ج 15 ص 444؛ تاریخ بغداد وذیولہ، ج 13، ص 329)

ترجمہ: صحیح یہ ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی وفات ہوئی تو آپ رحمۃ اللہ علیہ اس وقت جیل میں تھے۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے بحوالہ امام ابوعبداللہ صیمری رحمۃ اللہ علیہ (م ۴۳۶ھ) لکھا ہے:

لم یقبل العھد بالقضاء فضرب وحبس ومات فی السجن۔

(سیر اعلام النبلاء، ج 6، ص 537)

ترجمہ: امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے عہدۂ قضاء قبول نہیں کیا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ پر تشدد کیا گیا اور جیل میں ڈال دیا گیا اور جیل میں ہی آپ رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال ہو گیا۔

امام سبط ابن العجمی رحمۃ اللہ علیہ (م 841ھ) خلفائے بنی عباس کی تاریخ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

ثم ملکھا ابو جعفر المنصور عبداللہ فضرب ابا حنیفۃ رضی اللہ عنہ علی القضاء فابی ومات فی حبسہ۔ (کنوز الذہب فی تاریخ حلب، 2/91)

ترجمہ: پھر ابو جعفر منصور عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ اقتدار پر متمکن ہوا۔ تو اس نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو عہدۂ قضاء قبول نہ کرنے پر زدوکوب کیا، لیکن آپ رحمۃ اللہ علیہ نے پھر بھی اس سے انکار کیا (جس پر اس نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو جیل میں ڈال دیا) اور آپ اس کی قید میں ہی فوت ہو گئے۔

امام موفق بن احمد مکی رحمۃ اللہ علیہ (م 568ھ) لکھتے ہیں:

والروایات الظاھرۃ المشھورۃ عن الائمۃ الثقات والحفاظ الاثبات انہ ضرب علی القضاء وما قبل حتی توفی، ثم اختلفوا بعد ذلک فمنھم من یقول مات من الضرب وبعضھم قالوا سقی السم کما روینا۔

(مناقب ابی حنیفۃ، ص 436)

ترجمہ: ائمۂ ثقات اور حفاظ اثبات سے ظاہر اور مشہور روایات یہ ہیں کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو عہدۂ قضاء قبول نہ کرنے کی وجہ سے تشدد کا نشانہ بنایا گیا۔ لیکن آپ رحمۃ اللہ علیہ نے یہ عہدہ قبول نہیں کیا، یہاں تک کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال ہو گیا۔ پھر ان ائمہ کا اس میں اختلاف ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کس وجہ سے ہوئی؟ چنانچہ بعض کہتے ہیں کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی

وفات اس تشدد سے ہوئی اور بعض کہتے ہیں کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو زہر دیا گیا، جس سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال ہو گیا، جیسا کہ ہم نے روایات نقل کی ہیں۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ (م 748ھ) کی تحقیق بھی یہی ہے کہ خلیفہ منصور رحمۃ اللہ علیہ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو زہر دیا تھا، جس کے اثر سے آپ رحمۃ اللہ علیہ شہید ہو گئے۔ چنانچہ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

وَبَلَغَنَا أَنَّ الْمَنْصُورَ سَقَاهُ السُّمَّ، فَاسْوَدَّ وَمَاتَ شَهِيدًا رَحِمَهُ اللهُ تَعَالٰی

(مناقب ابی حنیفۃ وصاحبیہ، ص 48)

ترجمہ: ہمیں یہ روایت پہنچی ہے کہ منصور رحمۃ اللہ علیہ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو زہر دیا، جس کے اثر سے آپ رحمۃ اللہ علیہ شہید ہو گئے۔ رَحِمَهُ اللهُ تَعَالٰی۔

نیز لکھتے ہیں:

تُوفی شھیدا مسقیا فی سنۃ خمسین ومائۃ۔ (سیر اعلام النبلاء، ج ۶، ص ۵۳۷)

ترجمہ: آپ رحمۃ اللہ علیہ 150ھ میں زہر کے اثر سے شہادت کی موت سے سرفراز ہوئے۔

ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بھی لکھا ہے:

وقد رُوی ان المنصور سقاہ السم فمات شھیدا رحمہ اللہ لقیامہ مع ابراھیم۔ (العبر، ج 1، ص 164)

ترجمہ: مروی ہے کہ خلیفہ منصور رحمۃ اللہ علیہ نے امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ کا ساتھ دینے کی وجہ سے زہر دیا تھا، جس کے اثر سے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے شہادت کی موت پائی۔

امام موفق مکی رحمۃ اللہ علیہ (م 568ھ) اور امام یزید بن محمد ازدی رحمۃ اللہ علیہ (م 334ھ) نے نقل کیا ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے جب موت کے آثار محسوس کیے تو فوراً سجدہ میں گر گئے اور اپنی جان جانِ آفرین کے حوالہ کر دی۔

(مناقب ابی حنیفۃ، ص 442، للمکی؛ تاریخ موصل، 1/425)

اس طرح اس باضمیر مردِ مجاہد اور عظیم بطلِ حریت نے اپنی جان تو دے دی لیکن باطل باوجود اپنی طاقت اور شان وشوکت سے لیس ہو کر بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے سامنے جھکا نہ سکا۔ زندگی بھر حکمرانوں کی اذیتیں سہیں، مخالفین کی تکالیف برداشت کیں،

معاصرین کی مخالفتیں اور بہتان تراشیاں جھیلیں، لیکن اپنے مشن سے نہیں ہٹے اور آخرکار مرکر ہی چین پایا۔ ؎

جان دے ہی دی آج جگر نے پائے یار پر
عمر بھر کی بے قراری کو قرار آ ہی گیا

33 غسل، جنازہ اور تدفین

حضرت امام صاحب ؒ کا جب انتقال ہوگیا تو قاضی شہر اور مشہور محدث وفقیہ امام حسن بن عمارہ ؒ (م 153ھ) نے آپ ؒ کو غسل دیا۔ اور غسل دینے کے بعد فرمایا:

رحمك الله لم تفطر منذ ثلاثين سنة ولم تتوسد يمينك بالليل منذ اربعين سنة، كنت افقهنا واعبدنا وازهدنا واجمعنا لخصال الخير۔

(الخیرات الحسان، ص147)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ آپ ؒ پر رحم فرمائے، آپ ؒ نے تیس سال سے افطار نہیں کیا اور نہ چالیس سال تک رات کو آرام کیا۔ آپ ؒ ہم سب سے بڑے فقیہ، سب سے زیادہ عبادت گزار، ہم سب سے زیادہ پرہیزگار اور تمام اچھی خصلتوں کے ہم سب سے زیادہ جامع تھے۔

غسل کے بعد آپ ؒ کی نمازِ جنازہ پڑھی گئی اور جنازے میں اس کثرت سے لوگ شریک ہوئے کہ بعض روایات میں ہے کہ پچاس ہزار لوگ شریک تھے، اور بعض روایات میں ہے کہ ان کی تعداد اس سے بھی زیادہ تھی۔ (الخیرات الحسان، ص ۱۴۷)
لیکن اس کے بعد بھی جنازہ پڑھنے کے لیے آنے والوں کا تانتا بندھا ہوا تھا، یہاں تک کہ چھ دفعہ آپ ؒ کی نمازِ جنازہ پڑھی گئی۔

امام ابوسعد سمعانی شافعی ؒ (م562ھ) نے لکھا ہے:

وصُلّي عليه ست مرات من كثرة الزحام آخرهم صلى عليه حماد۔

(کتاب الانساب، ج3، ص290)

ترجمہ: آپ ؒ کی نمازِ جنازہ لوگوں کے بہت زیادہ ہجوم کی وجہ سے چھ مرتبہ پڑھی گئی اور آخری دفعہ کی امامت آپ ؒ کے صاحبزادے امام حماد ؒ نے کی۔

جنازہ سے فارغ ہونے کے بعد آپ ؒ کو آپ ؒ کی وصیت کے مطابق بغداد شہر کے مقبرہ خیزران (الْخَیْزُرَان) میں دفن کیا گیا۔ کیونکہ یہی زمین آپ ؒ کی نظر میں طیّب اور غیر مغصوب تھی، باقی ساری زمین خلیفہ نے جبراً لوگوں سے غصب کی تھی۔

جب منصور ؒ کو آپ کی اس وصیت کا پتہ چلا تو وہ پکار اُٹھا:

من يعذرنى منك حيًّا و ميتا۔

(مناقب ابی حنیفہ للمکی ص437؛ الخیرات الحسان، ص ۱۴۷)

ترجمہ: اے ابوحنیفہ! آپ ؒ سے مجھے کون چھڑائے گا؟ آپ ؒ زندہ ہوں یا مرے ہوئے ہوں۔

امام صاحب ؒ کا مزار اس وقت سے آج تک مرجع خلائق ہے۔ سلطان الپ ارسلان سلجوقی ؒ نے 459ھ میں ان کی قبر پر ایک قبہ اور اس کے قریب ایک مدرسہ تعمیر کرایا تھا۔ غالباً یہ بغداد کا پہلا مدرسہ تھا۔ مدرسہ نظامیہ اسی سال قائم ہوا تھا۔ لیکن اس کے بعد تعمیر کیا گیا۔ جب اسماعیل پاشاہ بغداد پر قابض ہوا تو رافضیوں نے اس قبہ اور مدرسہ کو مسمار کردیا تھا اور اس جگہ کوڑا کرکٹ ڈالنا شروع کردیا تھا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے ان اشرار سے بغداد کو بہت جلد پاک صاف کردیا۔ ۹۴۷ھ میں سلطان سلیم بن سلیم ؒ نے ازسرِنو مزار پر قبے تعمیر کرائے۔

(امام اعظم ابوحنیفہ: مصنفہ مفتی عزیز الرحمن ص:117)

34 ائمۂ مسلمین کا آپ ؒ کی وفات پر آپ کو خراجِ تحسین

امام صاحب ؒ کے انتقال کی خبر تمام شہر میں جنگل میں آگ کی طرح پھیل گئی اور

سارا شہر امنڈ آیا۔حسن بن عمارہ رحمۃ اللہ علیہ (جو آپ رحمۃ اللہ علیہ کے استاذ بھی تھے) نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو غسل دیا،غسل کے وقت حسن بن عمارہ رحمۃ اللہ علیہ روتے جاتے تھے اور کہتے جاتے تھے:

”اللہ تعالیٰ آپ رحمۃ اللہ علیہ پر رحم فرمائے! آپ نے تیس سال تک افطار نہیں کیا اور نہ چالیس سال سے رات کو آرام کیا۔آپ رحمۃ اللہ علیہ ہم سب میں سب سے زیادہ عابد،سب سے زیادہ پرہیزگار تھے“۔(مناقب ابی حنیفہ للموفق 213/1)

غسل سے فارغ ہوتے ہوتے لوگوں کی بہت زیادہ کثرت ہوگئی۔پہلی نماز جو حسن بن عمارہ رحمۃ اللہ علیہ نے پڑھائی تھی،اس میں پچاس ہزار(50,000)لوگ شریک تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے جنازے کی نماز چھ مرتبہ پڑھی گئی اور دفن کے بعد چالیس دن تک آپ رحمۃ اللہ علیہ کی قبر پر لوگ نماز جنازہ پڑھتے رہے۔خلیفہ منصور رحمۃ اللہ علیہ نے بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کی نمازِ جنازہ قبر پر جا کر پڑھی۔ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی وصیت کے مطابق آپ رحمۃ اللہ علیہ کو خیزران کے قبرستان میں دفن کیا گیا۔آپ رحمۃ اللہ علیہ کے خیال میں وہی جگہ ایسی تھی جو مغصوبہ نہیں تھی۔(الجواہر المضیہ 502/2،میر محمد کتب خانہ کراچی)

اس وقت ان ممالک میں بڑے بڑے ائمۂ مذاہب موجود تھے،بعض خود امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے استاذ تھے،سب نے آپ کے اس فانی دنیا سے کوچ کرنے کا رنج کیا اور تأسف آمیز کلمات کہے۔ابن جریج رحمۃ اللہ علیہ مکہ میں تھے سن کر کہا:”انا للہ علم جاتا رہا“۔شعبہ بن حجاج رحمۃ اللہ علیہ نے جو امام صاحب کے استاذ اور بصرہ کے امام تھے،نہایت افسوس کیا اور کہا:”کوفہ میں اندھیرا ہوگیا،ان کے ساتھ کوفہ کی فقہ بے نور ہوگئی“۔

(الانتقاء ص:126)

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے انتقال کی خبر جب دیگر ائمۂ مسلمین کو پہنچی،تو انہوں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی وفات پر نہایت افسوس کا اظہار کیا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کی علمی خدمات پر آپ رحمۃ اللہ علیہ کو زبردست خراجِ تحسین پیش کیا۔مثلاً امام ابن جریج مکی رحمۃ اللہ علیہ (م 150ھ)،جو مشہور محدث اور صحاحِ ستہ کے مرکزی راوی ہیں،کو جب آپ رحمۃ اللہ علیہ کے انتقال کی خبر ہوئی تو انہوں نے اِنّا للّٰہ پڑھنے کے بعد فرمایا:

اَیُّ علمٍ ذھب۔(تہذیب الکمال،ج19،ص108؛تہذیب التہذیب،ج5،ص630)

ترجمہ: کیسا علم جاتا رہا۔

نیز فرمایا:

رَحِمَہُ اللہُ،لَقَدْ ذَھَبَ مَعَہٗ عِلْمٌ کَثِیْرٌ۔

(مناقب الامام ابی حنیفۃ وصاحبیہ،ص29،للذھبی رحمۃ اللہ علیہ؛الانتقاء،ص135،لابن عبدالبر رحمۃ اللہ علیہ)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ پر رحم فرمائے،ان کی وفات سے بہت سا علم ان کے ساتھ چلا گیا۔

امیر المؤمنین فی الحدیث شعبہ بن حجاج رحمۃ اللہ علیہ (م 160ھ) کو جب آپ رحمۃ اللہ علیہ کے انتقال کی خبر دی گئی تو وہ استرجاع پڑھنے کے بعد فرمانے لگے:

طُفِئَ عن الکوفۃ نور العلم،اما انھم لایرون مثلہ ابداً۔

(الخیرات الحسان فی مناقب الامام الاعظم ابی حنیفۃ النعمان،ص144۔طبع:مدنی کتب خانہ،کراچی)

ترجمہ: کوفہ سے علم کا نور گل ہوگیا،اب کوفہ والے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ جیسا شخص نہیں دیکھیں گے۔

ایک روایت میں ہے کہ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے انتقال کی خبر سن کر انہوں نے فرمایا:

فَقَالَ شُعْبَۃُ:لَقَدْ ذَھَبَ مَعَہٗ فِقْہُ الْکُوْفَۃِ تَفَضَّلَ اللہُ عَلَیْنَا وَعَلَیْہِ۔

(الانتقاء فی فضائل الثلاثۃ الأئمۃ الفقھاء (ابن عبد البر)،ص126)

ترجمہ: بلاشبہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی وفات سے کوفہ کا فقہ ان کے ساتھ رخصت ہوگیا،اللہ تعالیٰ ہم پر اور ان پر اپنے فضل اور اپنی رحمت کا معاملہ فرمائے۔

کوفہ کے جلیل القدر محدث اور مشہور ولی اللہ امام علی بن صالح بن حیی رحمۃ اللہ علیہ (م 151ھ) نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی وفات پر فرمایا:

ذھب مفتی العراق،ذھب افقہ اھل الکوفۃ۔

(مناقب الائمۃ الاربعۃ،ص67،للامام ابن عبدالہادی المقدسی الحنبلی رحمۃ اللہ علیہ)

ترجمہ: عراق کا مفتی چل بسا،اہلِ کوفہ کا سب سے بڑا فقیہ رخصت ہوا۔

امام ابونعیم فضل بن دکین رحمۃ اللہ علیہ (م219ھ) نے بھی اپنی تاریخ میں امام علی بن صالح رحمۃ اللہ علیہ کا یہ مذکورہ بیان نقل کیا ہے۔ (عقود الجمان، ص361)

حضرت امام عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ (م181ھ) جب امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ کی قبر پر حاضر ہوئے، تو انہوں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی جناب میں مدح سرائی کرتے ہوئے فرمایا:

یا اباحنیفة! رحمك الله، مات ابراهيم النخعي وترك خلفا، ومات حماد بن ابي سليمان وترك خلفا، ومتَّ يا اباحنيفة! ولم تترك على وجه الارض خلفا. ثم بكى بكاءً شديدا.

(مناقب ابی حنیفہ للمکی رحمۃ اللہ علیہ، ص455؛ الخیرات الحسان، ص146۔ طبع: مدنی کتب خانہ، کراچی)

ترجمہ: اے ابوحنیفہؒ! اللہ آپ رحمۃ اللہ علیہ پر رحم کرے، ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ مرے تو اپنا جانشین چھوڑ گئے، حماد بن ابی سلیمان رحمۃ اللہ علیہ مرے تو اپنا جانشین چھوڑ گئے، مگر اے ابوحنیفہؒ! آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مرنے کے بعد روئے زمین پر اپنے جیسا شخص کوئی نہیں چھوڑا۔ اور یہ کہہ کر زاروقطار رونے لگے۔

قاضی بغداد امام حسن بن عمارہ رحمۃ اللہ علیہ (م153ھ) آپ رحمۃ اللہ علیہ کی قبر پر کھڑے ہو کر فرمانے لگے:

كنت لنا خلفا ممن مضى، وما تركت بعدك خلفا، ان خلفوك في العلم الذي علمتهم لم يمكنهم ان يخلفوك في الورع الا بالتوفيق.

(الخیرات الحسان، ص146؛ عقود الجمان، ص ۳۶۴)

ترجمہ: اے ابوحنیفہؒ! آپ رحمۃ اللہ علیہ ہمارے لیے گزرے ہوئے لوگوں کے جانشین تھے، مگر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے بعد اپنا جانشین نہیں چھوڑا۔ اگر لوگ علم میں، جو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ہی ان کو سکھایا ہے، آپ رحمۃ اللہ علیہ کے جانشین ہو بھی جائیں، لیکن ان کے لیے یہ ممکن نہیں کہ وہ ورع وتقویٰ میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کے جانشین بن سکیں، مگر یہ کہ اللہ کی توفیق ان کو شاملِ حال ہو۔

تفصیل کے لیے ملاحظہ فرمائیں:

حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی سیاسی زندگی: مولانا مناظر احسن گیلانی رحمۃ اللہ علیہ

35 امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد و احفاد

امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد سے متعلق تفصیلی معلومات نہیں ملتیں، البتہ تاریخ اور مناقب کی کتب سے اتنا پتہ چلتا ہے کہ جب آپ رحمۃ اللہ علیہ کی وفات ہوئی، تو آپ رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے امام حماد رحمۃ اللہ علیہ (م176ھ) کے علاوہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی کوئی اور اولاد نہیں تھی۔ چنانچہ امام محمد بن یوسف صالحی رحمۃ اللہ علیہ (م942ھ) اور امام ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ (م973ھ) نے تصریح کی ہے:

ولم يخلف غير ولده حماد. (عقود الجمان، ص160؛ الخیرات الحسان، ص160)

ترجمہ: آپ رحمۃ اللہ علیہ نے سوائے حماد رحمۃ اللہ علیہ کے کوئی اولاد نہیں چھوڑی۔

محدثِ کبیر امام حاکم نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ (م405ھ) لکھتے ہیں:

وَوَلَدُ أَبِي حَنِيفَةَ، حَمَّادُ بْنُ أَبِي حَنِيفَةَ، وَلَيْسَ لَهُ غَيْرُهُ، وَلِحَمَّادٍ أَعْقَابٌ.

(معرفة علوم الحديث، 51. المؤلف: أبو عبد الله الحاكم محمد بن عبد الله بن محمد بن حمدويه بن نُعيم بن الحكم الضبي الطهماني النيسابوري المعروف بابن البيع (المتوفى: 405هـ). الناشر: دار الكتب العلمية - بيروت. الطبعة: الثانية، 1397هـ-1977م)

ترجمہ: امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی حماد بن ابی حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ اور کوئی اولاد نہیں تھی، جب کہ حماد رحمۃ اللہ علیہ کی آگے اولاد موجود ہے۔

امام حماد رحمۃ اللہ علیہ "اَلْوَلَدُ سِرٌّ لِاَبِیْہ" کے صحیح مصداق اور علم اور ورع وتقویٰ میں اپنے والد ماجد کے پرتو تھے۔ امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ (م748ھ) نے امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمہ میں لکھا ہے:

وَابْنُهُ الفَقِيْهُ حَمَّادُ بْنُ أَبِي حَنِيفَةَ، كَانَ ذَا عِلْمٍ، وَدِيْنٍ، وَصَلاَحٍ، وَوَرَعٍ

تامٍّ. لَمَّا تُوُفِّيَ وَالِدُه، كَانَ عِنْدَه وَدَائِعُ كَثِيْرَةٌ، وَأَهْلُهَا غَائِبُوْنَ، فَنَقَلَهَا حَمَّادٌ إِلَى الحَاكِمِ لِيَتَسَلَّمَهَا. فَقَالَ: "بَلْ دَعْهَا عِنْدَكَ، فَإِنَّكَ أَهْلٌ". فَقَالَ: "زِنْهَا، وَاقْبِضْهَا حَتَّى تَبرَأَ مِنْهَا ذِمَّةُ الوَالِدِ، ثُمَّ افعَلْ مَا تَرَىٰ". فَفَعَلَ القَاضِي ذٰلِكَ، وَبَقِيَ فِي وَزْنِهَا وَحِسَابِهَا أَيَّاماً، وَاسْتَتَرَ حَمَّادٌ، فَمَا ظَهَرَ حَتَّى أَوْدَعَهَا القَاضِي عِنْدَ أَمِيْنٍ. تُوُفِّيَ حَمَّادٌ: سَنَةَ سِتٍّ وَسَبْعِيْنَ وَمِائَةٍ، كَهْلاً. لَهُ رِوَايَةٌ عَنْ: أَبِيْهِ، وَغَيْرِهِ. حَدَّثَ عَنْهُ: وَلَدُهُ: الإِمَامُ إِسْمَاعِيْلُ بنُ حَمَّادٍ، قَاضِي البَصْرَةِ.

(سير أعلام النبلاء، ج6ص403۔الناشر: مؤسسة الرسالة)

ترجمہ: امام ابوحنیفہ ؒ کے بیٹے فقیہ حماد بن ابی حنیفہ ؒ عالم، دین دار، صالح اور اعلیٰ درجہ کے پرہیزگار تھے۔ جب ان کے والد (امام ابوحنیفہ ؒ) کا انتقال ہوا، تو ان کے پاس لوگوں کی بہت سی امانتیں پڑی ہوئی تھیں، جن کے مالک غائب تھے۔ امام حماد ؒ ان امانتوں کو حاکم کے پاس لے گئے تاکہ وہ ان کو ان کے مالکوں تک پہنچا دے۔ حاکم نے آپ ؒ سے کہا کہ آپ ؒ ان کو اپنے پاس ہی رہنے دیں کیونکہ آپ ؒ اس کے حقدار ہیں۔ آپ ؒ نے فرمایا: ''ان چیزوں کا وزن کرلو اور ان کو اپنے قبضہ میں لے لو، تاکہ میرے والد اِن سے بری الذمہ ہو جائیں۔ پھر آپ جو مناسب سمجھیں وہ کریں''۔ چنانچہ قاضی نے ایسا ہی کیا اور ان چیزوں کا وزن کرنے اور ان کو شمار کرنے میں کئی دن لگے۔ اس دوران امام حماد ؒ روپوش ہو گئے، اور اُس وقت تک ظاہر نہیں ہوئے جب تک قاضی نے یہ امانتیں کسی دوسرے امین کے پاس نہ رکھوالیں۔ امام حماد ؒ نے 176ھ میں جوانی کی عمر میں انتقال کیا اور اپنے والد ماجد اور دیگر محدثین سے روایتِ حدیث کی ہے، جبکہ ان سے ان کے لڑکے امام اسماعیل بن حماد ؒ، جو بصرہ کے قاضی رہے، روایت کرتے ہیں۔

امام حماد ؒ کے امام اسماعیل ؒ کے علاوہ تین اور لڑکے: ابوحیان ؒ، عثمان ؒ اور عمر ؒ بھی تھے۔ (الفہرست، ص256، لابن الندیمؒ)

مولانا شبلی نعمانی مرحوم ؒ لکھتے ہیں:

امام صاحب ؒ کی روحانی اولاد تو آج دنیا میں پھیلی ہوئی ہے اور شاید چھ سات کروڑ (اب یہ تعداد اس سے کئی گنا زیادہ ہے۔ ناقل) سے کم نہ ہوگی، لیکن ان کی جسمانی اولاد بھی جا بجا موجود ہے، خود ہندوستان میں متعدد خاندان ہیں جن کا سلسلہ نسب امام اعظم ابوحنیفہ ؒ تک پہنچتا ہے اور خدا کے فضل سے علم کا جوہر بھی نسلاً بعد نسلٍ ان کی میراث میں چلا آتا ہے۔ (سیرت النعمان، ص54)

باب 3

امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا عہدِ طلبِ علمی

امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے جب ہوش سنبھالا تو اس وقت کوفہ میں علم کی خوب باغ و بہار تھی اور یہاں جگہ جگہ علماء کی علمی مجالس قائم تھیں، جن سے وراثتِ نبوت تقسیم ہو رہی تھی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ ایسے پُررونق علمی ماحول میں پروان چڑھے، اور پھر اللہ تعالیٰ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو ذہانت و فطانت سے بھی بہت نوازا تھا۔ اس لیے یہ ناممکن تھا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ ایسے علمی ماحول سے متاثر ہوئے بغیر رہتے۔ لہٰذا آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ہوش سنبھالتے ہی علماء کی مجالس میں جانا شروع کر دیا، اور ان کی صحبت سے مستفیض ہونے لگے۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ اپنا کچھ وقت اپنے ذاتی کاروبار میں بھی صَرف کرتے، جس کی وجہ سے پوری طرح تحصیلِ علم میں مصروف نہ ہو سکے۔ تاآنکہ کوفہ کے بڑے عالم امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ (م 103ھ) نے جب آپ رحمۃ اللہ علیہ میں ذہانت و فطانت کے آثار دیکھے، تو انہوں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی عنانِ توجہ پوری طرح تحصیلِ علم کی طرف موڑ دی۔

1 امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ کی آپ رحمۃ اللہ علیہ کو تحصیلِ علم کی طرف ترغیب

حضرت امام عامر شعبی رحمۃ اللہ علیہ (م 103ھ) کوفہ کے جلیل القدر محدث اور عظیم فقیہ تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو پانچ سو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے شرفِ ملاقات حاصل تھا اور ان میں سے متعدد حضرات سے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے کسبِ علم بھی کیا تھا۔ تابعین رحمہم اللہ میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کا

مقام اتنا بلند تھا کہ عَلَّامَۃُ التَّابِعِیْن کے لقب سے مشہور تھے۔

امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ کا مکان کوفہ کے بازار کے قریب تھا، چنانچہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ایک دفعہ اپنے تجارتی سلسلہ میں بازار جا رہے تھے تو راستے میں امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات ہو گئی۔ انہوں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ میں ذہانت و فطانت کے آثار دیکھے، تو سمجھے کہ کوئی طالبِ علم ہے جو تحصیلِ علم کے لیے کسی عالم کے پاس جا رہا ہے۔ اس لیے انہوں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے پاس بلا لیا اور پوچھا: ”کہاں جا رہے ہو؟“۔ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے کسی تاجر کا نام لے کر کہا: ”میں فلاں شخص کے پاس جا رہا ہوں“۔ امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ”میری مراد یہ نہیں کہ تم بازار میں کس کے پاس جا رہے ہو، بلکہ میری مراد یہ ہے کہ علماء میں سے کس کے پاس جا رہے ہو؟“۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے جواب میں فرمایا: ”میرا علماء کے پاس جانا کم ہوتا ہے“۔ اس پر امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا:

”لاتفعل، وعليك بالنظر في العلم و مجالسة العلماء، فاني ارى فيك يقظة وحركة“۔

ترجمہ: تم غفلت نہ کرو اور علم کی طرف پوری طرح توجہ دو اور علماء کی صحبت میں ضرور بیٹھا کرو، کیونکہ مجھے تم میں علمی قابلیت اور بیداری نظر آ رہی ہے۔

امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

”فوقع في قلبي من قوله فتركتُ الاختلاف الى السوق واخذت في العلم فنفعني الله بقوله“۔ (مناقب ابی حنیفۃ، ص 54، للمکیؒ؛ عقود الجمان، ص 160، 161)

ترجمہ: امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ کی اس بات نے میرے دل میں گہرا اثر کیا اور میں نے بازار میں جانا چھوڑ دیا اور پوری طرح تحصیلِ علم میں لگ گیا۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے ان کی بات سے مجھے فائدہ پہنچایا۔

2 تحصیلِ علم میں معاصرین پر آپ رحمۃ اللہ علیہ کی سبقت

آپ رحمۃ اللہ علیہ امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ کی مذکورہ نصیحت سن کر پوری طرح تحصیلِ علم کی طرف متوجہ ہوئے اور اتنی محنت اور لگن کے ساتھ علم حاصل کیا کہ اس میں اپنے تمام معاصرین پر سبقت لے گئے۔ مورّخ کبیر حافظ محمد بن یوسف صالحی شافعی رحمۃ اللہ علیہ (م 942ھ) لکھتے ہیں:

فشرع حینئذٍ فی طلب العلم ففاق فیه الاقران۔ (عقود الجمان، ص160)

ترجمہ: آپ رحمۃ اللہ علیہ امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ کی نصیحت سن کر اِس طرح تحصیلِ علم میں لگے کہ اس میں اپنے تمام معاصرین پر فوقیت لے گئے۔

امام ابوسعد سمعانی رحمۃ اللہ علیہ (م 562ھ) آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمہ میں فرماتے ہیں:

واشتغل بطلب العلم وبالغ فیه حتی حصل له ما لم یحصل لغیره، ودخل یوما علی المنصور وکان عنده عیسی بن موسی فقال للمنصور: هذا عالم الدنیا الیوم۔

(الأنساب، ج 6 ص 65. المؤلف: عبد الکریم بن محمد بن منصور التمیمی السمعانی المروزی، أبو سعد (المتوفی: 562ھ). الناشر: مجلس دائرة المعارف العثمانیة، حیدر آباد. الطبعة: الأولی، 1382ھ-1962م)

ترجمہ: امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ علم حاصل کرنے میں مشغول ہوئے اور اس میں اس قدر منہمک ہوئے کہ جو علم آپ رحمۃ اللہ علیہ کو حاصل ہوا، اوروں کو نہ ہوسکا۔ چنانچہ ایک دن آپ رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ منصور رحمۃ اللہ علیہ کے پاس گئے تو اس کے پاس موسیٰ بن عیسیٰ رحمۃ اللہ علیہ بیٹھے ہوئے تھے۔ وہ منصور رحمۃ اللہ علیہ سے کہنے لگے: ''یہ شخص آج پوری دنیا کا بڑا عالم ہے''۔

3 آپ رحمۃ اللہ علیہ کا علم الجدال سے علم الشرائع تک کا سفر

آپ رحمۃ اللہ علیہ شروع میں علمِ کلام وجدال کے بڑے شوقین تھے اور اس میں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے کافی مہارت پیدا کر لی تھی۔ چنانچہ کچھ عرصہ آپ رحمۃ اللہ علیہ اس فن کے ذریعہ اسلام کی

خدمت کرتے رہے۔ اہلِ بدعت سے مناظرے کر کے اور بحث وجدال کے بل بوتے ان سے اسلام کی حقانیت منواتے رہے۔ لیکن تھوڑے عرصہ کے بعد ہی اس فن سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کا دل بیزار ہوگیا، اور اس کو خیرباد کہہ کر آپ رحمۃ اللہ علیہ علومِ شرعیہ، قرآن، حدیث اور فقہ کی طرف متوجہ ہوگئے اور پھر ان ہی کے ہو کر رہ گئے۔ چنانچہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے معاصر امام قبیصہ بن عقبہ رحمۃ اللہ علیہ (م ۲۱۵ھ جن کو حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ: الحافظ، الثقة اور المکثر (کثیر الحدیث) جیسے عظیم القاب سے یاد کرتے ہیں: تذکرۃ الحفاظ، ج۱، ص ۲۷۴) فرماتے ہیں:

کان ابوحنیفة فی اوّل امره یجادل اهل الاهواء حتی صار رأسا فی ذلك، منظور الیه ثم ترك الجدال ورجع الی الفقه والسنة، فصار اماما فیه۔ (مناقب ابی حنیفة رحمۃ اللہ علیہ ص54، للمکی رحمۃ اللہ علیہ)

ترجمہ: امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ پہلے پہل اہلِ بدعت سے مناظرے کیا کرتے تھے، یہاں تک کہ اس فن میں خوب مہارت پیدا کر لی اور اس فن میں آپ رحمۃ اللہ علیہ لوگوں کے منظورِ نظر ہو گئے۔ لیکن پھر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس علمِ جدال کو ترک کر دیا اور سنت اور فقہ کے علم کی طرف اپنی توجہ مبذول کر لی اور اس میں درجۂ امامت کو پہنچ گئے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ فنِ جدال سے بیزار کیوں ہوئے؟ اس بارے میں صدر الائمہ مکی رحمۃ اللہ علیہ (م ۵۶۷ھ) نے بروایت امام یحییٰ بن شیبان رحمۃ اللہ علیہ خود آپ رحمۃ اللہ علیہ کا اپنا بیان نقل کیا ہے:

''مجھے علمِ جدال میں کافی مہارت تھی۔ میں کچھ مدت کے لیے اسی علم کے ذریعے اہلِ باطل سے مناظرے کرتا رہا اور اسلام کی مدافعت میں مصروف رہا۔ ان دنوں اصحاب خصوم وجدال کا زیادہ تر تعلق بصرہ سے تھا۔ میں بصرہ بیس سے زائد مرتبہ گیا ہوں اور وہاں میرا کبھی ایک سال اور کبھی کم وبیش قیام رہا ہے۔ وہاں میں نے خوارج کے مختلف فرقوں: اباضیہ، صفریہ وغیرہ اور دیگر اہلِ باطل سے متعدد مناظرے کیے ہیں۔ میں اس وقت اس علم کو اَفْضَلُ الْعُلُوْم اور اصولِ دین میں سے سمجھتا تھا، لیکن کافی غور وتدبر کے بعد مجھے یہ بات سمجھ میں آئی کہ متقدمین صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین عظام رحمۃ اللہ علیہم سے کوئی ایسی بات نہیں رہ گئی تھی جس کو ہم نے پا لیا ہو، حالانکہ وہ حضرات اس پر ہم سے زیادہ

قادر اور اس کے حقائق کو ہم سے زیادہ پہچاننے اور جاننے والے تھے۔لیکن اس کے باوجود وہ اس طرح کے مجادلوں اور مناظروں میں نہیں پڑے۔اور انہوں نے خود بھی ان سے اجتناب کیا اور اپنے مُتَّبِعِین کو بھی ان سے اجتناب کرنے کا کہتے رہے۔وہ صرف علمِ شرعیہ اور ابوابِ فقہ میں غور وفکر کرتے تھے اور یہی علوم ان کی گفتگو کے موضوع ہوتے تھے۔ان کی مجالس ان ہی علوم کے لیے جمتی تھیں اور ان ہی پر برخاست ہوتی تھیں۔وہ لوگوں کو یہی علوم پڑھاتے تھے اور ان ہی کی ترغیب دیتے تھے۔اور جو مسائل ان سے پوچھے جاتے تھے،ان کے متعلق فتویٰ دیتے تھے۔صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اسی راہ پر گامزن رہے اور تابعین عظام رحمۃ اللہ علیہم بھی ان ہی کے نقشِ قدم پر چلے۔

جب ہم پر یہ سب حقائق آشکارا ہو گئے تو ہم نے علمِ جدال وکلام میں غور وفکر کرنا چھوڑ دیا اور بطورِ فن صرف اس کی معرفت پر اکتفا کیا۔اور سلف صالحین رحمۃ اللہ علیہم کے راستے پر گامزن ہو گئے اور ان ہی کے علوم وافکار کو اپنانا شروع کر دیا اور اس فن کے اہلِ معرفت کی صحبت اختیار کر لی۔

علاوہ ازیں میں نے دیکھا کہ اہلِ کلام وجدال میں سلف صالحین رحمۃ اللہ علیہم کے کوئی آثار نہیں پائے جاتے اور نہ ہی ان کا طور طریق سلفِ صالحین رحمۃ اللہ علیہم کے طور طریق سے کوئی میل رکھتا ہے۔یہ لوگ بڑے سنگدل ہیں اور کتاب اللہ اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور سلف صالحین رحمۃ اللہ علیہم کی مخالفت کی بھی ان کو کوئی پرواہ نہیں ہے اور وَرع وتقویٰ سے بھی یہ لوگ بہت دور ہیں۔اس لیے میں سمجھ گیا کہ اگر اس فن میں کوئی بھلائی ہوتی تو سلفِ صالحین رحمۃ اللہ علیہم ضرور اس کو اختیار کرتے اور یہ گھٹیا لوگ اس کے قریب بھی نہ بھٹکتے،اس طرح میں نے اس علم کو خیر باد کہہ دیا۔

(مناقب ابی حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ،ص54،55،للمکی رحمۃ اللہ علیہ)

4 آپ رحمۃ اللہ علیہ نے جن علومِ شرعیہ میں اختصاص پیدا کیا

حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے علمِ جدال وکلام کو جب خیر باد کہا،تو پھر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے

اپنی عنانِ توجہ پوری طرح علومِ شرعیہ (قرآن،حدیث اور فقہ وغیرہ) کی طرف موڑ لی اور پھر ان میں اس مرتبے تک ترقی کی کہ ان علوم میں درجۂ امامت پر فائز ہو گئے۔ جیسا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے معاصر امام قبیصہ بن عقبہ رحمۃ اللہ علیہ (م115ھ) کا بیان ابھی گزرا ہے۔ نیز مورّخِ کبیر اور ناقد الرجال حافظ شمس الدین ذہبی رحمۃ اللہ علیہ (م748ھ)،امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ (م161ھ) کے ترجمہ میں علمِ منطق،جدال اور حکمت پر تنقید کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

التي لم تكن، والله!، من علم الصحابة ولا التابعين ولا من علم الأوزاعي والثوري ومالك وأبي حنيفة وابن أبي ذئب وشعبة، ولا والله! عرفها ابن المبارك ولا أبو يوسف القائل من طلب الدين بالكلام تزندق ولا و كيع ولا بن مهدي ولا بن وهب ولا الشافعي ولا عفان ولا أبو عبيد ولا ابن المديني وأحمد وأبو ثور والمزني والبخاري والأثرم ومسلم والنسائي وابن خزيمة وابن سريج وابن المنذر وأمثالهم بل كانت علومهم القرآن والحديث والفقه والنحو وشبه ذلك نعم.

(تذکرۃ الحفاظ،ج1،ص152،153-الناشر: دار الكتب العلمية، بيروت-لبنان)

ترجمہ: اللہ کی قسم! یہ علوم نہ صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعین رحمۃ اللہ علیہم کے علوم میں سے ہیں اور نہ امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ، امام ثوری رحمۃ اللہ علیہ، امام مالک رحمۃ اللہ علیہ، امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ، امام ابن ابی ذئب رحمۃ اللہ علیہ اور امام شعبہ رحمۃ اللہ علیہ کے علوم میں سے ہیں۔بخدا! ان علوم کو نہ امام عبد اللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے جانا، نہ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے جو اس کے قائل تھے کہ جو شخص دین کو علمِ کلام کے ذریعہ سیکھتا ہے، وہ زندیق ہے، نہ امام وکیع رحمۃ اللہ علیہ نے، نہ امام ابن مہدی رحمۃ اللہ علیہ نے، نہ امام ابن وہب رحمۃ اللہ علیہ نے، نہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے، نہ امام عفان رحمۃ اللہ علیہ نے، نہ امام ابوعبید رحمۃ اللہ علیہ نے، نہ امام ابن المدینی رحمۃ اللہ علیہ نے، نہ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے، نہ امام ابوثور رحمۃ اللہ علیہ نے، نہ امام مزنی رحمۃ اللہ علیہ نے، نہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے، نہ امام اثرم رحمۃ اللہ علیہ نے، نہ امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ، نسائی رحمۃ اللہ علیہ، ابن خزیمہ رحمۃ اللہ علیہ، ابن سریج رحمۃ اللہ علیہ، ابن المنذر رحمۃ اللہ علیہ نے اور

نہ ان کی طرح دیگر ائمہ عظام نے ان علوم کو جانا ہے، بلکہ ان حضرات کے علوم قرآن، حدیث، فقہ اور نحو وغیرہ تھے۔

دیکھئے حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو کس پایہ کے محدثین کے زمرہ میں شمار کر رہے ہیں اور کتنی صاف تصریح کر رہے ہیں کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ان ائمہ رحمہم اللہ کی طرح جن علوم میں اختصاص پیدا کیا، وہ قرآن، حدیث، فقہ اور نحو وغیرہ علوم تھے۔

5 قرآنِ مجید کی تعلیم اور قُراءِ کبار رحمہم اللہ سے استفادہ

امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے اس زمانے کے دستور کے مطابق سب سے پہلے قرآن مجید کی تعلیم حاصل کی، اور حفظِ قرآن کا شرف حاصل کیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ ایک پختہ کار حافظ القرآن تھے، اور ایک رکعت میں پورا قرآن زبانی پڑھ لیتے تھے۔ نیز آپ رحمۃ اللہ علیہ ایک بہت عمدہ قاریٔ قرآن بھی تھے، اور آپ رحمۃ اللہ علیہ نے قرأت کئی کبار اور نامور ائمۂ قراء رحمہم اللہ سے سیکھی تھی جن میں سرِ فہرست امام عاصم بن ابی النجود رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۲۷ھ) ہیں جو کہ قراءِ سبعہ میں سے ہیں۔ چنانچہ مؤرخ شام امام محمد بن یوسف صالحی رحمۃ اللہ علیہ (م 942ھ) لکھتے ہیں:

و قد ورد من عدة طرق ان الامام ابا حنيفة اخذ القرأة عن الامام عاصم بن ابی النجود احد القراء السبعة۔ (عقود الجمان، ص318)

ترجمہ: متعدد روایات میں وارد ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے قرأت کو امام عاصم بن ابی النجود رحمۃ اللہ علیہ سے سیکھا تھا جو کہ قُراءِ سبعہ رحمہم اللہ (سات بڑے قاریوں) میں سے ایک ہیں۔

نیز امام شمس الدین محمد بن محمد الجزری رحمۃ اللہ علیہ (م 814ھ) نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو قراء کے طبقہ میں ذکر کرتے ہوئے آپ رحمۃ اللہ علیہ کا یوں تعارف کرایا ہے:

النعمان بن ثابت بن زوطا، الإمام أبو حنيفة الكوفي فقيه العراق والمعظم فی الآفاق مولی بنی تیم الله بن ثعلبة، روى القراءة عرضا عن "ك" الأعمش و "ك" عاصم و "ك" عبد الرحمن بن أبي ليلى۔

حیات وخدمات | 130 | حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ

(غاية النهاية فی طبقات القراء، ج2 ص342۔ المؤلف: شمس الدين أبو الخير ابن الجزری، محمد بن محمد بن یوسف (المتوفی: 833ھ)۔ الناشر: مكتبة ابن تيمية)

ترجمہ: امام ابوحنیفہ کوفی رحمۃ اللہ علیہ جو فقیہ العراق اور مُعظم فی الآفاق (پوری دنیا میں عظمت رکھنے والے) ہیں، آپ رحمۃ اللہ علیہ نے قرآن مجید کی قرأت کو امام اعمش رحمۃ اللہ علیہ، امام عاصم بن ابی النجود رحمۃ اللہ علیہ اور امام عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے۔

6 تحصیلِ علمِ حدیث

اس میں کوئی شک وشبہ نہیں کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ پہلے وہ شخص ہیں جنہوں نے قرآن و حدیث سے مسائلِ شرعیہ کا استنباط کیا اور ان کو کتابی صورت میں ترتیب دیا۔ اب ظاہر ہے کہ جب تک آپ رحمۃ اللہ علیہ علمِ حدیث حاصل کرنے کی طرف پوری طرح توجہ نہ فرماتے، آپ رحمۃ اللہ علیہ یہ عظیم کارنامہ سرانجام نہیں دے سکتے تھے۔ اس لیے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے علمِ حدیث کو بھرپور طریقے سے حاصل کیا۔ چنانچہ امام محمد بن یوسف صالحی شافعی رحمۃ اللہ علیہ (م942ھ) لکھتے ہیں:

لولا كثرة اعتنائه بالحديث ما تهيئا له استنباط مسائل الفقه فانه اوّل من استنبطه من الادلة۔ (عقود الجمان، ص319)

ترجمہ: اگر امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث حاصل کرنے کا بہت زیادہ اہتمام نہ کیا ہوتا، تو آپ رحمۃ اللہ علیہ مسائلِ فقہ کا استنباط کیسے کر سکتے تھے؟ حالانکہ آپ رحمۃ اللہ علیہ ہی پہلے وہ شخص ہیں جنہوں نے فقہ کو اَدِلّہ شرعیّہ سے مستنبط کیا ہے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اگرچہ بچپن میں ہی احادیث حاصل کرنی شروع کر دی تھیں اور اپنی کم عمری میں ہی آپ رحمۃ اللہ علیہ نے بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے سماعتِ حدیث کا شرف بھی حاصل کر لیا تھا لیکن آپ رحمۃ اللہ علیہ نے تحصیلِ احادیث کا باقاعدہ آغاز ۱۰۰ھ میں کیا، جب آپ رحمۃ اللہ علیہ کی عمر شریف بیس سال تھی۔ جیسا کہ حافظ شمس الدین ذہبی رحمۃ اللہ علیہ (م ۷۴۸ھ) نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمہ میں تصریح کی ہے:

فان الامام اباحنیفة طلب الحدیث واکثر منه فی سنة مائة وبعدھا۔

(سیر اعلام النبلاء، ج6، ص532)

ترجمہ: بلاشبہ امام ابوحنیفہ ؒ نے علمِ حدیث حاصل کیا اور زیادہ تر اس کی تحصیل 100ھ اور اس کے بعد کی ہے۔

حافظ ذہبی ؒ کے اس بیان سے واضح ہوگیا کہ امام صاحب ؒ نے 100ھ (جب آپ ؒ کی عمر بیس سال تھی) سے تحصیلِ حدیث کی طرف بھرپور توجہ دینی شروع کر دی تھی۔ اگرچہ آپ ؒ اس عمر سے پہلے بھی کچھ نہ کچھ احادیث حاصل کر چکے تھے، جیسا کہ بیس سال کی عمر مکمل کرنے سے پہلے ہی آپ ؒ نے بعض صحابہ ؓ سے احادیث سن کر یاد کر لی تھیں۔

7 بیس سال کی عمر میں حدیث پڑھنے کی وجہ

آپ ؒ نے تحصیلِ احادیث کا باقاعدہ آغاز بیس سال کی عمر میں اس لیے کیا تھا، کیونکہ آپ ؒ کا تعلق کوفہ سے ہے، اور اہلِ کوفہ کا یہ دستور تھا کہ وہ احادیث کی سماعت کا باقاعدہ آغاز اس وقت کرتے تھے جب وہ بیس سال کے ہو جاتے تھے۔

چنانچہ علامہ خطیب بغدادی ؒ (م463ھ) لکھتے ہیں:

ان اھل الکوفة لم یکن الواحد منھم یسمع الحدیث الا بعد استکمال عشرین سنة۔

إِنَّ أَهْلَ الْكُوفَةِ لَمْ يَكُنِ الْوَاحِدُ مِنْهُمْ يَسْمَعُ الْحَدِيثَ إِلَّا بَعْدَ اسْتِكْمَالِهِ عِشْرِينَ سَنَةً۔

(الكفاية في علم الرواية، ص54۔ المؤلف: أبو بكر أحمد بن علي بن ثابت بن أحمد بن مهدي الخطيب البغدادي (المتوفى: 463ھ)۔ الناشر: المكتبة العلمية - المدينة المنورة)

ترجمہ: اہلِ کوفہ میں سے کوئی شخص بھی اس وقت تک (باقاعدہ) سماعتِ حدیث کا آغاز نہیں

کرتا تھا جب تک کہ وہ بیس سال کی عمر مکمل نہیں کر لیتا تھا۔

اہلِ کوفہ نے سماعتِ حدیث کے لیے جو بیس سال عمر ہونا شرط ٹھہرائی ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ اس عمر میں آدمی کی تمام جسمانی قوتیں مضبوط ہوتی ہیں اور اس عمر میں حدیث کو ضبط کرنا اور یاد رکھنا بہت آسان رہتا ہے۔

امام ابوحنیفہ ؒ نے بھی بیس سال کی عمر میں تحصیلِ احادیث کا باقاعدہ آغاز غالباً اسی لیے کیا تھا، تاکہ احادیث کو خوب اچھی طرح سے یاد رکھا جا سکے، خصوصاً جب کہ روایتِ حدیث کے لیے آپ ؒ کی یہ شرط تھی کہ وہ حدیث سننے کے وقت سے لے کر بیان کرنے کے وقت تک پوری طرح یاد ہو، جیسا کہ اس کی تفصیل آگے انشاء اللہ آ رہی ہے۔

8 طلبِ حدیث میں آپ ؒ کی برتری

آپ ؒ چونکہ انتہائی محنتی، نہایت ذہین اور غیر معمولی قوتِ حافظہ کے مالک تھے، اس لیے جب آپ ؒ علمِ حدیث حاصل کرنے میں لگے، تو اس میں بہت جلد ترقی کی اور اپنے تمام ساتھیوں پر فوقیت حاصل کر لی۔ چنانچہ امام ذہبی ؒ (م۷۴۸ھ) نے آپ ؒ کے رفیقِ درس امام مسعر بن کدام ؒ (م153ھ) کا بیان نقل کیا ہے:

قَالَ مِسْعَرُ بْنُ كِدَامٍ: "طَلَبْتُ مَعَ أَبِي حَنِيفَةَ الْحَدِيثَ، فَغَلَبَنَا وَأَخَذْنَا فِي الزُّهْدِ، فَبَرَعَ عَلَيْنَا وَطَلَبْنَا مَعَهُ الْفِقْهَ، فَجَاءَ مِنْهُ مَا تَرَوْنَ"۔

(مناقب ابی حنیفة وصاحبیه، ص43۔ للذہبی ؒ)

ترجمہ: میں نے امام ابوحنیفہ ؒ کے ساتھ علم حدیث حاصل کرنا شروع کیا تو وہ ہم پر غالب آ گئے۔ ہم زہد وتقویٰ میں مشغول ہوئے تو وہ ہم پر فوقیت لے گئے۔ اور جب ہم نے ان کے ساتھ فقہ حاصل کرنا شروع کیا، تو اس میں انہوں نے جو کارنامہ سرانجام دیا وہ تو تمہارے سامنے ہے۔

یاد رہے کہ امام مسعر ؒ حدیث میں اس قدر پختگی رکھتے تھے کہ امام شعبہ ؒ ان کو

مُصحف سے مُلقّب کرتے تھے۔

نیز امام شعبہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ، جو دونوں ''امیر المؤمنین فی الحَدِیث'' کہلائے جاتے ہیں، کاجب کسی حدیث کی بابت اختلاف ہوجاتا، تو کہا کرتے تھے:

اذھب بنا الی المیزان مسعر بن کدام۔

كان شعبة وسفيان إذا اختلفا في شيء قال: "اذهب بنا إلى الميزان مسعر".

(تهذيب الأسماء واللغات، للنووي، ج2 ص89 رقم569؛ تهذيب الكمال في أسماء الرجال، للمزي، ج27 ص466؛ تذهيب تهذيب الكمال في أسماء الرجال، للذهبي، ج8 ص422 تا425۔ رقم6653؛ الجواهر المضية في طبقات الحنفية ج2 ص167 رقم508؛ مغاني الأخيار في شرح أسامي رجال معاني الآثار ج3 ص32 رقم2255)

ترجمہ: ہم کو فیصلہ کے لیے مسعر بن کدام رحمۃ اللہ علیہ کے پاس لے چلو، جو اس فنِ حدیث کی میزان (ترازو) ہے۔

امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے:

کنا اذا اختلفنا فی شئی سألنا عنه۔

ترجمہ: جب ہمارا کسی حدیث میں اختلاف ہوجاتا تھا تو ہم مسعر بن کدام رحمۃ اللہ علیہ سے اس کا فیصلہ کرواتے تھے۔

امام ابوحاتم رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''امام مسعر رحمۃ اللہ علیہ حدیث میں سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ سے بھی اَتقَن، اَجوَد اور اعلیٰ تھے''۔

امام فضل بن دکین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''یہ امام ثوری رحمۃ اللہ علیہ اور امام شعبہ رحمۃ اللہ علیہ دونوں سے اَثبَت (پختہ کار) تھے''۔

(تذهيب تهذيب الكمال في أسماء الرجال، للذهبي، ج8 ص422 رقم6653؛ الجواهر المضية في طبقات الحنفية ج2 ص167 رقم508؛ تذكرة الحفاظ، ج1 ص141)

اندازہ کیجیے! امام مسعر رحمۃ اللہ علیہ جیسے محدثِ کبیر کہ جن کو امام شعبہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام ثوری رحمۃ اللہ علیہ

دونوں علمِ حدیث کی میزان قرار دے رہے ہیں اور محدثین جن کو ان دونوں پر فائق بتلا رہے ہیں، وہ میزان علمِ حدیث جس شخص (یعنی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ) کے بارے میں فیصلہ کرے کہ وہ علم حدیث میں ہم سب پر فوقیت رکھتے تھے، اس شخص کا علمِ حدیث میں پایہ کس قدر بلند ہوگا؟

9 اہلِ کوفہ کی احادیث جمع کرنے کا اہتمام

کوفہ محدثین اور حفاظ حدیث سے بھرا ہوا تھا اور یہاں احادیث کی نہایت کثرت اور بہتات تھی۔ حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے اس موقع سے خوب فائدہ اٹھایا اور کوفہ کے تقریباً تمام محدثین سے استفادہ کیا اور ان سے مسلسل اور بڑی لگن کے ساتھ احادیث حاصل کرتے رہے۔ یہاں تک کہ کوفہ کی تمام احادیث کو جمع فرمالیا۔ چنانچہ صدرالائمہ ابوالمؤید موفّق بن احمد بن محمد بکری مکی خوارزمی رحمۃ اللہ علیہ (م 568ھ) نے جلیل القدر محدث امام یحییٰ بن آدم احول رحمۃ اللہ علیہ (م203ھ) سے بہ سند نقل کیا ہے:

وکان النعمان جمع حدیث اھل بلدہ کله فنظر الی آخر فعل رسول الله صلّی الله علیه وسلّم الذی قُبض علیه فاخذ به۔

(مناقب امام اعظمؒ از صدرالائمہ موفق بن احمد مکیؒ، ص82،83)

ترجمہ: امام ابوحنیفہ نعمان بن ثابت رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے شہر کوفہ کی تمام احادیث کو جمع فرمایا اور ان میں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری فعل کو پیشِ نظر رکھا اور اس پر عمل کیا۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد رشید امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ (م182ھ) فرماتے ہیں:

''امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے دورانِ سبق ہماری بحث ہوتی رہتی تھی، آپ رحمۃ اللہ علیہ جب کسی مسئلہ میں اپنا موقف ثابت کردیتے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے سب تلامذہ بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کے اس موقف سے متفق ہوجاتے، تو میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس سے اٹھ کر کوفہ کے دیگر مشائخِ حدیث کی مجالس میں پہنچ جاتا، تاکہ مجھے اُن سے امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے موقف کی تائید میں (مزید) کوئی حدیث یا اثر مل جائے۔ چنانچہ ان سے اگر مجھے کچھ احادیث

مل جاتیں، تو میں ان کو لا کر آپ ؒ کے سامنے پیش کر دیتا۔ آپ ؒ ان میں سے بعض کو قبول کر لیتے اور بعض کو یوں کہہ کر رَدّ کر دیتے کہ یہ حدیث صحیح نہیں ہے، یا یہ حدیث معروف نہیں ہے۔ حالانکہ وہ حدیث آپ ؒ کے مؤقف کی تائید کر رہی ہوتی تھی۔ اس پر میں آپ سے پوچھتا تھا کہ آپ کو اس بارے میں کیسے علم ہوا؟‘‘۔

آپ ؒ جواب میں فرماتے:

آنا عَالم بعلم اهل الكوفة۔

(مناقب امام اعظمؒ از صدر الائمہ موفق بن احمد مکیؒ ص 409، 410)

ترجمہ اہلِ کوفہ کے پاس جس قدر علم ہے، میں اس کا عالم ہوں۔

ان دونوں اقتباسات سے واضح ہو گیا کہ امام ابو حنیفہ ؒ کوفہ کی تمام احادیث کا احاطہ کیے ہوئے تھے اور ان پر آپ ؒ کی بڑی گہری نظر تھی۔

10 کوفہ تشریف لانے والے محدثین سے سماعتِ حدیث

پھر آپ ؒ نے صرف کوفہ میں مقیم محدثین سے ہی احادیث اخذ کرنے پر اکتفا نہیں کیا بلکہ دیگر بلاد سے جو محدثین کوفہ تشریف لاتے تھے، ان سے بھی آپ ؒ احادیث حاصل کرنے کا اہتمام کرتے رہے۔ چنانچہ حافظ عبد القادر قرشی ؒ (م 775ھ) نے آپ ؒ کے شاگردِ رشید امام نضر بن محمد مروزی ؒ (م ۱۸۳ھ)، جن کے بارے میں امام محمد بن سعد ؒ (م 230ھ) فرماتے ہیں:

وكان مقدمًا عندهم في العلم والفقه والعقل والفضل. وكان صديقًا لعبد الله بن المبارك. وكان من أصحاب أبي حنيفة: (طبقات لابن سعد ج 7 ص 263 رقم 3644)

ترجمہ یہ علم، فقہ، عقل اور فضیلت میں مقدم تھے اور امام عبد اللہ بن مبارک ؒ کے دوست اور امام ابو حنیفہ ؒ کے شاگردوں میں سے تھے) سے نقل کیا ہے:

قال: ولم أر رجلا ألزم للأثر من أبي حنيفة. وقال: قدم علينا يحيى بن سعيد الأنصاري، وهشام بن عروة، وسعيد ابن أبي عروبة، فقال

لنا أبو حنيفة: انظروا، أتجدون عند هؤلاء شيئا نسمعه۔

(الجواهر المضية في طبقات الحنفية - ت الحلو، ج 3، ص 556 رقم 1757)

ترجمہ میں نے کوئی بھی شخص امام ابو حنیفہ ؒ سے زیادہ حدیث کو لازم پکڑنے والا نہیں دیکھا۔ ایک دفعہ ائمہ حدیث میں سے یحییٰ بن سعید انصاری ؒ، ہشام بن عروہ ؒ اور سعید بن ابی عروبہ ؒ ہمارے ہاں کوفہ تشریف لائے تو امام ابو حنیفہ ؒ نے ہم سے فرمایا: ’’تم ان کے پاس جا کر دیکھو کہ ان کے پاس کوئی ایسی حدیث ہے (جو کہ ہمارے پاس نہیں) تاکہ ہم بھی ان سے اس کا سماع کریں‘‘۔

امام ابن ابی العوام ؒ (م 335ھ) بھی امام نضر ؒ سے یہ قول بہ سند متصل نقل کرتے ہیں۔ (فضائل ابی حنیفۃ، ص 219)

اسی طرح آپ ؒ کے ایک اور شاگرد امام عبد العزیز بن ابی رزمہ ؒ (م 206ھ جو کہ ثقہ محدث تھے: تقریب التہذیب: رقم 4094) سے امام ابو محمد عبد اللہ حارثی ؒ (م 340ھ) نے بسندِ متصل نقل کیا ہے:

وذكر علم ابي حنيفة بالحديث، فقال: قدم الكوفة محدث، فقال ابو حنيفة لاصحابه: انظروا هل عنده شئ من الحديث ليس عندنا۔ قال وقدم علينا محدث آخر فقال لاصحابه مثل ذلك۔

(كشف الآثار الشريفة في مناقب الامام ابي حنيفة ج 2 ص 294 رقم 2678؛ مناقب ابی حنیفۃ، ص 75، 76، للمکیؒ)

ترجمہ انہوں نے امام ابو حنیفہ ؒ کے علمِ حدیث کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا: ’’ایک دفعہ کوفہ میں کوئی محدث آئے، تو امام ابو حنیفہ ؒ اپنے تلامذہ کو فرمانے لگے کہ دیکھو اُن کے پاس کوئی ایسی حدیث ہے جو ہمارے پاس نہیں ہے (تاکہ ہم ان سے وہ حدیث حاصل کریں)‘‘۔

امام عبد العزیز ؒ فرماتے ہیں: ’’دوبارہ ایک اور محدث ہمارے پاس آئے تو آپ ؒ نے پھر بھی اپنے تلامذہ سے یہی فرمایا‘‘۔

الغرض امام ابو حنیفہ ؒ اپنے شہر کوفہ میں ہر ممکن طریقے سے تحصیلِ احادیث میں مگن

رہے، تا آنکہ اس میں مکمل عبور حاصل کر لیا۔

11 طلبِ حدیث میں دیگر بلادِ اسلامیہ کا سفر

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اہلِ کوفہ کا کل ذخیرۂ حدیث جمع کرنے کے ساتھ ساتھ دیگر بلادِ اسلامیہ کے محدثین کی احادیث کو بھی حاصل کرنے کا اہتمام کیا اور طلبِ حدیث میں مختلف شہروں کی طرف کئی سفر کیے۔ اگرچہ کوفہ کی احادیث جمع کر لینے کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ کو کہیں اور جانے کی ضرورت نہیں تھی، کیونکہ کوفہ میں محدثین اور احادیث کی اتنی کثرت تھی اور علمِ حدیث کی یہاں اس قدر اعلیٰ پیمانہ پر نشر واشاعت ہو رہی تھی کہ اگر کوئی شخص صرف یہیں رہ کر علم حدیث حاصل کر لیتا تھا، تو وہ اس فن میں درجۂ کمال کو پہنچ جاتا تھا۔ جیسا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے رفیقِ درس امام مسعر بن کدام رحمۃ اللہ علیہ (م 155ھ)، جن کو امام شعبہ رحمۃ اللہ علیہ (م 160ھ) اور امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ (م 161ھ) جو دونوں امیر المؤمنین فی الحدیث کہلاتے ہیں، علمِ حدیث کی میزان قرار دیتے تھے، انہوں نے علمِ حدیث میں یہ کمال یہیں کوفہ میں رہ کر حاصل کیا اور طلبِ حدیث میں کبھی کوفہ سے باہر قدم نہیں نکالا۔ چنانچہ امام الجرح والتعدیل حافظ یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ (م 233ھ) ان کے بارے میں فرماتے ہیں:

سَمِعت يحيى يَقُول لم يرحل مسعر فِي حَدِيث قطّ وَإِنَّمَا سمع بِالْكُوفَةِ وَفِي الْمَسْجِد.

(تاریخ ابن معین (روایۃ الدوری) رقم 3077؛ طبقات علماء الحدیث، لابن عبد الهادی ج 1 ص 287؛ تاریخ اسلام للذہبی ج 4 ص 212؛ تذکرۃ الحفاظ، ج 1، ص 141 للذہبیؒ؛ سیر اعلام النبلاء ج 6 ص 578؛ کتاب الانساب، ج 4، ص 516، للسمعانیؒ)

ترجمہ: امام مسعر رحمۃ اللہ علیہ نے طلب حدیث میں کبھی سفر نہیں کیا۔ انھوں نے حدیث کا سماع صرف کوفہ میں ہی اور صرف مسجدِ کوفہ میں ہی کیا ہے۔

اب جب کہ امام مسعر رحمۃ اللہ علیہ نے کوفہ میں ہی رہ کر علم حدیث میں اتنی ترقی کی کہ اس علم

کی میزان قرار دیے گئے، تو امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا علمِ حدیث میں کیا مقام ہوگا کہ جن کے بارے میں خود امام مسعر رحمۃ اللہ علیہ شہادت دے رہے ہیں کہ وہ طلبِ حدیث میں ہم سب سے آگے تھے۔

لیکن اس کے باوجود آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مزید احادیث حاصل کرنے کے لیے رحلتِ سفر باندھا اور مختلف شہروں میں جا کر وہاں کے اَجِلّہ محدثین سے احادیث حاصل کیں۔ جیسا کہ محدث ناقد امام شمس الدین ذہبی رحمۃ اللہ علیہ (م 748ھ) آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمہ میں فرماتے ہیں:

وَعُنِيَ بِطَلَبِ الآثَارِ، وَارْتَحَلَ فِي ذٰلِكَ۔ (سیر اعلام النبلاء، ج6، ص392)

ترجمہ: امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے احادیث حاصل کرنے کا خصوصی اہتمام کیا اور طلبِ احادیث میں سفر بھی کیا۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے زمانہ میں علمِ حدیث کے جو مراکز تھے، اُن میں کوفہ، بصرہ، مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ سب سے زیادہ مشہور ومعروف تھے۔ بلکہ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ (م 241ھ) کے زمانہ تک طلبِ حدیث کے لیے زیادہ تر ان ہی چار شہروں کی شہرت رہی ہے۔ جیسا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ پڑھ چکے ہیں کہ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ سے ان کے صاحبزادے عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ نے جب پوچھا: ''آیا طالبِ حدیث ایک ہی جگہ رہ کر احادیث لکھتا رہے یا دیگر بلاد کہ جہاں علم کی شہرت ہو، میں بھی جا کر وہاں کے محدثین سے احادیث لکھے؟''۔ تو امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے ان کو جواب میں فرمایا تھا: ''وہ سفر کرے اور کوفہ، بصرہ، مکہ اور مدینہ کے محدثین سے احادیث لکھے''۔

معلوم ہوا کہ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کے زمانہ میں بھی طلبِ حدیث کے لیے جو مقامات زیادہ مشہور تھے، وہ یہی چار شہر کوفہ، بصرہ، مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ تھے۔ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے ان چاروں مقامات سے علم حاصل کیا۔ ان میں سے کوفہ تو آپ رحمۃ اللہ علیہ کا اپنا مسکن تھا، باقی تینوں شہروں (بصرہ، مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ) کی طرف آپ رحمۃ اللہ علیہ نے سفر کر کے وہاں کے محدثین سے تحصیلِ احادیث کی۔

12 بصرہ کا سفر اور بصرہ کے محدثین سے استفادہ

بصرہ شہر بھی کوفہ کی طرح امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق ؓ کے حکم سے تعمیر کیا گیا تھا۔ یہ شہر کوفہ کے بعد اسلامی علوم اور فنون کا سب سے بڑا مرکز اور گہوارہ خیال کیا جاتا تھا، اور گوناگوں صفات سے آراستہ ہونے کی وجہ سے ''قُبۃ الاسلام'' (اسلام کا قُبہ) اور ''خزانۃ العرب'' (عرب کا خزانہ) جیسے القاب سے یاد کیا جاتا تھا۔

(کتاب الانساب، ج1، ص259)

مولانا محمد حنیف ندوی ؒ غیر مقلد فرماتے ہیں:

بصرہ: کوفہ کے بعد یہ دوسرا علمی مرکز ہے جس کو حضرت انس بن مالک ؓ، حضرت ابوموسیٰ اشعری ؓ اور حضرت عبداللہ بن عباس ؓ نے اپنے قدوم میمنت لزوم سے نوازا۔ ان کے علاوہ عتبہ بن غزوان ؓ، عمران بن حصین ؓ، ابوبرزہ الاسلمی ؓ، معقل بن یسار ؓ، عبدالرحمٰن بن سمرہ ؓ، ابوزید الانصاری ؓ، عبداللہ بن الشخیر ؓ وغیرہ صحابہ ؓ کا بھی یہاں آنا ثابت ہے۔ (مطالعہ حدیث، ص ۵۷)

یہ شہر چونکہ امام اعظم ؒ کے مسکن کوفہ کے بالکل قریب واقع ہے، اس لیے تحصیلِ علم کے لیے آپ ؒ کی یہاں اکثر آمد و رفت رہتی تھی۔ چنانچہ خود آپ ؒ کا اپنا بیان ہے:

فدخلت البصرۃ نیفا و عشرین مرۃ منھا ما اقیم سنۃ واقل واکثر۔

(مناقب ابی حنیفۃ للمکیؒ ص54)

ترجمہ: میں بیس سے زائد مرتبہ بصرہ گیا ہوں اور وہاں میرا قیام کبھی ایک سال اور کبھی اس سے کم وبیش رہا ہے۔

آپ ؒ نے بصرہ میں قیام کے دوران یہاں کے کئی محدثین کے سامنے زانوئے تلمذ تہ کیے اور ان سے بڑی تعداد میں احادیث اخذ کیں۔

بصرہ میں آپ ؒ نے جن محدثین سے احادیث روایت کی ہیں، ان میں سے چند کے نام یہ ہیں؛ امام قتادہ بن دعامہ بصری ؒ (م 118ھ)، امام شداد بن عبدالرحمٰن

قشیری ؒ، امام شیبان بن عبدالرحمٰن بصری ؒ (م 164ھ)، امام محمد بن زبیر تیمی ؒ، امام عبدالکریم بن ابی المخارق بصری ؒ (م 126ھ)، امام عاصم بن سلیمان احول ؒ (م 132ھ)، امام قبیصہ بن مساور بصری ؒ وغیرہ۔

13 حرمین شریفین کا سفر

عالمِ اسلام کے دو بنیادی دینی و علمی مراکز مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ زَادَهُمَا اللهُ شَرَفًا وَّ كَرَامَةً کے مجموعہ کو حرمین شریفین کہا جاتا ہے۔

مکہ مکرمہ کہ جہاں سے اسلام کی صبح طلوع ہوئی اور جہاں نبی کریم ﷺ نے اپنی پیدائش سے لے کر بعثتِ نبوت تک زندگی کے چالیس سال اور پھر بعثت کے بعد تیرہ سال بسر کیے اور جس کو عالمِ اسلام کا پہلا علمی و دینی مرکز ہونے کا اعزاز حاصل ہے۔

اور مدینہ منورہ، جو آنحضرت ﷺ کا دار الہجرت اور آپ ﷺ کی آخری آرامگاہ ہے اور جہاں سے علومِ نبوت کے چشمے اُبلے اور پورا عالمِ اسلام ان سے سیراب ہوا۔

امام ابوحنیفہ ؒ نے حرمین کا پہلا سفر غالباً 96ھ میں بعمر سولہ (16) سال کیا تھا، جب آپ ؒ اپنے والد کی معیت میں حج بیت اللہ کے لیے مکہ مکرمہ حاضر ہوئے تھے اور اسی سفر میں آپ ؒ نے رسول اللہ ﷺ کے صحابی حضرت عبداللہ بن حارث بن جزء ؓ سے حدیثِ رسول ﷺ سننے کی سعادت حاصل کی تھی۔ جیسا کہ امام ابویوسف ؒ (م 182ھ) آپ ؒ سے روایت کرتے ہیں:

حدیث 1: ۔عَنْ أَبِي يُوسُفَ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا حَنِيفَةَ رَحِمَهُ اللهُ يَقُولُ: "حَجَجْتُ مَعَ أَبِي سَنَةَ ثَلَاثٍ وَتِسْعِينَ وَلِيَ سِتَّ عَشْرَةَ سَنَةً فَإِذَا شَيْخٌ قَدِ اجْتَمَعَ النَّاسُ عَلَيْهِ، فَقُلْتُ لِأَبِي: "مَنْ هٰذَا الشَّيْخُ؟". فَقَالَ: هٰذَا رَجُلٌ قَدْ صَحِبَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقَالُ لَهُ عَبْدُ اللهِ بْنُ الْحَارِثِ بْنِ جَزْءٍ"، فَقُلْتُ لِأَبِي: "فَأَيُّ شَيْءٍ عِنْدَهُ؟". قَالَ: "أَحَادِيثُ سَمِعَهَا مِنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ". فَقُلْتُ لِأَبِي: "قَدِّمْنِي إِلَيْهِ حَتَّى أَسْمَعَ مِنْهُ".

فَتَقَدَّمَ بَيْنَ يَدَيَّ وَجَعَلَ يُفَرِّجُ النَّاسَ حَتّٰى دَنَوْتُ مِنْهُ. فَسَمِعْتُهُ يَقُوْلُ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَنْ تَفَقَّهَ فِي دِيْنِ اللهِ كَفَاهُ اللهُ هَمَّهُ وَرَزَقَهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ".

(جامع بيان العلم وفضله، ج1 ص203 رقم 216؛ جامع المسانید، ج1، ص24 للخوارزمیؒ، طبع: دارالکتب العلمیۃ، بیروت؛ أخبار أبي حنيفة وأصحابه ص18؛ تاریخ بغداد ج4 ص50؛ منازل الأئمة الأربعة أبي حنيفة ومالك والشافعي وأحمد، لأبي زكريا السلماسي ص166؛ الجواهر المضية في طبقات الحنفية ج1 ص69 رقم 114، ص272 رقم 724؛ لسان المیزان ج1 ص612 رقم 764؛ مغاني الأخيار في شرح أسامي رجال معاني الآثار، للعيني، ج3 ص124)

ترجمہ: میں نے 93ھ میں اپنے والد کے ساتھ حج کیا، اس وقت میری عمر سولہ سال تھی۔ جب میں مسجدِ حرام میں داخل ہوا، تو ایک بہت بڑا حلقہ درس دیکھا۔ میں نے اپنے والد سے پوچھا: ''یہ شیخ کون ہیں؟''۔ انہوں نے فرمایا: ''یہ نبی ﷺ کے صحابی حضرت عبداللہ بن حارث بن جزء زبیدی ؓ ہیں''۔ میں نے اپنے باپ سے پوچھا: ''ان کے پاس کون سا علم ہے؟''۔ انھوں نے فرمایا: ''ان کے پاس احادیث ہیں جو انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے سماعت کی ہیں''۔ میں نے اپنے باپ سے کہا: ''مجھے اُن کے پاس آگے لے چلو تاکہ میں ان سے احادیث سُن لوں''۔ پھر وہ ان کے سامنے لے گئے، اور لوگوں کے درمیان سے راستہ بناتے گئے یہاں تک کہ میں اُن کے بالکل قریب ہوگیا۔ پھر میں نے ان کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: ''جو شخص اللہ کے دین میں تفقہ پیدا کرے گا، اللہ تعالیٰ اس کے غم کی کفایت کرے گا اور اس کو ایسی جگہ سے روزی دے گا، کہ جہاں سے اس کو وہم و گمان بھی نہیں ہوگا''۔

یہ غالباً آپ ؒ کی زندگی کا پہلا حج تھا، اس کے بعد آپ ؒ نے بڑی تعداد میں حج کیے ہیں۔ امام ابوالمحاسن مرغینانی ؒ نے بہ سند متصل امام یحییٰ بن آدم ؒ (م

203ھ) سے نقل کیا ہے:

حجّ ابو حنيفة رحمه الله تعالى خمسا وخمسين حجة.

(مناقب ابی حنیفہؒ، ص231، للمکیؒ)

ترجمہ: امام ابوحنیفہ ؒ نے پچپن حج کیے ہیں۔

آپ ؒ اپنے حج کے سفروں میں مناسکِ حج ادا کرنے کے ساتھ ساتھ یہاں کے اہلِ علم سے علمی استفادہ بھی کرتے رہے۔ اس زمانہ میں حج بھی افادہ واستفادہ کا ایک بڑا ذریعہ تھا، کیونکہ عالمِ اسلام کے گوشہ گوشہ سے اہلِ علم حرمین میں آکر جمع ہوجاتے تھے اور درس وتدریس کا سلسلہ برابر جاری رہتا تھا۔ امام ابوحنیفہ ؒ بھی اس موقع سے خوب فائدہ اٹھاتے رہے اور آپ ؒ نے حرمین کے محدثین سے اخذِ احادیث کرنے کے علاوہ وہاں کے فقہاء سے فقہی مذاکرات بھی کیے ہیں۔

عصرِ حاضر کے مشہور محقق اور بلند پایہ مصنف شیخ ابوزہرہ مصری ؒ آپ ؒ کے بارے میں فرماتے ہیں:

فقد كان كثير الرحلة الى بيت الله الحرام حاجا، وفي مكة والمدينة التقى بالعلماء ومنهم كثيرون من التابعين، ولم يكن لقائه بهم الالقاء علميا، يروى عنهم الاحاديث ويذاكرهم الفقه ويدارسهم من طرائقه. (ابوحنیفہ، حیاتہ وعصرہ، آراؤہ وفقہہ، ص26)

ترجمہ: امام ابوحنیفہ ؒ نے بسلسلۂ حج بہت دفعہ بیت اللہ کا سفر کیا اور مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے علماء، جن کی بڑی تعداد تابعین کی تھی، سے ملاقاتیں کی ہیں۔ آپ ؒ کی اُن سے یہ ملاقاتیں صرف علمی نوعیت کی ہوتی تھی، آپ ؒ ان سے احادیث روایت کرتے، فقہی مذاکرات کرتے اور اُن کے فقہی طور طریقے سیکھتے۔

14 مکہ مکرمہ میں 6 سال مستقل قیام اور مکی محدثین سے سماعِ حدیث

اُموی دورِ حکومت میں عراق کے گورنر یزید بن عمر بن ہبیرہ ؒ (م 132ھ) نے

امام ابوحنیفہ ؒ کو عہدۂ خاتم وعہدۂ قضاء قبول نہ کرنے پر جیل بھیج دیا تھا اور جب 130ھ میں آپ ؒ جیل سے رہا ہوئے، تو آپ ؒ سیدھے مکہ مکرمہ پہنچ گئے اور بنی عباس کی حکومت قائم ہونے تک آپ ؒ مکہ مکرمہ میں رہے، اور جب خلیفہ منصور ؒ عہدۂ خلافت پر متمکن ہوا، تو آپ ؒ کوفہ واپس لوٹے۔

منصور ؒ 136ھ میں خلیفہ مقرر ہوا، اور یوں آپ ؒ کی مکہ مکرمہ میں مستقل مدتِ قیام چھ سال بنتی ہے۔ اس طرح آپ ؒ کو طویل عرصہ بیت اللہ کی مجاورت کرنے کا شرف حاصل ہوا۔ آپ ؒ نے ویسے تو اپنے پہلے حج سے ہی اہلِ مکہ سے تحصیلِ حدیث کا آغاز کر دیا تھا اور پھر اس کے بعد بھی ہر حج کے زمانہ میں یہ سلسلہ برابر جاری رہا۔ لیکن جب آپ ؒ مستقل طور پر چھ سال کے لیے مکہ مکرمہ مقیم ہو گئے، تو آپ ؒ کو تحصیلِ احادیث کے مواقع اور زیادہ مہیا ہو گئے۔

امام صاحب ؒ کے زمانہ تک مکہ مکرمہ کی علمی رونق بدستور قائم تھی اور جا بجا حدیث اور فقہ کے درس کھلے ہوئے تھے اور صحابہ کرام ؓ خصوصاً حضرت عبداللہ بن عباس ؓ کے تلامذہ مسندِ حدیث وفقہ پر جلوہ افروز تھے۔ آپ ؒ نے یہاں کے سب مشہور محدثین سے حدیث کی سماعت کی، خاص کر حضرت عبداللہ بن عباس ؓ کے خصوصی شاگرد اور مکہ مکرمہ کے سب سے بڑے عالم حضرت عطاء بن ابی رباح ؒ (م 114ھ) کے درسِ حدیث میں شرکت کی اور اُن سے خصوصی استفادہ کیا۔

حافظ ذہبی ؒ (م 748ھ) نے آپ ؒ کے مناقب میں لکھا ہے:

وَسَمِعَ الْحَدِيثَ مِنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ بِمَكَّةَ.

(مناقب الامام ابی حنیفہؒ وصاحبیہؒ ص 19، للذہبیؒ)

ترجمہ: امام ابوحنیفہ ؒ نے حضرت عطاء بن ابی رباح ؒ سے مکہ مکرمہ میں حدیث کا سماع کیا۔

آپ ؒ نے حضرت عطاء ؒ کے علاوہ مکہ مکرمہ میں جن دیگر محدثین سے استفادہ کیا، ان میں سے چند کے اسمائے گرامی یہ ہیں: حضرت عکرمہ ؒ مولیٰ حضرت ابن عباس ؓ (م 107ھ)، حضرت ابومعبد ؒ مولیٰ ابن عباس ؓ (م 104ھ)،

عالم الحرم حضرت عمرو بن دینار ؒ (م 126ھ)، حضرت ابوالزبیر مکی ؒ (م 126ھ)، اسماعیل بن عبدالملک بن ابی الصفیراء ؒ، حضرت عبدالعزیز بن رفیع ؒ (م 103ھ) وغیرہم۔

15 مدینہ منورہ کا سفر اور وہاں کے محدثین سے سماعِ حدیث

آپ ؒ جتنا عرصہ بھی مکہ مکرمہ میں مقیم رہے یا جب بھی آپ ؒ کا حج وعمرہ کے لیے یہاں آنا ہوتا، تو محبوبِ دو عالم ﷺ کے شہر اور آپ ؒ کی آخری قرار گاہ مدینہ منورہ میں ضرور آپ ؒ حاضری دیتے اور یہاں روحانی فیوض وبرکات حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ یہاں کے اَجلّہ محدثین کی مجالسِ درس میں شریک ہو کر ان سے تحصیلِ احادیث بھی کرتے رہے۔ آپ ؒ نے مدینہ منورہ میں ہی امام اہلِ بیت حضرت ابوجعفر باقر ؒ (م 114ھ)، ان کے صاحبزادے امام جعفر صادق ؒ (م 148ھ)، مدینہ منورہ کے فقہائے سبعہ میں سے حضرت عمر ؓ کے پوتے امام سالم بن عبداللہ ؒ (م 106ھ)، اُم المؤمنین حضرت میمونہ ؓ کے غلام امام سلیمان بن یسار ؒ (م 107ھ)، اَعلَمُ الحفاظ امام محمد بن شہاب زہری ؒ (م 124ھ)، تابعی جلیل امام عبداللہ بن دینار ؒ (م 127ھ)، حضرت ابن عمر ؓ کے غلام امام نافع ؒ (م 117ھ)، امام ہشام بن عروہ ؒ (م 146ھ)، امام یحییٰ بن سعید انصاری ؒ (م 114ھ)، امام محمد بن منکدر ؒ (م 130ھ) اور دیگر کئی جلیل القدر محدثین سے احادیث کی تحصیل کی۔

خلاصہ: امام ابوحنیفہ ؒ کے زمانہ میں یہ چار بڑے اور مشہور علمی مراکز تھے۔ ان میں سے کوفہ تو آپ ؒ کا اپنا شہر تھا اور باقی تین شہروں: بصرہ، مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کی طرف آپ ؒ نے سفر کیا اور وہاں کے ائمہ حدیث کے دروس میں شرکت کر کے تحصیلِ حدیث کی۔

بعض حضرات نے ذکر کیا ہے کہ آپ ؒ نے شام (اس زمانے میں یہ بھی ایک علمی

مرکز تھا) کا بھی سفر کیا ہے، لیکن ہمیں اس بارے میں کوئی واضح ثبوت نہیں ملا۔ البتہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے شام کے مشہور ائمہ حدیث سے سماعِ حدیث کیا تھا۔ مثلاً شام کے دو مشہور ائمہ امام مکحول شامی رحمۃ اللہ علیہ (م 117ھ) اور امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ (م 157ھ) سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کا روایتِ حدیث کرنا ثابت ہے۔ غالباً آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے حدیث کی سماعت مکہ مکرمہ یا مدینہ منورہ میں کی تھی۔ اسی طرح آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مکہ مکرمہ میں امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ سے علمی مذاکرہ اور مناظرہ کرنا بھی منقول ہے۔

(جامع المسانید، ج1،ص352؛ عقود الجمان، ص192)

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا یہ بہت بڑا علمی اعزاز ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ان پانچوں شہروں، کہ جہاں سے علومِ نبوت نکل کر پوری دنیا میں پھیلے ہیں، کے علم اور احادیث کو یکجا کیا۔

حافظ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ (م 728ھ) لکھتے ہیں:

فَهٰذِهِ الْأَمْصَارُ الْخَمْسَةُ: الْحِجَازَانِ، وَالْعِرَاقَانِ، وَالشَّامُ، هِيَ الَّتِي خَرَجَ مِنْهَا عُلُومُ النُّبُوَّةِ مِنَ الْعُلُومِ الْإِيمَانِيَّةِ وَالْقُرْآنِيَّةِ وَالشَّرِيعَةِ.

(منہاج السنۃ، ج7،ص528 طبع: جامعة الإمام محمد بن سعود الإسلامية)

ترجمہ یہ پانچ شہر: حجاز کے دو شہر (مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ)، عراق کے دو شہر (بصرہ، کوفہ) اور شام ہیں، جہاں سے نبوت کے علوم، علومِ ایمانی، علومِ قرآنی اور علومِ شرعیہ نکلے ہیں۔

علاوہ ازیں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے یمن کے سب سے بڑے عالم امام طاؤس رحمۃ اللہ علیہ (م 106ھ) سے بھی حدیث کی سماعت کی ہے۔

16 آثار صحابہ رضی اللہ عنہم حاصل کرنے کا اہتمام

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی احادیثِ مبارکہ کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہدایت یافتہ جماعت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے آثار کا درجہ ہے۔ ایک مجتہد کے لیے ضروری ہے کہ وہ احادیثِ نبویہ کے ساتھ ساتھ آثار صحابہ رضی اللہ عنہم سے بھی پوری طرح واقفیت رکھتا ہو، کیونکہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے پاک ارشاد:

حدیث 1:۔ "مَا أَنَا عَلَيْهِ وَأَصْحَابِي".

(حسن: ترمذی رقم 2641؛ البدع لابن وضاح، رقم 250؛ الْمُعْجَمُ الْكَبِير للطبراني الْمُجَلَّدان الثَّالِثَ عَشَرَ والرابع عشر رقم 14646؛ مشکوۃ رقم 171)

ترجمہ جنتی گروہ وہ ہے جو میرے اور میرے صحابہ رضی اللہ عنہم کے نقشِ قدم پر چلنے والا ہے) میں اپنی سنت کے ساتھ اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کی سنت کو بھی امت کے لیے واجب الاتباع قرار دیا ہے۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ، جو فقہ اور حدیث دونوں علوم میں مجتہدانہ مقام رکھتے تھے، آپ رحمۃ اللہ علیہ نے احادیثِ مرفوعہ کے علاوہ آثار صحابہ رضی اللہ عنہم کی بھی خوب معرفت حاصل کی، جیسا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف "کتاب الآثار" اس پر شاہدِ عدل ہے۔ ویسے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے تقریباً تمام فقہائے صحابہ رضی اللہ عنہم کے آثار کو جمع فرمایا، لیکن ان میں سے وہ چار حضرات جو فتویٰ دینے میں سب سے زیادہ مشہور تھے، ان کے آثار کو حاصل کرنے کا خصوصی اہتمام فرمایا۔

وہ کثیر الفتویٰ چار صحابہ رضی اللہ عنہم یہ ہیں: (1) خلیفہ دوئم حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ، (2) خلیفہ چہارم حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ، (3) امام المجتہدین حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ، (4) حَبر امت حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (م 1176ھ) ارقام فرماتے ہیں:

واكابر هذا الوجه من الصحابة عمر و علي و ابن مسعود و ابن عباس رضی اللہ عنهم. (حجۃ اللہ البالغۃ، ج1،ص132)

ترجمہ درجہ اجتہاد پر فائز صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے بڑے حضرات حضرت عمر رضی اللہ عنہ، حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ ہیں۔

مولانا شبلی نعمانی مرحوم رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے جن لوگوں نے استنباط و اجتہاد سے کام لیا اور مجتہد یا فقیہ کہلائے، ان میں سے چار بزرگ نہایت ممتاز تھے: عمر رضی اللہ عنہ، علی رضی اللہ عنہ، عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ،

عبداللہ بن عباس ؓ۔ حضرت علی ؓ اور عبداللہ بن مسعود ؓ زیادہ تر کوفہ میں رہے اور وہیں ان کے مسائل واحکام کی زیادہ ترویج ہوئی۔ اس تعلق سے کوفہ فقہ کا دار العلم بن گیا، جس طرح کہ حضرت عمر ؓ اور عبداللہ بن عباس ؓ کے تعلق سے حرمین کو دار العلوم کا لقب حاصل ہوا تھا۔ (سیرت النعمان، ص146)

امام صاحب ؒ نے ان چاروں صحابہ ؓ کا علم ان کے اصحاب یا اصحاب الاصحاب سے حاصل کیا۔ چنانچہ علامہ خطیب بغدادی ؒ (م 463ھ) نے اپنی سند کے ساتھ امام ربیع بن یونس ؒ سے نقل کیا ہے:

حَدَّثَنَا ابن أبي أويس، قال: سمعت الربيع بن يونس، يقول: دخل أَبُو حنيفة يوما على المنصور، وعنده عيسى بن موسى، فقال للمنصور: "هذا عالم الدنيا اليوم". فقال له: "يا نعمان! عمن أخذت العلم؟". قال: "عن أصحاب عُمَر، عن عُمَر، وعن أصحاب علي، عن علي، وعن أصحاب عبد الله، عن عبد الله، وما كان في وقت ابن عباس على وجه الأرض أعلم منه". قال: "لقد استوثقت لنفسك".

(تاریخ بغداد، ج 15، ص444؛ تاریخ بغداد وذیولہ، ج13، ص335)

ترجمہ: ایک دن امام ابوحنیفہ ؒ خلیفہ منصور ؒ کے پاس تشریف لے گئے، وہاں اس کے پاس عیسیٰ بن منصور ؒ بیٹھے ہوئے تھے۔ وہ خلیفہ سے آپ ؒ کے بارے میں کہنے لگے: ''یہ آج پوری دنیا کا بڑا عالم ہے''۔ خلیفہ ؒ نے آپ ؒ سے پوچھا: ''نعمان! آپ ؒ نے علم کن لوگوں سے سیکھا ہے؟''۔ آپ ؒ نے جواب میں فرمایا: ''حضرت عمر ؓ کا علم ان کے تلامذہ سے، حضرت علی ؓ کا علم ان کے تلامذہ سے، حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ کا علم ان کے تلامذہ سے (حضرت ابن عباس ؓ کا علم ان کے تلامذہ سے) اور حضرت ابن عباس ؓ کے زمانہ میں روئے زمین پر ان سے بڑا عالم کوئی نہیں تھا''۔ خلیفہ منصور ؒ کہنے لگا: ''آپ ؒ نے بڑا مضبوط علم حاصل کیا''۔

علامہ کمال الدین احمد بیاضی ؒ (م1098ھ) لکھتے ہیں:

فهو اخذ عن اصحاب عمر عن عمر، و عن اصحاب ابن مسعود رضي الله عنه عن اصحاب ابن مسعود و عن اصحاب ابن عباس رضي الله عنهما عن ابن عباس ممن يبلغ العدد المذكور بالكوفة والبصرة والحجاز في حجة ست وتسعين (96ھ) وبعده۔

(اشارات المرام عن عبارات الامام، ص20، بحوالہ ابن ماجہؒ اور علم حدیث، ص165)

ترجمہ: امام ابوحنیفہ ؒ نے اصحاب عمر ؓ سے حضرت عمر ؓ کا علم، اصحاب ابن مسعود ؓ سے حضرت ابن مسعود ؓ کا علم اور اصحاب ابن عباس ؓ سے حضرت ابن عباس ؓ کا علم مشائخ کی اس تعداد سے، جو ذکر کی جا چکی ہے، کوفہ، بصرہ اور حجاز میں رہ کر 96ھ بزمانہ حج اور اس کے بعد حاصل کیا۔

امام ذہبی ؒ (م748ھ) نے آپ ؒ کو حضرت علی ؓ، حضرت ابن مسعود ؓ اور دیگر صحابہ ؓ جو کوفہ میں مقیم تھے، کے اقوال کے سب سے بڑے عالم قرار دیا ہے۔ چنانچہ وہ امام مالک ؒ کے ترجمہ میں ان کا اور امام صاحب ؒ کا علمی موازنہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

وعنده علم جم مِنْ أَقْوَالِ كَثِيْرٍ مِنَ الصَّحَابَةِ، كَمَا أَنَّ الأَوَّلَ أَعْلَمُ بِأَقَاوِيْلِ عَلِيٍّ، وَابْنِ مَسْعُوْدٍ، وَطَائِفَةٍ مِمَّنْ كَانَ بِالكُوْفَةِ مِنْ أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللهِ صلى الله عليه وسلم، فَرَضِيَ اللهُ عَنِ الإِمَامَيْنِ۔

(سير أعلام النبلاء- ط الحديث (شمس الدين الذهبي)، ج7، ص187، رقم الترجمہ 1180)

ترجمہ: امام مالک ؒ کے پاس صحابہ ؓ کی ایک بڑی تعداد کا بہت سا علم تھا، جیسا کہ پہلے امام (ابوحنیفہ ؒ) حضرت علی ؓ، حضرت ابن مسعود ؓ اور صحابہ ؓ کی جو جماعت کوفہ میں مقیم تھی، کے اقوال کے سب سے بڑے عالم تھے۔ اللہ تعالیٰ ان دونوں اماموں سے راضی ہو۔

شیخ ابوزہرہ مصری ؒ لکھتے ہیں:

وعن عطاء و فی مدرسة مكة اخذ علم ابن عباس الذی ورثه عنه كما اخذ عن عكرمة مولاه الذی ورث علمه، حتی لقد قال یوم باعه ابنه علی باربعة آلاف دینار، ماخیرلك بعت علم ابیك باربعة آلاف، فاستقال المشتری فاقاله۔

واخذ علم ابن عمرو علم عمر عن نافع مولی ابن عمر، وهكذا اجتمع له ابن مسعود، و علم علی عن طریق مدرسة الكوفة، وعلم عمرو ابن عباس بمن التقی من تابعیهم رضی الله عنهم اجمعین۔

(ابوحنیفۃ، حیاتہ وعصرہٗ، آراؤہ وفقہہ، ص 63)

ترجمہ: امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عطاء رحمۃ اللہ علیہ سے کہ جنہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے علمی وراثت پائی تھی اور مکہ کے مدرسہ کے دیگر علماء سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا علم حاصل کیا، جیسا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ مولیٰ ابن عباس رضی اللہ عنہ، جو کہ ان کے علمی وارث قرار پائے تھے، سے بھی علمِ ابن عباس رضی اللہ عنہ حاصل کیا۔ یہ وہی عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں کہ جب ان کو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے نے چار ہزار دینار کے عوض فروخت کر دیا۔ تو انہوں نے اس سے کہا: ''اس میں تیرے لیے کوئی بھلائی نہیں، کیونکہ تو نے اپنے والد کا علم صرف چار ہزار دینار کے عوض فروخت کر دیا''۔ چنانچہ اس نے ان کو مشتری سے پھر واپس لے لیا۔ نیز آپ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا علم نافع رحمۃ اللہ علیہ مولیٰ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے حاصل کیا، اس طرح حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کا علم کوفہ کے مدرسہ سے اخذ کیا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا علم ان کے تابعین میں سے جن سے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ملاقات کی ہے، حاصل کیا۔ رضی اللہ عنہم اجمعین۔

باب 4

امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے اساتذہ ومشائخ رحمۃ اللہ علیہم

آپ رحمۃ اللہ علیہ علم میں جس کمالِ عروج کو پہنچے، اس میں ایک کردار آپ رحمۃ اللہ علیہ کے اساتذہ و مشائخ کا بھی ہے، کیونکہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو جن خصوصیات کے حامل اساتذہ سے مستفیض ہونے کی توفیق عطا فرمائی، ایسے اساتذہ شاید ہی کسی کو میسر آئے ہوں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو اساتذہ کے اعتبار سے بیشمار خصوصیات حاصل ہیں۔ ان میں سے چند خصوصیات بطور گلہائے ازگلزار ے ہدیہ قارئین ہیں:

1 آپ رحمۃ اللہ علیہ کے اساتذہ کی غیر معمولی کثرت

آپ رحمۃ اللہ علیہ کو یہ خصوصیت حاصل ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مشائخ کی ایک بڑی تعداد سے شرفِ تلمذ حاصل کیا، یہاں تک کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مشائخ کی تعداد چار ہزار (4000) تک بیان کی گئی ہے۔

امام شہاب الدین ابن حجر مکی شافعی رحمۃ اللہ علیہ (م 973ھ) لکھتے ہیں:

هم كثیرون لایسع هذا المختصر ذكرهم، وقد ذكر منهم الامام ابوحفص الكبیر اربعة آلاف شیوخ۔ (الخیرات الحسان، ص 57)

ترجمہ: امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے اساتذہ اتنے زیادہ ہیں کہ یہ مختصر کتاب ان سب کے ذکر کی وسعت نہیں رکھتی، امام ابوحفص کبیر رحمۃ اللہ علیہ (جو کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے کبار اساتذہ میں

سے ہیں۔ناقل) نے ان میں سے چار ہزار شیوخ کو ذکر کیا ہے۔

امام محمد بن عبدالرحمان ابن الغزی شافعیؒ (م 1167ھ) نے آپؒ کے بارے میں لکھا ہے:

وأخذ عن نحو أربعة آلاف شيخ من التابعين.

(ديوان الإسلام، ج2 ص 152۔المؤلف: شمس الدين أبو المعالي محمد بن عبد الرحمن بن الغزي (المتوفى:1167هـ)۔الناشر: دار الكتب العلمية، بيروت)

ترجمہ: امام ابوحنیفہؒ نے تقریباً چار ہزار شیوخ تابعین سے اخذِ علم کیا۔

امام محمد بن یوسف صالحی دمشقیؒ (م942ھ) نے حروفِ تہجی کے اعتبار سے آپؒ کے تین سو سے زائد اساتذہ حدیث کے نام بقید نسب ذکر کیے ہیں اور آخر میں لکھا ہے:

میں نے ان سب شیوخ کے حالات اپنی کتاب: ''تَسْہِیْلُ السَّبِیْلِ اِلٰی مَعْرِفَۃِ الثِّقَاتِ وَالضُّعَفَاءِ وَالْمَجَاہِیْل'' میں قلم بند کیے ہیں۔(عقود الجمان ص62-83)

حافظ الحدیث و ناقد الرجال امام ابوالحجاج مزیؒ (م742ھ) نے اپنی مایہ ناز کتاب ''تہذیب الکمال فی اسماء الرجال'' میں امام صاحبؒ کے ترجمہ میں آپؒ کے ستتر (77) اساتذۂ حدیث ذکر کیے ہیں، جن کے اسمائے گرامیہ یہ ہیں:

(1) ابراہیم بن محمد منتشرؒ، (2) اسماعیل بن عبدالملک بن ابی الصفیراءؒ، (3) جبلہ بن سحیمؒ، (4) ابوہند حارث بن عبدالرحمن ہمدانیؒ، (5) حسن بن عبیداللہؒ، (6) حکم بن عتیبہؒ، (7) حماد بن ابی سلیمانؒ، (8) خالد بن علقمہؒ، (9) ربیعہ بن عبدالرحمٰنؒ، (10) زبید یامیؒ، (11) زیاد بن علاقہؒ، (12) سعید بن مسروق ثوریؒ، (13) سلمہ بن کہیلؒ، (14) سماک بن حربؒ، (15) ابورؤبہ شداد بن عبدالرحمٰنؒ، (16) شیبان بن عبدالرحمن نحویؒ، (17) طاؤس بن کیسانؒ، (18) طریف بن ابی سفیان سعدیؒ، (19) ابوسفیان طلحہ بن نافعؒ، (20) عاصم بن کلیبؒ، (21) عاصم بن ابی النجودؒ، (22) عامر شعبیؒ، (23) عبداللہ بن ابی حبیبہؒ،

(24) عبداللہ بن دینارؒ، (25) عبدالرحمن بن ہرمز اعرجؒ، (26) عبدالعزیز بن رفیعؒ، (27) عبدالکریم بن امیہ بصریؒ، (28) عبدالملک بن عمیرؒ، (29) عدی بن ثابتؒ، (30) عطاء بن ابی رباحؒ، (31) عطاء بن سائبؒ، (32) عطیہ بن سعد عوفیؒ، (33) عکرمہ مولیٰ ابن عباسؒ، (34) علقمہ بن مرثدؒ، (35) علی بن اقمرؒ، (36) علی بن حسن زرادؒ، (37) عمرو بن دینارؒ، (38) عوف بن عبداللہ بن عتبہ بن مسعودؒ، (39) قابوس بن ابی ظبیانؒ، (40) قاسم بن عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن مسعودؒ، (41) قتادہ بن دعامہؒ، (42) قیس بن مسلم جدلیؒ، (43) محارب بن دثارؒ، (44) محمد بن زبیر حنظلیؒ، (45) محمد بن سائب کلبیؒ، (46) ابوجعفر محمد بن علی بن حسین بن علیؓ بن ابی طالبؒ، (47) محمد بن قیس ہمدانیؒ، (48) محمد بن مسلم بن شہاب زہریؒ، (49) محمد بن منکدرؒ، (50) مخول بن راشدؒ، (51) مسلم بطینؒ، (52) مسلم ملائیؒ، (53) معن بن عبدالرحمٰنؒ، (54) مقسمؒ، (55) منصور بن معتمرؒ، (56) موسیٰ بن ابی عائشہؒ، (57) ناصح بن عبداللہ المحلیؒ، (58) نافع مولیٰ ابن عمرؓؒ، (59) ہشام بن عروہؒ، (60) ابوغسان ہشیم بن حبیب صرافؒ، (61) ولید بن سریع مخزومیؒ، (62) یحییٰ بن سعید انصاریؒ، (63) ابوجیہ یحییٰ بن عبداللہ کندیؒ، (64) یحییٰ بن عبداللہ الجابرؒ، (65) یزید بن صہیب فقیرؒ، (66) یزید بن عبدالرحمٰن کوفیؒ، (67) یونس بن عبداللہ بن ابی فروہؒ، (68) ابواسحاق سبیعیؒ، (69) ابوبکر بن عبداللہ بن ابی الجہمؒ، (70) ابوجناب کلبیؒ، (71) ابوحصین اسدیؒ، (72) ابوالزبیر مکیؒ، (73) ابوالسوار سلمیؒ، (74) ابوعون ثقفیؒ، (75) ابوفروہ جہنیؒ، (76) ابومعبد مولیٰ ابن عباسؒ، (77) ابویعفور عبدیؒ۔

(تهذيب الكمال في أسماء الرجال، ج29 ص418 تا420 رقم6439۔المؤلف: يوسف

بن عبد الرحمن بن يوسف، أبو الحجاج، جمال الدين ابن الزكي أبي محمد القضاعي الكلبي المزي (المتوفى: 742ھ)۔الناشر: مؤسسة الرسالة-بيروت)

حافظ ذہبی ؒ (م 748ھ) نے بھی بحوالہ امام مزی ؒ امام صاحب ؒ کے ان شیوخ کو نام بنام گنایا ہے اور آخر میں لکھا ہے:

وخلق سواھم۔ (سیر اعلام النبلاء، ج6 ص530)

ترجمہ: ان کے علاوہ بھی محدثین کی ایک خلقت سے آپ نے روایت کی ہے۔

مذکورہ بالا شیوخ کے علاوہ آپ ؒ کے کچھ اور اساتذہ حدیث کے نام بھی ہمیں کتاب الآثار، تہذیب التہذیب، تذکرۃ الحفاظ، کتاب الانساب اور تعجیل المنفعۃ وغیرہ کتب اسماء الرجال سے ملے ہیں، جو پیشِ خدمت ہیں:

(1) ابان بن عیاش ؒ، (2) ابراہیم بن طہمان باشانی ؒ، (3) ابراہیم بن مسلم ہجری ؒ، (4) اسحاق بن ثابت ؒ، (5) اسماعیل بن امیہ مکی ؒ، (6) اسماعیل بن مسلم مکی ؒ، (7) ایوب بن عائذ طائی ؒ، (8) ایوب بن عتبہ ؒ، (9) بُنیر بن مہاجر ؒ، (10) بلال بن مرداس فزاری ؒ، (11) ابوعلی ثیقل ؒ، (12) جامع بن شداد صخری ؒ، (13) جراح بن منہال ؒ، (14) جواب التیمی ؒ، (15) حبیب بن ابی ثابت ؒ، (16) حصین بن عبدالرحمٰن سلمی ؒ، (17) حمید الاعرج ؒ، (18) حوط بن عبداللہ العبدی ؒ، (19) ابوعمر ذر بن عبداللہ فرہبی ؒ، (20) خالد بن عبدالاعلیٰ ؒ، (21) زبید یامی ؒ، (22) زیاد بن میسرہ ؒ، (23) سالم بن عجلان ؒ، (24) سعید بن مرزبان ؒ، (25) سلیمان ابواسحاق شیبانی ؒ، (26) شیبہ بن مساور ؒ، (27) صلت بن بہرام ؒ، (28) ابوسفیان طریق شہاب ؒ، (29) طلحہ بن مصرف یامی ؒ، (30) عاصم بن سلیمان ؒ، (31) عبدالاعلی تیمی ؒ، (32) عبدالرحمٰن بن رزان ؒ، (33) عبدالرحمن بن قاسم بن ابن مسعود ؓ ؒ، (34) عبداللہ بن حسن ؓ بن علی ؓ ؒ، (35) عبداللہ بن عثمان حیثم ؒ، (36) عبداللہ بن داؤد ؒ، (37)

عبداللہ بن عبدالرحمٰن ابوحصین مکی ؒ، (38) عبیداللہ بن ابی زیاد ؒ، (39) عبیداللہ بن سعید بن حمیل ؒ، (40) عبیداللہ بن عمر بن حفص عمری ؒ، (41) عثمان بن راشد ؒ، (42) عثمان بن عبداللہ بن وہب ؒ، (43) عمر بن جبیر ؒ، (44) عمرو بن شعیب ؒ، (45) عمرو بن مرہ ؒ، (46) عمار بن عبداللہ بن یسار جہنی ؒ، (47) عمران بن عمیر ؒ، (48) عون بن عبداللہ ؒ، (49) عیسیٰ بن عبداللہ بن موہب ؒ، (50) کدام بن عبدالرحمٰن سلمی ؒ، (51) کثیر الاصم ؒ، (52) لیث بن ابی سلیم ؒ، (53) محمد بن حفص حصنی ؒ، (54) محمد بن عبیداللہ بن سعید ابوعون ثقفی ؒ، (55) محمد بن مالک بن زبید ؒ، (56) مرزوق ابوبکر تیمی ؒ، (57) مکحول شامی ؒ، (58) منصور بن زادان ؒ، (59) میمون بن سیاہ ؒ، (60) ابوہند نعمان بن اشیم ؒ، (61) یحییٰ بن عسان ابوغسان یتمی ؒ، (62) یحییٰ بن عبداللہ اجلح ؒ، (63) یحییٰ بن عبیداللہ بن عامر ؒ، (64) یحییٰ بن عمرو السبیعی ؒ، (65) یونس بن عمرو بن عبداللہ سبعی ؒ، (66) ابوبکر بن عبداللہ ابی الجہم ؒ، (67) ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن ؒ، (68) ابوالسوار سلمی ؒ، (69) ابوہیثم مکی ؒ، (70) ابوعبیدہ بن عبداللہ بن مسعود ؒ، (71) ابوغسان ؒ

موسوعہ (الموسوعه الحديثيه لمرويات الامام ابي حنيفة) کے مقدمہ میں امامِ ابوحنیفہ ؒ کے اُن اساتذہ کی فہرست جن سے امام ابوحنیفہ ؒ اور اُن کے اصحاب نے روایت کی ہے۔

1- أبان بن أبي عياش البصري، 2- إبراهيم بن محمد بن المنتشر بن الاجدع، 3- إبراهيم بن مسلم الهجري، 4- إبراهيم بن عبد الرحمٰن السكسكي الدمشقيم 5- آدم بن علي البكري، 6- إسحاق بن ثابت بن عبيد الأنصاري، 7- إسماعيل السدي، 8- إسماعيل بن أبي خالد الأحمسي البجلي، 9- اسماعيل بن امية القرشي المكي، 10- إسماعيل بن

عبد الملك، 11- إسماعيل بن مسلم البصري المكي، 12- الاجلح
الكندي، 13- أشعث بن أبي الشعثاء، 14 - الا شعث بن قيس، 15-
الاعمش سليمان بن مهران أبو محمد، 16 - أيوب بن عائذ الطائي، 17-
أيوب بن عتبة قاضي اليمامة، 18- بشر بن مسلم، 19. بلال بن أبي
بلال مرداس الفزاري، 20- بلال بن وهب بن كيسان، 21- بلال بن
يحيى، 22- بلال النصيبي، 23- بهز بن حكيم، 24. تمام، 25- توبة، 26-
ثابت البناني، 27- ثابت بن زوطرة بن ماه، 28- جابر الجعفي، 29- جامع
بن أبي راشد، 30. جبلة بن سحيم، 31- جعفر بن أبي جعفر عن أبيه عن
علي رضي الله عنه، 32- جعفر بن محمد بن علي بن الحسين بن علي بن أبي
طالب رضي الله عنهم، 33- جوّاب بن عبيد الله التيمي، 34 - جويبر بن
سعيد الكوفي، 35- الحارث بن عبد الرحمٰن، 36- حبيب بن أبي عمرو
الأسدي، 37- الحجاج بن أرطاة، 38- الحجاج بن الحجاج، 39- الحسن
بن الحر، 40- الحسن بن الحسن بن علي بن أبي طالب رضي الله عنه 41-
الحسن بن سعد مولى بني هاشم، 42. الحسن بن عبيد الله، 43. حفص بن
عمر الحوضي، 44 - الحكم بن زياد الجزري، 45- الحكم بن عبد الله
البلخي أبو مطيع، 46 - الحكم بن عتيبة، 47 - الحكم بن عنبسة، 48-
حبيب بن أبي ثابت أبي يحيى الأسدي الكاهلي الكوفي، 49- حُصين بن
عبد الرحمٰن أبي الهديل، 50. حماد بن أبي سليمان، 51- حميد بن عبيد،
52- حميد بن قيس الاعرج المكي، 53- حميد الطويل، 54- خالد بن
عبد الاعلى، 55- خالد بن علقمة، 56- خثيم بن عراك بن مالك
الغفاري، 57- خارجة بن عبد الله الأنصاري، 58- خصيف بن عبد
الرحمٰن الجزري، 59- خطير 60- خلف بن ياسين بن معاذ الزيات، 61-
داود بن عبد الرحمٰن بن يزيد، 62 - الزهري، 63- ذر رحمه الله، 64 -

ربيعة بن أبي عبد الرحمٰن، 65- زبيد بن الحارث اليامي، 66- زكريا بن
الحارث، 67. زياد بن أبي زياد، 68- زياد بن علاقة، 69- زياد بن ميسرة،
70- زيد بن أسلم، 71- زيد بن أبي أنيسة، 72- زيد بن أبي الوليد، 73-
زيد بن علي، 74- زيد بن الوليد، 75. سالم بن عبد الله بن عمر، 76-
سالم بن عجلان الأموي الجزري الأفطس، 77. سعيد بن أبي بردة، 78-
سعيد بن المرزبان البقال أبو سعد مولى حذيفة بن اليمان، 79- سعيد
بن المرزبان أبو سعد الأعور، 80- سعيد بن مسروق الثوري، 81-
سفيان الثوري، 82- سفيان طريف بن شهاب، 83- سلمة بن كهيل،
84- سلمة بن نبيط، 85- سليمان بن أبي سليمان، 86- سليمان بن
يسار، 87- سليمان الشيباني، 88- سماك بن حرب البكري، 89- سهيل
بن أبي صالح، 90 - شرحبيل بن مسلم، 91- شهر بن حوشب، 92-
شيبان بن أبي شيبة، 93- شيبان بن عبد الرحمٰن البصري، 94- شيبة
بن المساور، 95- شيخ من بني ربيعة، 96- صالح بن أبي الأخضر، 97-
صالح بن حي، 98- الصلت بن بهرام، 99- طاووس بن كيسان، 100-
طلحة بن نافع أبو سفيان، 101- طلحة بن مصرف اليامي الكوفي، 102-
طلحة بن يحيى، 103. عامر بن السبط، 104- عامر بن شراحيل الشعبي،
105- عاصم الاحول، 106 - عاصم بن بهدلة، 107- عاصم بن أبي رزين،
108- عاصم بن أبي النجود أبا بكر، 109- عاصم بن كليب الجرمي، 110-
عائشة بنت عجرد رضي الله عنها، 111- عباية، 112 - عبد الجبار بن
وائل بن حجر، 113 - عبد الرحمٰن الاعرج، 114- عبد الرحمٰن بن أبي
الزناد، 115- عبد الرحمٰن بن حزم، 116- عبد الرحمٰن بن الرداد، 117-
عبد الرحمٰن بن رواد، 118 - عبد الرحمٰن بن زاذان، 119- عبد الرحمٰن
بن زياد، 120- عبد الرحمٰن بن شرحبيل، 121- عبد الرحمٰن بن عبد الله

بن عتبة المسعودی، 122-عبد الرحمٰن بن عمرو الأوزاعی،123-عبد
الرحمٰن بن هرمز الأعرج، 124-عبد الرحمٰن بن یزداد، 125-عبد
العزیز بن أبی رواد، 126-عبد العزیز بن رُفَیع، 127-عبد الکریم أبو
أمیة، 128-عبد الکریم البصری، 129-عبد الکریم بن أبی أمیة،
130-عبد الکریم بن أبی المخارق، 131-عبد الکریم بن معقل،
132-عبد الله بن أبی أوفی رضی الله عنهما، 133-عبد الله بن أبی حبیبة،
134-عبد الله بن أبی زیاد، 135-عبد الله بن أبی سعید المقبری، 136-
عبد الله بن حمید بن عبید الأنصاری الکوفی، 137-عبد الله بن انیس
رضی الله عنه، 138-عبد الله بن داود، 139-عبد الله بن دینار، 140-
عبد الله بن رباح، 141-عبد الله بن الحسین بن الحسن بن علی بن أبی
طالب رضی الله عنه، 142-عبد الله بن سعید بن أبی سعید المقرئ،
143-عبد الله بن عبد الرحمٰن بن أبی حسین، 144-عبد الله بن عثمان
بن خثیم، 145-عبد الله بن عمر العمری، 146-عبد الله بن عیسی،
147-عبد الله بن نافع، 148-عبد الملک بن أبی بکر ابن جریج،149-
عبد الملک بن إیاس،150-عبد الملک بن عمیر الفرسی، 151-عبید
الملک بن عمیر، 152-عبد الملک بن میسرة، 153-عبد الأعلی التیمی،
154-عبد الأعلی القاص، 155-عبید الله بن أبی زیاد المکی، 156-
عبید الله بن داود، 157-عبید الله بن عمر، 158-عبید الله بن یزید،
159-عبیدة بن المعتب الضبی، 160-عتبة بن عبد الله، 161-عثمان
بن الأسود، 162-عثمان بن راشد، 163-عثمان بن عبد الله بن موهب
القرشی،164-عدی بن ثابت، 165-عراک بن مالک، 166-عطاء بن أبی
رباح، 167-عطاء بن أبی مروان، 168-عطاء بن عجلان البصری، 169-
عطاء بن السائب، 170-عطاء بن یسار، 171-عطیة بن روق الهمدانی

الکوفی، 172-عطیة بن سعد العوفی، 173-علقمة بن مرثد، 174-
عکرمة مولی بن عباس، 175-علی بن الأقمر، 176-علی بن بذیمة،
177-علی بن شرحبیل، 178-عمار بن عبد الله بن بشار الجهنی الکوفی،
179-عمار بن عمران الهمدانی، 180-عمران بن عمیر مولی عبد الله بن
مسعود،181-عمر بن بشیر الکوفی الهمدانی، 182۔ عمر بن جبیر، 183-
عمرو بن دینار، 184-عمرو بن شعیب، 185-عمرو بن عبید، 186۔
عمرو بن مرة، 187-عمر بن ذر الهمدانی، 188-عوف بن عبد الله، 189-
عون بن أبی جحیفة، 190-عون بن أبی جحیة، 191-عون بن عبد الله بن
عتبة، 192-غالب بن عبید الله، 193-غیلان، 194-فرات بن أبی
فرات، 195-فراس بن یحیی الهمدانی الحارثی الکوفی، 196-فضیل بن
سعد بن جعفر بن عمرو بن حریث، 197-قابوس بن أبی ظبیان، 198-
القاسم بن عبد الرحمٰن، 199-قتادة بن دعامة، 200۔قیس بن أبی بکر
بن أبی موسٰی، 201-قیس بن مسلم الجدلی، 202۔ کثیر الأصم، 203-
کثیر الرماح الأصم الکوفی، 204۔ کدام بن عبد الرحمٰن السلمی،
205-لاحق بن العیزار الیمانی
206-ناصح بن عبد الله أبو عبد الله الحائک، 207۔ ناصح بن عجلان، 208-
نافع، 209-هشام بن عائذ بن نصیب الأسدی الکوفی، 210-هشام
بن عروة، 211-الهیثم بن أبی الهیثم البصری، 212-الهیثم
الصیرفی، 213-الهیثم بن حبیب الصراف، 214-المبارک بن فضالة،
215-مالک بن أنس، 216-مالک بن دینار، 217-محارب بن دثار،
218-محمد بن سوقة، 219-محمد بن عبد الرحمٰن بن سعد بن زرارة،
220-محمد بن عبید الله بن أبی سلیمان العزرمی، 221-محمد بن علی،
222-محمد بن عمرو بن شعیب، 223-محمد بن یزید العطار، 224-

محمد بن الزبیر الحنظلی التمیمی، 225- محمد بن السائب الکلبی، 226- محمد بن شہاب الزہری، 227- محمد بن عبید اللہ بن سعید، 228- محمد بن قیس الہمدانی، 229- محمد بن مالك الہمدانی، 230- محمد بن المنکدر، 231- مجالد بن سعید، 232- محول بن راشد النہدی، 233- مرزوق مؤذن التیم، 234- مزاحم بن زفر التیمی الکوفی، 235- مسعر بن کدام، 236- مسلم الأعور الملائی، 237- مسلم بن أبی عمران، 238- معاویۃ بن اسحاق، 239- معبد بن أبی معبد، 240- معن بن عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن مسعود، 241-مکحول الشامی، 242-منذر بن عبداللہ، 243-منصور بن أبی الجعد، 244-منصور بن دینار، 245- منصور بن زاذان، 246-منصور بن المعتمر، 247۔المنہال بن عمرو، 248۔موسی بن أبی عائشۃ أبو الحسن، 249- موسی بن أبی کثیر أبو الصبّاح، 250-موسی بن الحسن، 251-موسی الجہنی، 252-موسی بن طلحۃ بن عبید اللہ، 253- موسی بن مسلم، 254- میمون بن سیاہ البصری، 255- میمون بن مہران، 256- واثلۃ بن الأسقع رضی اللہ عنہ، 257-واصل بن حیان الأسدی الکوفی، 258-ورقاء، 259۔ولاد بن داود بن علی المدنی، 260-الولید بن سریع المخزومی مولی عمرو بن حریث الکوفی، 261- یحیی بن الحارث التیمی، 262- یحیی بن سعید الأنصاری، 263- یحیی بن عامر الکوفی الحمیری، 264- یحیی بن عبد اللہ التیمی الکوفی الجابر، 265 - یحیی بن عبید اللہ بن موہب التیمی القرشی الکوفی، 266- یحیی بن عمرو الأسلمی الہمدانی الوادعی، 267۔یحیی بن عمرو بن سلمۃ، 268-یزید أبی خالد، 269-یزید بن أبی ربیعۃ، 270- یزید بن أبی زیاد، 271- یزید بن خالد، 272- یزید بن ربیعۃ، 273۔ یزید بن عبد الرحمٰن، 274-یزید الرشك، 275-یزید

السلمی، 276- یزید الفقیر، 277- یزید بن صہیب الذی یُقال لہ: الفقیر، 278- یعلی بن عطاء الطائفی، 279- یونس بن زہران، 280- یونس بن عبداللہ بن أبی فروۃ المدنی، 281-أبو إسحاق السبیعی، 282- أبو إسحاق الشیبانی، 283-أبو إسحاق الہمدانی، 284-أبو الحسن علی بن الحسن الزراد، 285- أبو الحصین عثمان بن عاصم الثقفی الأسدی، 286-أبو الزبیر المکی محمد بن مسلم، 287-أبو السوداء، 288-أبو العالیۃ، 289-ابو العطوف الجراح بن المنہال الشامی،290-أبو بردۃ بن أبی موسی الأشعری، 291- أبو بکر أیوب بن أبی تمیمۃ کیسان البصری، 292-أبو بکر بن أبی الجہم القرشی، 293-أبو بکر بن عبداللہ بن أبی جہم، 294- أبو جعفر محمد بن علی بن الحسین عن علی بن أبی طالب رضی اللہ عنہم، 295-أبو جناب یحیی بن أبی حیۃ الکلبی، 296- أبو حجیۃ یحیی بن عبداللہ بن معاویۃ المعروف بالأجلح، 297-أبو حمزۃ میمون الأعور، 298- أبو خالد الدالانی، 299- أبو خلف، 300- أبو خویطر بن طریف، 301- ابو رؤبۃ شداد بن عبد الرحمٰن البصری، 302-أبو روق عطیۃ بن الحارث الہمدانی، 303-أبو زید مولی آل عمر، 304-أبو سفیان السعدی، 305-أبو سفیان المکی، 306-أبوسفیان طلحۃ بن نافع، 307-أبو سلمۃ مغیرۃ، 308-أبو سوار، 309۔أبو صخرۃ المحاربی المکی، 310- أبو صخرۃ جامع بن شداد المحاربی، 311- ابو ظبیان، 312-أبو عبداللہ بن سلیمان بن المغیرۃ القیسی الکوفی، 313- أبو عبداللہ مسلم بن کیسان الملائی، 314-أبو علی جعفر بن محمد بن عبد اللہ بن علی صیقل، 315- أبو عمرو مجالد بن سعید بن عمیر الحمدانی الکوفی، 316- أبو عون محمد بن عبید اللہ الثقفی، 317- ابو فروۃ مسلم بن سالم بن فیروز الجہنی، 318-أبو قدامۃ المنہال بن

خليفة الكوفی، 319-أبو مالك الاشجعی، 320-أبو معشر زياد بن كليب الكوكبی، ثم الكوفی، 321۔ أبو المنهال، 322-ابو الهذيل غالب بن الهذيل، 323-أبو الهيثم نافع بن درهم العبدی الكوفی، 324-أبو هند الحارث بن عبد الرحمٰن، 325-أبو يحيی، وقيل: أبی حبلة، 326-أبو يعفور العبدی، 327۔ أبو يعلیٰ، 328۔ ابن خثيم المكی۔

(الموسوعه الحديثيه لمرويات الامام ابی حنيفة، ج1 ص129 تا152۔ جمعه واعده وعلق عليه:- العلامه المحقق الشيخ لطيف الرحمن البهرائجی القاسمی۔ الناشر: دار الكتب العلمية۔ الطبعة: الأولی 1442ه-2021م۔ عدد المجلدات: 20۔ عدد الصفحات: 7816)

2 اساتذہ کی عظمتِ شان

امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے اساتذہ کثرت تعداد کے ساتھ ساتھ علمی کمالات میں بھی عظیم الشان تھے۔ یہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا بہت بڑا اعزاز ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اتنی بڑی تعداد میں محدثین سے روایت کی ہے۔ لیکن اس کے باوجود آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ان کے انتخاب میں اس قدر احتیاط اور مہارت کا مظاہرہ کیا کہ بجز ثقہ اور عادل کے کسی سے روایت نہیں لی۔ چنانچہ حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ (م 748ھ) بالسند آپ رحمۃ اللہ علیہ کا اپنا بیان نقل کرتے ہیں:

آخُذُ بِكِتَابِ اللهِ، فَمَا لَمْ أَجِدْ فَبِسُنَّةِ رَسُولِ اللهِ وَالآثَارِ الصِّحَاحِ عَنْهُ الَّتِي فَشَتْ فِي أَيْدِي الثِّقَاتِ عَنِ الثِّقَاتِ۔

(مناقب الامام ابی حنیفۃ وصاحبیہ، للذہبی، ص34)

ترجمہ: میں مسائل کتاب اللہ سے اخذ کرتا ہوں۔ پھر جب میں کتاب اللہ میں مسئلہ نہ پاؤں، تو پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت اور اُن احادیث وآثار سے لیتا ہوں، جن کو ثقہ راوی ثقہ راویوں سے نقل کرتے آئے ہیں۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے معاصر امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ (م 161ھ) آپ رحمۃ اللہ علیہ کے اس اعزاز کا

اقرار کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

يَأْخُذُ بِمَا صَحَّ عِنْدَهُ مِنَ الأَحَادِيثِ الَّتِي كَانَ يَحْمِلُهَا الثِّقَاتُ۔

(الانتقاء في فضائل الثلاثة الأئمة الفقهاء: مالك والشافعي وأبي حنيفة رضی الله عنهم، ص142۔ المؤلف: أبو عمر يوسف بن عبد الله بن محمد بن عبد البر بن عاصم النمري القرطبي (المتوفى: 463ھ)۔ الناشر: دار الكتب العلمية-بيروت)

ترجمہ: امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ صرف وہی حدیث لیتے ہیں جو صحیح ہوتی ہے اور ثقہ راویوں سے مروی ہوتی ہے۔

شیخ ابوزہرہ مصری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی لکھا ہے:

ولا يقبل ابوحنيفة ذلك الامن هو عنده المنزلة الاولیٰ من الثقة والاطمئنان۔ (ابوحنیفۃ، ص146)

ترجمہ: امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ صرف اس شخص کی روایت کو قبول کرتے ہیں جو ثقاہت اور اطمینان کے سب سے اعلیٰ درجے پر فائز ہو۔

ان اقتباسات سے واضح ہوگیا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ صرف ثقہ راوی سے ہی روایت لیتے تھے۔ اور پھر آپ رحمۃ اللہ علیہ کے اساتذہ کی یہ بہت بڑی خوبی ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے اکثر اساتذہ حدیث اور فقہ دونوں کے جامع تھے۔ چنانچہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۰۱۴ھ) فرماتے ہیں:

ان اكثر مشائخ الامام كانوا جامعين بين الرواية والدراية۔

(شرح مسند ابی حنیفۃ، ص9۔ طبع دار الکتب العلمیۃ، بیروت)

ترجمہ: امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے اکثر اساتذہ روایت اور درایت (فقاہت حدیث) کے جامع تھے۔ دیگر محدثین کے اساتذہ میں یہ خوبی خال خال ہی پائی جاتی ہے۔

3 کثیر الروایات صحابہ رضی اللہ عنہم کے تلامذہ سے تلمذ

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے اساتذہ (جو زیادہ تر تابعین عظام رحمۃ اللہ علیہم ہیں) کی ایک خصوصیت یہ بھی

ہے کہ ان میں سے اکثر ان صحابہ کرام ؓ کے شاگرد ہیں جو کثیر الروایات حضرات ہیں۔ چنانچہ وہ چھ صحابہ کرام ؓ جنہوں نے سب سے زیادہ احادیث روایت کی ہیں، وہ یہ ہیں:

(1) حضرت ابوہریرہ ؓ، (2) حضرت عبداللہ بن عمر ؓ، (3) حضرت عبداللہ بن عباس ؓ، (4) حضرت جابر بن عبداللہ ؓ، (5) حضرت انس بن مالک ؓ، (6) حضرت عائشہ صدیقہ ؓ۔ (الجواہر المضیۃ، ج2، ص413)

آپ ؒ نے ان میں سے بعض صحابہ ؓ سے اگرچہ براہِ راست بھی چند احادیث سنی ہیں، لیکن زیادہ تر آپ ؒ نے اُن سے اور دیگر صحابہ ؓ سے ان کے تلامذہ کے واسطہ سے احادیث لی ہیں۔ چنانچہ حضرت ابوہریرہ ؓ کی احادیث کو ان کے تلامذہ امام طاؤس ؒ، امام شعبی ؒ، امام ابوعثمان نہدی ؒ اور حضرت عکرمہ ؒ وغیرہ سے، حضرت عبداللہ بن عمر ؓ کی احادیث کو اُن کے غلام نافع ؒ، صاحبزادے سالم ؒ اور تلامذہ محارب بن دثار ؒ، محمد بن منتشر ؒ، عطاء بن ابی رباح ؒ، ابوالزبیر مکی ؒ وغیرہ سے، حضرت عبداللہ بن عباس ؓ کی احادیث کو ان کے غلام امام عکرمہ ؒ، امام عطاء بن ابی رباح ؒ، امام عبداللہ بن دینار ؒ، امام عبدالعزیز بن رفیع ؒ وغیرہ سے، حضرت جابر ؓ کی احادیث کو ان کے تلامذہ امام محمد بن منکدر ؒ، امام طلحہ بن نافع ؒ، امام یزید فقیر ؒ اور امام ابوسفیان مکی ؒ وغیرہ سے، حضرت انس ؓ کی احادیث کو اُن کے تلامذہ امام حماد بن ابی سلیمان ؒ، امام زہری ؒ، امام قتادہ ؒ، امام یحییٰ بن سعید انصاری ؒ وغیرہ سے، اور حضرت عائشہ ؓ کی احادیث کو امام طاؤس ؒ، امام شعبی ؒ، امام عطاء بن ابی رباح ؒ اور امام ابوالزبیر مکی ؒ وغیرہ سے حاصل کیا۔

4 مختلف البلاد اساتذہ سے تلمذ

آپ ؒ کے معاصر ائمہ میں سے زیادہ تر کے اساتذہ کسی خاص شہر سے تعلق رکھتے

ہیں، جیسا کہ امام مالک ؒ (م 179ھ) کے غیر مدنی اساتذہ برائے نام ہیں۔ امام مسعر بن کدام ؒ (م 153ھ) کے اساتذہ صرف کوفی ہیں۔ لیکن امام عالی شان کو ان ائمہ میں یہ خصوصیت حاصل ہے کہ آپ ؒ کے اساتذہ صرف کسی مخصوص شہر یا علاقے کے رہنے والے ہی نہیں ہیں بلکہ کوفہ، بصرہ، مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ، شام اور یمن وغیرہ تمام مشہور علمی شہروں سے تعلق رکھنے والے محدثین ہیں۔

5 مختلف الطبقات اساتذہ سے تلمذ

ائمہ حدیث نے تصریح کی ہے کہ ایک محدث اس وقت تک کامل نہیں ہوسکتا جب تک کہ وہ اپنے سے برتر، ہمسر اور کمتر تینوں طبقوں کے محدثین سے احادیث حاصل نہ کر لے۔ چنانچہ امام وکیع بن جراح ؒ (م 197ھ) اور امام بخاری ؒ (م 256ھ) فرماتے ہیں:

عَن وَكِيع قَالَ لَا يكون الرجل عَالما حَتَّى يحدث عَمَّن هُوَ فَوْقه وَعَمن هُوَ مثله وَعَمن هُوَ دونه وَعَن البُخَارِيّ أَنه قَالَ لَا يكون الْمُحدث كَامِلا حَتَّى يكْتب عَمَّن هُوَ فَوْقه وَعَمن هُوَ مثله وَعَمن هُوَ دونه۔

(ارشاد الساری مقدمہ فتح الباری، ص479۔ الناشر: دار المعرفة - بيروت، 1379؛ مقدمة ابن الصلاح ومحاسن الاصطلاح، ص431۔ الناشر: دار المعارف)

ترجمہ: کوئی محدث بھی اس وقت تک کامل نہیں ہوسکتا جب تک کہ وہ اپنے سے اوپر والے، اپنے سے برابر والے اور اپنے سے نیچے والے محدثین سے احادیث نہ لکھ لے۔

امام ابوحنیفہ ؒ بھی علم حدیث میں جو درجہ کمال کو پہنچے، اس کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ آپ ؒ نے بھی ان تینوں طبقوں سے روایت کی ہے۔ چنانچہ آپ ؒ کے اساتذہ حدیث کا پہلا طبقہ صحابہ کرام ؓ اور کبار واوساط تابعین عظام ؒ کا ہے۔ صحابہ کرام ؓ میں سے جن حضرات سے آپ ؒ نے حدیث کی روایت کی ہے، ان کے اسماء تو آپ ماقبل ملاحظہ کر چکے ہیں۔ اسی طرح کبار واوساط تابعین ؒ کی ایک

بڑی جماعت سے بھی آپؒ نے حدیث کی سماعت وروایت کی ہے۔ چنانچہ حافظ محمد بن احمد ابن عبدالہادی مقدسی حنبلیؒ (م 744ھ) لکھتے ہیں:

وروی عن جماعة من سادات التابعين وائمتهم۔

(مناقب الائمۃ الاربعۃ ص58، 59 للمقدسیؒ)

ترجمہ: امام ابوحنیفہؒ نے سادات تابعینؒ اور ائمہ تابعینؒ سے روایت کی ہے۔

پھر ایسے تیرہ تابعینؒ کے اسماء مع اوصاف ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

وقد روی الامام ابوحنيفة عن جماعة كثيرين غير هؤلاء۔

(مناقب الائمۃ الاربعۃ ص58، 59 للمقدسیؒ)

ترجمہ: امام ابوحنیفہؒ نے ان کے علاوہ بھی ان اوصاف کے حامل تابعینؒ کی ایک بڑی جماعت سے روایت کی ہے۔

اسی طرح حافظ ذہبیؒ (م 748ھ) بھی آپؒ کے اساتذہ میں سے ایسے تیرہ کبار واوساط تابعینؒ کے اسماء ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

وَسَمِعَ الْحَدِيثَ مِنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ بِمَكَّةَ، وَسَمِعَ مِنْ عَطِيَّةَ الْكُوفِيِّ، وَعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ هُرْمُزَ الْأَعْرَجِ، وَعِكْرِمَةَ، وَنَافِعٍ، وَعَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ، وَعَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، وَسَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ، وَقَتَادَةَ بْنِ دَعَامَةَ، وَأَبِي الزُّبَيْرِ، وَمَنْصُورٍ، وَأَبِي جَعْفَرٍ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ، وَعَدَدٍ كَثِيرٍ مِنَ التَّابِعِينَ.

(مناقب الامام ابی حنیفۃ وصاحبیہ ص19، للذہبیؒ)

ترجمہ: ان مذکورہ حضرات کے علاوہ بھی آپؒ نے بہت سے تابعینؒ سے روایت کی ہے۔

امام عبدالغنی الغنیمی الشافعیؒ (م 1298ھ) رقمطراز ہیں:

وابوحنيفة امام مجتهد، ادرك بعض الصحابة ومن التابعين خلقًا كثيرًا۔ (کشف الالتباس ص90)

ترجمہ: امام ابوحنیفہؒ جو مجتہد امام ہیں، انہوں نے بعض صحابہؓ اور تابعینؒ میں سے ایک خلق کثیر سے ملاقات کی ہے۔

آپؒ کے اساتذہ کا دوسرا طبقہ آپؒ کے ان معاصرین کا ہے جو صغار تابعینؒ یا کبار اتباع تابعینؒ میں سے ہیں۔ مثلاً ناصح بن عبداللہؒ کے ترجمہ میں حافظ ابن حجر عسقلانیؒ (م 852ھ) لکھتے ہیں:

روی عنه ابوحنيفة وهو من اقرانه۔ (تہذیب التہذیب، ج5، ص599)

ترجمہ: ان سے امام ابوحنیفہؒ نے روایت کی ہے، جو کہ ان کے معاصرین میں سے ہیں۔

اسی طرح شیبان بن عبدالرحمن تمیمیؒ (م 164ھ) کے ترجمہ میں حافظ لکھتے ہیں:

وعنه زائدة من قدامة وابوحنيفة الفقيه وهما من اقرانه۔

(تہذیب التہذیب، ج5، ص545)

ترجمہ: ان سے زائدہ بن قدامہؒ اور امام ابوحنیفہؒ فقیہ نے روایت کی ہے، اور یہ دونوں ان کے معاصرین میں سے ہیں۔

نیز آپؒ امام اہلِ بیت حضرت جعفر بن محمد صادقؒ (م 148ھ)، جو آپؒ کے معاصر ہیں، سے بھی روایت کرتے ہیں۔ چنانچہ مجدد قرن العاشر ملا علی قاریؒ (م 1014ھ) امام جعفرؒ کے ترجمہ میں فرماتے ہیں:

سمع منه الائمة الاعلام نحو يحيى بن سعيد وابن جريج ومالك بن انس والثوري وابن عيينة وكذالك ابوحنيفة كما ذكره صاحب المشكاة فی اسماء رجاله فيكون من رواية الاقران۔ (ذیل الجواہر المضیۃ ج2، ص545)

ترجمہ: ان سے بڑے بڑے ائمہ، جیسے امام یحییٰ بن سعیدؒ، امام ابن جریجؒ، امام مالکؒ، امام ثوریؒ اور امام ابن عیینہؒ نے روایت کی ہے۔ اسی طرح ان سے امام ابوحنیفہؒ بھی روایت کرتے ہیں، جیسا کہ صاحب "مشکوٰۃ" نے اپنی کتاب کے اسماء الرجال میں ذکر کیا ہے۔ سو آپؒ کا ان سے روایت کرنا یہ روایت الاقران (معاصر کا معاصر سے روایت کرنا) کے قبیل سے ہے۔

آپؒ کے اساتذہ حدیث کے تیسرے طبقہ میں وہ محدثین شامل ہیں جو زیادہ تر اتباع تابعین میں سے ہیں، جیسا کہ جراح بن منہالؒ کے ترجمہ میں حافظ ابن حجر

عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ (م 852ھ) لکھتے ہیں:

وعنه ابوحنیفة وهو اکبر منه۔ (الایثار بمعرفۃ رُواۃ الآثار مع کتاب الآثار ص ۲۲۰)

ترجمہ: ان سے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کی ہے، جوکہ ان سے بڑھے ہیں۔

نیز آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مشہور محدث امام عمرو بن شعیب رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۱۸ھ) سے بھی روایت کی ہے جوکہ بعض علماء کے نزدیک اتباع تابعین رحمہم اللہ میں سے ہیں، جبکہ خود امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ تابعین سے تعلق رکھتے ہیں۔ چنانچہ آپ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تابعیت کے بیان میں بحوالہ حافظ زین الدین عراقی رحمۃ اللہ علیہ (م 806ھ) اور حافظ برہان الدین ابناسی رحمۃ اللہ علیہ (م 802ھ) پڑھ چکے ہیں کہ عمرو بن شعیب رحمۃ اللہ علیہ اتباع تابعین رحمہم اللہ میں سے ہیں، لیکن اس کے باوجود ان سے تابعین رحمہم اللہ کی ایک جماعت نے روایت کی ہے، جن میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ بھی شامل ہیں۔

نیز آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے بعض تلامذہ سے بھی حدیث روایت کی ہے، جیسا کہ ابراہیم بن طہمان رحمۃ اللہ علیہ (م 163ھ)، جوکہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد ہیں، کے ترجمہ میں حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ (م 748ھ) نے لکھا ہے:

حدث عنه من شیوخه صفوان بن سلیم وابوحنیفة الامام۔

(تذکرۃ الحفاظ، ج1، ص157)

ترجمہ: ان سے ان کے شیوخ میں سے صفوان بن سلیم رحمۃ اللہ علیہ اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کی ہے۔

بعض علماء نے تصریح کی ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے شاگرد امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے بھی روایت حدیث کی ہے، لیکن یہ بات صحیح نہیں ہے۔

نوٹ: آپ رحمۃ اللہ علیہ کے اساتذہ کی تعداد اتنی زیادہ ہے کہ ان سب کے تعارف کے لیے ایک ضخیم کتاب چاہیے۔ ہم یہاں صرف آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ان بعض اساتذہ کا تعارف پیش کرتے ہیں جو انتہائی نامور ہیں، اور جن کے ساتھ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا خصوصی تعلق رہا ہے۔

6 امام حماد بن ابی سلیمان رحمۃ اللہ علیہ (م 120ھ)

امام حماد رحمۃ اللہ علیہ ایک جلیل القدر تابعی، بلند پایہ فقیہ اور کثیر الحدیث وثقہ محدث تھے۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ (م 748ھ) آپ رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں لکھتے ہیں:

حَمَّاد بن مُسلم الْفَقِیه ابْن ابی سُلَیْمَان تَابِعِیٌّ کَبِیر۔ وَثَّقَهُ ابْن معِین وَغَیره۔ (المغنی، ج1، ص288 رقم 1728۔ طبع: دار الکتب العلمیۃ، بیروت)

ترجمہ: امام حماد رحمۃ اللہ علیہ تابعی کبیر ہیں، امام یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ محدثین نے ان کو ثقہ قرار دیا ہے۔

امام عجلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

قال العجلی: "کوفی ثقة وکان أفقه أصحاب إبراهیم"۔

(تہذیب التہذیب، ج3 ص17 رقم 15۔ المؤلف: أبو الفضل أحمد بن علی بن محمد بن أحمد بن حجر العسقلانی (المتوفى: 852ھ)۔ الناشر: مطبعة دائرة المعارف النظامیة، الهند)

ترجمہ: امام حماد رحمۃ اللہ علیہ کوفی ثقہ اور ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ کے تلامذہ میں سب سے بڑے فقیہ ہیں۔

امام محمد سعد رحمۃ اللہ علیہ (م 230ھ) آپ رحمۃ اللہ علیہ کو کثیر الحدیث اور امام ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ (م 365ھ) آپ کو کثیر الروایت کہتے ہیں۔ (تہذیب التہذیب، ج3 ص17 رقم 15)

امام شعبہ رحمۃ اللہ علیہ (م 160ھ) آپ رحمۃ اللہ علیہ کو صُدُوقُ اللِّسَانْ (راست باز) قرار دیتے ہیں اور فرماتے ہیں:

کان حماد احفظ من الحکم۔

(الجرح والتعدیل، ج 1 ص 137۔ المؤلف: أبو محمد عبد الرحمن بن محمد بن إدریس بن المنذر التمیمی، الحنظلی، الرازی ابن أبی حاتم (المتوفى: 327ھ)۔ الناشر: طبعة مجلس دائرة المعارف العثمانیة - بحیدر آباد الدکن - الهند۔ دار إحیاء التراث العربی-بیروت)

ترجمہ: امام حماد رحمۃ اللہ علیہ، امام حکم رحمۃ اللہ علیہ (جو جلیل القدر فقیہ اور محدث ہیں) سے بھی بڑے حافظ

الحدیث تھے۔

امام سیوطی ؒ (م 911ھ) نے بھی آپ ؒ کو حفاظِ حدیث میں شمار کیا ہے۔

(طبقات الحفاظ، ص55۔ طبع: دار الکتب العلمیۃ، بیروت)

آپ ؒ نے رسول اللہ ﷺ کے خادمِ خاص حضرت انس بن مالک ؓ اور کئی جلیل القدر تابعین ؒ سے کسب علم کیا تھا، خصوصاً حضرت ابراہیم نخعی ؒ (م 96ھ) سے، جو حضرت علقمہ ؒ (م 61ھ) کے واسطہ سے حضرت علی المرتضیٰ ؓ اور حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ کی مسندِ علمی کے جانشین تھے۔

حافظ ابن عبدالبر ؒ (م 463ھ) لکھتے ہیں:

حَمَّادُ بْنُ أَبِي سُلَيْمَانَ وَهُوَ فَقِيهُ الْكُوفَةِ بَعْدَ النَّخَعِيِّ الْقَائِمُ بِفَتْوَاهَا، وَهُوَ مُعَلِّمُ أَبِي حَنِيفَةَ وَهُوَ الَّذِي قَالَ فِيهِ إِبْرَاهِيمَ النَّخَعِيِّ حِينَ قِيلَ لَهُ: «مَنْ يُسْأَلُ بَعْدَكَ؟». قَالَ: «حَمَّادٌ».

(جامع بیان العلم وفضلہ، ج2 ص1098 تحت رقم 2141۔ المؤلف: أبو عمر یوسف بن عبد الله بن محمد بن عبد البر بن عاصم النمری القرطبی (المتوفی: 463ھ)۔ الناشر: دار ابن الجوزی، المملکة العربیة السعودیة)

ترجمہ: امام حماد بن ابی سلیمان ؒ، جو امام ابراہیم نخعی ؒ کے بعد کوفہ کے فقیہ اور ان کی مسندِ فتویٰ کے جانشین ہوئے، آپ ؒ امام ابوحنیفہ ؒ کے استاذ ہیں۔ ابراہیم نخعی ؒ سے پوچھا گیا: ''آپ ؒ کے بعد ہم کس سے مسائل پوچھیں؟'' تو انہوں نے جواب دیا: ''حماد سے''۔

امام صاحب ؒ نے ویسے تو بیشمار اساتذہ سے کسبِ علم کیا، لیکن ان میں سے سب سے زیادہ جن سے علمی استفادہ کیا اور جن کی صحبت میں برسوں رہ کر علمی کمالات حاصل کیے، وہ امام حماد ؒ کی بلند پایہ شخصیت ہیں۔

حافظ ابن تیمیہ ؒ (م 728ھ) لکھتے ہیں:

وَأَمَّا أَبُو حَنِيفَةَ فَشَيْخُهُ الَّذِي اخْتَصَّ بِهِ حَمَّادُ بْنُ أَبِي سُلَيْمَانَ، وَحَمَّادٌ عَنْ

إِبْرَاهِيمَ، وَإِبْرَاهِيمُ عَنْ عَلْقَمَةَ، وَعَلْقَمَةُ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ.

(منہاج السنة النبوية في نقض كلام الشيعة القدرية، ج7 ص530۔ المؤلف: تقي الدين أبو العباس أحمد بن عبد الحليم بن عبد السلام بن عبد الله بن أبي القاسم بن محمد ابن تيمية الحراني الحنبلي الدمشقي (المتوفى: 728ھ)۔ الناشر: جامعة الإمام محمد بن سعود الإسلامية)

ترجمہ: امام ابوحنیفہ ؒ کے استاذ، جن سے آپ ؒ نے خصوصی استفادہ کیا، وہ حماد بن ابی سلیمان ؒ ہیں، اور امام حماد ؒ نے امام ابراہیم نخعی ؒ سے، ابراہیم نخعی ؒ نے امام علقمہ ؒ سے اور علقمہ ؒ نے حضرت ابن مسعود ؓ سے علم حاصل کیا۔

امام احمد بن ابراہیم اشعری قرطبی ؒ (م 555ھ) رقم طراز ہیں:

حماد بن سليمان فقيه الكوفة وكان ممكنا من فنون العلم وهو أستاذ الإمام أبي حنيفة النعمان بن ثابت.

(التعريف بالأنساب والتنويه بذوي الأحساب، ص245۔ المؤلف: أحمد بن محمد بن إبراهيم، شهاب الدين أبو الحجاج الأشعري الشافعي (المتوفى: 600ھ)

ترجمہ: امام حماد بن ابی سلیمان ؒ، جو کہ کوفہ کے فقیہ اور فنونِ علم میں ماہر تھے، آپ ؒ امام ابوحنیفہ نعمان بن ثابت ؒ کے استاذ ہیں۔

امام حماد ؒ کی مجلس میں بڑے بڑے محدثین اور فقہاء شریک ہوتے تھے، لیکن ان سب میں ان سے زیادہ استفادہ امام ابوحنیفہ ؒ نے کیا۔ چنانچہ حافظ ابن عبدالبر مالکی ؒ (م 463ھ) لکھتے ہیں:

وَقَدْ كَانَ أَبُو حَنِيفَةَ وَهُوَ أَقْعَدُ النَّاسِ بِحَمَّادٍ.

(جامع بیان العلم، ج2 ص1095 رقم 2131)

ترجمہ: امام ابوحنیفہ ؒ تمام لوگوں میں سب سے زیادہ امام حماد ؒ کے پاس بیٹھنے والے تھے۔

حافظ ذہبی ؒ (م 748ھ) نے خود امام صاحب ؒ کی زبانی نقل کیا ہے:

فصحبتہ ثمانی عشرۃ سنۃ۔ (سیر اعلام النبلاء، ج6، ص34)

ترجمہ: میں اٹھارہ سال امام حماد ؒ کی صحبت میں رہا ہوں۔

امام حماد ؒ چونکہ تمام علومِ شرعیّہ بالخصوص فقہ اور حدیث کے جامع تھے، اس لیے امام صاحب ؒ نے ان سے یہ دونوں علوم حاصل کیے۔ چنانچہ علامہ ابن الندیم ؒ (م385ھ)، امام حماد ؒ کے ترجمہ میں فرماتے ہیں:

وعنہ اخذ ابوحنیفۃ الفقہ والحدیث۔ (کتاب الفہرست، ص256)

ترجمہ: ان سے امام ابوحنیفہ ؒ نے فقہ اور حدیث دونوں کی تعلیم حاصل کی۔

امام صاحب ؒ کے شاگرد رشید امام حسن بن زیاد ؒ (م204ھ) فرماتے ہیں:

''امام ابوحنیفہ ؒ چار ہزار حدیثیں روایت کرتے تھے۔ ان میں سے دو ہزار حدیثیں امام حماد ؒ کی سند سے تھیں''۔

(مناقب ابی حنیفۃ، ص169 للکردریؒ، طبع دار الکتاب العربی، بیروت)

7 امام ابوعمرو عامر بن شراحیل شعبی ؒ (م103ھ)

امام شعبی ؒ حضرت عمر فاروق ؓ کے دورِ خلافت میں پیدا ہوئے اور آپ ؒ کو یہ شرف حاصل ہے کہ آپ ؒ نے بڑی تعداد میں صحابہ کرام ؓ کی زیارت سے اپنی آنکھوں کو منور فرمایا۔ خود فرماتے ہیں:

ادرکت خمسمائۃ من اصحاب النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم۔

(تذکرۃ الحفاظ، ج1، ص64)

ترجمہ: میں نے نبی ﷺ کے پانچ سو (500) صحابہ ؓ سے ملاقات کی ہے۔

امام موصوف نے ان پانچ سو صحابہ ؓ میں سے کئی صحابہ ؓ مثلاً خلیفہ راشد حضرت علی المرتضیٰ ؓ، حضرت عمران بن حصین ؓ، حضرت جریر بن عبداللہ ؓ، حضرت ابوہریرہ ؓ، حضرت ابن عباس ؓ، حضرت ابن عمر ؓ، ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ ؓ اور حضرت مغیرہ بن شعبہ ؓ وغیرہ سے احادیث بھی روایت کی ہیں۔

تابعین میں آپ ؒ کا مقام اتنا بلند تھا کہ آپ ''عَلَّامَۃُ التَّابِعِیْنَ'' کے لقب سے مشہور تھے۔

امام ابن سیرین ؒ (م110ھ) نے اپنے شاگرد سے فرمایا:

''امام شعبی ؒ کو لازم پکڑو، اس لیے کہ میں نے ان کو بہت سے صحابہ ؓ کی موجودگی میں فتویٰ دیتے ہوئے دیکھا ہے''۔ (تذکرۃ الحفاظ، ج1، ص64)

نیز فرماتے ہیں: ''میں جب کوفہ آیا تو امام شعبی ؒ کا بہت بڑا حلقہ تھا، حالانکہ اس وقت بڑی تعداد میں صحابہ کرام ؓ موجود تھے''۔ (تذکرۃ الحفاظ، ج1، ص65)

ایک دفعہ حضرت ابن عمر ؓ، امام شعبی ؒ کے پاس سے گزرے، تو وہ مغازی کا درس دے رہے تھے۔ حضرت ابن عمر ؓ اُن کا درس سن کر فرمانے لگے:

''میں خود ان جنگوں میں شریک رہا، لیکن ان جنگوں کے حالات کو یہ مجھ سے زیادہ یاد رکھنے اور جاننے والے ہیں''۔ (تذکرۃ الحفاظ، ج1، ص64)

امام عاصم احول ؒ (م142ھ) فرماتے ہیں:

''امام شعبی ؒ حضرت حسن بصری ؒ سے بھی زیادہ کثیر الحدیث اور عمر میں ان سے دو سال بڑے تھے''۔ (تذکرۃ الحفاظ، ج1، ص66)

نیز فرماتے ہیں:

ما رأیت احدًا اعلم بحدیث اھل الکوفۃ والبصرۃ والحجاز من الشعبی۔ (تذکرۃ الحفاظ، ج1، ص66)

ترجمہ: میں نے کوئی شخص ایسا نہیں دیکھا جو کوفہ، بصرہ اور حجاز والوں کی احادیث کو امام شعبی ؒ سے زیادہ جانتا ہو''۔

خود امام شعبی ؒ کا اپنا بیان ہے:

''مجھے جب بھی کسی نے کوئی حدیث سنائی تو وہ مجھے حفظ ہوگئی اور مجھے یہ خواہش نہیں ہوئی کہ وہ مجھ سے یہ حدیث دوبارہ بیان کرے''۔ (تذکرۃ الحفاظ، ج1، ص66)

امام شعبی ؒ، یہ وہی بزرگ ہیں جنھوں نے امام ابوحنیفہ ؒ کو تحصیلِ علم میں پوری

طرح توجہ دینے کا مشورہ دیا تھا، اور پھر امام صاحب ؒ ان ہی کی تحریک وترغیب سے تحصیلِ علم میں ہمہ تن مشغول ہوئے۔ امام صاحب ؒ نے کوفہ کے جن محدثین سے احادیث کا درس لیا، ان میں امام شعبی ؒ بھی شامل ہیں۔ بلکہ یہ صحابہ ؓ کے بعد آپ ؒ کے سب سے بڑے استاذ الحدیث شمار ہوتے ہیں۔ چنانچہ حافظ ذہبی ؒ (م 748ھ) نے امام شعبی ؒ کے ترجمہ میں امام صاحب ؒ کو بھی ان کے خصوصی تلامذہ حدیث میں شمار کیا ہے اور ساتھ لکھا ہے:

وھو اکبر شیخ لابی حنیفۃ۔ (تذکرۃ الحفاظ، ج1، ص63)

ترجمہ: یہ امام ابوحنیفہ ؒ کے سب سے بڑے شیخ ہیں۔

مشہور غیر مقلد عالم مولانا محمد ابراہیم سیالکوٹی مرحوم ؒ امام شعبی ؒ کے بارے میں لکھتے ہیں:

''مختلف فنون میں ماہر تھے۔ نہایت عقیل، عابد اور متقی اور قوی الحافظ تھے۔ صفحہ کاغذ پر نہ لکھتے تھے، بلکہ جو کچھ ہوتا صندوقِ سینہ میں محفوظ رکھتے تھے۔ امام ابوحنیفہ ؒ کے اساتذہ میں سب سے بڑے یہی ہیں''۔ (تاریخ اہلِ حدیث، ص126)

8 حضرت عطاء بن ابی رباح ؒ (م 114ھ)

حضرت عطاء ؒ بھی ایک جلیل القدر تابعی اور اپنے زمانہ میں مکہ مکرمہ کے سب سے بڑے محدث اور فقیہ تھے۔ ان کی ولادت حضرت عمر ؓ یا حضرت عثمان ؓ کے زمانۂ خلافت میں ہوئی اور انہوں نے بڑی تعداد میں اصحابِ رسول ﷺ کے جمال مبارک کی زیارت کی ہے۔ حافظ ابن کثیر ؒ (م 774ھ) لکھتے ہیں:

عَطَاءُ بْنُ أَبِي رَبَاحٍ الْفِهْرِيُّ مَوْلَاهُمْ أَبُو مُحَمَّدٍ الْمَكِّيُّ أَحَدُ كِبَارِ التَّابِعِينَ الثِّقَاتِ الرُّفَعَاءِ، يُقَالُ: إِنَّهُ أَدْرَكَ مِائَتَيْ صَحَابِيٍّ.

(البداية والنهاية، ج 13 ص 69. المؤلف: أبو الفداء إسماعيل بن عمر بن كثير القرشي البصري ثم الدمشقي (المتوفى: 774هـ). الناشر: دار هجر للطباعة

والنشر والتوزيع والإعلان)

ترجمہ: حضرت عطاء ؒ کبار تابعین اور ثقہ وبلند پایہ محدثین میں سے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ انہوں نے دوسو صحابہ ؓ کو پایا ہے۔

اسی طرح انہوں نے کئی صحابہ کرام ؓ مثلاً ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ ؓ، ام المؤمنین حضرت ام سلمہ ؓ، حضرت عبداللہ بن عباس ؓ، حضرت ابوہریرہ ؓ، حضرت ابوسعید خدری ؓ وغیرہ سے حدیث کی سماعت بھی کی ہے۔

حضرت عطاء ؒ کا علمی پایہ اس قدر بلند تھا کہ حضرت عبداللہ بن عباس ؓ فرماتے تھے: ''اے اہلِ مکہ! تم مسائل پوچھنے کے لیے میرے پاس جمع ہو جاتے ہو، حالانکہ تم میں عطاء بن ابی رباح ؒ موجود ہیں''۔

حضرت عبداللہ بن عمر ؓ ایک دفعہ مکہ مکرمہ تشریف لائے تو لوگ ان کے پاس جمع ہو گئے اور مسائل پوچھنے لگے۔ آپ ؓ نے ان سے فرمایا: ''کیا تمہارے اندر عطاء بن ابی رباح ؒ موجود نہیں ہیں کہ تم مجھ سے مسائل پوچھتے ہو؟''۔

امام ابوجعفر باقر ؒ (م 114ھ) فرماتے تھے: ''اس روئے زمین پر کوئی ایسا شخص نہیں بچا، جو حج کے مسائل کو عطاء بن ابی رباح ؒ سے زیادہ جانتا ہو''۔

خود امام ابوحنیفہ ؒ کا ارشاد ہے: ''میں نے عطاء بن ابی رباح ؒ سے افضل کوئی شخص نہیں دیکھا''۔

حافظ ذہبی ؒ (748ھ) نے ان کا شاندار ترجمہ لکھا ہے اور اس کا آغاز ''مفتی اھلِ مکۃ و محدثھم، القدوۃ العلم'' کے القاب سے کیا ہے۔

(تذکرۃ الحفاظ، ج1، ص75، 76)

مکہ مکرمہ میں حضرت عطاء ؒ کا حلقہ درس بہت مشہور تھا اور دور دور سے لوگ ان کے حلقہ میں شریک ہو کر اپنی علمی تشنگی کی سیرابی کیا کرتے تھے۔

امام صاحب ؒ بھی اپنے قیامِ مکہ کے دوران ان کے حلقہ میں شریک ہوتے رہے ہیں اور ان سے آپ ؒ نے مکہ میں ہی حدیث کا سماع بھی کیا تھا، جیسا کہ حافظ ذہبی

ؒ کے حوالہ سے آپ ماقبل پڑھ چکے ہیں۔

نیز ذہبی ؒ امام صاحب ؒ کے ترجمہ میں لکھتے ہیں:

وروی عن عطاء بن ابی رباح وھو اکبر شیخ لہ وافضلھم علی ما قال۔

(سیر اعلام النبلاء (ج6ص529)

ترجمہ: امام ابوحنیفہ ؒ نے حضرت عطاء بن ابی رباح ؒ سے روایت کی ہے اور وہ ان کے سب سے بڑے اور افضل شیخ تھے، جیسا کہ خود امام ابوحنیفہ ؒ نے فرمایا ہے۔

مولانا محمد ابراہیم سیالکوٹی ؒ لکھتے ہیں:

''اور ان (عطاء بن ابی رباح ؒ) سے محمد بن اسحاق ؒ، ابن جریج ؒ، اوزاعی ؒ اور امام ابوحنیفہ ؒ ایسے بڑے بڑے ائمہ نے روایت کی ہے۔ امام ابوحنیفہ ؒ کا قول ہے کہ میں نے عطاء ؒ سے افضل کسی کو نہیں دیکھا''۔

(تاریخ اہلِ حدیث، ص126)

حَدَّثَنَا سعيد بن سالم البصري قال: سمعت أبا حنيفة يقول: لقيت عطاء بمكة فسألته عن شيء. فَقَالَ: مِنْ أَيْنَ أَنْتَ؟ قُلْتُ: مِنْ أَهْلِ الكوفة. قال: أنت من أهل القرية الذين فرقوا دينهم وكانوا شيعا؟ قلت: "نعم!". قال: "فمن أي الأصناف أنت؟". قلت: "ممن لا يسب السلف ويؤمن بالقدر ولا يكفر أحدا بذنب". قال: فقال لي عطاء: "عرفت فالزم".

(تاریخ بغداد ج15 ص444؛ تاریخ بغداد وذیولہ ج13 ص332؛ البداية والنهاية، ج9 ص336۔ الناشر: دار إحياء التراث العربي؛ العقد الثمين في تاريخ البلد الأمين ج5 ص209؛ مكانة الإمام أبي حنيفة في الحديث ص17)

ترجمہ: حضرت امام ابوحنیفہ ؒ فرماتے ہیں: (جب (پہلی دفعہ) میں حضرت عطاء ؒ کے درس میں شریک ہوا، تو حضرت عطاء ؒ نے مجھ سے علاقے کا پوچھا۔ تو میں نے جواب دیا: ''میں کوفے کا رہنے والا ہوں''۔ حضرت عطاء ؒ فرمانے

لگے: ''آپ ؒ کا تعلق اس شہر سے ہے جس شہر والوں نے تفرقہ بازی کی اور مختلف گروہوں میں بٹ گئے''۔ امام صاحب ؒ نے کہا: ''جی ہاں''۔ حضرت عطاء ؒ نے پوچھا: ''تو پھر آپ ؒ کا ان گروہوں میں سے کس سے تعلق ہے؟''۔

میں نے عرض کیا:

''ممن لا یسب السلف و یؤمن بالقدر ولا یکفر احدًا بذنب''۔

ترجمہ: میں ان لوگوں میں سے ہوں جو سلف صالحین کی برائی نہیں کرتے، تقدیر پر ایمان لاتے ہیں اور گناہوں کی وجہ سے کسی مسلمان کو کافر نہیں کہتے۔

حضرت عطاء ؒ آپ ؒ کا یہ بہترین اور جامع مؤقف سن کر پکار اُٹھے:

''آپ نے حق پہچان لیا، اب اس کو لازم پکڑو''۔

یہ آپ ؒ کی حضرت عطاء ؒ سے پہلی ملاقات تھی۔ اس کے بعد آپ ؒ باقاعدگی سے ان کے درس میں شریک ہونے لگے۔ حضرت عطاء ؒ بھی آپ ؒ کی قابلیت اور آپ ؒ کے جذبۂ تحصیلِ علم کو دیکھ کر آپ ؒ کا بے حد احترام کرتے تھے اور آپ ؒ جب بھی ان کے درس میں آتے، تو وہ دیگر طلباء کو ہٹا کر آپ ؒ کو اپنے پاس بٹھا لیتے تھے۔ چنانچہ امام صیمری ؒ (م436ھ) نے حضرت عطاء ؒ کی مجلس کے حاضر باش حارث بن عبدالرحمٰن ؒ (م146ھ) سے ان کا بیان نقل کیا ہے:

قَالَ كُنَّا نَكُون عِنْد عَطَاء بَعْضنَا خلف بعض فَإِذا جَاءَ ابو حنيفَة أوسع لَهُ وَأَدْنَاهُ.

(أخبار أبي حنيفة وأصحابه، ص89۔ المؤلف: الحسين بن علي بن محمد بن جعفر، أبو عبد الله الصَّيْمَري الحنفي (المتوفى: 436هـ)۔ الناشر: عالم الكتب-بيروت)

ترجمہ: ہم حضرت عطاء ؒ کے حلقہ درس میں ایک دوسرے کے پیچھے صفیں بنا کر بیٹھے ہوتے تھے، جب امام ابوحنیفہ ؒ آ جاتے تو حضرت عطاء ؒ آپ ؒ کے لیے جگہ بنواتے اور اپنے پاس بٹھا لیتے تھے۔

امام موفق بن احمد مکی ؒ (م568ھ) نے تصریح کی ہے:

اکثر عن عطاء ابو حنیفة الروایة۔ (مناقب ابی حنیفہؒ ص79)

ترجمہ: امام ابوحنیفہ ؒ نے حضرت عطاء بن ابی رباح ؒ سے بکثرت حدیثیں روایت کی ہیں۔

امام اعظم ؒ کے اپنے استاذ حضرت عطاء ؒ کے ساتھ اس اتنے خاص تعلق کی وجہ سے ہی شارح بخاری حافظ ابن حجر ؒ (م 852ھ) نے آپ ؒ کو "صاحبِ عطاء بن ابی رباح ؒ" سے مُلقّب کیا ہے۔ (فتح الباری، ج3، ص742)

9 امام عمرو بن دینار مکی ؒ (م 126ھ)

یہ بھی ایک جلیل القدر تابعی اور مکہ مکرمہ کے مشہور ائمہ حدیث میں سے ہیں۔ یہ چونکہ حرم شریف میں درس حدیث دیا کرتے تھے، اس لیے "عالم الحرم" کے لقب سے مشہور ہوئے۔

انہوں نے متعدد صحابہ کرام ؓ جیسے حضرت عبداللہ بن عباس ؓ، حضرت عبداللہ بن عمر ؓ، حضرت جابر بن عبداللہ ؓ، حضرت بجالہ بن عبداللہ ؓ، حضرت انس بن مالک ؓ وغیرہ صحابہ کرام ؓ اور کئی کبار تابعین سے علم حدیث کی تحصیل کی۔

حافظ ذہبی ؒ (م 748ھ) نے ان کو حفاظِ حدیث میں شمار کیا ہے اور ان کا ترجمہ: الحافظ، الامام، عالم الحرم کے القاب سے شروع کیا ہے۔ (تذکرۃ الحفاظ، ج۱، ص۸۵)

امام شعبہ ؒ (م 160ھ) فرماتے ہیں:

"میں نے حدیث میں ان سے زیادہ اَثبت (پختہ کار) کوئی نہیں دیکھا"۔

(تذکرۃ الحفاظ، ج1، ص85)

نیز فرماتے ہیں:

"میں نے ان جیسا شخص نہیں دیکھا"۔ (تذکرۃ الحفاظ (ج1، ص85)

امام یحییٰ قطان ؒ (م 198ھ) اور امام احمد ؒ (م 241ھ) فرماتے ہیں:

"یہ امام قتادہ ؒ سے بھی اَثبت (زیادہ پختہ کار محدث) تھے"۔

(طبقات الحفاظ، ص50)

امام سفیان بن عیینہ ؒ (م 198ھ) ان کو تین دفعہ ثقہ کہہ کر ان کی زبردست توثیق کرتے ہیں اور فرماتے ہیں:

"میں نے عمرو بن دینار ؒ سے بڑا فقیہ، ان سے بڑا عالم اور ان سے بڑا حافظ الحدیث کوئی نہیں دیکھا"۔ (طبقات الحفاظ، ص50)

موصوف سے بڑے بڑے جلیل القدر ائمہ فقہ وحدیث نے روایت کی ہے جن میں امام اعظم ابوحنیفہ ؒ بھی شامل ہیں۔ چنانچہ امام سیوطی ؒ (م 911ھ) ان کے ترجمہ میں لکھتے ہیں:

وَعنهُ شُعبَة وَابن عُيَيْنَة وَأيوب وَحَمَّاد بن زيد وَأَبُو حنيفَة۔

(طبقات الحفاظ، ص50۔ المؤلف: عبد الرحمن بن أبي بكر، جلال الدين السيوطي (المتوفى: 911ھ)۔ الناشر: دار الكتب العلمية - بيروت)

ترجمہ: ان سے امام شعبہ ؒ، امام سفیان بن عیینہ ؒ، امام ایوب سختیانی ؒ، امام حماد بن زید ؒ اور امام ابوحنیفہ ؒ نے روایت کی ہے۔

امام عمرو ؒ بھی امام صاحب ؒ کا بہت احترام کیا کرتے تھے اور اپنے تمام تلامذہ میں آپ ؒ کو سب سے نمایاں حیثیت دیتے تھے۔ چنانچہ حافظ ابوعبداللہ صیمری ؒ (م 436ھ) نے بہ سند متصل محدث کبیر امام حماد بن زید ؒ (م 179ھ) سے نقل کیا ہے:

قَالَ ثَنَا حَمَّادُ بن زيد قَالَ: "كُنَّا نأتي عَمْرو بن دِينَار فيحدثنا، فَإِذا جَاءَ أَبُو حنيفَة اقبل عَلَيْهِ وَتَركنَا حَتَّى نسْأَل ابا حنيفَة ان يكلمهُ وَكَانَ يَقُول: "يَا أَبَا مُحَمَّد! حدثهمْ"۔ فيحدثنا۔ (اخبار ابی حنیفہ واصحابہ، ص80)

ترجمہ: ہم امام عمرو بن دینار ؒ کے پاس (احادیث کی سماعت کے لیے) بیٹھے ہوتے تھے، آپ ہم سے حدیثیں بیان کررہے ہوتے۔ جب امام ابوحنیفہ ؒ تشریف لے آتے تو امام عمرو ؒ اُن کی طرف متوجہ ہوجاتے اور ہمیں چھوڑ دیتے۔ ہم امام ابوحنیفہ ؒ سے کہتے کہ آپ ؒ ان سے احادیث سنانے کا کہیں۔ امام

صاحب رحمۃ اللہ علیہ جب ان سے کہتے: ''اے ابو محمد! ان سے احادیث بیان کر دیں''۔ تو تب وہ ہم کو دوبارہ احادیث سنانے کا سلسلہ شروع کرتے۔

امام حماد بن زید رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بھی انکشاف کیا ہے کہ امام عمرو بن دینار رحمۃ اللہ علیہ کی کنیت ''ابو محمد''، ہم جماعت محدثین کو سب سے پہلے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے ذریعہ سے معلوم ہوئی۔ (الجواہر المضیئۃ، ج1 ص31)

امام ابو محمد حارثی رحمۃ اللہ علیہ (م 340ھ) نے تصریح کی ہے کہ امام عمرو بن دینار رحمۃ اللہ علیہ نے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے شیوخ میں سے ہونے کے باوجود اُن سے حدیث روایت کی ہے جو کہ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی علم حدیث میں عظمتِ شان کی دلیل ہے۔

(عقود الجمان، ص183)

10 امام ابو جعفر محمد بن علی باقر مدنی رحمۃ اللہ علیہ (م 114ھ)

امام باقر رحمۃ اللہ علیہ ائمہ اہلِ بیت میں سے ایک جلیل القدر بزرگ ہیں۔ ان کے والدِ گرامی حضرت زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ ہیں جو حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہ کے وہ واحد صاحبزادہ ہیں جو واقعۂ کربلا والے دن بیماری کی وجہ سے جنگ میں شریک نہ ہو سکے اور اس طرح اللہ تعالیٰ نے ان کو دشمنانِ اہلِ بیت کے ہاتھوں شہید ہونے سے بچا لیا۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِكَ۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا لقب باقر ہے۔ باقر کہتے ہیں اس شخص کو جو کسی چیز کو توڑ کر اس کے اندر کی چیز (مغز) کو نکال لائے۔ چونکہ آپ رحمۃ اللہ علیہ بھی علم کی باریکیوں کو خوب جانتے تھے اس لیے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو بھی باقر کہا جاتا ہے۔ (تذکرۃ الحفاظ، ج1 ص94)

کہا جاتا ہے کہ یہ لقب آپ رحمۃ اللہ علیہ کو سب سے پہلے امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے دیا تھا۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ان علمی کمالات کی وجہ سے امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ محدثین نے آپ کو مدینہ منورہ کے فقہاء تابعین میں شمار کیا ہے۔ تذکرۃ الحفاظ، ج1 ص94)

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ (م 748ھ) آپ رحمۃ اللہ علیہ کو حفاظِ حدیث میں شمار کرتے ہوئے آپ

رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمے کا آغاز: الامام، الثبت اور ''اَحَدُ الْاَعْلَامِ'' کے القاب سے کرتے ہیں۔ (تذکرۃ الحفاظ، ج1 ص94)

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث کی سماعت متعدد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مثلاً حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ، حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ وغیرہ اور اپنے والد حضرت زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ اور کئی دیگر جلیل القدر تابعین سے کی ہے، جب کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ سے کئی نامور محدثین نے حدیث کا سماع کیا، جن میں سے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ بھی ہیں۔

حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ (م 911ھ) ان کے ترجمہ میں لکھتے ہیں:

وعنه ابنه جعفر الصادق، وعطاء و ابن جريج و ابوحنيفة والاوزاعي والزهري وخلق۔ (طبقات الحفاظ، ص56)

ترجمہ: امام باقر رحمۃ اللہ علیہ سے ان کے صاحبزادے امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ، امام عطاء بن ابی رباح رحمۃ اللہ علیہ، امام ابن جریج رحمۃ اللہ علیہ، امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ، امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ، امام زہری رحمۃ اللہ علیہ اور محدثین کی ایک خلقت نے روایت کی۔

امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی جب پہلی دفعہ امام باقر رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات ہوئی تو چونکہ بعض شر پسندوں نے ان کے کان امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے خلاف بھرے ہوئے تھے کہ یہ شخص قرآن و سنت کے مقابلے میں رائے اور قیاس سے کام لیتا ہے، اس لیے انہوں نے امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا: ''تم میرے نانا (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور ان کی احادیث کی مخالفت قیاس کے ذریعہ سے کرتے ہو''۔

امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: ''اللہ کی پناہ! میں ایسا کیسے کر سکتا ہوں؟ آپ رحمۃ اللہ علیہ تشریف رکھیں، کیونکہ آپ رحمۃ اللہ علیہ ہمارے نزدیک ایسے ہی قابلِ احترام ہیں جیسے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے نانا جان صحابہ رضی اللہ عنہم کی نظروں میں قابلِ احترام تھے''۔ جب امام باقر رحمۃ اللہ علیہ بیٹھ گئے تو امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی ان کے سامنے بڑے ادب و احترام سے دوزانو ہو کر بیٹھ گئے اور عرض کیا: ''آپ رحمۃ اللہ علیہ مجھے تین سوالوں کے جوابات عنایت فرمائیں'':

مسئلہ اولیٰ

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ: ''کیا مرد کمزور ہے یا عورت؟''۔

امام باقر رحمۃ اللہ علیہ: ''عورت''۔

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ: ''وراثت میں مرد کا حصہ کتنا ہے اور عورت کا حصہ کتنا ہے؟''۔

امام باقر رحمۃ اللہ علیہ: ''عورت کا حصہ مرد کے حصے سے آدھا ہے''۔

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ: ''اگر میں (نص کے مقابلہ میں) قیاس سے کام لیتا تو میں اس حکم کو بدل دیتا اور کہتا کہ مرد کا حصہ عورت سے آدھا ہے، کیونکہ عورت مرد سے کمزور ہے''۔

مسئلہ دوم

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ: ''نماز افضل ہے یا روزہ؟''۔

امام باقر رحمۃ اللہ علیہ: ''نماز''۔

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ: ''اگر میں قیاس سے حکم لگاتا تو کہتا کہ عورت حیض کے بعد نماز کی قضاء کرے نہ کہ روزے کی''۔

مسئلہ سوم

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ: ''بول (پیشاب) زیادہ نجس ہے یا نطفہ (منی)؟''۔

امام باقر رحمۃ اللہ علیہ: ''بول زیادہ نجس ہے''۔

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ: ''اگر میں قیاس کرتا تو میں نطفہ کی بجائے بول سے غسل واجب ہونے کا فتویٰ دیتا''۔

پھر امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے امام باقر رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کیا: ''معاذ اللہ! میری کیا مجال کہ میں حدیث کے مقابلے میں کوئی بات بھی زبان پر لاؤں؟ میں تو حدیث کی پیروی کرتا ہوں''۔

امام باقر رحمۃ اللہ علیہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی اس گفتگو سے اس قدر خوش ہوئے کہ اپنی جگہ سے اٹھے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کی پیشانی کو چوم لیا۔ (مناقب ابی حنیفہ، ص143، للمکیؒ؛ عقود الجمان)

اس ملاقات کے بعد امام باقر رحمۃ اللہ علیہ کی آپ رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں ساری غلط فہمی دور ہو

گئی اور پھر آپ رحمۃ اللہ علیہ جب بھی ان کے پاس استفادہ کے لیے حاضر ہوتے، وہ آپ رحمۃ اللہ علیہ سے بہت اکرام سے پیش آتے اور غیوبت میں بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کی تعریف کرتے۔

چنانچہ علامہ ابن عبدالبر مالکی رحمۃ اللہ علیہ (م 463ھ) نے اپنی سند کے ساتھ امام ابوحمزہ ثمالی رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے:

''ہم ابوجعفر باقر رحمۃ اللہ علیہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ان کے پاس چند مسائل کی تحقیق کے لیے حاضر ہوئے۔ امام باقر رحمۃ اللہ علیہ نے ان کے سوالات کے جوابات دیے اور جب امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اٹھ کر چلے گئے تو امام باقر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

فَقَالَ لَنَا أَبُو جَعْفَرٍ: "مَا أَحْسَنَ هَدْيَهُ وَسَمْتَهُ وَمَا أَكْثَرَ فِقْهَهُ".

(الانتقاء فی فضائل الثلاثة الأئمة الفقهاء مالك والشافعي وأبي حنيفة رضی الله عنهم، ص124۔ المؤلف: أبو عمر يوسف بن عبد الله بن محمد بن عبد البر بن عاصم النمري القرطبي (المتوفى: 463هـ)۔ الناشر: دار الكتب العلمية-بيروت)

ترجمہ: اس شخص کی چال ڈھال اور گفتار کیا ہی خوب اچھی ہے اور اس کی فقاہت کتنی زیادہ ہے۔

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے امام باقر رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے امام جعفر بن محمد صادق رحمۃ اللہ علیہ (م 148ھ)، جو اپنے والد کی طرح بلند پایہ محدث اور فقیہ تھے، سے بھی روایت کی ہے، جیسا کہ آپ ماقبل ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ (م 1014ھ) کے حوالے سے ملاحظہ کر چکے ہیں کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا ان سے روایت لینا ''رِوَايَةُ الْأَقْرَانِ بَعْضُهُمْ عَنِ الْبَعْضِ'' کے قبیل سے ہے۔

11 امام قتادہ بن دعامہ بصری رحمۃ اللہ علیہ (م 118ھ)

حضرت قتادہ رحمۃ اللہ علیہ بصرہ کے ایک نامور محدث اور بلند پایہ حافظ الحدیث ہیں۔ امام محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ (م 110ھ) فرماتے ہیں:

قَتَادَةُ أَحْفَظُ النَّاسِ.

ترجمہ: قتادہ رحمۃ اللہ علیہ لوگوں میں سب سے بڑے حافظ الحدیث ہیں۔

امام احمد بن حنبلؒ (م 241ھ) فرماتے ہیں:

''تمام اہلِ بصرہ میں قتادہؒ سب سے بڑے حافظ الحدیث تھے اور ان کے حافظہ کا یہ حال تھا کہ انہوں نے جو بات بھی سنی، اس کو یاد کرلیا۔ ان پر حضرت جابرؓ کا صحیفہ صرف ایک دفعہ پڑھا گیا تو اس کو انہوں نے اسی وقت حفظ کرلیا''۔

حضرت بکر بن عبداللہ مدنیؒ (م 106ھ) فرماتے ہیں:

''جس آدمی کے لیے یہ بات باعثِ مسرت ہو کہ وہ دنیا کے سب سے بڑے حافظ الحدیث کو دیکھے تو وہ قتادہؒ کو دیکھ لے''۔

امام عمرو بن عبداللہؒ نے امام قتادہؒ کے حافظہ کی ایک مثال ذکر کی ہے کہ قتادہؒ جب تابعی کبیر حضرت سعید بن المسیبؒ کی خدمت میں استفادہ کے لیے حاضر ہوئے، تو کئی دن ان کے پاس رہ کر ان سے احادیث سنتے رہے اور چونکہ دورانِ سماعت یہ ان سے بہت سوال کیا کرتے تھے۔ اس لیے ایک دن حضرت سعید بن المسیبؒ نے قتادہؒ سے فرمایا:

''تم نے مجھ سے جو کچھ سنا ہے اس میں سے کچھ تم کو یاد بھی ہے؟''۔

امام قتادہؒ نے جواب دیا: ''آپؒ نے اب تک جتنی مجھے احادیث سنائی ہیں وہ سب مجھے یاد ہیں''۔ اور پھر وہ سب احادیث بعینہٖ اسی طرح سنا دیں جس طرح کہ حضرت سعیدؒ نے ان سے بیان کی تھیں۔ حضرت سعیدؒ، قتادہؒ کی اس قوتِ حافظہ کو دیکھ کر حیران رہ گئے اور فرمانے لگے: ''میرے تو وہم وگمان میں بھی نہیں تھا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے جیسے لوگ بھی دنیا میں پیدا کیے ہیں''۔

امام سفیان ثوریؒ (م 161ھ) فرمایا کرتے تھے:

''کیا قتادہؒ جیسے بھی دنیا میں لوگ ہیں؟''۔

حافظ ذہبیؒ (م 748ھ) لکھتے ہیں:

ومع حفظ قتادة وعلمه بالحديث كان رأسا فى العربية واللغة وأيام العرب والنسب۔ (تذکرۃ الحفاظ، ج1، ص92، 93)

ترجمہ امام قتادہؒ حدیث کے حافظ اور عالم ہونے کے ساتھ ساتھ عربی، لغت، ایامِ عرب (تاریخ) اور نسب میں بھی سرخیل تھے۔

امام قتادہؒ نے صحابہ کرامؓ میں سے حضرت عبداللہ بن سرجسؓ، حضرت انس بن مالکؓ، حضرت ابوالطفیلؓ، حضرت صفیہ بنت شیبہؓ اور تابعین میں سے حضرت سعید المسیبؒ، حضرت عکرمہؒ، حضرت ابن سیرینؒ اور حضرت حسن بصریؒ وغیرہ جبالِ علم سے حدیث کا سماع کیا۔ جب کہ خود ان سے حدیث کی سماعت کرنے والوں میں ائمہ حدیث کی ایک بڑی تعداد شامل ہے۔ امام ابوحنیفہؒ نے بھی بصرہ میں ان سے حدیث کا سماع کیا تھا اور آپؒ ان کے خاص تلامذۂ حدیث میں شمار ہوتے ہیں۔ چنانچہ امام سیوطیؒ (م 911ھ) نے امام قتادہؒ کے تلامذۂ حدیث میں جن آٹھ جلیل القدر ائمہ (ایوب سختیانیؒ، شعبہؒ، اوزاعیؒ وغیرہ) کے اسماء لکھے ہیں، ان میں سب سے پہلے انہوں نے امام ابوحنیفہؒ کے اسمِ گرامی کو ذکر کیا ہے۔ (طبقات الحفاظ ص54)

12 امام محمد بن مسلم بن شہاب زہریؒ (م 124ھ)

امام زہریؒ کی شخصیت علمِ حدیث میں کسی تعارف کی محتاج نہیں ہے۔ یہ وہی بزرگ ہیں جنہوں نے خلیفہ راشد حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ (م 102ھ) کے حکم سے علمِ حدیث کو مدوّن کیا تھا۔

حضرت عمر بن العزیزؒ فرماتے تھے:

''سنتِ ماضیہ کو امام زہریؒ سے زیادہ جاننے والا آج کوئی نہیں ہے''۔

امام مالکؒ فرماتے ہیں: ''ابن شہاب زہریؒ کی نظیر پوری دنیا میں نہیں ہے''۔

فقیہ التابعین امام ایوب سختیانیؒ (م 131ھ) فرماتے ہیں:

''میں نے ان سے بڑا عالم کوئی نہیں دیکھا''۔

امام ذہبیؒ (م 748ھ) ان کو ''اَعْلَمُ الْحُفَّاظ'' (حفاظِ حدیث میں سب سے

بڑے عالم) قرار دیتے ہیں۔

امام زہری رحمۃ اللہ علیہ کا حافظہ بھی بہت قوی تھا، چنانچہ صرف اَسی (80) دن میں انہوں نے پورا قرآن حفظ کرلیا تھا۔

ایک دفعہ خلیفہ ہشام بن عبدالملک رحمۃ اللہ علیہ (م 125ھ) نے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے اپنے بیٹے کے لیے کچھ احادیث لکھوانے کی درخواست کی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو چارسو احادیث زبانی لکھوادیں۔ ایک ماہ کے بعد جب خلیفہ کی آپ رحمۃ اللہ علیہ سے دوبارہ ملاقات ہوئی تو اس نے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے کہا: ''وہ کتاب جس میں میرے بیٹے نے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے چارسو حدیثیں لکھی تھیں، گم ہوگئی ہے۔ لہٰذا آپ رحمۃ اللہ علیہ دوبارہ وہی احادیث لکھوادیں''۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے دوبارہ وہی چارسو احادیث اس کو اِملا کرائیں۔ جب اس تحریر کا پہلی تحریر سے مقابلہ کیا گیا تو ایک حرف کا بھی فرق نہ نکلا۔ (تذکرۃ الحفاظ، ج1، ص83-85)

امام زہری رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 50ھ میں ہوئی اور یہ صغار صحابہ رضی اللہ عنہم کا زمانہ تھا۔ اس لیے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو ان میں سے متعدد حضرات، جیسے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ، حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ، حضرت انس رضی اللہ عنہ، حضرت جابر رضی اللہ عنہ، حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ، حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ وغیرہ سے احادیث سننے کا شرف حاصل ہوا۔ اسی طرح بڑی تعداد میں کبار تابعین سے بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ نے احادیث کا سماع کیا۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ سے حدیث کی سماعت کرنے والوں میں ائمہ حدیث کی ایک بہت بڑی تعداد ہے، جن میں بڑے بڑے جلیل القدر تابعین رحمۃ اللہ علیہم، جیسے خلیفہ راشد حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ، حضرت عطاء بن ابی رباح رحمۃ اللہ علیہ، حضرت یحییٰ بن سعید انصاری رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ بھی شامل ہیں۔

امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ (م 911ھ) ان کے ترجمہ میں لکھتے ہیں:

وعنه ابوحنيفة ومالك وعطاء بن ابى رباح وعمر بن عبدالعزيز وهما من شيوخه وابن عيينة والليث والاوزاعى وابن جريج وخلق.

(طبقات الحفاظ، ص50)

ترجمہ: امام زہری رحمۃ اللہ علیہ سے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ، امام مالک رحمۃ اللہ علیہ، امام عطاء بن ابی رباح رحمۃ اللہ علیہ، حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ، اور یہ دونوں امام زہری رحمۃ اللہ علیہ کے شیوخ میں سے ہیں، روایت کرتے ہیں۔ نیز ان سے امام سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ، امام لیث بن سعد رحمۃ اللہ علیہ، امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ، امام ابن جریج رحمۃ اللہ علیہ اور محدثین کی ایک خلقت نے بھی روایت کی ہے۔

یہاں بھی امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو امام زہری رحمۃ اللہ علیہ کے خصوصی تلامذہ میں سرِفہرست ذکر کیا ہے، جو کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی جلالت قدر اور بلند مرتبت کی بیّن دلیل ہے۔

13 امام نافع رحمۃ اللہ علیہ مولیٰ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ (م 117ھ)

یہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام ہونے کی وجہ سے ''مولیٰ ابن عمر رضی اللہ عنہ'' کہلاتے ہیں، نیز یہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کے مایہ ناز شاگرد اور ان کے علوم کے ترجمان ہیں۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی نظر میں ان کا مقام اتنا بلند تھا کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے تھے: ''اللہ تعالیٰ نے نافع رحمۃ اللہ علیہ کی وجہ سے ہم پر احسان فرمایا ہے''۔

امام نافع رحمۃ اللہ علیہ کا خود اپنا بیان ہے:

''میں تیس سال حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں رہ کر علم حاصل کرتا رہا۔ جب ان کو ایک شخص ابن عامر رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے خریدنے کے لیے تیس ہزار درہم کی پیشکش کی، تو انہوں نے اس کی اس پیشکش کو ٹھکرادیا اور مجھ سے فرمایا: ''میں ڈرتا ہوں کہ یہ دراہم مجھے کسی فتنے میں مبتلا نہ کردیں اور میں تجھے کہیں بیچ نہ ڈالوں، اس لیے جا، میں نے تجھے آج سے آزاد کردیا''۔

اسی طرح حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ نے بھی بارہ ہزار درہم کے عوض ان کو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے خریدنے کی کوشش کی تھی، لیکن حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے بھی

انکار کر دیا تھا۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ محدثین فرماتے ہیں: ''اَصَحُّ الْاَسَانِیْد'' (سب سے زیادہ صحیح سند) وہ ہے جو حضرت نافع رحمۃ اللہ علیہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کریں''۔ امام خلیلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''نافع رحمۃ اللہ علیہ مدینہ منورہ کے ائمہ تابعین میں سے ہیں اور ان کی روایات کے صحیح ہونے پر سب کا اتفاق ہے''۔ خلیفہ راشد حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ (م 101ھ) نے ان پر اعتماد کرتے ہوئے ان کو سنن کی تعلیم کے لیے مصر روانہ کیا تھا۔ (تذکرۃ الحفاظ، ج1، ص77؛ تہذیب التہذیب، ج5، ص606، 607)

امام نافع رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مولیٰ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کے علاوہ دیگر کئی صحابہ رضی اللہ عنہم مثلاً ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا، ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ، حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ، حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ وغیرہ سے بھی تحصیلِ احادیث کی ہے۔

امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے مدینہ منورہ میں ان سے احادیث کی سماعت کی تھی اور حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ (م 748ھ) نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مناقب میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کے جن تیرہ (13) تابعین رحمۃ اللہ علیہم اساتذۂ حدیث کے اسماء گنائے ہیں، ان میں انہوں نے امام نافع رحمۃ اللہ علیہ کو بھی گنایا ہے۔ (مناقب ابی حنیفہ وصاحبیہ، ص19، للذہبیؒ)

اسی طرح حافظ محمد بن احمد بن عبدالہادی مقدسی حنبلی رحمۃ اللہ علیہ (م 744ھ) نے بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کے جن تیرہ تابعین رحمۃ اللہ علیہم اساتذہ حدیث کے اسماء ذکر کیے ہیں، ان میں امام نافع رحمۃ اللہ علیہ کا اسمِ گرامی بھی ہے۔ (مناقب الائمۃ الاربعۃ، ص59، للمقدسیؒ)

14 امام عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ مولیٰ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ (م 107ھ)

یہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے غلام اور شاگرد ہیں۔ اور جس طرح نافع رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کے علوم کے ترجمان تھے، ایسے ہی یہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے علوم کے ترجمان سمجھے جاتے تھے۔ انہوں نے بھی برسوں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی

صحبت میں رہ کر ان سے علمِ دین حاصل کیا۔ جیسا کہ عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ خود فرماتے ہیں:

''میں نے چالیس سال تحصیلِ علم میں صرف کیے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ میرے پاؤں میں زنجیریں ڈال دیتے تھے تاکہ میں کہیں نہ جاسکوں اور ان ہی کے پاس رہ کر علم حاصل کرتا رہوں''۔

ان کو بالآخر یہ محنت اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی صحبت کام آئی اور اتنے بڑے عالم بنے کہ حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ (م 748ھ) نے لکھا ہے:

''حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی زندگی میں ہی انہوں نے فتویٰ دینا شروع کر دیا تھا''۔

حضرت ابوالشعثاء رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے:

''عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ لوگوں میں سب سے بڑے عالم ہیں''۔

تابعی کبیر حضرت سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ (م 95ھ) سے کسی نے پوچھا: ''کیا آپ رحمۃ اللہ علیہ سے بھی بڑا کوئی عالم ہے؟''۔ انہوں نے فرمایا: ''ہاں، وہ عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں''۔

علامۃ التابعین امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ (م 103ھ) فرماتے تھے:

''اس وقت روئے زمین پر عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے زیادہ قرآن کو سمجھنے والا کوئی نہیں رہا''۔

حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ جب بصرہ تشریف لے جاتے تو جب تک آپ رحمۃ اللہ علیہ بصرہ میں رہتے، امام التابعین حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ (م 110ھ) ان کے احترام میں تفسیر اور فتویٰ دینا بند کر دیتے تھے۔ (تذکرۃ الحفاظ، ج1، ص74)

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے قرآن وحدیث کا علم اپنے مولیٰ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے علاوہ دیگر کئی صحابہ رضی اللہ عنہم مثلاً: ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا، خلیفہ چہارم حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ وغیرہ سے بھی حاصل کیا۔ جبکہ ان سے علم حاصل کرنے والوں میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ، امام ایوب سختیانی رحمۃ اللہ علیہ، امام عاصم احول رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ بڑے بڑے ائمہ بھی شامل ہیں۔ امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ (م 748ھ) اور امام مقدسی رحمۃ اللہ علیہ (م 744ھ) دونوں نے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے تابعین اساتذہ حدیث میں حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ کو بھی شمار کیا ہے۔

(مناقب ابی حنیفۃ وصاحبیہ، ص11؛ مناقب الائمۃ الاربعۃ، ص59)

نیز ذہبی رحمۃ اللہ علیہ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمہ میں ارقام فرماتے ہیں:

وسمع عطاء، ونافعا، وعکرمۃ۔ (الکاشف، 3/191)

ترجمہ: امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے عطاء بن ابی رباح رحمۃ اللہ علیہ، نافع رحمۃ اللہ علیہ مولیٰ ابن عمر رضی اللہ عنہ اور عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ مولیٰ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے احادیث کا سماع کیا تھا۔

15 امام ہشام بن عروہ رحمۃ اللہ علیہ (م 146ھ)

امام ہشام رحمۃ اللہ علیہ حضرت عروہ رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے ہیں، جو کہ خود مشہور صحابی حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے، امیر المؤمنین حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے بھائی، ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے بھانجے اور خلیفۃ النبی بلا فصل حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے نواسے تھے۔

حضرت ہشام رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی زیارت کی تھی اور انہوں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے سر پر دستِ شفقت پھیرا تھا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کو دعا دی تھی۔ اسی طرح انہوں نے حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ، حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی بھی زیارت کی تھی اور اپنے چچا حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ اور اپنے والد حضرت عروہ رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر کئی کبار تابعین رحمہم اللہ سے بھی حدیث کی سماعت کا شرف حاصل کیا۔

امام وہب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''یہ امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ اور امام ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ کی طرح تھے''۔

امام محمد بن سعد رحمۃ اللہ علیہ (م 230ھ) فرماتے ہیں:

''ہشام ثقہ، ثبت (پختہ)، کثیر الحدیث اور حدیث میں حجۃ تھے''۔

امام ابوحاتم رازی رحمۃ اللہ علیہ (م 277ھ) فرماتے ہیں:

''یہ ثقہ اور ''امام فی الحدیث'' تھے''۔

امام علی بن مدینی رحمۃ اللہ علیہ (م 204ھ) فرماتے ہیں:

''انہوں نے چار ہزار حدیثیں روایت کی ہیں''۔

حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ (م 354ھ) ان کو ''کتاب الثقات'' میں ذکر کرتے ہیں اور فرماتے ہیں: ''یہ متقن (پختہ کار محدث)، پرہیزگار، فاضل اور حافظ الحدیث تھے''۔

امام عجلی رحمۃ اللہ علیہ، امام ابن شاہین رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ محدثین بھی ان کی توثیق کرتے ہیں۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ (م 748ھ) ان کو: الامام، الحافظ اور الحجۃ کے القاب سے یاد کرتے ہیں۔ (تذکرۃ الحفاظ، ج1، ص108، 109؛ تہذیب التہذیب، ج6، ص35، 36)

ان کے تلامذہ حدیث میں بڑے بڑے ائمہ حدیث وفقہ بھی شامل ہیں۔ امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ (م 911ھ) نے ان کے ترجمہ میں ان کے سات خصوصی تلامذہ میں امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کو سرِ فہرست ذکر کیا ہے، چنانچہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

وعنہ ابوحنیفۃ ومالك وشعبۃ والسفیانان والحمادان وخلق۔

(طبقات الحفاظ، ص69)

ترجمہ: امام ہشام بن عروہ رحمۃ اللہ علیہ سے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ، امام مالک رحمۃ اللہ علیہ، امام شعبہ رحمۃ اللہ علیہ، امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ، امام سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ، امام حماد بن زید رحمۃ اللہ علیہ، امام حماد بن سلمہ رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر بہت سے محدثین نے روایت کی ہے۔

باب5

امام اعظم ؒ کا سلسلۂ درس وتدریس

امام صاحب ؒ نے اپنی زندگی کا ایک مُعتَدبِہ حصہ درس وتدریس میں صَرف کیا، اور دنیا میں آپ ؒ کو جوشہرتِ عام حاصل ہوئی، اس کا ایک سبب آپ ؒ کا یہ سلسلۂ درس وتدریس بھی ہے۔ آپ ؒ نے تدریس کا باقاعدہ آغاز اُس وقت کیا جب آپ ؒ کے استاذِ مکرم اور حضرت ابراہیم نخعی ؒ (م 96ھ) کے علمی جانشین امام حماد بن ابی سلیمان ؒ (م 120ھ) کا انتقال ہوا، اور ان کے تلامذہ نے اپنے استاذ کی مسند کو آباد رکھنے کے لیے ان کے جانشین کی تلاش شروع کی۔ چنانچہ سب سے پہلے انہوں نے امام حماد ؒ کے صاحبزادے کو اپنے والد کی مسندِ درس پر بٹھایا۔ لیکن چونکہ ان پرنحو وادب کا غلبہ تھا، اس لیے وہ اپنے والد کے سلسلۂ تدریس کو کامیابی سے نہیں چلا سکے، اور جلد ہی اس سے کنارہ کش ہوگئے۔ اس کے بعد امام حماد ؒ کے ایک شاگرد موسیٰ بن ابی کثیر ؒ کو یہ ذمہ داری سونپی گئی۔ وہ اگرچہ فقہ میں زیادہ ماہر نہیں تھے لیکن چونکہ انہوں نے بڑے بڑے مشائخ کی صحبت اٹھائی تھی، اس لیے لوگوں پر اُن کا ایک اثر تھا۔ مگر جب وہ حج کے لیے چلے گئے، تو یہ مسند پھر خالی ہوگئی اور امام حماد ؒ کے چند نامور تلامذہ کو ان کی جگہ لینے کے لیے کہا گیا۔ لیکن ان میں سے کوئی بھی اس بہت بڑی ذمہ داری کو سنبھالنے کے لیے آمادہ نہیں ہوا۔ اس پر امام حماد ؒ کے تلامذہ نے آپس میں مشورہ کر کے امام اعظم ؒ کو یہ ذمہ داری سونپنے کا فیصلہ کیا،

اور کہا:

”یہ خزاز (ریشم فروش) اگرچہ نوعمر ہے لیکن علم کی اچھی معرفت رکھتا ہے۔ لہٰذا اسے اپنے استاذ کی مسند پر بٹھاؤ“۔

چنانچہ ان سب نے آپ ؒ کو مسند درس سنبھالنے کی دعوت دی، تو آپ ؒ نے ان کے پرزور مطالبہ پر ان کی یہ دعوت قبول کرلی اور اپنے استاذ کی مسند علمی پر جلوہ فگن ہوئے اور ان ہی کے طرز پر تدریس کا آغاز کیا۔

آپ ؒ نے جب درس دینا شروع کیا، تو اوّل اوّل آپ ؒ کے درس میں صرف امام حماد ؒ کے تلامذہ ہی شریک ہوتے تھے۔ لیکن اس کے بعد آپ ؒ کا حلقۂ تدریس پھیلتا گیا اور کوفہ کے بڑے بڑے علماء امام ابویوسف ؒ، امام اسد بن عمرو ؒ، قاسم بن معن ؒ، زفر بن ہذیل ؒ وغیرہ بھی آپ ؒ کے حلقہ میں شامل ہو گئے اور آپ ؒ کے درس کو وہ شہرت ملی کہ کوفہ میں آپ ؒ کا حلقہ دیگر تمام درسی حلقوں سے بڑا ہوگیا اور اُمراء آپ ؒ کے محتاج ہوگئے اور خلفاء میں آپ ؒ کے تذکرے ہونے لگے۔

(مناقب ابی حنیفۃ، ص64، 65، للمکیؒ؛ عقود الجمان، ص168، 169، للصالحیؒ)

1 درس کی شہرت اور سلسلۂ تلمذ کی وسعت

آپ ؒ کے طریقۂ تدریس کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے اتنی قبولیت عطا فرمائی کہ تھوڑے ہی عرصہ میں آپ ؒ کے درس کا شہرہ کوفہ کی حدود سے نکل کر پوری دنیا میں پھیل گیا اور پورے اطرافِ عالم سے طالبانِ علم آ کر آپ ؒ کے درس میں شریک ہونے لگے اور آپ ؒ کے چشمۂ علم سے اپنے آپ ؒ کو سیراب کرنے لگے۔

آپ ؒ سے جن لوگوں نے شرفِ تلمذ حاصل کیا، ان کا دائرہ پوری دنیا میں پھیلا ہوا تھا اور شاید ہی دنیا کا کوئی ایسا گوشہ ہو جو آپ ؒ کے سلسلۂ تلمذ سے آزاد رہا ہو۔ جن اضلاع وممالک کے طلباء آپ ؒ کے درس میں شریک رہے، اُن سب کا احاطہ تو

مشکل ہے، البتہ وہ اضلاع وممالک جو علمی اعتبار سے زیادہ مشہور تھے وہ امام حافظ الدین کردری رحمۃ اللہ علیہ (م 828ھ) اور امام محمد بن یوسف صالحی شافعی رحمۃ اللہ علیہ (م 942ھ) کی تصریح کے مطابق حسب ذیل ہیں:

(1) مکہ مکرمہ، (2) مدینہ منورہ، (3) کوفہ، (4) بصرہ، (5) واسط، (6) موصل، (7) جزیرہ، (8) رقہ، (9) نصیبین، (10) دمشق، (11) رملہ، (12) مصر، (13) یمن، (14) یمامہ، (15) بحرین، (16) بغداد، (17) اہواز، (18) کرمان، (19) اصبہان، (20) حلوان، (21) استراباد، (22) ہمدان، (23) نہاوند، (24) رے، (25) قومس، (26) دامغان، (27) طبرستان، (28) جرجان، (29) نیساپور، (30) سرخس، (31) نسا، (32) مرو، (33) بخارا، (34) سمرقند، (35) کیش، (36) صغانیان، (37) ترمذ، (38) بلخ، (39) ہرات، (40) قہستان، (41) سجستان، (42) رم، (43) خوارزم۔

(مناقب ابی حنیفۃ للکردریؒ، ص 497-518؛ عقود الجمان، ص 88، 89)

غرض خلیفۂ وقت کی حدودِ مملکت آپ رحمۃ اللہ علیہ کے حلقہ تلمذ کی حدود سے زیادہ وسیع نہ تھیں۔

2 حجاز میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کے درس کی مقبولیت

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے درس کی شہرت اس قدر پھیل گئی تھی کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ جہاں جاتے آپ رحمۃ اللہ علیہ کا حلقہ درس قائم ہوجاتا اور ہزاروں لوگ استفادہ کے لیے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس جمع ہو جاتے تھے، خصوصاً جب آپ رحمۃ اللہ علیہ نے حج وعمرہ کے لیے مکہ مکرمہ کی طرف سفر کیے یا جتنا عرصہ آپ رحمۃ اللہ علیہ وہاں مستقل قیام پذیر رہے، اس عرصہ میں ایک تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے وہاں کے محدثین وفقہاء سے استفادہ کیا۔ دوسرا آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنا حلقۂ درس بھی وہاں قائم رکھا، جس کو بڑی شہرت ملی اور بڑے بڑے ائمہ حدیث نے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے یہیں مکہ میں کسب علم کیا۔

امام لیث بن سعد رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۷۵ھ)، جو اہلِ مصر کے امام اور امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ارشد تلامذہ میں سے ہیں، انہوں نے مکہ مکرمہ میں ہی آپ رحمۃ اللہ علیہ سے استفادہ کیا تھا۔ چنانچہ وہ آپ رحمۃ اللہ علیہ سے اپنی پہلی ملاقات کا قصہ سناتے ہوئے فرماتے ہیں:

قَالَ اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ: "كُنْتُ أَسْمَعُ بِذِكْرِ أَبِي حَنِيفَةَ، فَأَتَمَنَّى أَنْ أَرَاهُ، فَإِنِّي لَبِمَكَّةَ إِذْ رَأَيْتُ النَّاسَ مُتَقَصِّفِينَ عَلَى رَجُلٍ، فَسَمِعْتُ رَجُلًا، يَقُولُ: "يَا أَبَا حَنِيفَةَ". فَقُلْتُ: "إِنَّهُ هُوَ".

(مناقب ابی حنیفۃ وصاحبیہ، ص 36، للذہبیؒ؛ الانتقاء فی فضائل الثلاثۃ الأئمۃ الفقہاء مالك والشافعي وأبي حنيفة، ص 154، لابن عبد البرؒ)

ترجمہ: میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی شہرت سنتا رہتا تھا اور میری بڑی خواہش تھی کہ ان سے ملاقات ہوجائے۔ حسنِ اتفاق سے میں مکہ مکرمہ میں تھا تو وہاں دیکھا کہ لوگ ایک شخص پر ٹوٹے جا رہے ہیں۔ اچانک ایک شخص مجلس سے بولا: "اے ابوحنیفہؒ!" میں سمجھ گیا کہ یہی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں"۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ (م 748ھ) اور حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ (م 852ھ) امام لیث رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق لکھتے ہیں:

حج سنة ثلاث عشرة۔ (تذکرۃ الحفاظ، ج 1 ص 165؛ تہذیب التہذیب، ج 4 ص 610)

ترجمہ: امام لیث بن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے 113ھ میں حج کیا تھا۔

اس سے معلوم ہوا کہ 113ھ تک امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے درس کی شہرت مکہ مکرمہ اور مصر تک پھیل چکی تھی۔

اسی طرح آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ایک اور شاگرد امام ابوعاصم نبیل رحمۃ اللہ علیہ (م 212ھ) مکہ میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کے درس کا اپنا چشم دید واقعہ سناتے ہوئے فرماتے ہیں:

سَمِعت أَبَا عَاصِمٍ النَّبِيل قَالَ: "كُنَّا عِنْدَ أبي حنيف بِمَكَّة فكثر عَلَيْهِ أَصْحَاب الحَدِيث وَأَصْحَاب الرَّأْيِ فَقَالَ: "أَلا رجل يذهب إِلى صَاحب الرّبع حَتّٰى يفرق عَنَّا هٰؤُلَاءِ".

(الجواهر المضية في طبقات الحنفية، ج2 ص256۔ المؤلف: عبد القادر بن محمد بن نصر الله القرشي، أبو محمد، محيي الدين الحنفي (المتوفى: 775ھ)۔ الناشر: مير محمد كتب خانه- كراتشي)

ترجمہ: ہم مکہ مکرمہ میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس موجود تھے، وہاں آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس محدثین اور فقہاء کا بہت زیادہ ہجوم ہوگیا، تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ''کیا کوئی شخص ایسا نہیں جو اہلِ خانہ کے پاس جائے اور ان کو کہہ کر ہم سے ان لوگوں کو ہٹائے''۔

امیر المؤمنین امام عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ (م 181ھ) فرماتے ہیں:

رأيت اباحنيفة جالسا في المسجد الحرام ويفتي اهل المشرق واهل المغرب والناس يومئذ ناس يعني الفقهاء الكبار وخيار الناس.

(مناقب ابی حنیفۃ، ص312، للمکیؒ)

ترجمہ: میں نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا کہ وہ مسجد حرام میں بیٹھ کر مشرق ومغرب کے لوگوں کو فتویٰ دے رہے ہیں اور اس وقت وہ لوگ بھی لوگ تھے، یعنی وہ بڑے بڑے فقہاء اور بہترین لوگ تھے۔

3 آپ رحمۃ اللہ علیہ کے درس کی کشش

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی مجلسِ درس ایسی پُرکشش تھی کہ جو شخص ایک دفعہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں آجاتا تھا، پھر وہ سب کو چھوڑ کر یہیں کا ہو کر رہ جاتا تھا۔ چنانچہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مشہور شاگرد امام زفر بن ہذیل رحمۃ اللہ علیہ (م 158ھ)، جو اصحاب الحدیث میں سے تھے اور اکثر ان کی آمد ورفت ائمۂ حدیث کی مجالس میں رہتی تھی، ایک دفعہ یہ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں چند مسائل کی تحقیق کے لیے حاضر ہوئے۔ اور یہاں آکر جب انہوں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کا انتہائی ادیبانہ اندازِ بیان اور محققانہ طرزِ استدلال دیکھا، تو آپ رحمۃ اللہ علیہ سے اتنے متاثر ہوئے کہ سب کو چھوڑ کر آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ہی ہو کر رہ گئے۔ اور پھر آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ان دس چوٹی کے تلامذہ میں شمار ہوئے، جنہوں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی فقہ سے متعلق

کتب تدوین کیں۔ (مناقب ابی حنیفۃ، ص460، للکردریؒ)

اسی طرح امام قاسم بن معن رحمۃ اللہ علیہ (م 175ھ)، جو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے ہیں، یہ اکثر امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی مجلسِ درس میں شریک رہتے تھے۔

اثر 1: قيل للقاسم ابن معن أنت ابن عبد الله بن مَسْعُودٍ: "تَرْضَى أَنْ تَكُونَ مِنْ غِلْمَانِ أَبِي حَنِيفَةَ؟". فَقَالَ: "مَا جَلَسَ النَّاسُ إِلَى أَحَدٍ أَنْفَعَ مُجَالَسَةً مِنْ أَبِي حَنِيفَةَ"، وَقَالَ لَهُ الْقَاسِمُ: "تَعَالَ مَعِي إِلَيْهِ". فَجَاءَ فَلَمَّا جَلَسَ إِلَيْهِ لَزِمَهُ، وَقَالَ: "مَا رَأَيْتُ مِثْلَ هٰذَا".

(الانتقاء في فضائل الثلاثة الأئمة الفقهاء: مالك والشافعي وأبي حنيفة رضي الله عنهم، ص134، لابن عبد البرؒ؛ التاريخ الكبير المعروف بتاريخ ابن أبي خيثمة - السفر الثالث ج3 ص156 رقم 4252؛ التاريخ الكبير المعروف بتاريخ ابن أبي خيثمة - السفر الثاني ج2 ص950 رقم 4055؛ أخبار القضاة ج3 ص176؛ أخبار أبي حنيفة وأصحابه، للصَّيْمَري، ص83؛ تاریخ بغداد ج15 ص459؛ تهذيب الكمال في أسماء الرجال ج29 ص428؛ تذهيب تهذيب الكمال في أسماء الرجال ج9 ص220؛ سیر اعلام النبلاء ج6 ص398؛ الطبقات السنية في تراجم الحنفية ج1 ص27)

ترجمہ: امام قاسم بن معن رحمۃ اللہ علیہ پر کسی نے ان پر یہ اعتراض کیا: ''آپ رحمۃ اللہ علیہ تو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے ہیں، پھر کیوں آپ رحمۃ اللہ علیہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں جاکر اُن کے غلاموں میں شمار ہونا چاہتے ہیں؟''۔ اس پر انہوں نے فرمایا:

''امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس سے زیادہ کسی کی مجلس نفع مند نہیں ہے''۔

پھر انہوں نے معترض سے فرمایا: ''میرے ساتھ چلو اور اُن کی مجلس میں تھوڑی دیر بیٹھ کر تو دیکھو؟''۔ جب وہ شخص آپ رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں آیا، تو پھر وہ شخص آپ رحمۃ اللہ علیہ ہی کا ہو کر رہ گیا۔ اور کہنے لگا:

''میں نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ جیسا شخص نہیں دیکھا''۔

4 مجلسِ درس میں روایتِ حدیث کا اہتمام

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے درس کا دستور یہ تھا کہ مجلس میں جب کوئی مسئلہ پیش ہوتا، تو آپ رحمۃ اللہ علیہ اس کو احادیثِ نبویہ کی روشنی میں حل فرماتے، اور آپ رحمۃ اللہ علیہ ان احادیث کا اپنے تلامذہ (جن میں سے ہر ایک علم حدیث میں پوری طرح مہارت رکھتا تھا) سے مذاکرہ بھی کیا کرتے تھے۔ چنانچہ حافظ ابن عبدالہادی مقدسی حنبلی رحمۃ اللہ علیہ (م 744ھ) بحوالہ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس درس کی کارروائی بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

كان ابوحنيفة اذا وردت عليه المسئلة قال: "ما عندكم فيها من الآثار". فنذكر ما عندنا ويذكر ما عنده. ثم ينظر فان كانت الآثار في احد القولين اخذ بالاكثر، وان تكافأت او تقاربت نظر فاختار۔

(مناقب الائمۃ الاربعۃ، ص68، للمقدسیؒ)

ترجمہ: امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے جب کوئی مسئلہ پیش ہوتا، تو آپ رحمۃ اللہ علیہ ہم سے فرماتے: ''اس مسئلہ میں تمہارے پاس احادیث کتنی ہیں؟''۔ جب ہم اپنی احادیث بیان کر لیتے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس جتنی احادیث ہوتیں، وہ آپ رحمۃ اللہ علیہ بیان کر دیتے، تو پھر آپ رحمۃ اللہ علیہ دیکھتے کہ جس قول کی طرف احادیث زیادہ ہیں، اس کو آپ رحمۃ اللہ علیہ لے لیتے اور دوسرے قول کو چھوڑ دیتے۔ اور اگر دونوں طرف احادیث برابر ہوتیں، تو ان میں تحقیق کرتے۔ اور جو قول تحقیق کے مطابق ہوتا اس کو اختیار کر لیتے۔

امام ابن ابی العوام رحمۃ اللہ علیہ (م 335ھ) نے بھی امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بہ سند متصل نقل کیا ہے۔ (فضائل ابی حنیفۃ، ص99)

اس کے علاوہ بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں روایت حدیث کا باقاعدہ اہتمام ہوتا تھا۔ اور طالبانِ حدیث آپ رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں آ کر آپ رحمۃ اللہ علیہ سے احادیث روایت کیا کرتے تھے۔ چنانچہ جب ائمۂ حدیث و رجال آپ رحمۃ اللہ علیہ کا تذکرہ کرتے ہیں، تو آپ رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں یہ ضرور تصریح کرتے ہیں کہ فلاں فلاں محدث نے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے

روایت لی ہے۔ یہ اس بات کی واضح دلیل ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں احادیث کی روایت کا باقاعدہ اہتمام ہوتا تھا، ورنہ بڑی تعداد میں محدثین نے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے احادیث کیسے روایت کر لی ہیں؟

5 کبار محدثین کا مشکل احادیث کے حل کے لیے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی طرف رجوع

آپ رحمۃ اللہ علیہ احادیث سے مسائل اور اُن کے رموز و نکات کے استنباط اور مشکل احادیث کی تفسیر میں بھی کامل مہارت رکھتے تھے۔ اور جب بڑے بڑے محدثین احادیث سے مسائل مستنبط کرنے سے عاجز آ جاتے، یا ان کو مشکل احادیث کی تفسیر سمجھ میں نہ آتی، تو پھر وہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی طرف ہی رجوع کرتے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ سے اپنے شبہات کی تشفی کرواتے۔ چنانچہ امام زفر بن ہذیل رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۵۸ھ) فرماتے ہیں:

كان كبراء المحدثين مثل زكريا بن ابى زائدة وعبدالملك بن ابى سليمان والليث بن ابى سليم، و مطرف بن طريف و حصين بن عبدالرحمٰن وغيرهم يختلفون الى ابى حنيفة ويسألونه عما ينوبهم من المسائل وما يشتبه عليهم من الحديث۔ (مناقب ابی حنیفۃ، ص406، للمکیؒ)

ترجمہ: بڑے بڑے محدثین، جیسے زکریا بن ابی زائدہ رحمۃ اللہ علیہ، عبدالملک بن ابی سلیمان رحمۃ اللہ علیہ، لیث بن ابی سلیم رحمۃ اللہ علیہ، مطرف بن طریف رحمۃ اللہ علیہ، حصین بن عبدالرحمن رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آتے رہتے تھے۔ اور جو مسائل ان کو درپیش ہوتے اُن کو آپ رحمۃ اللہ علیہ سے حل کرواتے، اور احادیث میں ان کو جو اشتباہ ہوتا اُس کی آپ رحمۃ اللہ علیہ سے تسلی کرواتے۔

6 آپ رحمۃ اللہ علیہ کے بعض اساتذہ کا آپ رحمۃ اللہ علیہ سے استفادہ اور روایتِ حدیث

امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی یہ بہت بڑی خوش نصیبی اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے لیے یہ بہت بڑا علمی اعزاز ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے کئی اساتذہ ومشائخ نے بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ سے استفادہ کیا، اور انہوں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے احادیث کی روایت بھی کی۔

ذیل میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ایسے چند مشہور اساتذہ سے متعلق محدثین کی تصریحات ملاحظہ کریں۔

(1) امام حماد بن ابی سلیمان رحمۃ اللہ علیہ (م 120ھ)

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے سب سے زیادہ استفادہ امام حماد رحمۃ اللہ علیہ سے کیا تھا۔ پھر یہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا کتنا بڑا اعزاز ہے کہ امام حماد رحمۃ اللہ علیہ جیسے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے سب سے بڑے استاذ نے بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ سے استفادہ کیا ہے۔ چنانچہ امام عبدالقادر قرشی رحمۃ اللہ علیہ (م 775ھ) لکھتے ہیں:

ابو حنیفة تفقه بحماد ثم اخذ حماد بعد ذلك عنه۔

(الحاوی فی بیان آثار الطحاوی رحمۃ اللہ علیہ، ج 1، ص 51۔ طبع: دار الکتب العلمیہ، بیروت)

ترجمہ: امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے امام حماد رحمۃ اللہ علیہ سے فقہ حاصل کیا، پھر اس کے بعد امام حماد رحمۃ اللہ علیہ نے بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ سے اخذِ علم کیا۔

اسی طرح امام محمد بن یوسف صالحی رحمۃ اللہ علیہ (م 942ھ) اور امام حافظ الدین کردری رحمۃ اللہ علیہ (م 827ھ) نے بھی امام حماد رحمۃ اللہ علیہ کو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے حدیث اور فقہ کی روایت کرنے والوں میں شمار کیا ہے۔

(عقود الجمان، ص 108؛ مناقب ابی حنیفہ، ص 498، للکردری رحمۃ اللہ علیہ)

(2) امام سلیمان بن مہران اعمش رحمۃ اللہ علیہ (م 148ھ)

یہ مشہور محدث اور بلند پایہ حافظ الحدیث ہیں، یہ بھی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے اساتذۂ حدیث میں سے ہیں۔ لیکن اس کے باوجود یہ آپ رحمۃ اللہ علیہ سے حدیثیں روایت کرنے کے علاوہ فقہی طور پر بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ سے بہت مستفیض ہوئے۔ چنانچہ آپ رحمۃ اللہ علیہ شروع کتاب میں امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیفات کے بیان میں پڑھ چکے ہیں کہ انہوں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے اپنے لیے حج کے مسائل پر ایک کتاب لکھوائی تھی۔

نیز حافظ ابن عبدالہادی حنبلی رحمۃ اللہ علیہ (م 744ھ) نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے تذکرے میں امام اعمش رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں تصریح کی ہے کہ انہوں نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے عمر میں بڑے ہونے کے باوجود آپ رحمۃ اللہ علیہ سے روایتِ حدیث کی ہے۔

(مناقب الائمۃ الاربعۃ، ص 59، لابن عبدالہادی رحمۃ اللہ علیہ)

امام اعمش رحمۃ اللہ علیہ کے ایک شاگرد امام عبیداللہ بن عمرو رحمۃ اللہ علیہ (م 180ھ) فرماتے ہیں:

كنّا عند الاعمش وهو يسأل ابا حنيفة الحديث۔

(مناقب ابی حنیفہ، ص 139، للمکی رحمۃ اللہ علیہ)

ترجمہ: ہم اعمش رحمۃ اللہ علیہ کے پاس موجود تھے کہ وہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے ایک حدیث کے بارے میں پوچھ رہے تھے۔

(3) عالم الحرم امام عمرو بن دینار مکی رحمۃ اللہ علیہ (م 126ھ)

یہ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے اساتذۂ حدیث میں ہیں اور بہت بڑے محدث تھے، لیکن بایں ہمہ انہوں نے بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت حدیث کی۔ چنانچہ امام محمد عبداللہ حارثی المعروف بالاستاذ رحمۃ اللہ علیہ (م 340ھ) لکھتے ہیں:

لو لم يستدل على فضل الامام ابی حنيفة الا بروایة الكبار عنه كعمرو بن دينار، فانه من شيوخ ابی حنيفة و كبار العلماء۔

(عقود الجمان، ص183)

ترجمہ اگر امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی فضیلت پر کوئی اور دلیل نہ بھی ہو، تو آپ رحمۃ اللہ علیہ کی فضیلت کے لیے یہ دلیل ہی کافی ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ سے بڑے بڑے علماء نے حدیث روایت کی ہے، جیسے امام عمرو بن دینار رحمۃ اللہ علیہ، جو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے اساتذہ اور بڑے علماء میں سے ہیں۔

(4) امام قتادہ بن دعامہ بصری رحمۃ اللہ علیہ (م118ھ)

ان کا تعارف بھی آپ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے اساتذہ حدیث میں ملاحظہ کر چکے ہیں۔ یہ جلیل القدر محدث بھی امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے حدیث روایت کرنے والوں میں سے ہیں۔ چنانچہ امام محمد خوارزمی رحمۃ اللہ علیہ (م665ھ) ارقام فرماتے ہیں:

وقد روی قتادة ایضا حدیثا عن ابی حنیفة۔ (جامع المسانید ج2، ص545)

ترجمہ امام قتادہ رحمۃ اللہ علیہ نے بھی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے حدیث روایت کی ہے۔

(5) ربیعہ بن ابی عبدالرحمن مدنی الرائے رحمۃ اللہ علیہ (م136ھ)

یہ حدیث وفقہ میں امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے سب سے بڑے استاذ ہیں۔ حافظ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ (م728ھ) لکھتے ہیں:

إِنَّ مَالِكًا أَخَذَ جُلَّ الْمُوَطَّأَ عَنْ رَبِيعَةَ۔ (مجموع الفتاویٰ، ج20، ص312)

ترجمہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے مؤطا کا ایک بڑا حصہ امام ربیعہ رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کیا ہے۔

یہ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بھی استاذ الحدیث ہیں، لیکن اس کے باوجود انہوں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے حدیث کی روایت کی ہے۔ (عقود الجمان، ص111؛ مناقب ابی حنیفۃ للکردری)

نیز انہوں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے فقہ کا علم بھی حاصل کیا ہے۔ چنانچہ مورّخ کبیر علامہ ابن الندیم رحمۃ اللہ علیہ (م438ھ) ان کے ترجمہ میں لکھتے ہیں:

وعن أبی حنیفة أخذ ولکنه تقدمه فی الوفاة۔

(الفهرست، ص252۔ المؤلف: أبو الفرج محمد بن إسحاق بن محمد الوراق البغدادی المعتزلی الشیعی المعروف بابن الندیم (المتوفی: 438ھ)۔ الناشر: دار المعرفة بیروت-لبنان)

ترجمہ امام ربیعہ رحمۃ اللہ علیہ نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے فقہ حاصل کیا، لیکن وفات ان کی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے پہلے ہوئی ہے۔

7 معاصرین کا آپ رحمۃ اللہ علیہ سے استفادہ اور روایتِ حدیث

معاصرت کے بارے میں تو مشہور ہے، ''المعاصرة اصل المنافرة'' (معاصرت نفرت کی اصل اور بنیاد ہے)۔ لیکن یہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی عظمتِ شان ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے تقریباً تمام معاصرین ائمہ فقہ وحدیث نے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے علمی فائدہ اٹھایا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ سے حدیث کی روایت کی۔

ذَالِكَ فَضْلُ اللهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَآءُ۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ (م748ھ) آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مناقب میں لکھتے ہیں:

وَرَوَى عَنْهُ مِنَ الْمُحَدِّثِينَ وَالْفُقَهَاءِ عِدَّةٌ لَا يُحْصَوْنَ۔ فَمِنْ أَقْرَانِهِ: مُغِيرَةُ بْنُ مُقْسِمٍ، وَزَكَرِيَّا بْنُ أَبِي زَائِدَةَ، وَمِسْعَرُ بْنُ كِدَامٍ، وَسُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ، وَمَالِكُ بْنُ مِغْوَلٍ، وَيُونُس بْنُ أَبِي إِسْحَاقَ۔ وَمِمَّنْ بَعْدَهُمْ: زَائِدَةُ، وَشُرَيْكٌ، وَالْحَسَنُ بْنُ صَالِحٍ، وَأَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ، وَعِيسَى بْنُ يُونُسَ، وَعَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ، وَحَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ، وَجَرِيرُ بْنُ عَبْدِ الْحَمِيدِ، وَعَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ، وَأَبُو مُعَاوِيَةَ، وَوَكِيعٌ، وَالْمُحَارِبِيُّ، وَأَبُو إِسْحَاقَ الْفَزَارِيُّ، وَيَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، وإِسْحَاقُ بْنُ يُوسُفَ الأَزْرَقُ، وَالْمُعَافَى بْنُ عِمْرَانَ، وَزَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ، وَسَعْدُ بْنُ الصَّلْتِ، وَمَكِّيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، وَأَبُو عَاصِمٍ النَّبِيلُ، وَعَبْدُ الرَّزَّاقِ بْنُ هَمَّامٍ، وَحَفْصُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ السُّلَمِيُّ، وَعُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُوسَى، وَأَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْمُقْرِئُ، وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الأَنْصَارِيُّ، وَأَبُو

نُعَیْمٍ، وَهَوْذَةُ بْنُ خَلِيفَةَ، وَأَبُو أُسَامَةَ، وَأَبُو يَحْيَى الْحِمَّانِيُّ، وَابْنُ نُمَيْرٍ، وَجَعْفَرُ بْنُ عَوْنٍ، وَإِسْحَاقُ بْنُ سُلَيْمَانَ الرَّازِيُّ، وَخَلَائِقُ۔

(مناقب ابی حنیفہؒ وصاحبیہؒ ص20 للذہبیؒ)

ترجمہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے محدثین اور فقہاء میں سے اتنے لوگوں نے روایت کی ہے کہ ان کا شمار نہیں ہوسکتا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے معاصرین میں سے مغیرہ بن مقسم رحمۃ اللہ علیہ، زکریا بن ابی زائدہ رحمۃ اللہ علیہ، مسعر بن کدام رحمۃ اللہ علیہ، سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ، مالک بن مغول رحمۃ اللہ علیہ، یونس بن ابی اسحاق رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے بعد زائدہ بن قدامہ رحمۃ اللہ علیہ، شریک نخعی رحمۃ اللہ علیہ، حسن بن صالح رحمۃ اللہ علیہ اور ابوبکر بن عیاش رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے بھی حدیث روایت کی ہے۔

اسی طرح آپ کے معاصرین میں سے امام مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۷۹ھ) نے بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ سے تلمذ حاصل کیا ہے۔ چنانچہ امام ابن حجر مکی شافعی رحمۃ اللہ علیہ (م ۹۷۳ھ) امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مناقب میں لکھتے ہیں:

و تلمذ له كبار من المشائخ الائمة المجتهدين والعلماء الراسخين كالامام الجليل المجمع على جلالته وبراعته و تقدمه و زهده عبدالله بن المبارك و كالامام الليث بن سعد و كالامام مالك بن انس۔ وناهيك بهؤلاء الائمة، وكالامام مسعر بن كدام و زفر و ابي يوسف و محمد وغيرهم۔ (الخیرات الحسان، ص16۔ طبع مدنی کتب خانہ، کراچی)

ترجمہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے ائمہ مجتہدین اور علمائے راسخین میں سے بڑے بڑے مشائخ نے تلمذ حاصل کیا ہے۔ جیسا کہ امامِ جلیل عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ، کہ جن کی جلالتِ شان، فضل وکمال، برتری اور زہد وتقویٰ پر سب کا اتفاق ہے اور جیسا کہ امام لیث بن سعد رحمۃ اللہ علیہ، اور امام مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ (امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے علمی مقام کو سمجھنے کے لیے) تجھے یہی ائمہ کافی ہیں۔ نیز آپ رحمۃ اللہ علیہ سے اخذ علم کرنے والوں میں امام مسعر بن کدام رحمۃ اللہ علیہ، امام زفر بن ہذیل رحمۃ اللہ علیہ، امام ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ، امام محمد بن حسن رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے جیسے دیگر ائمۂ مجتہدین ہیں، رحمہم اللہ تعالیٰ۔

علاوہ ازیں امام شعبہ بن حجاج رحمۃ اللہ علیہ (م 160ھ)، جو علمِ حدیث و رجال کے عظیم سپوت اور ''امیر المؤمنین فی الحدیث'' کے لقب سے مشہور ہیں، نے بھی امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے روایتِ حدیث کی ہے، چنانچہ امام ابن شاہین رحمۃ اللہ علیہ (م 385ھ) نے ایک حدیث بہ سند متصل نقل کی ہے، جس میں امام شعبہ رحمۃ اللہ علیہ، امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کر رہے ہیں۔

حدیث 1: ۔حَدَّثَنَا أَيُّوبُ بْنُ يُوسُفَ بْنِ أَيُّوبَ بْنِ سُلَيْمَانَ الْمِصْرِيُّ، مِنْ كِتَابِهِ إِمْلَاءً قَالَ: حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ سَعِيدِ بْنِ مُسْلِمٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ يَعْنِي: ابْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ أَبِي حَنِيفَةَ، عَنْ حَمَّادٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "أَمَّا أَنَا فَلَا آكُلُ مُتَّكِئًا"۔

(ناسخ الحديث ومنسوخه، ص 474. المؤلف: أبو حفص عمر بن أحمد بن عثمان بن أحمد بن محمد بن أيوب بن أزداذ البغدادي المعروف بـ ابن شاهين (المتوفى: 385هـ). الناشر: مكتبة المنار- الزرقاء. الطبعة: الأولى، 1408هـ-1988م)

ترجمہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''بہر حال میں تو ٹیک لگا کر کھانا نہیں کھاتا''۔

باب 6

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے تلامذۂ حدیث وفقہ کی کثرت اوران کا فضل وکمال

آپ رحمۃ اللہ علیہ کو جیسے اساتذۂ حدیث کے لحاظ سے دیگر ائمہ رحمہم اللہ پر فوقیت حاصل ہے ایسے ہی تلامذۂ حدیث کے لحاظ سے بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کی یہ خصوصیت ہے کہ جس کثرت اور جس فضل وکمال کے لوگ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے حلقۂ تلمذ میں شامل ہوئے، ایسے تلامذہ کسی امام کو نصیب نہیں ہوئے۔

ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ۭ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ○ (المائدۃ:54)

ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ۭ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ○ (الحدید:21)

1 تلامذۂ حدیث وفقہ کی کثرت

آپ رحمۃ اللہ علیہ سے جن لوگوں نے احادیث کی روایت کی ہے، ان کی تعداد اس قدر زیادہ ہے کہ امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ (م ۷۴۸ھ) جیسے مورّخِ کبیر اور عظیم ناقد الرجال کو لکھنا پڑا:

وَرَوٰی عَنْهُ مِنَ الْمُحَدِّثِيْنَ وَالْفُقَهَاءِ عِدَّةٌ لَا يُحْصَوْنَ۔

(مناقب ابی حنیفۃ وصاحبیہ، ص20)

ترجمہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے محدثین اور فقہاء میں سے اتنے زیادہ لوگوں نے روایت کی ہے

کہ ان کو شمار نہیں کیا جاسکتا۔

نیز ذہبی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

روی عنه خلق كثير۔ (سیر اعلام النبلاء، ج٦ص٥٣٠)

ترجمہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے ایک خلقِ کثیر نے روایت کی ہے۔

ایک اور مقام پر ذہبی رحمۃ اللہ علیہ رقمطراز ہیں:

روی عنه بشر كثير۔ (سیر اعلام النبلاء ج1ص127)

ترجمہ آپ رحمۃ اللہ علیہ سے بڑی تعداد میں لوگوں نے روایت کی ہے۔

امام ابن عبدالہادی حنبلی رحمۃ اللہ علیہ (م ۷۴۴ھ) امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں لکھتے ہیں:

روی عنه خلائق كثيرون من ائمة الفقهاء و حفاظ الاثر۔

(مناقب الائمۃ الاربعۃ، ص59)

ترجمہ آپ سے ائمۂ فقہاء اور حفاظِ حدیث میں سے ایک خلق کثیر نے روایت کی ہے۔

امام عبدالقادر قرشی رحمۃ اللہ علیہ (م775ھ) فرماتے ہیں:

روی عنه الجم الغفير۔ (الجواہر المضیئۃ، ج1، ص28)

ترجمہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے ایک جمِ غفیر نے روایت کی ہے۔

مورّخ شہیر حافظ محمد بن یوسف صالحی رحمۃ اللہ علیہ (م942ھ) امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق تحریر کرتے ہیں:

واستيعاب الآخذين عن الامام ابی حنيفة متعذر لايمكن حصره۔ قال الحافظ ابو محمد الحارثی رحمه الله: "والذين رووا عنه اكثر ممن روی عن الحكم بن عتيبة، وابن ابی ليلی، وابن شبرمة، و سفيان الثوری، و شريك، و حسن بن صالح، و يحيی بن سعيد، و ربيعة بن ابی عبدالرحمٰن، ومالك بن انس، و هشام بن عروة، فی جميع اهل المدينة، وابن جريج، والاوزاعی، فی جميع اهل الشام، وايوب السختيانی، وابن

عون، وسلیمان التیمی، و ھشام الدستوائی، و سعید بن ابی عروبة، و معمر بن راشد، والشافعی، و احمد، و اسحاق وغیرھم من ائمة الاسلام"۔

(عقود الجمان، ص89، 90؛ کشف الآثار الشریفة فی مناقب الامام ابی حنیفة ص35، 36)

ترجمہ: امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے جن لوگوں نے علم حاصل کیا ان سب کو جمع اور شمار کرنا متعذر اور ناممکن ہے۔ امام حافظ ابومحمد حارثی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ جن لوگوں نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی ہے وہ ان لوگوں سے بہت زیادہ ہیں کہ جنھوں نے امام حکم بن عتیبہ رحمۃ اللہ علیہ، امام ابن ابی لیلیٰ رحمۃ اللہ علیہ، امام ابن شبرمہ رحمۃ اللہ علیہ، امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ، امام شریک نخعی رحمۃ اللہ علیہ، امام حسن بن صالح رحمۃ اللہ علیہ، امام یحییٰ بن سعید رحمۃ اللہ علیہ، امام ربیعہ بن ابی عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ، امام مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ، امام ہشام بن عروہ رحمۃ اللہ علیہ، امام ابن جریج رحمۃ اللہ علیہ، امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ، امام ایوب سختیانی رحمۃ اللہ علیہ، امام ابن عون رحمۃ اللہ علیہ، امام سلیمان تیمی رحمۃ اللہ علیہ، امام ہشام دستوائی رحمۃ اللہ علیہ، امام سعید بن ابی عروبہ رحمۃ اللہ علیہ، امام معمر بن راشد رحمۃ اللہ علیہ، امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ، امام احمد رحمۃ اللہ علیہ، امام اسحاق بن راہویہ رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ ائمہ اسلام سے روایت کی ہے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ سے جن لوگوں نے حدیث کی روایت کی ہے اُن میں سے تقریباً آٹھ سو (800) اشخاص کو امام صالحی رحمۃ اللہ علیہ (م942ھ) نے نام بنام بمع نسب گنایا ہے۔

(عقود الجمان، ص90-158)

امام حارثی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی 340ھ) نے اپنی کتاب: کشف الآثار الشریفة فی مناقب الامام ابی حنیفة رحمۃ اللہ علیہ میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے 849 شاگردوں سے روایات نقل کی ہیں۔

اسی طرح مشہور جلیل القدر محدث امام ابوالحجاج مزی رحمۃ اللہ علیہ (م742ھ) نے بھی اپنی بلند پایہ تصنیف ''تہذیب الکمال'' میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمہ میں تقریباً ایک سو مشہور محدثین رحمۃ اللہ علیہم کے اسماء کو آپ رحمۃ اللہ علیہ کے تلامذہ حدیث میں شمار کیا ہے۔

(تہذیب الکمال، ج29، ص420 تا422 رقم 6439)

ان کے علاوہ دیگر محدثین و ناقدینِ رجال نے بھی اپنی کتب میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کے تلامذۂ حدیث کی بڑی بڑی طویل فہرستیں ذکر کی ہیں۔ اور پھر آپ رحمۃ اللہ علیہ سے احادیث روایت کرنے والوں کی کثرت کا یہ عالم ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ سے ایک ایک حدیث محدثین کی پوری پوری خلقت روایت کرتی ہے۔ مثلاً امام ابو یعلیٰ خلیلی رحمۃ اللہ علیہ (م 446ھ) ایک حدیث کے بارے میں تصریح کرتے ہیں:

رَوَاهُ الْخَلْقُ عَنْ أَبِي حَنِيفَةَ۔

(الإرشاد فی معرفة علماء الحديث، ص319 رقم54۔ المؤلف: أبو يعلى الخليلي، خليل بن عبد الله بن أحمد بن إبراهيم بن الخليل القزويني (المتوفى: 446ھ)۔ الناشر: مكتبة الرشد- الرياض)

ترجمہ: اس حدیث کو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے محدثین کی ایک خلقت نے روایت کیا ہے۔

اسی طرح امام ابونعیم اصفہانی رحمۃ اللہ علیہ (م430ھ)، امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی ایک روایت کردہ حدیث کے متعلق لکھتے ہیں:

رواه جماعة عَنْ ابی حنيفة۔ (معرفة الصحابة، 4/242)

ترجمہ: اس حدیث کو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے ایک پوری جماعت نے روایت کیا ہے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی تلامذۂ حدیث کی یہ کثرت علمِ حدیث میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی عظمتِ شان و علوِ مرتبت اور محدثین میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی مقبولیت کی واضح دلیل ہے۔

موسوعہ (الموسوعه الحديثيه لمرويات الامام ابی حنيفة) کے مقدمہ میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے اُن تلامیذہ کی فہرست جنھوں نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور اُن کے اصحاب سے روایت کی ہے۔

1- الأبيض بن الأغر الكوفی 2- الأبيض بن عروة 3- الأحوص بن حكيم 4- الأخضر بن حكيم 5- الأسود بن عمر 6- أبان بن أرقم 7- أبان بن تغلب 8- أبان بن عثمان البجلی 9- أبان بن مالك 11- إبراهيم

البلخی 11-إبراهیم بن آدهم۔ 12-إبراهیم بن أیوب 13-إبراهیم
بن بکر بن خنیس 14 -إبراهیم الصائغ۔ 15-إبراهیم بن المختار
الرازی 16 - إبراهیم بن طهمان۔ 17- إبراهیم بن عبد الرحمن
الخوارزمی 18 -إبراهیم بن عمر الصنعانی 19-إبراهیم بن المغیرة۔
20۔ إبراهیم بن میمون 21-أحمد بن أبی طیبة الجرجانی 22-أحمد بن
بشر 23-أحمد بن بشیر۔ 24-آهمد بن راشد بن عمرو 25-أحمد بن محمد
بن عیسی القاضی۔ 26-أحمد بن النضر الخزان۔ 27-إدریس الأودی۔
28- أزهر بن سعد۔ 29- أسباط بن محمد القرشی۔ 30- إسحاق بن
إبراهیم قاضی سمرقند 31-إسحاق بن أبی الجعد۔ 32-إسحاق بن بشر
الخراسانی أبو حذیفة البخاری 33- إسحاق بن بشر القرشی۔ 34 -
إسحاق بن خالد مولی جریر۔ 35- إسحاق بن دینار۔ 36- إسحاق بن
الربیع۔ 37- إسحاق بن سعید بن سالم۔ 38- إسحاق بن سلیمان
الرازی۔ 39-إسحاق بن عبد الله۔40-إسحاق بن یوسف الأزرق 41-
أسد بن سعید النخعی 42- أسد بن عمرو البجلی قاضی واسط 43-
أسد بن عمرو البصری 44 - أسد بن موسیٰ 45 - إسرائیل 46-
إسماعیل بن أبان العامری 47 - إسماعیل بن إبراهیم الصائغ 48-
إسماعیل بن أبی خالد 49-إسماعیل بن أبی زیاد 50-إسماعیل بن حماد
51-إسماعیل بن عبد الملك بن أبی الصفیر 52-إسماعیل بن عمر أبو
النذر۔ 53۔ اسماعیل بن عیاش 54-إسماعیل بن مجالد 55-إسماعیل
بن ملحان 56-إسماعیل الواسطی 57-إسماعیل بن یحیی الصارفی 58-
إسماعیل بن یحیی بن عبد الله القرشی 59-إسماعیل بن یحیی بن عبید
الله 60-أشعث بن إسحاق 61-أصرم بن حوشب الهمدانی 62-إیاس
بن عبد الله السجستانی 63-أیوب بن جابر الحنفی 64-أیوب بن سوید

65-أیوب بن النعمان الأنصاری 66-أیوب بن هانئ بن أیوب الجعفی
67-أیوب بن واقد الکوفی، 68-بحر السقاء 69-بسام الصیرفی 70-
بشار بن قیراط 71-بشر بن أبی الأزهر 72-بشر بن المفضل 73-بشر
بن الولید 74-بشر بن یزید البکری 75-بشیر بن زیاد 76-بقیة بن
الولید 77-بکر بن خنیس 78-بکیر بن جعفر الجرجانی 79-بکیر بن
معروف 80-التمتام یحیی بن القاسم 81-توبة بن سعد 82-ثابت بن
مرداس الکوفی 83-ثعلبة 84-جابر بن نوح الحمانی، 85۔ الجارود بن
یزید النیسابوری 86-الجراح القهستانی 87-جریر بن حازم 88-
جریر بن عبد الحمید، 89۔جعفر بن عون الحریثی 90- جعفر بن محمد
الجریری 91-جنادة بن سلم 92-جندل بن والق 93-الحارث بن عبد
الرحمٰن الغنوی 94 - الحارث بن نبهان، 95۔ الحارث بن منصور، 96-
حاتم بن إسماعیل 97-حبان الأعرج 98-حبان بن علی 99-حجر بن
یزید، 100- حسان بن إبراهیم الکرمانی 101- حسن بن ثابت
102-الحسن بن الحسین بن عطیة العوفی 103 - الحسن بن رشید
العنبری، 104۔الحسن بن زیاد اللؤلؤی 105-الحسن بن زیاد 106-
حسن بن علوان الکلبی أخو حسین بن علوان، 107-الحسن بن عمارة،
108۔ الحسن بن عیاش، 109۔ الحسن بن الفرات، 110-الحسن بن
قتیبة، 111-احسن بن محمد الأعمش، 112-الحسن بن محمد البلخی،
113-الحسن اللؤلؤی، 114-حسین بن الحسن بن عطیة العوفی، 115-
الحسین بن سلیمان البلخی 116-حسین بن علی الجعفی، 117-حسین بن
مخارق، 118۔الحسین بن الولید، 119-الحسین بن الولید، 120-حفص
بن سلم الفزاری، 121- حفص بن سلیمان، 122- حفص بن عبد
الرحمٰن، 123- حفص بن غیاث، 124 - حفص بن میسرة الصنعانی

125- حکّام بن سَلْم الرازی، 126 ۔الحکم بن أیوب الفقیہ، 127 - الحکم بن عبداللہ الخراسانی، 128 - الحکم بن ظھیر، 129- حکیم بن زید قاضی آمل من أھل مرو 130 - حماد أبوإسماعیل، 131- حماد بن أبی سلیمان، 132 - حماد بن خالد، 133 - حماد بن الولید، 134 - حماد بن زید، 135 - حماد بن سلمة، 136 - حماد بن عمرو النصیبی، 137 ۔حماد بن عیسٰی، 138- حماد بن قیراط الخراسانی 139 - حماد بن مسعدة 140- حماد بن یحیی الابحّ، 141 - حمزة بن إسماعیل 142 - حمزة بن بھرام 143 - حمزة بن حبیب الزیات 144- حمید بن عبد الرحمن الرؤاسی، 145 - حنظلة بن أبی سفیان 146 - خارجة بن مصعب 147 - خازم بن إسحاق بن مجاھد 148- خاقان بن الحجاج أبو الحجاج الکوفی 149- خالد بن سلیمان 150 - خالد بن عامر بن عدّاس، 151- خالد العبدی، 152- خالد بن صبیح الخراسانی، 153 - خالد بن عبد اللہ الواسطی، 154 - خالد بن عبد الرحمٰن، 155 - خدیج بن معاویة، 156- خلاد بن یحیی المقرئ أبو عیسی الکوفی، 157- خلف بن خلیفة أبو أحمد، 158 - خلف بن یاسین الزیات، 159 - خویل الصفار، 160 - داود بن الجراح، 161 - داود بن الزبرقان، 162 - داود بن الزبیر، 163 - داود بن علیة، 164 - داود بن عبد الرحمٰن العطار، 165 - داود بن نصیر الطائی، 166 - داود بن المحبّر، 167 - ذواد بن علبة، 168 - راھب الکسی، 169 - رباح بن زید الصنعانی، 170 - الرکین بن الربیع، 171 - روّاد بن الجراح، 172 ۔روح بن أبی الجوشن، 173 - روح بن عبادة، 174 - زافر بن سلیمان، 175- الزبیر بن سعید بن داود، 176- زفر بن الھذیل، 177 - زکریا بن أبی العتیک، 178- زکریا بن یحیی الکوفی، 179 ۔زھیر بن معاویة، 180- زھیر بن ھنید، 181- زیاد بن حسن بن

فرات، 182 - زید بن الحباب العکلی، 183 - سابق بن عبد اللہ البربری، 184- سابق الشاعر، 185- سباع بن العلاء بن عبدة السّعدی، 186- سعد بن الصلت، 187- سعد بن سعید، 188 - سعد بن معاذ، 189- سعدان بن یحیی اللخمی الدمشقی، 190- سعدان الخراسانی، 191- سعید بن أبی إسحاق، 192- سعید بن أبی الجھم اللخمی الکوفی، 193- سعید بن أبی عروبة، 194- سعید بن الصلت البجلی 195- سعید بن حکیم أبو زید 196- سعید بن خثیم الھلالی۔ 197 - سعید بن سالم القداح، 198 - سعید بن سنان، 199- سعید بن سوید 200- سعید بن عبد العزیز 201- سعید بن عمرو بن أبی نصر السکونی، 202- سعید بن محمد، 203- سعید بن مسروق، 204- سعید بن مسلمة بن ھشام بن عبد الملک بن مروان، 205۔ سعید بن موسی السینانی الکوفی، 206- سفیان الثوری، 207- سفیان بن عمرو، 208 - سفیان بن عیینة، 209- سلام أبو المنذر، 210۔ سلام بن ابی مطیع، 211- سلام بن سلم، 212- سلم بن سالم الخراسانی، 213- سلمة بن صالح، 214- سلمة بن سنان الأنصاری الکوفی، 215- سَلْم بن محمد الباھلی، 216- سلیم بن عیسی المقرئ، 217- سلیم بن مسلم بن نافع الخشاب المکی، 218- سلمة بن صالح، 219 ۔سلیمان بن أبی کریمة، 220 - سلیمان بن عمرو النخعی، 221- سلیمان بن یزید، 222- سلیمان النخعی، 223- سنان بن ھارون البرجمی، 224- سھل بن مزاحم، 225- سھیل بن صبرة، 226- سوار بن مصعب، 227- سوید بن عبد العزیز الدمشقی، 228- سیف بن أسلم الکوفی، 229- سیف بن الحارث الکوفی، 230- سیف بن عمر، 231- سیف بن عمیرة الکوفی، 232- سیف بن محمد، 233- شبابة بن سوار، 234- شجاع بن الولید، 235-

شراحیل، 236- شریك بن عبد الله أبو عبد الله النخعي الكوني، 237- شعبة بن الحجاج، 238- شعیب بن إسحاق بن عبد الرحمٰن الأموی، 239۔ شعیب بن حرب، 240۔ شعیب بن شعیب بن إسحاق، 241- شقیق بن إبراهیم البلخی، 242- شیبة بن عبد الرحمن، 243- صالح بن بیان، 244- صالح بن عمر، 245- صالح بن محمد، 246- الصباح بن محارب التیمی، 247- الصلت بن الحجاج الکوفی، 248- الصلت بن العلاء الکوفی، 249۔ صفوان بن عیسی، 250- صفیة، 251- الضحاك بن حجوة بن الضحاك المنبجی، 252- الضحاك بن حمزة، 253- الضحاك بن مسافر، 254- ضمرة بن ربیعة، 255- طلاب بن حوشب، 256- طلحة بن إیاس، 257- عاصم بن علی، 258۔ عافیة بن یزید بن قیس الأزدی، 259- عامر بن الفرات النسوی، 260- عائذ بن حبیب بن الملاح أبو أحمد الکوفی، 261- عباد بن العوام الواسطی، 262- عباد بن جعفر، 263- عباد بن صهیب، 264- عباد بن کثیر، 265- العباس بن سالم الطائی الیمانی، 266- عبثر بن القاسم، 267- عبد الأعلی بن عبد الأعلی، 268- عبد الحارث بن خالد، 269- عبد الحکم بن میسرة، 270- عبد الحکیم بن منصور، 271- عبد الحمید الحمانی، 272- عبد الرحمٰن المسروقی، 273- عبد الرحمٰن بن الأصبغ الحضرمی، 274- عبد الرهن بن الزجاج، 275- عبد الرحمٰن بن المثنی، 276- عبد الرحمٰن بن خالد بن زیاد بن جزو، 277- عبد الرحمن بن عبد ربه الیشکری، 278- عبد الرحمٰن بن عبد الملك بن أبجر، 279- عبد الرحمٰن بن مالك بن مغول، 280- عبد الرحمن بن محمد المحاربی، 281- عبد الرحمٰن بن مسهر، 282- عبد الرحمٰن بن هانئ، 283- عبد الرحیم بن سلیمان الرازی، 284- عبد الرزاق، 285۔ عبد السلام بن حرب،

286- عبد السلام بن أبی المسلی، 287- عبد العزیز بن أبان، 288- عبد العزیز بن خالد بن زیاد الترمذی، 289- عبد العزیز بن داود بن زیاد، 290- عبد العزیز بن أبی رواد، 291۔ عبد العزیز بن مسلم، 292- عبد العظیم بن حبیب الفهری، 293- عبد الکریم بن محمد، 294- عبد الکریم بن عبد الله الجرجانی، 295- عبد الکریم بن هلال، 296- عبد الله بن بکر السهمی، 297- عبد الله العمری، 298- عبد الله بن إدریس، 299- عبد الله بن داؤد، 300- عبد الله بن الحسن، 301- عبد الله بن المبارك، 302- عبد الله بن المغیرة البغدادی، 303- عبد الله بن الولید العدنی، 304- عبد الله بن بزیع، 305- عبد الله بن بزیغ 306- عبد الله بن خالد بن زیاد، 307- عبد الله بن داؤد الخریبی، 308- عبد الله بن رجاء، 309- عبد الله بن سلیمان العبدی البغدادی، 310- عبد الله بن سوار، 311۔ عبد الله بن شبرمة، 312- عبد الله بن شداد، 313- عبد الله بن صالح بن مسلم، 314- عبد الله بن علی، 315۔ عبد الله بن عمر العمری، 316- عبد الله بن عیاش، 317- عبد الله بن محمد بن المغیرة التبعی، 318- عبد الله بن منجوف الطهوی الکوفی، 319- عبد الله بن موسی،

320- عبد الله بن میمون، 321- عبد الله بن نمیر، 322- عبد الله بن واقد الحرانی، 323- عبد الله بن واقد الهروی، 324- عبد الله بن وهب الحضرمی، 325- عبد الله بن یزید المقرئ، 326 - عبد الملك بن عبد العزیز، 327- عبد الملك بن عمیر، 328- عبد الملك بن میسرة، 329- عبد الملك بن واقد، 330- عبد الواحد بن زیاد، 331- عبد الوارث بن سعید التنوری، 332- عبد الحکم بن میسرة، 333- عبد الحکیم الواسطی، 334- عبد العزیز بن عبد الرحمن القرشی، 335- عبد العزیز

بن محمد، 336-عبد العظیم بن حبیب بن رغبان، 337-عبد المجید
بن عبد العزیز بن أبی رواد، 338-عبد الوهاب بن إبراهیم الخراسانی،
339-عبد الوهاب بن نجدة، 340-عبدة بن سلیمان، 341-عبدویه،
342-عبید العزیز بن خالد، 343-عبید العزیز بن أبی رزمة، 344-
عبید الله بن الزبیر القرشی، 345-عبید الله بن عمر، 346-عبید الله
بن عمرو، 347-عبید الله بن موسی العَبَسی، 348-عبید الله بن الولید
الوصافی الکوفی، 349-عبیدة بن حمید، 350-عتّاب بن بشیر، 351-
عتاب بن محمد بن شوذب، 352-عثمان البتّی، 353-عثمان بن دینار،
354-عثمان بن زائدة، 355-عثمان بن عبد الله، 356-عثمان بن
مقسم، 357-عدی بن الفضل، 358-عصام بن یوسفو 359-عصمة
بن الجراح الفارسی 360-عصمة بن عبد الله بن سالم الأسدی
الکوفی، 361-عطاء بن جبلة الکرمانی، 362-عفان بن سنان
الجرجانی، 363-عفان بن سیار الجرجانی القاضی، 364-عفیف بن
سالم الموصلی، 365-العلاء بن الحصین، 366-علی بن إبراهیم، 367-
علی بن أبی بکر، 368-علی بن سلیمان، 369-علی بن ظبیان، 370-علی
بن عاصم بن مرزوق، 371-علی بن عبد العزیز نهشل أبو نعیم، 372-
علی بن غراب، 373 علی بن قادم، 374-علی بن محمد، 375-علی بن
مجاهد، 376-علی بن مسهر، 377-علی بن هاشم، 378-علی بن یزید
الصدائی، 379-علی بن یونس البلخی، 380-عمار بن بزیغ، 381-عمار
بن سیف، 382-عمارة قاضی سرخس، 383-عمر بن أبی الأحوص،
384-عمر بن الرماح، 385-عمر بن القاسم بن حبیب الکوفی التمار،
386-عمر بن أیوب الموصلی، 387-عمر بن حبیب، 388-عمر بن سعد
أبو داؤد الحفری، 389-عمر بن شبیب، 390-عمر بن علی المقدمی،

391-عمر بن عمران السدوسی، 392-عمر بن محمد، 393-عمر بن
مروان، 394-عمر بن هارون، 395-عمر یعنی: ابن أبی عثمان، 396-
عمران بن عبید، 397-عمرو، 398-عمرو بن القاسم التمار، 399-عمرو
بن جمیع، 400-عمرو بن سعید، 401-عمرو بن عبد الغفار، 402-
عمرو بن عیسی، 403-عمرو بن مجمع، 404-عمرو بن محمد العنقزی أبو
سعید، 405-عون بن جعفر الضبی، 406-عون بن جعفر المعلم، 407-
عون بن جعفر المکتِّب أبو محمد، 408-عون بن العلاء بن عبد الکریم،
409-عیسی الأزرق، 410-عیسی بن خالد الأصم، 411-عیسی بن
خالد الحنظلی، 412-عبس بن راشد، 413-عیسی بن عثمان، 414-
عیسی بن ماهان، 415-عیسی بن محمد بن الحسن، 416-عیسی بن
یونس، 417-غیاث بن إبراهیم، 418-غسان بن غیلان، 419-
غورك السعدی الکوفی، 420-فرج بن بیان، 421-فرج بن فضالة،
422-الفضل بن عطیة، 423-الفضل بن موسی السینانی، 424-
فضل بن موفّق الکوفی، 425-القاسم بن الحکم العرنی، 426-القاسم
بن الحکم العونی 427-القاسم بن غصن، 428-القاسم بن غضن 429-
القاسم بن مالك المزنی 430-القاسم بن معن، 431-القاسم بن یزید
الجرمی، 432-قرّان الأسدی، 433-فزعة بن سوید، 434-قیس بن
الربیع الأسدی، 435-کادح بن رحمة الزاهد، 436-کامل بن علاء،
437-کثیر بن هشام، 438-کنانة بن جبلة، 439-اللیث بن سعد،
440-مالك بن الفدیك أبو السری، 441-مالك بن الهذیل، 442-
مبارك بن سعید الثوری، 443-مجالد، 444-محاضر بن المورع،
445-محمد بن أبان، 446-محمد بن أبی زکریا، 447-محمد بن أتش
الصنعانی، 448-محمد بن إدریس الشافعی، 449-محمد بن إسحاق، 450-

محمد بن إسماعيل بن بكير بن عتيق، 451- محمد بن الأشعث الشامي، 452- محمد بن الحسن الشيباني الكوفي، 453 - محمد بن الحسن القاضي، 454 - محمد بن الحسن المزني، 455 ـ محمد بن الحسن الهمداني، 456- محمد بن الحسن الواسطي، 457- محمد بن الحسين بن علي بن الحسين المدني، 458- محمد بن الزبرقان الأهوازي أبو همام، 459- محمد بن السماك القاص، 460 - محمد بن الصلت، 461- محمد بن الطفيل، 462- محمد بن الفضل بن عطية، 463- محمد بن الفضيل بن غزوان الضبي، 464- محمد بن القاسم الأسدي 465- محمد بن القاسم الثقفي، 466- محمد بن القرات، 467- محمد بن المختار، 468- محمد بن المغيرة التبعي، 469- محمد بن المغيرة الثقفي من آل أبي عقيل، 470- محمد بن الميسر أبو سعد الصغاني، 471- محمد بن الميسر الصغاني 472- محمد بن الهيثم بن جمار النخعي الكوفي، 473- محمد بن الهيثم بن حيّان النخعي، 474 ـ محمد بن بشر، 475- محمد بن بشر العبدي، 476- محمد بن بكير، 477- محمد بن جابر، 478- محمد بن حسان الطائي، 479- محمد بن حفص أبو هشام، 480- محمد بن حيان الانماطي، 481- محمد بن خالد الضبي، 482- محمد بن خالد الوهبي، 483- محمد بن ربيعة الكلابي، 484- محمد بن زبيد بن مذحج، 485- محمد بن زياد بن عمرو مولى جعفر، 486- محمد بن زياد بن عمرو مولى جعفي، 487- محمد بن سابق، 488- محمد بن سعيد بن سويد، 489- محمد بن سلمة الحراني، 490- محمد بن سليمان بن سليط، 491- محمد بن سويد العجلي، 492- محمد بن شجاع الخراساني، 493- محمد بن شجاع المروزي، 494ـ محمد بن صبيح بن السماك، 495- محمد بن عباد أبو عباد الهنائي، 496- محمد بن عبد الرحمٰن القشيري، 497- محمد بن عبد الله الا نصاري،

498- محمد بن عبيد الطنافسي، 499- محمد بن عبيد الله بن أبي سليمان الفزاري العرزمي، 500- محمد بن عذافر الصيرفي، 501- محمد بن عمارة، 502- محمد بن عمر الواقدي، 503ـ محمد بن الفضل بن عطية، 504- محمد بن فضيل، 505- محمل بن كثير، 506- محمد بن مروان، 507- محمد بن مروان السدي، 508- محمد بن مزاحم، 509- محمد بن مسروق الكندي الكوفي، 510- محمد بن مناذر، 511- محمد بن واصل بن سليم، 512- محمد بن يحيى الجبائي، 513- محمد بن يزيد الأنصاري، 514- محمد بن يزيد الواسطي، 515- محمد بن يعلى السلمي 516- مخلد بن الحسين، 517- مخلد بن عمر، 518- مخلد بن يزيد، 519- مرحوم بن عبد العزيز، 520- مروان بن ثوبان، 521- مروان بن سالم الجزري، 522- مروان بن شجاع، 523- مروان بن معاوية الفزاري، 524- مزاحم بن العوام، 525- مساور الوراق، 526- مسعر بن كدام، 527- مسلمة بن جعفر، 528- مسلمة بن عمرو العقيلي، 529- مسهر بن عبد الملك بن سلع، 530- المسيب بن شريك أبو سعيد التميمي الكوفي، 531- مشمعل بن ملحان، 532- مصعب بن راشد، 533- مصعب بن المقدام، 534- مصعب بن سلام التميمي، 535- مصعب بن وردان الأزدي، 536- المضارب بن عبد الله، 537- مطلب بن زياد، 538- معاذ أبو الجارود، 539ـ المعافى ابن المختار، 540 ـ المعافى بن عمران الموصلي، 541- معاوية بن عبد الله بن ميسرة، 542- معاوية بن عمّار، 543- معاوية بن هشام، 544- المعتمر بن سليمان، 545- معروف بن حسّان، 546- معمر بن الحسن الهروي، 547- المغيرة بن عبد الله، 548- المغيرة بن موسى الخوارزمي، 549- مقاتل بن الفضل، 550- مقاتل بن حيّان، 551- مكي بن إبراهيم بن الفضل، 552-

منذل بن علی، 553- المنذر، 554 - منصور بن أبی الأسود، 555 - مهران بن أبی عمر الرازی، 556- موسی بن طارق، 557- موسی بن عقیل، 558- موسی بن محمد الأنصاری۔ 559- النعمان بن عبد السلام الأصبهانی، 560 - نعیم بن عمرو القدیدی، 561 - نصر بن أبی عبد الملك 562- نصر بن أبی عبید الملك، 563- نصر بن باب، 564- نصر أبو أحمد، 565 - نصر بن حاجب، 566 - نصر بن عبد الكریم، 567- نصر بن طریف أبو جزی، 568 - النضر بن إسماعیل، 569 - النضر بن شمیل، 570- النضر بن عبد الله الأزدی، 571- النضر بن محمد، 572 - نوح بن أبی مریم، 573- نوح بن دراج بخاری قاضی بغداد، 574۔ نوح الجامع، 575- هارون بن عمران الانصاری، 576- هارون بن المغیرة الرازی، 577- هاشم بن القاسم، 578- هریم بن سفیان، 579- هشام بن ساسان الصیرفی، 580 - هشام بن عبد الله، 581- هشام بن یوسف، 582۔ هشیم بن بشیر، 583-هشیم بن هلال، 584- همام بن مسلم، 585- هوذة بن خلیفة، 586- هیاج، 587- هیاج بن بسطام، 588-هیثم بن حیان النخعی الكوفی أبو محمد، 589- الهیثم بن عدی، 590- واصل بن الربیع، 591 - الوزیر بن عبد الله الخولانی، 592 - الوسیم بن جمیل، 593- وكیع بن الجراح بن ملیح، 594 - الولید بن أبان الكوفی، 595 - الولید بن القاسم، 596 - الولید بن مسلم، 597- الولید الحلوانی، 598- الولید بن عروة، 599- الولید بن یزید الثقفی أبو عون، 600- الوضاح بن بدیل التمیمی الكوفی، 601۔ وهب بن خالد البصری، 602- وهیب بن خالد، 603- وهیب المكی، 604- یحیی بن آدم، 605- یحیی أبی صفوان، 606- یحیی بن أیوب، 607- یحیی بن زكریا بن أبی زائدة، 608- یحیی بن سعید الأموی، 609- یحیی بن سلیم

الطائفی، 610- یحیی بن الضُریس، 611- یحیی بن عبد المجید بن عبد العزیز، 612- یحیی بن عبد الملك بن أبی غنیّة، 613- یحیی بن عنبسة، 614 - یحیی بن عیسٰی، 615 - یحیی بن القاسم، 616- یحیی بن مهاجر العبدی الكوفی، 617- یحیی بن معین، 618- یحیی بن نصر بن حاجب بن عمرو القرشی، 619- یحیی بن نوح، 620- یحیی بن هاشم الغسانی، 621۔ یحیی بن یعقوب، 622- یحیی بن الیمان، 623- یزید بن زریع، 624 -یزید بن هارون، 625- یعقوب بن إبراهیم الأنصاری، 626- یعقوب بن إبراهیم أبی یوسف القاضی، 627- یعقوب بن شعیب، 628- یوسف بن أسباط، 629- یوسف بن البندار، 630- یوسف بن خالد السمتی، 631- یوسف بن زید، 632- یوسف بن میمون أبو خزیمة، 633- یوسف بن یعقوب الصنعانی، 634- یونس بن بكیر الصیرفی، 635 - یونس بن صبیح السمرقندی، 636 - أبو إبراهیم الكلبی، 637- ابو أحمد محمد بن احمد بن الغطریف، 638- أبو أسامة، 639 - أبو إسحاق إبراهیم بن عبد الصمد بن یحیی الهاشمی، 640- أبو إسحاق الفزاری، 641۔ أبو اسماعیل الخواری، 642 - أبو إسماعیل حماد بن أبی حنیفة، 643- أبو الأحوص سلام بن سلیم، 644 ۔أبو الجهم، 645 ۔أبو الخلیل الشیبانی، 646- أبو الخلیل سلم بن بالق الترمذی، 647۔ أبو العتاهیة، 648 - أبو المنذر الوراق، 649 - أبو الهذیل، 650- أبو أمی الیسع بن طلحة بن أبزوذ، 651- أبو بكر بن عیاش، 652- أبو بكر موسی بن سعید، 653 - أبو جعفر الرازی، 654 - أبو جعفر الرؤسی، 655- أبو حمزة السكری، 656 - أبو حنیفة الخوارزمی، 657- أبو خالد الأحمر سلیمان بن حیان السكری الكونی، 658- أبو خزیمة الأسدی، 659- أبو خزیة نصر بن مرداس العبدی، 660- أبو داود الحفری، 661-

أبو داود الطيالسی، 662 - أبو رجاء الهروی، 663- أبو زهير عبد الرحمٰن بن مغراء الدوسی الرازی، 664 - أبو زياد البكائیؒ، 665 - أبو سعد محمد بن الميسر الصغانی، 666- أبو سعيد، 667 - أبو سفيان النسائی، 668- أبو سهل الكوفی، 669 - أبو شهاب الحناط عبد ربه بن نافع،670- أبو شيخ ،671- أبو عاصم النبيل، 672- أبو عبد الرحمٰن الخراسانی، 673 - أبو عبد الله الخراسانی، 674 - أبو عبد الله الشيبانی المصری، 675- أبو عبد الله القرشی، 676- أبو عبد الله نصر بن عبد الملك السمرقندی، 677 - أبو عتاب، 678- أبو عصمة نوح بن أبي مريم، 679- أبو عمر الدوری، 680- ابو عمرو نعيم بن عمرو القديدی المروزی، 681- أبو عوانة، 682- أبو غانم، 683- أبو قتادة الحرانی، 684- أبو قتادة عبد الله بن واقد، 685 - أبو قرة موسى بن طارق،686- أبو قطن عمرو بن الهيثم، 687- أبو محمد بن جعفر العبسی، 688- أبو مزاحم البخاری،689- أبو مطيع الحكم بن عبد الله البلخی، 690- أبو معاذ النحوی الفضل بن خالد الباهلی، 691 - ابو معاذ خالد بن سليمان البلخی،692- أبو معاوية محمد بن خازم الضرير الكوفی، 693- أبو معروف السختيانی قاضی الرَّم ،694 - أبو مقاتل حفص بن سلم السمرقندی، 695 - أبو نزار، 696 - أبو نصير، 697- أبو نعيم الفضل بن دكين، 698- أبو هاشم محمد بن حفص، 699 - أبو هشام محمد بن حفص، 700 ـأبو همام الأهوازی، 701 - أبو يحيى، 702- أبو يحيى الحمانی، 703- أبو يحيى عبد الحميد بن بشمين الحمانی، 704- أبو يعلى العلاء بن هارون أخو يزيد بن هارون الواسطی، 705 ـأبو يوسف يعقوب بن يوسف، 706 - ابن أبي رواد، 707ـابن إدريس، 708- ابن الرماح، 709 ـابن جريج، 710- ابن عبد الرحمن أبو شهاب، 711ـابن

عيينة،712- ابن مصعب۔

(الموسوعه الحديثيه لمرويات الامام ابی حنيفه، ج1 ص153 تا203۔ جمعه واعده وعلق عليه:- العلامه المحقق الشيخ لطيف الرحمن البهرائجی القاسمی۔ الناشر: دار الكتب العلمية۔ الطبعة: الأولى 1442ھ- 2021م۔ عدد المجلدات: 18۔ عدد الصفحات: 7816)

2 تلامذۂ حدیث وفقہ کا فضل وکمال

امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے تلامذۂ حدیث کثرتِ تعداد کے علاوہ فضل وکمال میں بھی بے مثال تھے۔ چنانچہ آپ حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ (م 748ھ) اور حافظ ابن عبد الہادی حنبلی رحمۃ اللہ علیہ (م 744ھ) فرماتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے جن لوگوں نے روایت کی ہے وہ ائمۂ فقہاء ہیں یا حفاظِ حدیث ہیں۔

امام الجرح والتعدیل حافظ یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ (م 233ھ) آپ رحمۃ اللہ علیہ کے تلامذہ پر تبصرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

وَأَمَّا أَبُو حَنِيفَةَ فَقَدْ حَدَّثَ عَنْهُ قَوْمٌ صَالِحُونَ۔

(جامع بیان العلم وفضلہ، ج2، ص1082)

ترجمہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے باصلاحیت لوگوں نے روایت حدیث کی ہے۔

امام ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ (م 973ھ) شارح مشکوٰۃ لکھتے ہیں:

قال بعض الائمة لم يظهر لاحد من ائمة الاسلام المشهورين مثل ما ظهر لابی حنيفة من الاصحاب والتلاميذ ولم ينتفع العلماء و جميع الناس بمثل ما انتفعوا به وباصحابه فی تفسير الاحاديث المشتبهة والمسائل المستنبطة والنوازل والقضاء والاحكام۔ جزاهم الله خيرا۔ (الخیرات الحسان فی مناقب الامام اعظم ابی حنیفۃ النعمان، ص60۔ طبع: مدنی کتب خانہ، کراچی)

ترجمہ بعض ائمہ نے کہا ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے تلامذہ و اصحاب کی طرح مشہور ائمۂ

اسلام میں سے کسی امام کے تلامذہ ظاہر نہیں ہوئے، اور اہلِ علم و دیگر تمام لوگوں نے مشکل احادیث کی تفسیر، قرآن و سنت سے مستنبط ہونے والے مسائل، نئے آمدہ واقعات، قضاء اور احکام کے حل میں جتنا فائدہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے تلامذہ سے اٹھایا ہے، اتنا فائدہ انہوں نے کسی سے بھی نہیں اٹھایا۔ اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر نصیب فرمائے۔ آمین

مشہور مورّخ اور ادیب علامہ شبلی نعمانی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے تلامذہ کے بارے میں کیا خوب لکھا ہے:

”امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے شاگردوں پر لحاظ کرو۔ یحییٰ بن سعید قطان رحمۃ اللہ علیہ، جو فنِ جرح و تعدیل کے امام ہیں، عبدالرزاق بن ہمام رحمۃ اللہ علیہ، جن کی جامع کبیر سے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے فائدہ اٹھایا ہے، یزید بن ہارون رحمۃ اللہ علیہ، جن کے متعلق امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کہا کرتے تھے کہ حفظِ اسناد وروایت میں مَیں نے ان کا ہمسر کسی کو نہیں دیکھا۔ عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ، جو فنِ حدیث میں امیر المؤمنین تسلیم کیے گئے ہیں، یحییٰ بن زکریا بن ابی زائدہ رحمۃ اللہ علیہ کو علی بن مدینی رحمۃ اللہ علیہ (استاذ بخاری رحمۃ اللہ علیہ) منتہائے علم کہا کرتے تھے، یہ لوگ برائے نام امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد نہ تھے، بلکہ برسوں ان کے دامنِ فیض میں تعلیم پائی تھی اور اس انتساب پر ان کو فخر و ناز تھا۔ عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کہا کرتے تھے کہ اگر خدا نے ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ سے میری مدد نہ کی ہوتی تو میں ایک معمولی آدمی ہوتا۔ وکیع رحمۃ اللہ علیہ اور یحییٰ بن ابی زائدہ رحمۃ اللہ علیہ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت میں اتنی مدت رہے تھے کہ صاحب ابی حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کہلاتے تھے۔ کیا اس رتبہ کے لوگ جو خود خدمتِ حدیث وروایت کے پیشوا اور مقتدا تھے، کسی معمولی شخص کے سامنے سر جھکا سکتے تھے!“۔ (سیرت النعمان، ص108، 109)

اور پھر آپ رحمۃ اللہ علیہ کے تلامذہ کی ایک بڑی خصوصیت یہ بھی ہے کہ ان میں سے ہر ایک اپنی علمی اقلیم کا مستقل فرمان روا تھا۔ چنانچہ ایک دفعہ کسی شخص نے امام وکیع بن جراح رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۹۷ھ) سے کہہ دیا کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے فلاں مسئلہ میں غلطی کی ہے۔

اس پر انہوں نے اس کو یہ برجستہ جواب دیا:

فقال وكيع: كيف يقدرُ أبو حنيفة يُخطئ ومعه مثل أبي يوسف، وزُفر في قياسهما، ومثل يَحيى بن أبي زائدة، وحفص بن غياث، وحبان، ومندل في حفظهم الحديث، والقاسم بن معن في معرفته باللغة العربية، وداود الطائي، وفُضيل بن عياض في زهدهما وورعهما؟ من كَانَ هَؤُلَاءِ جلساؤه لم يكد يُخطئ؛ لأنه إن أخطأ ردوه.

(تاریخ بغداد ج16 ص359؛ تاریخ بغداد و ذیولہ، ج14، ص250، تذکرہ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ)

ترجمہ: امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کیسے غلطی کر سکتے تھے، حالانکہ ان کی مجلس میں ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ اور زفر بن ہذیل رحمۃ اللہ علیہ جیسے قیاس کے ماہر، یحییٰ بن ابی زائدہ رحمۃ اللہ علیہ، حفص بن غیاث رحمۃ اللہ علیہ، حبان رحمۃ اللہ علیہ اور مندل رحمۃ اللہ علیہ جیسے حفاظ حدیث، قاسم بن معن رحمۃ اللہ علیہ جیسے لغتِ عربیہ کے عالم اور داؤد طائی رحمۃ اللہ علیہ اور فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ جیسے زہد و تقویٰ کے پہاڑ موجود تھے۔ جس شخص کی مجلس میں ایسے اہلِ علم موجود ہوں وہ کیسے غلطی کر سکتا ہے؟ اور اگر اس سے کوئی غلطی ہوتی بھی، تو یہ لوگ اس کو صحیح سمت کی طرف متوجہ کر دیتے۔

حافظ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ (م 728ھ) لکھتے ہیں:

وَلِهَذَا يُقَالُ فِي أَصْحَابِ أَبِي حَنِيفَةَ: أَبُو يُوسُفَ أَعْلَمُهُمْ بِالْحَدِيثِ، وَزُفَرُ أطردهم لِلْقِيَاسِ، وَالْحَسَنُ بْنُ زِيَادٍ اللؤلؤي أَكْثَرُهُمْ تَفْرِيعًا، وَمُحَمَّدٌ أَعْلَمُهُمْ بِالْعَرَبِيَّةِ وَالْحِسَابِ۔ (مجموع الفتاویٰ، ج20، ص308)

ترجمہ: امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے تلامذہ کے بارے میں کہا گیا ہے کہ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ ان سب میں حدیث کے سب سے بڑے عالم، امام زفر رحمۃ اللہ علیہ قیاس کے سب سے بڑے ماہر، امام حسن بن زیاد رحمۃ اللہ علیہ سب سے زیادہ مسائل کی جزئیات بیان کرنے والے اور امام محمد بن حسن رحمۃ اللہ علیہ لغت، عربی اور حساب کو سب سے زیادہ جاننے والے تھے۔

3 آپ ؒ کے بعض خصوصی تلامذہ کا تعارف

امام ابوحنیفہ ؒ کے تلامذہ تو بیشمار ہیں اوران میں سے ہر ایک علم حدیث میں بلند پایہ مقام رکھتا ہے، لیکن ہم ان میں سے صرف ان بعض تلامذہ کا تعارف پیش کرتے ہیں جو آپ ؒ کے مشہور اور خصوصی تلامذہ شمار ہوتے ہیں، اور ان کے تعارف کرانے کا مقصد یہ ہے کہ قارئین پر واضح ہو جائے کہ جس شخص کے تلامذۂ علم حدیث میں اس مرتبہ کے حامل ہیں وہ خود علمِ حدیث میں کس پایہ کا ہوگا؟

ع جس چاند کا ہالہ یہ تھے وہ چاند کیا ہوگا؟

4 قاضی ابو یوسف یعقوب بن ابراہیم انصاری ؒ (م 182ھ)

امام صاحب ؒ کے تلامذہ میں علم، شہرت، جلالت ومرتبت اور دیگر کمالات کے لحاظ سے سب سے مقدم امام ابو یوسف ؒ ہیں۔

حافظ شمس الدین ذہبی ؒ (م 748ھ) آپ ؒ کے بارے میں لکھتے ہیں:

وهو انبل تلامذته واعلمهم. (سیر اعلام النبلاء، ترجمہ:1313)

ترجمہ: آپ ؒ امام ابوحنیفہ ؒ کے تلامذہ میں سب سے زیادہ معزز اور سب سے بڑے عالم تھے۔

حافظ ابن تیمیہ ؒ (م 728ھ) آپ ؒ کے متعلق ارقام فرماتے ہیں:

أَبُو يُوسُفَ رَحِمَهُ اللهُ وَهُوَ أَجَلُّ أَصْحَابِ أَبِي حَنِيفَةَ، وَأَوَّلُ مَنْ لُقِّبَ قَاضِي الْقُضَاةِ. (مجموع الفتاویٰ، ج20، ص304)

ترجمہ: امام ابو یوسف ؒ، جو کہ امام ابوحنیفہ ؒ کے تلامذہ میں سب سے زیادہ جلیل القدر ہیں، اور (اسلام میں) پہلے وہ شخص ہیں جن کو قاضی القضاۃ کے لقب سے پکارا گیا۔

حافظ خطیب بغدادی ؒ (م 463ھ)، حافظ ابن کثیر ؒ (م 774ھ) اور حافظ ابن الملقن ؒ (م 804ھ) وغیرہ محدثین نے بھی آپ ؒ کو اسلام کے پہلے

قاضی القضاۃ (چیف جسٹس) قرار دیا ہے۔ ٣ـ

(تاریخ بغداد و ذیولہ، ج14/225؛ البدایۃ والنہایۃ، 7/171؛ نزھۃ النظار فی قضاۃ الامصار، ص 167، طبع: مکتبۃ الثقافۃ الدینیۃ، القاھرۃ)

نیز آپ ؒ کا یہ بھی بہت بڑا کارنامہ ہے کہ امام اعظم ابوحنیفہ ؒ نے فقہ کے جو اُصول وضوابط مقرر کیے تھے ان کو آپ ؒ ہی نے سب سے پہلے کتابی صورت میں مدوّن کیا۔ چنانچہ امام طلحہ بن جعفر ؒ (م 308ھ) اور امام ابوسعد سمعانی ؒ (م 526ھ) نے آپ ؒ کے بارے میں تصریح کی ہے:

وأولُ من وضع الكتب فِي أصول الفقه عَلى مذهب أبي حنيفة، وأملى المسائل ونشرها، وبث علم أبي حنيفة فِي أقطار الأرض.

(تاریخ بغداد ج16 ص359؛ تاریخ بغداد و ذیولہ ج14 ص248؛ وفیات الاعیان، ص6 ص382؛ کتاب الانساب، 4/ 13؛ الفوائد البهية فی تراجم الحنفية ص 225؛ الأعلام، للزرکلی ص ج8 ص193)

ترجمہ: امام ابو یوسف ؒ پہلے وہ شخص ہیں جنہوں نے امام ابوحنیفہ ؒ کے مذہب کے مطابق اصول فقہ میں کتابیں لکھی ہیں، اور مسائلِ فقہ کو لکھوا کر ان کو دنیا میں پھیلایا ہے اور امام ابوحنیفہ ؒ کے علم کو دنیا کے کونے کونے میں پہنچایا ہے۔

آپ ؒ جب امام صاحب ؒ کے پاس حدیث وفقہ کی تعلیم حاصل کر رہے تھے اُس وقت آپ ؒ کی مالی حالت انتہائی خستہ تھی۔ امام صاحب ؒ آپ ؒ کو تعلیم دینے کے ساتھ ساتھ آپ ؒ کی مالی امداد بھی مسلسل کرتے رہے۔

حافظ ذہبی ؒ (م 748ھ) آپ ؒ کے ترجمہ میں لکھتے ہیں:

نشأ فی طلب العلم وكان ابوه فقيرا فكان ابو حنيفة يتعاهد يعقوب بمائة بعد مائة. (تذکرۃ الحفاظ، 1/214)

ترجمہ: امام ابو یوسف ؒ جب تعلیم حاصل کرنے میں لگے تو آپ ؒ کے والد انتہائی غریب تھے۔ امام ابوحنیفہ ؒ آپ ؒ کو مسلسل سینکڑوں درہم دے کر آپ ؒ

کی امداد کرتے رہے۔

امام ابو یوسف ؒ نے کئی سال امام صاحب ؒ کی صحبت میں رہ کر علمی کمالات حاصل کیے۔آپ ؒ کا خود اپنا بیان ہے۔

صحبت اباحنیفة سبع عشرة سنة ۔(تاریخ بغداد وذیولہ 14/254)

ترجمہ میں سترہ سال امام ابوحنیفہ ؒ کی صحبت میں رہا ہوں۔

اور آپ ؒ یہ فرمایا کرتے تھے:

أبا یوسف یقول: إنی لأدعو لأبی حنیفة قبل أبوی۔

(تاریخ بغداد وذیولہ ط العلمیة (الخطیب البغدادی)، ج13 ص340)

ترجمہ میں امام ابوحنیفہ ؒ کے لیے اپنے والدین سے بھی پہلے دعا کرتا ہوں۔

آپ ؒ نے امام صاحب ؒ کے علاوہ دیگر کئی اہلِ علم سے بھی استفادہ کیا جن میں کئی اَجِلّہ تابعین بھی ہیں۔

حافظ ذہبی ؒ (م748ھ) ارقام فرماتے ہیں:

وَكَتَبَ الْعِلْمَ عَنْ طَائِفَةٍ مِنَ التَّابِعِينَ ۔(مناقب ابی حنیفۃ وصاحبیہ، ص58)

ترجمہ امام ابو یوسف ؒ نے تابعین کی ایک جماعت سے علم حاصل کیا ہے۔

آپ ؒ کے اساتذہ حدیث میں ہشام بن عروہ ؒ، یحییٰ بن سعید انصاری ؒ، اعمش ؒ اور ابواسحاق شیبانی ؒ وغیرہ جیسے نامور حفاظ حدیث بھی ہیں۔

جب کہ آپ ؒ سے حدیث کی روایت کرنے والوں کی تعداد شمار سے باہر ہے۔

حافظ ابوسعد سمعانی ؒ (م562ھ) آپ ؒ کے بارے میں لکھتے ہیں:

روی عنه بشر بن ولید وعامة اهل العراق ۔(کتاب الانساب، 1/199)

ترجمہ آپ ؒ سے امام بشر بن ولید ؒ اور اکثر اہلِ عراق نے روایت حدیث کی ہے۔

حافظ ذہبی ؒ (م748ھ) نے امام حماد بن ابی سلیمان ؒ کے ترجمہ میں لکھا ہے:

وانتشر اصحاب ابی یوسف فی الآفاق ۔(سیر اعلام النبلاء، ترجمہ 713)

ترجمہ امام ابو یوسف ؒ کے تلامذہ پوری دنیا میں پھیلے ہوئے ہیں۔

آپ ؒ سے جن ائمہ حدیث نے روایت کی ہے ان میں امام محمد بن حسن شیبانی ؒ، امام احمد بن حنبل ؒ، امام یحییٰ بن معین ؒ، امام علی بن مدینی ؒ اور امام یزید بن ہارون ؒ زیادہ مشہور ہیں۔

امام شافعی ؒ (م204ھ) نے بھی امام محمد بن حسن شیبانی ؒ (م189ھ) کے واسطہ سے آپ ؒ سے روایت حدیث کی ہے۔

قَالَ الشَّافِعِيُّ: وَقُلْتُ لِمُحَمَّدِ بْنِ الْحَسَنِ: أَنْتَ أَخْبَرْتَنِي عَنْ أَبِي يُوسُفَ...

(السنن الکبری، ج6 ص37 رقم 11107۔المؤلف: أحمد بن الحسین بن علی بن موسی الخُسْرَوْجِردی الخراسانی، أبو بکر البیهقی (المتوفی: 458ھ)۔الناشر: دار الکتب العلمیة، بیروت-لبنان؛ معرفة السنن والآثار رقم 11623)

آپ ؒ کو فقہ میں جو مقام حاصل ہے وہ کسی تعریف کا محتاج نہیں ہے، یہاں تک کہ آپ ؒ کے مخالفین نے بھی آپ ؒ کا مجتہد ہونا تسلیم کیا ہے۔چنانچہ مشہور غیر مقلد عالم مولانا ارشاد الحق اثری ؒ غیر مقلد لکھتے ہیں:

قاضی ابو یوسف ؒ کا مجتہد ہونا تو مسلّم ہے۔(توضیح الکلام، 1/305)

اسی طرح آپ ؒ علم حدیث میں بھی بلند پایہ مقام پر فائز ہیں۔چنانچہ امام محمد بن سعد ؒ (م230ھ)، امام ابن قتیبہ ؒ (م276ھ)، امام محمد بن جریر طبری ؒ (م310ھ)، علامہ ابن الندیم ؒ (م385ھ)، حافظ ابن الجوزی ؒ (م597ھ)، علامہ ابن خلکان ؒ (م681ھ)، حافظ ذہبی ؒ (م748ھ) اور حافظ سیوطی ؒ (م911ھ) وغیرہ جیسے نابغہ روزگار اہلِ علم آپ ؒ کا حافظ الحدیث ہونا تسلیم کرتے ہیں۔

(الطبقات الکبریٰ، 7/239؛ شذرات الذهب 1/300؛ الانتقاء ص172؛ کتاب الفہرست ص256؛ تانیب الخطیب ص175؛ وفیات الاعیان 3/389؛ تذکرۃ الحفاظ 1/214؛ طبقات الحفاظ، ص127)

آپ ؒ کے حافظہ کا یہ عالم تھا کہ مورّخ شہیر علامہ ابن العماد حنبلی ؒ (م

1089ھ) نے لکھا ہے:

وقال غیرواحد: "کان یحفظ فی المجلس الواحد خمسین حدیثا باسانیدها". (شذرات الذهب فی أخبار من ذهب ج2 ص369)

ترجمہ: کئی محدثین نے تصریح کی ہے کہ امام ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ صرف ایک ہی مجلس میں پچاس احادیث بمع اسناد یاد کر لیتے تھے۔

نیز امام یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ (م 233ھ)، امام محمد بن سعد رحمۃ اللہ علیہ (م 230ھ)، امام محمد بن جریر طبری رحمۃ اللہ علیہ (م 310ھ)، امام ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ (م 365ھ) اور دیگر محدثین نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو کثیر الحدیث قرار دیا ہے۔

(الطبقات الکبریٰ، 7/238؛ الانتقاء، ص172؛ لسان المیزان، 6/390)

امام ابن قتیبہ رحمۃ اللہ علیہ (م ۲۷۶ھ) آپ رحمۃ اللہ علیہ کو "صاحبِ حدیث" اور حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ (م 748ھ) آپ رحمۃ اللہ علیہ کو محدث کہتے ہیں۔

(شذرات الذہب، 1/300؛ سیر اعلام النبلاء، ترجمہ: 1313)

حافظ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ (م 728ھ) امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے تلامذہ کے تعارف میں لکھتے ہیں:

أَبُو يُوسُفَ أَعْلَمُهُمْ بِالْحَدِيثِ. (مجموع الفتاویٰ ج20 ص308)

ترجمہ: امام ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ ان میں حدیث کے سب سے بڑے عالم ہیں۔

نیز حافظ موصوف رحمۃ اللہ علیہ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو ان اہلِ علم میں شمار کیا ہے جو محدثین اور فقہاء دونوں طبقوں میں امام تسلیم کیے جاتے ہیں۔ (تلخیص کتاب الاستغاثہ، ص14)

امام ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ علمِ حدیث میں یہ عظیم مقام رکھنے کے ساتھ ساتھ روایتِ حدیث میں بھی نہایت ثقہ اور قابل اعتماد تھے، اور جمہور محدثین نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی توثیق و تعدیل کی ہے۔

علامہ ابن خلکان رحمۃ اللہ علیہ (م 681ھ) اور علامہ ابن الاہدل رحمۃ اللہ علیہ (م 855ھ) آپ رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں فرماتے ہیں:

واکثر الناس من العلماء علیٰ تفضیلہ وتعظیمہ۔

(وفیات الاعیان، 3/393؛ شذرات الذہب، 1/299)

ترجمہ: اکثر اہلِ علم آپ رحمۃ اللہ علیہ کی فضیلت اور عظمتِ شان کو تسلیم کرتے ہیں۔

بلکہ امام محمد بن ابراہیم الوزیر رحمۃ اللہ علیہ (م 840ھ) نے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں یہ تصریح کی ہے:

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی عدالت اور فضیلت پر تمام اہلِ علم کا اجماع ہے۔

(الروض الباسم، 2/411)

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی توثیق کرنے والوں میں علمِ حدیث کے تین عظیم سپوت امام یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ (م 233ھ)، امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ (م 241ھ) اور امام علی بن مدینی رحمۃ اللہ علیہ (م 204ھ) بھی ہیں۔ چنانچہ امام احمد بن کامل قاضی رحمۃ اللہ علیہ (م 350ھ)، امام ابوسعد سمعانی رحمۃ اللہ علیہ (م 562ھ) اور علامہ ابن خلکان رحمۃ اللہ علیہ (م 681ھ) فرماتے ہیں:

ولم يختلف يحيى بن معين، واحمد بن حنبل وعلی بن مدينی فی ثقته فی النقل۔ (تاریخ بغداد وذیولہ، 14/246؛ کتاب الانساب، 4/13؛ وفیات الاعیان، 3/389)

ترجمہ: امام یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ، امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ اور امام علی بن مدینی رحمۃ اللہ علیہ کا اس بابت کوئی اختلاف نہیں ہے کہ امام ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ روایت حدیث میں ثقہ ہیں۔

ان تینوں جبالِ علمِ حدیث کے علاوہ امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ (م 303ھ)، امام ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ (م 354ھ)، امام محمد بن صباح الجرجرائی رحمۃ اللہ علیہ (م 240ھ) اور امام ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ (م 365ھ) نے بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کی توثیق کی ہے۔ (لسان المیزان، 6/391)

امام حاکم نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ (م 405ھ) نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو ثقہ اور حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ (م 748ھ) نے حسن الحدیث کہا ہے۔ (المستدرک حاکم، 1/533، رقم 1395۔ مع الحاشیہ)

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ (م 458ھ) بھی آپ کو ثقہ کہتے ہیں۔

وَأَبُو يُوسُفَ ثِقَةٌ. (السنن الکبریٰ بیہقی ج1 ص512 رقم 1635)

امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ (م 385ھ) آپ رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں فرماتے ہیں:

أَخْبَرَنَا البرقاني قَالَ: سألتُ أَبَا الْحَسَن الدَّارَقُطْنِيّ عَن أبي يوسف صاحب أبي حنيفة فقال: "هُوَ أقوى من مُحَمَّد بن الْحَسَن".

(تاریخ بغداد ج16 ص372؛ تاریخ بغداد و ذیولہ، ج14 ص262)

ترجمہ آپ رحمۃ اللہ علیہ امام محمد بن حسن رحمۃ اللہ علیہ (جن کو امام موصوف نے ثقہ حفاظ میں شمار کیا ہے: نصب الرایۃ (1/408) سے بھی زیادہ قوی ہیں۔

بزرگ غیر مقلد عالم مولانا محمد ابراہیم سیالکوٹی صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ محدثین کے نزدیک ثقہ اور معتبر ہیں۔

(واضح البیان فی تفسیر اُم القرآن، ص105، 106۔طبع مرکزی جمعیت اہلحدیث پاکستان)

نیز لکھتے ہیں:

امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ جیسا کہ فقہاء کے نزدیک علم وحفظ میں پختہ ہیں، ویسے ہی محدثین کے نزدیک بھی معتبر ہیں۔

(واضح البیان فی تفسیر اُم القرآن، ص105، 106۔طبع مرکزی جمعیت اہلحدیث پاکستان)

امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے یہ قابلِ فخر شاگرد علم حدیث میں یہ سب کمالات وخوبیاں رکھنے کے باوجود فرمایا کرتے تھے:

وكان هو أبصر بالحديث الصحيح مني.

(أخبار أبي حنيفة وأصحابه ص25؛ تاریخ بغداد ج15 ص459؛ تاریخ بغداد و ذیولہ، 13 ص 340)

ترجمہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ "صحیح حدیث" کو پہچاننے میں مجھ سے زیادہ علم رکھتے تھے۔

5 امام زفر بن ہذیل العنبری رحمۃ اللہ علیہ (م 158ھ)

آپ رحمۃ اللہ علیہ بھی امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نامور تلامذہ میں سے ہیں اور آپ رحمۃ اللہ علیہ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے تمام مشہور تلامذہ میں سب سے معمر اور فقہ وقیاس میں سب سے آگے تھے۔

حافظ ابن عبد البر مالکی رحمۃ اللہ علیہ (م 463ھ) آپ رحمۃ اللہ علیہ کے حالات میں لکھتے ہیں:

فَكَانَ كَبِيرًا مِنْ كِبَارِ أَصْحَابِ أَبِي حَنِيفَةَ وَأَفْقَهِهِمْ وَكَانَ يُقَالُ إِنَّهُ كَانَ أَحْسَنَهُمْ قِيَاسًا.

(الانتقاء في فضائل الثلاثة الأئمة الفقهاء مالك والشافعي وأبي حنيفة، ص173)

ترجمہ آپ رحمۃ اللہ علیہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے تلامذہ میں سب سے بڑے اور ان میں سب سے زیادہ فقیہ تھے۔ اور کہا جاتا ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ قیاس میں بھی ان سب سے زیادہ ماہر تھے۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ (م 748ھ) آپ رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں لکھتے ہیں:

هُوَ مِنْ بُحُوْرِ الفِقْهِ، وَأَذْكِيَاءِ الوَقْتِ. تَفَقَّهَ بِأَبِي حَنِيْفَةَ، وَهُوَ أَكْبَرُ تَلاَمِذَتِهِ، وَكَانَ مِمَّنْ جَمَعَ بَيْنَ العِلْمِ وَالعَمَلِ. (سیر اعلام النبلاء، ترجمہ 1176)

ترجمہ آپ رحمۃ اللہ علیہ فقہ کے بحر، وقت کے اذکیاء تھے۔ انھوں نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس فقہ کی تعلیم پائی اور آپ رحمۃ اللہ علیہ ان کے تلامذہ میں سب سے بڑے ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ ان ہستیوں میں سے ہیں جنھوں نے علم اور عمل کو جمع کیا ہے۔

حافظ ابن الاثیر رحمۃ اللہ علیہ (م 630ھ) ارقام فرماتے ہیں:

وَزفر بن الْهُذَيْل الْعَنزي الْكُوفِي صَاحب الرَّأْي وَالْقِيَاس تفقه على أبي حنيفَة وروى عَنهُ.

(اللباب في تهذيب الأنساب، ج2 ص13۔ المؤلف: أبو الحسن علي بن أبي الكرم محمد بن محمد بن عبد الكريم بن عبد الواحد الشيباني الجزري، عز الدين ابن الأثير (المتوفى: 630هـ)۔ الناشر: دار صادر - بيروت)

ترجمہ امام زفر بن ہذیل رحمۃ اللہ علیہ، عنزی، کوفی، رائے اور قیاس کے ماہر، نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے فقہ حاصل کیا اور ان سے حدیث روایت کی۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ شروع میں امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے دور تھے لیکن جب ایک مسئلہ کی تحقیق کے لیے امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی مجلسِ درس میں آئے، تو پھر سب کو چھوڑ کر ان ہی کے ہو کر رہ گئے۔ اور پھر امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے دس چوٹی کے تلامذہ میں شمار ہونے لگے۔ حافظ

ابوعبداللہ الصیمری رحمۃ اللہ علیہ (م 436ھ) بحوالہ امام ابن وہب رحمۃ اللہ علیہ اس واقعہ کو نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

ثمَّ انتقل الی ابی حنیفۃ فَکَانَ اُحُدُ الْعشرۃ الأکابر الَّذین دونوا الْکتب مَعَ ابی حنیفۃ۔ (اخبار ابی حنیفۃ واصحابہ،ص113)

ترجمہ: اس کے بعد امام زفر رحمۃ اللہ علیہ، امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت میں آ گئے اور پھر آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ان دس اکابر تلامذہ میں سے ہو گئے جنہوں نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ مل کر کتابیں لکھی ہیں۔

امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ بھی اپنے اس لائق شاگرد سے بڑی محبت سے پیش آتے، اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے دیگر تلامذہ پر فوقیت دیتے۔ چنانچہ حافظ عبدالقادر قرشی رحمۃ اللہ علیہ (م ۷۷۵ھ) اور حافظ قاسم بن قطلوبغا رحمۃ اللہ علیہ (م 879ھ) نے امام زفر رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمہ میں لکھا ہے:

زفر بن الهذيل بن قيس العنبري، البصري. صاحب أبي حنيفة. كان يفضله ويقول: هو أقيس أصحابي.

(تاج التراجم، ص169۔ المؤلف: أبو الفداء زين الدين أبو العدل قاسم بن قُطلُوبغا السودوني (نسبة إلى معتق أبيه سودون الشيخوني) الجمالي الحنفي (المتوفى: 879هـ)۔ الناشر: دار القلم - دمشق؛ الجواہر المضیئۃ، 1/243)

ترجمہ: امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ، امام زفر رحمۃ اللہ علیہ کو (دیگر تلامذہ پر) فضیلت دیتے تھے اور فرماتے تھے کہ یہ میرے تلامذہ میں قیاس میں سب سے آگے ہیں۔

امام صیمری رحمۃ اللہ علیہ (م 436ھ) نے بہ سند متصل امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد امام عمرو بن سلیمان العطار رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے:

قَالَ حدثنِی عَمرو بن سُلَیمَان الْعَطّار قَالَ کنت بِالْکُوفَۃِ اجالس ابا حنیفۃ فَتزَوج زفر فحضرہ ابو حنیفۃ۔ فَقَالَ لَہٗ: "تکلم"۔ فَخَطب۔ فَقَالَ فِی خطبَتہ: "ہٰذَا زفر بن الْہُذَیْل وَہُوَ امام من أَئِمَّۃ الْمُسلمین وَعلم من أَعْلَام الدّین فِی حَسبہ وشرفہ وَعلمہ"۔ فَقَالَ بعض قومہ وَقَالُوا

لَہٗ: مَا یسرنَا ان غیر ابی حنیفَۃ خطب حِین ذکر خصالہ ومدحہ وَکرہ ذٰلِك بعض قومہ: "لَو حضر بَنو عمك واشراف قَوْمك وتسأل ابا حنیفَۃ ان یخْطب"۔ فَقَالَ: "لَو حضرنی ابی لقدمت ابا حنیفَۃ عَلَیْہِ"۔

(اخبار ابی حنیفۃ واصحابہ،ص109)

ترجمہ: امام زفر رحمۃ اللہ علیہ کی جب شادی ہوئی تو آپ رحمۃ اللہ علیہ کے نکاح کی تقریب میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ بھی شریک ہوئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے خطبۂ نکاح کے لیے امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو دعوت دی۔ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے خطبۂ نکاح میں امام زفر رحمۃ اللہ علیہ کو ان الفاظ میں خراج تحسین پیش کیا:

"یہ زفر بن ہذیل رحمۃ اللہ علیہ ہیں جو ائمہ اسلام میں سے ایک امام ہیں، اور اپنے حسب و نسب، شرافت اور علم کی وجہ سے دین کے نشانوں میں سے ایک نشان ہیں"۔

(ان الفاظ سے امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی نظر میں امام زفر رحمۃ اللہ علیہ کے مقام ومرتبہ کا اندازہ بخوبی لگایا جا سکتا ہے، اور پھر امام زفر رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں بھی امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا مقام اس قدر بلند تھا کہ) جب آپ رحمۃ اللہ علیہ کے بعض رشتہ داروں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے شکایت کی کہ اپنی قوم کے اشراف کے ہوتے ہوئے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو خطبہ کی دعوت کیوں دی؟ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا:

"اگر میرے والد بھی یہاں ہوتے تو میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو ان پر بھی مقدم رکھتا"۔

امام زفر رحمۃ اللہ علیہ کا یہ بہت بڑا کارنامہ ہے کہ سب سے پہلے آپ رحمۃ اللہ علیہ ہی نے اہلِ بصرہ کو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی فقہ سے روشناس کرایا۔ امام ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ (م ۳۶۵ھ) ناقل ہیں:

وأخرج ابن عَدِي من طريق الحارث بن مالك قال: أول من قدم البصرة برأي أبي حنيفة زفر۔ (لسان المیزان، ج3 ص501 ترجمہ 3207)

ترجمہ: سب سے پہلے بصرہ میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی فقہ امام زفر رحمۃ اللہ علیہ لے کر آئے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کو یہ بھی شرف حاصل ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ

ہی ان کے حلقہ درس کے جانشین ہوئے۔ چنانچہ حافظ ابن عبدالبر ؒ (م ۴۶۳ھ) لکھتے ہیں:

وقد کان زفر قد خلف اباحنیفة فی حلقته اذمات ثم خلف بعده ابویوسف ثم بعدهما محمد بن الحسن۔ (الانتقاء، ص174)

ترجمہ امام ابوحنیفہ ؒ کی وفات کے بعد امام زفر ؒ ان کے حلقہ درس کے جانشین ہوئے، اور پھر امام زفر ؒ کے بعد امام ابویوسف ؒ اور امام محمد بن حسن ؒ یکے بعد دیگرے اس حلقہ کے جانشین بنائے گئے۔

آپ ؒ سے شرفِ تلمذ حاصل کرنے والوں میں وکیع بن جراح ؒ، ابونعیم فضل بن دکین ؒ، ابوعاصم نبیل ؒ، محمد بن عبداللہ انصاری ؒ (استاذ بخاری ؒ)، غندر ؒ، نعمان بن عبدالسلام ؒ، شقیق بلخی ؒ وغیرہ جیسے جبال علم بھی ہیں۔

فقہ میں آپ ؒ کے بلند مرتبت ہونے کے لیے یہی دلیل کافی ہے کہ آپ ؒ امام ابوحنیفہ ؒ جیسے فقیہ اعظم کے تلامذہ میں سب سے بڑے فقیہ قرار پائے ہیں۔ اسی طرح علم حدیث میں بھی آپ ؒ کا مقام بہت بلند ہے۔ چنانچہ علامہ ابن خلکان ؒ (م 681ھ) اور علامہ نووی ؒ (م 676ھ) نے آپ ؒ کے بارے میں لکھا ہے: **وکان من اصحاب الحدیث۔**

(وفیات الاعیان، ج2 ص318؛ تہذیب الاسماء واللغات، ج1 ص197)

ترجمہ آپ ؒ اصحاب حدیث (محدثین) میں سے تھے۔

حافظ ذہبی ؒ (م 748ھ) لکھتے ہیں:

وَكَانَ يَدْرِي الْحَدِيْثَ وَيُتْقِنُهُ. (سیر اعلام النبلاء، ترجمہ 1176)

ترجمہ آپ ؒ حدیث میں درایت (سمجھ) اور پختگی رکھتے تھے۔

محدث کبیر امام حاکم نیشاپوری ؒ (م 405ھ) نے آپ کو ان ثقہ ائمۂ حدیث کی فہرست میں ذکر کیا ہے کہ جن کی احادیث حفظ اور مذاکرہ کے لیے جمع کی جاتی ہیں اور ان کے ساتھ تبرک حاصل کیا جاتا ہے، اور جن کا شہرہ مشرق سے لے کر مغرب تک

ہے۔ (معرفت علوم الحدیث، ص329)

حافظ ذہبی ؒ (م 748ھ) آپ ؒ کے بارے میں فرماتے ہیں:

"زفر" بن الهذيل العنبری أحد الفقهاء والزهاد. صدوق وثقة غير واحد وابن معين.

(میزان الاعتدال ج2 ص476 رقم 1919؛ لسان المیزان، ج3 ص501 رقم 3207)

ترجمہ امام زفر ؒ فقہاء اور پارسا لوگوں میں سے ہیں۔ آپ روایت حدیث میں راست باز ہیں اور متعدد ائمہ حدیث نے آپ ؒ کی توثیق کی ہے، جن میں (امام الجرح والتعدیل) یحییٰ بن معین ؒ بھی ہیں۔

امام ابن حبان ؒ (م 354ھ) نے آپ ؒ کو "الثقات" میں شمار کرتے ہوئے آپ ؒ کو پختہ کار محدث اور حافظ الحدیث قرار دیا ہے۔

(میزان الاعتدال ج2 ص476 رقم 1919؛ لسان المیزان، ج3 ص501 رقم 3207)

امام ابونعیم فضل بن دکین ؒ (م 217ھ) بھی آپ ؒ کو ثقہ اور مامون (قابل اعتماد) کہتے ہیں۔

(میزان الاعتدال ج2 ص476 رقم 1919؛ لسان المیزان، ج3 ص501 رقم 3207)

امام ابن شاہین ؒ (م 385ھ)، امام ابن الاثیر ؒ (م 630ھ) اور امام ابن عبدالہادی مقدسی ؒ (م 744ھ) وغیرہ محدثین نے بھی آپ ؒ کی توثیق کی ہے۔

(تاریخ اسماء الثقات، ت722؛ اللباب، 1/368؛ مناقب الائمۃ الاربعۃ، ص60 للمقدسیؒ)

امام زفر ؒ فرمایا کرتے تھے:

''ہمارے مخالفین کے اقوال کی طرف مت توجہ دو، بے شک امام ابوحنیفہ ؒ اور آپ ؒ کے اصحاب کسی بھی مسئلہ میں قرآن کریم، سنت رسول ﷺ اور اقوال صحابہ رضی اللہ عنہم کو نہیں چھوڑتے۔ ہاں، اگر ان تینوں میں سے کسی سے بھی دلیل نہ ملے، تو پھر یہ لوگ قیاس کرتے ہیں''۔ (مناقب ابی حنیفۃ، ص75، للمکیؒ)

6 امام محمد بن حسن شیبانی رحمۃ اللہ علیہ (م189ھ)

آپ رحمۃ اللہ علیہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے مایہ ناز شاگرد اور فقہ حنفی کے مرتب وترجمان ہیں۔آپ رحمۃ اللہ علیہ کو یہ شرف حاصل ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اہلِ اسلام کی اکثریت کے دستورِ عمل ''فقہ حنفی'' کو کتابی صورت دے کر پوری دنیا کو اس سے روشناس کرایا۔

علامہ ابن خلکان رحمۃ اللہ علیہ (م681ھ) اور حافظ عبدالقادر قرشی رحمۃ اللہ علیہ (م775ھ) نے آپ کے بارے میں تصریح کی ہے:

ونشر علم أبي حنيفة۔

(وفیات الاعیان، ج 4 ص 184 رقم 567؛ طبقات الفقهاء ص 135؛ تهذيب الأسماء واللغات ج 1 ص 82؛ الجواہر المضیئۃ، ج 2 ص 42، رقم 139؛ قلادة النحر فى وفيات أعيان الدهر ج 2 ص 305 رقم 905؛ التاج المكلل من جواهر مآثر الطراز الآخر والأول ص93)

ترجمہ: آپ رحمۃ اللہ علیہ نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے علم کو (دنیا میں) پھیلایا ہے۔

علامہ عبدالحی لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ (م1304ھ) رقمطراز ہیں:

وهو الذى نشر علم أبي حنيفة، وإنما ظهر علم أبي حنيفة بتصانيفه۔

(الفوائد البهية فى تراجم الحنفية ص 163؛ تاج التراجم لابن قُطلُوبغا ص 237؛ الأعلام للزركلى ص ج6 ص80)

ترجمہ: امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے ہی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے علم کو پھیلایا ہے۔اور بے شک امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا علم آپ رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف کے ذریعے ظاہر ہوا ہے۔

حافظ ابوسعد السمعانی رحمۃ اللہ علیہ (م562ھ) نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ان خدمات کی بدولت آپ رحمۃ اللہ علیہ کو ''صاحب ابی حنیفة وتِلْوَہٗ'' (امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھی اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے جانشین) قرار دیا ہے۔(کتاب الانساب،3/166)

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے فقہ اور حدیث دونوں کی تعلیم حاصل کی۔ چنانچہ

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ (م852ھ) آپ رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق فرماتے ہیں:

ولازم أبا حنيفة وحمل عنهُ الفِقه والحديث۔

(تعجیل المنفعۃ (ج2 ص174-الناشر: دار البشائر. بيروت)

ترجمہ: آپ رحمۃ اللہ علیہ نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت کو لازم پکڑا اور ان سے فقہ اور حدیث کی تعلیم حاصل کی۔

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تعلیم کی تکمیل امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بڑے شاگرد امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ (م182ھ) سے کی۔ حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ (م748ھ) لکھتے ہیں:

وَكَتَبَ شَيْئًا مِنَ الْعِلْمِ عَنْ أَبِي حَنِيفَةَ، ثُمَّ لَازَمَ أَبَا يُوسُفَ مِنْ بَعْدِهٖ حَتّٰى بَرَعَ فِي الْفِقْهِ۔ (مناقب ابی حنیفۃ وصاحبیہ ص 79)

ترجمہ: امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے کچھ علم حاصل کیا، اور ان کی وفات کے بعد امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت کو لازم پکڑا۔ یہاں تک کہ فقہ میں مکمل عبور حاصل کرلیا۔

حافظ ابن عبدالبر رحمۃ اللہ علیہ (م463ھ) تصریح کرتے ہیں:

وَلازَمَ أَبَا حَنِيفَةَ ثُمَّ أَبَا يُوسُفَ بَعْدَهٗ، وَهُوَ رَاوِيَةُ أَبِي حَنِيفَةَ وَأَبِي يُوسُفَ الْقَائِمِ بِمَذْهَبِهِمَا وَلَهٗ فِي ذٰلِكَ مُصَنَّفَاتٌ۔

(الانتقاء فى فضائل الثلاثة الأئمة الفقهاء مالك والشافعي وأبي حنيفة، ص174)

ترجمہ: امام محمد رحمۃ اللہ علیہ پہلے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت میں رہے اور پھر امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے پاس پڑھتے رہے، اور آپ رحمۃ اللہ علیہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے اقوال کے بڑے راوی ہیں اور ان دونوں کے مذہب کو (دلائل سے) مضبوط کرنے والے ہیں۔اس میں اُن کی کئی تصانیف ہیں۔

شیخین (امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ وامام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ) کے علاوہ دیگر کئی اہلِ علم سے بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اخذ علم کیا، اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے اساتذہ میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سمیت کئی تابعین بھی ہیں۔ امام حاکم نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ (م405ھ) آپ رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں

لکھتے ہیں:

وَقَدْ أَدْرَكَ جَمَاعَةً مِنَ التَّابِعِينَ۔ (معرفت علوم الحدیث، ص47)

ترجمہ آپ ؒ نے تابعین کی ایک جماعت کو پایا ہے۔

آپ ؒ کے اساتذہ میں شیخین کے بعد جو سب سے زیادہ نامور ہیں وہ امام دار الہجرت مالک بن انس ؒ (م 179ھ) ہیں۔ آپ ؒ نے مدینہ منورہ میں ان کے پاس تین سال رہ کر ان سے مؤطا اور دیگر احادیث کا سماع کیا۔

(اتحاف السالک، ص177، لابن ناصر الدین۔ طبع دار الکتب العمیۃ، بیروت)

آپ ؒ کا اپنا بیان ہے کہ امام مالک ؒ کے پاس تین سال رہا اور خود اُن کے الفاظ سے سات سو احادیث سنی ہیں۔

حافظ ابن حجر عسقلانی ؒ (م 852ھ) آپ ؒ کا یہ بیان نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

وَكَانَ مَالِكٌ لَا يحدث من لَفظه إِلَّا قَلِيلا۔ فلولا طول إِقَامَة مُحَمَّد عِنْده وتمكنه مِنْهُ مَا حصل لَهُ عَنهُ هَذَا۔ وَهُوَ أحد رُوَاة الْمُوَطَّأ عَنهُ۔ وَقد جمع حَدِيثه عَن مَالك وَأورد فِيهِ مَا يُخَالِفهُ فِيهِ، وَهُوَ الْمُوَطَّأ الْمَسْمُوع من طَرِيقه۔

(تعجیل المنفعة بزوائد رجال الأئمة الأربعة، ج2 ص175۔ الناشر: دار البشائر، بیروت)

ترجمہ امام مالک ؒ بہت کم اپنے الفاظ سے احادیث بیان کرتے تھے (اور اکثر طلباء سے سنتے تھے)۔ اگر امام محمد ؒ زیادہ عرصہ امام مالک ؒ کے پاس مقیم نہ رہے ہوتے اور ان کے ساتھ آپ ؒ کا اتنا گہرا تعلق نہ ہوتا، تو آپ ؒ کو ان سے یہ (ان کی زبانی سات سو احادیث سننا) حاصل نہ ہوتا۔ اور آپ ؒ بھی امام مالک ؒ سے ان کی مؤطا روایت کرنے والوں میں سے ایک راوی ہیں۔ آپ ؒ نے اس میں امام مالک ؒ سے مروی احادیث کو جمع کیا اور ساتھ امام مالک ؒ سے اپنے

اختلافات کو بھی ذکر کر دیا، اور یہ مؤطا آپ ؒ کے ہی طریق سے مسموع (سماعت کی جاتی) ہے۔

امام حاکم نیشاپوری ؒ (م405ھ) ارقام فرماتے ہیں:

وَمُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ الشَّيْبَانِيُّ مِمَّنْ رَوَى الْمُوَطَّأَ عَنْ مَالِكٍ۔

(معرفت علوم الحدیث، ص47)

ترجمہ امام محمد بن حسن ؒ ان لوگوں میں سے ہیں جنہوں نے امام مالک ؒ سے "مؤطا" کو روایت کیا ہے۔

وَسمع أَيْضا من سُفْيَان الثَّوْريّ وَقيس بن الرّبيع وَعمر بن ذَر ومسعر وَغَيرهم وَسمع بِالشَّام من الْأَوْزَاعِيّ وَغَيره وبالمدينة من مَالك وَغَيره۔ (تعجیل المنفعة، ج2 ص174،175)

وسمع سماعًا كثيرًا من مسعر ومالك بن مغول وعمر بن ذر وسفيان الثوري والأوزاعي وابن جريج ومحل الضبي وبكر بن ماعز وأبي حرة وعيسى الخياط وغيرهم۔ (الطبقات الکبریٰ، ج7 ص242۔ رقم 3505)

ترجمہ علاوہ ازیں آپ ؒ نے دیگر کئی ائمہ مثلاً: امام سفیان ثوری ؒ، امام قیس بن ربیع ؒ، امام عمر بن ذر ؒ، امام مسعر بن کدام ؒ، امام اوزاعی ؒ اور امام ابن جریج مکی ؒ وغیرہ سے بھی حدیث کا درس لیا تھا۔

آپ ؒ نے اللہ تعالیٰ کے فضل اور اپنے قابل اساتذہ کی صحبت کی بدولت تحصیلِ علم میں بہت جلدی ترقی کی اور اپنی کم عمری میں ہی "مسندِ تدریس" پر متمکن ہو گئے۔

چنانچہ حافظ ابو سعد سمعانی ؒ (م562ھ) آپ ؒ کے تذکرہ میں لکھتے ہیں:

انه كان يجلس في مسجد الكوفة وهو ابن عشرين سنة۔

(کتاب الانساب ص3/166)

ترجمہ آپ ؒ مسجد کوفہ میں جب درس کے لیے بیٹھے، تو اس وقت آپ ؒ کی عمر صرف بیس سال تھی۔

آپ ؒ سے لوگوں نے حدیث اور فقہ دونوں میں فیض پایا ہے۔ امام محمد بن سعد ؒ (م 230ھ) لکھتے ہیں:

وسمعوا منه الحديث والرائی۔ (الطبقات الکبریٰ، 7/242)

ترجمہ: امام محمد ؒ سے لوگوں نے حدیث اور فقہ دونوں کا سماع کیا ہے۔

امام موصوف ؒ کے درس کی فضیلت اس سے بڑھ کر اور کیا ہوسکتی ہے کہ کئی نامور فقہاء آپ ؒ کے ہی درس سے پڑھ کر فقہ میں امامت کے بلند درجہ پر فائز ہوئے ہیں۔ چنانچہ محدث ناقد حافظ ذہبی ؒ (م 748ھ) اسی نکتہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

وَتَفَقَّهَ بِهِ أَئِمَّةٌ وَصَنَّفَ التَّصَانِيفَ۔ (مناقب ابی حنیفۃ وصاحبیہ، ص80)

ترجمہ: امام محمد ؒ سے کئی ائمہ نے فقہ سیکھا ہے، اور انھوں نے اس میں تصانیف لکھیں۔

آپ ؒ کے درس سے جن ائمہ نے فیض پایا ہے اُن میں سرفہرست امام محمد بن ادریس شافعی ؒ (م 204ھ) ہیں۔ انہوں نے امام محمد ؒ سے ایک اونٹ کے بوجھ کے برابر کتابیں پڑھی ہیں۔ حافظ ذہبی ؒ (م 748ھ) اپنی ''التاریخ الکبیر'' میں لکھتے ہیں:

نَا الرَّبِيعُ، سَمِعْتُ الشَّافِعِيَّ، يَقُولُ: "حَمَلْتُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَسَنِ حِمْلَ بُخْتِيٍّ، لَيْسَ عَلَيْهِ إِلا سَمَاعِي"۔

(مناقب الإمام أبي حنيفة وصاحبيه، ص 81؛ تاریخ دمشق لابن عساکر ج 51 ص 297؛ تاریخ اسلام للذہبی ج 5 ص 146؛ سیر اعلام النبلاء ج 8 ص 240؛ طبقات الشافعیین لابن کثیر)

قول الشافعی حملت عن محمد وقر بختی صحیح، رواه ابن ابی حاتم، قال: حدثنا الربیع، قال: سمعت الشافعی یقول: حملتُ عن محمد بن الحسن حمل بختی لیس علیه الاسماعی۔

(بلوغ الامانی فی سیرۃ الامام محمد بن حسن الشیبانی، ص 22، طبع: ایچ ایم سعید کمپنی، کراچی)

ترجمہ: امام شافعی ؒ کا قول کہ میں نے امام محمد بن حسن ؒ سے ایک بار اونٹ کے برابر علم حاصل کیا ہے۔ صحیح سند سے ثابت ہے۔ چنانچہ امام ابن ابی حاتم ؒ روایت کرتے ہیں کہ ہم سے امام ربیع ؒ نے روایت کی ہے کہ میں نے خود امام شافعی ؒ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ میں نے امام محمد ؒ سے ایک بار اونٹ کے برابر علم حاصل کیا، اور اس علم میں سے کوئی چیز ایسی نہیں تھی کہ جس کا میں نے ان سے سماع نہ کیا ہو۔

حافظ ذہبی ؒ نے یہ بھی لکھا ہے:

أَخَذَ عَنْهُ: الشَّافِعِيُّ، فَأَكْثَرَ جِدًّا۔ (سیر اعلام النبلاء، ج7 ص555۔ ترجمہ 1358)

ترجمہ: امام شافعی ؒ نے امام محمد ؒ سے بہت زیادہ علم حاصل کیا ہے۔

نیز ذہبی ؒ ''امام حماد بن ابی سلمان ؒ'' کے ترجمہ میں ارقام فرماتے ہیں:

وَأَفْقَهُ أَصْحَابِ مُحَمَّدٍ: أَبُو عَبْدِ اللهِ الشَّافِعِيُّ رَحِمَهُمُ اللهُ تَعَالَى.

(سیر اعلام النبلاء ج5 ص531 ترجمہ 714)

ترجمہ: امام محمد ؒ کے تلامذہ میں سب سے بڑے فقیہ امام ابوعبداللہ شافعی ؒ ہیں۔

امام شافعی ؒ نے آپ ؒ سے فقہ کی تعلیم حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ آپ ؒ سے روایتِ حدیث بھی کی ہے۔ چنانچہ حافظ ابن حجر عسقلانی شافعی ؒ (م 852ھ) نے تصریح کی ہے کہ:

''امام شافعی ؒ کی امام محمد ؒ سے مروی احادیث امام شافعی ؒ کی مسند میں موجود ہیں۔ (تعجیل المنفعۃ، ص409)

حافظ ذہبی ؒ (م 748ھ) نے بھی تصریح کی ہے:

وَأَمَّا الشَّافِعِيُّ رَحِمَهُ اللهُ، فَاحْتَجَّ بِمُحَمَّدِ بْنِ الْحَسَنِ فِي الْحَدِيثِ۔

(مناقب ابی حنیفۃ وصاحبیہ، ص93)

ترجمہ: امام شافعی ؒ نے امام محمد بن حسن ؒ سے حدیث میں حجت پکڑی ہے۔

امام شافعی ؒ کے بعد امام احمد بن حنبل ؒ (م 241ھ) نے بھی آپ ؒ سے استفادہ کیا ہے۔ چنانچہ ان سے پوچھا گیا کہ آپ ؒ نے یہ دقیق (باریک) مسائل

کہاں سے حاصل کیے ہیں؟ تو انہوں نے جواب میں فرمایا:

"هذه المسائل الدقائق من أين لك؟". قَالَ: "من كتب محمد بن الحسن". (تاریخ بغداد وذیولہ ج2 ص174)

ترجمہ: یہ مسائل میں نے امام محمد بن حسن ؒ کی کتابوں سے حاصل کیے ہیں۔

اسی طرح علامہ خطیب بغدادی ؒ (م463ھ) وغیرہ محدثین نے امام احمد ؒ کے صاحبزادے عبداللہ ؒ (م 290ھ) سے نقل کیا ہے کہ میرے والد نے امام ابو یوسف ؒ اور امام محمد ؒ سے تین قماطیر علم کے لکھے تھے اور وہ بسا اوقات ان کا مطالعہ بھی کیا کرتے تھے۔ (تاریخ بغداد وذیولہ ج3 ص225)

نیز فقہ مالکی ؒ کے مدوّن اوّل امام اسد بن فرات ؒ (م ۲۱۳ھ) بھی طویل عرصہ امام محمد ؒ کی صحبت میں رہ کر آپ ؒ سے خصوصی استفادہ کرتے رہے، اور انہوں نے آپ ؒ سے فقہ حنفی کے جو مسائل لکھے تھے، مصر جا کر امام مالک ؒ کے سب سے بڑے شاگرد امام عبدالرحمن بن قاسم ؒ (م۱۹۱ھ) سے ان ہی مسائل کی طرز پر فقہ مالکی کے مسائل قلمبند کیے، جو آگے چل کر فقہ مالکی کی بنیادی کتاب "المدوّنۃ للسحنون" کی تدوین کا سبب بنے۔ جیسا کہ امام ابوزرعہ رازی ؒ (م264ھ) اور حافظ ابن تیمیہ ؒ (م728ھ) وغیرہ نے تصریح کی ہے۔

(سؤالات البرزعی لابی زرعۃ الرازی، ص249۔ طبع: الفاروق الحدیثیۃ، القاهرہ؛ مجموع الفتاویٰ، ج20 ص331)

علاوہ ازیں محدث کبیر اور امام الجرح والتعدیل حافظ یحییٰ بن معین ؒ (م233ھ) بھی آپ ؒ سے کسبِ علم کرنے والوں میں سے ہیں، اور انہوں نے آپ ؒ کی تصنیف "الجامع الصغیر"، جو فقہ حنفی کی بنیادی کتب میں سے ہے، خود آپ ؒ سے لکھی ہے۔ چنانچہ امام موصوف فرماتے ہیں:

قَالَ سمعت يَحْيَى بْن معين يَقُولُ كتبت الجامع الصغير عن محمد بن الحسن. (تاریخ بغداد ج2 ص172)

ترجمہ: میں نے "الجامع الصغیر" امام محمد بن حسن ؒ سے لکھی تھی۔

حافظ ذہبی ؒ اور حافظ قاسم بن قطلوبغا ؒ وغیرہ حفاظ حدیث کی تصریح کے مطابق امام ابن معین ؒ نے آپ ؒ سے روایت حدیث بھی کی ہے۔

(مناقب ابی حنیفۃ وصاحبیہ، ص80؛ تاج التراجم، ص159)

امام محمد ؒ نے اگرچہ تمام علوم میں دسترس حاصل کی تھی لیکن چار علوم: حدیث، فقہ، نحو اور شعر وشاعری میں آپ ؒ کو خصوصی دلچسپی رہی۔ چنانچہ آپ ؒ کا خود اپنا بیان ہے:

"میرے والد نے ترکہ میں میرے لیے تیس ہزار درہم چھوڑے تھے۔ میں نے ان میں سے پندرہ ہزار درہم نحو اور شعر وشاعری سیکھنے میں لگا دیئے، اور باقی پندرہ ہزار درہم فقہ اور حدیث کی تحصیل میں خرچ کر دیئے"۔ (تاریخ بغداد وذیولہ ج2 ص170)

"فقہ" میں آپ ؒ کی عظمتِ شان کی اس سے بڑھ کر اور دلیل کیا ہو سکتی ہے کہ آپ ؒ امام اعظم ابوحنیفہ ؒ جیسے فقیہِ عظیم کے تلامذہ میں سے ہیں، جب کہ امام شافعی ؒ اور امام احمد بن حنبل ؒ وغیرہ جیسے ائمۂ فقہ کو آپ ؒ سے شرفِ تلمذ حاصل ہے۔ اسی طرح علمِ حدیث میں بھی آپ ؒ بلند پایہ مقام رکھتے ہیں۔ چنانچہ امام ابن سعد ؒ (م 230ھ) اور امام ابن عبدالبر ؒ (م 463ھ) کی تصریح کے مطابق آپ ؒ نے باقاعدہ تحصیلِ حدیث کی اور بکثرت احادیث کا سماع کیا۔

(الطبقات الکبریٰ، 7/248؛ الانتقاء، ص174)

حافظ ذہبی ؒ (م748ھ) آپ ؒ کو محدثین کے طبقہ میں شمار کرتے ہیں۔

(المعین فی طبقات المحدثین، ص68 رقم 700۔ طبع: دار الفرقان عمان، اردن)

امام عبدالکریم شہرستانی ؒ (م548ھ) نے آپ ؒ کو ائمۂ حدیث میں سے قرار دیا ہے۔ (الملل والنحل، ج1/ص6۔ طبع: المکتبۃ العصریۃ، بیروت)

جبکہ محدث شہیر امام دارقطنی ؒ (م385ھ) نے آپ ؒ کو ثقہ، حفاظ حدیث میں ذکر کیا ہے۔ (نصب الرایۃ، 1/408، 409۔ طبع: دار القبلۃ، جدۃ)

اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں لکھا ہے:

وعندی لایسحق الترک۔

(سوالات البرقانی للدارقطنی، ص131، ت:471،طبع الفارق الحدیثیۃ،القاہرۃ؛ تاریخ بغداد،2/177)

ترجمہ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ میرے نزدیک ترک کردینے کے مستحق نہیں ہیں۔

امام یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ (م233ھ) نے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے روایتِ حدیث کی ہے، جیسا کہ حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ محدثین کے حوالے سے گزرا ہے، اور ان کا آپ رحمۃ اللہ علیہ سے حدیث روایت کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ ان کے نزدیک ثقہ ہیں۔ چنانچہ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ (م852ھ) نے ''سعدان بن سعید اللیثی رحمۃ اللہ علیہ'' کے ترجمہ میں لکھا ہے:

روی عنہ یحییٰ بن معین۔ قلت: ویکفیہ روایۃ ابن معین عنہ۔

(لسان المیزان،3/19)

ترجمہ امام یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ نے اس سے روایت کی ہے۔ میں (حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہوں کہ ان کے (ثقہ ہونے) کے لیے امام ابن معین رحمۃ اللہ علیہ کا ان سے روایت کرنا ہی کافی ہے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کو قابلِ احتجاج سمجھتے ہیں، جیسا کہ حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے گزرا ہے۔

نیز امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی تعریف میں اس قدر روایات منقول ہیں کہ اہلِ علم نے ان کو تواتر کا درجہ دیا ہے۔ چنانچہ امام ابن الفرات رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

وکان الشافعی رضی اللہ عنہ یثنی علی محمد بن الحسن و یفضلہ، وقد تواتر عنہ بالفاظ مختلفۃ۔ (شذرات الذہب،1/323)

ترجمہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کی تعریف اور فضیلت بیان کرتے تھے اور ان سے مختلف الفاظ میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی تعریف وفضیلت بیان کرنا تواتر سے ثابت ہے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی طرح امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کی بزرگی کے قائل

ہیں۔ چنانچہ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ (م852ھ) لکھتے ہیں:

وکان الشافعی یعظمہ فی العلم و کذلك احمد۔ (تعجیل المنفعۃ،ص409)

ترجمہ جیسے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ علم میں امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کی عظمت کے قائل ہیں، ایسے ہی امام احمد رحمۃ اللہ علیہ بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کی تعظیم کرتے تھے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے استاذ امام علی بن مدینی رحمۃ اللہ علیہ (م204ھ) نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو حدیث میں ''صدوق'' قرار دیا ہے۔ (تاریخ بغداد وذیولہ،2/178)

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ (م458ھ) جیسے محدث آپ رحمۃ اللہ علیہ کی حدیث کو ''صحیح'' قرار دیتے ہیں۔ (السنن الکبریٰ بیہقی، ج8ص100رقم16060)

خاتمۃ الحفاظ امام محمد بن یوسف صالحی شافعی رحمۃ اللہ علیہ (م942ھ) ارقام فرماتے ہیں:

ان الثقات الائمۃ من اصحاب الامام ابی حنیفۃ... کالامام ابی یوسف والامام محمد بن الحسن۔ (عقود الجمان،ص62)

ترجمہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے تلامذہ میں سے ثقہ ائمہ جیسا کہ امام ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ اور امام محمد بن حسن رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

7 امام حسن بن زیاد لؤلؤی رحمۃ اللہ علیہ (م204ھ)

فقہ حنفی میں امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے بعد امام حسن بن زیاد رحمۃ اللہ علیہ کا مقام ومرتبہ ہے، اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کا شمار بھی امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مشہور وکبار تلامذہ میں ہوتا ہے۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ (م748ھ) آپ رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں فرماتے ہیں:

وتفقہ علی ابی حنیفۃ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

(میزان الاعتدال ج1ص491رقم1849؛ لسان المیزان، ج2ص208رقم927)

ترجمہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے فقہ کی تعلیم حاصل کی۔

نیز ذہبی رحمۃ اللہ علیہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مناقب میں لکھتے ہیں:

تَفَقَّهَ بِهٖ جَمَاعَةٌ مِنَ الْكِبَارِ۔ (مناقب ابی حنیفۃ وصاحبیہ،ص19)

ترجمہ: آپ رحمۃ اللہ علیہ سے بڑے بڑے فقہاء نے فقاہت سیکھی ہے۔

پھر ان کبار فقہاء کی فہرست میں حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے امام حسن بن زیاد رحمۃ اللہ علیہ کو بھی ذکر کیا ہے۔ (مناقب ابی حنیفۃ وصاحبیہ، ص20)

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے فقہ کی تعلیم حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ حدیث کا سماع بھی کیا تھا۔ چنانچہ علامہ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ (م463ھ) آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمہ میں فرماتے ہیں:

احد اصحاب ابی حنیفۃ الفقیہ، حدث عن ابی حنیفۃ۔

(تاریخ بغداد وذیولہ، 7/328)

ترجمہ: آپ رحمۃ اللہ علیہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فقیہ کے اصحاب میں سے ہیں، اور آپ رحمۃ اللہ علیہ نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے حدیث کی روایت کی ہے۔

مشہور مورّخ علامہ ابن الندیم رحمۃ اللہ علیہ (م385ھ) آپ رحمۃ اللہ علیہ کا تعارف کراتے ہوئے لکھتے ہیں:

وھو الحسن بن زیاد اللؤلؤی، ویکنی ابا علی، من اصحاب ابی حنیفۃ، ممن اخذ عنہ وسمع منہ۔ (الفہرست، ص258)

ترجمہ: امام الحَسَنُ بْنُ زِیَادِ اللُّؤْلُئِیُّ (حسن بن زیاد لؤلؤی) رحمۃ اللہ علیہ، کہ جن کی کنیت ابوعلی ہے، آپ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے ان تلامذہ میں سے ہیں جنہوں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے اخذِ علم کیا، اور آپ رحمۃ اللہ علیہ سے حدیث کی سماعت کی۔

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ امام زفر رحمۃ اللہ علیہ اور امام ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ سے استفادہ کرتے رہے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے:

وکان ابویوسف اوسع صدرا الی التعلیم من زفر۔ (الجواہر المضیۃ، 1/193)

ترجمہ: امام ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ علم سکھانے میں امام زفر رحمۃ اللہ علیہ سے زیادہ وسیع الصدر تھے۔

نیز آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مکہ مکرمہ کے مشہور محدث اور صحاح ستہ کے مرکزی راوی امام ابن جریج رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر محدثین سے بھی حدیث کا درس لیا تھا۔ چنانچہ امام ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ

(م327ھ) آپ رحمۃ اللہ علیہ کے اساتذہ حدیث گناتے ہوئے لکھتے ہیں:

روی عن سعید بن عبید الطائی وابن جریج ومالک بن مغول وایوب بن عتبۃ والحسن بن عمارۃ۔ (الجرح والتعدیل، 3/15)

ترجمہ: امام ابن زیاد رحمۃ اللہ علیہ نے سعید بن عبید الطائی رحمۃ اللہ علیہ، ابن جریج رحمۃ اللہ علیہ، مالک بن مغول رحمۃ اللہ علیہ، ایوب بن عتبہ رحمۃ اللہ علیہ اور حسن بن عمارۃ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی ہے۔

علاوہ ازیں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے قرآن مجید کی قرأت کی سند امام زکریا بن سیاء رحمۃ اللہ علیہ، جو قراء سبعہ میں سے مشہور قاری امام عاصم بن ابی النجود رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد ہیں، سے لی تھی۔

چنانچہ امام ابن خلفون رحمۃ اللہ علیہ (م636ھ) نے ''الثقات'' میں زکریا بن سیاء رحمۃ اللہ علیہ کا تعارف کراتے ہوئے لکھا ہے:

روی القراءات عن عاصم، وروی عنہ الحسن بن زیاد اللؤلؤی۔

(تعجیل المنفعۃ، ص169)

ترجمہ: انہوں نے قرأتِ قرآن کو امام عاصم رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے، اور ان سے امام حسن بن زیاد لؤلؤی رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں۔

اسی طرح آپ رحمۃ اللہ علیہ نے قرأت کو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے بھی روایت کیا ہے۔

(غایۃ النہایۃ فی طبقات القراء، 2/324)

خود امام لؤلؤی رحمۃ اللہ علیہ بھی ایک کامیاب مدرّس رہے، اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے چشمۂ علم سے بڑے بڑے لوگ سیراب ہوئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے تلامذہ میں امام اسماعیل بن حماد بن ابی حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ، امام محمد بن شجاع ثلجی رحمۃ اللہ علیہ، امام اسحاق بن بہلول رحمۃ اللہ علیہ، امام محمد بن سماعہ رحمۃ اللہ علیہ اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے برادرزادے امام ولید بن حماد لؤلؤی رحمۃ اللہ علیہ زیادہ قابلِ ذکر ہیں۔

امام لؤلؤی رحمۃ اللہ علیہ بھی امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے دیگر تلامذہ کی طرح تمام علوم خصوصاً فقہ اور حدیث کے جامع تھے۔ فقہ میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مقام اس قدر بلند تھا کہ امام یحییٰ بن آدم رحمۃ اللہ علیہ (م203ھ)، جو کہ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ اور امام اسحاق بن راھویہ رحمۃ اللہ علیہ جیسے

ائمہ فقہ کے استاذ ہیں، فرماتے ہیں:

مارأیت افقہ من الحسن بن زیاد. (اخبار ابی حنیفۃ واصحابہ، ص135 للصیمری ؒ)

ترجمہ: میں نے امام حسن بن زیاد ؒ سے بڑا فقیہ کوئی نہیں دیکھا۔

حافظ ذہبی ؒ (م748ھ) آپ ؒ کو ''رأس فی الفقہ'' (فقہ میں سردار) کہتے ہیں۔ (العبر، 1/270)

علم حدیث میں بھی آپ ؒ کا پایہ بہت بلند تھا، اور آپ ؒ ایک کثیر الحدیث محدث تھے۔ چنانچہ حافظ ابوسعد السمعانی ؒ (م562ھ) آپ ؒ کے بارے میں فرماتے ہیں:

وکان حافظا لروایات ابی حنیفۃ. (کتاب الانساب، 4/196)

ترجمہ: آپ ؒ امام ابوحنیفہ ؒ کی روایت کردہ احادیث کے حافظ تھے۔

علامہ خطیب بغدادی ؒ (م463ھ) نے تصریح کی ہے کہ امام لؤلؤی ؒ نے امام ابوحنیفہ ؒ سے بڑی کثرت سے احادیث روایت کی ہیں۔

(تاریخ بغداد وذیولہ، 7/328)

اسی طرح آپ ؒ نے امام ابن جریج ؒ محدث سے بھی بکثرت احادیث لکھی تھیں۔ چنانچہ خود آپ ؒ کا اپنا بیان ہے:

کتبت عن ابن جریج اثنتی عشر الف حدیث کلھا یحتاج الیھا الفقہاء. (تاریخ بغداد وذیولہ، 7/325)

ترجمہ: میں نے امام ابن جریج ؒ سے ایسی بارہ ہزار (12000) احادیث لکھی ہیں جن کی طرف فقہاء محتاج ہیں۔

امام ابن حبان ؒ (م354ھ) نے آپ ؒ کو ''الثقات'' (ثقہ راویوں) میں شمار کیا ہے۔ (کتاب الثقات، 8/167)

امام مسلمہ بن قاسم القرطبی ؒ (م353ھ) بھی آپ ؒ کو روایت حدیث میں ثقہ قرار دیتے ہیں۔ (لسان المیزان، 2/250)

امام ابوعوانہ ؒ (م316ھ) نے اپنی ''الصحیح'' میں آپ ؒ کی احادیث کی تخریج کی ہے۔ (لسان المیزان، 2/250)

قَالَ: ثنا الْحَسَنُ بْنُ زِيَادٍ قَالَ: ثنا مَالِكُ بْنُ مِغْوَلٍ.....

(مستخرج أبي عوانة، ج1 ص20 رقم16۔ المؤلف: أبو عوانة يعقوب بن إسحاق بن إبراهيم النيسابوري الإسفراييني (المتوفى: 316ھ). الناشر: دار المعرفة - بيروت)

مولانا عبدالرحمٰن مبارکپوری ؒ صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

حافظ ابوعوانہ ؒ کی سند کا صحیح ہونا بھی ظاہر ہے، کیونکہ انہوں نے اپنی صحیح میں صحت کا التزام کیا ہے۔ (تحقیق الکلام، 2/122۔ طبع: عبدالتواب اکیڈمی، ملتان)

اسی طرح امام حاکم نیشاپوری ؒ (م405ھ) نے بھی ''المستدرک علی الصحیحین'' میں آپ ؒ سے تخریج حدیث کی ہے۔ (لسان المیزان، 2/251)

ثنا الْحَسَنُ بْنُ زِيَادٍ، عَنْ أَبِي مَعْشَرٍ، عَنْ شُرَحْبِيلَ بْنِ سَعْدٍ الْقُرَشِيِّ...

(مستدرک حاکم ج3 ص123 رقم4592)

بزرگ غیر مقلد عالم مولانا سلطان محمود صاحب ؒ نے ''المستدرک للحاکم'' کے تعارف میں لکھا ہے:

''جس کتاب میں کسی مصنف کی ملحوظ شرائط کے مطابق ایسی صحیح احادیث جمع کی جائیں جو اس مصنف نے اپنی کتاب میں درج نہ کی ہوں، جیسے مستدرک حاکم''۔

(اصطلاحات المحدثین، ص29۔ طبع: مکتبہ فاروقیہ، ملتان)

معلوم ہوا کہ امام لؤلؤی ؒ کی احادیث امام بخاری ؒ اور امام مسلم ؒ کی شرائط کے مطابق صحیح ہیں اور آپ ؒ ثقہ ہیں۔

امام عبدالقادر قرشی ؒ (م775ھ)، جو کہ حافظ عراقی ؒ وغیرہ حفاظِ حدیث کے استاذ ہیں، انہوں نے امام لؤلؤی ؒ کو ''علماء اخیار'' (باکمال اہلِ علم) میں شمار کیا ہے، اور آپ ؒ کی سندِ حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔

(الحاوی فی بیان آثار الطحاوی، 2/209)

شارح بخاری امام بدرالدین عینی رحمۃ اللہ علیہ (م 855ھ) نے لکھا ہے:

كان الحسن بن زياد محبًا للسنة جدًا مشهورًا بالدين المتين، كثير الفقه والحديث، عفيف النفس، فمن هذه صفاته كيف يرمى بالكذب؟!

(مغاني الأخيار في شرح أسامي رجال معاني الآثار، ج1 ص 197 ۔ المؤلف: أبو محمد محمود بن أحمد بن موسى بن أحمد بن حسين الغيتابى الحنفى بدر الدين العينى (المتوفى: 855ھ) الناشر: دار الكتب العلمية، بيروت-لبنان)

ترجمہ: امام لؤلؤی رحمۃ اللہ علیہ سنت کے بہت زیادہ محب، دین متین کے ساتھ مشہور، کثیر الفقہ والحدیث اور پاک دامن انسان تھے۔ لہٰذا جو شخص ان صفات کے ساتھ موصوف ہو، اُس کو بعض لوگوں کے (بے بنیاد) الزامات کی وجہ سے کیسے مجروح ثابت کیا جاسکتا ہے؟۔

امام لؤلؤی رحمۃ اللہ علیہ سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے برادرزادے امام ولید بن حماد رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ امام زفر رحمۃ اللہ علیہ اور امام ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ کو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں کیسے دیکھتے تھے؟'' ۔آپ رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا:

كعصفورين قد انقض عليهما بازى. (الجواہر المضیئۃ، 2/209)

ترجمہ: جیسے دو چڑیاں باز کے مقابلے میں ہوں۔

8 امام عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ (م 181ھ)

محدث کبیر امام عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ، جن کا تذکرہ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ (م 676ھ) نے ان لفظوں سے کیا ہے:

الإمام المجمع على إمامته وجلالته في كل شىء، الذى تستنزل الرحمة بذكره، وترتجا المغفرة بحبه. (تهذيب الأسماء واللغات ج1 ص285 رقم 329)

ترجمہ: وہ امام جن کی امامت وجلالت پر ہر باب میں عموماً اجماع کیا گیا ہے، جن کے ذکر سے خدا کی رحمت نازل ہوتی ہے، اور جن کی محبت سے مغفرت کی امید کی جاسکتی ہے۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ (م 748ھ) ان کے ترجمے کا آغاز ان لفظوں سے کرتے ہیں:

الامام، الحافظ، العلامة، شيخ الاسلام، فخر المجاهدين، قدوة الزاهدين... صاحب التصانيف النافعة والرحلات الشاسعة.

(تذکرۃ الحفاظ، ج1 ص201، 202)

امام الجرح والتعدیل حافظ یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ (م 233ھ) ان کو ''سيّد مِن سَادَاتِ الْمُسْلِمِين'' قرار دیتے ہیں۔ اور فرماتے ہیں:

انہوں نے بیس ہزار حدیثیں روایت کی ہیں۔ (تذکرۃ الحفاظ، ج1 ص202)

عابد الحرمین امام فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ (م 187ھ) کا قول ہے:

''رَبِّ کعبہ کی قسم! میری آنکھوں نے عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ جیسا شخص نہیں دیکھا''۔ (تذکرۃ الحفاظ، ج1 ص203)

امام اسماعیل بن عیاش رحمۃ اللہ علیہ (م 181ھ) فرماتے ہیں:

''اس روئے زمین پر عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ جیسا کوئی شخص نہیں ہے، اور میں نہیں جانتا کہ اللہ تعالیٰ نے کوئی ایسی خوبی پیدا کی ہو جو عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ میں نہ رکھی ہو۔ (تذکرۃ الحفاظ، ج1 ص202)

امام شعبہ رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۶۰ھ) فرماتے ہیں:

''ہمارے ہاں عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ جیسا شخص نہیں آیا''۔

(تذکرۃ الحفاظ، ج1 ص202)

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ (م 241ھ) کا فرمان ہے:

''عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کے زمانہ میں ان سے زیادہ علم کی طلب کرنے والا کوئی نہیں تھا''۔ (تذکرۃ الحفاظ، ج1 ص202)

امام یحییٰ بن آدم رحمۃ اللہ علیہ (م 203ھ) فرماتے تھے:

''جب میں دقیق مسائل تلاش کرتا ہوں اور ان کو عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کی کتابوں میں نہیں پاتا تو میں مایوس ہوجاتا ہوں''۔ (تذکرۃ الحفاظ، ج1، ص202)

علمِ حدیث میں امام ابن المبارک رحمۃ اللہ علیہ کا پایہ اتنا بلند تھا کہ ''اَمِیْرُ الْمؤمنین فِی الْحَدِیْث'' کے لقب سے مشہور تھے۔ انہوں نے طلبِ حدیث میں ہزاروں اساتذہ حدیث کے سامنے زانوئے تلمذتہ کیے۔ جیسا کہ خود ان کا اپنا بیان ہے:

حملت عن اربعة آلاف شيخ فرويت عن الف منهم۔

(تذکرۃ الحفاظ، ج1، ص203)

ترجمہ میں نے چار ہزار (4000) اساتذہ سے علم حاصل کیا اور ان میں سے ایک ہزار سے روایتِ حدیث بھی کی ہے۔

لیکن ان تمام اساتذہ میں انہوں نے سب سے زیادہ جن سے استفادہ کیا اور جن کے علمی احسانات کا ہمیشہ اعتراف کرتے رہے، وہ دو شخص ہیں، ایک امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور دوسرے امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ۔ چنانچہ آپ رحمۃ اللہ علیہ خود فرماتے ہیں:

لولا ان الله تعالى اغاثني بابي حنيفة وسفيان كنت كسائر الناس۔

(تاریخ بغداد وذیولہ، ج13، ص337)

ترجمہ اگر اللہ تعالیٰ نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کے ذریعہ میری مدد نہ کی ہوتی تو میں عام لوگوں کی طرح ہوتا۔

نیز فرمایا:

عَنِ ابْنِ الْمُبَارَكِ قَالَ: "لَوْلَا أَنَّ اللهَ قَدْ أَدْرَكَنِي بِأَبِي حَنِيفَةَ وَسُفْيَانَ لَكُنْتُ بِدْعِيًّا"۔

(مناقب الإمام أبي حنيفة وصاحبيه، ص30، للذہبیؒ؛ فضائل ابی حنیفۃ، ص84، لابن ابی العوام)

ترجمہ اگر اللہ نے مجھے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ سے نہ ملایا ہوتا تو میں بدعتی ہوتا۔

خصوصاً امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں فرماتے ہیں:

لولم الق ابا حنيفة لكنت من المفاليس في العلم۔

(مناقب ابی حنیفۃ، ص307، للمکیؒ)

ترجمہ اگر میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے ملا نہ ہوتا تو میں علم کے مفلسوں میں سے ہوتا۔

امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مخالفین کے بارے میں فرماتے تھے:

ابْنُ أَبِي رِزْمَةَ، عَنْ عَبْدَانَ، أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ الْمُبَارَكِ، يَقُولُ: "إِذَا سَمِعْتُهُمْ يَذْكُرُونَ أَبَا حَنِيفَةَ بِسُوءٍ سَاءَنِي ذٰلِكَ، وَأَخَافُ عَلَيْهِمُ الْمَقْتَ مِنَ اللهِ تَعَالَى"۔ (مناقب ابی حنیفۃ ص36، للذہبیؒ؛ فضائل ابی حنیفۃ، ص75، لابن ابی العوام)

ترجمہ جب یہ لوگ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا تذکرہ برائی سے کرتے ہیں تو مجھے تکلیف ہوتی ہے اور میں ڈرتا ہوں کہ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی مخالفت کرنے کی وجہ سے کہیں ان لوگوں پر اللہ کا عذاب نہ نازل ہوجائے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ جہاں بھی جاتے امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا دفاع کرتے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ پر کیے گئے اعتراضات کے جوابات دیتے۔ چنانچہ ایک دفعہ بیروت تشریف لے گئے اور وہاں امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ (م 157ھ) سے ان کی ملاقات ہوئی تو دورانِ ملاقات انہوں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا: ''اے خراسانی! یہ ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کون بدعتی کوفہ میں پیدا ہوا ہے؟''۔ عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''میں ان کو کوئی جواب دیے بغیر اپنے گھر آگیا اور تین دن امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی کتابیں دیکھتا رہا اور اُن سے اچھے اچھے مسائل نکال کر ایک کتاب تیار کر لی، اور تیسرے دن امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ کی مسجد میں جہاں، وہ مؤذن اور امام تھے، ان سے ملنے چلا گیا۔ انہوں نے جب میرے ہاتھ میں کتاب دیکھی، تو فرمانے لگے: ''یہ کتاب کونسی ہے؟''۔ میں نے وہ کتاب ان کو پکڑا دی۔ انہوں نے اس کو پڑھنا شروع کر دیا۔ دورانِ مطالعہ ان کی نظر ایک مسئلہ پر پڑی، جس پر میں نے لکھا ہوا تھا: ''قال النعمان''۔ وہ اذان کے بعد کھڑے کھڑے ہی اس کتاب کو پڑھتے رہے، یہاں تک کہ اس کا ابتدائی حصہ پڑھ لیا۔ پھر کتاب اپنی آستین میں رکھ لی اور نماز پڑھائی۔ نماز سے فارغ ہو کر کتاب کا بقیہ حصہ

پڑھنا شروع کیا، یہاں تک کہ پوری کتاب پڑھ لی۔ پھر مجھ سے فرمایا: ''اے خراسانی! یہ نعمان بن ثابت رحمۃ اللہ علیہ کون شخص ہیں؟''۔ میں نے جواب دیا: ''یہ ایک شیخ ہیں، جن سے میں عراق میں ملا تھا''۔ فرمانے لگے:

هذا نبيل من المشايخ، اذهب فاستكثر منه۔

ترجمہ: یہ شخص تو کوئی بڑا معزز شیخ معلوم ہوتا ہے۔ تم جاؤ اور ان سے زیادہ سے زیادہ علم حاصل کرو۔

اس پر میں نے ان سے کہا: ''یہ وہی ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں جن سے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے منع فرمایا تھا''۔

اس کے بعد امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ کی مکہ مکرمہ میں ملاقات ہوگئی اور پھر ان کے آپس میں متعدد اجتماعات ہوئے۔ میں نے دیکھا کہ امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے ان مسائل میں بحث کر رہے تھے جو میری تحریر میں انہوں نے پڑھے تھے اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ میری تحریر سے بھی اچھی طرح ان مسائل کی وضاحت کر رہے تھے۔ جب دونوں جدا ہوئے تو اس کے بعد میں امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ سے ملا، تو انہوں نے مجھ سے فرمایا:

غبطت الرجل بكثرة علمه ووفور عقله، واستغفر الله، لقد كنت في غلط ظاهر، الزم الرجل فانه يخالف ما بلغني عنه۔

(تاریخ بغداد وذیولہ، ج13 ص338؛ عقود الجمان، ص192)

ترجمہ: مجھے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ پر اُن کی کثرتِ علم اور وفورِ عقل پر رشک آیا ہے۔ میں اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کرتا ہوں کہ میں کھلی غلطی میں تھا۔ تم ان کو لازم پکڑو، مجھے ان کے بارے میں جو خبر ملی تھی وہ اصل حقیقت کے بالکل خلاف تھی۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ (م748ھ) اور حافظ ابن تغری بردی رحمۃ اللہ علیہ (م874ھ) نے امام ابن المبارک رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمہ میں لکھا ہے:

وَقَدْ تَفَقَّهَ ابْنُ الْمُبَارَكِ بِأَبِي حَنِيْفَةَ، وَهُوَ مَعْدُوْدٌ فِي تَلَامِذَتِهٖ۔

(سیر اعلام النبلاء، ج7 ص384، رقم الترجمہ:1283: دار الحدیث-القاھرۃ؛ النجوم الزاھرۃ، 2/133)

ترجمہ: امام ابن المبارک رحمۃ اللہ علیہ نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے فقہ کی تعلیم حاصل کی تھی اور وہ ان کے تلامذہ میں شمار ہوتے ہیں۔

9 امام یحییٰ بن سعید قطان رحمۃ اللہ علیہ (م198ھ)

یہ وہی شخص ہیں جنہوں نے سب سے پہلے فنِ اسماء الرجال کو مدوّن کیا۔ حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ (748ھ) نے ان کا ترجمہ ''اَلْاِمَامُ الْعَلَمُ'' اور ''سَیِّدُ الْحُفَّاظِ'' کے القاب سے شروع کیا ہے۔ (تذکرۃ الحفاظ، ج1 ص218-ترجمہ280)

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ، امام یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ، امام علی بن مدینی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ مشہور ائمہ حدیث ورجال ان ہی کے شاگرد ہیں۔ امام ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ ''کتاب الثقات'' میں لکھتے ہیں:

وَمِنْهُ تعلم علم الحَدِيث أَحْمد بْن حَنْبَل وَيَحْيَى بْن مَعِين وَعلى بْن الْمَدِينِيّ وَسَائِر شُيُوخنَا۔ (الثقات لابن حبان ج7 ص611 رقم11713)

ترجمہ: امام قطان رحمۃ اللہ علیہ سے ہی امام احمد رحمۃ اللہ علیہ، امام یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ، امام علی بن مدینی رحمۃ اللہ علیہ اور ہمارے دیگر ائمہ حدیث نے علمِ حدیث حاصل کیا ہے۔

امام اسحاق بن ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ (م۲۵۷ھ) فرماتے ہیں:

''امام یحییٰ قطان رحمۃ اللہ علیہ عصر کی نماز کے بعد درسِ حدیث دینے کے لیے بیٹھتے، تو امام علی بن مدینی رحمۃ اللہ علیہ، امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ، امام یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ، امام شاذکونی رحمۃ اللہ علیہ اور امام عمرو بن علی رحمۃ اللہ علیہ عصر سے لے کر مغرب تک ان کے سامنے احتراماً کھڑے رہتے تھے اور احادیث سے متعلق ان سے سوالات کرتے رہتے تھے۔

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے:

''میں نے یحییٰ قطان رح جیسا شخص نہیں دیکھا''۔

نیز فرماتے ہیں: ''یہ ''اَثْبَتُ النَّاس'' (لوگوں میں سب سے زیادہ پختہ کار) تھے اور

میں نے کسی ایسے شخص سے حدیث نہیں لکھی جو ان جیسا ہو"۔

امام علی بن مدینی رحمۃ اللہ علیہ (م 204ھ) فرماتے ہیں:

"میں نے اسماء الرجال کو یحیٰی قطان رحمۃ اللہ علیہ سے زیادہ جاننے والا شخص کوئی نہیں دیکھا"۔

امام یحیٰی بن معین رحمۃ اللہ علیہ (م 233ھ) فرماتے ہیں: مجھ سے امام عبدالرحمٰن بن مہدی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: "تونے اپنی آنکھ سے یحیٰی قطان رحمۃ اللہ علیہ جیسا شخص نہیں دیکھا ہوگا"۔

نیز امام یحیٰی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "میں امام یحیٰی قطان رحمۃ اللہ علیہ کے پاس بیس سال رہا۔ وہ ہر رات ایک قرآن مجید ختم کرتے اور چالیس (40) سال تک ان کی نمازِ چاشت مسجد میں فوت نہیں ہوئی"۔

امام بزار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "ھو امام اھل زمانہ"۔

ترجمہ — امام قطان رحمۃ اللہ علیہ اپنے اہلِ زمانہ کے امام ہیں۔

امام ابن عمار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "فاذا تکلم انصت لہ الفقھاء"۔

ترجمہ — جب امام قطان رحمۃ اللہ علیہ بات کرتے تھے تو فقہاء ان کے سامنے خاموش ہوجاتے تھے۔

امام خلیلی رحمۃ اللہ علیہ (م 446ھ) فرماتے ہیں:

واحتج بہ الائمۃ کلھم، وقالوا من ترکہ یحیٰی ترکناہ۔

(دیکھئے: تذکرۃ الحفاظ، ج1،ص218، 219؛ تہذیب التہذیب، ج11،ص216 تا 220؛ الجواہر المضیئۃ، ج2،ص212، 213)

ترجمہ — تمام ائمہ نے ان سے حجت پکڑی ہے اور کہا ہے کہ جس کو امام قطان رحمۃ اللہ علیہ ترک کردیں، ہم بھی اس کو ترک کردیتے ہیں۔

فقہ، حدیث اور اسماء الرجال کے یہ عظیم الشان امام بھی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے شرفِ تلمذ رکھتے ہیں، اور انہوں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے احادیث روایت کرنے کے علاوہ فقہی مسائل میں بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ سے بہت زیادہ استفادہ کیا۔ چنانچہ علامہ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ (م 463ھ) نے خود امام یحیٰی قطان رحمۃ اللہ علیہ کا اپنا بیان نقل کیا ہے:

جالسنا ابا حنیفۃ و سمعنا منہ، و کنت واللہ اذا نظرتُ الیہ عرفت فی

وجھہ انہ یتقی اللہ عز و جل۔ (تاریخ بغداد وذیولہ، ج13،ص351)

ترجمہ — ہم امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی مجلسِ درس میں بیٹھے ہیں اور اُن سے حدیثیں سنی ہیں، اللہ کی قسم! جب میں ان کے چہرے کی طرف دیکھتا تھا، تو ان کے چہرے سے ہی معلوم ہو جاتا تھا کہ یہ اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والے ہیں۔

امام یحیٰی بن معین رحمۃ اللہ علیہ (م 233ھ) امام قطان رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کرتے ہیں:

لانکذب اللہ ماسمعنا احسن من رائی ابی حنیفۃ وقد اخذنا باکثر اقوالہ۔ (تہذیب الکمال، ج29ص433)

ترجمہ — ہم اللہ کی تکذیب نہیں کرتے، ہم نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی رائے سے بہتر رائے کسی کی نہیں سنی اور ہم نے ان کے اکثر اقوال کو لیا ہے۔

نیز فرمایا:

کم من شئی حسن قالہ ابوحنیفۃ۔ (الانتقاء، ص132)

ترجمہ — کتنی ہی اچھی باتیں ہیں جو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمائی ہیں۔

10 امام یحیٰی بن زکریا بن ابی زائدہ رحمۃ اللہ علیہ (م 182ھ)

یہ کوفہ کے جلیل القدر محدث اور مشہور حافظ الحدیث ہیں۔ ان کے فخر کے لیے یہی کافی ہے کہ کبار ائمہ حدیث مثلاً: امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ، امام یحیٰی بن معین رحمۃ اللہ علیہ اور امام ابوبکر بن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ ان کے تلامذہ حدیث میں شامل ہیں۔

علمِ حدیث میں ان کی جلالتِ قدر اور عظمتِ شان کی گواہی تمام اَجلّہ محدثین دیتے ہیں۔ چنانچہ امام علی بن مدینی رحمۃ اللہ علیہ (م 204ھ) فرماتے ہیں:

"سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کے بعد روایتِ حدیث میں ان سے اثبت (پختہ) کوئی نہیں تھا"۔

نیز فرماتے ہیں:

"یحیٰی بن زکریا رحمۃ اللہ علیہ کے زمانہ میں علم ان پر آکر ختم ہوگیا"۔

امام ابوحاتم رحمۃ اللہ علیہ (م 277ھ) فرماتے ہیں:

''یہ مستقیم الحدیث، ثقہ اور صدوق تھے''۔

امام عجلی رحمۃ اللہ علیہ (م 261ھ) کا بیان ہے:

''یہ ثقہ ہیں اور ان لوگوں میں سے ہیں جو حدیث اور فقہ دونوں کے جامع تھے''۔

امام یعقوب بن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ (م 262ھ) کہتے ہیں:

''یہ ثقہ، حسن الحدیث اور کوفہ کے فقہاء محدثین میں سے ہیں''۔

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے پوتے امام اسماعیل بن حماد رحمۃ اللہ علیہ (م 212ھ) فرماتے ہیں:

یحیی بن زکریا بن ابی زائدۃ فی الحدیث مثل العروس المعطرۃ۔

(تہذیب الکمال فی أسماء الرجال؛ ج31 ص305 تا314 رقم6826؛ تہذیب التہذیب، ج9، ص436 تا437 رقم7593؛ تذکرۃ الحفاظ، ج1، ص196)

ترجمہ: یحییٰ بن زکریا بن ابی زائدہ رحمۃ اللہ علیہ حدیث میں مہکتی دلہن کی طرح ہیں۔

موصوف امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے خاص تلامذہ میں سے ہیں اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ ان کا اتنا گہرا تعلق تھا کہ ''صاحب ابی حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ'' کہلاتے تھے۔ چنانچہ حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ (م 748ھ) ان کے تعارف میں فرماتے ہیں:

الحافظ، الثبت، المتقن، الفقیہ... صاحب ابی حنیفۃ۔

(تذکرۃ الحفاظ، 1/196)

علامہ ابن العماد حنبلی رحمۃ اللہ علیہ (م 1089ھ) ان کے ترجمہ میں لکھتے ہیں:

وکان من اصحاب ابی حنیفۃ، وکان ثبتا متقنا۔ (شذرات الذہب، 1/298)

ترجمہ: امام یحییٰ بن زکریا رحمۃ اللہ علیہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے اصحاب میں سے تھے، اور پختہ کار اور مضبوط محدث تھے۔

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے جن چالیس تلامذہ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی فقہ سے متعلق کتب تدوین کی تھیں، ان میں سے جو دس متقدم تلامذہ تھے، ان میں ایک امام یحییٰ بن زکریا رحمۃ اللہ علیہ بھی تھے۔ اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں تحریر و کتابت کی خدمت بھی ان ہی کے سپرد تھی۔

چنانچہ امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ (م 321ھ) نے سند متصل کے ساتھ امام اسد بن فرات رحمۃ اللہ علیہ (م 213ھ) سے نقل کیا ہے:

حدثني أسد بن الفرات قال: "كان أصحاب أبي حنيفة الذين دونوا الكتب أربعين رجلا وكان في العشرة المتقدمين أبو يوسف وزفر وداود الطائي وأسد بن عمرو ويوسف بن خالد السمتي ويحيى بن زكريا بن أبي زائدة وهو الذي كان يكتبها لهم ثلاثين سنة"۔

(الجواہر المضیۃ، ج1، ص140 رقم308، ج2 ص211، 212 رقم665؛ مغاني الأخيار في شرح أسامي رجال معاني الآثار ج3 ص206؛ الفوائد البهية في تراجم الحنفية ص45، ص224)

ترجمہ: امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے تلامذہ، جنہوں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی کتب تدوین کی ہیں، چالیس تھے۔ ان میں سے جو دس متقدمین (چوٹی کے) تلامذہ تھے ان میں سے چند حضرات یہ ہیں: امام ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ، امام زفر رحمۃ اللہ علیہ، امام داؤد طائی رحمۃ اللہ علیہ، امام اسد بن عمرو رحمۃ اللہ علیہ، امام یوسف بن خالد سمتی رحمۃ اللہ علیہ (استاذ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ) اور یحییٰ بن زکریا بن ابی زائدہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام یحییٰ رحمۃ اللہ علیہ ہی ان حضرات کے لیے کتابت کی خدمات سرانجام دیتے تھے۔

امام یحییٰ رحمۃ اللہ علیہ کے والد امام زکریا بن ابی زائدہ رحمۃ اللہ علیہ (م 148ھ)، جو خود بھی ایک جلیل القدر محدث ہیں اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے اُن معاصرین میں سے ہیں جنہوں نے معاصرت کے باوجود آپ رحمۃ اللہ علیہ سے استفادہ کیا، موصوف اپنے صاحبزادے امام یحییٰ رحمۃ اللہ علیہ کو امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے درس میں شریک ہونے کی برابر تلقین کرتے رہتے تھے، اور ایک دفعہ انہوں نے امام یحییٰ رحمۃ اللہ علیہ کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا:

قال يحيى بن زكريا قال لي أبي: "يا بني! عليك بالنعمان ابن ثابت فخذ عنه قبل أن يفوتك"۔ (الجواہر المضیۃ، ج1 ص244 رقم623)

ترجمہ: اے میرے بیٹے! نعمان بن ثابت رحمۃ اللہ علیہ (امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ) کی صحبت لازم پکڑو اور

اُن سے علم حاصل کرلو،قبل اس کے کہ تم ان کو کھودو۔

امام یحییٰ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”میں بسا اوقات امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ اپنے والد صاحب کو دکھاتا تو وہ اس کو دیکھ کر بڑے متعجب ہوتے“۔

(الجواہر المضیئۃ، ج1،ص244رقم623)

امام ابوبشر دولابی رحمۃ اللہ علیہ (م 310ھ) نے اپنی سند کے ساتھ امام یحییٰ رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے:

انما عرف فضل ابی حنیفۃ من رأہ وسمع کلامہ۔

(مناقب الائمۃ الاربعۃ،ص73،للمقدسیؒ؛ ”فضائل ابی حنیفۃ“،ص106،لابن ابی العوامؒ)

ترجمہ: امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی فضیلت وہی شخص پہچان سکتا ہے جس نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا ہے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کی گفتگو کو سنا ہے۔

حافظ ابوعبداللہ صیمری رحمۃ اللہ علیہ (م 436ھ) ان کو ”اصحاب ابی حنیفۃ رحمۃ اللہ علیہ“ میں شمار کرتے ہیں۔اور ان کے بارے میں لکھتے ہیں:

کان یحیی بن زکریا بن ابی زائدۃ احفظ اھل زمانہ للحدیث وافقھھم مع مجالسۃ کثیرۃ لأبی حنیفۃ وابن ابی لیلیٰ، ودین وورع۔

(اخبار ابی حنیفۃ واصحابہ،ص156)

ترجمہ: امام یحییٰ بن زکریا بن ابی زائدہ رحمۃ اللہ علیہ اپنے اہلِ زمانہ میں سب سے بڑے حافظ الحدیث اور فقیہ تھے۔اس کے باوجود یہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام ابن ابی لیلیٰ رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں بکثرت شریک ہوتے رہے، اور یہ ایک دیندار اور صاحبِ ورع شخص تھے۔

11 امام قاضی حفص بن غیاث نخعی کوفی رحمۃ اللہ علیہ (م 194ھ)

موصوف خلیفہ ہارون الرشید رحمۃ اللہ علیہ (م 193ھ) کے زمانۂ خلافت میں بغداد کے قاضی رہے اور بعد میں خلیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے ان کو کوفہ کا قاضی مقرر کر دیا تھا۔

انہوں نے علمِ حدیث کی تکمیل امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ امام ہشام بن عروہ رحمۃ اللہ علیہ، امام عاصم احول رحمۃ اللہ علیہ، امام سلیمان تیمی رحمۃ اللہ علیہ، امام یحییٰ بن سعید انصاری رحمۃ اللہ علیہ، امام اعمش رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ اَجلّہ محدثین سے کی، جب کہ ان کے تلامذہ حدیث میں بڑے بڑے نامور محدثین، جیسے امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ، امام اسحاق بن راہویہ رحمۃ اللہ علیہ، امام علی بن مدینی رحمۃ اللہ علیہ، امام یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ اور امام ابوبکر بن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ صاحب المصنف وغیرہ بھی شامل ہیں۔امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ (م 748ھ) ان کو حفاظِ حدیث میں شمار کرتے ہیں اور ”الحافظ، الامام“ وغیرہ القاب سے ان کے ترجمے کا آغاز کرتے ہیں۔

امام الجرح والتعدیل حافظ یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ (م 233ھ) فرماتے ہیں:

”حفص بن غیاث رحمۃ اللہ علیہ ”صاحب حدیث“ تھے اور فن حدیث کی ان کو معرفت حاصل تھی“۔

امام عجلی رحمۃ اللہ علیہ (م 261ھ) فرماتے ہیں: ”یہ ثقہ، مامون اور فقیہ تھے“۔

امام وکیع بن جراح رحمۃ اللہ علیہ (م 197ھ) سے جب کوئی مسئلہ پوچھا جاتا تو فرماتے: ”ہمارے قاضی (حفص بن غیاث رحمۃ اللہ علیہ) کے پاس جاؤ اور ان سے یہ مسئلہ پوچھو“۔

نیز امام وکیع رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”حفص بن غیاث رحمۃ اللہ علیہ نے تین چار ہزار حدیثیں اپنے حفظ سے بیان کی تھیں“۔

امام ابوحاتم رحمۃ اللہ علیہ، امام ابن نمیر رحمۃ اللہ علیہ اور امام محمد بن سعد رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ ائمہ حدیث بھی مختلف الفاظ میں ان کی توثیق بیان کرتے ہیں۔

(تذکرۃ الحفاظ، ج1،ص217،218،رقم279؛ تذھیب تھذیب الکمال فی أسماء الرجال ج2ص401تا403۔رقم1428؛ تھذیب التھذیب)

علامہ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ (م ۴۶۳ھ) لکھتے ہیں:

وکان حفص کثیر الحدیث، حافظا لہ، ثبتا فیہ، وکان ایضا مقدما عند مشائخ الذین سمع منھم الحدیث۔ (تاریخ بغداد وذیولہ، ج8،ص190)

ترجمہ: امام حفص بن غیاث رحمۃ اللہ علیہ کثیر الحدیث، حدیث کے حافظ اور روایتِ حدیث میں

ثبت (پختہ) تھے، اور جن مشائخ سے انہوں نے حدیث کی سماعت کی تھی، ان کے ہاں بھی یہ مقدم تھے۔

موصوف امام اعظم ابوحنیفہ ؒ کے ان خاص تلامذہ میں شمار ہوتے ہیں، جن پر آپ ؒ کو بہت اعتماد تھا اور جن کو آپ ؒ اپنے دل کی تسکین اور اپنے غموں کا مداوا قرار دیتے تھے۔ چنانچہ حافظ شمس الدین سخاوی ؒ (م ۹۰۲ھ) امام حفص ؒ کے ترجمہ میں ارقام فرماتے ہیں:

(حَفْصٌ) هُوَ ابْنُ غِيَاثٍ النَّخَعِيُّ الْكُوفِيُّ قَاضِيهَا، بَلْ وَقَاضِي بَغْدَادَ أَيْضًا، وَصَاحِبُ الْإِمَامِ أَبِي حَنِيفَةَ الَّذِي قَالَ لَهُ فِي جَمَاعَةٍ: "أَنْتُمْ مَسَارُّ قَلْبِي وَجَلَاءُ حُزْنِي".

(فتح المغيث بشرح الفية الحديث للعراقى، ج3 ص118۔ المؤلف: شمس الدين أبو الخير محمد بن عبد الرحمن بن محمد بن أبي بكر بن عثمان بن محمد السخاوي (المتوفى: 902ھ). الناشر: مكتبة السنة-مصر)

ترجمہ: امام حفص بن غیاث نخعی کوفی ؒ، جو کوفہ اور بغداد کے قاضی تھے، یہ امام ابوحنیفہ ؒ کے شاگرد ہیں اور آپ ؒ کے تلامذہ کی اس جماعت سے تعلق رکھتے ہیں جن کے بارے میں آپ ؒ نے فرمایا تھا: ''تم لوگ میرے دل کی تسکین اور میرے غم کا مداوا ہو''۔

حافظ عبدالقادر قرشی ؒ (م 775ھ) ان کے ترجمہ میں لکھتے ہیں:

الإمام صاحب الإمام أحد من قال فيه الإمام في جماعة: "أنتم مسار قلبي وجلاء حزني"۔

(الجواهر المضية في طبقات الحنفية ج1 ص222؛ الطبقات السنية في تراجم الحنفية ص261)

ترجمہ: یہ امام ابوحنیفہ ؒ کے شاگرد ہیں اور آپ ؒ کے ان تلامذہ کی جماعت میں سے ہیں کہ جن کو آپ ؒ نے اپنے دل کی تسکین اور اپنے غم کا مداوا کہا تھا۔

حافظ ابن الصلاح ؒ (م643ھ) تحریر فرماتے ہیں:

حفص بن غياث معدود في الطبقة الاولى من اصحاب ابي حنيفة۔

(مقدمہ ابن الصلاح مع شرحہ التقیید والایضاح ص221)

ترجمہ: امام حفص بن غیاث ؒ، امام ابوحنیفہ ؒ کے طبقۂ اولیٰ کے اصحاب میں شمار ہوتے ہیں۔

حافظ سیوطی ؒ (م911ھ) رقمطراز ہیں:

القاضي حفص بن غياث النخعي من الطبقة الاولى من اصحاب ابي حنيفة۔ (تدریب الراوی، ج2، ص85)

ترجمہ: قاضی حفص بن غیاث نخعی ؒ، امام ابوحنیفہ ؒ کے تلامذہ کے طبقۂ اولیٰ سے تعلق رکھتے ہیں۔

اندازہ کریں! امام حفص ؒ جیسے محدث کبیر امام ابوحنیفہ ؒ کے طبقۂ اولیٰ کے تلامذہ میں شمار ہو رہے ہیں، کیا ایسے لوگ کسی معمولی شخص کے حلقۂ تلمذ میں اپنے کو شامل کر سکتے ہیں؟ مگر:

ع — آپ بے بہرہ ہے جو معتقد میر نہیں

امام حفص ؒ فرمایا کرتے تھے:

كَلَامُ أَبِي حنيفة في الفقه ادقّ من شعر، لا يعيبه الا جاهل۔

(سیر اعلام النبلاء، ج6، ص537)

ترجمہ: امام ابوحنیفہ ؒ کا کلام فقہ میں بال سے بھی زیادہ باریک ہے۔ اس میں عیب نکالنے والا صرف جاہل ہی ہوسکتا ہے۔

مؤرخ اسلام علّامہ ابن العدیم ؒ (م 660ھ) نے امام حفص ؒ سے بہ سند متصل نقل کیا ہے:

سمعت حفص بن غياث يقول: رأيت أبا حنيفة في المنام فقلت له: أي الآراء وجدت أفضل وأحسن؟ قال: نعم الرأي رأي عبد الله.

ووجدت حذيفة بن اليمان شحيحا على دينه.

(بغية الطلب فى تاريخ حلب،5/ 2177،2178. المؤلف: عمر بن أحمد بن هبة الله بن أبي جرادة العقيلي، كمال الدين ابن العديم (المتوفى: 660هـ). الناشر: دار الفكر)

ترجمہ: میں نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو خواب میں دیکھا اور اُن سے پوچھا: ''آپ رحمۃ اللہ علیہ نے کس کی رائے (فقہ) کو سب سے بہتر اور اچھا پایا؟''۔ انہوں نے جواب میں فرمایا: ''سب سے بہتر رائے حضرت عبداللہ (بن مسعود رضی اللہ عنہ) کی رائے ہے، اور میں نے حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ کو اپنے دین پر حریص پایا ہے''۔

12 امام یزید بن ہارون رحمۃ اللہ علیہ (م206ھ)

امام یزید رحمۃ اللہ علیہ اپنے زمانہ کے بہت بڑے حافظ الحدیث اور نامور محدث تھے۔ حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ (م 748ھ) نے ان کو حفاظِ حدیث میں شمار کیا ہے اور ان کا تعارف ''الحافظ، القدوۃ اور شیخ الاسلام'' جیسے القاب سے کرایا ہے۔

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ (م852ھ) ان کو ''اَحَدُ الْاَعْلَامِ الْحُفَّاظِ الْمَشَاہِیْر'' کہتے ہیں۔

امام علی بن مدینی رحمۃ اللہ علیہ (م204ھ)، جو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے استاذ ہیں، فرمایا کرتے تھے: ''میں نے یزید بن ہارون رحمۃ اللہ علیہ سے بڑھ کر کوئی حافظ الحدیث نہیں دیکھا''۔

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ (م241ھ) ان کو حافظ الحدیث اور متقن (پختہ کار) محدث قرار دیتے ہیں۔ نیز فرماتے ہیں:

''یہ فقیہ تھے اور ان کی ذکاوت، سمجھ بوجھ اور فطانت بہت خوب تھی''۔

امام یحییٰ بن یحییٰ رحمۃ اللہ علیہ (م326ھ) فرماتے ہیں:

''یہ وکیع بن جراح رحمۃ اللہ علیہ سے بھی بڑے حافظ الحدیث تھے''۔

امام ابوبکر بن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ (م235ھ) فرماتے ہیں:

''میں نے یزید بن ہارون رحمۃ اللہ علیہ سے زیادہ پختہ کوئی حافظ الحدیث نہیں دیکھا''۔

امام عجلی رحمۃ اللہ علیہ (م261ھ) بیان کرتے ہیں:

''امام یزید رحمۃ اللہ علیہ ثقہ، ثبت، عبادت گزار اور بہت اچھی نماز پڑھنے والے تھے''۔

امام علی بن عاصم رحمۃ اللہ علیہ (م201ھ) فرماتے ہیں:

''یہ رات بھر نماز میں مشغول رہتے اور چالیس سال سے زیادہ عرصہ انہوں نے عشاء کے وضو سے صبح کی نماز پڑھی ہے''۔

امام ابوحاتم رازی رحمۃ اللہ علیہ (م277ھ) کا بیان ہے:

''یہ ثقہ اور امام المحدثین ہیں، اور ان کی ثقاہت سے متعلق سوال نہیں کیا جاتا''۔

امام علی بن شعیب رحمۃ اللہ علیہ (م353ھ) فرماتے ہیں: میں نے خود امام یزید بن ہارون رحمۃ اللہ علیہ کو یہ فرماتے سنا ہے:

''مجھے چوبیس ہزار حدیثیں مع الاسناد یاد ہیں''۔

(تذکرۃ الحفاظ، ج1، ص231، 232 رقم298؛ تهذیب الکمال فی أسماء الرجال ج32 ص261 تا 269 رقم7016؛ تذهيب تهذيب الكمال فى أسماء الرجال ج10 ص103 تا 106 رقم7833؛ تهذيب التهذيب، ج11، ص366 تا369 رقم612)

امام یزید رحمۃ اللہ علیہ جب حدیث بیان کرتے تھے تو ان کی ایک مجلس میں ہزاروں طالبانِ حدیث موجود ہوتے تھے۔ چنانچہ حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ (م748ھ) نے لکھا ہے:

وکان یقال: فی مجلسه سبعون الفا. (تذکرۃ الحفاظ، ج1، ص232)

ترجمہ: کہا جاتا ہے کہ ان کی ایک مجلسِ درس میں ستّر ہزار طلبہ حدیث موجود رہتے تھے۔

ان کے تلامذۂ حدیث میں امام علی بن مدینی رحمۃ اللہ علیہ، امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ اور امام ابوبکر بن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ جیسے اساطینِ علمِ حدیث شامل ہیں۔ خود انہوں نے بھی بڑے بڑے نامور اور بلند پایہ مشائخ کے سامنے زانوئے تلمذ تہ کیے، جن میں سرِ فہرست امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ چنانچہ خود فرماتے ہیں:

ادرکت الف رجل و کتبت عن اکثرهم، ما رأیت فیهم افقه ولا اورع ولا اعلم من خمسة اولهم ابو حنيفة.

(فضائل ابی حنیفۃ ،ص56؛الجواہر المضیۃ ،ج1،ص29)

ترجمہ: میں ایک ہزار مشائخ سے ملا ہوں اور ان میں سے اکثر سے احادیث لکھی ہیں، لیکن ان تمام مشائخ میں سب سے بڑے فقیہ، سب سے زیادہ پارسا اور سب سے اونچے عالم پانچ شخصوں کو پایا ہے، جن میں اوّلین مقام امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا ہے۔

نیز فرماتے ہیں:

قَالَ: سَمِعْتُ يزيد بن هَارُون، يَقُولُ: "أدركت النَّاس فما رَأَيْت أحدا أَعْقَلَ، وَلَا أَفْضَلَ، وَلَا أَوْرَعَ مِنْ أَبِي حَنِيْفَةَ".

(تاریخ بغداد ج15 ص487؛تہذیب الکمال فی أسماء الرجال ج29 ص439؛اخبار ابی حنیفۃ واصحابہ،ص41؛ تاریخ بغداد وذیولہ،ج13،ص261؛مناقب الإمام أبي حنيفة و صاحبيه ص42؛ تذهيب تهذيب الكمال في أسماء الرجال ج9 ص224)

ترجمہ: میں نے جن لوگوں کو بھی پایا ہے ان میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے زیادہ عقل مند، ان سے زیادہ افضل اور ان سے زیادہ پارسا کوئی شخص نہیں دیکھا۔

امام یعقوب بن شیبہ رحمۃ اللہ علیہ (م262ھ) اپنی تاریخ میں امام یزید بن ہارون رحمۃ اللہ علیہ سے ناقل ہیں:

كان ابوحنيفة له فضل و دين و ورع و حفظ لسان و اقبال على يعنيه۔ (عقود الجمان،ص287)

ترجمہ: امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ صاحبِ فضیلت، دین دار، پارسا، زبان کی حفاظت کرنے اور بامقصد کاموں کی طرف متوجہ ہونے والے تھے۔

ان کے شاگرد حسن بن علی الخلال رحمۃ اللہ علیہ (م342ھ) فرماتے ہیں:

"کسی نے امام یزید بن ہارون رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا: "آپ رحمۃ اللہ علیہ نے جن لوگوں کو دیکھا ہے، ان میں سب سے بڑا فقیہ کس کو پایا ہے؟"۔ انہوں نے جواب دیا: "امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو"۔ اور فرمایا:

وليصيرن ابوحنيفة استاذ اكابراهيم ولوددت ان عندى عنه مائة

الف مسئلة۔ (فضائل ابی حنیفۃ ،ص80؛الجواہر المضیۃ ،ج2،ص220)

ترجمہ: ایک وقت آئے گا کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ، حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ کے درجہ کے استاذ ہوں گے اور میری خواہش ہے کہ میرے پاس ان کے ایک لاکھ مسائل ہوں۔

13 امام وکیع بن جراح رحمۃ اللہ علیہ (م197ھ)

یہ بھی ایک جلیل القدر وکثیر الحدیث محدث اور عظیم پایہ حافظ الحدیث ہیں۔ حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ (م۷۴۸ھ) ان کو الامام، الحافظ، الثبت، محدث العراق اور اَحدُ الاَئمّۃِ الاَعلام جیسے القاب سے یاد کرتے ہیں۔

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ (م241ھ) فرماتے تھے:

"میری آنکھ نے وکیع رحمۃ اللہ علیہ جیسا شخص نہیں دیکھا اور یہ امام عبدالرحمٰن بن مہدی رحمۃ اللہ علیہ (جو ایک بلند مرتبت حافظ الحدیث تھے) سے بھی بدرجہا بڑے حافظ الحدیث تھے"۔

نیز فرماتے ہیں: "وکیع رحمۃ اللہ علیہ اپنے زمانہ میں مسلمانوں کے امام تھے"۔

امام ابوحاتم رازی رحمۃ اللہ علیہ (م277ھ) کہتے ہیں: "امام وکیع رحمۃ اللہ علیہ حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ سے بھی بڑے حافظ الحدیث تھے"۔

امام حماد بن مسعدہ رحمۃ اللہ علیہ (م202ھ) کا بیان ہے: "میں امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ سے بھی ملا ہوں، لیکن وہ بھی وکیع بن جراح رحمۃ اللہ علیہ کی طرح نہیں تھے"۔

امام یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ (م233ھ) فرماتے تھے: "امام وکیع رحمۃ اللہ علیہ اپنے زمانہ میں ایسے تھے جیسے امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ اپنے زمانہ میں تھے"۔

امام یحییٰ بن اکثم رحمۃ اللہ علیہ (م342ھ) فرماتے ہیں:

"میں سفر وحضر میں وکیع رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ رہا۔ وہ ہمیشہ روزہ رکھتے اور ہر رات کو ایک قرآن مجید ختم کرتے تھے"۔

علمِ حدیث کے یہ عظیم سپوت باوجود اِن سب علمی کمالات کے، حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد تھے۔ فقہی مسائل میں یہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے قول پر فتویٰ دیا کرتے تھے اور آپ

رحمۃ اللہ علیہ کی تمام احادیث ان کو حفظ تھیں جن کو انہوں نے بڑے اہتمام کے ساتھ یاد کیا تھا۔ چنانچہ امام الجرح والتعدیل حافظ یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ (م 233ھ)، جو امام وکیع رحمۃ اللہ علیہ کے خاص شاگرد ہیں، فرماتے ہیں:

قَالَ: يَحْيَى بْنُ مَعِينٍ: "مَا رَأَيْتُ أَحَدًا أُقَدِّمُهُ عَلَى وَكِيعٍ". وَكَانَ يُفْتِي بِرَأْيِ أَبِي حَنِيفَةَ، وَكَانَ يَحْفَظُ حَدِيثَهُ كُلَّهُ، وَكَانَ قَدْ سَمِعَ مِنْ أَبِي حَنِيفَةَ حَدِيثًا كَثِيرًا. (جامع بیان العلم وفضلہ ج2 ص1082 رقم 2109)

ترجمہ: میں نے کوئی شخص ایسا نہیں دیکھا جس کو وکیع بن جراح رحمۃ اللہ علیہ پر ترجیح دوں، اور وہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے قول پر فتویٰ دیا کرتے تھے۔ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تمام احادیث ان کو یاد تھیں اور آپ رحمۃ اللہ علیہ سے انہوں نے بڑی حدیثیں سن رکھی تھیں۔

نیز فرماتے ہیں:

مَا رَأَيْتُ أَفْضَلَ مِنْ وَكِيعٍ، كَانَ يَسْتَقْبِلُ الْقِبْلَةَ، وَيَحْفَظُ حَدِيثَهُ، وَيَقُومُ اللَّيْلَ، وَيسرُدُ الصَّوْمَ، وَيُفْتِي بِقَوْلِ أَبِي حَنِيفَةَ -رَحِمَهُ اللهُ- وَكَانَ قَدْ سَمِعَ مِنْهُ كَثِيرًا.

(تاریخ بغداد ج15 ص647؛ تاریخ بغداد وذیولہ ج13 ص475؛ تاریخ دمشق ج63 ص76؛ تذکرۃ الحفاظ، ج1 ص224؛ تهذيب الكمال في أسماء الرجال ج30 ص475؛ طبقات علماء الحديث ج1 ص442؛ تاریخ اسلام ج4 ص1230؛ تذهيب تهذيب الكمال في أسماء الرجال ج9 ص351؛ سیر اعلام النبلاء ج7 ص563؛ التَّكْمِيل في الجَرْح والتَّعْدِيل ومَعْرِفة الثِّقَات والضُّعفاء والمجَاهِيل ج2 ص83؛ الجواهر المضية في طبقات الحنفية، ج2 ص209؛ تهذيب التهذيب ج11 ص127؛ مغاني الأخيار في شرح أسامي رجال معاني الآثار ج3 ص158؛ طبقات الحفاظ للسيوطي، ص133 رقم 272)

ترجمہ: میں نے امام وکیع بن جراح رحمۃ اللہ علیہ سے افضل کوئی شخص نہیں دیکھا، وہ قبلہ رخ ہو جاتے اور حدیث یاد کرتے، رات کو قیام کرتے اور دن کو ہمیشہ روزہ رکھتے اور فتویٰ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے قول پر دیا کرتے تھے۔ اور انہوں نے امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے بکثرت

احادیث سن رکھی تھیں۔

علامہ محمد بن عبداللہ الخطیب تبریزی رحمۃ اللہ علیہ (م 741ھ) صاحب المشکوٰۃ نے امام وکیع رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمہ میں لکھا ہے:

کان یفتی بقول ابی حنیفۃ وکان قد سمع منہ حدیثا کثیرا۔

(الاکمال مع المشکوٰۃ، 2/644)

ترجمہ: امام وکیع رحمۃ اللہ علیہ، امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے قول پر فتویٰ دیا کرتے تھے، اور انہوں نے امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے بکثرت احادیث سن رکھی تھیں۔

امام صیمری رحمۃ اللہ علیہ (م 436ھ) لکھتے ہیں:

فَمن أخذ عَنهُ الْعلم وَكَانَ يُفْتِي بقوله وَكيع بن الْجراح۔

(اخبار ابی حنیفۃ واصحابہ، ص155)

ترجمہ: امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے جنہوں نے علم حاصل کیا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے قول پر فتویٰ دیتے رہے، ان میں سے ایک وکیع بن جراح رحمۃ اللہ علیہ بھی ہیں۔

امام وکیع بن جراح رحمۃ اللہ علیہ خود فرمایا کرتے تھے:

مالقیت احدًا افقہ من ابی حنیفۃ، ولا احسن صلاۃ منہ۔

(تاریخ بغداد، ج15 ص473؛ تاریخ بغداد وذیولہ ج13 ص345؛ تاریخ دمشق ج25 ص360؛ تهذيب الكمال في أسماء الرجال ج6 ص108؛ طبقات علماء الحديث ج2 ص158)

ترجمہ: میں کسی ایسے شخص سے نہیں ملا جو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے بڑا فقیہ اور اُن سے زیادہ اچھی طرح نماز پڑھنے والا ہو۔

14 امام مکی بن ابراہیم بلخی رحمۃ اللہ علیہ (م 215ھ)

یہ بھی امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے ارشد تلامذہ میں سے ہیں اور ان محدثین میں شمار ہوتے ہیں جن کی امامت اور جلالتِ قدر پر سب ائمہ حدیث کا اتفاق ہے۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ (م 748ھ) نے ان کو حفاظِ حدیث میں شمار کیا ہے اور الحافظ، الامام، شیخِ خراسان کے القاب سے ان کا تعارف پیش کیا ہے۔

امام محمد بن سعد رحمۃ اللہ علیہ (م 230ھ) ان کو ثقہ اور ثَبَتٌ فِی الْحَدِیْث (روایتِ حدیث میں پختہ کار) کہتے ہیں۔

امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ (م 385ھ) کہتے ہیں: ''یہ ثقہ اور مامون تھے''۔

امام ابوحاتم رحمۃ اللہ علیہ (م 277ھ) فرماتے ہیں: محلّہ الصدق۔

ترجمہ: ان کا مقام سچائی ہے۔

امام محمد بن عبدالوہاب بن فراء رحمۃ اللہ علیہ (م 372ھ) جب ان کی سند سے حدیث بیان کرتے تو فرماتے: حدثنا مکی بن ابراهیم الرجل الصالح۔

ترجمہ: ہم سے مکی بن ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ جو مردِ صالح ہیں، نے حدیث بیان کی ہے۔

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ، امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ، امام مسلمہ بن قاسم رحمۃ اللہ علیہ، امام ابن معین رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ ائمہ حدیث بھی مختلف الفاظ میں ان کی توثیق کرتے ہیں۔

امام خلیلی رحمۃ اللہ علیہ (م 446ھ) فرماتے ہیں: ''ثقة، متفق علیه''۔

ترجمہ: مکی بن ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ ثقہ ہیں اور ان کی ثقاہت پر سب کا اتفاق ہے۔

(تذکرۃ الحفاظ، ج1، ص268؛ تہذیب التہذیب، ج10، ص295)

ممدوح نے ائمہ کبار کی بڑی تعداد سے حدیث کی سماعت کی، جن میں کئی جلیل القدر تابعین بھی ہیں۔ چنانچہ خود فرماتے ہیں:

وَكَتَبْتُ عَنْ سَبْعَةَ عَشَرَ نَفْساً مِنَ التَّابِعِيْنَ، وَلَوْ عَلِمْتُ أَنَّ النَّاسَ يَحْتَاجُوْنَ إِلَيَّ لَمَا كَتَبْتُ دُوْنَ التَّابِعِيْنَ عَنْ أَحَدٍ.

(تاریخ أسماء الثقات، لابن شاهین ص236 رقم1451؛ تاریخ بغداد ج15 ص143؛ تاریخ دمشق ج60 ص245؛ تهذیب الکمال فی أسماء الرجال ج28 ص480؛ تاریخ اسلام ج5 ص464؛ سیر اعلام النبلاء ج8 ص215؛ تہذیب التہذیب، ج10، ص295)

ترجمہ: میں نے سترہ تابعین سے علم حاصل کیا اور اگر مجھے معلوم ہوتا کہ لوگ میری طرف (علم

میں) محتاج ہوں گے، تو میں تابعین کے علاوہ کسی اور سے علم حاصل نہ کرتا۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ (م 748ھ) نے ان کے ترجمہ میں ان کے جن چھ خصوصی اساتذہ حدیث کے نام لکھے ہیں، ان میں سے ایک امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا نام بھی ہے۔

(تذکرۃ الحفاظ، ج1، ص268)

امام موفق بن احمد مکی رحمۃ اللہ علیہ (م 568ھ) ارقام فرماتے ہیں:

هو مکی بن ابراهیم البلخی، امام بلخ، دخل الکوفة سنة اربعین ومائة ولزم ابی حنیفة رحمه الله وسمع منه الحدیث والفقه واکثر عنه الروایة۔ (مناقب ابی حنیفہؒ، ص179، للمکیؒ)

ترجمہ: مکی بن ابراہیم بلخی رحمۃ اللہ علیہ، جو اہلِ بلخ کے امام ہیں، یہ 140ھ میں کوفہ میں داخل ہوئے اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے درس میں باقاعدگی سے حاضر ہونے لگے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ سے حدیث اور فقہ کی سماعت کی اور انہوں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے بہت زیادہ حدیثیں روایت کی ہیں۔

نیز لکھتے ہیں:

وکان یحب اباحنیفة حبا شدیدًا ویتعصب لمذهبه۔

(مناقب ابی حنیفہؒ، ص179، للمکیؒ)

ترجمہ: امام مکی بن ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے بہت زیادہ محبت کرتے تھے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب کے لیے تعصب رکھتے تھے۔

امام مکی رحمۃ اللہ علیہ کو سب سے پہلے تحصیلِ علم کی طرف امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ہی متوجہ کیا تھا۔ چنانچہ امام حارثی رحمۃ اللہ علیہ (م 340ھ) نے اپنی سند کے ساتھ امام عبدالصمد بن فضل رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے کہ میں نے امام مکی بن ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''میں تجارت کیا کرتا تھا۔ ایک دفعہ میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا، تو انہوں نے مجھے فرمایا: ''تم تجارت تو کرتے ہو لیکن تجارت جب بغیر علم سیکھے کی جائے تو اس میں بڑی خرابی پیدا ہوجاتی ہے۔ پھر تم علم کیوں نہیں سیکھتے اور احادیث کیوں نہیں

لکھتے ؟''۔اس طرح وہ مجھے برابر تحصیلِ علم کی طرف متوجہ فرماتے رہے۔ یہاں تک کہ میں تحصیلِ علم اور اس کی کتابت میں لگ گیا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس میں مجھے بہت زیادہ ترقی دی۔

اور فرمایا:

فلا ازال ادعو لابی حنیفة فی دبر کل صلوٰة وعندماذ کرته لان الله تعالیٰ ببرکته فتح لی باب العلم۔ (مناقب ابی حنیفہؒ، ص418، للمکیؒ)

ترجمہ میں ہر نماز کے بعد، نیز جب بھی امام ابوحنیفہ ؒ کا ذکر کرتا ہوں تو ان کے لیے دعا کرتا ہوں، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان ہی کی برکت سے میرے لیے علم کا دروازہ کھولا ہے۔

امام مکی ؒ یہ بھی فرمایا کرتے تھے:

جالست الکوفیین فما رأیت فیھم اورع من ابی حنیفة۔

(مناقب ابی حنیفہؒ، ص179، للمکیؒ)

ترجمہ میں اہلِ کوفہ کی مجالس میں بیٹھا ہوں، لیکن ان میں سے کسی کو امام ابوحنیفہ ؒ سے زیادہ پارسا نہیں پایا۔

امام مکی ؒ نے امام صاحب ؒ سے کوفہ کے علاوہ بغداد اور مکہ مکرمہ میں بھی استفادہ کیا تھا۔ چنانچہ حافظ ابوالحجاج مزی ؒ (م 742ھ) نے خود ان کا اپنا بیان نقل کیا ہے:

ولقیته بالکوفة وببغداد و بمکة۔ (تہذیب الکمال، ج19، ص117)

ترجمہ میں نے امام ابوحنیفہ ؒ سے کوفہ، بغداد اور مکہ مکرمہ تینوں شہروں میں ملاقات کی تھی۔

ان کے تلامذہ حدیث میں امام احمد بن حنبل ؒ، امام یحییٰ بن معین ؒ، امام ذہلی ؒ اور امام بخاری ؒ جیسے مشائخِ حدیث بھی شامل ہیں۔ امام موصوف ؒ نے چونکہ طویل عمر پائی، اس لیے امام بخاری ؒ کو بھی ان سے تلمذ حاصل کرنے کا شرف نصیب ہوگیا، اور یہ امام بخاری ؒ کے کبار اساتذہ میں شمار ہوتے ہیں۔ چنانچہ حافظ

ذہبی ؒ (م 748ھ) امام مکی ؒ کے ترجمہ میں لکھتے ہیں:

عاش نیفاً وتسعین سنة. وھو من کبار شیوخ البخاری۔

(العبر فی خبر من غبر - وذیوله ت زغلول (شمس الدین الذهبی)، ج1، ص290)

ترجمہ امام مکی ؒ نے نوّے (90) سال سے زیادہ عمر پائی ہے اور یہ امام بخاری ؒ کے بڑے شیوخ میں سے ہیں۔

امام حاکم نیشاپوری ؒ (م 405ھ) کی تصریح کے مطابق امام بخاری ؒ نے اپنی صحیح میں امام مکی ؒ سے متعدد احادیث براہِ راست روایت کی ہیں، جب کہ ایک حدیث انہوں نے امام موصوف ؒ سے محمد بن عمرو السوبقی ؒ کے واسطے سے بھی روایت کی ہے۔

مکی بن إِبْرَاهِیم حدث عَنهُ أَبُو عبد الله فِي مَوَاضِع ذَوَات عدد من الْجَامِع وَقد حدث فِي کتاب الْبيُوع عَن مُحَمَّد بن عَمْرو السوبقي عَنهُ

(تسمیة من أخرجهم البخاری ومسلم وما انفرد کل واحد منهما، ص279، رقم 2090، مکتبۃ دار الجنان، بیروت؛ المدخل الیٰ معرفة الصحیح من السقیم، 2/598، مکتبۃ العبیدکان الریاض)

نیز امام بخاری ؒ نے اپنی ''صحیح'' میں جو بائیس ثلاثی روایات (کہ جن میں امام بخاری ؒ اور رسول اللہ ﷺ کے درمیان صرف تین واسطے ہیں) ذکر کی ہیں، ان میں سے گیارہ روایات انہوں نے امام مکی ؒ کی سند سے نقل کی ہیں جو کہ امام ابوحنیفہ ؒ کے خصوصی تلامذہ میں سے ہیں اور پکے حنفی ہیں۔

(صحیح البخاری: رقم الحدیث: 109، 497، 502، 561، 2007، 2289، 2960، 3041، 4206، 5497، 6891)

15 امام ابو عاصم ضحاک بن مخلد نبیل ؒ (م 212ھ)

ان کا نام ضحاک بن مخلد ؒ، کنیت ابو عاصم اور لقب نبیل تھا۔ نبیل کے معنی معزز کے ہیں۔ حافظ ذہبی ؒ (م 748ھ) ان کے ترجمہ میں لکھتے ہیں:

وکان یلقب بالنبیل لنبله وعقله، وقیل غیر ذلك۔

(تذکرۃ الحفاظ، ج1 ص268)

ترجمہ ان کا لقب نبیل ان کی بزرگی اور عقلمندی کی وجہ سے پڑا اور اس بارے میں دیگر اقوال بھی ہیں۔

محدث کبیر علامہ عبدالرشید نعمانی ؒ فرماتے ہیں:

''اس امر میں اختلاف ہے کہ (ابو عاصم کا) یہ لقب کیوں ہوا؟ تذکرہ نویسوں نے اس سلسلہ میں مختلف باتیں نقل کی ہیں، لیکن امام طحاوی ؒ اور حافظ دولابی ؒ نے خود ان کا بیان اس سلسلہ میں جو نقل کیا ہے وہ یہ ہے کہ امام زفر ؒ کے ہاں اکثر ان کی حاضری ہوا کرتی تھی، اتفاق سے امام موصوف ؒ کے یہاں اسی نام کے ایک اور بھی شخص آیا کرتے تھے، جن کی وضع قطع بالکل گئی گزری تھی۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ انہوں نے حسبِ معمول امام زفر ؒ کے دروازہ پر دستک دی۔ لونڈی نے آ کر پوچھا: ''کون؟''۔ جواب ملا: ''ابو عاصم''۔ لونڈی نے اندر جا کر اطلاع دی کہ ابو عاصم ؒ دروازہ پر حاضر ہیں۔ امام زفر ؒ نے دریافت فرمایا: ''ان دونوں میں سے کون سے عاصم ہیں؟''۔ لونڈی کی زبان سے نکلا: ''النبیل منھما''۔ (جواُن دونوں میں معزز ہیں)۔ ابو عاصم ؒ اجازت لے کر اندر آئے، تو امام موصوف ؒ فرمانے لگے: ''اس لونڈی نے تمہیں وہ لقب دیا ہے کہ جو میرے خیال میں تم سے کبھی جدا نہیں ہوگا۔ اس نے تمہیں نبیل کے لقب سے ملقب کیا ہے''۔ ابو عاصم ؒ کا بیان ہے کہ اس روز سے یہ میرا لقب پڑ گیا۔ حافظ ابی العوام ؒ نے بھی اس واقعہ کو بسند متصل نقل کیا ہے''۔ (ابن ماجہؒ اور علم حدیث، ص56)

امام ابو عاصم نبیل ؒ نہایت جلیل القدر محدث اور بلند پایہ حافظ الحدیث ہیں۔ حافظ ذہبی ؒ نے ان کو ''الحافظ'' اور ''شیخ الاسلام'' کے القاب سے ملقب کیا ہے، اور لکھا ہے:

ولم یحدث قط الا من حفظه۔

ترجمہ انہوں نے ہمیشہ اپنے حافظہ سے حدیثیں بیان کی ہیں۔

امام عمر بن شیبہ ؒ (م 262ھ) فرماتے ہیں:

''بخدا! میں نے ان جیسا شخص کوئی نہیں دیکھا''۔

امام محمد بن سعد ؒ (م 230ھ) ان کو ثقہ اور فقیہ کہتے ہیں۔

امام بخاری ؒ (م 256ھ) وغیرہ محدثین نے ان سے نقل کیا ہے کہ جب سے مجھے معلوم ہوا کہ غیبت کرنے والے کو غیبت نقصان پہنچاتی ہے تو میں نے اس کے بعد کبھی بھی کسی کی غیبت نہیں کی۔

امام ابوداؤد ؒ (م 275ھ) فرماتے ہیں:

''ابو عاصم کو تقریباً ایک ہزار عمدہ حدیثیں زبانی یاد تھیں''۔

حافظ ذہبی ؒ (م 748ھ) نے تصریح کی ہے:

أجمعوا علیٰ توثیق ابی عاصم۔

(تذکرۃ الحفاظ، ج1 ص269؛ الجواہر المضیۃ، ج1 ص264، 265)

ترجمہ تمام محدثین کا امام ابو عاصم نبیل ؒ کی توثیق پر اجماع ہے۔

امام ابو عاصم ؒ بھی امام اعظم ؒ کے خصوصی تلامذہ میں شمار ہوتے ہیں۔

حافظ امیر ابن ماکولا ؒ (م 475ھ) ابو عاصم ؒ کے ترجمہ میں لکھتے ہیں:

سمع جعفر بن محمد وأبا حنیفة وابن جریج، وغیرهم وکان ثقة.

(الإکمال فی رفع الارتیاب عن المؤتلف والمختلف فی الأسماء والکنی والأنساب، ج7 ص255۔ المؤلف: سعد الملك، أبو نصر علی بن هبة الله بن جعفر بن ماکولا (المتوفی: 475ھ)۔ الناشر: دار الکتب العلمیة-بیروت-لبنان)

ترجمہ: انہوں نے امام جعفر بن محمد رحمۃ اللہ علیہ، امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ، امام ابن جریج رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر محدثین سے حدیث کی سماعت کی تھی اور یہ ثقہ محدث تھے۔

حافظ صیمری رحمۃ اللہ علیہ (م436ھ) فرماتے ہیں:

ومن اصحاب الامام الضحاك بن مخلد ابو عاصم۔

(اخبار ابی حنیفۃ واصحابہ،ص159)

ترجمہ: امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے تلامذہ میں سے امام ضحاک بن مخلد ابوعاصم نبیل رحمۃ اللہ علیہ بھی ہیں۔

امام موصوف رحمۃ اللہ علیہ نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے کوفہ کے علاوہ مکہ مکرمہ میں بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کے درس میں شرکت کر کے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے فقہی مسائل میں استفادہ کیا تھا، جیسا کہ ماقبل گزر چکا ہے۔ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے بعد انہوں نے باقی تعلیم آپ رحمۃ اللہ علیہ کے تلمیذ رشید امام زفر بن ہذیل رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کی۔ چنانچہ حافظ صیمری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ولزم ابو عاصم زفر بن الهذيل بعد ابی حنيفة، وعليه تفقه، وهو الذی لقبه "النبيل"۔ (اخبار ابی حنیفۃ واصحابہ،ص159)

ترجمہ: امام ابوعاصم نبیل رحمۃ اللہ علیہ نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے بعد امام زفر بن ہذیل رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس کو لازم پکڑا اور ان سے فقہ کی تعلیم پائی۔ امام زفر رحمۃ اللہ علیہ نے ہی ان کا نام نبیل رکھا تھا۔

ان سے کسی نے پوچھا: ''امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ بڑے فقیہ ہیں یا امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ؟''۔ انہوں نے جواب دیا:

قَالَ سَمِعت أَبَا عَاصِم النَّبِيل سُئِلَ أَيّمَا أفقه سُفْيَان أَو أَبُو حنيفَة فَقَالَ إِنَّمَا يُقَاس الشَّيْء على شكله أَبُو حنيفَة فَقِيه تَامّ الْفِقْه وسُفْيَان رجل متفقه۔

(أخبار أبي حنيفة وأصحابه ص74؛ تاریخ بغداد ج15 ص459؛ تاریخ بغداد وذیولہ، ج13، ص343)

ترجمہ: کسی بھی چیز کا موازنہ اس کی ہم مثل چیز سے کیا جاتا ہے، امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ تو پورے فقیہ ہیں، جب کہ سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ بتکلّف فقیہ ہیں۔

نیز فرمایا:

غلام من غلمان ابی حنيفة افقه من سفيان۔

(تاریخ بغداد ج15 ص459؛ تاریخ بغداد وذیولہ، ج13،ص343)

ترجمہ: امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا ایک ادنیٰ سا غلام بھی سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ سے بڑا فقیہ ہے۔

امام موصوف رحمۃ اللہ علیہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے کبار اساتذہ حدیث میں سے ہیں۔ چنانچہ حافظ ابن عبدالہادی حنبلی رحمۃ اللہ علیہ (م744ھ) امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے تلامذۂ حدیث میں ان کو شمار کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

والامام الحافظ الثقة المامون الرضا ابو عاصم الضحاك بن مخلد الشيبانی البصری النبيل احد كبار شيوخ البخاری۔

(مناقب الائمۃ الاربعۃ،ص60)

ترجمہ: امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے حدیث روایت کرنے والوں میں امام، حافظ، ثقہ، المامون الرضا، ابوعاصم ضحاک بن مخلد شیبانی بصری نبیل رحمۃ اللہ علیہ، جو کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے کِبار شیوخ میں سے ایک ہیں، بھی ہیں۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی صحیح میں بائیس ثلاثی روایات میں سے چھ روایات ان ہی امام ابوعاصم نبیل رحمۃ اللہ علیہ کی سند سے نقل کی ہیں۔

(صحیح البخاری: رقم الحدیث:1924، 2295، 2477، 4272، 5569، 7208)

16 امام محمد بن عبداللہ الانصاری رحمۃ اللہ علیہ (م215ھ)

یہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے ہیں۔

مُحَمَّد بن عَبد الله بْن المثنى بْن عَبد الله بْن أَنَس بْن مالك الأَنصارِيّ، أَبُو عَبد اللهِ البَصْرِيّ القاضي. (تہذیب الکمال، ج25 ص539۔ رقم5372)

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ ان کو حفاظِ حدیث میں شمار کرتے ہیں اور ان کا ترجمہ: ''الامام، المحدث اور شیخ البصرۃ'' کے القاب سے شروع کرتے ہیں۔ اور فرماتے ہیں:

''وثقہ ابن معین وغیرہ''۔

ترجمہ ان کو امام یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ محدثین نے ثقہ قرار دیا ہے۔

امام ابوحاتم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''میں نے صرف تین امام دیکھے ہیں جن میں سے ایک محمد بن عبداللہ انصاری رحمۃ اللہ علیہ بھی ہیں''۔

امام ساجی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''یہ جلیل القدر شخص اور عالم تھے، اور ان پر رائے (فقہ) کا غلبہ تھا''۔ (تذکرۃ الحفاظ، 1/272)

موصوف بھی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے تلامذہ میں سے ہیں، جیسا کہ حافظ مزی رحمۃ اللہ علیہ (م 742ھ) وغیرہ محدثین نے تصریح کی ہے۔

(تہذیب الکمال فی أسماء الرجال (المزی، جمال الدین) ج29 ص421 رقم6439)

حافظ ابن عبدالہادی حنبلی رحمۃ اللہ علیہ (م 744ھ) نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مناقب میں ان سے نقل کیا ہے:

کان ابو حنیفۃ یتبین عقلہ من منطقہ و مشیہ و مدخلہ و مخرجہ۔

(مناقب الائمۃ الاربعۃ، ص70)

ترجمہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا عقل مند ہونا آپ رحمۃ اللہ علیہ کی گفتار، چال ڈھال اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے اندازِ دخول وخروج سے ہی معلوم ہوجاتا تھا۔

امام انصاری رحمۃ اللہ علیہ نے امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے دو بڑے شاگردوں امام ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ اور امام زفر رحمۃ اللہ علیہ سے بھی استفادہ کیا۔ چنانچہ علامہ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ (م463ھ) نے موصوف کے ترجمہ میں لکھا ہے:

وکان من اصحاب زفر بن الهذیل و ابی یوسف۔

(تاریخ بغداد ج3 ص405؛ تاریخ بغداد و ذیولہ، ج3 ص29؛ تہذیب الکمال، ج25 ص548۔ رقم 5372)

ترجمہ یہ امام زفر بن ہذیل رحمۃ اللہ علیہ اور امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے تلامذہ میں سے ہیں۔

حافظ عبدالقادر قرشی رحمۃ اللہ علیہ (م 775ھ) نے ان کو ''ائمۂ احناف'' میں ذکر کیا ہے۔ (الجواہر المضیئۃ، 3/70)

ان سے جن اہلِ علم نے شرفِ تلمذ حاصل کیا، ان میں سے ایک امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ بھی ہیں۔ اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی ''صحیح'' میں جو بائیس ثلاثی احادیث ہیں، ان میں سے تین امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ان ہی سے روایت کی ہیں۔

(صحیح البخاری: رقم الحدیث: 2703، 4499، 6894)

17 امام خلاد بن یحییٰ اسلمی رحمۃ اللہ علیہ (م213ھ)

یہ اصلاً کوفہ کے رہنے والے ہیں، لیکن بعد میں انہوں نے مکہ مکرمہ میں سکونت اختیار کر لی تھی اور مکہ مکرمہ میں ہی ان کی وفات ہوئی۔ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ، امام ابن نمیر رحمۃ اللہ علیہ، امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ، امام عجلی رحمۃ اللہ علیہ، امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ اور امام ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ محدثین نے ان کی توثیق کی ہے۔ (تہذیب التہذیب، ج3 ص174، 175۔ رقم 331)

امام ابویعلی خلیلی رحمۃ اللہ علیہ نے ''کتاب الارشاد'' میں ان کو ثقہ امام قرار دیا ہے۔

(تہذیب التہذیب، ج3 ص174، 175۔ رقم 331)

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے ان کا شاندار ترجمہ لکھا ہے جس کا آغاز انہوں نے ان الفاظ سے کیا ہے: الامام، المحدث، الصدوق۔۔۔ (سیر اعلام النبلاء (10/164)

انہوں نے علم حدیث کی تحصیل، عیسیٰ بن طہمان رحمۃ اللہ علیہ صاحب انس بن مالک رضی اللہ عنہ، فطر بن خلیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ محدثین سے کی۔

امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے بھی ان کو شرفِ تلمذ حاصل ہے، جیسا کہ امام حافظ الدین کردری رحمۃ اللہ علیہ (م 827ھ) اور محدث الشام امام محمد بن یوسف صالحی شافعی رحمۃ اللہ علیہ (م 942ھ) نے تصریح کی ہے۔

(مناقب ابی حنیفۃ، ص498، للکردریؒ؛ عقود الجمان، ص110۔ للصالحیؒ)

جب کہ خود ان کے تلامذہ حدیث میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ، امام ابوزرعہ رازی رحمۃ اللہ علیہ اور حنبل بن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ جیسے نامور ائمہ حدیث بھی شامل ہیں۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی ''صحیح'' میں جو بائیس ثلاثی روایات نقل کی ہیں، ان میں سے ایک امام خلاد بن یحییٰ سلمی رحمۃ اللہ علیہ کے واسطہ سے انہوں نے نقل کی ہے۔

(صحیح البخاری: رقم الحدیث: 7421)

18 امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے تلامذہ کا امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ پر احسانِ عظیم

ائمہ صحاح ستہ (بخاری رحمۃ اللہ علیہ، مسلم رحمۃ اللہ علیہ، ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ، نسائی رحمۃ اللہ علیہ، ترمذی رحمۃ اللہ علیہ، ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ) کے اکثر کبار شیوخِ حدیث امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے تلامذہ یا تلامذۃ التلامذہ ہیں۔ مثلاً: امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے جو چوٹی کے اساتذہ ہیں ان میں سے اکثر امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے خصوصی تلامذہ ہیں۔ چنانچہ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ (م 852ھ) نے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے طبقۂ اولیٰ کے جو آٹھ اساتذہ (محمد بن عبداللہ انصاری رحمۃ اللہ علیہ، مکی بن ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ، ابو عاصم نبیل رحمۃ اللہ علیہ، خلاد بن یحییٰ رحمۃ اللہ علیہ، عبیداللہ بن موسیٰ رحمۃ اللہ علیہ، ابونعیم فضل بن دکین رحمۃ اللہ علیہ، علی بن عیاش رحمۃ اللہ علیہ، اور عصام بن خالد رحمۃ اللہ علیہ) کے نام گنائے ہیں۔

(ھدی الساری مقدمۃ فتح الباری: ص665)

ان میں عصام بن خالد رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ باقی تمام شیوخ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے رشتۂ تلمذ رکھتے ہیں۔ چنانچہ ان میں سے اوّل الذکر چار حضرات کے بارے میں گزشتہ صفحات میں محدثین کی تصریحات گزر چکی ہیں کہ یہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے خاص شاگرد ہیں۔ ان چاروں کے علاوہ باقی تین حضرات (عبیداللہ بن موسیٰ رحمۃ اللہ علیہ، ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ، فضل بن دکین رحمۃ اللہ علیہ اور علی بن عیاش رحمۃ اللہ علیہ) بھی امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد ہیں۔

(سیر اعلام النبلاء، 6/391؛ عقود الجمان: ص132)

ان کے علاوہ بھی امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے کئی کبار اساتذہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے تلامذہ میں سے ہیں۔ مثلاً: علی بن الجعد رحمۃ اللہ علیہ (الجواہر المضیئۃ 1/355)، ابوعبدالرحمان المقری

رحمۃ اللہ علیہ (تذکرۃ الحفاظ، 1/269؛ تہذیب التہذیب، 3/302) وغیرہ۔

علاوہ ازیں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے کئی کبار اساتذہ ایسے بھی ہیں جو امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے مشہور اور خاص تلامذہ امام ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ اور امام محمد بن حسن رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ کے تلامذہ ہیں۔ مثلاً: امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ (تلمیذ امام ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ)، (مناقب الائمۃ الاربعۃ، ص 60، للمقدسیؒ؛ تہذیب التہذیب، 1/50)، امام یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ (تلمیذ امام ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ وامام محمد رحمۃ اللہ علیہ)، (مناقب الائمۃ الاربعۃ، ص60؛ مناقب ابی حنیفۃ وصاحبیہ، ص50؛ تہذیب 6/178)، حسین بن ابراہیم المعروف بہ ابن اشکاب رحمۃ اللہ علیہ (تلمیذ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ) (فتح الباری، 7/746)، سعید بن محمد جرمی رحمۃ اللہ علیہ (تلمیذ امام ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ) (سیر اعلام النبلاء، 10/623)، علی بن مسلم طوسی رحمۃ اللہ علیہ (تلمیذ امام ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ وامام محمد رحمۃ اللہ علیہ) (سیر اعلام النبلاء، 11/525؛ تاریخ بغداد وذیولہ، 2/169)، معلّٰی بن منصور رحمۃ اللہ علیہ (تلمیذ ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ ومحمد رحمۃ اللہ علیہ)، (تہذیب التہذیب، 5/498)، ابوحفص کبیر رحمۃ اللہ علیہ (تلمیذِ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ)، (سیر اعلام النبلاء، 10/157؛ ھدی الساری، ص 667)، علی بن ابی ہاشم بغدادی رحمۃ اللہ علیہ (تلمیذِ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ) (تہذیب التہذیب، 4/247)، یحییٰ بن صالح ابو حاضی رحمۃ اللہ علیہ (تلمیذِ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ)، (تہذیب التہذیب، 6/146؛ تذکرۃ الحفاظ، 1/299)، محمد بن سلام سلمی رحمۃ اللہ علیہ (تلمیذ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ) (الاکمال، 4/405، لابن ماکولاؒ)، محمد بن مقاتل مروزی رحمۃ اللہ علیہ (تلمیذ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ) (تہذیب التہذیب، 5/299) وغیرہ

نیز تمام مشہور کتبِ حدیث (صحاح ستہ وغیرہ) امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے تلامذہ یا آپ رحمۃ اللہ علیہ کے تلامذۃ التلامذہ سے بھری ہوئی ہیں۔ مثلاً: امیر المؤمنین فی الحدیث امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ (م 256ھ) نے اپنی ''صحیح'' میں امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے تلامذہ اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے تلامذہ کے تلامذہ سے بکثرت احادیث روایت کی ہیں، بالخصوص امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی، جو سب سے عالی روایات ہیں، یعنی ''ثلاثیات'' کہ جن میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک صرف تین (تبع تابعی، تابعی اور صحابی) واسطے ہیں۔ ان میں سے اکثر امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے تلامذہ سے مروی ہیں۔ اور تمام صحاح ستہ میں ''صحیح بخاری'' کو یہ

اعزاز حاصل ہے کہ اس میں سب سے زیادہ ثلاثی روایات ہیں، جن کی تعداد بائیس ہے۔ اوران بائیس میں سے اکیس امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے تلامذہ کی سند سے مروی ہیں۔ چنانچہ آپ نے ملاحظہ کیا ہے کہ ان ''ثلاثیات'' میں سے گیارہ امام مکی بن ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ سے، چھ امام ابوعاصم نبیل رحمۃ اللہ علیہ سے، تین امام محمد بن عبداللہ انصاری رحمۃ اللہ علیہ اور ایک خلاد بن یحیٰی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی گئی ہیں۔ اوران بائیس میں صرف ایک حدیث امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے تلامذہ کے علاوہ کسی دوسرے محدث عصام بن خالد رحمۃ اللہ علیہ کی سند سے ہے۔ اس طرح امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو دیگر ائمہ صحاح ستہ پر اس سلسلہ میں جو برتری حاصل ہے، وہ زیادہ تر امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے خصوصی تلامذہ کی مرہونِ منت ہے۔

باب 7

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی سیرت کے چند پہلو

1 امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی شکل وصورت

امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نہایت حسین وجمیل اورتمام جسمانی خوبیوں سے خوب آراستہ تھے۔ علامہ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ (م 463ھ) اورامام محمد بن احمد بن عبدالہادی مقدسی رحمۃ اللہ علیہ (م 744ھ) نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے شاگردِ رشید امام ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ (م 182ھ) سے نقل کیا ہے:

يَقُول سَمِعت أَبَا يُوسُف يَقُول: كَانَ أَبُو حنيفَة رَحمَه الله ربعَة من الرِّجَال، لَيْسَ بالقصير وَلَا بالطويل، وَكَانَ أحسن النَّاس منطقا وأحلاهم نغمَة، وأبينهم عَمَّا يُرِيد.

(أخبار أبي حنيفة وأصحابه ص17؛ تاریخ بغداد ج15 ص444؛ تاریخ بغداد وذیولہ، ج13، ص331؛ مناقب الائمۃ الاربعۃ، ص72، للامام ابن قدامۃ المقدسیؒ، طبع: دار المؤید، بیروت؛ منازل الأئمة الأربعة أبي حنيفة ومالك والشافعي وأحمد ص 165؛ تهذيب الأسماء واللغات ج2 ص218؛ تاریخ اسلام ج3 ص990؛ سیر اعلام النبلاء ج6 ص399)

ترجمہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ متوسط قد تھے، آپ رحمۃ اللہ علیہ نہ لمبے تھے اورنہ چھوٹے قد کے، لوگوں میں سب سے اچھی گفتگو کرنے والے اورنہایت خوش آواز تھے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ حسین چہرے، خوبصورت کپڑے اورعمدہ خوشبو والے اوراپنے بھائیوں

کے ساتھ بہت خیر خواہی کرنے والے تھے۔

☆ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے دوسرے جلیل القدر شاگرد امام ابونعیم فضل بن دکین رحمۃ اللہ علیہ (م 219ھ) آپ رحمۃ اللہ علیہ کا حسن وجمال یوں بیان کرتے ہیں:

قال أبو نعيم: وكان أبو حنيفة حسن الوجه، حسن الثياب، طيب الريح، حسن المجلس، شديد الكرم، حسن المواساة لإخوانه.

(تاریخ بغداد، ج 15 ص 444۔ الناشر: دار الغرب الإسلامي - بيروت؛ تاریخ بغداد وذیوله، ج 13 ص 331۔ الناشر: دار الكتب العلمية - بيروت؛ فضائل ابی حنیفۃ واخبارہ ومناقبہ (ابن ابی العوام) ص 45 رقم 9؛ عقود الجمان، ص 43؛ الانتقاء في فضائل الثلاثة الأئمة الفقهاء مالك والشافعي وأبي حنيفة، ص 123 مختصراً؛ تهذيب الأسماء واللغات، للنووي ج 2 ص 218)

ترجمہ: امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ حسین چہرے (خوبصورت داڑھی)، عمدہ کپڑے، اچھے جوتے، بہترین خوشبو، بھلی مجلس والے، بہت زیادہ کرم والے، اپنے بھائیوں کے ساتھ نہایت غم خوار تھے۔

مؤرخ اسلام علامہ ابن خلکان رحمۃ اللہ علیہ (م 681ھ) آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمہ میں فرماتے ہیں:

وكان أبو حنيفة حسن الوجه حسن المجلس، شديد الكرم حسن المواساة لإخوانه، وكان ربعة من الرجال، وقيل كان طوالا تعلوه سمرة، أحسن الناس منطقاً وأحلاهم نغمة.

(وفيات الأعيان وأنباء أبناء الزمان، ج 5 ص 408، 409۔ المؤلف: أبو العباس شمس الدين أحمد بن محمد بن إبراهيم بن أبي بكر ابن خلكان البرمكي الإربلي (المتوفى: 681هـ)۔ الناشر: دار صادر - بيروت)

ترجمہ: امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ خوبصورت چہرے اور بھلی مجلس والے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ انتہائی سخی اور اپنے لوگوں کے ساتھ بہت اچھا سلوک کرنے والے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا قد درمیانہ تھا، اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ لمبے تھے، اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کا رنگ قدرے مائل بہ

گندمی تھا، اور آپ رحمۃ اللہ علیہ تمام لوگوں میں سب سے زیادہ خوش آواز اور خوش الحان تھے۔

2 حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا حلیہ مبارک

امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو اللہ تعالیٰ نے حسنِ سیرت کے ساتھ جمالِ صورت بھی دیا تھا۔ میانہ قد، پاکیزہ صورت، بدن چھریرا، ڈیل ڈول سجیلا، کشادہ پیشانی، کتابی چہرہ، آنکھیں رسیلی، کشادہ سینہ، دراز زلفیں، آواز صاف ستھری، گفتگو متین اور شیریں وجاہت فطری تھی۔ (عینی: امام ابوحنیفہ، اعظم اسٹیم پریس، حیدرآباد۔ صفحات: 235)

علامہ صیمری رحمۃ اللہ علیہ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے حلیہ کے متعلق لکھا ہے: ''آپ رحمۃ اللہ علیہ گفتگو فصیح وبلیغ اور مدلل فرماتے تھے اور عام طور پر کم گو تھے، زبان کو فضول گوئی سے محفوظ رکھتے اور کسی بھی حالت میں متانت وسنجیدگی کو ہاتھ سے جانے نہ دیتے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا لباس باوقار ہوتا تھا، اکثر لمبی ٹوپی استعمال کرتے تھے، کپڑے خوشبو میں معطر رہتے تھے، آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خوشبو سے ہی لوگ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو بغیر دیکھے پہچان لیا کرتے تھے۔''

(أخبار أبي حنيفة وأصحابه، ص 16، 17۔ المؤلف: أبو عبد الله، الحسين بن علي الصَّيْمَري الحنفي (ت 436هـ)۔ الناشر: عالم الكتب - بيروت۔ الطبعة: الثانية، 1405هـ-1985م)

3 آپ رحمۃ اللہ علیہ کے محاسنِ اخلاق

اللہ تبارک وتعالیٰ نے امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو ظاہری حسنِ صورت کے ساتھ ساتھ باطنی حسنِ سیرت سے بھی بہت نوازا تھا۔ چنانچہ خلیفہ ہارون الرشید رحمۃ اللہ علیہ (م 193ھ) نے ایک دفعہ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ (م 182ھ) سے درخواست کی کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ میرے سامنے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے کچھ اوصاف بیان کیجیے۔ انہوں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے اوصاف بیان کرتے ہوئے فرمایا:

قَالَ: ''كَانَ وَاللهِ! شَدِيدَ الذَّبِّ عَنْ حَرَامِ اللهِ، مُجَانِبًا لِأَهْلِ الدُّنْيَا،

وَطَوِيلَ الصَّمْتِ دَائِمَ الْفِكْرِ، لَمْ يَكُنْ مِهْذَارًا وَلا ثِرْثَارًا، إِنْ سُئِلَ عَنْ مَسْأَلَةٍ عِنْدَهُ مِنْهَا عِلْمٌ أَجَابَ فِيهَا. مَا عَلِمْتُهُ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ! إِلَّا صَائِنًا لِنَفْسِهِ وَدِينِهِ، مُشْتَغِلًا بِنَفْسِهِ عَنِ النَّاسِ لا يَذْكُرُ أَحَدًا إِلا بِخَيْرٍ". فَقَالَ الرَّشِيدُ: "هٰذِهٖ أَخْلَاقُ الصَّالِحِينَ".

(مناقب الإمام أبي حنيفة وصاحبيه، ص 17. المؤلف: شمس الدين أبو عبد الله محمد بن أحمد بن عثمان بن قَايْماز الذهبي (المتوفى: 748هـ). عني بتحقيقه والتعليق عليه: محمد زاهد الكوثري، أبو الوفاء الأفغاني. الناشر: لجنة إحياء المعارف النعمانية، حيدر آباد الدكن بالهند. الطبعة: الثالثة، 1408ھ؛ فضائل أبي حنيفة و أخباره و مناقبه، ص 47 رقم 13، لابن ابی العوام رحمۃ اللہ علیہ۔ طبع: المکتبۃ الامدادیۃ، مکۃ المکرمۃ- 1431ھ-2010ء)

ترجمہ: اللہ کی قسم! آپ رحمۃ اللہ علیہ حرام چیزوں سے بہت بچنے والے اور دنیا سے احتراز کرنے والے تھے۔ نہایت کم گو تھے اور ہمیشہ فکرمند رہتے تھے۔ زیادہ گفتگو کرنا پسند نہیں کرتے تھے۔ ہاں! اگر کوئی مسئلہ پوچھا جاتا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کو معلوم ہوتا، تو جواب دیتے (ورنہ خاموش رہتے)۔ امیر المؤمنین! جہاں تک میں جانتا ہوں، آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنی ذات اور اپنے دین کی بہت حفاظت کرنے والے اور اپنے کو لوگوں کی برائی سے دور رکھنے والے تھے، اور جب کسی شخص کا تذکرہ کرتے تو صرف بھلائی کے ساتھ ہی کرتے تھے۔

ہارون الرشید رحمۃ اللہ علیہ نے یہ سن کر کہا: ''صالحین کے اسی طرح اخلاق ہوتے ہیں''۔

امیر المؤمنین فی الحدیث امام عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ (م 181ھ) فرماتے ہیں کہ میں نے امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ (م 161ھ) سے کہا: ''امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ غیبت سے اتنا دور رہتے ہیں کہ میں نے ان کو کبھی کسی دشمن کی بھی غیبت کرتے ہوئے نہیں سنا''۔

امام ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

''ھو واللہ! اعقل من ان یسلط علی حسناتہ ما یذھب بھا''۔

(تاریخ بغداد، ج 13، ص 361)

ترجمہ: اللہ کی قسم! امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ بڑے عقل مند ہیں، وہ غیبت کر کے اپنی نیکیوں پر وہ چیز مسلّط نہیں ہونے دیتے جو نیکیوں کو برباد کر دے۔

امام حکم بن ہشام ثقفی عقیلی رحمۃ اللہ علیہ، جو ثقہ محدث اور امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے دوست ہیں، وہ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا تعارف یوں بیان کرتے ہیں:

كان أبو حنيفة لا يكفر أحداً حتى يخرج من الباب الذى دخل فيه، وكان ناصحا لمن كان له محباً أو مبغضاً، وكان عظيم الأمانة مات وعنده من الودائع ما لا يحصى، وخيّره السلطان على أن يوجع ظهره وبطنه أو يجعل مفاتيح خزائن الأموال بيده. فاختار عذابه على عذاب الآخرة.

(بغية الطلب في تاريخ حلب، ج6 ص2893. المؤلف: عمر بن أحمد بن هبة الله بن أبي جرادة العقيلي، كمال الدين ابن العديم (المتوفى: 660هـ). الناشر: دار الفكر)

ترجمہ: امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کسی شخص کو کافر نہیں کہتے تھے جب تک کہ وہ شخص خود اس دروازے سے نکل نہ جائے جس میں سے وہ (اسلام میں) داخل ہوا تھا۔ یعنی جب تک کہ وہ خود اسلام سے مرتد نہ ہو جائے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ ہر ایک کے لیے خیر خواہ تھے، خواہ کوئی آپ رحمۃ اللہ علیہ سے محبت کرنے والا ہو، یا آپ رحمۃ اللہ علیہ سے بغض رکھنے والا ہو، آپ رحمۃ اللہ علیہ بہت بڑے امانت دار تھے، چنانچہ جب آپ رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال ہوا، تو آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس لوگوں کی بے شمار امانتیں پڑی ہوئی تھیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو سلطان (خلیفہ منصور رحمۃ اللہ علیہ) نے اختیار دیا تھا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ (کوڑوں سے) اپنی پیٹھ اور اپنا بطن زخمی کرا لیں یا مال کے خزانے اپنے ہاتھ پر رکھ لیں، یعنی عہدۂ قضاء قبول کر لیں، لیکن آپ رحمۃ اللہ علیہ نے سلطان کے عذاب کو آخرت کے عذاب پر ترجیح دی (اور عہدہ قضاء قبول نہیں کیا)۔

4 حلم وبردباری

آپ ؒ میں تواضع وانکساری اور حلم وبردباری بہت زیادہ تھی، گویا آپ ؒ:

من تواضع للہ رفعہ اللہ

ترجمہ: جس نے اللہ کے لیے تواضع کو اختیار کیا، اللہ تعالیٰ اس کو بلندی عطا فرماتے ہیں۔

کی عملی تفسیر تھے۔ آپ ؒ کے سامنے کوئی آپ ؒ کو برا بھلا کہتا، آپ ؒ پر اعتراض کرتا، تو آپ ؒ نہ غصہ ہوتے اور نہ ہی بدلہ لینے کے درپہ ہوتے۔ آپ ؒ کا قول ہے: ''میں نے کبھی کسی کی برائی پر بدلہ نہیں لیا، اور نہ میں نے کسی کو گالی دی، نہ کسی مسلمان یا ذمی پر ظلم کیا، اور نہ کبھی کسی کے ساتھ خیانت کی اور نہ دھوکہ دیا''۔

(عقود الجمان ص:270)

عاصم بن یوسف ؒ کہتے ہیں: ایک مرتبہ مسجد میں امام ابوحنیفہ ؒ درس وتدریس میں مشغول تھے اور مسجد کے ایک گوشے میں ایک شخص مسلسل آپ ؒ کو گالیاں دے رہا تھا، مگر آپ ؒ اپنے کام میں مشغول تھے۔ نہ اس کی طرف توجہ کی اور نہ ہی کوئی جواب دیا۔ شاگردوں کو بھی جواب دینے سے منع کر دیا، جب سبق ختم ہوا اور امام صاحب ؒ گھر کی طرف چلے، تو وہ شخص آپ ؒ کے پیچھے ہو گیا اور راستے میں گالی دیتا رہا۔ جب امام صاحب ؒ کا گھر آ گیا، تو آپ ؒ نے فرمایا: ''دیکھو بھائی! میرا گھر آ گیا، اگر تمہیں اور بھی کچھ کہنا ہے تو میں رک جاتا ہوں۔ تم اپنی بات مکمل کر لو۔ تب میں گھر چلا جاؤں گا''۔ اس پر وہ شخص شرمندہ ہو گیا۔ (عقود الجمان ص:272)

5 سخاوت وفیاضی

امام صاحب ؒ بہت کامیاب تاجر تھے اور آپ ؒ کی تجارت بڑی وسیع تھی، لیکن آپ ؒ نے علماء اور طلبہ کی خدمت کے لئے اپنی تجارت کو وسیع کیا تھا۔ آپ ؒ کی ایک مجلس تھی جس کا نام ''مجلسِ برکت'' تھا، جس میں ہر شخص مادی یا روحانی اعتبار

سے مستفید ہوتا تھا۔ آپ ؒ اپنے شہر کے علماء وفضلاء اور طلبہ پر بہت زیادہ خرچ کیا کرتے تھے۔ حسن بن سلیمان ؒ کہتے ہیں: ''میں نے امام ابوحنیفہ ؒ سے زیادہ کسی کو سخی نہیں دیکھا۔ انہوں نے اپنے شاگردوں میں سے ایک جماعت کا ماہانہ وظیفہ اپنی طرف سے مقرر کر رکھا تھا اور سالانہ تحفہ وتحائف کا معمول اس کے علاوہ تھا''۔

(عقود الجمان ص:233؛ مناقب ابی حنیفہ للموفق 1/239)

ایک مرتبہ حضرت ابراہیم بن عیینہ ؒ قرض کی وجہ سے قید ہو گئے۔ حضرت امام صاحب ؒ کو جب معلوم ہوا تو آپ ؒ نے سارا قرض جو چار ہزار درہم سے زیادہ تھا، اپنی طرف سے ادا کر کے انہیں رہائی دلائی۔ سفیان بن عیینہ ؒ کہتے ہیں: ''امام صاحب ؒ بہت زیادہ خیرات کرنے والے تھے، ایک مرتبہ انہوں نے میرے پاس اس کثیر مقدار میں ہدیہ بھیجا کہ مجھے اس کی زیادتی سے ناگواری ہوئی جس کا ذکر میں نے امام صاحب ؒ کے بعض شاگردوں سے کیا، تو ان کے شاگردوں نے کہا: ''یہ تو کچھ بھی نہیں ہے، اگر آپ وہ ہدیہ دیکھ لیتے جو امام صاحب ؒ نے سعید بن عروبہ ؒ کو بھیجا ہے تو اپنے ہدیہ پر تعجب نہ کرتے''۔ (عقود الجمان ص:232)

6 ورع وتقویٰ

امام صاحب ؒ کا ورع وتقویٰ ضرب المثل ہے۔ آپ ؒ کے معاصرین نے کھلے الفاظ میں آپ ؒ کے ورع وتقویٰ کی گواہی دی ہے کہ ہم نے اپنے دور میں امام صاحب ؒ سے زیادہ متقی کسی کو نہیں دیکھا۔ امام صاحب ؒ کے ورع وتقویٰ کا ایک حیرت انگیز واقعہ ملاحظہ فرمائیں:

ایک مرتبہ کوفہ میں کچھ لوگ بکریاں لُوٹ مار کر کے لُوٹے اور انہیں کوفہ کے بازار میں فروخت کر دیا۔ وہ بکریاں شہر کی بکریوں میں رل مل گئیں اور لوٹ کی بکریوں کی شناخت باقی نہ رہی۔ جب امام صاحب ؒ کو اس واقعہ کا علم ہوا، تو آپ ؒ نے لوگوں سے پوچھا: ''بکری زیادہ سے زیادہ کتنے سال زندہ رہ سکتی ہے؟''۔ تو لوگوں

نے جواب دیا: ”سات سال“۔ تو آپ ؒ نے کوفہ میں رہتے ہوئے سات سال تک بکریوں کا گوشت تناول نہیں کیا کہ کہیں یہ وہی چرائی ہوئی بکری کا گوشت نہ ہو۔

(مناقب ابی حنیفہ للموفق 1/181)

7 خوف وخشیت

امام صاحب ؒ میں اللہ تعالیٰ کا خوف اور آخرت میں جواب دہی کا احساس بہت زیادہ غالب رہتا تھا۔ آپ ؒ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں بہت زیادہ رونے والے تھے۔ آپ ؒ کی آہ وبکا اور گریہ وزاری کی یہ کیفیت ہوتی کہ سننے والے کو ترس آ جاتا تھا۔ رات میں آپ ؒ کے رونے کی آواز گھر سے باہر تک سنائی دیتی تھی۔

یحی بن سعید ؒ کہتے ہیں: ”اللہ کی قسم! ہم نے امام ابوحنیفہ ؒ کی مجالست اور مصاحبت اختیار کی، جب میں آپ ؒ کے چہرے کو دیکھتا تو فوراً مجھے احساس ہوتا کہ آپ ؒ اللہ رب العزت سے ڈرنے والے ہیں“۔ قاسم بن معن ؒ کا بیان ہے: ”ایک مرتبہ رات میں امام صاحب ؒ نے یہ آیت پڑھی:

آیت 1:۔ بَلِ السَّاعَةُ مَوْعِدُهُمْ وَالسَّاعَةُ أَدْهٰى وَأَمَرُّ ○ (القمر:46)

ترجمہ بلکہ ان سے نمٹنے کے لیے اصل وعدے کا وقت تو قیامت ہے اور وہ بڑی آفت اور زیادہ تلخ ساعت ہے۔

تو پوری رات گریہ وزاری کے ساتھ یہ آیت دہراتے رہے۔

(مناقب ابی حنیفہ للموفق 1/208)

عبدالرزاق بن ہمام ؒ کہتے ہیں: ”میں جب بھی امام ابوحنیفہ ؒ کو دیکھتا، تو آپ ؒ کی آنکھوں اور رخساروں پر رونے کے آثار محسوس کرتا“۔

(مناقب ابی حنیفہ للموفق 1/190)

یزید بن کمیت ؒ مشہور اولیاء اللہ میں ان کا شمار ہے، فرماتے ہیں: ”امام ابوحنیفہ ؒ انتہائی خشیت والے تھے“۔ یحیٰی بن نصر ؒ کہتے ہیں: ”میرے والد امام

صاحب ؒ کے دوست تھے جس کی بنا پر میں کبھی کبھی امام صاحب ؒ کے یہاں رات کو سو جاتا تھا۔ تو میں دیکھتا کہ امام ابوحنیفہ پوری رات نماز میں مشغول رہتے اور میں چٹائی پر ان کے آنسوؤں کے گرنے کی آواز اس طرح سنا کرتا تھا گویا کہ بارش ہو رہی ہو“۔ (عقود الجمان ص:239)

8 حق گوئی

امام صاحب ؒ کو اللہ تعالیٰ نے حق گوئی کی عزیمت سے نوازا تھا۔ آپ ؒ عواقب وانجام کی پرواہ کئے بغیر برملا حق کا اظہار کیا کرتے تھے۔ آپ ؒ نے دربارِ سلطنت میں بھی حق گوئی سے پرہیز نہیں کیا، اور کبھی بھی خلیفۂ وقت کے عتاب کا خیال نہیں کیا۔ ایک مرتبہ خلیفہ منصور ؒ اور اس کی بیوی حرہ میں ناچاقی ہوگئی۔ خاتون کو شکایت تھی کہ خلیفہ عدل نہیں کرتا۔ منصور ؒ نے کہا: ”کسی کو منصف قرار دو“۔ اس نے امام صاحب ؒ کا نام لیا۔ منصور ؒ نے امام صاحب ؒ کو بلا بھیجا۔ خاتون پردے کے قریب بیٹھی۔ امام صاحب ؒ کی باتوں کو سن رہی تھی۔ منصور ؒ نے پوچھا: ”شریعت مردوں کو کتنے نکاح کی اجازت دیتی ہے؟“۔ امام صاحب ؒ نے کہا: ”چار“۔ منصور ؒ خاتون کی طرف متوجہ ہوا کہ سنتی ہو۔ پردہ سے آواز آئی کہ ہاں سنا۔ اس کے بعد امام صاحب ؒ منصور ؒ کی طرف مخاطب ہو کر بولے: ”مگر یہ اجازت اس شخص کے لئے خاص ہے جو عدل پر قادر ہو، ورنہ ایک سے زیادہ نکاح کرنا اچھا نہیں“۔ قرآن میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

آیت 1:۔ فَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تَعْدِلُوا فَوَاحِدَةً أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ (النساء:3)

ترجمہ لیکن اگر تمہیں اندیشہ ہو کہ اُن کے ساتھ عدل نہ کرسکو گے تو پھر ایک ہی بیوی کرو یا اُن عورتوں کو زوجیت میں لاؤ جو تمہارے قبضہ میں آئی ہیں۔

منصور ؒ چپ ہوگیا۔ امام صاحب ؒ جب گھر آئے تو ایک خادم پچاس ہزار (50,000) درہم کی تھیلی لئے حاضر ہوا اور کہا: ”خاتون نے نذر بھیجی ہے اور آپ

رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں سلام پیش کیا ہے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کی حق گوئی کی نہایت مشکور ہے"۔

امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے روپے واپس بھیج دیئے اور فرمایا: "جا کر خاتون سے کہنا کہ میں نے جو کچھ کہا کسی غرض سے نہیں کہا بلکہ میرا فرضِ منصبی تھا"۔

(اخبار ابی حنیفہ واصحابہ للصیمری ص:53؛ مناقب ابی حنیفہ للموفق 1/256؛ سیرت النعمان ص:58، شبلی نعمانی)

9 امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے اخلاق وعادات

جعفر بن ربیع رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: "میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس پانچ سال رہا، مگر میں نے ان سے زیادہ خاموش بیٹھنے والا کسی کو نہیں دیکھا"۔ ولید بن قاسم رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے: "امام صاحب اپنے تلامذہ کے حالات معلوم کرنے میں بہت بے نظیر تھے، جو ضرورت مند ہوتا اس کی غم خواری اور حاجت روائی کرتے اور اگر کوئی بیمار ہوتا تو اس کی تیمارداری کرتے، اگر ان میں سے یا ان کے رشتہ داروں میں سے کوئی مرجاتا تو جنازہ میں شرکت فرماتے، اگر کسی پر کوئی مصیبت آتی تو آپ رحمۃ اللہ علیہ اس کی ضرورت پوری کرتے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ بہت شریف الطبع انسان تھے"۔ (عقود الجمان ص:272)

صیمری رحمۃ اللہ علیہ نے نضر بن محمد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ مذاق کو اچھا نہیں سمجھتے تھے اور نہ ہی مذاق کرتے تھے، میں نے ان کو کبھی بھی قہقہہ مار کر ہنستے نہیں دیکھا، ہاں تبسم فرمایا کرتے تھے"۔ (عقود الجمان ص:273)

ایک مرتبہ ہارون رشید رحمۃ اللہ علیہ نے امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا: "امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے اخلاق بیان کرو"۔ امام ابو یوسف نے فرمایا:

"كَانَ وَاللهِ! شَدِيدَ الذَّبِّ عَنْ حَرَامِ اللهِ، مُجَانِبًا لِأَهْلِ الدُّنْيَا، وَطَوِيلَ الصَّمْتِ دَائِمَ الْفِكْرِ، لَمْ يَكُنْ مِهْذَارًا وَلَا ثَرْثَارًا، إِنْ سُئِلَ عَنْ مَسْأَلَةٍ عِنْدَهُ مِنْهَا عِلْمٌ أَجَابَ فِيهَا، مَا عَلِمْتُهُ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ! إِلَّا صَائِنًا لِنَفْسِهِ وَدِينِهِ، مُشْتَغِلًا بِنَفْسِهِ عَنِ النَّاسِ لَا يَذْكُرُ أَحَدًا إِلَّا بِخَيْرٍ"۔

(مناقب الإمام أبي حنيفة وصاحبيه (شمس الدين الذهبي) ص17)

ترجمہ: میرا علم امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے محارم کے ارتکاب سے شدت سے رکنے والے تھے، بہت ہی پرہیزگار تھے، اللہ تعالیٰ کے دین کے متعلق وہ بات ہرگز نہیں کہتے جس کو وہ قطعی طور سے نہ جانتے ہوں، ان کو یہ بات پسند تھی کہ اللہ کی اطاعت کی جائے اس کی نافرمانی نہ کی جائے، اہلِ دنیا سے اپنے زمانہ میں دور رہے، دنیا کی عزت کی رغبت نہیں کی، علم کے وسیع ترمیدان میں ہمیشہ غوروفکر کرتے رہتے تھے، بیہودہ گو نہ تھے نہ بکواسی، اگر کوئی مسئلہ پوچھا جاتا اور ان کو علم ہوتا تو جواب دیتے، اگر استاذ سے سنا ہوا علم نہ ہوتا تو حق کے مطابق قیاس کرتے اور حق کی اتباع کرتے۔ وہ اپنے آپ کی اور دین کی حفاظت کرنے والے تھے، علم اور مال کو بہت زیادہ خرچ کرنے والے تھے، اور تمام لوگوں سے غنی النفس تھے، جب بھی کسی کا ذکر کرتے تو اچھائی سے کرتے۔

ہارون رشید رحمۃ اللہ علیہ نے یہ سن کر کہا: "یہی اللہ کے نیک بندوں کے اخلاق ہوتے ہیں"۔

(الذہبی: مناقب الامام ابی حنیفہ وصاحبیہ ص:18، احیاء المعارف النعمانیہ، حیدرآباد 1419ھ)

معافی بن عمران موصلی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے اندر دس ایسی خصلتیں تھیں اگر ان میں سے ایک بھی کسی کے اندر ہے تو وہ اپنی قوم کا رئیس ہوجائے اور اپنے قبیلہ کی سرداری کرے: (1) پرہیزگاری (2) سچائی (3) فقہ (4) لوگوں کی غم خواری (5) ہمیشہ نفع دینے والی چیز کی طرف توجہ (6) اکثر خاموش رہنا (7) درست گوئی (8) مصیبت زدہ کی مدد (9) مروت (10) صحیح غوروفکر۔ (عقود الجمان ص:275)

10 عبادت وریاضت

کتاب وسنت کی تعلیم، فقہ کی تدوین اور تجارتی مصروفیات کے ساتھ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے زہد وتقویٰ اور عبادت وریاضت میں جس طرح پوری زندگی گزاری، وہ حیرت انگیز ہے۔ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے معاصرین اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ رہنے والوں نے جو امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی ریاضت کی جو تفصیل پیش کی ہے وہ حیران کن ہے۔ چند معتمد

بزرگوں کے اقوال بیان کئے جاتے ہیں:

شریک رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے: ''میں نے حماد بن ابی سلیمان رحمۃ اللہ علیہ، علقمہ بن مرثد رحمۃ اللہ علیہ، محارب بن دثار رحمۃ اللہ علیہ، عون بن عبد اللہ رحمۃ اللہ علیہ، عبد الملک بن عمیر رحمۃ اللہ علیہ، ابو ہمام سلولی رحمۃ اللہ علیہ، موسی بن طلحہ رحمۃ اللہ علیہ اور ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا ہے اور ان کی صحبت میں رہا ہوں، ان میں سے کسی کو ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے زیادہ حسین رات والا نہیں پایا۔ میں ایک سال تک ان کی صحبت میں رہا ہوں۔ اس مدت میں ان کو کبھی بھی رات میں بستر پر نہیں پایا۔

(مناقب ابی حنیفہ للموفق 209/1)

خارجہ بن مصعب رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ چار ائمہ دین نے کعبہ شریف میں پورا قرآن ختم کیا: حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ، تمیم داری رضی اللہ عنہ، سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ اور ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ۔

(مناقب ابی حنیفہ للموفق 215/1)

زاہدہ رحمۃ اللہ علیہ اپنا واقعہ بیان کرتے ہیں کہ ایک رات میں نے امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ عشاء کی نماز پڑھی۔ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو میری خبر نہیں تھی۔ مجھے تنہائی میں مسئلہ دریافت کرنا تھا۔ اس لئے ایک گوشہ میں بیٹھ گیا، لوگ نماز پڑھ کر چلے گئے، امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے نفل نماز شروع کر دی اور رات بھر اس آیت کو دہراتے رہے:

آیت 1:۔ فَمَنَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا وَوَقٰىنَا عَذَابَ السَّمُوْمِ ○ (الطور:27)

ترجمہ: آخر کار اللہ نے ہم پر فضل فرمایا اور ہمیں جھلسا دینے والی ہوا کے عذاب سے بچا لیا۔

یہاں تک کہ صبح ہوگئی اور میں انتظار میں پڑا رہا۔ (مناقب ابی حنیفہ للموفق 215/1)

11 کثرت عبادت اور شب بیداری

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی کثرتِ عبادت، زہد وتقویٰ، شب بیداری، کثرتِ تلاوتِ قرآن اور حج وعمرہ کے واقعات تاریخ اور رجال کی کتب میں اس کثرت سے منقول ہیں کہ محدثین نے ان کو تواتر کا درجہ دیا ہے۔ چنانچہ حدیث اور اسماء الرجال کے مایہ ناز سپوت حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ (م 748ھ) آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مناقب میں ارقام فرماتے ہیں:

قَدْ تَوَاتَرَ قِيَامُهُ اللَّيْلَ وَتَهَجُّدُهُ وَتَعَبُّدُهُ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى.

(مناقب الإمام أبي حنيفة وصاحبيه ص20)

ترجمہ: امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی شب بیداری، تہجد گزاری اور بندگی تواتر سے ثابت ہے۔

مورّخ اسلام امام محمد بن یوسف صالحی شافعی رحمۃ اللہ علیہ (م 942ھ) بھی اس حقیقت کا اقرار کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

اشتهر و تواتر من كثرة عبادة و زهده و كثرة حججه واعتماره رضي الله عنه. (عقود الجمان، ص185)

ترجمہ: امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی کثرتِ عبادت و پرہیزگاری اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کا کثرت سے حج و عمرے کرنا شہرت اور تواتر کو پہنچا ہوا ہے۔

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے معاصرین میں سے امام عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ، امام شریک نخعی رحمۃ اللہ علیہ، امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ، امام ابوالجویریہ رحمۃ اللہ علیہ، امام مسعر بن کدام رحمۃ اللہ علیہ، امام علی بن صدائی رحمۃ اللہ علیہ، امام سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ، امام فضل بن دکین رحمۃ اللہ علیہ، امام ابوالولید رحمۃ اللہ علیہ، امام ابویحییٰ الحمانی رحمۃ اللہ علیہ، امام ابوالحسن بن محمد رحمۃ اللہ علیہ، امام عبدالمجید بن ابورواد رحمۃ اللہ علیہ، امام احمد بن بشیر رحمۃ اللہ علیہ، اور امام حفص بن غیاث رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ ائمہ سب اس پر متفق ہیں:

''امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے زیادہ عبادت گزار اور شب بیدار اور آپ رحمۃ اللہ علیہ سے زیادہ تلاوتِ قرآن کرنے والا ہم نے کوئی شخص نہیں دیکھا''۔

(عقود الجمان، ص 211-223؛ إِقَامَةُ الْحُجَّةِ عَلٰى أَنَّ الْإِكْثَارَ فِي التَّعَبُّدِ لَيْسَ بِبِدْعَةٍ: ص 26-29، للعلامة اللكنوي رحمۃ اللہ علیہ)

واضح رہے کہ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نہایت پختہ حافظ قرآن تھے اور صرف ایک رکعت میں پورا قرآن مجید زبانی پڑھ لیتے تھے۔ چنانچہ حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ (م 748ھ) نے امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ہم سبق اور جلیل القدر محدث امام مسعر بن کدام رحمۃ اللہ علیہ (م 155ھ) کا بیان نقل کیا ہے:

قَالَ مِسْعَرُ بْنُ كِدَامٍ: "رَأَيْتُ أَبَا حَنِيفَةَ قَرَأَ الْقُرْآنَ فِي رَكْعَةٍ".

(سیر اعلام النبلاء، ج 6، ص 401؛ تاریخ اسلام للذہبی ج 3 ص 990؛ مناقب الإمام أبي حنيفة وصاحبيه ص 24)

ترجمہ میں نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک رکعت میں پورا قرآن پڑھ لیا۔

امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ (م 182ھ) سے بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں ایسا ہی منقول ہے۔

عَنِ الْقَاضِي أَبِي يُوسُفَ، قَالَ: كَانَ أَبُو حَنِيفَةَ يَخْتِمُ الْقُرْآنَ كُلَّ لَيْلَةٍ فِي رَكْعَةٍ. (سیر اعلام النبلاء، ج 6، ص 400؛ تاریخ اسلام للذہبی ج 3 ص 990)

امام ابوعبداللہ صیمری رحمۃ اللہ علیہ (م 436ھ) اور علامہ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ (م 463ھ) نے امام خارجہ بن مصعب رحمۃ اللہ علیہ (م 168ھ) سے نقل کیا ہے کہ ایک رکعت میں پورا قرآن مجید پڑھنے والے چار ائمہ گزرے ہیں:

1. حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ
2. حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ
3. حضرت سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ
4. حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ

(اخبار ابی حنیفۃ واصحابہ، ص 56 طبع عالم الکتب، بیروت؛ تاریخ بغداد وذیولہ، ج 13، ص 355)

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ (م 748ھ) نے یہ بھی تصریح کی ہے:

وَيُرْوَى: أَنَّ أَبَا حَنِيفَةَ خَتَمَ الْقُرْآنَ سَبْعَةَ آلَافِ مَرَّةٍ.

(سیر اعلام النبلاء، ج 6، ص 400)

ترجمہ مروی ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے سات ہزار مرتبہ قرآن مجید ختم کیا۔

12 امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے شب وروز

امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی اور ان کے روز وشب لائق تقلید ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ ہمیشہ خیر اور نیکی کے کاموں میں مصروف رہا کرتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا معمول یہ تھا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ صبح کی نماز کے بعد درس دیتے، تمام قابلِ ذکر مسائل کا جواب تحریر کرتے۔ پھر تدوینِ فقہ کی مجلس منعقد کی جاتی، جس میں بڑے بڑے نامور شاگردوں کا اجتماع ہوتا جو مسائل اتفاقِ رائے سے طے ہوتے، انہیں قلم بند کرلیا جاتا۔ نمازِ ظہر پڑھ کر گھر

آتے، کچھ دیر آرام کرتے، نمازِ عصر کے بعد دوستوں سے ملتے، بیماروں کی عیادت کرتے، مرنے والوں کی تعزیت اور غریبوں کی خبرگیری کرتے، نمازِ مغرب کے بعد دوبارہ درس کا سلسلہ شروع ہوتا اور عشاء تک جاری رہتا، اور نمازِ عشاء پڑھ کر عبادت میں مشغول ہوجاتے اور اکثر راتیں بھر نہ سوتے۔

(خان آصف: اسلام کے محافظ ص: 36، اعتقاد پبلشنگ ہاؤس دہلی 2005ء)

13 عقل مندی اور ذہانت

امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نہایت عقل منداور ذہین وفطین شخص تھے۔ حافظ الحدیث امام علی بن عاصم الواسطی رحمۃ اللہ علیہ (م 201ھ) کا بیان ہے:

لَوْ وُزِنَ عَقْلُ أَبِي حَنِيفَةَ بِعَقْلِ نِصْفِ النَّاسِ لَرَجَحَ بِهِمْ.

(أخبار أبي حنيفة وأصحابه ص 37؛ تاریخ بغداد ج 15 ص 487؛ تاريخ بغداد وذيوله ج 13 ص 361؛ تهذيب الأسماء واللغات ج 2 ص 222؛ تاريخ الإسلام وَوَفيات المشاهير وَالأعلام ج 3 ص 990؛ مناقب الإمام أبي حنيفة وصاحبيه ص 37؛ سیر اعلام النبلاء ج 6 ص 537)

ترجمہ اگر امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی عقل کا موازنہ نصف اہلِ زمین کی عقلوں سے کیا جائے، تو پھر بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کی عقل ان سب پر بھاری ہوجائے۔

حافظ المغرب شیخ الامام امام ابن عبدالبر مالکی رحمۃ اللہ علیہ (م 463ھ) نے اپنی کتاب ”الکنٰی“ میں امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی بابت لکھا ہے:

كان في الفقه إمامًا، حسن الرأي والقياس، لطيف الاستخراج جيد الذهن حاضر الفهم، ذكيًا ورعًا، عاقلًا.

(الاستغناء في معرفة المشهورين من حملة العلم بالكنى ج 1 ص 572)

ترجمہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فقہ میں امام، رائے اور قیاس میں بہترین، استخراج مسائل میں باریک بین، نہایت ذہین، بہت سمجھدار، دانا، پرہیزگار اور عقلمند انسان تھے۔

امام شمس الدین ذہبی رحمۃ اللہ علیہ (م748ھ) آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمہ میں فرماتے ہیں:

وَكَانَ مِنْ أَذْكِيَاءِ الْعَالَمِ.

(مناقب الإمام أبي حنيفة وصاحبيه، للذهبي، ص 80)

ترجمہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ذہین ترین تمام عالم کے انسانوں میں سے تھے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ذہانت اور فہم وفراست کے بیشمار واقعات تاریخ اور مناقب کی کتب میں منقول ہیں۔ یہاں صرف ایک واقعہ نقل کیا جاتا ہے جو علامہ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ (م463ھ) وغیرہ علماء نے امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پوتے امام اسماعیل بن حماد رحمۃ اللہ علیہ (م212ھ) سے نقل کیا ہے۔ چنانچہ امام اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ حَمَّادِ بْنِ أَبِي حَنِيفَةَ، قَالَ: "كَانَ لَنَا جَارٌ طَحَّانٌ رَافِضِيٌّ، وَكَانَ لَهُ بَغْلَانِ، سَمَّى أَحَدَهُمَا: أَبَابَكْرٍ، وَالآخَرَ عُمَرَ. فَرَمَحَهُ ذَاتَ لَيْلَةٍ أَحَدُهُمَا، فَقَتَلَهُ. فَقَالَ أَبُو حنيفة: "انْظُرُوا الْبَغْلَ الَّذِي رَمَحَهُ الَّذِي سَمَّاهُ عُمَرَ؟". فَنَظَرُوا فَكَانَ ذَلِكَ.

(تاریخ بغداد ج 15 ص 487؛ تاریخ بغداد وذیولہ ج 13 ص 362؛ وفيات الأعيان وأنباء أبناء الزمان ج 2 ص 205؛ تهذيب الكمال في أسماء الرجال ج 29 ص 439؛ تذهيب تهذيب الكمال في أسماء الرجال ج 9 ص 224؛ محض الصواب في فضائل أمير المؤمنين عمر بن الخطاب ج 3 ص 939؛ قلادة النحر في وفيات أعيان الدهر ج 2 ص 266؛ مكانة الإمام أبي حنيفة في الحديث، ص 96. لمحمد عبد الرشيد النعماني)

ترجمہ ہمارے پڑوس میں ایک آٹا پیسنے والا رافضی رہتا تھا۔ اس بدبخت نے دو خچر پالے ہوئے تھے۔ ان میں سے ایک کا نام اس نے ابوبکر اور دوسرے کا نام عمر رکھا ہوا تھا (نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ ذٰلِكَ)۔ ایک رات ان میں سے ایک خچر نے اس کو لات مار کر ہلاک کر دیا۔ جب امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو اس واقعہ کی خبر ہوئی، تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا: ''جا کر دیکھ لو اُس کو اُسی خچر نے مارا ہوگا جس کا اس نے نام عمر رکھا

ہوا تھا''۔ چنانچہ جب لوگوں نے آکر دیکھا تو واقعی اس کو اُسی خچر نے مارا تھا جس کا اُس نے نام عمر رکھا تھا۔

حافظ ابن الجوزی رحمۃ اللہ علیہ (م ۵۹۷ھ) نے اپنی کتاب ''اخبار الاذکیاء'' میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ذہانت وذکاوت کے متعدد ایسے واقعات نقل کیے ہیں۔

14 والدہ کی خدمت

امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے والدین بہت نیک تھے، تجارتی مشغولیت کے باوجود دینی زندگی بسر کرتے تھے اور اہلِ علم وفضل سے تعلق رکھتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے والد حضرت ثابت رحمۃ اللہ علیہ کو تابعیت کا شرف حاصل تھا۔ بچپن میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی زیارت کی اور ان سے دعا لی تھی۔ حضرت عمرو بن حریث مخزومی رضی اللہ عنہ کے مکان میں ان کی دکان تھی اور صبح وشام ان کی زیارت ہوتی تھی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے والد کے ساتھ 96ھ میں حج کی سعادت حاصل کی۔ اس وقت آپ رحمۃ اللہ علیہ کی عمر 16 سال کی تھی۔ وہاں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عبداللہ بن حارث بن جزء رضی اللہ عنہ کی زیارت کی۔ جب تک امام صاحب کے والدین زندہ رہے، ان کی ہر خدمت کے لئے تیار رہتے تھے اور ان کے انتقال کے بعد ان کے لئے ہمیشہ ایصالِ ثواب اور دعاءِ مغفرت کرتے تھے۔ خود بیان کرتے ہیں:

''میں نے اپنے نیک اعمال کے تین حصے کئے ہیں: ایک تہائی اپنے لئے، ایک تہائی اپنے والدین کے لئے اور ایک تہائی اپنے استاذ حماد بن ابی سلیمان رحمۃ اللہ علیہ کے لئے''۔

(الصیمری، ابوعبداللہ حسین بن علی، اخبار ابی حنیفہ واصحابہ ص:53، دار الکتاب العربی بیروت 1976ء)

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے والد ماجد کا انتقال پہلے ہوگیا اور والدہ ماجدہ 130ھ تک زندہ رہیں۔ اس لئے ان کی خدمت کا زیادہ موقع ملا۔ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ زمانۂ طالب علمی سے ہی اپنی والدہ کی کوئی بات نہیں ٹالتے تھے، حتیٰ کہ عمرو بن ذر رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں جاتے تو والدہ کو سواری سے لے جاتے۔

(عقود الجمان ص:272)

حسن بن زیاد ؒ بیان کرتے ہیں: ''ایک مرتبہ امام صاحب ؒ کی والدہ نے کسی بات کی قسم کھائی اور اس کے متعلق امام صاحب ؒ سے مسئلہ پوچھا۔ امام صاحب ؒ نے جواب دیا، مگر والدہ مطمئن نہیں ہوئیں اور کہا: ''جب تک زرعہ واعظ ؒ سے تم دریافت نہیں کروگے مجھے اطمنان نہیں ہوگا''۔ امام صاحب ؒ والدہ کو لے کر زرعہ واعظ ؒ کے پاس گئے اور والدہ نے خود ان سے پوچھا۔ زرعہ ؒ نے تعجب سے کہا: ''کوفہ کا فقیہ آپ کے ساتھ ہے، پھر میں کیا فتوی دوں''۔ امام صاحب ؒ نے زرعہ واعظ ؒ کو جواب بتایا۔ پھر زرعہ واعظ نے وہی جواب آپ ؒ کی والدہ سے بیان کیا تو آپ ؒ کی والدہ راضی اور مطمئن ہوگئیں۔

(تاریخ بغداد 13/366)

امیر کوفہ یزید بن عمرو بن ہبیرہ فزاری ؒ نے امام صاحب ؒ کے لئے عہدۂ قضاء تجویز کیا مگر آپ ؒ نے انکار کردیا۔ اس پر ابن ہبیرہ ؒ نے امام صاحب ؒ کو ایک سودس کوڑے کی سزادی۔ آپ ؒ کہتے تھے مجھے اس سزا سے اتنی تکلیف نہیں ہوئی جتنی کہ اس حادثہ پر والدہ کے رنج وغم سے ہوئی۔ والدہ نے کہا: ''نعمان! جس علم کی وجہ سے تم کو یہ دن دیکھنا پڑا اس سے ترکِ تعلق کرلو''۔ میں نے کہا: ''اگر میں اس علم سے دنیا حاصل کرنا چاہتا تو بہت زیادہ حاصل کرلیتا۔ میں نے یہ علم صرف اللہ تعالیٰ کی رضاجوئی کے لئے حاصل کیا ہے''۔

15 حضرت امام اعظم ؒ کی چند خصوصیات

امام صاحب ؒ کی زندگی اپنے معاصرین سے بالکل ممتاز ہے، آپ ؒ علمی اور عملی ہر دو اعتبار سے اپنے معاصرین واقران پر فوقیت رکھتے ہیں۔ امام صاحب ؒ کے کارنامے بالخصوص فقہی خدمات بھی انفرادی حیثیت کی حامل ہیں۔ امام صاحب ؒ کے اخلاق وعادات، عبادت وریاضت، جود وسخا، خوف وخشیت، تاجرانہ

خصوصیات، فنِ حدیث میں غیر معمولی مہارت۔ یہ سب وہ امتیازی اوصاف ہیں جس نے امام صاحب ؒ کو اپنے اقران پر بے مثال امتیاز عطا کردیا ہے۔ اس کا اعتراف فقۂ حنفی کے ماننے والوں نے نہیں؛ بلکہ دوسرے ائمۂ فقہ کے متبعین نے بھی اس کا اعتراف کیا ہے۔ علامہ محمد بن یوسف صالحی دمشقی شافعی ؒ (م 942ھ) نے عقود الجمان میں امام صاحب ؒ کے گیارہ خصوصیات کا تذکرہ کیا ہے:

(1) امام صاحب ؒ کی پیدائش اس زمانہ میں ہوئی جب کہ بہت سے صحابہ ؓ باحیات تھے اور یہ زمانہ قرون مشہود لہا بالخیر (جس زمانے کے خیر ہونے کی گواہی زبان نبوت سے عطا ہوئی ہے) میں شامل ہے۔

(2) بعض صحابہ ؓ کی زیارت اور روایت امام صاحب ؒ کو نصیب ہوئی، اس بنا پر آپ ؒ کو شرفِ تابعیت حاصل ہے۔

(3) تابعین کے زمانہ میں اور بڑے بڑے ائمہ کی حیات میں حضرت امام ؒ کو اجتہاد وافتاء کی خدمت انجام دینے کا موقع ملا جو بڑے شرف کی بات ہے۔

(4) بڑے بڑے ائمہ فقہ وحدیث نے آپ ؒ سے روایات نقل کی ہیں، یہ بھی آپ ؒ کے لئے بڑی فضیلت کی بات ہے۔

(5) چار ہزار اساتذہ سے آپ ؒ نے علم دین حاصل کیا۔

(6) آپ ؒ کو ایسے بلند پایہ شاگرد ملے جو دیگر ائمہ کو نصیب نہ ہوئے جن میں ہر شاگرد اپنی جگہ آفتاب وماہتاب تھا جیسے حضرت امام ابو یوسف ؒ، حضرت امام محمد ؒ، حضرت امام زفر ؒ وغیرہ۔

(7) حضرت امام اعظم ؒ پہلے وہ شخص ہیں جنہوں نے فقہ وفتاویٰ کی تدوین کا عظیم الشان کارنامہ انجام دیا۔ آپ ؒ ہی نے باب وار مسائل کو مرتب کرایا اور جزئیات ومسائل کی تخریج فرمائی، اس بارے میں پوری امت مسلمہ تا قیامت آپ ؒ کی رہین منت رہے گی اور یہ عظیم خدمت آپ ؒ کے لئے رفع درجات کا سبب بنتی رہے گی۔

(8) امام صاحب ؒ کا فقہی مسلک عالم کے چپہ چپہ تک پھیل گیا، خاص کر برصغیر، روس، چین اور برما میں غالب اکثریت نے آپ ؒ کی پیروی کی اور یہ سلسلہ آج تک جاری ہے۔

(9) آپ ؒ خود اپنی ذاتی کمائی سے اپنی اور اپنے متعلقین کی ضروریات پوری فرماتے تھے اور حکومتوں کے وظائف وغیرہ کے محتاج نہ تھے۔

(10) آپ ؒ کی وفات انتہائی مظلومیت کی حالت میں قید خانہ میں زہر کی وجہ سے بحالتِ سجدہ ہوئی۔ رحمۃ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ

(11) آپ ؒ اپنے دور میں ورع وتقویٰ اور کثرت عبادت میں ممتاز تھے۔

(عقود الجمان ص:173-190)

16 امام صاحب ؒ کے بعض حکیمانہ اقوال

امام صاحب ؒ علم وحکمت میں اپنے معاصرین میں ممتاز مقام رکھتے تھے، ان کی عقلمندی، حاضر جوابی، معاملہ فہمی، دقیقہ سنجی کے سبھی لوگ قائل تھے۔ آپ ؒ کی ذہانت وذکاوت اور فکر ونظر کے معاصرین اور محبین ہی نہیں، بلکہ آپ ؒ کے معاندین اور مخالفین بھی قائل تھے، آپ ؒ کی بہت سی حکیمانہ باتیں کتابوں میں مذکور ہیں، چند اقوال ملاحظہ ہوں:

☆ علماء دین کے واقعات بیان کرنا اور ان کی مجلسوں میں بیٹھنا میرے نزدیک بہت سے فقہی مباحث سے بہتر ہے، کیوں کہ ان کے اقوال ومجالس ان کے آداب واخلاق ہیں۔

☆ جو شخص وقت سے پہلے عزت وشرف اور سیادت وقیادت طلب کرے گا زندگی بھر ذلیل رہے گا۔

☆ جو شخص علم دین، دنیا کے لئے حاصل کرے گا اس کی برکت سے محروم رہے گا اور علم اس کے دل میں راسخ نہیں ہوگا اور نہ ہی اس سے نفع پہونچے گا۔

☆ جو شخص بغیر تفقہ کے حدیث پڑھتا ہے وہ اس عطار کی مانند ہے جو دوا فروخت کرتا ہے، مگر یہ نہیں جانتا کہ کس مرض کے لئے ہے اس کو طبیب بتاتا ہے، اسی طرح محدث حدیث جانتا ہے مگر فقیہ کا محتاج ہوتا ہے۔

☆ جب کوئی عورت اپنی جگہ سے اٹھ جائے تو اس جگہ پر جب تک گرم رہے نہ بیٹھو۔

☆ اگر علماء دین اللہ تعالیٰ کے دوست اور ولی نہیں ہیں تو کون ان کا ولی ہے؟

(مبارکپوری، قاضی اطہر، سیرت ائمہ اربعہ ص:97)

17 عقائد وکلام اور سیاسی افکار وعقائد

امام اعظم ؒ کی تصنیف کردہ کتابیں جو آپ ؒ کی طرف منسوب ہیں، وہ عقائد وکلام کے موضوع پر ہیں۔ مثلاً: فقہ اکبر، رسالۃ العالم والمتعلم، مکتوب بنام عثمان البتی ؒ، کتاب الرد علی القدریہ. العلم شرقاً وغرباً وبعداً وقرباً۔ امام ابو حنیفہ ؒ پہلے شخص ہیں جنہوں نے یہ کتابیں تحریر کر کے شیعہ، خوارج اور معتزلہ ومرجیہ کے مقابلہ میں عقیدۂ اہل السنت والجماعت کو ثابت کیا۔ امام ابوحنیفہ ؒ نے اہلِ سنت کا جو مسلک بتایا ہے وہ حسبِ ذیل ہیں:

1 رسول اللہ ﷺ کے بعد افضل الناس حضرت ابو بکر ؓ ہیں، پھر حضرت عمر بن الخطاب ؓ، پھر حضرت عثمان ؓ، پھر حضرت علی بن ابی طالب ؓ۔ یہ سب حق پر تھے اور حق کے ساتھ رہے۔

2 ہم صحابہ ؓ کا ذکر بھلائی کے سوا اور کسی طرح نہیں کرتے۔

3 ہم کسی مسلمان کو کسی گناہ کی بناء پر، خواہ وہ کیسا ہی بڑا گناہ ہو، کافر نہیں قرار دیتے، جب تک کہ وہ اس کے حلال ہونے کا قائل نہ ہو۔

4 ہم مرجیہ کی طرح یہ نہیں کہتے کہ ہماری نیکیاں ضرور مقبول اور ہماری برائیاں ضرور معاف ہو جائیں گی۔

5 فرائض واعمال جزء ایمان نہیں ہیں یعنی عقائد واعمال دونوں الگ الگ شئی ہیں۔ امام

صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرائض واعمال کو جزءِ ایمان نہیں سمجھتے تھے۔ (اس مسئلہ کو ایک معمولی سمجھ کا آدمی بھی سمجھ سکتا ہے کہ ایمان اعتقاد کا نام ہے جو دل سے متعلق ہے، فرائض واعمال جوارح کے کام ہیں، اس لئے نہ ان دونوں سے کوئی حقیقت مرکب ہوسکتی ہے، نہ ان میں سے ایک دوسرے کا جز ہوسکتا ہے۔ یہ مسئلہ اگرچہ چنداں مہتم بالشان نہ تھا لیکن اس کے نتائج بہت بڑا اثر رکھتے تھے اسی لحاظ سے امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے نہایت آزادی سے اس کا اظہار کیا۔ عمل کو جزءِ ایمان قرار دینا اس بات کو مستلزم ہے کہ جو شخص اعمال کا پابند نہ ہو، وہ مومن بھی نہ ہو، جیسا کہ خارجیوں کا مذہب ہے جو مرتکبِ کبائر کو کافر سمجھتے ہیں۔

6 الایمان لا یزید ولا ینقص یعنی ایمان کم وبیش نہیں ہوتا۔ ان کے نزدیک جب اعمال جزءِ ایمان نہیں، تو اعمال کی کمی بیشی سے ایمان میں کمی بیشی نہیں ہوسکتی، اور یہ بالکل صحیح ہے۔ حدیث میں آیا ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو تم لوگوں پر جو ترجیح ہے وہ کثرتِ صوم وصلوٰۃ کی وجہ سے نہیں، بلکہ اس چیز کی وجہ سے ہے جو اس کے دل میں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلامی تاریخ میں پہلے ایمان کی تعلیم دی گئی اس کے بعد پھر اعمال کی۔

غرض امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا یہ دعویٰ نہیں ہے کہ ایمان بلحاظ کیفیت یعنی شدت وضعف کے زیادہ وکم نہیں ہوسکتا، بلکہ ان کا یہ دعویٰ ہے کہ ایمان مقدار کے اعتبار سے کم وبیش نہیں ہوتا۔ یہ دعویٰ اس بات کی فرع ہے کہ اعمال جزءِ ایمان نہیں اور اس کو ہم ابھی ثابت کر چکے ہیں۔ یہ عقیدہ اگرچہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا اپنا ایجاد کردہ نہ تھا بلکہ امت کا سوادِ اعظم اس وقت یہی عقیدہ رکھتا تھا، مگر امام رحمۃ اللہ علیہ نے اسے تحریری شکل میں مرتب کر کے ایک بڑی خدمت انجام دی کیونکہ اس سے عام مسلمانوں کو یہ معلوم ہوگیا کہ متفرق گروہوں کے مقابلہ میں ان کا امتیازی مسلک کیا ہے۔

18 خلقِ قرآن

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے زمانہ میں بعض لوگوں نے خلقِ قرآن کا عقیدہ پھیلانا شروع کیا۔ وہ کہتے تھے کہ قرآن اگرچہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معجزہ ہے مگر ہے خدا کی مخلوق۔

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مخالفین کا دعوی تھا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ بھی اسی نظریئے کے حامل تھے۔ لیکن صحیح بات یہ ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ خلقِ قرآن کا عقیدہ نہیں رکھتے تھے۔ ایک مرتبہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے امام ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا:

"احفظوا وصيتي، ولا تتكلّموا فيها بكلمه واحدة أبدا. ولا تسألوا عنه أحدا أبدا. انتهوا إلى أنه كلام الله عز وجل بلا زيادة حرف واحد".

(فضائل أبي حنيفة و أخباره و مناقبه (ابن أبي العوام) ص 117 رقم 185؛ البدور المضية في تراجم الحنفية (محمد حفظ الرحمن الكملائي) ج15 ص261)

ترجمہ: اس مسئلہ میں نہ خود کسی رائے کا اظہار کریں اور نہ کسی سے دریافت کریں۔ صرف اتنا کہو کہ یہ کلامِ الٰہی ہے اور اس میں ایک حرف بھی نہ بڑھاؤ۔

19 عقیدۂ ختمِ نبوت

ایک آدمی نے نبوت کا دعویٰ کیا، جب لوگوں نے علامت طلب کی، تو اس نے کہا: ''مجھے علامت لانے تک مہلت دو''۔ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ''جو اس سے علامت طلب کرے گا، کافر ہو جائے گا، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے: ''لا نبی بعدی'' میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ لہٰذا علامت طلب کرنے کا کوئی سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔

20 ذریعۂ معاش

حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا خاندانی پیشہ ریشمی کپڑے کی تجارت تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے

جب ہوش سنبھالا، تو آپ رحمۃ اللہ علیہ بھی اپنے اس آبائی پیشہ سے منسلک ہو گئے اور ریشم بنانے کا ایک بہت بڑا کارخانہ لگا لیا، جس میں بہت سے کاریگر اور مزدور کام کرتے تھے۔ اس طرح آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنی علمی اور عملی مصروفیات کے ساتھ ساتھ تجارت اور ذاتی کاروبار بھی کرتے رہے کہ جس سے آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنی ذاتی ضروریاتِ زندگی بھی پوری کرتے اور ساتھ اپنے نادار و غریب طلباء اور ساتھیوں کی مالی امداد بھی کیا کرتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے کبھی بھی اپنے آپ کو اور اپنے تلامذہ کو اُمراء وسلاطین کا دست نگر نہیں بننے دیا۔ چنانچہ امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ (م ۷۴۸ھ) آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمہ میں لکھتے ہیں:

جمع الفقه والعبادة والورع والسخاء. وكان لا يقبل جوائز الدولة بل ينفق ويؤثر من كسبه. له دار كبيرة لعمل الخز، وعنده صُناع وأجراءُ.

(العبر في خبر من غبر ج 1 ص 164 - الناشر: دار الكتب العلمية - بيروت - شذرات الذهب في أخبار من ذهب ج2 ص230)

ترجمہ: امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ میں فقہ، عبادت، پرہیزگاری اور سخاوت چاروں صفات جمع تھیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ بادشاہوں کے عطیے قبول نہیں کرتے تھے، بلکہ خود اپنی کمائی سے دوسروں پر بھی خرچ کرتے تھے، اور ان کو اپنے اوپر ترجیح دیتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا ریشم بنانے کا ایک بہت بڑا کارخانہ تھا، جس میں بہت سے کاریگر اور مزدور کام کرتے تھے۔

امام صلاح الدین صفدی رحمۃ اللہ علیہ (م 764ھ) آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمہ میں فرماتے ہیں:

وكان خزازا ينفق من كيسه ولا يقبل جوائز السلطان تورعًا، وله دار و ضياع و معاش متسع، وكان معدودًا في الاجواد الاسخياء الالباء الاذكياء مع الدين والعبادة والتهجد وكثرة التلاوة وقيام الليل رضي الله عنه۔ (الاخبار العلیّات من الوافی بالوفیات، 2/1193۔ طبع: دارالاندلس، بیروت)

ترجمہ: امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ریشم کا کاروبار کرتے تھے اور اپنی جیب سے خرچ کرتے تھے، آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنے تقوے کی وجہ سے بادشاہوں کے عطیات قبول نہیں کرتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ

کا اپنا گھر، جائیداد اور وسیع کاروبار تھا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کا شمار انتہائی فراخ دل، سخی، عقل مند اور ذہین لوگوں میں ہوتا ہے، ان اوصاف کے ساتھ ساتھ آپ رحمۃ اللہ علیہ دین دار، عبادت گزار، تہجد گزار، کثیر التلاوت اور قائم اللیل بھی تھے۔ اللہ تعالیٰ آپ رحمۃ اللہ علیہ سے راضی ہو۔ آمین۔

امام ابوسعد سمعانی رحمۃ اللہ علیہ (م 562ھ)، مادہ خزاز (ریشم کا کاروبار کرنے والا) کے ذیل میں فرماتے ہیں:

اشتهر بهذه الصنعة والحرفة جماعة من اهل العراقين من ائمة الدين وعلماء المسلمين، فاما من اهل الكوفة ابو حنيفة النعمان بن ثابت الكوفي مع تبحره في العلم وغوصه على دقائق المعاني و خفيها كان يبيع الخز و ياكل منه طلبا للحلال۔ (کتاب الانساب، 2/153)

ترجمہ: اس تجارت اور پیشہ کے ساتھ عراق کے ائمہ دین اور علمائے مسلمین کی ایک جماعت شہرت رکھتی ہے۔ چنانچہ اہلِ کوفہ میں سے امام ابوحنیفہ نعمان بن ثابت کوفی رحمۃ اللہ علیہ جو علم میں تبحر رکھنے اور معانی کے دقائق اور باریکیوں میں غوطہ زن ہونے کے، ساتھ ساتھ رزق حلال کی تلاش میں ریشم کا کاروبار کر کے روزی کماتے تھے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ (م 852ھ) اور حافظ ابن ناصر الدین رحمۃ اللہ علیہ (م 842ھ) بحوالہ حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ (م 748ھ) لکھتے ہیں:

ونسبة إلى الخزّ وبَيّعة: فقيه العصر أبو حنيفة النعمان بن ثابت الكوفي الخزّاز. (تبصير المنتبه بتحرير المشتبه، لابن حجر، ج 1/ 332۔ طبع: المکتبۃ العلمیۃ، بیروت؛ توضیح المشتبہ، ج2/153)

ترجمہ: ریشم کے پیشے اور اُس کی تجارت کرنے کی طرف جو اہلِ علم منسوب ہیں، ان میں فقیہ العصر (اپنے زمانے کے سب سے بڑے فقیہ) ابوحنیفہ نعمان بن ثابت الکوفی الخزاز رحمۃ اللہ علیہ بھی ہیں۔

باب 8

حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی فراست

امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو اللہ تعالیٰ نے بے پناہ فراست وذکاوت سے نوازا تھا۔آپ رحمۃ اللہ علیہ مشکل سے مشکل مسائل کو اتنی آسانی سے حل فرماتے تھے کہ بڑے بڑے علم وفن کے تاجدار بھی حیران وششدر رہ جاتے تھے۔یہی وجہ ہے کہ وقت کے جبال العلم علماء اور فقہ وحدیث کے آفتاب وماہتاب نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ذہانت، حاضر جوابی اور فراست وذکاوت کا اعتراف کیا ہے، اور نہ صرف آپ رحمۃ اللہ علیہ کے معتقدین، بلکہ معاصرین اور متعصبین نے بھی اس حقیقت کا اظہار کیا ہے۔

یزید بن ہارون رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے کسی کو فہم وفراست میں ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے بڑھ کر نہیں دیکھا ہے۔

(صیمری، ابوعبداللہ حسین بن علی، اخبار ابی حنیفہ واصحابہ ص:30، دارالکتاب العربی بیروت 1976ء)

علی بن عاصم رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے: ''اگر ابوحنیفہ کی عقل کو نصف اہل زمین کی عقل سے تولیں تو ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی عقل غالب آجائے گی''۔

(صیمری، ابوعبداللہ حسین بن علی، اخبار ابی حنیفہ واصحابہ ص:30، دارالکتاب العربی بیروت 1976ء)

علامہ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے: ''وہ بنی آدم میں ذہین ترین لوگوں میں سے تھے''۔

(الذہبی، العبر فی خبر من غبر، باب سنۃ خمسین ومأۃ 1/64، دارالکتب العلمیہ بیروت 1991ء)

ہارون رشید رحمۃ اللہ علیہ نے جب امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں سنا تو فرمایا: ''ابوحنیفہ

رحمۃ اللہ علیہ اپنے دل کی آنکھوں سے وہ چیز دیکھ لیتے ہیں جو ہم اپنے سر کی آنکھوں سے نہیں دیکھ پاتے ہیں''۔

(ذہبی، ابوعبداللہ محمد بن احمد، مناقب الامام ابی حنیفہ وصاحبیہ ص:18، احیاء المعارف النعمانیہ حیدرآباد 1419ء)

خارجہ بن مصعب رحمۃ اللہ علیہ کہا کرتے تھے: ''میں کم وبیش ایک ہزار عالموں سے ملا ہوں جن میں عاقل صرف تین شخص دیکھے۔ایک ان میں ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ تھے''۔

(نعمانی، شبلی، سیرت النعمان ص:75، دارالکتاب دیوبند)

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''عورتوں نے ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے زیادہ کسی کو عقلمند پیدا نہیں کیا''۔(مناقب ابی حنیفہ للموفق 1/155)

تاریخ کی کتابوں میں امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی ذہانت وذکاوت اور فہم وفراست کے بہت سے حیران کن واقعات مذکور ہیں۔امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی فراست کے ان واقعات سے علمی وفقہی مسائل کی گرہ کشائی کے راستے اور عقدۂ لاینحل کو حل کرنے کے طریقے معلوم ہوتے ہیں۔نیز یہ واقعات ہمیں غور وفکر کی دعوت دیتے ہیں اور فکرِ صحیح وفکرِ سلیم کی طرف رہنمائی کرتے ہیں۔امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی فراست کے واقعات کو پڑھ کر ذہن ودماغ کی گرہیں کھلتی ہیں اور گرداب میں پھنسی ہچکولے کھا رہی کشتی کو ساحل کا پتہ ملتا ہے۔ذیل میں چند واقعات نقل کئے جاتے ہیں جن سے امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا علمی تبحر، جامعیت وکاملیت، قوتِ استحضار اور مجتہدانہ شان چھلکتی نظر آتی ہے۔

1 تین طلاق کا ایک پیچیدہ مسئلہ

ایک مرتبہ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں ایک شخص آیا اور دریافت کیا: ''ایک شخص نے تین قسمیں کھائیں ہیں اور نجات کی کوئی صورت نظر نہیں آرہی ہے، آپ رحمۃ اللہ علیہ ہی اس کا کوئی حل فرمادیں''۔امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے معلوم کیا، تو اس شخص نے بتایا: ''صاحبِ واقعہ نے اولاً قسم کھائی کہ اگر میں کوئی نماز قضاء کروں تو میری بیوی کو تین طلاق۔پھر قسم کھائی اگر آج میں بیوی سے وطی نہ کروں، تو اس کو تین طلاق۔پھر قسم کھائی کہ اگر

میں غسلِ جنابت کروں تو میری بیوی کو تین طلاق‘‘۔

علماء اس مسئلہ سے عاجز آچکے تھے؛ لیکن امام صاحب ؒ کی باریک بینی اور دور رسی کی داد دیجئے، سر اٹھایا اور چٹکی میں حل فرمادیا۔ امام صاحب ؒ نے فرمایا: ’’صاحبِ واقعہ آج عصر کی نماز پڑھ لے اور عصر کی نماز سے فراغت کے بعد اپنی بیوی سے وطی کرلے۔ پھر جب سورج غروب ہوجائے تو یہ شخص غسل کرلے اور مغرب اور عشاء کی نماز پڑھ لے، طلاق واقع نہیں ہوگی۔ اور تینوں قسمیں پوری ہوجائیں گی۔

(عقود الجمان ص:277)

مسئلہ یہ ہے کہ شریعت کی اصطلاح میں رات دن کے تابع ہوتی ہے۔ لہٰذا جب سورج غروب ہوجاتا ہے، تو اسی وقت سے اگلا دن شمار ہونے لگتا ہے۔ مثلاً: عید کا چاند نظر آتے ہی عید کا حکم لگایا جاتا ہے، اسی حکم کے پیشِ نظر صاحبِ واقعہ کا غسل آج کے دن میں شمار نہیں ہوگا؛ بلکہ غروب کے بعد نہانا گویا کل آئندہ کا عمل ہے۔

2 امام ابوحنیفہ ؒ کا حکیمانہ فیصلہ

کوفہ کے ایک شخص نے بڑے دھوم دھام سے ایک ساتھ اپنے دو بیٹوں کی شادی کی۔ ولیمہ کی دعوت میں تمام اعیان واکابر موجود تھے۔ مسعر بن کدام ؒ، حسن بن صالح ؒ، سفیان ثوری ؒ، امام اعظم ؒ بھی شریک دعوت تھے۔ لوگ بیٹھے کھانا کھا رہے تھے کہ اچانک صاحبِ خانہ بدحواس گھر سے نکلا اور کہا: ’’غضب ہوگیا، زفاف کی رات عورتوں کی غلطی سے بیویاں بدل گئیں جس عورت نے جس کے پاس رات گزاری وہ اس کا شوہر نہیں تھا‘‘۔

سفیان ثوری ؒ نے کہا: ’’امیر معاویہ ؓ کے زمانے میں ایسا واقعہ پیش آیا تھا، اس سے نکاح پر کچھ فرق نہیں پڑتا ہے۔ البتہ دونوں کو مہر لازم ہوگا‘‘۔ مسعر بن کدام ؒ، امام صاحب ؒ کی طرف متوجہ ہوئے: ’’آپ ؒ کی کیا رائے ہے؟‘‘۔ امام صاحب ؒ نے فرمایا: ’’پہلے دونوں لڑکوں کو بلایا جائے، تب جواب دوں

گا‘‘۔ دونوں شوہروں کو بلایا گیا۔ امام صاحب ؒ نے دونوں سے الگ الگ پوچھا کہ تم نے جس عورت کے ساتھ رات گزاری ہے اگر وہی تمہارے نکاح میں رہے کیا تمہیں پسند ہے؟‘‘۔ دونوں نے کہا: ’’ہاں‘‘۔ تب امام صاحب ؒ نے فرمایا: ’’تم دونوں اپنی بیویوں کو جن سے تمہارا نکاح پڑھایا گیا تھا، اسے طلاق دے دو، اور ہر شخص اس سے نکاح کرلے جو اس کے ساتھ ہم بستر رہ چکی ہے‘‘۔

(مناقب ابی حنیفہ للموفق 1/112؛ عقود الجمان ص:255)

حضرت سفیان ثوری ؒ نے جو جواب دیا تھا مسئلہ کے لحاظ سے وہ بھی صحیح تھا، وطی بالشبہ کی وجہ سے نکاح نہیں ٹوٹتا ہے۔ مگر امام صاحب ؒ نے جس مصلحت کو پیش نظر رکھا وہ ان ہی کا حصہ تھا۔ اس لئے کہ وطی بالشبہ کی وجہ سے عدت تک انتظار کرنا پڑتا جو اس وقت ایک مشکل امر تھا۔ پھر عدت کے زمانے میں ہر ایک کو یہ خیال گزرتا کہ میری بیوی دوسرے کے پاس رات گزار چکی ہے، اور اس کے ساتھ رہنے پر غیرت گوارہ نہ کرتی اور نکاح کا اصل مقصد الفت ومحبت، اتحاد واعتماد بڑی مشکل سے قائم ہو پاتا۔

3 تکفیر میں حزم واحتیاط

امام صاحب ؒ حتی الامکان مومن کی تکفیر سے احتراز کرتے تھے۔ امام صاحب ؒ کا مسلک تھا کہ اگر کسی مسلمان میں کفر کے ننانوے (99) وجوہات ہوں اور صرف ایک وجہ ایمان کی موجود ہو، تو اسی کو ترجیح دی جائے گی، اور ممکن حد تک مؤمن کے فعل کی تاویل کی جائے گی۔ چنانچہ امام صاحب ؒ کے مختلف سوانح نگاروں نے یہ واقعہ لکھا ہے کہ ایک شخص امام صاحب ؒ کی مجلس میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ ایک شخص اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرتا ہے۔ اس کے باوجود وہ جنت کی خواہش نہیں رکھتا، جہنم سے ڈرتا نہیں، مردہ کھاتا ہے، بلا رکوع وسجدے کے نماز پڑھتا ہے، اس چیز کی شہادت دیتا ہے جسے اس نے دیکھا تک نہیں، حق بات کو ناپسند کرتا ہے، رحمتِ خداوندی سے دور بھاگتا ہے اور یہود ونصاری کی تصدیق کرتا ہے۔

بظاہر یہ سب وجوہات کفر کے ہیں جو اس شخص میں موجود ہیں، اس کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟ جس شخص نے یہ سوال کیا تھا وہ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے بغض رکھتا تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا: ''تم اس سوال کا حل جانتے ہو؟''۔ اس نے کہا: ''نہیں۔ لیکن یہ بہت بری چیز ہے''۔ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے شاگردوں سے پوچھا: ''اس شخص کے بارے میں تم لوگوں کی کیا رائے ہے؟''۔ ان سب نے ایک زبان ہو کر کہا: ''جس شخص کے یہ صفات ہوں وہ بدترین انسان ہے''۔ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ''میرے نزدیک وہ شخص اولیاء اللہ میں سے ہے''۔ سائل کو حیرت ہوئی تو امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ''سنو! تمہارا یہ کہنا کہ جنت کی آرزو نہیں رکھتا اور جہنم سے نہیں ڈرتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ شخص جنت کے مالک کی آرزو رکھتا ہے اور جہنم کے مالک سے ڈرتا ہے، تمہارا یہ کہنا کہ مردار کھاتا ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ مچھلی کھاتا ہے، تمہارا یہ کہنا کہ بلا رکوع وسجدہ کے نماز پڑھتا ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ جنازہ کی نماز پڑھتا ہے، تمہارا یہ کہنا کہ حق کو ناپسند کرتا ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ شخص زندگی کو پسند کرتا ہے، تاکہ اللہ کی خوب اطاعت کر سکے اور موت کو ناپسند کرتا ہے جبکہ موت حق ہے، تمہارا یہ کہنا کہ فتنہ کو پسند کرتا ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ مال اور اولاد سے محبت رکھتا ہے۔ اللہ تعالی نے فرمایا:

آیت 1:۔ اِنَّمَآ اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ (التغابن:15)

ترجمہ تمہارے مال اور تمہاری اولاد تو ایک آزمائش ہیں۔

تمہارا یہ کہنا کہ رحمت سے بھاگتا ہے، اس کا مطلب ہے کہ وہ بارش سے بھاگتا ہے اور تمہارا یہ کہنا کہ یہود ونصاری کی تصدیق کرتا ہے تو وہ یہود کے اس قول:

آیت 1:۔ وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ لَيْسَتِ النَّصٰرٰى عَلٰى شَيْءٍ ۔ (البقرۃ:113)

ترجمہ یہودی کہتے ہیں: ''عیسائیوں کے پاس کچھ نہیں''۔

اور نصاریٰ کے قول:

آیت 1:۔ وَقَالَتِ النَّصٰرٰى لَيْسَتِ الْيَهُوْدُ عَلٰى شَيْءٍ ۔ (البقرۃ:113)

ترجمہ عیسائی کہتے ہیں: یہودیوں کے پاس کچھ نہیں۔

کی تصدیق کرتا ہے جو کہ عین ایمان ہے''۔ یہ سن کر وہ آدمی کھڑا ہوا اور امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی پیشانی کو بوسہ دیا اور کہا: آپ رحمۃ اللہ علیہ نے حق فرمایا، میں اس کی گواہی دیتا ہوں۔ (عقود الجمان ص:246)

4 رافضی نے توبہ کر لی اور شنیع حرکت سے باز آ گیا

کوفہ کا ایک رافضی حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کے خلاف بکواس کرتا تھا، کبھی انہیں کافر کہتا اور کبھی یہودی۔ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو خبر ہوئی تو دفاع صحابہ رضی اللہ عنہم کے لئے تڑپ اٹھے اور جب تک اس سے ملاقات نہ کر لی بے چین رہے۔ آخر اس رافضی کے پاس تشریف لے گئے اور بڑے ادب، محبت اور نرمی سے کہا: ''بھائی! میں تیری لختِ جگر (بیٹی) کے لئے فلاں صاحب کی طرف سے منگنی کا پیغام لایا ہوں، اللہ نے اس صاحب کو حفظِ قرآن کی دولت سے نوازا ہے، اس کی تمام رات نوافل اور تلاوتِ قرآن میں گزرتی ہے، خدا کا خوف ہمہ وقت غالب رہتا ہے، تقویٰ میں اس کی نظیر نہیں''۔ رافضی نے کہا: ''بہت اچھا، یہ تو میری لڑکی کے لئے نہیں، بلکہ ہمارے پورے خاندان کے لئے سعادت کی بات ہے''۔ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ''مگر اس میں ایک عیب یہ ہے کہ وہ مذہباً یہودی ہے''۔ رافضی کا رنگ بدل گیا اور جھلا کر بولا: ''کیا میں اپنی لڑکی کی شادی یہودی سے کر دوں؟''۔ تب امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ''بھائی! آپ تو اپنی لختِ جگر کو ایک یہودی کے نکاح میں دینے کو تیار نہیں۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے نورِ دل کے دو ٹکڑے (دو بیٹیاں) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ (جو آپ کے گمان میں یہودی تھا) کو کس طرح دے دیا؟''۔ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا یہ ارشاد رافضی کی تنبیہ اور ہدایت کا باعث ہوا۔ وہ اپنے کئے پر نادم اور پشیمان ہوا اور خلوصِ دل سے توبہ کر کے ہمیشہ کے لئے ایسی حرکتوں سے باز آ گیا۔ (تاریخ بغداد 13/362)

5 امانت کے منکر نے امانت واپس کر دی

ایک صاحب کوفہ میں ایک شخص کے پاس کچھ امانت رکھ کر حج کو گیا اور واپسی پر اس نے اپنی امانت واپس طلب کی۔ تو اس شخص نے انکار کر دیا۔ وہ سیدھا امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس حیران و پریشان آیا اور اپنا حال بیان کیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس شخص سے فرمایا: ”ابھی اس واقعہ کو کسی سے بیان مت کرنا“۔ اور اس شخص کو اپنے پاس بلوایا اور اس سے تنہائی میں فرمایا: ”ان دنوں چند اشخاص میرے پاس اس مشورہ کے لئے آئے ہیں کہ کون شخص قضاء کی لیاقت رکھتا ہے۔ اگر تو پسند کرتا ہے تو میں تیرے لئے سفارش کر دوں گا۔ اس نے بظاہر کچھ انکار کیا لیکن عہدہ کی ہوس سے آخر راضی ہو گیا“۔ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو رخصت کر دیا اور امانت رکھنے والے کو بلا کر کہا: ”تو اب جا کر اپنی امانت طلب کر لے، مل جائے گی“۔ جب اس نے جا کر دوبارہ امانت طلب کی، تو اس نے اس خیال سے کہ میری بددیانتی کا شہرہ ہو جائے گا۔ اور عہدۂ قضاء سے محروم ہو جاؤں گا۔ اس نے امانت واپس کر دی۔ بعد میں وہ شخص امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس عہدۂ قضاء کا طالب ہوا۔ تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ”یہ عہدہ تیرے مرتبہ سے کم ہے، اس سے بڑے عہدہ کے لئے میں خیال رکھوں گا“۔

(اخبار ابی حنیفہ واصحابہ للصیمری ص:40)

6 ایک عجیب وغریب تدبیر

امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے لیث بن سعد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی کہ میں امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر سنتا تھا، پھر مجھے امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھنے کی تمنا ہوئی۔ اچانک میں نے دیکھا کہ لوگ ایک شخص کے پاس بھیڑ لگائے ہوئے ہیں۔ میں ادھر متوجہ ہوا، تو ایک شخص کو کہتے ہوئے سنا: ”اے ابوحنیفہ!“۔ میں سمجھ گیا کہ یہ وہی ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ اس آدمی نے کہا: ”میں مالدار آدمی ہوں، میرا ایک لڑکا ہے، میں اس کی شادی کرتا ہوں اور

بہت سارا مال خرچ کرتا ہوں مگر وہ اپنی بیوی کو طلاق دے دیتا ہے، اور اس طرح میرا مال برباد ہو جاتا ہے، اس کی کوئی تدبیر ہے؟“۔ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فوراً فرمایا: ”اس کو غلاموں کے بازار میں لے جاؤ۔ جب وہ کسی باندی کو دیکھنے لگے، تو تم اس باندی کو اپنے لئے خرید کر اس کے ساتھ نکاح کرا دو، اگر وہ طلاق دے گا تو وہ تمہارے ملک میں رہے گی اور اگر آزاد کرے گا۔ تو اس کا آزاد کرنا جائز نہ ہوگا“۔ لیث بن سعد رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: ”خدا کی قسم! ان کا صحیح اور برجستہ جواب دینا مجھے بہت پسند آیا۔ اس کے بعد میں ہمیشہ ان کا ذکر خیر کے ساتھ کرنے لگا“۔

(مناقب ابی حنیفہ للموفق 1/138؛ الانتقاء ص154)

7 امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کی تنبیہ

خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے محمد بن سلمہ رحمۃ اللہ علیہ سے اور ابو عبداللہ صیمری رحمۃ اللہ علیہ نے فضل بن غانم رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی ہے کہ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ بیمار ہو گئے۔ تو امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ان کی متعدد بار عیادت کی۔ آخری بار جب عیادت کے لئے تشریف لے گئے، تو ان کو بہت کمزور پایا، تو ”انا للہ“ پڑھا اور فرمایا: ”تمہارے بارے میں توقع ہے کہ تم میرے بعد مؤمنین کے لئے موجود رہو گے اور تمہاری موت کی مصیبت مؤمنین پر آئی تو تمہارے ساتھ علم کا بڑا ذخیرہ ضائع ہو جائے گا“۔

ایک روایت یہ ہے کہ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ”اگر نوجوان مر گیا تو کوئی نہیں ہے جو اس نوجوان کی جگہ پر کر سکے“۔ یہ خبر امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کو پہنچ گئی، ادھر اللہ کے فضل سے شفاء ہو گئی۔ تو دل میں عُجب پیدا ہو گیا اور امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے علمِ فقہ کی الگ مجلس قائم کر لی، اور امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں جانا چھوڑ دیا۔ لوگوں کی توجہ ان کی طرف بھی ہو گئی۔ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ان کے بارے میں لوگوں سے معلومات کیں، تو لوگوں نے بتایا کہ انہوں نے اپنا حلقۂ درس قائم کر لیا ہے۔ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ایک آدمی کو بلایا اور فرمایا: ”ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں جاؤ اور

معلوم کرو کہ ایک آدمی نے دھوبی کو دو درہم کے عوض کپڑا دھونے کے لئے دیا۔ کچھ دنوں کے بعد جب دھوبی کے پاس کپڑا لینے گیا، تو دھوبی نے کپڑے کا ہی انکار کر دیا اور کہا تمہاری کوئی چیز میرے پاس نہیں ہے۔ وہ آدمی واپس آ گیا۔ پھر دوبارہ اس کے پاس گیا اور اپنا کپڑا طلب کیا تو دھوبی نے دھلا ہوا کپڑا واپس اسے کر دیا۔ اب دھوبی کو اجرت ملنی چاہیئے یا نہیں؟ اگر وہ کہیں ہاں ملنی چاہیئے تو کہنا آپ سے غلطی ہوگئی اور کہیں اس کو اجرت نہیں ملنی چاہیئے تو بھی کہنا غلط''۔ وہ آدمی امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں گیا اور مسئلہ معلوم کیا۔ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ''اجرت واجب ہے''۔ اس آدمی نے کہا: ''غلط''۔ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے غور کیا پھر فرمایا: ''اس کو اجرت نہیں ملنی چاہیئے''۔ اس آدمی نے پھر کہا: ''غلط''۔ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ فوراً اٹھے اور امام صاحب کی مجلس میں پہنچ گئے۔ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ''معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو دھوبی کا مسئلہ لایا ہے''۔ ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کیا: ''جی ہاں''۔ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ''سبحان اللہ جو شخص اس لئے بیٹھا ہو کہ لوگوں کو فتوی دے، اس کام کے لئے حلقۂ درس جما لیا، اللہ کے دین میں گفتگو کرنے لگا اور اس کا مرتبہ یہ ہے کہ اجارہ کے ایک مسئلہ کا صحیح جواب نہیں دے سکتا''۔ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کیا: ''حضرت! صحیح جواب بتا دیجئے؟''۔ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ''اگر اس نے دینے سے انکار کے بعد دھویا تو اجرت کا استحقاق نہیں ہے، کیونکہ اس نے اپنے لئے دھویا ہے اور اگر غصب سے پہلے دھویا تھا، تو اس کو اجرت ملے گی، اس لئے کہ اس نے مالک کے لئے دھویا تھا''۔ (تذکرۃ النعمان ص:223)

8 ابن ابی لیلیٰ رحمۃ اللہ علیہ کی چھ غلطیاں

حسن بن زیاد لؤلؤی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: ''میرے گھر کے قریب ایک پاگل عورت رہتی تھی، جس کا نام ام عمران تھا۔ ایک آدمی اس کے قریب سے گزرا اور اس سے کچھ کہا۔ اس پر پاگل عورت نے کہا: ''یا ابن الزانیین! (اے دو زنا کرنے والوں کے

بیٹے)''۔ اتفاق سے قاضی ابن ابی لیلی رحمۃ اللہ علیہ نے سن لیا۔ انہوں نے حکم دیا: ''اس کو پکڑ لاؤ''۔ ابن ابی لیلیٰ رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو مسجد میں داخل کرا کر دو حدیں لگوائیں۔ ایک ماں پر تہمت لگانے کی، دوسری باپ پر تہمت لگانے کی۔ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو معلوم ہوا تو فرمایا: ''ابن ابی لیلیٰ رحمۃ اللہ علیہ نے اس فیصلے میں چھ غلطیاں کی ہیں: اول یہ کہ وہ مجنونہ تھی اور مجنونہ پر حد نہیں ہے، دوسری یہ کہ مسجد میں حد لگوائی اور حدود مسجد میں نہیں لگائی جاتی، تیسری غلطی یہ کی کہ اسے کھڑی کر کے حد لگوائی جب کہ عورتوں پر حد بٹھا کر لگائی جاتی ہے، چوتھی یہ کہ اس پر دو حدیں لگوائی جب کہ مسئلہ یہ ہے کہ اگر کوئی پوری قوم پر تہمت لگائے تو اس پر ایک ہی حد لگائی جاتی ہے، پانچویں غلطی یہ کی کہ حد لگانے کے وقت اس آدمی کے ماں، باپ موجود نہیں تھے، حالانکہ ان کا حاضر ہونا ضروری تھا، چھٹی غلطی یہ کی کہ دونوں حدوں کو جمع کر دیا حالانکہ جس پر دو حد واجب ہوں، جب تک پہلی حد خشک نہ ہو جائے دوسری نہیں لگا سکتے۔ یہ فتوی ابن ابی لیلیٰ رحمۃ اللہ علیہ تک پہنچ گیا، انہوں نے امیر سے شکایت کر دی۔ امیر نے امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو فتوی دینے سے روک دیا۔ اس کے کچھ دنوں کے بعد امیر کوفہ عیسیٰ بن موسیٰ رحمۃ اللہ علیہ کو کچھ مسائل پیش آئے۔ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے وہ مسائل پوچھے گئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا جو امیر کو پسند آیا۔ اس کے بعد اس نے امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو اجازت دے دی، اور امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنے مسند درس پر رونق افروز ہوئے۔

(خطیب بغدادی، تاریخ بغداد 13/350، دار الکتب العلمیہ بیروت 1997ء؛ الانتقاء ص152)

9 امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی ذہانت کا حیرت انگیز واقعہ

امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ ایک شخص امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: ''میں نے کچھ مال گھر میں دفن کیا تھا، لیکن جگہ بھول گیا کہ کہاں دفن کیا تھا''۔ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ''تو میں کس طرح بتا سکتا ہوں؟''۔ یہ سن کر وہ آدمی رونے لگا۔ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے تلامذہ سے کہا: ''میرے ساتھ

اس کے گھر پر چلو‘‘۔ وہ آدمی سب کو لے کر اپنے گھر پر آیا، امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ’’تم سوتے کہاں تھے اور کپڑے کہاں رکھتے تھے؟‘‘۔ وہ آدمی ایک کمرے میں لے گیا۔ اب امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے شاگردوں سے کہا: ’’اگر یہ گھر آپ لوگوں کا ہوتا اور کچھ دفن کرنا ہوتا، تو کہاں دفن کرتے؟‘‘۔ ایک نے کہا: ’’یہاں‘‘۔ دوسرے نے کہا: ’’وہاں‘‘۔ اس طرح پانچ جگھوں کی نشان دہی کی گئی۔ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ان جگھوں پر کھودنے کا حکم دیا۔ چنانچہ تیسری جگہ کھودنے پر مال نکل آیا۔ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اس آدمی سے کہا: ’’اللہ تعالی کا شکر ادا کر، اس نے تیرا مال لوٹا دیا‘‘۔ (عقود الجمان ص:257)

10 ضحاک رحمۃ اللہ علیہ ہکا بکا رہ گئے

ابو ولید طیالسی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ ضحاک شاری رحمۃ اللہ علیہ کوفہ آیا اور امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے کہا: ’’توبہ کرو‘‘۔ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ’’کس چیز سے؟‘‘۔ اس نے کہا: ’’حکم کو جائز قرار دینے سے‘‘۔ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اس سے فرمایا: ’’تو مجھے قتل کرے گا، یا مناظرہ؟‘‘۔ اس نے کہا: ’’مناظرہ‘‘۔ تو امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ’’اگر کسی چیز میں ہمارا، تمہارا اختلاف ہو تو فیصلہ کون کرے گا؟‘‘۔ اس پر ضحاک رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: ’’تم جس کو چاہو فیصل بنالو‘‘۔ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے ساتھیوں میں سے ایک شخص سے کہا: ’’بیٹھ جاؤ جس چیز میں ہمارا اختلاف ہو، فیصلہ کرنا‘‘۔ پھر ضحاک شاری رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا: ’’میرے اور اپنے درمیان اس کے حکم ہونے پر راضی ہو؟‘‘۔ اس نے کہا: ’’ہاں‘‘۔ تو امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ’’پھر تو تم نے خود ہی تحکیم کو جائز قرار دے دیا‘‘۔ اس پر ضحاک رحمۃ اللہ علیہ ہکا بکا رہ گیا۔ (الانتقاء ص:159)

11 طلاق سے بچنے کی بہترین تدبیر

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے حماد رحمۃ اللہ علیہ کی ماں کے علاوہ ایک اور عورت سے نکاح کر لیا

تھا، جب حماد رحمۃ اللہ علیہ کی ماں کو معلوم ہوا، تو انہوں نے اصرار کیا: ’’دوسری بیوی کو طلاق دے دو‘‘، اور خود امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے الگ ہوگئیں۔ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ایسی تدبیر کی کہ حماد رحمۃ اللہ علیہ کی ماں کو یقین ہو گیا کہ نئی بیوی کو تین طلاق پڑ گئی ہے اور ان کے قلب کو سکون ہو گیا۔

ہوا یہ کہ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے دوسری بیوی سے کہا: ’’ام حماد کے پاس آنا میں وہاں رہوں گا اور آکر یہ مسئلہ پوچھنا کہ جب کسی نے دوسری عورت سے نکاح کر لیا تو کیا پہلی عورت کے لئے جائز ہے کہ اپنے شوہر کو چھوڑ دے؟‘‘۔ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیم کے مطابق وہ آئیں اور یہی سوال کیا۔ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا: ’’اس کے لئے جائز نہیں کہ اپنے شوہر کو چھوڑ دے‘‘۔ حماد رحمۃ اللہ علیہ کی ماں سن رہی تھی، کہنے لگی: ’’جب تک نئی بیوی کو طلاق نہیں دو گے میں تمہارے ساتھ نہیں رہوں گی‘‘۔ اس پر امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ’’میری ہر وہ بیوی جو اس گھر کے باہر ہے اس کو تین طلاق‘‘۔ بس کیا تھا ام حماد خوش ہوگئیں اور معافی مانگی۔ جب کہ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے نئی بیوی کو طلاق بھی نہیں دی، اس لئے کہ وہ بھی گھر میں ہی تھی۔

(تذکرۃ النعمان ص:251)

12 قسم سے بچنے کی تدبیر

مناقب زرنجری میں ہے کہ ایک شخص نے قسم کھائی: ’’اگر میں انڈا کھاؤں تو میری بیوی کو طلاق‘‘۔ اتفاق سے اس کی بیوی آستین میں رکھ کر انڈا لائی۔ اس نے کہا: ’’جو کچھ تیری آستین میں ہے اسے اگر نہ کھاؤں تو تمہیں طلاق‘‘۔ اس کو معلوم نہیں تھا کہ آستین میں انڈا ہی ہے۔ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے مسئلہ پوچھا گیا: ’’کس طرح یہ آدمی اپنی قسم سے بری ہوسکتا ہے؟‘‘۔ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ’’وہ انڈے مرغی کے نیچے رکھے جائیں، جب بچے نکل آئیں تو ذبح کر کے بھون کر کھائے یا پکا کر شوربا پی لے تو حانث نہ ہوگا‘‘۔ اس طرح جو کچھ آستین میں تھا اسے کھا لیا۔ خول اور چھلکے کا اعتبار نہیں

اس لئے کہ یہ کھائے نہیں جاتے ہیں۔ (تذکرۃ النعمان،ص:۲۵۳)

امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے زمانے میں ایک واقعہ یہ پیش آیا کہ کوفہ کے خاندانِ سادات میں سے کسی ہاشمی جوان کا انتقال ہوگیا۔فرطِ محبت میں اس کی ماں نے جنازے کے ساتھ چلنے اور نماز پڑھنے کی ضد کی۔ بہت سمجھایا اور منع کیا تو قسم کھالی: ''بغیر جنازہ کی نماز پڑھے واپس نہ ہوں گی''۔اس کے شوہر یعنی میت کے باپ نے جب دیکھا تو کہا: ''اگر یہ یہیں سے واپس نہ ہوئی تو اس کو طلاق''۔اس وقت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ، ابن ابی لیلیٰ رحمۃ اللہ علیہ، ابن شبرمہ رحمۃ اللہ علیہ، ابوالاحوص رحمۃ اللہ علیہ اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ موجود تھے۔ جنازہ رکھا ہوا تھا،کسی میں اٹھانے کی ہمت نہ تھی۔کسی عالم کے سمجھ میں مسئلے کا حل نہ آتا تھا،سب پریشان تھے،آخر میں امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے میت کی ماں کو بلوایا اور فرمایا: ''تو یہیں جنازہ پڑھ لے''۔ جب وہ جنازہ پڑھ چکی تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ''اب تو واپس ہوجا''۔ وہ واپس چلی گئی۔تب جنازہ اٹھایا گیا۔اس موقع پر ابن شبرمہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ''عجزت النساء أن یلدن مثلہ''

ترجمہ عورتیں ان جیسا پیدا کرنے سے عاجز ہیں۔

(المناقب کردری،1/281 بحوالہ امام اعظم،مفتی عزیز الرحمن بجنوری ص:69)

13 حسنِ تدبیر کی بہترین مثال

ابوبکر محمد بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کی ہے کہ ''لولویہ'' قبیلہ کے چند لوگ کوفہ آئے ان میں سے ایک کی بیوی بہت خوبصورت تھی۔ایک کوفی شخص اس سے چمٹ گیا اور دعویٰ کیا: ''یہ میری بیوی ہے''۔عورت نے بھی کہہ دیا: ''میں اس کی بیوی ہوں''۔ دوسری طرف لولوئی نے بھی دعوی کیا: ''یہ میری بیوی ہے''۔لیکن گواہ نہیں پیش کرسکا۔امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے مسئلہ پیش ہوا۔امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ قاضی ابن ابی لیلیٰ رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر علماء کو ساتھ لے کر وہاں گئے ،اور کچھ عورتوں کو حکم دیا: ''لولوئی کے خیمہ میں جائیں''۔جب عورتیں قریب گئیں تو لولوئی کے کتے نے حملہ کردیا۔عورتیں واپس

ہوگئیں۔پھر امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اس عورت کو لولوئی کے خیمہ میں جانے کا حکم دیا۔ جب وہ عورت قریب گئی تو کتا اس کے چاروں طرف دم ہلا ہلا کر گھومنے لگا۔امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ''حق ظاہر ہوگیا''۔تب عورت نے بھی اعتراف کرلیا اور مرد کے سامنے جھک گئی۔ (تذکرۃ النعمان،ص:255)

14 امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی حاضر جوابی

ایک مرتبہ ابن ہبیرہ رحمۃ اللہ علیہ نے امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو طلب کیا اور ایک انگوٹھی کا نگینہ دکھایا جس پر ''عطاء بن عبداللہ'' لکھا تھا اور کہا: ''اس کو پہننا اچھا نہیں سمجھتا ہوں کیونکہ اس پر غیر اللہ کا نام لکھا ہوا ہے اور اس کو مٹانا ممکن نہیں،اب کیا کیا جائے؟''۔امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فوراً جواب دیا: ''باء کے سر کو گول کردو،عطاء من عنداللہ ہوجائے گا۔ابن ہبیرہ رحمۃ اللہ علیہ کو امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی اس برجستگی پر بڑا تعجب ہوا،اور کہنے لگا: ''کتنا اچھا ہوتا اگر آپ ہمارے پاس بکثرت آتے''۔امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ''آپ کے پاس آکر کیا کروں گا،اگر آپ مجھے مقرب بنائیں گے تو فتنہ میں مبتلا کریں گے،اور اگر دور کردیں گے تو رنجیدہ کردیں گے۔آپ کے پاس وہ چیز نہیں،جس کی مجھے تمنا ہے اور میرے پاس وہ چیز نہیں جس کا مجھے آپ کے حوالے سے خطرہ ہے''۔

(مناقب ابی حنیفہ للموفق،1/147)

15 ذہانت کی حیرت انگیز مثال

امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ ایک جگہ تشریف فرما تھے کہ ایک آدمی کا آپ رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے سے گزر ہوا۔امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ''میرا خیال یہ ہے کہ یہ شخص مسافر اور اجنبی ہے''۔ وہ شخص تھوڑی دور چلا تو امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ''اس کی آستین میں کوئی میٹھی چیز ہے''۔ وہ تھوڑی دور اور آگے گیا،تو امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ''یہ شخص بچوں کو پڑھاتا ہے''۔امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے شاگردان کے پیچھے ہولئے تو پتہ چلا کہ

واقعی وہ مسافر ہے اور اس کی آستین میں کشمش ہے اور بچوں کو پڑھاتا ہے۔ شاگردوں نے امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا: ''آپ نے کیسے جان لیا''۔ تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ''میں نے دیکھا کہ یہ شخص دائیں بائیں دیکھ رہا ہے، جس طرح مسافر دیکھتا ہے اور میں نے دیکھا کہ مکھیاں اس کی آستین میں آرہی ہیں، تو میں نے سمجھ لیا کہ اس کی آستین میں کوئی میٹھی چیز ہے اور میں نے دیکھا کہ وہ چھوٹے چھوٹے بچوں کو دیکھ رہا ہے۔ تو میں سمجھ گیا کہ یہ بچوں کا استاذ اور معلم ہے''۔

(موفق احمد مکی، مناقب ابی حنیفہ 1/163، دارالکتب العربی بیروت 1981ء)

16 ایک رومی سے مناظرہ

بغداد میں ایک رومی آیا اور اس نے خلیفہ سے آکر عرض کیا: ''میرے یہ تین سوال ہیں، اگر آپ کی سلطنت میں کوئی موجود ہو تو بتلائیے!''۔ خلیفہ نے اعلان کر دیا۔ سب علماء جمع ہوئے، امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی تشریف لائے۔ رومی ممبر پر چڑھا اور اس نے سوال کیا: ''(1) بتاؤ خدا سے پہلے کون تھا؟ (2) بتاؤ خدا کا رخ کدھر ہے؟ (3) بتاؤ اس وقت خدا کیا کر رہا ہے؟''۔ یہ سن کر سب خاموش ہو گئے، کسی کو جواب نہ آرہا تھا۔ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ آگے بڑھے اور کہا: ''میں جواب دوں گا، لیکن شرط یہ ہے کہ آپ ممبر سے نیچے اتر آئیں''۔ رومی ممبر سے نیچے آگیا۔ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ ممبر پر جا بیٹھے اور سوال دہرانے کو کہا۔ رومی نے سوالات کا اعادہ کیا۔ تو امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ''گنتی شمار کرو''۔ رومی نے گننا شروع کیا۔ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے روکا اور فرمایا: ''ایک سے پہلے گنو''۔ رومی نے کہا: ''ایک سے پہلے گنتی نہیں ہے''۔ تو امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ''خدا سے پہلے بھی کوئی نہیں ہے''۔ دوسرے سوال کے جواب میں امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ایک شمع روشن کی اور فرمایا: ''اس کا رخ کدھر کو ہے؟''۔ رومی نے کہا: ''سب طرف ہے''۔ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ''خدا سب طرف ہے''۔ تیسرے سوال کے جواب میں امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ''خدا نے تجھے نیچے اتار دیا اور مجھے اوپر

چڑھا دیا، خدا اس وقت یہی کر رہا ہے''۔ رومی یہ سن کر شرمندہ ہوا اور واپس چلا گیا۔

(امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ، مفتی عزیز الرحمن ص:102)

17 قاضی ابن ابی لیلیٰ رحمۃ اللہ علیہ کا اعتراف

ایک شخص نے امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت کیا: ''میں اپنی دیوار میں جنگلہ کھولنا چاہتا ہوں''۔ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ''کھول سکتے ہو، لیکن پڑوسی کے گھر میں تانک جھانک مت کرنا''۔ جب وہ کھڑکی کھولنے لگا، تو اس کا پڑوسی ابن ابی لیلیٰ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور شکایت کی، انہوں نے کھڑکی کھولنے سے منع کر دیا۔ اب وہ شخص بھاگا ہوا امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ''اچھا جاؤ اب دروازہ کھول لو''۔ وہ دروازہ کھولنے لگا تو اس کا پڑوسی اس کو لے کر ابن ابی لیلیٰ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آیا۔ ابن ابی لیلیٰ رحمۃ اللہ علیہ نے منع کر دیا۔ وہ پھر امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں آیا اور صورتِ حال بتائی۔ امام صاحب نے پوچھا: ''تمہاری پوری دیوار کی قیمت کیا ہے؟''۔ اس نے کہا: ''تین اشرفیاں''۔ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ''یہ تین اشرفیاں میرے ذمہ ہیں، جاؤ اور ساری دیوار گرا دو''۔ وہ آیا اور دیوار گرانے لگا۔ پڑوسی نے منع کیا اور اس کو لے کر ابن ابی لیلیٰ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ ابن ابی لیلیٰ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: ''وہ اپنی دیوار گراتا ہے اور تم چاہتے ہو، میں اسے منع کر دوں''۔ چنانچہ اس آدمی سے فرمایا: ''جا، گرا دے اور جو تیرا جی چاہے کر''۔ پڑوسی نے کہا: ''آپ نے مجھے کیوں پریشان کیا اور ایک جنگلا کھولنے سے منع کر دیا، کھڑکی کا کھولنا میرے لئے آسان تھا، اب یہ پوری دیوار گرائے گا میری تو اور مصیبت آجائے گی''۔ ابن ابی لیلیٰ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ''یہ آدمی ایسے شخص کے پاس جاتا ہے جو میری غلطی بتاتا ہے۔ اب جب میری غلطی واضح ہو گئی تو میں کیا کروں''۔

(اخبار ابی حنیفہ واصحابہ ص:18)

امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی ذہانت وذکاوت کے حیرت انگیز واقعات کے یہ چند نمونے

ہیں۔اس طرح کے واقعات کو اگر جمع کیا جائے تو ایک ضخیم کتاب تیار ہوسکتی ہے۔امام صاحب ؒ کے اکثر سوانح نگاروں نے امام صاحب ؒ کی فراست کے ان واقعات کو اہمیت کے ساتھ اپنی کتابوں میں درج کیا ہے۔عقود الجمان، اخبار ابی حنیفہ، تاریخ بغداد، مناقب ابی حنیفہ میں کثرت سے ایسے واقعات منقول ہیں۔اہلِ شوق حضرات ان کتابوں کا مطالعہ کرسکتے ہیں۔مولانا عبدالقیوم حقانی حفظہ اللہ نے اردو میں ان واقعات کو ''امام ابوحنیفہ ؒ کے حیرت انگیز واقعات'' کے نام سے جمع کر دیا، ذہن ودماغ کی تفریح اور عقل کی منجمد تہوں کو کھولنے اور ان سے لطف اندوز ہونے کے لئے یہ واقعات بہت مفید اور دلچسپ ہیں۔

18 وجودِ باری تعالیٰ

ابوالمؤید خوارزمی ؒ کے مناقب میں ہے کہ روم کے بادشاہ نے خلیفہ ؒ کی خدمت میں بہت سا مال بھیجا اور حکم دیا کہ علماء سے تین سوال کئے جائیں۔اگر جواب دیں تو وہ ان کو دے اور اگر جواب نہ دے سکیں، تو خراج ادا کریں۔خلیفہ ؒ نے علماء سے سوال کیا، لیکن کسی نے تسلی بخش جواب نہیں دیا۔امام ابوحنیفہ ؒ کم سن تھے۔اپنے والد ؒ کے ساتھ حاضر ہوئے تھے۔آپ ؒ نے والد صاحب سے جواب کی اجازت مانگی۔والد صاحب نے منع کر دیا۔امام صاحب ؒ کھڑے ہو گئے اور خلیفہ سے اجازت طلب کی۔اس نے اجازت دے دی۔رومی سفیر سوال کرنے کے لئے ممبر پر تھا۔امام صاحب ؒ نے کہا: ''آپ سائل ہیں؟''۔اس نے کہا: ''ہاں''۔اس پر امام صاحب ؒ نے فرمایا: ''تو پھر آپ کی جگہ زمین ہے اور میری جگہ ممبر ہے''۔وہ اتر آیا۔امام ابوحنیفہ ؒ ممبر پر چڑھے اور فرمایا: ''سوال کرو''۔اس نے کہا: ''اللہ سے پہلے کیا چیز تھی؟''۔امام صاحب ؒ نے فرمایا: ''عدد جانتے ہو؟''۔اس نے کہا: ''ہاں''۔امام صاحب ؒ نے فرمایا: ''ایک سے پہلے کیا ہے؟''۔رومی نے کہا: ''ایک اول ہے، اس سے پہلے کچھ نہیں''۔تو امام صاحب ؒ

نے فرمایا: ''جب واحد مجازی لفظی سے پہلے کچھ نہیں، تو پھر واحدِ حقیقی سے قبل کیسے کوئی ہوسکتا ہے؟''۔رومی نے دوسرا سوال کیا: ''اللہ کا منہ کس طرف ہے؟''۔امام صاحب ؒ نے فرمایا: ''جب تم چراغ جلاتے ہو، تو چراغ کا نور کس طرف ہوتا ہے؟''۔رومی نے کہا: ''یہ نور ہے، اس کے لئے ساری جہات برابر ہیں''۔تب امام صاحب ؒ نے فرمایا: ''جب نورِ مجازی کا رخ کسی ایک طرف نہیں، تو پھر جو نور السموات والارض، ہمیشہ رہنے والا، سب کو نور اور نورانیت دینے والا ہے، اس کے لئے کوئی خاص جہت کیسے متعین ہوگی؟''۔رومی نے تیسرا سوال کیا: ''اللہ کیا کرتا ہے؟''۔امام ابوحنیفہ ؒ نے فرمایا: ''جب ممبر پر تم جیسا اللہ کے لئے مماثل ثابت کرنے والا ہو، تو اس کو اتارتا ہے اور جو مجھ جیسا موحد ہو، اس کو ممبر کے اوپر بٹھاتا ہے، ہر دن اس کی ایک نرالی شان ہوتی ہے''۔یہ جواب سن کر رومی چپ ہوگیا اور مال چھوڑ کر چلا گیا۔

ایک مرتبہ کچھ دہریہ لوگ (جو خدا کو نہیں مانتے تھے) امام ابوحنیفہ ؒ کے پاس پہنچ گئے۔ان کا ارادہ امام صاحب ؒ کو قتل کرنے کا تھا۔امام صاحب ؒ نے فرمایا: ''ذرا سی مہلت دو، ایک مسئلہ پر بحث کرلیں، پھر جو چاہو کرنا''۔فرمایا: ''آپ لوگوں کا کیا خیال ہے کہ ایک کشتی سامان سے بھری ہوئی موج در موج سمندر میں بلا ملاح کے چل رہی ہے۔کیا ایسا ہوسکتا ہے؟''۔ان لوگوں نے کہا: ''یہ محال ہے''۔امام ابو حنیفہ ؒ نے فرمایا: ''تو کیا یہ جائز ہے کہ یہ دنیا جس کا ایک کنارہ دوسرے کنارے سے مختلف ہے، جس کی ایک جگہ دوسری جگہ کی ضد ہے، جس کی حالتیں بدلتی رہتی ہیں، جس کے اعمال وافعال متغیر ہوتے رہتے ہیں، بلا کسی حکیم وعلیم اور صانع کے ہوں؟''۔یہ سن کر سب نے توبہ کی اور تلواروں کو میان میں کرلیا۔

☆ وقال أبو الفضل الكرماني: لما دخل الخوارج الكوفة ورأيهم تكفير كل من أذنب وتكفير كل من لم يوافقهم قيل لهم: هذا شيخ هؤلاء، فأخذوا الإمام وقالوا: "تب من الكفر". فقال: "أنا تائب من كل كفر". فقيل لهم: إنه قال أنا تائب من كفركم فأخذوه فقال لهم:

أبعلم قلتم أم بظن؟ قالوا: بظن، قال: {إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ إِثْمٌ}، والإثم ذنب فتوبوا من الكفر، قالوا: تب أيضا من الكفر، فقال: أنا تائب من كل كفر، فهذا الذى قاله الخصوم إن الإمام استتيب من الكفر مرتين ولبسوا على الناس.

(طبقات القاری الأثمار الجنية فى أسماء الحنفية - ط ديوان الوقف السنى (علی القاری) ج1 ص190، 191؛شم العوارض فی ذم الروافض (علی القاری) ص81)

ترجمہ امام ابوالفضل کرمانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: جب خوارج کوفہ میں داخل ہوئے، جن کا عقیدہ یہ تھا کہ جس سے گناہ ہوجائے وہ کافر اور جوان کے عقیدہ کا قائل نہ ہو، ان کی موافقت نہ کرے وہ بھی کافر۔ تو ان خوارج کو بتایا گیا کہ ان کوفیوں کے شیخ یہ ہیں۔ چنانچہ انہوں نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو پکڑ لیا اور کہنے لگے: ''کفر سے توبہ کرو''۔ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ''میں تمہارے کفر سے توبہ کرتا ہوں''۔ انہوں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو پکڑ لیا۔ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ''تم ظن سے کہتے ہو یا یقین سے؟''۔ انہوں نے کہا: ''ظن سے''۔ اس پر امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: '' ان بعض الظن اثم، والاثم ذنب، فتوبوا من الکفر ''۔ ان لوگوں نے کہا: ''تو بھی کفر سے توبہ کر''۔ تو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: ''میں ہر کفر سے توبہ کرتا ہوں''۔

باب 9

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور علمِ قراءتِ قرآن

1 امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے قراءتِ قرآن کی عالی سند

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے بچپن میں قرآن کریم حفظ کرنے کی سعادت حاصل کرلی تھی۔ قراءت میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کے استاد امام عاصم بن ابی النجود اسدی رحمۃ اللہ علیہ (127ھ) ہیں۔ حضرت امام عاصم تابعی رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ آپ نے حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے حضرت حارث رضی اللہ عنہ کی صحبت پائی تھی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے شاگرد ابوعبدالرحمٰن السلمی رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر علمائے کوفہ: جیسے حضرت علقمہ رحمۃ اللہ علیہ، حضرت اسود رحمۃ اللہ علیہ، حضرت زر بن حبیش رحمۃ اللہ علیہ سے قرآن کی قراءت سیکھی ہے، اور یہ سب حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے قرآن میں شاگرد ہیں۔

أخذوا القرآن عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ۔ (منہاج السنۃ ج7 ص528)

معروف عرب عالم ڈاکٹر محمد مختار رحمۃ اللہ علیہ (4 مارس 1924 - 22 يناير 2023ء) لکھتے ہیں:

"أخذ القرآن عن ابی عبد الرحمٰن السلمی (74ھ) عن الامام علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ، وعن زر بن حبيش (82ھ) عن عبدالله بن مسعود رضی اللہ عنہ۔ وجلس للاقراء بالكوفة بعد السلمی۔ (تاریخ القراآت فی المشرق والمغرب ص65)

حضرت عاصم رحمۃ اللہ علیہ بڑے مجود اور خوش آواز تھے۔ قرآنِ کریم نہایت عمدگی سے تلاوت کرتے تھے۔ ان کا اکثر وقت مسجد میں گزرتا تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ تقریباً پچاس سال تک کوفہ میں مسندِ قراءت پر فائز رہے ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ علمِ حدیث میں بھی بڑے اونچے مقام پر تھے۔ محدث أبو القاسم شهاب الدين عبد الرحمن بن إسماعيل بن إبراهيم المقدسي الدمشقي المعروف بأبي شامة رحمۃ اللہ علیہ (ت 665ھ) آپ رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں لکھتے ہیں:

أبو بكر عاصم بن أبي النجود أحد السادة من أئمة القراءة والحديث۔

(إبراز المعاني من حرز الأماني (أبو شامة المقدسي) ص30)

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ (241ھ) فرماتے ہیں:

قال عبد الله بن أحمد بن حنبل: سألت أبي عن عاصم بن بهدلة، فقال: رجل صالح، خير، ثقة۔

(سير أعلام النبلاء - ط الرسالة (شمس الدين الذهبي) ج 5 ص 257 رقم 119؛ الجرح والتعديل لابن أبي حاتم (ابن أبي حاتم) ج6 ص341 رقم 1887)

وَقَالَ عَبدُ اللهِ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ حنبل: سَأَلْتُ أَبِي عنه، فَقَالَ: "كان رجلا صالحا، قارئا للقرآن، وأهل الكوفة يختارون قراءته، وأنا أختار قراءته، وكان خيرا ثقة۔

(تهذيب الكمال في أسماء الرجال (المزي، جمال الدين) ج 13 ص 476؛ النفح الشذي شرح جامع الترمذي ط الصميعي (ابن سيد الناس) ج1 ص152؛ تذهيب تهذيب الكمال في أسماء الرجال (شمس الدين الذهبي) ج 5 ص 6؛ تهذيب التهذيب - ط الهندية (ابن حجر العسقلاني) ج5 ص39)

امام احمد بن عبد اللہ عجلی رحمۃ اللہ علیہ (261ھ) آپ رحمۃ اللہ علیہ کے تعارف میں لکھتے ہیں:

عاصم بن أبي النجود وهو ابن بهدلة وهو أجل مقرئ بالكوفة، وقدم البصرة فأقرأهم، وقرأ عليه.....وكان صاحب سنة وقراءة، وكان

ثقة رأسًا في القرآن...وكان ثقة في الحديث، ولا يختلف عنه في حديث زر وأبي وائل.....وروى من الحديث أقل من مائتي حديث وأكثر روايته عن زر بن حبيش، وكان زر شيخًا قديمًا۔

(الثقات للعجلي ت قلعجي (العجلي) ص239، 240، 241 رقم 763)

وَقَالَ أَحْمَدُ بْنُ عَبدِ اللهِ العجلي: عاصم صاحب سنة وقراءة للقرآن، وكان ثقة، رأسا في القراءة۔

(تهذيب الكمال في أسماء الرجال (المزي، جمال الدين) (ج13 ص477؛ قبول الأخبار ومعرفة الرجال (الكعبي) ج2 ص104؛ سير أعلام النبلاء - ط الرسالة (شمس الدين الذهبي) ج 5 ص 258؛ مجلة البحوث الإسلامية (مجموعة من المؤلفين): 2028)

ابوبکر بن عیاش رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: میں نے ابواسحاق رحمۃ اللہ علیہ کو یہ کہتے سنا ہے:

قال سمعت أبا بكر بن عياش يقول سمعت أبا إسحاق يقول ما رأيت أقرأ من عاصم قال فقلت هذا رجل قد لقي أصحاب علي وأصحاب عبد الله۔ (تاریخ دمشق لابن عساکر، ج25 ص232)

قَالَ عُبَيْدُ بنُ يَعِيْشَ: سَمِعْتُ أَبَا بَكْرٍ يَقُوْلُ: مَا رَأَيْتُ أَحَداً أَقرَأَ مِنْ عَاصِمٍ۔ (سير أعلام النبلاء - ط الحديث (شمس الدين الذهبي) ج7 ص446)

امام شمس الدین ذہبی رحمۃ اللہ علیہ (748ھ) آپ رحمۃ اللہ علیہ کے تعارف میں لکھتے ہیں:

عاصم بن أبي النجود الأسدي مولاهم (4، خ، م مقرونا)۔

الإمام الكبير، مقرئ العصر، أبو بكر الأسدي مولاهم، الكوفي.... وقرأ القرآن على: أبي عبد الرحمن السلمي، وزر بن حبيش الأسدي، وحدث عنهما....وتصدر للإقراء مدة بالكوفة، فتلا عليه: أبو بكر، وحفص بن سليمان.....وانتهت إليه رئاسة الإقراء بعد أبي عبد الرحمن السلمي شيخه. قال أبو بكر بن عياش: لما هلك أبو عبد

الرحمن، جلس عاصم یقرئ الناس، وكان أحسن الناس صوتا بالقرآن حتى كأن في حنجرته..... عاصم صاحب سنة وقراءة، كان رأسا في القرآن، قدم البصرة، فأقرأهم، قرأ عليه سلام أبو المنذر، وكان عثمانيا۔ (سير أعلام النبلاء-ط الرسالة ج5ص256-258رقم119)

علامہ عبدالحی بن عماد حنبلی رحمۃ اللہ علیہ (1089ھ) آپ رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں لکھتے ہیں:

"آپ رحمۃ اللہ علیہ قراءتِ قرآن میں حجت اور حدیث میں صدوق تھے"۔

كان حجّة في القرآن صدوقا في الحديث، قرأ على أبي عبد الرّحمن السّلمي وغيره۔ (شذرات الذهب في أخبار من ذهب (ابن العماد الحنبلي) ج2ص123)

محدث جلیل حضرت ملا علی قاری (1014ھ) لکھتے ہیں:

كان اماما في الكتاب والسنة، لغويا، نحويا، فقيها، تابعيا، لحق الحارث بن حسان وافد بني بكر، وكانت له صحبة، وكان عاصم عابدا، كثير الصلوة، يلازم الجامع يوم الجمعة حتى يصلي العصر، وكان في حسن الصوت غاية، وفي الفصاحة نهاية۔ (شرح شاطبية ص14)

ترجمہ: آپ رحمۃ اللہ علیہ کتاب وسنت، فقہ، نحو، لغت کے امام اور جلیل القدر تابعی تھے۔ حضرت حارث رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت کا شرف پایا تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ تابعی تھے۔ بڑے عابد اور بکثرت نماز پڑھنے والے تھے۔ جمعہ کے دن عصر کی نماز تک مسجد میں ہی رہا کرتے تھے۔ خوبصورت آواز کے مالک تھے اور بڑے فصیح تھے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد ابوبکر شعبہ بن عیاش رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں:

"جب ان کی موت کا وقت قریب آیا، تو آپ رحمۃ اللہ علیہ پر غشی طاری ہوئی۔ تھوڑی دیر میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کو افاقہ ہوگیا۔ تو آپ رحمۃ اللہ علیہ بار بار یہ آیت تلاوت کر رہے تھے:

ترجمہ: پھر پہنچائے جاویں گے اللہ کی طرف جو ان کا سچا مالک ہے)

پھر آپ رحمۃ اللہ علیہ کی وفات ہوگئی۔

قال: نا أبو بكر بن عياش، قال: دخلت على عاصم وهو في الموت، فقرأ

ثم ردّوا إلى الله مولاهم الحق [يونس:30]۔

(جامع البيان في القراءات السبع، ج3ص1042۔ المؤلف: عثمان بن سعيد بن عثمان بن عمر أبو عمرو الداني (ت 444ھ)۔ الناشر: جامعة الشارقة - الإمارات۔ الطبعة: الأولى، 1428ھ-2007م)

(معرفة القراء الكبار على الطبقات والأعصار، ص53۔ المؤلف: شمس الدين أبو عبد الله محمد بن أحمد بن عثمان بن قَايْماز الذهبي (ت748ھ)۔ الناشر: دار الكتب العلمية۔ الطبعة: الأولى 1417ھ- 1997م؛ سیر اعلام النبلاء ج5ص260)

حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ علم قرات میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد تھے۔ علامہ ابن حجر مکی شافعی رحمۃ اللہ علیہ (973ھ) اور علامہ صالحی شافعی رحمۃ اللہ علیہ (942ھ) لکھتے ہیں:

جاء في عدة طرق أنه أخذ القراءة عن الإمام عاصم ،أحد القراء السبعة۔ (الخیرات الحسان ص138؛ عقود الجمان ص318)

ترجمہ: متعدد طریقوں سے یہ بات منقول ہے: امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے قراءت امام عاصم ابن ابی النجود اسدی رحمۃ اللہ علیہ (127ھ) سے حاصل کی، جو سات قاریوں میں سے ایک ہیں۔

حضرت ملا علی القاری رحمۃ اللہ علیہ (1014ھ) آپ رحمۃ اللہ علیہ کے اساتذہ کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

ومنهم أبو بكر عاصم بن أبي النجود بفتح النون وضم الجيم الإمام في القرأة تابعي جليل القدر۔

(طبقات القاري الأثمار الجنية في أسماء الحنفية - ط ديوان الوقف السني (الملا على القاري) ج1ص139؛ مناقب الإمام الأعظم أبي حنيفة - ط بذيل الجواهر المضية (الملا على القاري) ج2ص454)

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ (1362ھ) فرماتے ہیں:

"امام عاصم رحمۃ اللہ علیہ قراءت میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے استاذ ہیں، اور فقہ میں امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد ہیں۔ امام عاصم رحمۃ اللہ علیہ نے یہ فرمایا تھا:

یا أبا حنیفة! قد جئتنا صغیرا وقد جئناك کبیرا۔
یعنی تم ہمارے پاس بچپن میں آئے تھے، اور ہم تمہارے پاس بڑے ہو کر آئے۔
(حسن العزیز ج3 ص96)

ابوحباب ؒ کہتے ہیں:
"میں نے امام عاصم ؒ کو دیکھا کہ وہ امام صاحب ؒ کے پاس مسئلہ پوچھنے کے لیے آئے۔ امام ابوحنیفہ ؒ نے اس کا جواب دیا۔ امام عاصم ؒ اس سے بہت خوش ہوئے، اور کہا: "ابوحنیفہ! اللہ آپ سے خوش رہے۔ آپ ؒ بڑی بڑی مشکلات کو آسانی سے حل کر دیتے ہیں"۔ امام عاصم ؒ فرماتے ہیں: "ابوحنیفہ ؒ جب چھوٹے تھے، تو ہمارے پاس قرآن پڑھنے آیا کرتے تھے۔ اب ہم بوڑھے ہو گئے ہیں، آج ہم ابوحنیفہ ؒ سے مسائلِ فقہ کی تحقیق کے لئے حاضر ہوتے رہتے ہیں۔
(مناقب ص179)

محترم جناب قاری محمد شریف ؒ (المتوفی 27 مارچ 2011ء) لکھتے ہیں:
"قرات کے سات اماموں میں سے پانچویں امام یعنی امام عاصم ؒ اور ان کے شاگرد رشید امام حفص ؒ کی روایت ممالکِ اسلامیہ میں سب سے زیادہ رائج و مقبول ہے، اور یہ عجیب اتفاق کی بات ہے کہ امام حفص ؒ اور امام اعظم ؒ کا ایک ہی زمانہ ہے، بلکہ امام حفص ؒ امام اعظم ؒ کے شریک تجارت بھی تھے۔ تجارت کے زمانہ میں امام اعظم ؒ نے امام حفص ؒ سے تعلیم قرآن بھی حاصل کی، اور یہ بھی عجیب اتفاق ہے کہ پاک و ہند، افغانستان اور ترکی جیسے ممالک کی اکثریت اگر فقہی مسائل میں امام اعظم ابوحنیفہ ؒ کی مقلد ہے، تو قرآن کریم کی تلاوت میں امام حفص ؒ کی پیروی کرتی ہے"۔ (تاریخ قرآن ص196)

علامہ محمد زاہد بن الحسن الکوثری ؒ (1371ھ) لکھتے ہیں:
وَأما قِرَاءَة أبی حنیفة. فَهِیَ قِرَاءَة عَاصِم المنتشرة فِی الْآفَاق، وللقرآن الْمنزلَة الْعلیا عِنْده فِی الِاحْتِجَاج، حَیْثُ یعد عموماته قَطْعِیَّة۔

(نصب الرایة لأحادیث الهدایة مع حاشیته بغیة الألمعی فی تخریج الزیلعی، مقدمہ از کوثری، ج 4۔ المؤلف: جمال الدین أبو محمد عبد الله بن یوسف بن محمد الزیلعی (ت 762ھ)۔ المحقق: محمد عوامة۔ الناشر: مؤسسة الریان للطباعة والنشر - بیروت -لبنان/ دار القبلة للثقافة الإسلامیة- جدة- السعودیة۔ الطبعة: الأولی، 1418ھ/1997م۔ عدد الأجزاء: 4؛ (مقدمہ نصب الرایہ ج1 ص24)

قاری صاحب ؒ آگے چل کر لکھتے ہیں:
"قرآن کا علم امام حفص ؒ نے امام عاصم کوفی تابعی ؒ سے، اور امام عاصم ؒ نے حضرت عبدالرحمٰن ؒ، حضرت ابومریم زر بن حبیش الاسدی ؒ اور حضرت عبداللہ بن حبیب سلمی ؒ سے، انہوں نے حضرت عثمان غنی ؓ، حضرت علی مرتضی ؓ، حضرت زید بن ثابت ؓ، حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ اور حضرت ابی بن کعب ؓ سے حاصل کیا تھا۔ اور ان سب صحابہ ؓ نے آنحضرت ﷺ سے اور حضور ﷺ نے حضرت جبرئیل امین ؑ سے اور حضرت جبرئیل امین ؑ نے بواسطہ لوحِ محفوظ حق تعالیٰ شانہ سے حاصل کیا۔ (تاریخ قرآن ص199)

2 حضرت امام اعظم ؒ کا قراءت میں مقام

حضرت امام ابوحنیفہ ؒ کا قراءت اور علم قراءت میں کیا مقام تھا؟ اسے امام بخاری ؒ کے شیخ، جلیل القدر محدث مکی بن ابراہیم ؒ (215ھ) سے پوچھ لیجئے۔ آپ ؒ فرماتے ہیں:
"امام ابوحنیفہ ؒ، امام سفیان ثوری ؒ اور امام حسن بن عمارہ ؒ قراءت کے امام تھے اور یہ حضرات فنِ قرات کو خوب سمجھتے تھے"۔ (مناقب ص459 للموفق اردو)
شیخ علی بن محسن تنوخی ؒ اپنے زمانہ تعلیم کی بات کرتے ہوئے ایک سوال کے جواب میں کہتے ہیں:
"تمہارے سوال پر یہ بتانا چاہتا ہوں کہ امام ابوحنیفہ ؒ کون سی قراءت ادا فرماتے

تھے، اوران کی مروجہ قراءت کیا تھی؟ میں ہر قراءت کی تشریح اور وضاحت بھی کروں گا۔ میں یہ جواب رضائے خداوندی حاصل کرنے کے لئے دے رہا ہوں۔۔۔ یہ بات کسی دلیل کی محتاج نہیں کہ آج خطۂ زمین پر کوئی ایسا فقیہ اور عالم نہیں، جو امام ابوحنیفہ ؒ کا مقابلہ کر سکے، بلکہ یوں کہنا چاہیئے کہ آج بڑے سے بڑا امام بھی آپ ؒ کے دسترخوانِ علم کا فیض یافتہ ہے، اور دنیا بھر کے اہلِ فضل وکمال آپ ؒ کی تعریف میں رطب اللسان ہیں"۔ (مناقب للموفق ص373؛ مناقب امام اعظم للموفق ص370 مترجم)

حدیث 1: عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللہِ صلی اللہ علیہ وسلم: "أَشْرَافُ أُمَّتِي حَمَلَةُ الْقُرْآنِ"۔ وفی روایة للبیهقی: "وأصحاب اللیل"۔
(معجم کبیر طبرانی رقم 12662؛ فضائل القرآن للمستغفری رقم 459؛ فضائل القرآن وتلاوته (الرازی، أبو الفضل) رقم 47؛ شعب الایمان رقم 2703، 3247؛ مشکوٰۃ رقم 1239؛ رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ وَفِيهِ سَعْدُ بْنُ سَعِيدٍ الْجُرْجَانِيُّ وَهُوَ ضَعِيفٌ: مجمع الزوائد رقم 11640)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عباس ؓ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "میری امت کے باعزت لوگ وہ ہیں جو قرآن کے حامل اور شب بیدار ہیں"۔

وہ شیخ جنہوں نے یہ روایت بیان کی ہے وہ احمد بن ابراہیم اسماعیل ؒ حافظِ قرآن اور صاحب الصحیح ہیں۔ انہوں نے امام ابوحنیفہ ؒ سے حدیث پڑھی تھی، اور قراءتِ قرآن سیکھی تھی۔ اس جماعت میں محمد بن الحسن ؒ، امام ابو یوسف ؒ اور دیگر حضرات بھی تھے۔ ان لوگوں نے امام ابوحنیفہ ؒ سے ایک ایک لفظ اور ایک حرف کی قراءت سیکھی تھی، اور یہ حضرات پورے اسناد کے ساتھ قراءت کے مختلف انداز کو بیان کرتے ہیں۔

(مناقب للموفق ص373 عربی؛ مناقب امام اعظم للموفق ص371 مترجم)

امام ذہبی ؒ طبقات القراء میں لکھتے ہیں:
"آپ ؒ نے قراءتِ قرآن کو امام اعمش ؒ، امام عاصم ؒ اور امام عبد الرحمٰن بن ابی لیلیٰ ؒ سے روایت کیا ہے"۔

امام شمس الدین محمد بن محمد بن علی جزری شافعی ؒ (833ھ) نے آپ ؒ کو طبقات القراء میں ذکر کیا ہے۔

النعمان بن ثابت بن زوطا، الإمام أبو حنيفة الكوفي، فقيه العراق، والمعظم فى الآفاق... روى القراءة عرضا الأعمش، وعاصم، وعبد الرحمٰن بن أبي ليلى، ورأى أنس بن مالك، وحدّث عن عطاء، والأعرج، ونافع مولى ابن عمر، وعكرمة، روى القراءة عنه الحسن بن زياد۔

(غاية النهاية فى طبقات القراء (ابن الجزری) ج2 ص342 رقم 3745)

علامہ موفق بن احمد مکی ؒ (568ھ) نے مناقب میں امام ابوحنیفہ ؒ کی مختلف سورتوں میں صحابہ ؓ سے منقول قراءتوں میں سے کسی ایک کو باقاعدہ طور پر اختیار کر کے معمول میں لانے کی مثالیں ذکر کی ہیں۔ آپ ؒ اس کے بعد لکھتے ہیں:
امام ابوحنیفہ ؒ کی قراءت واضح اور روشن ہے۔ آپ ؒ کے دور میں میں نے اپنی قراءت وقت کے قراء کے سامنے سنائی، تو وہ حیران رہ گئے۔ امام ابوحنیفہ ؒ پر اللہ کے بے پناہ انعامات ہوں کہ آپ ؒ کے اندازِ قراءت کے سامنے قاریوں اور فقہاء کی گردنیں جھک گئیں۔

(مناقب للموفق ص375 عربی؛ مناقب امام اعظم للموفق ص376 مترجم)

علامہ ابوالقاسم زمخشری ؒ اور علامہ ابوالقاسم بن علی بن جبارہ ؒ نے امام ابوحنیفہ ؒ کی قراءت پر ایک مستقل کتاب لکھی بھی ہے، جبکہ اس سلسلہ کی معروف کتاب "الکامل" ہے۔ الاستاد سید عفیفی محامی (محرر المحاماة الشرعية القاهرة) بھی لکھتے ہیں:
واما القراءات فقد افردوا بالتأليف قراءات انفرد بها، ورووها عنه بالاسانيد۔ (حیات الامام ابی حنیفہ ص13)

3 قراءتِ قرآن میں امام ابوحنیفہ ؒ کے شاگرد

پھر اللہ تعالیٰ نے امام ابوحنیفہ ؒ کو یہ سعادت عطا فرمائی کہ قراءت کے ایک اور

مشہور امام حضرت حمزہ بن حبیب الزیاتؒ آپؒ کے شاگرد ہوئے۔

امام حمزہ بن حبیب الزیاتؒ (156ھ) قراء سبعہ (قرات کے سات اماموں) میں سے ایک امام ہیں۔ آپؒ کوفی ہیں۔ آپؒ امام کسائیؒ (189ھ) کے شیخ ہیں۔ اور امام اعمشؒ (148ھ) اور امام عاصمؒ کے بعد کوفہ میں آپؒ ہی سب سے بڑے امام القراء ہوئے ہیں۔ آپؒ نے آٹھ شیوخ سے قرآن سیکھا تھا، اور یہ آٹھوں بالواسطہ حضرت عثمانؓ، حضرت علیؓ، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ، اور حضرت ابی بن کعبؓ کے شاگرد تھے۔ آپؒ کی قراءت چار واسطوں سے حضور ﷺ تک پہنچتی ہے۔

امام شمس الدین ذہبی شافعیؒ (748ھ) آپؒ کو: حمزة بن حبيب بن عمارة التيمي (م، 4) الإمام، القدوة، شيخ القراءة...وكان إماما قيما لكتاب الله، قانتا لله، ثخين الورع، رفيع الذكر، عالما بالحديث والفرائض لکھتے ہیں۔ (سیر اعلام النبلاء ج7 ص90 رقم 38)

علامہ عبدالحی بن عماد حنبلیؒ (1089ھ) آپؒ کے بارے میں لکھتے ہیں:

قارئ الكوفة أبو عمارة حمزة بن حبيب التيمي، مولى تيم الله بن ربيعة، الكوفي الزّيّات، الزّاهد، أحد السّبعة، قرأ على التابعين، وتصدّر للإقراء، فقرأ عليه جلّ أهل الكوفة. وحدّث عن الحكم بن عتيبة وطبقته، وكان رأسا في القرآن والفرائض. قدوة في الورع۔

(شذرات الذهب في أخبار من ذهب (ابن العماد الحنبلي) ج2 ص255)

معروف عرب فاضل ڈاکٹر محمد مختار لکھتے ہیں:

كان إمام الناس في القراءة بعد عاصم وأخذ القراآت عن أبي حمزة حمران بن اعين (156ھ)۔ (تاریخ القراآت فی المشرق والمغرب، ص65)

آپؒ زہد و عبادت میں بہترین بندوں میں سے تھے۔ امام ابوحنیفہؒ اور امام سفیان ثوریؒ (161ھ) دونوں نے آپؒ کی توثیق و تعریف کی ہے۔

امام مسلمؒ نے اپنی صحیح میں (دیکھئے ج1 ص219)، امام ترمذیؒ نے جامع ترمذی میں (دیکھئے ج2 ص75، 114، 174)، امام ابوداؤدؒ نے سنن میں (دیکھئے ج1 ص27، 275، ج2 ص198) امام ابن ماجہؒ نے سنن میں (دیکھئے ص232 اور ص277) آپؒ سے روایت کی ہے۔ امام احمد بن حنبلؒ نے اپنی مسند میں چار اور امام دارمیؒ نے سنن میں دو روایتیں نقل کی ہیں۔

امام یحییٰ بن معینؒ (233ھ) کہتے ہیں:

"جس طرح فقہ امام صاحبؒ پر ختم ہے، اسی طرح میرے نزدیک حمزہؒ کی قراءت قراءت ہے، اور اسی پر میں نے لوگوں کو پایا ہے"۔

عن يحى بن معين قال: "القراءة عندى قراءة حمزة. والرأى رأى الامام على هذا ادركت الناس".... وعن سفيان بن عيينة قال: "شيئان ما كنت أرى أن يتجاوزا قنطرة كوفة: قراءة حمزة ورأى الامام، وقد بلغنا الآفاق". (مناقب ج1 ص90 للکردریؒ)

ابوبکر بن منجویہؒ کہتے ہیں: "آپؒ اپنے دور میں علمائے قراءات میں سے تھے۔ امام اعمشؒ جب امام حمزہؒ کو آتا دیکھتے، تو کہتے: وَبَشِّرِ الْمُخْبِتِيْنَ ۝ (الحج:34)۔ اور بشارت سنادے عاجزی کرنے والوں کو۔

قَالَ: كَانَ الأعمش إذا رأى حمزة قد أقبل، قَالَ هذا حبر القرآن۔

(تاريخ بغداد وذيوله ط العلمية (الخطيب البغدادي) (ج14 ص355؛ صفة الصفوة (ابن الجوزى) ج2 ص90؛ جمال القراء وكمال الإقراء - ط المأمون (علم الدين السخاوى المقرئ) ص565؛ معرفة القراء الكبار على الطبقات والأعصار (شمس الدين الذهبى) ص67؛ معجم حفاظ القرآن عبر التاريخ (محمد سالم محيسن) ج1 ص217)

كان الأعمش إذا رأى حمزة قد أقبل قال: وَبَشِّرِ الْمُخْبِتِيْنَ۔

(طبقات القراء السبعة وذكر مناقبهم وقراءاتهم (ابن السلار) ص92؛ سير اعلام

النبلاء ج7 ص92 رقم 38)

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو رجل صالح صدوق اور صاحبِ سنت کہا ہے۔

امام عبد الوهاب بن يوسف بن إبراهيم. ابن السَّلّار الشافعي رحمۃ اللہ علیہ (ت 782ھ) لکھتے ہیں کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ بڑے نیک اور پرہیزگار شخص تھے۔

(طبقات القراء السبعة وذكر مناقبهم وقراءاتهم (ابن السلار) ص92)

امام کسائی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کی قراءت کی تعریف کی ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ (852ھ) کہتے ہیں کہ امام حمزہ رحمۃ اللہ علیہ کی قراءت کو امت نے بالاتفاق قبول کیا ہے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کی قراءت کو امت میں قبولِ عام حاصل ہے۔

(تہذیب ج3 ص28)

امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: "آج مسلمانوں کا ان کی قراءت کے قبول کرنے (اور ان کے درست ہونے) پر اتفاق ہے۔ (سیر اعلام النبلاء ج7 ص90 رقم 38)

علامہ شاطبی رحمۃ اللہ علیہ امام حمزہ رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں فرماتے ہیں:

وَ حَمْزَةُ مَا أَزْكَاهُ مِنْ مُتَوَرِّعٍ
إِمَاماً صَبُوراً لِلْقُرانِ مُرَتِّلَا

ترجمہ: آپ رحمۃ اللہ علیہ کس قدر پاکیزہ اور پرہیزگار شخص ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ امام ہیں۔ بہت صبر کرنے والے ہیں۔ قرآن کو ترتیل کے ساتھ پڑھنے میں بھی ان کا مقام بہت اونچا ہے۔

اس سے پتہ چلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے پاک اور مقدس کلام کی قراءت اور فنِ قراءت میں جن بزرگوں نے کمال حاصل کیا اور امت میں انہیں امامت کا مقام ملا، ان میں سے ایک امام (یعنی امام عاصم رحمۃ اللہ علیہ) امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے استاذِ گرامی قدر ہیں، جبکہ دوسرے امام اور قاری (یعنی امام حمزہ کوفی رحمۃ اللہ علیہ) آپ رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد ہیں۔ اس سے کچھ اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ شانِ قراءت، علمِ قراءت اور قراءتِ قرآن میں کسی بلند مقام پر فائز تھے۔ فرضی اللہ تعالی عنه وارضاه

علامہ شاطبی اندلسی رحمۃ اللہ علیہ (القاسم بن فيره بن خلف بن أحمد الرعيني، أبو محمد الشاطبي رحمۃ اللہ علیہ (ت 590ھ) قراء سبعہ میں سے تین کوفی قراء اور ان میں سے ہر ایک کے دو، دو قراء کے بارے میں فرماتے ہیں:

وَ بِالْكُوفَةِ الْغَرَّاءِ مِنْهُمْ ثَلَاثَةٌ
أَذَاعُوا فَقَدْ ضَاعَتْ شَذاً وَقَرَنْفُلَا
فَأَمَّا أَبُو بَكْرٍ وَعَاصِمٌ اسْمُهُ
فَشُعْبَةُ رَاوِيهِ الْمُبَرِّزُ أَفْضَلَا
وَ ذَاكَ ابْنُ عَيَّاشٍ أَبُو بَكْرٍ الرِّضَا
وَ حَفْصٌ وَ بِالْإِتْقَانِ كَانَ مُفَضَّلَا
وَ حَمْزَةُ مَا أَزْكَاهُ مِنْ مُتَوَرِّعٍ
إِمَاماً صَبُوراً لِلْقُرانِ مُرَتِّلَا
رَوَى خَلَفٌ عَنْهُ وَخَلَّادٌ الَّذِي
رَوَاهُ سُلَيْمٌ مُتْقِناً وَ مُحَصَّلَا
وَ أَمَّا عَلِيٌّ فَالْكِسَائِيُّ نَعْتُهُ
لِمَا كَانَ فِي الْإِحْرَامِ فِيهِ تَسَرْبَلَا
رَوَى لَيْثُهُمْ عَنْهُ أَبُو الْحَارِثِ الرِّضَا
وَ حَفْصٌ هُوَ الدُّورِيُّ وَفِي الذِّكْرِ قَدْ خَلَا

(متن الشاطبية = حرز الأماني ووجه التهاني في القراءات السبع، ص3، 4۔ اشعار نمبر: 34-40۔ المؤلف: القاسم بن فيره بن خلف بن أحمد الرعيني، أبو محمد الشاطبي (ت 590ھ)۔ المحقق: محمد تميم الزعبي۔ الناشر: مكتبة دار الهدى ودار الغوثاني للدراسات القرآنية۔ الطبعة: الرابعة، 1426ھ-2005م۔ عدد الصفحات: 94)

باب 10

سراج الامت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور علمِ کلام

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ جس طرح حدیث وفقہ میں سرخیل تھے، اسی طرح علمِ کلام کے بھی مسلمہ امام تھے۔ بہت سے حضرات نے امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے فقہی اور حدیثی کارناموں پر تفصیلی روشنی ڈالی ہے، لیکن عقیدے کی عبقری خدمات کا ذکر خال خال ہی ملتا ہے۔

1 امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ: علمی مقام ومرتبہ

علمی دنیا میں امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ انتہائی اعلیٰ مقام رکھتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے معاصرین اور بعد میں آنے والے ائمہ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے علمی تفوق کا اقرار کیا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ، حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے علوم کا سرچشمہ تھے۔

(تاریخ بغداد وذیولہ: 13/334)

مولانا عبدالرشید نعمانی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی 1420ھ) نے امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں آٹھویں صدی کے معروف اسلامی مؤرخ، نقاد اور معتبر سوانح نگار علامہ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی 748ھ) کے اقوال کی روشنی میں مندرجہ ذیل تبصرہ کیا ہے:

1. امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے قرآن، حدیث، فقہ، نحو اور اس وقت کے مروجہ علوم پر دسترس حاصل کی۔

2. امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے احادیث کے حصول کے لیے مختلف اسفار کیے جن میں زیادہ تر احادیث 100ھ ہجری کے بعد جمع کیں۔ اور اس دور میں فقہاء کے لیے قرآن کے بعد علمِ حدیث ہی دوسرا ماخذ ہے۔
3. امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور کوفہ کے دیگر صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے اقوال وآثار سے خوب واقفیت رکھتے تھے۔
4. امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا شمار اپنے زمانہ کے ان دس ائمہ میں ہوتا ہے جن پر علم کی انتہاء تھی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ قرآن وحدیث کے علوم میں امام مالک رحمۃ اللہ علیہ، اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ، ثوری رحمۃ اللہ علیہ، لیث رحمۃ اللہ علیہ، ابن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ، معمر رحمۃ اللہ علیہ، شعبہ رحمۃ اللہ علیہ اور دونوں حماد رحمۃ اللہ علیہ کے ہم پلہ تھے۔
5. امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا شمار ان بڑے ائمہ میں ہوتا ہے جن پر فقہ کی منتہاء ہے۔ سب لوگ علمِ فقہ میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کے محتاج ہیں۔ (مکانۃ الامام ابی حنیفۃ: ص37، 38)

2 امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ: ایک عبقری شخصیت

اللہ تعالیٰ نے جن شخصیات کو اُمتِ مسلمہ کی رہنمائی اور ہدایت کا ذریعہ بنایا، جن کی محنتوں سے دین کی تعبیر وتفہیم اور تطبیق کا عمل محفوظ رہا، اور ان کی برکت سے بیش بہا فوائد اور ثمرات حاصل ہوتے ہیں۔ البتہ بعض اوقات کسی خاص میدان میں بہت نمایاں خدمات انجام دینے کی وجہ سے ان حضرات کے دیگر کمالات کو لاشعوری طور پر نظر انداز کر دیا جاتا ہے، یا بعض اوقات دیگر مصالح ان کمالات کے اظہار سے مانع ہوتے ہیں۔

انہی حضرات کی فہرست میں امام الائمہ، سراج الامہ حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ بھی شامل ہیں۔ حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے فقہ کے میدان میں ایسی بے نظیر خدمات انجام دی ہیں، جو اسلام اور مسلمانوں کے لیے مایۂ فخر اور باعثِ رفعت وامتیاز ہیں، لیکن شاید قارئین کو یہ علم نہ ہو کہ حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے جہاں فقہ میں تجدیدی

کام کیا، وہاں علمِ کلام، سیاست اور عربیت میں بھی آپ ؒ کی خدمات بے مثال ہیں۔

لیکن بدقسمتی سے جس طرح سے امام ابوحنیفہ ؒ کے سیاسی کردار کے حوالے سے کھل کر گفتگو کرنے کا رواج نہیں ہے، اور خلافت کے قیام وحفاظت میں آپ ؒ کی مساعی اور فکر کو بیان کرنے اور اس پر عمل پیرا ہونے کے سلسلہ میں کوئی قابلِ ذکر کاوش نہیں۔ کچھ اسی طرح امام صاحب ؒ کی زندگی کے ایک دوسرے گوشے کی طرف بھی التفات نہیں کیا جاتا، وہ نہایت اہم عنوان امام صاحب ؒ کا علمِ کلام والعقیدہ کی معرفت وحقیقت بینی میں بلند مقام اور عقیدہ کے حوالے سے آپ ؒ کی گراں قدر خدمات اور پیہم کوششوں کا تذکرہ ہے۔

امام ابوحنیفہ ؒ جیسی عظیم شخصیت جن کے کندھوں پر اُمّتِ مسلمہ کی رہنمائی، قیادت اور سیادت کی عظیم ذِمہ داری تھی، جو اس کے لیے محنت کر رہے تھے، اور ایک بڑا حلقہ خواص اور عوام کا آپ ؒ سے وابستہ تھا، جن کی آپ ؒ ہر طرح سے تربیت فرما رہے تھے۔ آپ ؒ اُمّتِ مسلمہ میں فکری، نظریاتی اور عقدی حوالے سے اٹھنے والی آوازوں، عقیدہ کی صحیح تعبیر، اہلِ زیغ وضلال کے داؤ پیچ سے واقفیت اور ان کی سرکوبی، نیز عقیدہ کے حوالے سے دیدہ دانستہ یا نادیدہ دانستہ گمراہی کے شکار لوگوں کے افہام وتفہیم کے عمل سے ہرگز تغافل نہیں کر سکتے تھے۔

بھلا جو شخصیت معمولی سمجھے جانے والے فروعات تک اُمت کی رانمائی کے لیے تن من کی قربانی دینے کے لیے ہمہ وقت تیار تھے، اور اسی کا شغل ومشغلہ اپنائے ہوئے وہ شخصیت دین کے بنیادی مسئلہ ''عقیدہ'' سے کس طرح تغافل کر سکتے تھے، جو اس نے نصوص کی باہم باریک فروق کو واضح کیا۔ فرض، واجب، سنت، مستحب کی بنیاد پر شریعت کے احکامات، معمولات کو صاف صاف بیان کیا۔ اُمتِ مسلمہ کا ایک واضح اور سیدھے راستے پر قائم رہنے کے لیے اصول وضع کیے۔ تفریعات کا سلسلہ قائم رکھا، اس کی تعلیم دی۔

ایسی دُور رَس نگاہ رکھنے والی شخصیت جو اُمّتِ مسلمہ کو مستقبل میں درپیش خطرات کا سامان کرنے کے لیے بھی فکرمند تھی، یقیناً ان کا دل مسلم معاشرہ میں پھیلائے جانے والے غلط نظریات، باطل افکار اور غلط عقیدوں اور غلط تعبیرات کے لیے دھڑکتا تھا، اسی کا یہ مظہر تھا کہ آپ ؒ نے علمِ کلام وعقیدہ کو بھرپور توجہ دی۔ اس کے ذریعہ گمراہ فرقوں کی بیخ کنی کی، ان کے وسوسوں کی حقیقت کو کھولا، اور مسلسل بحث ومباحثہ کر کے ان کے دانت کھٹے کیے۔

امام صاحب ؒ کی عظمت کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ انھوں نے عقیدہ کے مسئلے کو توجہ دی، کیونکہ یہ اسلامی شریعت کا نہایت واضح اور جلی عنوان ہے، بلکہ تمام انبیائے کرام علیہم السلام کے ہاں سب سے زیادہ زور عقیدہ کی تعلیم اور اس کی درستگی پر دیا جاتا رہا ہے، عقیدہ کے باب میں کسی قسم کا تسامح نہیں برتا گیا ہے۔ اس عظیم شخصیت نے جس نے اُمّت کے مسائل میں وراثتِ نبوی کے ناطے راہنمائی کرنی تھی۔ اس لیے عقائد وعلمِ کلام کا میدان بھی خالی نہیں چھوڑا، اور اس میں ایسی ہی امامت اور سیادت کا رتبہ حاصل کیا، جس طرح فقہ میں اُمتِ مسلمہ نے ان کی امامت اور سیادت کو تسلیم کیا ہے۔

امتِ دعوت اور امتِ اجابت کی تاریخ گواہ ہے کہ عقیدہ کا مسئلہ کبھی بھی مسلمانوں کے یہاں غیر اہم نہیں رہا۔ البتہ عقیدہ کے حوالے سے اٹھنے والے سوالات کی نوعیت مختلف رہی ہے۔ ہر دور میں جب کوئی نئی خرابی آئی، کسی علمی، عملی اور مادی کمزوری نے مسلم معاشرے کو لپیٹ میں لینا چاہا، اور ان کے ایمان وعقائد پر شبِ خون مارنا چاہا، تو اللہ تعالیٰ نے اس دور کے اہلِ حق کو اس گمراہی کے خلاف کھڑا کیا، اور ان کو اہلِ باطل اور ان کے نظریات وافکار کی بیخ کنی کرنے کی توفیق بخشی۔

3 علم الکلام کی اہمیت

سب سے پہلے تو یہ بات جاننے کی ضرورت ہے کہ علمِ کلام کیا ہے؟ اور اس کی کیا اہمیت یا ضرورت ہے؟ اس کے بعد ہی اس علمِ کلام پر کام کرنے اور اس میں کتابیں تصنیف

کرنے والوں کی قدرومنزلت اوران کی محنت کا مقصد سمجھ میں آسکتا ہے۔

اس سلسلے میں سب سے پہلے جس شخصیت کا قول نقل کیا جا رہا ہے ان کا نام ہے :

ابوالیسر بزدوی رحمۃ اللہ علیہ، وہ اپنی کتاب اصولِ دین میں وضاحت فرماتے ہیں:

''علمِ کلام دراصل ان مسائل کا نام ہے جن کی حیثیت اسلام میں اصولِ دین کی ہے اورجن کا سیکھنا فرضِ عین ہے۔امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے یہ علم حاصل کیا ہے اوراس کے ذریعے معتزلہ اور تمام اہلِ بدعت سے مناظرہ کیا ہے۔آغاز میں آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنے اصحاب کواس کی تعلیم بھی دیتے تھے اوراس علم میں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے کتابیں بھی تصنیف فرمائی ہیں جن میں سے کچھ تک ہماری رسائی ہوئی ہے اور کچھ کواہلِ بدعت نے خورد برد کر دیا۔ جو کتابیں امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی ہم کو ملی ہیں ان میں العالم والمتعلم اور الفقہ الاکبر ہے۔العالم والمتعلم میں امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بات کھول کر سمجھائی ہے کہ علمِ کلام پڑھنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ چنانچہ اسی کتاب میں ہے کہ متعلم کہتا ہے کہ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ علمِ کلام نہ پڑھنا چاہئے کیونکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے یہ علم نہیں پڑھا ہے۔عالم کہتا ہے کہ ان سے کہہ دو کہ ہاں ٹھیک ہے ہمیں بھی علم کلام نہیں پڑھنا چاہیئے جیسے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے نہیں پڑھا،لیکن تم نے اس پر غور نہیں کیا کہ ہمارے اور صحابہ رضی اللہ عنہم کے معاشرے میں کیا فرق ہے؟ جن حالات سے ہمیں دین کی زندگی میں دوچار ہونا پڑ رہا ہے ان سے صحابہ رضی اللہ عنہم دوچار نہیں تھے۔ ہمارا ایسے معاشرے سے سابقہ پڑا ہے جن کی زبانیں مسلکِ حق کے خلاف چھوٹ اور بے لگام ہیں۔جن کے یہاں ہمارا خون روا ہے کیا اس ذہن کے گردوپیش میں ہمارا یہ فرض نہیں ہے کہ راست رَو اور غلط کار میں ایک حدِ فاصل اور خطِ تمیز قائم کریں۔

یوں سمجھو کہ صحابہ رضی اللہ عنہم ایسے خوش آئند ماحول میں تھے جہاں جنگ کا نام ونشان نہ تھا۔ امن وسکون کی زندگی تھی۔ یقیناً ایسے ماحول میں سامانِ جنگ اور جنگی تیاری کی ضرورت نہیں ہے اور ہمارا حال یہ ہے کہ ایک جنگجو طبقہ نے حملہ کر کے ایمان واعتقاد کی زندگی کا امن وسکون تہ و بالا کر دیا ہے۔اس لیے ہمیں ان سے نمٹنے کے لیے سامانِ

جنگ کی ضرورت ہے اورفوجی ٹریننگ کی بھی۔ ہمارے اکثر فقہاء نے لوگوں کو علمِ کلام سیکھنے سے روک دیا ہے لیکن جو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے پیروکار ہیں وہ اس کی تعلیم وتعلم کے جواز کے قائل ہیں۔ البتہ انہوں نے عمر کے آخری حصہ میں اس میں مناظرے سے روک دیا تھا''۔(اصولِ بزدوی صدرالاسلام:4)

گویا امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی نظر میں علمِ کلام کو ایمان کے لیے ایک دفاعی سرمایہ کی حیثیت حاصل ہے۔علامہ بیاضی رحمۃ اللہ علیہ نے اشارات المرام میں بھی امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے اس بیان کی وضاحت فرمائی ہے۔

امام الحرمین ابومحمد جوینی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

قرآن کے دلائل غذا کے درجے میں ہیں۔ ہر انسان ان سے فائدہ اٹھا سکتا ہے۔ کلامی موشگافیاں دوا کی حیثیت میں ہیں۔ کچھ کے لیے سودمند مگر بہتوں کو اس کے استعمال سے نقصان ہو رہا ہے۔قرآنی تصریحات پانی کی طرح ہیں، دودھ پیتا بچہ بھی پی سکتا ہے لیکن کلامی کچن کے روغنی کھانے صرف طاقتور ہی کھا سکتے ہیں اور وہ بھی زیادہ سے گاہ گاہ بیمار ہو جاتے ہیں۔(نصیحۃ المسلمون)

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ جیسے کلامی محقق نے اپنی زندگی کی آخری تالیف میں اقرار کیا ہے:

وإنما مقصوده حفظ عقيدة أهل السنة، وحراستها عن تشويش أهل البدعة۔ (المنقذ من الضلال:ص118)

ترجمہ علمِ کلام سے مقصود صرف بدعتیوں سے اہل السنت کے عقیدہ کی حفاظت اور نگرانی ہے۔

ان اقراروں سے یہ واضح ہوجاتا ہے کہ جو بات اولاً امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی زبان پر آئی بالآخر وہی وقت کا آوازہ بن گیا جو بعد میں آنے والے علماء کی زبان سے بھی جاری ہوا۔

علمِ کلام میں مخالفین کو جواب دینے کے لیے کوئی نیا علم اور نئی بنیادیں نہیں گھڑی گئیں بلکہ قرآنی دلائل اور سنت اپنی جگہ پر ویسے کے ویسے قائم ودائم رہے اور مخالفین کو انہی

کے ہتھیاروں سے مارا گیا۔

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ولکنہم اعتمدوا فی ذلك علی مقدمات تسلموها من خصومهم۔

(المنقذ من الضلال: ص123)

ترجمہ: لیکن متکلمین نے اس معاملے میں اپنے مدِمقابل کے مسلمات کا ہی سہارا لیا۔

اور فرمایا:

وکان أکثر خوضهم فی استخراج تناقضات الخصوم، ومؤاخذتهم بلوازم مسلماتهم۔ (المنقذ من الضلال: ص124)

ترجمہ: ان کی فکری توجہ صرف یہ تھی کہ مدمقابل کا توڑ کیا جائے اور ان کے مسلمات کے لوازم ہی سے ان کی گرفت کی جائے۔

4 امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی علمِ کلام میں اوّلیت

امام عبدالقاہر بغدادی شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے بتایا ہے کہ علمِ کلام کے موضوع پر اولیت کا شرف امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کو حاصل ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں:

''فقہاء میں سب سے پہلے متکلم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور شافعی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے قدریہ کے رد میں فقہ اکبر نامی کتاب تصنیف کی ہے۔ موضوع استطاعت پر اہل السنۃ کے مؤقف کی نصرت میں ایک رسالہ بھی لکھا ہے''۔

(اصول الدین عبدالقاہر بغدادی: ص308)

علامہ ابوالمظفر اسفرائینی رحمۃ اللہ علیہ نے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی کلامی کتابوں کا تذکرہ کیا ہے۔

(دیکھئے التبصیر: ص113)

ابن الندیم رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ان کتابوں کا پتہ دیا ہے اور آخر میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی وسعتِ علمی کے بارے میں لکھا ہے:

والعلم برا وبحرا، شرقا وغربا، بعدا وقربا. (الفہرست لابن الندیم: ص251)

ترجمہ: دور نزدیک، مشرق، مغرب اور خشکی وتری میں آپ ہی کا علم ہے۔

تاریخ الاسلام السیاسی کے مؤلف حسن ابراہیم حسن نے بھی ابن الندیم کی ہمنوائی کی ہے۔

5 امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی علمِ کلام میں تصانیف

امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے علم الکلام میں متعدد تصانیف فرمائی ہیں جن میں ان فرقوں کے مقابل اہل سنت والجماعت کے مؤقف کو واضح فرمایا ہے۔ یہ بات کہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی اس موضوع پر کوئی کتاب نہیں ہے، معتزلہ کی اڑائی ہوئی ہے۔ چنانچہ حافظ عبدالقادر قرشی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

هٰذَا كَلَامُ الْمُعْتَزِلَةِ ودعواهم أنه لَيْسَ لَهُ فی علم الْكَلَام تصنيف۔

(الجواہر المضیہ: ج2، ص461)

ترجمہ: یہ معتزلہ کی بات ہے اور ان کا دعویٰ ہے کہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی علم الکلام میں کوئی تصنیف نہیں ہے۔

حافظ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بھی بتایا ہے کہ اس قسم کی افواہوں سے معتزلہ یہ چاہتے ہیں کہ وہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے مزعومات کی اشاعت کے لیے استعمال کرسکیں۔

علامہ بیاضی رحمۃ اللہ علیہ نے اشارات المرام میں علم الکلام کے موضوع پر امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی جن تصانیف کی نشاندہی کی ہے وہ یہ ہیں: الفقہ الاکبر، الرسالہ، الفقہ الابسط، کتاب العالم والمتعلم اور الوصیہ۔ اور یہ بھی بتایا ہے کہ ان کتابوں کی تالیف بھی اس زمانے کے رواج کے مطابق املائی طرز پر ہوئی ہے۔

املاها علی اصحابه من الفقه الاکبر والرسالة والفقه الابسط وکتاب العالم والمتعلم والوصية۔ (اشارات المرام: ص21)

علامہ طاش کبریٰ زادہ رحمۃ اللہ علیہ نے پوری قوت سے یہ بات بتائی ہے:

''امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے اس موضوع پر قلم اٹھایا۔ الفقہ الاکبر اور العالم جیسی کتابیں

تصنیف کی ہیں۔ یہ کہنا کہ یہ کتابیں امام اعظم ؒ کی نہیں معتزلہ کی اڑائی ہوئی باتیں ہیں‘‘۔ (مفتاح السعادۃ: ج2،ص29)

علامہ بزازی ؒ نے تصریح کی ہے:

’’یہ قطعاً غلط اور بے بنیاد بات ہے کہ علم الکلام میں امام ابوحنیفہ ؒ کی کوئی تصنیف نہیں ہے۔ الفقہ الاکبر اور العالم والمتعلم میں نے خود علامہ شمس الدین ؒ کی ارقام فرمودہ دیکھی ہیں ان پر لکھا ہوا تھا کہ یہ امام اعظم ؒ کی تصانیف ہیں۔

(مناقب کردری: ج1،ص108)

صدر الاسلام ابوالیسر بزدوی ؒ نے اپنی مشہور کتاب ’’اصول دین‘‘ میں جو حال ہی میں مصر میں ڈاکٹر ہانس پیٹر لنس کی تحقیق سے زیورِ طباعت سے آراستہ ہو کر آئی ہے اس میں امام اعظم ؒ کے بارے میں تصریح کی ہے:

قد صنف فیھا کتباً وقع بعضھا الینا۔ (اصول بزدوی:ص4)

ترجمہ: آپ ؒ نے علمِ کلام میں کچھ کتابیں لکھی ہیں جن میں سے کچھ ہمیں ملی ہیں۔

یہ ابوالیسر ؒ فروع و اصول میں مہارت تامہ رکھتے تھے اور لکھا ہے:

’’کان امام الائمۃ علی الاطلاق‘‘۔

صرف پانچ واسطوں سے امام محمد ؒ کے شاگرد ہیں۔ چنانچہ ان کی سند یہ ہے:

عن اسمٰعیل بن عبدالصادق عن جدہ ابی الیسر عبدالکریم عن ابی المنصور الماتریدی عن ابی بکر الجوزجانی عن ابی سلیمان عن محمد۔

(الفوائد البہیۃ فی تراجم الحنفیۃ:ص94۔ طبع بمطبعۃ دار السعادۃ بجوار محافظۃ مصر)

علامہ بیاضی ؒ نے امام اعظم ؒ کی ان کتابوں کی تاریخی اور روایتی حیثیت کو شرح و بسط سے لکھا ہے، وہ فرماتے ہیں:

الفقہ الاکبر، الرسالہ، الفقہ الابسط، العالم والمتعلم اور الوصیۃ کی امام اعظم ؒ سے روایت میں مرکزی حیثیت حماد بن ابی حنیفہ ؒ، قاضی ابویوسف ؒ، ابومطیع الحکم بن عبداللہ ؒ اور ابومقاتل حفص بن مسلم ؒ کی ہے۔ ان ائمہ سے ان کتابوں کو

اسماعیل بن حماد ؒ، محمد بن مقاتل ؒ، محمد بن سماعہ ؒ، نصیر بن یحییٰ ؒ اور شداد بن حکیم ؒ نے روایت کیا ہے۔ (اشارات المرام:ص22)

آخر میں لکھتے ہیں: ’’ان کتابوں کو نصیر بن یحییٰ ؒ اور محمد بن مقاتل ؒ سے امام ابومنصور ماتریدی ؒ نے روایت کیا ہے‘‘۔

علامہ زاہد کوثری ؒ رقم طراز ہیں:

’’علم کلام میں امام اعظم ؒ کا یہ علمی سرمایہ امت کو وراثت میں ملا ہے۔ الفقہ الاکبر اس کی سند یہ ہے۔

علی بن احمد الفارسی عن نصیر بن یحییٰ عن ابی مقاتل عن عصام بن یوسف عن حماد بن ابی حنیفہ عن ابی حنیفہ ؓ۔

الفقہ الابسط۔ اس کی سند یہ ہے:

ابو زکریا یحییٰ بن مطرف عن نصیر بن یحییٰ عن ابو مطیع البلخی عن ابو حنیفہ ؓ۔

الرسالۃ۔ نصیر بن یحییٰ عن محمد بن سماعہ بن ابی یوسف عن ابی حنیفہؒ کی سند سے مروی ہے اور اسی سلسلہ سند سے ’’الوصیۃ‘‘ بھی مروی ہے۔

(مقدمہ اشارات:ص5)

تاریخ و روای کی یہ شہادتیں بتا رہی ہیں کہ علم الکلام میں امام اعظم ؒ نے جو علمی سرمایہ چھوڑا ہے وہ امام اعظم ؒ ہی کا ساختہ و پرداختہ ہے۔

امام اعظم ؒ کی علمی طلبگاریوں کا آغاز تو بچپن ہی میں ہو گیا تھا مگر امام شعبی ؒ جیسی نابغۂ روزگار شخصیت نے امام اعظم ؒ کے اندر کا فن اور ان کی قابلیت کو جانچ لیا تھا اور اسی لیے امام اعظم ؒ کو علم الشرائع کی طرف مائل کیا، چونکہ امام اعظم ؒ کو دوسرے علوم و فنون کے ساتھ علم الکلام سے خاصی دلچسپی تھی، جس کی وجہ یہ بتائی گئی چونکہ علمِ کلام میں اصولِ دین سے بحث ہوتی ہے۔ اس لیے یہ تمام علوم سے برتر ہے۔

(مناقب للموفق: ج1،ص64)

اس علم کی تکمیل کی اور صرف تکمیل ہی نہیں بلکہ اس درجۂ امامت اور مہارت پیدا کر لی کہ خود حضرت امام ابوحنیفہ ؒ فرماتے ہیں:

كنت أنظر في الكلام حتى بلغت فيه مبلغا يشار إلى فيه بالأصابع.

(تاریخ بغداد ج13 ص333؛ مناقب کردری: ج1 ص64)

ترجمہ: میں علمِ کلام میں غور وفکر کرتا رہتا، یہاں تک کہ مجھے اس میں اس قدر مہارت حاصل ہو گئی کہ علمِ کلام میں مرجع کا مقام پایا، اور علمِ کلام میں میرا حوالہ اور اشارہ دینے لگے۔

اور اس بات کی تائید اس واقعہ سے بھی ہوتی ہے، جو صدر الائمہ ؒ نے یحیٰی ابن بکیر ؒ کے حوالہ سے امام اعظم ؒ کی زبانی لکھا:

میں ایک روز بازار جاتے ہوئے امام شعبی ؒ کے پاس سے گزرا، امام شعبی ؒ نے مجھے بلایا اور دریافت کیا: ”کہاں جا رہے ہو؟“۔ میں نے عرض کیا: ”بازار“۔ آپ ؒ نے فرمایا: ”مطلب یہ ہے کہ علمی مشغلہ کیا ہے؟“۔ میں نے عرض کیا: ”میں علماء کے پاس کم جاتا ہوں“۔ فرمایا: ”اس بارے میں غفلت کو راہ نہ دو۔ مطالعہ اور اہلِ علم کی صحبت کو اپنے لیے ضروری کر لو۔ مجھے تم میں ہونہاری نظر آ رہی ہے“۔

(مناقب للموفق: ج1 ص64)

حقیقت یہ ہے کہ امام شعبی ؒ کو امام اعظم ؒ کی کلامی مسائل میں ہونہاری اور بیداری کی داستان معلوم تھی۔ اس بنا پر انہوں نے امام اعظم ؒ کو الشرائع کی طرف لگنے کا مشورہ دیا۔ وگرنہ کون ہے جو خوامخواہ بازار جاتے راستے میں کسی کو روکے اور ایک اجنبی کو یہ کہے اور اسے مجبور کرے کہ تم میں مجھے علمی بیداری نظر آتی ہے۔ اس کے نتیجے میں خود امام صاحب ؒ فرماتے ہیں:

”امام شعبی ؒ کی بات دل میں گھر کر گئی اور بازار چھوڑ کر بس علم ہی کا ہو رہا“۔

گویا علم ہی کے ہو رہنے کا معاملہ اب پیش آیا ورنہ طلبِ علم کا آغاز تو اب سے بہت پہلے ہو چکا ہے۔

6 امام ابوحنیفہ ؒ کا علمِ کلام میں بلند مقام

امام صاحب ؒ کو جن علوم وفنون میں مہارتِ تامہ حاصل تھی، جن میں آپ ؒ نے اپنا لوہا منوایا، ان میں ایک علمِ کلام بھی ہے۔ جس میں آپ ؒ کو بلند مقام حاصل تھا۔ متقدمین اور متأخرین کے تصنیف کردہ مصادر ومراجع میں اس بات کی بیسیوں شہادتیں موجود ہیں۔ اپنے اور پرائے سب ہی اس کے قائل رہے ہیں۔

امام شافعی ؒ فرماتے ہیں:

عن الشافعي أنه قال: "الناس كلهم عيال على ثلاثة: على مقاتل في التفسير، وعلى زهير بن أبي سلمى في الشعر، وعلى أبي حنيفة في الكلام".

(تاریخ بغداد-ت بشار (الخطیب البغدادی) ج15 ص307)

ترجمہ: علمی دنیا کے تمام لوگ تین آدمیوں کے خوشہ چین ہیں: تفسیر میں مقاتل بن سلیمان ؒ کے، اشعار میں زہیر بن ابی سلمی المزنی ؒ کے اور علمِ کلام اور عقائد میں امام ابوحنیفہ ؒ کے خوشہ چین ہیں۔

(التعلیق القویم علی مقدمۃ کتاب التعلیم از علامہ عبدالرشید نعمانی ؒ 169:۔ ناشر: سندھ ادبی اکیڈمی)

ایک جلیل القدر امام کی طرف سے علم الکلام میں ان کی مہارت کے لیے اعتراف واقرار کے یہ وقیع جملے حضرت امام اعظم ؒ کی جلالتِ شان اور مہارتِ تامہ کی دلیل ہے۔ جس طرح فقہ میں علمی دنیا والے ان کے مرہونِ منت ہیں۔ اس تعبیر میں امام شافعی ؒ نے فرمایا: ”علمِ کلام وعقیدہ میں بھی انہی کو سبقت اور فوقیت حاصل ہے“۔ یہ محض ایک عقیدہ کا اظہار نہیں، بلکہ امام صاحب ؒ نے اس حوالے سے جو مشقتیں برداشت کی ہیں اور اہلِ حق کی طرف سے نمائندگی کرتے ہوئے فرقِ باطلہ پر جو دھاک بٹھائی اور اصول وقواعد بتلائے تھے یہ اس کا بیان ہے۔ گویا بعد میں عقائد کی صحیح تعبیر وتشریح اور فرقِ باطلہ کی تردید وتوضیح کے جو کام ہوئے ہیں، قرنِ ثانی

کے شروع میں امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی کاوشیں ان کے لیے مدد و معاون بنی ہیں۔
پانچویں صدی کے مشہور متکلم امام عبدالقاہر البغدادی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب ''التبصرۃ البغدادیۃ المعروف بہ اصول الدین'' میں اس بات کو اور زیادہ واضح انداز میں بیان کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

"اول متکلمی اھل السنة من الفقھاء ابو حنیفة ، الف فیه الفقه الاکبر ، والرسالة فی نصرة اھل السنة"۔ (اصول الدین للبغدادی:162، 163)

ترجمہ: اہلِ بدعت کے مقابلے میں نکل کھڑے ہونے والے فقہاء میں سب سے پہلا مردِ میدان امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں، جس نے (بالمشافہ گفتگو کے علاوہ) الفقہ الاکبر نامی کتاب لکھی۔ ایسے ہی اہلِ سنت کے مذہب کی حمایت میں الرسالہ لکھا (غالباً عثمان البتی رحمۃ اللہ علیہ کے نام لکھا گیا رسالہ مراد ہے)۔

امام صیمری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں:

"ان الامام ابی حنیفة کان متکلم ھذہ الامة فی زمانه وفقیھھم فی الحلال والحرام"۔ (اشارات المرام، ص:19)

ترجمہ: امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اپنے وقت میں (اہلِ بدعت کے مقابلے میں) امتِ مسلمہ کے سب سے بڑے متکلم اور حلال وحرام کی تمیز وتوضیح میں فقیہ ومجتہد تھے۔

شافعی مؤرخ، محدث امام فقیہ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مشہور زمانہ کتاب ''تاریخ مدینۃ الاسلام'' میں خود امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کرتے ہوئے لکھا ہے:

"کنت انظر فی الکلام حتی بلغت فیه مبلغاً یشار الی فیه بالاصابع"۔

(تاریخ بغداد، ج:13، ص:333)

ترجمہ: میں علمِ کلام میں غور وفکر اور تحقیق کرتا رہا یہاں تک کہ مجھے اس میں اس قدر مہارت حاصل ہوگئی کہ علمِ کلام میں مرجع کا مقام پایا، اور علمِ کلام میں میرا حوالہ اور اشارہ دینے لگے۔

امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے چاروں طرف سے اہلِ بدعت اور ہویٰ کی آوازیں اٹھتی ہوئی

اس بات کی شدید ضرورت محسوس کی کہ علمِ کلام کی طرف خوب توجہ دی جائے۔ چناں چہ گیارہویں صدی کے محقق اور اصولی علامہ کمال الدین بیاضی رحمۃ اللہ علیہ اپنی نفیس کتاب ''اشارات المرام عن عبارات الامام'' میں لکھتے ہیں:

"ابو حنیفة اول من دون الاصول الدینیة، واتقنھا بقواطع البراھین الیقینیة فی مبادی امرہ، بعید راس المائة الاولی، وانما کانت رسائل من تقدمه فی رد الخوارج والقدریة"۔

(اشارات المرام، ص:19، ناشر: زمزم کراچی)

ترجمہ: امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ وہ پہلی شخصیت ہیں جس نے اپنے ابتدائی زمانہ میں پہلی صدی کے تھوڑے دن بعد اصولِ دین کو باقاعدہ مرتب کیا۔ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے پہلے جن لوگوں نے اس موضوع پر لکھا تھا، وہ محض خوارج اور قدریہ کی تردید پر مشتمل تھا، باقاعدہ اصولی باتیں نہیں تھی۔

7 علمِ کلام کے ذریعے اہلِ بدعت سے مباحثے

امام موفق مکی رحمۃ اللہ علیہ ''مناقب ابی حنیفۃ رحمۃ اللہ علیہ'' میں امام ابوحفص صغیر رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں: ''امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ علمِ کلام سے وابستہ رہے۔ اسی کے ذریعہ اہلِ بدعت سے گفتگو اور مباحثہ کرتے، اس میں اس قدر مشغول رہے کہ ان کو علمِ کلام میں مہارت حاصل ہوئی''۔ (مناقب ابی حنیفۃ للموفق، ج:1، ص:63)

امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ علم الکلام کے سرخیل تھے۔ علامہ زرنجری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں:

"ان ابا حنیفة کان صاحب حلقة فی الکلام"۔

(مقدمۃ اشارات المرام للکوثری، ص:3)

ترجمہ: علمِ کلام میں اس کے حوالے سے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ مستقل حلقۂ درس رکھتے تھے۔

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے جب علمِ کلام میں امامت کا درجہ حاصل کیا، تو باقاعدہ اہلِ بدعت سے انہی کے ہاں جا کر بیسیوں مناظرے کیے۔ یہ بات بھی واضح ہے کہ ان کے

سامنے اچھے اچھے لوگ بھی نہیں ٹھہر سکے تھے۔ صرف بصرہ کو ہی لے لیجیے، جو امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے دور میں ہر قسم کے فتنوں کا مرکز تھا۔ علامہ کوثری رحمۃ اللہ علیہ نے بصرہ کو ''بندر الآراء والنحل'' (مختلف خیالات وخواہشات اور مذاہب کی آماجگاہ) کے نام سے یاد کیا ہے۔ (مقدمة تبیین کذب المفتری، ص:11)

امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ بیس مرتبہ سے زیادہ بصرہ تشریف لے گئے تھے۔ اور وہاں خوارج، شیعہ، قدریہ اور دہریہ وغیرہ سے علمی گفتگو کی، بلکہ بعض مرتبہ سالہا سال بصرہ کی سرزمین پر مناظروں میں مصروف رہے۔ تاریخ میں امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے جو شاذ و نادر، روئیداد مناظرے مل جاتے ہیں، ان میں امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ دلائل کے شہسوار نظر آتے ہیں۔ اگر امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مناظرے اور مباحثے کو کوئی صاحبِ ذوق کتابوں سے تلاش کر کے اکھٹا کرلے تو اچھی خاصی جلد تیار ہو سکتی ہے۔

امام فخر الدین الرازی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب ''المطالب العالیة من العلم الالٰہی'' میں امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا دہریوں اور کمیونسٹوں سے ایک گفتگو نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ دہریوں کے لیے برہنہ تلوار تھے۔ دہریہ ہمیشہ اس کوشش میں ہوتے کہ کوئی موقع ہاتھ آئے تو امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا کام تمام کردیں۔ ایک مرتبہ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنی مسجد میں تشریف فرما تھے۔ اچانک دہریوں نے اپنی تلواروں کے ساتھ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو گھیر لیا اور امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو قتل کرنے کے ارادہ سے بڑھنے لگے۔ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فوراً کہا: ''اس شخص کے بارے میں کیا کہتے ہو جو یہ بیان کرے کہ سمندر میں میں نے بہت بڑی کشتی دیکھی جو سامان سے لدی ہوئی ہے اور اس پر بھاری بوجھ ڈالا گیا ہے اور سمندری طوفان اور امواج نے اس کو آگھیرا اور کشتی خود بخود ایسے حالات میں آرام سے اپنا سفر طے کر رہی تھی۔ اس میں ملاح تھا نہ کپتان، خود ہی چل رہی تھی''۔ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ''کیا اس شخص کا یقین کرو گے؟''۔ دہریہ کہنے لگا: ''نہیں نہیں!!''۔ کشتی ملاح کے بغیر کبھی سمندر میں نہیں چل سکتی، ہماری عقل اس کو نہیں مانتی۔ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے برجستہ فرمایا: ''جب ایک

چھوٹی سی کشتی بغیر ملاح کے سمندر میں سفر نہیں کرسکتی، تو اللہ تعالیٰ کی اتنی بڑی کائنات جس کی وسعت مشاہد ہے، کسی خالق کے بغیر کیسے چل سکے گی!''۔ دہریوں نے جب یہ سنا تو رونے لگے اور امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے کہا: ''آپ رحمۃ اللہ علیہ سچ فرماتے ہیں''۔

(المطالب العالیة من العلم الالٰہی، ج:1، ص241۔ طبعة: دار الکتاب العربی، بیروت)

اس واقعہ سے آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے علم الکلام کی طاقت سے کتنے لوگوں کو راہِ راست پر لگانے کی سعی کی ہوگی۔ کتنے ہزاروں لوگ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ پر توبہ تائب ہوئے ہوں گے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ کے دادا استاد حافظ خریبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''تمام مسلمانوں پر واجب ہے کہ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے لیے ہر نماز میں دعا کیا کریں، کیوں کہ انہوں نے مسلمانوں کے دین وسنت وفقہ کو محفوظ کیا ہے''۔

(تذکرة الحفاظ، للذھبیؒ، ج:1، ص338؛ مکانة الامام ابی حنیفة فی الحدیث، لعبد الرشید النعمانی ص:32)

امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا درجہ تو علمِ کلام میں سب کے نزدیک متفق علیہ ہے۔ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے حلقہ شاگردان بھی سب کے سب علمِ کلام میں کامل دسترس رکھتے تھے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ اس کا اندازہ اس روایت سے لگا سکتے ہیں، جو مناقب کردری رحمۃ اللہ علیہ میں خالد بن زید العمری رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے:

''امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے شاگرد امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ، امام محمد رحمۃ اللہ علیہ، امام زفر رحمۃ اللہ علیہ، امام حماد بن ابی حنیفة رحمۃ اللہ علیہ نے تمام اہلِ بدعت سے انتصارِ حق کے لیے مناظرے کیے۔ بے شک وہ سب ائمۂ علم تھے اور مخالفین کو مناظرہ میں شکست دیتے تھے''۔

(مناقب ابی حنیفة للموفق المکی ص:100؛ اشارات المرام، ص:19؛ مقدمة المحققین علی الوصیة للبابرتی ص23)

باب 11

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ اور علمِ حدیث

1 فقہ حنفی قرآن وسنت سے کشید کیا ہوا ''مجموعہ قوانین'' کا نام ہے

اللہ تعالیٰ نے بنی نوع انسان کی کامیابی وکامرانی کے لئے دو مضبوط آئیڈیل دیے ہیں:
کتاب اللہ، سنتِ رسول اللہ ﷺ۔ حضور پرنور ﷺ کا ارشاد ہے:

حدیث 1:۔ تَرَكْتُ فِيكُمْ أَمْرَيْنِ لَنْ تَضِلُّوا مَا تَمَسَّكْتُمْ بِهِمَا: كِتَابَ اللهِ وَسُنَّةَ نَبِيِّهِ.

(مؤطا مالک رقم 3338/678؛ السنة للمَرْوَزِي رقم 68؛ مستدرک حاکم 318؛ الاعتقاد للبیہقی ص 228؛ سنن کبریٰ بیہقی رقم 20336؛ جامع بیان العلم وفضلہ رقم 1389، 1866؛ ترتیب الأمالی الخمیسیة للشجری رقم 753)

ترجمہ: میں تمہارے درمیان دو چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں جب تک ان دونوں کو مضبوط پکڑے رہو گے گمراہ نہیں ہو گے: کتاب اللہ اور میری سنت۔

یہ دونوں شریعتِ غرہ کی وہ اساس ہیں جن پر شریعت کی پوری عمارت قائم ہے اور فقہ انہی دونوں سے ماخوذ قانونِ اسلامی کا ذخیرہ ہے۔

یہ ایک مسلّمہ حقیقت ہے کہ اگر فقہ حنفی کا غائرانہ اور حقیقت پسندانہ جائزہ لیا جائے، تعصب کی غلاظت دور کر کے انصاف کی آنکھ سے دیکھا جائے اور مسائلِ احناف کو قرآن وحدیث کے ترازو پر تولا جائے، تو ہر منصف محقق یہ کہنے پر مجبور ہو گا کہ فقہ حنفی

قرآن وسنت سے کشید کیا ہوا ''مجموعہ قوانین'' کا نام ہے۔ قرآن وسنت، یہ دو قیمتی موتی ہیں جسے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے فقہ کی لڑی میں پرو دیا ہے۔ اسی وجہ سے امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا تفقہ سبھی کو تسلیم ہے۔ فقہ میں امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی مرجعیت کا اعتراف حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی کیا ہے:

الناس عيال في الفقه لأبي حنيفة۔

(خطیب بغدادی، ابوبکر احمد بن علی، تاریخ بغداد 13/345، دار الکتب العلمیہ بیروت 1997ء)

ترجمہ: لوگ فقہ میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے خوشہ چیں ہیں۔

یحییٰ بن سعید قطان رحمۃ اللہ علیہ جیسے عظیم محدث کہتے ہیں:

''لا نكذب، والله! ما سمعنا أحسن رأيا من رأي أبي حنيفة۔ وقد أخذنا بأكثر أقواله۔ (تاریخ بغداد 13/345)

ترجمہ: خدا کی قسم! میں نے ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی رائے سے بہتر رائے نہیں سنی۔ میں نے ان کے بہت سے اقوال کو لیا ہے۔

حضرت وکیع رحمۃ اللہ علیہ جیسے امامِ وقت بھی امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے قول پر فتویٰ دیتے تھے، لیکن ہر دور میں کچھ ناعاقبت اندیش افراد نے فقہ حنفی کو ہدفِ ملامت بنایا ہے، اور ہر دور کے محقق اور منصف مزاج علماء نے اس کا منصفانہ اور محققانہ جواب دیا ہے۔ آج ایک مخصوص مکتبِ فکر کی جانب سے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی بے داغ شخصیت کو داغ دار کرنے اور ان کے فقہی استنباطات کو قرآن وحدیث کے مخالف قرار دینے اور فقہ حنفی سے لوگوں کے اعتماد کو متزلزل کرنے کی ناروا کوشش کی جا رہی ہے، اور نہ صرف کوشش کی جا رہی ہے بلکہ ایک ناپاک سازش کے تحت فقہ حنفی سے لوگوں کو بے زار کر کے سادہ لوح مسلمانوں کے ایمان وعمل پر حملے کئے جا رہے ہیں۔ صاف شفاف خالی الذہن عوام کو باور کرایا جاتا ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ علمِ حدیث میں طفلِ مکتب بھی نہ تھے۔ علمِ حدیث میں ان کا مبلغِ علم کل سترہ حدیثیں تھیں۔ انہوں نے تمام مسائل قیاس کی مدد سے اختراع کئے ہیں، اور قیاس ہی ان کے مستنبط مسائل کی اصل ماخذ

ہے (نعوذ باللہ)، امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ قرآن وحدیث پر قیاس کو ترجیح دیتے تھے وغیرہ۔

2 امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور طلبِ حدیث

امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو ابتداء سے ہی حدیث کی حد درجہ طلب تھی۔ چنانچہ انہوں نے کوفہ کے تمام محدثین کی احادیث کو جمع کرلیا تھا۔ اسی طرح بصرہ اور حرمین شریفین کے متعدد اسفار کے ذریعہ حدیث کا بہت بڑا ذخیرہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے محفوظ کرلیا تھا، حتیٰ کہ جب آپ رحمۃ اللہ علیہ کوفہ میں حضرت حماد رحمۃ اللہ علیہ کے جانشین مقرر ہوئے اور کوفہ کی درس گاہ کو رونق بخشی۔ اس زمانہ میں اگر کوئی محدث کوفہ آتا، تو امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنے شاگردوں کو ان کے پاس بھیجتے کہ دیکھو، ان کے پاس کوئی ایسی حدیث تو نہیں ہے جو ہمارے پاس نہیں ہے اور جب کوفہ میں کسی محدث کی تشریف آوری ہوتی، تو امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس طرح شاگردوں کو بھیجتے تھے۔

(موفق احمد مکی: مناقب ابی حنیفہ 1/76، دار الکتب العلمیہ بیروت 1989ء)

3 علم حدیث میں سبقت

امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنے زمانے کے تمام محدثین پر فائق تھے در ادراک حدیث؛ اسی لیے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے معاصر اور مشہور محدث امام مسعر بن کدام رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

قَالَ مِسْعَرُ بْنُ كِدَامٍ: «طَلَبْتُ مَعَ أَبِي حَنِيفَةَ الْحَدِيثَ، فَغَلَبَنَا» الخ.

(مناقب الإمام أبي حنيفة وصاحبيه، للذهبي، ص43)

ترجمہ: میں نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ ''حدیث'' کی تحصیل کی وہ ہم سب پر غالب رہے۔

4 امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے اساتذہ وتلامذہ

کسی بھی محدث کا اصل مقام ومرتبہ ان کے اساتذہ وتلامذہ کی تعداد اور ان کی علمی و

عدالتی حیثیت سے معلوم ہوتا ہے۔ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے اساتذہ جن سے امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے علمِ حدیث حاصل کیا ہے، اکثر تابعین ہیں۔ حافظ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ ''الخیرات الحسان'' میں لکھتے ہیں:

''امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے چار ہزار ائمہ تابعین سے استفادہ کیا ہے۔ اسی لئے حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کا شمار حفاظِ حدیث میں کیا ہے۔ پس جو شخص امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی طرف قلتِ روایت کو منسوب کرتا ہے، یہ یا تو تساہل ہے، یا حسد۔ اس لئے کہ لاتعداد مسائل کا استنباط بغیر معرفتِ حدیث کے کیسے ہوسکتا ہے؟ جب کہ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے دلائل کی روشنی میں مخصوص طریقہ پر مسائل کو مستنبط کیا ہے''۔

(الخیرات الحسان، ص56، 139۔ طبع: کراچی؛ الخیرات الحسان ص:٦٨، مطبع السعادہ بجوار محافظ مصر)

عبداللہ بن داؤد رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: میں نے امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت کیا: ''آپ رحمۃ اللہ علیہ نے بڑوں میں سے کن کن کا فیض اٹھایا ہے؟''۔ تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

''قاسم رحمۃ اللہ علیہ، سالم رحمۃ اللہ علیہ، طاؤس رحمۃ اللہ علیہ، عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ، مکحول رحمۃ اللہ علیہ، شعبی رحمۃ اللہ علیہ، عبداللہ بن دینار رحمۃ اللہ علیہ، حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ، عمرو بن دینار رحمۃ اللہ علیہ، ابوزبیر رحمۃ اللہ علیہ، عطاء رحمۃ اللہ علیہ، قتادہ رحمۃ اللہ علیہ، ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ، نافع رحمۃ اللہ علیہ اور ان جیسے بزرگوں سے''۔

(مقدمہ اعلاء السنن، ابوحنیفہ واصحابہ المحدثون 21/26، مکتبہ اشرفیہ دیوبند)

غور کرنے کی بات ہے کہ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے جن اساتذہ کا شمار کرایا ہے ان میں اکثر علمِ حدیث کے بلند مقام پر فائز ہیں، اور بعض تو امیر المومنین فی الحدیث کی حیثیت سے معروف ومشہور ہیں۔

علم حدیث میں حضرت امام رحمۃ اللہ علیہ کی بالا دستی، تبحرِ معلومات اور اس میدان میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی رفعتِ شان کا نتیجہ تھا کہ وقت کے بڑے بڑے محدثین نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے زانوئے تلمذ تہ کیا ہے۔ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

ائمۂ محدثین اور علمائے راسخین میں سے جلیل القدر ائمہ نے جن کی عظمتِ شان پر اتفاق ہے، آپ رحمۃ اللہ علیہ کی شاگردی اختیار کی، جیسے عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ، امام لیث

بن سعد ؒ وغیرہ اور آخر میں لکھتے ہیں:

ناهيك بهؤلاء الأئمة۔ (الخیرات الحسان ص:18)

ترجمہ: آپ ؒ کی عظمتِ قدر کو سمجھنے کے لئے یہ ائمہ کافی ہیں۔

امام بخاری ؒ تاریخ کبیر میں لکھتے ہیں: ''امام صاحب ؒ سے عباد بن عوام ؒ، ابن المبارک ؒ، ہشیم ؒ، وکیع ؒ، مسلم بن خالد ؒ، ابومعاویہ ؒ اور مقری ؒ وغیرہ روایت کرتے ہیں۔

(بخاری محمد بن اسماعیل، التاریخ الکبیر رقم 2253، باب نعمان بن ثابت أبو حنیفة الکوفي، ج8 ص81)

بہرحال امام صاحب ؒ کے شاگردوں کی تعداد بے شمار ہے۔ ابن حجر عسقلانی ؒ نے ''تہذیب التہذیب'' میں آپ ؒ کے شاگردوں کا تذکرہ کیا ہے، جو سب کے سب حفاظِ حدیث ہیں۔ (تہذیب التہذیب، باب من اسمہ نعمان، ج10 ص444 رقم 817)

5 امام ابوحنیفہ ؒ کی محدثیت اور مہارتِ حدیث پر شہادتیں

علم حدیث کے سلسلے میں، جس قدر آپ ؒ معرفت رکھتے ہیں اور جس قدر آپ ؒ نے اس سے حصہٴ وافر پایا ہے، اس کے جان لینے کے بعد کوئی انصاف پسند عالم یہ نہیں کہہ سکتا: "ولم يعده أحد من المحدثين" (حضرت امام صاحب ؒ کو کسی نے بھی محدثین کی فہرست میں شمار نہیں کیا)۔ چوں کہ آپ ؒ کی محدثیت کا بے شمار لوگوں نے بار بار اعتراف کیا ہے، چند اقوال ملاحظہ فرمائیں:

1. امام ذہبی ؒ نے آپ ؒ کا شمار "حملة الحديث" (حاملینِ حدیث) میں کیا ہے۔ (انجاء الوطن)
2. ابن خلدون ؒ نے آپ ؒ کو "کبار المجتہدین فی علم الحدیث" (علمِ حدیث میں بڑا مجتہد) کہا ہے۔ (مقدمہ تاریخ ابن خلدون، ج1 ص:562)
3. حضرت امام ابو یوسف ؒ فرماتے ہیں: ''میں نے امام ابوحنیفہ ؒ سے زیادہ جاننے والا نفسِ حدیث کو، کسی کو نہیں دیکھا اور نہ کوئی ان سے زیادہ تفسیر حدیث کا عالم،

میری نظر سے گزرا''۔ (کشف الغمہ بسراج الامۃ، ص:64 از: حضرت مولانا سید مہدی حسن ؒ)

4. حضرت سفیان بن عیینہ ؒ فرماتے ہیں:

"فَأَوَّلُ مَنْ صَيَّرَنِي مُحَدِّثًا أَبُو حَنِيفَةَ"۔

(الإرشاد في معرفة علماء الحديث، للخليلي، ج1 ص369؛ وفيات الأعيان وأنباء أبناء الزمان ج3 ص393؛ إكمال تهذيب الكمال في أسماء الرجال ج5 ص415 رقم 2083؛ الجواهر المضية في طبقات الحنفية ج1 ص250 رقم 647؛ قلادة النحر في وفيات أعيان الدهر ج2 ص233 رقم 948؛ التاج المكلل من جواهر مآثر الطراز الآخر والأول ص39 رقم 29؛ مقدمہ اعلاء السنن: أبو حنيفة و أصحابه المحدثون، ج21 ص17)

ترجمہ: مجھے محدث بنانے والا، سب سے پہلا شخص، امام ابوحنیفہ ؒ کی ذات اقدس ہے۔

5. شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہ ؒ نے بھی آپ ؒ کو محدثین کی فہرست میں شمار کیا ہے۔ (الاستغاثة في الرد على البكري، ص113)
6. حضرت عبد اللہ بن المبارک ؒ فرماتے ہیں: ''اگر مجھے ابوحنیفہ ؒ اور سفیان ؒ کا شرف حاصل نہ ہوا ہوتا، تو میں بدعتی ہوجاتا''۔ (آثار امام صاحب، ص:۳۶)
7. شیخ الاسلام علامہ ابن عبد البر مالکی ؒ تحریر فرماتے ہیں:

وَرَوَى حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَبِي حَنِيفَةَ أَحَادِيثَ كَثِيرَةً۔

(الانتقاء في فضائل الثلاثة الأئمة الفقهاء مالك والشافعي وأبي حنيفة ص130)

ترجمہ: حماد بن زید ؒ نے امام ابوحنیفہ ؒ سے بہت سی حدیثیں روایت کی ہیں۔

اگر حضرت امام صاحب ؒ ''محدث'' نہیں تھے، تو احادیثِ کثیرہ کا کیا مطلب ہوگا؟ اور جب وہ ''قلیل الحدیث'' تھے اور ان کے پاس زیادہ حدیثیں بھی نہ تھیں، تو حماد بن زید ؒ نے، ان سے روایاتِ کثیرہ اور احادیثِ کثیرہ کس طرح لیں؟

8. آپ ؒ کی مہارت وتبحرِ حدیث کا اندازہ اس سے بہ خوبی لگایا جاسکتا ہے کہ امام احمد بن حنبل ؒ اور امام بخاری ؒ کے استاذِ حدیث، شیخ الاسلام حافظ ابوعبدالرحمٰن

مقری رحمۃ اللہ علیہ، جب امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے کوئی حدیث روایت کرتے، تو اِس لفظ کے ساتھ روایت کرتے:

حَدَّثَنَا أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ المقرئ- وكان إذا حَدَّثَنَا عن أبي حنيفة- قَالَ: حَدَّثَنَا شاهنشاه.

(تاریخ بغداد وذیولہ، ج 13 ص 344؛ علم حدیث میں امام ابوحنیفہ کا مقام ومرتبہ۔ از: حضرت مولانا حبیب الرحمن صاحب اعظمی رحمۃ اللہ علیہ)

ترجمہ ہمیں علمِ حدیث کے شہنشاہ نے خبر دی۔

اندازہ فرمایئے! ایک محدثِ کامل، امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو حدیث کا ''بادشاہ'' ہی نہیں، بلکہ ''شاہنشاہ'' کہہ رہے ہیں، جس سے علمِ حدیث میں تبحر ظاہر ہے، جن لوگوں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو محدثین میں شمار نہیں کیا ہے، ان کی بات قابل قبول نہیں۔

(آثارِ امام صاحبؒ، ص:136)

6 حافظِ حدیث ہونے پر شہادتیں

یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ، علی ابن مدینی رحمۃ اللہ علیہ، سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ، عبداللہ بن المبارک رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ ابن عبدالبر مالکی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ حضراتِ محدثین کا قول ثابت کرتا ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ ''حافظ حدیث'' بھی ہیں، جیسا کہ ''تذکرۃ الحفاظ'' سے معلوم ہوتا ہے؛ کیوں کہ علامہ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو ''حافظ الحدیث'' کہا ہے۔

(کشف الغمہ ص:59، بحوالہ: ''علم حدیث میں امام صاحب کا مقام ومرتبہ'' ص:6)

اگر آپ رحمۃ اللہ علیہ حافظِ حدیث نہ ہوتے، تو امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ جیسا شخص (جو مذہباً شافعی ہیں) امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو ''حافظِ حدیث'' نہ کہتے۔ اسی بات کا اعتراف، حافظ یزید بن ہارون رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ان الفاظ میں کیا ہے:

كَانَ أَبُو حنيفَة تقيا، نقيا، زاهدا، عَالما، صَدُوق اللِّسَان، احفظ اهل زَمَانه۔ (اخبار ابی حنیفہ، ص:48)

ترجمہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ پرہیز گار، زاہد، عالم، راست باز اور اپنے زمانے کے بہت بڑے حافظِ حدیث تھے۔

ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''علامہ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو حفاظِ حدیث کے طبقے میں لکھا ہے اور جس نے ان کے بارے میں یہ خیال کیا ہے کہ وہ حدیث میں کم شان رکھتے تھے، تو اس کا یہ خیال یا تو تساہل پر مبنی ہے یا حسد پر''۔

(الخیرات الحسان، ص:139)

حافظ محمد یوسف شافعی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: ''امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ بڑے حفاظِ حدیث اور ان کے فضلاء میں شمار ہوتے ہیں''۔ (الخیرات الحسان، ص:139؛ مقام ابی حنیفہ، ص:120)

7 امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ: امام الجرح والتعدیل

امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نہ صرف حافظِ حدیث تھے؛ بلکہ آپ رحمۃ اللہ علیہ علمِ حدیث کے بلند مقام پر فائز تھے۔ محدثین آپ رحمۃ اللہ علیہ کی جرح وتعدیل پر اعتماد کرتے تھے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے معاصرین آپ رحمۃ اللہ علیہ کی جرح وتعدیل کو قدر ومنزلت کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ مشہور اور مستند مؤرخ علامہ ابن خلدون رحمۃ اللہ علیہ اپنی تاریخ کے مقدمہ میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کو فنِ حدیث کا امام اور جرح وتعدیل کا ماہر ثابت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''علم حدیث میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کے کبار محدثین میں ہونے کی دلیل یہ ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب ان کے درمیان معتمد سمجھا جاتا تھا، نیز روایتوں کے قبول کرنے، نہ کرنے کے سلسلے میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی رائے معتبر اور مستند خیال کی جاتی تھی''۔

(ابن خلدون، عبدالرحمن بن محمد بن محمد، تاریخ ابن خلدون 1/562، الفصل السادس فی علوم الحدیث، دار الفکر، بیروت، 1988ء)

ابن خلدون رحمۃ اللہ علیہ کے اس دعوے کی تاریخی شہادت رئیس المحدثین شیخ الاسلام سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے:

أول من صيرني محدثا أبو حنيفة.

مجھے سب سے پہلے محدث بنانے والے ابوحنیفہ ؒ ہیں۔ انہوں نے لوگوں سے کہا: ''یہ شخص عمرو بن دینار ؒ کی حدیث کے سب سے زیادہ جاننے والا ہے''۔ تو لوگ میرے پاس جمع ہوگئے تو میں نے لوگوں سے حدیثیں بیان کی۔

(الخیرات الحسان فی مناقب الامام الاعظم ابی حنیفۃ النعمان ص:67۔ طبع: مدنی کتب خانہ، کراچی)

سفیان بن عیینہ ؒ کی اس شہادت سے علمِ حدیث میں امام صاحب ؒ کی جلالتِ شان اور تعدیلِ رجال میں آپ ؒ کے قول پر لوگوں کے اعتماد کا اندازہ بخوبی لگایا جاسکتا ہے کہ امام صاحب ؒ کے ایک اشارہ پر طالبینِ حدیث حضرت سفیان بن عیینہ ؒ کے پاس جمع ہوگئے۔ پس امام صاحب ؒ نہ صرف محدث تھے، بلکہ محدث بنانے والے تھے۔

امام الجرح والتعدیل علامہ شمس الدین ؒ م 748ھ اپنی کتاب ''تذکرۃ الحفاظ'' میں لکھتے ہیں:

هذه تذكرة معدلي حملة العلم النبوي ومن يرجع إلى اجتهادهم في التوثيق والتضعيف والتصحيح والتزييف۔ (تذکرۃ الحفاظ 1/1)

ترجمہ: اس میں ان حضرات کا تذکرہ ہے جو حاملینِ علمِ نبوی کی تعدیل وتوثیق کرنے والے ہیں اور جن کے اجتہاد کی روشنی میں کسی راوی کی توثیق وتضعیف اور حدیث کی صحت وسقم کا علم ہوتا ہے۔

اس کتاب میں حافظ ذہبی ؒ نے طبقۂ خامسہ کے حفاظِ حدیث میں امام صاحب ؒ کا ذکر کیا ہے۔ حافظ ذہبی ؒ جن کے متعلق حافظ ابن حجر ؒ کی رائے ہے کہ نقدِ رجال میں وہ استقراء تام کے مالک ہیں۔ علامہ ذہبی ؒ کے اس طرزِ عمل اور اسلوبِ بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ امام ابوحنیفہ ؒ فنِ جرح وتعدیل میں عظمتِ شان کے مالک ہیں اور امام اعظم ؒ کے اقوال اس باب میں سند کی حیثیت رکھتے ہیں۔

جس طرح امام بخاری ؒ اور ابن معین ؒ وغیرہ کے اقوال کو محدثین، اپنی کتابوں

میں بہ طور احتجاج پیش کرتے ہیں، اسی طرح امام صاحب ؒ کے اقوال کو بھی پیش کرتے ہیں۔ امام ترمذی ؒ نے اپنی کتاب ''العلل'' میں جرح وتعدیل کے امام کی حیثیت سے امام اعظم ؒ کی ابو یحی الحمانی ؒ سے روایت کرتے ہیں:

حدثنا مَحْمُود بن غيلان، حدثنا أَبُو يحيى الحِماني، قَالَ سَمِعت أَبَا حنيفة، يَقُول: "مَا رَأَيْت أحدا أكذب من جابر الجُعْفِي، وَلَا أفضل من عطاء بن أبي رباح"۔

(العلل الصغیر للترمذی، باب جواز الحکم علی الرجال والاسانید، ج5 ص739۔ الناشر: دار إحياء التراث العربي-بيروت)

ترجمہ: میں نے ابوحنیفہ ؒ کو کہتے ہوا سنا ہے: ''جابر جعفی ؒ سے زیادہ جھوٹا اور عطاء بن ابی رباح ؒ سے زیادہ فضیلت والا میں نے کسی کو نہیں دیکھا''۔

الجواہر المضیئہ میں ہے کہ ابوسعد صنعانی ؒ نے امام صاحب ؒ سے پوچھا: ''سفیان ثوری ؒ سے اخذ روایت کے سلسلے میں آپ ؒ کیا فرماتے ہیں؟''۔ امام صاحب ؒ نے فرمایا: ''ان سے روایتیں لکھو، سوائے ابواسحاق ؒ کی حدیث کے جو وہ حارث ؒ سے روایت کرتے ہیں''۔

زید بن عیاش ؒ کے بارے میں امام صاحب ؒ نے فرمایا: ''وہ ضعیف راوی ہے''۔ حماد بن زید ؒ کہتے ہیں: ''عمرو بن دینار ؒ کی کنیت ہمیں امام صاحب ؒ کے واسطے سے معلوم ہوئی۔ ہم لوگ مسجد حرام میں تھے اور عمرو بن دینار ؒ امام صاحب ؒ کے ساتھ تھے۔ ہم نے امام صاحب ؒ سے درخواست کی کہ عمرو بن دینار ؒ سے حدیث بیان کرنے کو کہیئے''۔ تو ابوحنیفہ ؒ نے کہا: ''اے ابومحمد! ان سے حدیث بیان کرو''۔ (الجواہر المضیئہ فی طبقات الحنفیہ 31/1)

اسی طرح علامہ ابن حزم ؒ اپنی مشہور کتاب ''المحلی فی شرح المجلی'' میں لکھتے ہیں:

"قَالَ أَبُو مُحَمَّدٍ: جَابِرِ الْجُعْفِيِّ كَذَّابٌ، وَأَوَّلُ مَنْ شَهِدَ عَلَيْهِ بِالْكَذِبِ أَبُو

حَنِيفَةَ۔

(المحلی بالآثار، ج10 ص268۔المؤلف: أبو محمد علی بن أحمد بن سعيد بن حزم الأندلسی القرطبی الظاهری (المتوفى: 456ھ)۔الناشر: دار الفكر-بيروت)

ترجمہ: جابر جعفی رحمۃ اللہ علیہ کذاب ہے اور سب سے پہلے جس نے اس کے کاذب ہونے کی شہادت دی، وہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے تہذیب التہذیب میں زید بن عیاش رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول نقل کیا ہے: ''وقال أبو حنيفة مجهول''۔

(تہذیب التہذیب: من اسمہ زید، ج3 ص424 رقم 774)

ان عبارات کی روشنی میں یہ بات کھل کر سامنے آجاتی ہے کہ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے اقوال ''جرح و تعدیل'' کے باب میں، اصح طریقے پر معتبر ہیں۔ کتب رجال: ''تہذیب الکمال'' (از امام مزی رحمۃ اللہ علیہ)، ''تہذیب التہذیب'' (از امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ) اور ''تذہیب التہذیب'' (از حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ) میں ''جرح و تعدیل'' سے متعلق امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مزید اقوال دیکھے جاسکتے ہیں۔

8 کثیر الحدیث ہونے پر شہادتیں

تمام کبار محدثین کے نزدیک یہ بات محقق ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ اجلۂ محدثین میں ہونے کے ساتھ ساتھ ''کثیر الحدیث'' بھی ہیں۔ لہٰذا ذیل میں چند اقوال پیش کیے جارہے ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ ''کثیر الحدیث'' ہیں۔ چناں چہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ ابن سماعہ رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کرتے ہیں: ''امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی (املائی) تصانیف میں ستر ہزار سے کچھ اوپر حدیثیں بیان کی ہیں اور چالیس ہزار سے ''کتاب الآثار'' کا انتخاب کیا ہے۔

(طبقات القاری الأثمار الجنية فی أسماء الحنفية - ط ديوان الوقف السنی (الملا علی القاری) ج1 ص171؛مناقب الإمام الأعظم أبی حنيفة - ط بذيل الجواهر

المضية (الملا علی القاری) ج2 ص474)

اسی طرح یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''کان النعمان جمع حديث بلده كله''

ترجمہ: امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے شہر کوفہ (علم حدیث کا مرکز و مرجع ہے) کی تمام حدیثیں جمع کر لی تھیں۔

پھر خود حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''عندی صناديق الحديث، ما أخرجت منها الا اليسير الذی ينتفع به''

(مناقب ابی حنیفہ للمکیؒ ص85؛ مناقب ابی حنیفہ للکردریؒ ص169)

ترجمہ: میرے پاس حدیث کے بہت سے صندوق بھرے ہوئے موجود ہیں مگر میں نے ان میں سے تھوڑی حدیثیں نکالی ہیں جن سے لوگ نفع اٹھائیں۔

یہاں لفظ ''صنادیق'' جمع کا ہے، جس سے واضح ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کثیر الحدیث ہیں۔

علامہ ظفر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ نے ''کثیر الحدیث'' سے متعلق بہت سے اقوال پیش کیے ہیں، تفصیل کے لیے دیکھیں۔ (مقدمہ اعلاء السنن: أبو حنيفة و أصحابه المحدثون، ج21)

9 امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے ہم پلہ ہیں

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ، علامہ زرکشی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ احادیث کی تعداد بتاتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

فقد ذكر أبو جعفر محمد بن الحسين البغدادی فی كتاب التمييز له عن الثوری وشعبة ويحيى بن سعيد القطان وابن مهدی وأحمد بن حنبل وغيرهم: ''أن جملة الأحاديث المسندة عن النبی صلى الله عليه وسلم يعنی الصحيحة بلا تكرير - أربعة آلاف وأربعمائة حديث''.

(النكت على كتاب ابن الصلاح، لإبن حجر العسقلانی، ج1 ص299؛النكت على مقدمة ابن الصلاح، للزركشی، ج1 ص182؛البحر الذی زخر فی شرح ألفية الأثر،

للسیوطی، ج2 ص753؛توضیح الأفکار لمعانی تنقیح الأنظار ص63؛الموسوعة الحدیثیة بین الواقع والمأمول ص105)

ترجمہ: حضرت أبو جعفر محمد بن الحسین البغدادی ؒ اپنی کتاب ''کتاب التمییز'' میں فرماتے ہیں: حضرت سفیان ثوری ؒ، امام شعبہ ؒ، ابن قطان ؒ، امام عبدالرحمٰن مہدی ؒ اور امام احمد بن حنبل ؒ، وغیرہ سے نقل فرماتے ہیں: ''تمام احادیث صحیحہ، مسند، جو بلا تکرار آنحضرت ﷺ سے روایت کی گی ہیں، ان کی تعداد چار ہزار چار سو ہے''۔

یعنی متون حدیث کی تعداد چار ہزار چار سو (4400) ہے۔

موجودہ دور کے مشہور غیر مقلد علامہ ناصر الدین البانی (المتوفی 1420ھ) نے اپنی کتاب ''سلسلة الأحادیث الصحیحة'' میں احادیث کی تعداد کے متون 4035 بیان کیے ہیں۔ اور اپنی دوسری کتاب ''سلسلة الأحادیث الضعیفة'' میں احادیث کی تعداد کے متون 7162 بیان کیے ہیں۔ اگرچہ ان میں بعض احادیث مکرر بھی ہیں۔

بخاری کی احادیث کی تعداد مختلف اہل علم نے مختلف بیان کی ہے، امام ابن الصلاح کے مطابق صحیح بخاری میں احادیث کی کل تعداد 9086 ہے۔ یہ تعداد ان احادیث کو شامل کر کے ہے جو ایک سے زیادہ مرتبہ (مکرر) وارد ہوئی ہیں۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اگر ایک سے زیادہ تعداد میں (مکرر) احادیث کو نکال دیا جائے تو غیر مکرر احادیث کی تعداد 2761 رہ جاتی ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی کی تحقیق کے مطابق صحیح بخاری کی کل احادیث مسندة بشمول مکررات سات ہزار تین سو ستانوے ہے اور جملہ معلقات کی تعداد ایک ہزار تین سو اکتالیس ہے اور جملہ متابعات کی تعداد تین سو چوالیس ہے اور کل میزان نو ہزار بیاسی ہے اور حذف مکررات کے بعد احادیث مرفوعہ کی تعداد دو ہزار چھ سو تیس رہ جاتی ہے۔
(مقدمہ فتح الباری ص465 تا469)

نیز امام بخاری کی جو احادیث اعلی اسانید پر مشتمل ہیں وہ ثلاثیات ہیں اور ان کی تعداد بائیس ہے اور حذف مکررات بعد یہ تعداد سولہ رہ جاتی ہے۔ محمد فؤاد عبدالباقی کی تحقیق کے مطابق نمبرنگ کے حساب سے 'صحیح بخاری' کی کل احادیث کی تعداد: 7563 ہے۔

صحیح مسلم میں تکرار کے بغیر اس کی احادیث کی تعداد تین ہزار تینتیس (3033) ہے اور مکرر احادیث کو شمار کیا جائے تو کل احادیث سات ہزار پانچ سو تریسٹھ ہیں۔

اور یہ بات مسلم ہے کہ آپ ؒ چار ہزار متون احادیث کے حافظ تھے۔

چنانچہ امام صدر الائمہ مکی ؒ فرماتے ہیں:

"كان أبو حنیفة یروی أربعة آلافِ حدیث، ألفین لحماد، وألفین لسائر المشیخة"(مناقب ابی حنیفہ لموفق المکی، ص:85)

ترجمہ: امام صاحب ؒ نے چار ہزار حدیثیں روایت کی ہیں، دو ہزار صرف حماد ؒ کے طریق سے اور دو ہزار باقی شیوخ سے۔

معلوم یہ ہوا کہ اگر تعددِ طرق واسانید اور تکرار سے صرفِ نظر کر لی جائے، تو چار ہزار حدیثیں امام صاحب ؒ سے مروی ہیں اور اگر تعددِ طرق کا لحاظ کیا جائے، تو ستر ہزار سے بھی آپ ؒ کی مرویات کی تعداد بڑھ جاتی ہے، جن کا تذکرہ آپ ؒ نے اپنی املائی تصانیف میں کیا ہے۔ چوں کہ امام صاحب ؒ اور بعد کے محدثین (مثلاً: امام بخاری ؒ) کے درمیان 114 سال کے طویل عرصے میں، ایک حدیث کو سینکڑوں، بلکہ ہزاروں اشخاص نے روایت کیا ہوگا (جس سے حدیث کی تعداد محدثین کی اصطلاح میں بدل جاتی ہے)۔ اس لیے دونوں کے درمیان جو لاکھوں اور ستر ہزار حدیثوں کا فرق ہے، وہ دراصل اسانید کی تعداد کا فرق ہے۔

غرضیکہ امام صاحب ؒ، ان حضرات محدثین کے ''متونِ احادیث'' میں بالکل ہم پلہ ہیں، بلکہ تعددِ سند میں بھی آپ ؒ، امام بخاری ؒ کے تقریباً برابر ہی ہیں؛ چنانچہ آپ ؒ نے اپنے بیٹے حماد ؒ کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا تھا:

"جمعتها من خمس مائة ألف حديث". (دفاع ص:117؛الوصية، ص:65)

لہٰذا معلوم ہوا کہ امام صاحبؒ پر "قلیل الحدیث" ہونے کا الزام غلط ہے۔ اس سے واضح ہوگیا کہ جس طرح، طلوع آفتاب سے رات کی تمام تاریکیاں ختم ہوجاتی ہیں، اسی طرح آپؒ سے "قلیل الحدیث" ہونے کا الزام ختم ہوجاتا ہے۔

10 قلتِ روایت کے اسباب

مخالفین اور حاسدین، "قلتِ روایت" کی آڑ میں، امام صاحبؒ کی حدیث دانی اور فقہی قدر و منزلت کو مجروح کر کے "حنفیت" کا راستہ روکنے کی بے جا کوشش کرتے ہیں مگر: ۔

پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

اس سلسلے میں واضح رہے کہ قلتِ روایت، کوئی عیب نہیں اور نہ یہ کوئی عار کی بات ہے اور نہ قلتِ روایت، قلتِ علم حدیث کو مستلزم ہے؛ چنانچہ حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت علیؓ اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی مرویات کی تعداد ایک ہزار سے کم ہی ہے؛ جبکہ ان سے کم درجہ کے صحابیؓ کی تعداد حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ وغیرہ سے کہیں زیادہ ہے۔ تو کیا اب یہ کہہ دینا چاہیے کہ حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ زیادہ بڑے محدث نہیں تھے؟ نہیں ہرگز نہیں؛ بلکہ یہ حضرات نقلِ روایات میں، حد درجہ احتیاط کرتے تھے، کہ مبادا نقلِ روایت میں کوئی فرق ہوجائے۔ اسی لیے ان کبارِ صحابہؓ نے، حدیث کے اپنے وافر معلومات کو مسائل اور فتاویٰ کی صورت میں بیان کیا۔ امام صاحبؒ بھی انہی کے نقش قدم پر چلے اور حدیث کے اپنے وافر معلومات کو استنباط میں لگایا۔ (دفاع امام صاحب، ص:92)

اسی کو حافظ محمد یوسف صالحی شافعیؒ یوں بیان فرماتے ہیں:

"وانما قلّتِ الرواية عنه، و ان كانت متسع الحديث، لاشتغاله بالاستنباط. كما قلّت رواية أبي بكر و عمر". (تأنیب الخطیب ص:304، 305)

قلت کی دوسری وجہ، ابن خلدونؒ اس طرح لکھتے ہیں:

والإمام أبو حنيفة إنّما قلّت روايته لما شدّد في شروط الرّواية والتّحمّل. (مقدمہ ابن خلدون، ص562)

تیسری وجہ قلت کی یہ ہے کہ آپؒ صحابہؓ کی طرح غیر احکامی احادیث بیان کرنے میں حد درجہ احتیاط کرتے تھے؛ کیوں کہ حضرت عمرؓ نے اسی طرح کا ارشاد فرمایا ہے۔ اور یہی نظریہ امام مالکؒ کا بھی ہے، فرماتے ہیں:

إذا أحدث الناس بكل ما سمعت إني إذاً أحمق.

(ترتيب المدارك وتقريب المسالك، ج1 ص188. المؤلف: أبو الفضل القاضي عياض بن موسى اليحصبي (المتوفى: 544هـ)

ترجمہ: اگر میں لوگوں کو، وہ تمام روایت کروں جو میں نے سنیں، تو میں احمق ہوں گا، اس کا مطلب یہ ہوگا کہ میں لوگوں کو گمراہ کر رہا ہوں۔

غرضیکہ امام صاحبؒ قلتِ روایت میں، صحابہؓ کے ہی نقش قدم پر چلے ہیں؛ مگر یہ فضیلت، مخالفین کے لیے وجہ حسد بن گئی، جب کچھ نہ بن پڑا تو "قلت روایت" کا الزام دھر دیا، فیاللعجب!

11 اہل الرائے اور اہلِ حدیث

"حدیث بیانی" اور "حدیث دانی" دو الگ الگ فن ہیں۔ تمام "رواۃ حدیث" (اہلِ حدیث) "حدیث بیاں" تو ہیں، مگر ضروری نہیں کہ وہ "حدیث داں" بھی ہوں، (کیوں کہ آپ ﷺ نے خود ان میں "فَرُبَّ حَامِلِ فِقْهٍ غَيْرِ فَقِيهٍ وَرُبَّ حَامِلِ فِقْهٍ إِلَى مَنْ هُوَ أَفْقَهُ مِنْهُ" (مشکوٰۃ رقم 228) کے ذریعے فرق بتلا دیا ہے)۔ البتہ "فقہاء" (اہل الرائے)، "حدیث داں" ضرور ہوتے ہیں۔ تو جو "حدیث دانی" کے ساتھ ساتھ "حدیث بیانی" میں بھی مہارت رکھتا ہو، اس پر "اہل الرائے" کا اطلاق ہوتا ہے۔ اسی لیے محدثین نے آپ کو "اہل الرائے" کہا ہے، جو

بلا ریب وشک صفتِ حمیدہ ہے، جس کی دلیل یہ ہے کہ محدثین اس کا اطلاق، صحابہ رضی اللہ عنہم وغیرہ پر بھی کرتے ہیں؛ چنانچہ کہتے ہیں:

"مغيرة بن شعبة كان من أهل الرأي، و ربيعة بن عبد الرحمن كان من أهل الرأي".

(حضرت امام ابوحنیفہؒ اور علم حدیث: از: محمد جسیم الدین قاسمی سیتامڑھی شعبۂ افتاء دارالعلوم دیوبند: ماہنامہ دارالعلوم، شمارہ 10-11، جلد: 89، رمضان، شوال 1426 ہجری مطابق اکتوبر، نومبر 2005ء)

ترجمہ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ اور حضرت ربیعہ بن عبد الرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ دونوں حضرات اہل الرائے میں سے ہیں۔

مگر غیر مقلدین نے "اہل الرائے" کو صفتِ قبیحہ اور "جرح وطعن" پر محمول کیا ہے، جو محدثین کی مراد کے خلاف ہے۔ اگر یہ لفظ "جرح وطعن" کے لیے ہے، تو کیا حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ مجروح ہوں گے؟! جبکہ تمام صحابہ رضی اللہ عنہم عدول ہی ہیں، کوئی مجروح نہیں ہوسکتا (الصحابة كلهم عدول) کیا حضرت ربیعہ رحمۃ اللہ علیہ بھی مجروح ہوں گے؟ جب کہ ان سے تمام ائمہ حدیث نے روایت لی ہیں؟! نہیں ہرگز نہیں، بلکہ محدثین، لفظِ "اہل الرائے" کا اطلاق اسی پر کرتے ہیں جو "حدیث بیانی" کے ساتھ "حدیث دانی" میں بھی ماہر ہو۔ یہی فرق ہے "اہل الرائے" اور "اصحاب الحدیث" میں کہ "اہل الرائے" لفظ انسان" کی طرح خاص ہے اور "اصحاب الحدیث" لفظ "حیوان" کی طرح عام ہے، فبينهما نسبة عموم وخصوص مطلقاً اور چوں کہ خاص افضل ہوتا ہے؛ اس لیے محدثین کے یہاں "اہل الرائے" کا درجہ بڑھا ہوا ہے؛ اسی لیے محدثین، فقہاء کو اپنے سے آگے رکھتے تھے، جس کا اندازہ مندرجہ ذیل اقوال سے ہوتا ہے:

حضرت امام وکیع بن الجراح رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

وَحَدِيثٌ يَتَدَاوَلُهُ الْفُقَهَاءُ خَيْرٌ مِنْ أَنْ يَتَدَاوَلَهُ الشُّيُوخُ.

(معرفة علوم الحديث، ص11؛ الإبهاج في شرح المنهاج، ج3 ص220)

ترجمہ حدیث فقہاء کو ہاتھ لگے یہ اس سے بہتر ہے کہ شیخ الحدیث کے ہاتھ لگے۔

محدثِ عظیم حضرت اعمش رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

فَقَالَ لَهُ الأَعْمَشُ: "أَنْتُمُ الأَطِبَّاءُ وَنَحْنُ الصَّيَادِلَةُ".

(مناقب الإمام أبي حنيفة وصاحبيه، للذهبي، ص35؛ الكامل في ضعفاء الرجال ج8 ص238؛ أخبار أبي حنيفة وأصحابه ص27؛ الجواهر المضية في طبقات الحنفية ج2 ص485؛ الطبقات السنية في تراجم الحنفية ج1 ص38)

ترجمہ اے گروہ فقہاء! طبیب تم ہو، ہم تو صرف دوائیں لگائے بیٹھے ہیں۔

حضرت امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

وَكَذٰلِكَ قَالَ الْفُقَهَاءُ وَهُمْ أَعْلَمُ بِمَعَانِي الْحَدِيثِ.

(سنن ترمذی ج2 ص307 تحت رقم 990)

ترجمہ اسی طرح فقہاء نے کہا ہے اور وہ حدیث کے معنی کو زیادہ بہتر جاننے والے ہیں۔

ان اقوال سے معلوم ہوا "اصحاب الرائے" بہر حال محدث ہوتے ہیں۔ اسی لیے صاحب ہدایہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ فقیہ کے لیے حدیث دانی شرط ہے۔

وحاصله أن يكون صاحب حديث له معرفة بالفقه ليعرف معاني الآثار أو صاحب فقه له معرفة بالحديث لئلا يشتغل بالقياس في المنصوص عليه.

(الهداية في شرح بداية المبتدي، ج3 ص101. المؤلف: علي بن أبي بكر بن عبد الجليل الفرغاني المرغيناني، أبو الحسن برهان الدين (المتوفى: 593هـ). الناشر: دار احياء التراث العربي-بيروت-لبنان. عدد الأجزاء: 4)

تو معلوم ہوا کہ اس کا اطلاق آپ رحمۃ اللہ علیہ کی مہارتِ حدیث پر دال ہے۔

12 قیاس پر حدیثِ ضعیف کو مقدم کرنا، عظمتِ حدیث کی دلیل

امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے اہم اصول میں سے ہے کہ "حدیثِ ضعیف" اور "مرسل حدیث" قیاس سے افضل ہے، جس سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی عظمتِ حدیث کا بین ثبوت ملتا ہے۔ اسی

قاعدے پر ان کے مذہب کی بنیاد ہے، اور اسی قاعدے کی وجہ سے:

(1) رکوع سجدے والی نماز میں قہقہہ سے وضو ٹوٹ جاتا ہے جبکہ جنازے کی نماز میں نہیں ٹوٹتا۔

(2) نبیذِ تمر سے سفر میں وضو ہو جاتا ہے۔

(3) دس درہم سے کم کی چوری پر، چور کا ہاتھ نہیں کٹتا۔

(4) حیض کی اکثر مدت دس دن ہوتی ہے۔

(5) جمعہ کی نماز میں مصر کی قید لگانا اور کنویں کے مسئلے میں قیاس نہ کرنا۔

یہ سب وہ مسائل ہیں جن میں قیاس کا تقاضا کچھ اور تھا؛ مگر "احادیثِ ضعیفہ" کے ہوتے ہوئے قیاس کو ردی کی ٹوکری میں رکھ دیا۔ (اعلام الموقعین، ج:1،ص:61)

جس سے علمِ حدیث کے تعلق سے آپ ؒ کی غایتِ شغل کا اندازہ ہوتا ہے۔ اسی پر بس نہیں، بلکہ قیاس کی چار قسموں (قیاس موثر، قیاس مناسب، قیاس شبہ، قیاس طرد) میں سے، صرف قیاس موثر (اور ایک قول کے مطابق قیاسِ مناسب بھی) امام صاحب ؒ کے یہاں معتبر ہے، بقیہ قسمیں باطل ہیں؛ (جبکہ قیاس کی تمام اقسام کو حجت گردانتے اور احادیثِ ضعیفہ و مرسلہ کو غیر معتبر ماننے والے دوسرے حضرات مثلاً: حضرت امام شافعی ؒ ہیں)

(مقدمہ اعلاء السنن: أبو حنيفة و أصحابه المحدثون، ج21 ص54،55)

اسی لیے تعجب ہے ان لوگوں پر جو آنکھ بند کر کے امام صاحب ؒ پر یہ الزام لگاتے ہیں کہ آپ ؒ قیاس وغیرہ کو حدیث پر مقدم کرتے ہیں اور حدیث کی مخالفت کرتے ہیں؛ حالاں کہ حقیقت وہ ہے جو ابن قیم ؒ نے کہا:

فَتَقْدِيمُ الْحَدِيثِ الضَّعِيفِ وَآثَارِ الصَّحَابَةِ عَلَى الْقِيَاسِ وَالرَّأْيِ قَوْلُهُ (ابی حنيفة). (اعلام الموقعین، ج:1،ص:61)

یہی وہ عادتِ مستمرہ ہے جس کی وجہ سے کبار محدثین فقہ حنفی کے سائے میں ملیں گے۔

13 محدثین فقہ حنفی کے سائے میں

حدیث کے ساتھ والہانہ لگاؤ ہی کے سبب، آپ ؒ کا بیان فرمودہ ہر مسئلہ، قرآن و حدیث کے مطابق ہے۔ آج تک کوئی یہ ثابت نہ کر سکا کہ آپ ؒ کا فلاں مسئلہ قرآن وحدیث کے خلاف ہے۔ اسی مہارتِ حدیث کی وجہ سے کبار محدثین نے آپ ؒ کے بیان کردہ مسائل وفتاویٰ کے سامنے، اپنا سرِ تسلیم خم کر دیا۔ چنانچہ بہت سے چوٹی کے محدثین اور ماہرین اسماء الرجال، امام صاحب ؒ کے قول کے مطابق ہی فیصلے دیتے تھے، جن میں سے امام وکیع ابن الجراح ؒ، ماہر اسماء الرجال امام یحییٰ بن سعید القطان ؒ اور امام بخاری ؒ کے استاذ (حضرت یحییٰ بن بکیر ؒ) کے استاذ امام لیث بن سعد ؒ، خاص طور سے قابل ذکر ہیں اور حضرت مولانا مفتی سید مہدی حسن صاحب ؒ سابق صدر مفتی دارالعلوم دیوبند نے کم وبیش چالیس کبارِ محدثین کا ذکر کیا ہے جو خالص حنفی تھے۔ (کشف الغمہ بسراج الامہ، ص:114)

حضرت موصوف ہی نے اپنی کتاب کشف الغمہ میں نمونہ کے طور پر چار ایسے نام ذکر کیے ہیں جنھوں نے دوسرے مذاہب چھوڑ کر حنفی مذہب اختیار کر لیا مثلاً:

(1) امام طحاوی ؒ: یہ پہلے شافعی تھے، پھر حنفی بن گئے۔

(2) امام احمد بن محمد بن محمد بن حسن تقی شمنی ؒ: یہ پہلے مالکی تھے، پھر حنفی مذہب کو اختیار کیا۔

(3) علامہ عبدالواحد بن علی العکبری ؒ: اول یہ حنبلی تھے، اس کے بعد حنفی مذہب اختیار کیا۔

(4) علامہ یوسف بن فرغلی البغدادی سبط ابن الجوزی ؒ: پہلے یہ حنبلی مذہب رکھتے تھے، پھر حنفی مذہب اختیار کیا۔ (تفصیل دیکھئے کشف الغمہ بسراج الامہ، ص:114)

یقیناً یہ اقتباس واضح دلیل ہے کہ حدیث سے آپ ؒ کا شغف اس قدر بڑھا ہوا تھا کہ "فقہ حنفی" میں بھی حدیث ہی حدیث ہے، تبھی تو مذکورہ کبار محدثین آپ ؒ کی فقہ

کی طرف مائل ہوئے۔ اسی لیے بہت سے اکابرین مثلاً عبداللہ بن المبارک ؒ فرماتے تھے: ''ابوحنیفہ کی رائے'' کالفظ مت کہو، بلکہ تفسیر وحدیث کہو''۔

(کشف الغمہ بسراج الامہ،ص:114)

14 امام صاحب ؒ کا استدلال بالحدیث

علم حدیث میں امام صاحب ؒ کی تبحرِ معلومات کا اندازہ ان کے استدلال بالحدیث سے بھی لگایا جاسکتا ہے۔ امام صاحب ؒ مسائل کے مستنبط کرنے میں سب سے زیادہ احادیث پر عمل کرنے والے تھے۔ نضر بن محمد مروزی ؒ کہتے ہیں:

لم أر رجلا الزم للأثر من أبي حنيفة۔

(الجواہر المضیئۃ للقرشی 2/201؛ میر محمد کتب خانہ کراچی)

ترجمہ میں نے ابوحنیفہ ؒ سے زیادہ حدیث کا پابند کسی شخص کو نہیں دیکھا۔

اس کی تائید نہ صرف ان مسائل سے ہوتی ہے جس کو امام صاحب ؒ نے مستنبط کیا ہے؛ بلکہ واقعات بھی اس پر شاہدِ عدل ہیں۔ امام اعمش ؒ کے سامنے امام صاحب ؒ سے مسئلہ پوچھا گیا۔ تو امام صاحب ؒ نے جواب دیا۔ امام اعمش ؒ نے کہا: ''یہ جواب آپ ؒ نے کہاں سے دیا؟''۔ امام صاحب ؒ نے اعمش کی ہی روایت کردہ کئی حدیث کو مع سند کے بیان کیا۔ اس پر اعمش ؒ نے کہا: ''اے ابوحنیفہ: بس کروجن حدیثوں کو میں نے سو (100) دن میں بیان کیا ہے، تم نے تھوڑی دیر میں بیان کردیا۔ اے فقہاء کی جماعت! تم طبیب ہو اور ہم دوا فروش''۔

(اخبار ابی حنیفہ واصحابہ ص:13؛ الخیرات الحسان ص:141؛ عقود الجمان ص 321)

علامہ صیمری ؒ نے ''اخبار ابی حنیفہ واصحابہ'' میں لکھا ہے: ''محمد بن واسع ؒ خراسان آئے، تو لوگوں نے ان سے فقہ کے مسائل دریافت کئے۔ تو انہوں نے کہا: ''فقہ تو کوفہ کے جوان ابوحنیفہ ؒ کا فن ہے''۔ لوگوں نے کہا: ''وہ حدیث نہیں جانتے''۔ اس پر عبداللہ بن مبارک ؒ نے کہا: ''تم لوگ یہ کیوں کر کہتے ہو کہ

ابوحنیفہ ؒ حدیث سے ناواقف ہیں''۔ امام صاحب ؒ سے پوچھا گیا: ''رطب کی بیع تمر سے کمی بیشی کے ساتھ جائز ہے یا نہیں''۔ تو امام صاحب ؒ نے فرمایا: ''جائز ہے''۔ لوگوں نے کہا: ''حضرت سعد ؓ کی حدیث ہے (جس سے عدمِ جواز معلوم ہوتا ہے)''۔ تو امام صاحب ؒ نے فرمایا: ''وہ روایت شاذ ہے، زید بن عیاش ؒ کی وجہ سے۔ اس پر عمل نہیں کیا جائے گا''۔ جو شخص حدیث پر اس طرح کی گفتگو کرتا ہو، وہ کیسے حدیث سے ناواقف ہوگا؟''۔ (اخبار ابی حنیفہ واصحابہ ص:۲۱)

اس واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ امام صاحب ؒ نہ صرف یہ کہ حدیث پر عمل کرتے تھے، بلکہ حدیث کی علتوں اور معروف ومنکر وغیرہ سے خوب واقف تھے۔ اس کی تائید امام ابو یوسف ؒ کے واقعہ سے بھی ہوتی ہے۔ فرماتے ہیں: ''جب امام صاحب ؒ کسی مسئلہ پر پختہ رائے قائم کرلیتے، تو میں کوفہ میں چکر لگاتا تاکہ اس مسئلہ کی تائید میں کوئی روایت حاصل کرسکوں۔ بعض مرتبہ میں دو تین حدیثیں امام صاحب ؒ کی خدمت میں پیش کرتا، تو امام صاحب ؒ کہتے: ''**ھذا غیر صحیح أو غیر معروف**''۔ تو میں کہتا: ''یہ آپ ؒ کو کیسے معلوم ہوا حالانکہ یہ حدیث آپ ؒ کے موافق ہے۔ تو امام صاحب ؒ کہتے:

أنا عالم بعلم أهل الكوفة۔

ترجمہ میں کوفہ والوں کے علم کو زیادہ جانتا ہوں۔ (الخیرات الحسان ص:69)

کوفہ علم حدیث کا بڑا مرکز تھا۔ وہاں ابن عیینہ ؒ، سفیان ثوری ؒ، حفص بن غیاث ؒ، اعمش ؒ، وکیع ؒ، ابن المبارک ؒ، جیسے جبال العلم محدثین تھے، اور امام صاحب ؒ تمام محدثین کی تمام احادیث کے حافظ تھے۔ امام صاحب ؒ کوئی بھی مسئلہ عام طور پر احادیث کی روشنی میں ہی بیان کرتے تھے۔ اسی لئے امیر المؤمنین فی الحدیث عبداللہ بن مبارک ؒ کہتے ہیں:

لا تقولوا رأی أبي حنيفة بل قولوا إنه تفسير الحديث۔

(مناقب للموفق 2/116)

ترجمہ: یہ مت کہو کہ ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی رائے ہے، بلکہ کہو کہ یہ حدیث کی تفسیر ہے۔

امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے عمل بالحدیث کے التزام اور استدلال بالحدیث کے اہتمام کا اندازہ ان کتابوں سے بھی لگایا جاسکتا ہے جس میں امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے اقوال مروی ہیں۔ مثلاً: امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کی کتبِ ستہ یعنی ظاہر الروایت، اسی طرح کتبِ نوادر، امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے امالی وغیرہ۔ ان کتابوں کا اگر منصفانہ جائزہ لیا جائے، تو معلوم ہوگا کہ اکثر مسائل اشارۃً یا صراحتاً احادیث کے موافق ہیں، بلکہ بیشتر مسائل تو حدیث کے الفاظ ہیں جس پر امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے شدتِ احتیاط کی بنا پر قال الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہیں کہا ہے۔

15 امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی وحدانیات

علم حدیث میں سند کا مقام سب سے بلند ہے۔ عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے:

اَلْإِسْنَادُ مِنَ الدِّیْنِ، وَلَوْلَا الْإِسْنَادُ لَقَالَ مَنْ شَاءَ مَا شَاءَ۔

(صحیح مسلم، باب فی ان الاسناد من الدین 1/14)

ترجمہ: اسناد بھی دین میں سے ہے۔ اگر اسناد کا یہ مبارک سلسلہ نہ ہوتا تو جو شخص چاہتا اور جو چاہتا کہہ دیتا۔

احادیث میں اسی اسنادی حیثیت کی وجہ سے علوِ اسناد کو بہت اہمیت دی گئی ہے، اور جو سند حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جس قدر قریب ہوتی ہے، وہ اسی درجہ معتبر اور اہمیت کی حامل ہوتی ہے۔ اس مقدمہ کے پیش نظر امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی احادیث کی قدر و قیمت کا صحیح اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ اس لئے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی احادیث میں وحدانیات اور ثنائیات ہیں، جو کسی بھی محدث کے پاس نظر نہیں آتی ہیں۔ ''امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ اور علم حدیث'' کے مصنف مولانا محمد علی صدیقی کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

''ائمہ اربعہ رحمۃ اللہ علیہم میں چونکہ تابعی ہونے کا شرف امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کو حاصل ہے، اور یہ وہ فخر ہے کہ بقول حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے معاصرین میں سے

کسی کو نصیب نہیں ہے، نہ امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ کو شام میں، نہ حماد بن زید رحمۃ اللہ علیہ اور حماد بن سلمہ رحمۃ اللہ علیہ کو بصرہ میں، نہ سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کو کوفہ میں، نہ امام مسلم بن خالد رحمۃ اللہ علیہ کو مکہ میں اور نہ لیث بن سعد رحمۃ اللہ علیہ کو مصر میں۔ اور اس کے نتیجے میں امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ائمہ اربعہ میں اس شرفِ خاص میں بھی امتیازی مقام رکھتے ہیں کہ ان کو بارگاہِ رسالت سے براہِ راست صرف بیک واسطہ تلمذ حاصل ہے۔ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی ان روایات کو جو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے صحابہ سے سنی ہے، احادیات یا وحدان کہتے ہیں۔ چنانچہ علامہ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ فتح المغیث میں فرماتے ہیں:

والثنائیات فی الموطا للإمام مالك والواحدان فی حدیث الإمام أبی حنیفة۔

امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے یہ وحدان مندرجہ ذیل صحابہ رضی اللہ عنہم سے آتے ہیں: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ، حضرت عبد اللہ بن حارث بن جز رضی اللہ عنہ، حضرت عبد اللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ، حضرت واثلہ بن الاسقع رضی اللہ عنہ، حضرت عبد اللہ بن انس رضی اللہ عنہ، حضرت عائشہ بنت عجرد رضی اللہ عنہا۔ ان روایات کی تعداد چھ ہیں۔

(مولانا محمد علی صدیقی، امام اعظم اور علم حدیث ص:380، مکتبہ الحسن، لاہور، 2005ء)

اس کی مزید تفصیل میری کتابوں: ''امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ (2): شرفِ تابعیت اور وحدانی روایات'' اور ''امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ (4): مرویاتِ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ'' میں ملاحظہ فرمائیں۔

16 امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی ثنائیات

امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ اگر چہ خود تابعی ہیں، لیکن ان کو جلیل القدر تابعین اور محدثین سے شرفِ تلمذ حاصل ہے۔ امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ اور عطاء بن ابی رباح رحمۃ اللہ علیہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے خاص شیوخِ حدیث ہیں۔ اس لئے احادیات کے بعد امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی مرویات میں ثنائیات کا درجہ ہے، یعنی وہ حدیثیں جو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے تابعین سے سنی ہیں اور تابعین

نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے۔امام مالک رحمۃ اللہ علیہ چونکہ تابعی نہیں ہیں، اس لئے ان کی سند میں سب سے عالی مرویات ثنائیات ہی ہیں، جب کہ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی مرویات میں ثنائیات کا درجہ دوسرے نمبر پر ہے۔امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب الآثار میں ثنائی روایات حسب ذیل اسانید سے آتی ہیں:

(1) ابو حنیفه عن ابی الزبیر عن جابر عن النبی ﷺ (2) ابو حنیفه عن نافع عن ابن عمر عن النبی ﷺ (3) ابو حنیفه عن عبد الله بن ابی حبیبة قال سمعت ابا الدرداء قال قال رسول الله ﷺ (4) ابو حنیفه عن عبد الرحمن عن ابی سعد عن النبی ﷺ (5) ابو حنیفه عن عطیه عن ابی سعید عن النبی ﷺ (6) ابو حنیفه عن شداد عن ابی سعید عن النبی ﷺ (7) ابو حنیفه عن عطاء عن ابی سعید عن النبی ﷺ (8) ابو حنیفه عن عاصم عن رجل من اصحابه عن النبی ﷺ (9) ابو حنیفه عن عون عن رجل من اصحابه ﷺ (10) ابو حنیفه عن محمد بن عبد الرحمن عن ابی امامة عن النبی ﷺ (11) ابو حنیفه عن مسلم الاعور عن انس بن مالك عن النبی ﷺ (12) ابو حنیفه عن محمد بن قیس ابی عامر انه کان یهدی النبی ﷺ۔

اس کی مزید تفصیل میری کتاب: ''امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ (4): مرویاتِ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ'' میں ملاحظہ فرمائیں۔

17 امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی ثلاثیات

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کی کسی تابعی سے ملاقات نہیں ہوسکی۔اس لئے ان کی مرویات میں سب سے اونچا مقام ثلاثیات کا ہے۔صحاح ستہ کے مولفین میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ، ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ، ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ، ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے بعض اتباعِ تابعین کو دیکھا ہے اور ان سے حدیثیں روایت کی ہیں۔اس لئے اسنادِ عالی کے بازار میں یہ اکابر بھی

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کے ہم پلہ ہیں۔ان حضرات کی عالی سند ثلاثیات ہے جب کہ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی ثلاثیات تیسرے نمبر پر ہے، اور اس قسم کی روایات کا امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے یہاں بہت بڑا ذخیرہ ہے۔امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی وحدانیات ثنائیات اور ثلاثیات سے علمِ حدیث میں امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے عالی مقام کا اندازہ بخوبی لگایا جاسکتا ہے۔مزید تفصیل ''امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ (4): مرویاتِ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ'' میں ملاحظہ فرمائیں۔

18 امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور روایتِ حدیث

یہاں ایک سوال ہوتا ہے کہ اگر امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ علمِ حدیث کے اس بلند مقام پر فائز تھے اور امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے اساتذہ وتلامذہ کی فہرست بھی اس قدر وسیع ہے، علمِ حدیث میں امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی کتابیں اور روایتیں موجود ہیں، تو پھر احادیث کے حفظ اور نقل وروایت میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی وہ حیثیت نمایاں کیوں نہ ہوسکی جو دیگر محدثین کی ہوئی؟ اس کا جواب دیتے ہوئے شیخ محمد یوسف صالحی رحمۃ اللہ علیہ رقم طراز ہیں:

''حضرت امام رحمۃ اللہ علیہ کو احادیث بہت زیادہ یاد ہونے کے باوجود روایتیں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی سند سے بہت کم ہیں۔جس کے دو بنیادی اسباب ہیں:

اول — آپ رحمۃ اللہ علیہ کا اہم ترین مشغلہ فقہ واجتہاد اور ادلۂ شرعیہ سے احکام کا استنباط تھا، نہ کہ نقلِ روایت۔جس طرح سے جلیل القدر کبار صحابہ رضی اللہ عنہم احادیث پر عمل اور ان سے احکام کے استنباط سے دلچسپی رکھتے تھے اور انتہائی احتیاط کے باعث حدیثوں کی روایت سے گریز کرتے تھے۔چنانچہ ان کی مرویات بہ نسبت دوسرے صحابہ رضی اللہ عنہم کے کم ہیں، حالانکہ انہیں حدیثوں کا علم کم نہیں ہوتا تھا۔

دوم — خود حضرت امام رحمۃ اللہ علیہ کے یہاں حدیث بیان کرنے کے لئے شرائط سخت تھے۔منجملہ شرائط میں سے ایک شرط یہ تھی کہ کسی شخص کو حدیث بیان کرنے کی اجازت اسی وقت ہوگی جب کہ اس نے سننے کے وقت سے لے کر بیان کرنے کے وقت تک جوں کا

توں محفوظ رکھا ہو۔

(یوسف صالحی دمشقی: عقود الجمان ص: 294 تحقیق ودراسہ عبد القادر افغانی، رسالۃ ماجستر، جامعہ ام القری، 1399ھ)

شیخ صالحی رحمۃ اللہ علیہ کی بات سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ دو اسباب ہیں جن کی بنیاد پر امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی روایتیں کم ہیں، لیکن اگر امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیفات ومرویات کا جائزہ لیا جائے، تو قطعاً اس سے اتفاق نہیں کیا جاسکتا کہ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی روایتیں کم ہیں۔ اس لئے کہ صرف خوارزمی رحمۃ اللہ علیہ کی ''جامع المسانید'' میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی سند سے مرفوع احادیث کی تعداد نوسوسولہ (916) ہے، اور اگر آثار صحابہ رضی اللہ عنہم کو ملا لیا جائے، تو یہ تعداد بہت زیادہ ہوجاتی ہے، جب کہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق علامہ ابن خلدون رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

''امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے پاس صحیح احادیث کا جو کچھ سرمایہ ہے وہ سب مؤطا میں موجود ہے اور موطا مالک کی کل حدیثیں تین سو (یا کچھ کم وبیش) ہیں''۔

(مقدمہ ابن خلدون 1/556۔ الفصل السادس فی علوم الحدیث)

19 امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک روایتِ حدیث کے شرائط

امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا دیگر محدثین سے ایک امتیاز یہ بھی ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے یہاں روایتِ حدیث کے شرائط بہت سخت تھے۔ احتیاط کا جو پہلو امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اختیار کیا کسی بھی محدث کے یہاں وہ احتیاط نظر نہیں آتی ہے۔ مشہور محدث وکیع بن جراح رحمۃ اللہ علیہ علم حدیث میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی احتیاط کے بارے میں گواہی دیتے ہیں:

''میں نے حدیث میں جیسی احتیاط امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے یہاں دیکھی ایسی احتیاط کسی دوسرے کے یہاں نہ پائی''۔ (مناقب ابی حنیفہ للموفق ۱/۱۹۷)

امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی سخت شرائط کے حوالے سے علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

''یہ سخت مذہب ہے یعنی انتہائی درجہ کی احتیاط ہے، اس سلسلے میں دیگر محدثین اس

اصول کو نہیں اپنا سکے۔ بہت ممکن ہے کہ بخاری ومسلم کے ان راویوں کی تعداد جو مذکورہ شرط پر پورے اترتے ہوں نصف تک بھی نہ پہنچتی ہو''۔ (تدریب الراوی ۱۶۰)

اس سے معلوم ہوتا ہے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی قبولِ روایت کے لئے شرائط امام بخاری ومسلم کی شرائط سے بھی زیادہ سخت ہیں۔ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی روایتِ حدیث کے سخت اور بلند معیار کے سلسلے میں علامہ شبلی رحمۃ اللہ علیہ کا اعتراف بھی ملاحظہ کرتے چلئے، فرماتے ہیں:

''امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو جس بات نے تمام ہم عصروں میں امتیاز دیا وہ احادیث کی تنقید اور بلحاظِ ثبوت احکام، ان کے مراتب کی تفریق ہے۔ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے بعد علمِ حدیث کو بہت ترقی ہوئی۔ غیر مرتب اور پریشان حدیثیں یکجا کی گئیں۔ صحاح کا التزام کیا گیا، اصول حدیث کا مستقل فن قائم ہوا، جس کے متعلق سینکڑوں بیش بہا کتابیں تصنیف ہوئیں، زمانہ اس قدر ترقی کر گیا ہے، باریک بینی اور دقت آفرینی کی کوئی حد نہیں، تجربہ اور دقتِ نظر نے سینکڑوں نئے نکتے ایجاد کئے، لیکن تنقید احادیث، اصولِ درایت، امتیازِ مراتب میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی جو حد ہے آج بھی ترقی کا قدم اس سے آگے نہیں بڑھتا۔ (شبلی نعمانی، سیرۃ النعمان ص: ۱۱۲، دار الکتاب دیوبند)

علامہ شبلی رحمۃ اللہ علیہ کے بیان سے امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی دقتِ نظر، اور فنِ حدیث میں خصوصی مقام کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک روایتِ حدیث کے جو شرائط ہیں وہ سب سے سخت ہیں۔ یوسف بن صالح دمشقی رحمۃ اللہ علیہ اور ابن خلدون رحمۃ اللہ علیہ نے امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی قلتِ روایت کی وجہ ان کی سخت شرائط کو قرار دیا ہے:

والامام أبو حنيفة إنما قلت روايته لما شدد في شروط الرواية والتحمل۔ (مقدمہ ابن خلدون 1/562، الفصل السادس فی علوم الحدیث)

ذیل میں چند شرائط کو مختصر ذکر کیا جاتا ہے۔

(1) امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک روایتِ حدیث کے لئے ایک ضروری شرط یہ ہے کہ

سماع کے وقت سے بیان کے وقت تک وہ حدیث بعینہٖ یاد ہو، اگر اس حدیث کو سننے کے دن سے بیان کرنے کے دن تک صحیح یاد نہ رکھتا ہو تو وہ روایت بیان کرنا جائز نہیں ہے۔ (الخیرات الحسان ص:141)

(2) جمہور محدثین کے یہاں روایت بالمعنی جائز ہے، لیکن امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک روایت بالمعنی جائز نہیں ہے۔ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: ''امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ روایت بالمعنیٰ کو جائز نہیں کہتے تھے، چاہے وہ مترادف الفاظ ہی کیوں نہ ہو''۔

(3) امام عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ایک شرط یہ تحریر کی ہے کہ جو حدیث سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہو، اگر اس کا تعلق اسلام کی عام عملی زندگی سے ہو، تو اس میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ یہ شرط لگاتے ہیں کہ اس پر عمل سے پہلے یہ دیکھ لیا جائے کہ راویِ حدیث سے صحابی تک متقی و عادل لوگوں کی ایک خاص جماعت نقل کرتی ہو۔

(المیزان الکبریٰ 1/63)

اس حوالے سے دیکھا جائے تو امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے وہی روایات لی ہیں جن پر عمل کرتے ہوئے تابعین اور کبار تابعین کو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے خود ملاحظہ فرمایا۔ علامہ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں: ''امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ احادیث کی وہ روایات لیتے ہیں جو آپ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک صحیح ہوتی تھیں اور جنہیں ثقہ راویوں کی جماعت روایت کرتی ہو''۔

(مناقب الامام ابی حنیفہ وصاحبیہ للذہبی ص:20)

20 امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ مجتہدِ مطلق تھے

امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی محدثیت پر ایک مضبوط دلیل یہ ہے کہ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ بالاتفاق مجتہد مطلق ہیں اور مجتہد کے لئے ضروری ہے کہ دیگر علوم کے ساتھ علمِ حدیث میں مہارت اور ناسخ و منسوخ کی کامل معرفت ہو، بلکہ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے مجتہد کے لئے پانچ لاکھ احادیث کے حفظ کو بھی شرط قرار دیا ہے اور جب امت نے امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے اجتہاد کو بلا اختلاف قبول کیا ہے، تو گویا التزاماً امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے علمِ

حدیث میں امتیازی شان کو بھی تسلیم کیا ہے۔ اس لئے اس کے بعد امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی محدثیت پر کسی دلیل کی چنداں ضرورت نہیں۔

21 علمِ حدیث میں امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ سب سے ممتاز ہیں

جس طرح فقہ میں امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو امتیاز و تفوق اور اولیت و مرجعیت حاصل ہے، اسی طرح علمِ حدیث میں بھی اولیت و اسبقیت حاصل ہے۔

(1) علمِ فقہ کی طرح علمِ حدیث کی روایت و درایت کے اصول سب سے پہلے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے قائم کیے۔

(2) محدثین میں سب سے زیادہ حدیثیں آپ رحمۃ اللہ علیہ کو یاد تھیں۔

(3) اصولِ استنباط بھی سب سے پہلے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے قائم کیے۔

(4) احادیث کو فقہ کی ترتیب پر سب سے پہلے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے جمع کیا۔

(5) آپ رحمۃ اللہ علیہ کی سند سب سے عالی ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی سندوں میں وحدانیات و ثنائیات اور ثلاثیات بھی ہیں جب کہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے پاس صرف ثلاثیات ہیں اور بخاری کی اکیس ثلاثیات میں سولہ ثلاثیات امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے شاگردوں سے ہی مروی ہیں، گیارہ حدیثیں مکی بن ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ سے اور پانچ حدیثیں ضحاک بن مخلد رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہیں۔ (امام اعظم امام المحدثین، خواجہ محمد شریف ص:71)

(6) علم حدیث میں سب سے پہلی تصنیف آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ''کتاب الآثار'' ہے اور فقہی ترتیب پر یہ پہلی کتاب ہے۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ترتیب میں کتاب الآثار سے استفادہ کیا ہے۔ علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

''آپ رحمۃ اللہ علیہ وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے علمِ حدیث کو ابوابِ فقہ پر مرتب فرمایا ہے، پھر امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے مؤطا کی ترتیب میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی اتباع کی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ سے پہلے کسی نے یہ قدم نہیں اٹھایا۔

(علامہ سیوطی، تبییض الصحیفہ ص:21، دار الکتب العلمیہ بیروت، ۱۹۹۰ء)

خلاصہ امام ابوحنیفہ ؒ علمِ حدیث کے روشن مینار ہیں، جن کی ضیاباد کرنوں سے پورے عالم نے روشنی حاصل کی ہے۔ آپ ؒ جس طرح فقہ میں امامت واجتہاد کے اعلیٰ مرتبہ پر فائز تھے بالیقین حدیث میں بھی آپ ؒ اپنے بعد والوں کے لئے قدوہ اور نمونہ تھے۔ امام صاحب ؒ کے محدثین اساتذہ وتلامذہ کی طویل فہرست، روایتِ حدیث میں مضبوط شرائط، جرح وتعدیل میں آپ ؒ کے قول پر اعتماد، فنِ حدیث میں ابواب کی ترتیب پر آپ ؒ کی فائق تصنیف، آپ ؒ کے مسانید کی محدثین کے یہاں اہمیت اور روایتِ حدیث کے ساتھ درایتِ حدیث میں آپ ؒ کی امتیازی حیثیت کو دیکھ کر بلا خوف وتردد نہایت وثوق واعتماد کے ساتھ کہا جاسکتا ہے کہ امام صاحب ؒ ''امام المحدثین'' ہیں۔ ان تمام حقائق وشہادات کے باوجود اگر کسی کو امام صاحب ؒ کے علم حدیث میں مقام ومرتبہ کا پتہ نہیں چلتا تو کہنا پڑے گا۔ ؎

گر نہ بیند بروز شپرۂ چشم
چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

ترجمہ اگر کسی کو (شپرہ چشم) دن میں دکھائی نہیں دیتا، تو اس میں چشمۂ آفتاب کا کیا گناہ؟

22 امام صاحب ؒ کا منہجِ حدیث

امام صاحب ؒ کا مطمحِ نظر محدثین کے روایتی طرز پر محض احادیث کو جمع کرنا نہیں، بلکہ ان احادیث سے مسائل کا استنباط کرنا آپ ؒ کی اولین ترجیح تھی۔ ظاہر ہے ہر حدیث قابلِ استدلال نہیں ہوتی۔ اس لیے بعض احادیث کو آپ ؒ نے کسی نہ کسی وجہ سے ترک کردیا۔ وہی وجوہ آپ ؒ کا منہجِ حدیث قرار پائیں۔

1. امام صاحب ؒ کے ہاں ثقہ راویوں کی مرسل احادیث مقبول ہیں۔
2. امام صاحب ؒ خبرِ واحد کا اصولِ مسلمہ قرآن، احادیثِ متواترہ ومشہورہ اور اجماع کے ساتھ موازنہ کرتے ہیں۔ اگر خبرِ واحد ان اصول کے موافق ہو تو مقبول، بصورتِ دیگر مقبول نہیں۔

3. ایسے ہی خبرِ واحد کا کتاب اللہ کے عام اور ظاہر سے موازنہ کرتے ہیں۔ اگر خبرِ واحد اس کے موافق ہو، تو قبول کرتے ہیں، ورنہ کتاب اللہ کو اس کی بنسبت قوی ہونے کی وجہ سے ترجیح دیتے ہیں۔ اگر خبرِ واحد کتاب اللہ کے اجمال کا بیان ہو، تو اسے قبول کرلیتے ہیں۔
4. اگر خبرِ واحد سنتِ مشہورہ کے مخالف ہو، تو اس سے بھی استدلال نہیں کرتے۔
5. اگر دو خبرِ واحد آپس میں متعارض ہوجائیں، تو وجہِ ترجیح معلوم ہونے تک توقف کرتے ہیں۔
6. اگر خبرِ واحد راوی کے عمل کے مخالف ہو، تو اس پر بھی عمل نہیں کرتے۔
7. جس خبرِ واحد کے متن یا سند میں کسی راوی کی طرف سے زیادتی ہوئی ہو، تو اس کی روایت کو قبول نہیں کرتے۔ اس کے مقابلے دوسرے راوی کی روایت کو لیتے ہیں۔
8. جو خبرِ واحد صحابہ ؓ کے درمیان مختلف فیہ ہے کہ بعض صحابہ کرام ؓ نے اس سے استدلال کیا ہو، بعض نے نہ کیا ہو اس سے بھی استدلال کرتے ہیں۔
9. جن مسائل میں عمومِ بلویٰ ہے عام وخاص سب کو ان سے واسطہ پڑتا ہے جیسے حدود وکفارات ایسے مسائل کے ثبوت میں خبرِ واحد کو قبول نہیں کرتے۔
10. اگر خبرِ واحد کا راوی روایت کو سننے کے زمانے سے لے کر آگے بیان کرنے تک اچھی طرح یاد رکھتا ہو تو قبول کرتے ہیں، بصورتِ دیگر قبول نہیں کرتے۔

اگر خبرِ واحد صحابہ کرام ؓ اور تابعین عظام ؒ کے متواتر عمل کے مخالف ہو تو اسے قبول نہیں کرتے۔

(شرح مسند أبي حنيفة، مقدمہ: ص 1 تا 3۔ المؤلف: علي بن (سلطان) محمد، أبو الحسن نور الدين الملا الهروي القاري (المتوفى: 1014ھ)۔ الناشر: دار الكتب العلمية، بيروت-لبنان؛ الكوثري-تأنيب الخطيب-223-225)

امام صاحب ؒ غیر معمولی شخصیت تھے، پوری امت کا بوجھ آپ ؒ کے کندھوں پر تھا۔ لوگ آپ ؒ کے قول وفعل کو شریعت کا درجہ دیتے تھے۔ اس لیے آپ ؒ نے

پھونک پھانک قدم اٹھایا۔اور حدیث کو غیر حدیث سے جدا کرنے کے لیے مذکورہ بالا کڑی شرائط وضع کیں۔آپ رحمۃ اللہ علیہ کا ذخیرہ احادیث روایتی محدثین کی بنسبت کم ہونے کی ایک وجہ یہ بھی ہے۔

23 سترہ (17) احادیث اور ابن خلدون رحمۃ اللہ علیہ

مذکورہ تصریحات سے معلوم ہوا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کثیر الحدیث ہیں، مگر آپ رحمۃ اللہ علیہ کے حاسدین ''قلیل الحدیث'' ثابت کرنے کے لیے مؤرخِ اسلام، انصاف پسند، علامہ ابن خلدون رحمۃ اللہ علیہ کی منقول سترہ روایت کا حوالہ دیتے ہیں، تو عارضی طور پر ہم بھی حیران وششدر رہ جاتے ہیں کہ اتنے بڑے اسلامی مؤرخ، امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ جیسے عظیم محدث اور حافظِ حدیث کے حق میں صرف سترہ ہی روایت کے قائل ہیں؟! اس لیے حقیقت سمجھنی چاہیے۔

24 پس منظر اور حقیقت

علامہ ابن خلدون رحمۃ اللہ علیہ کی منقول سترہ روایات کا پس منظر یہ ہے کہ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے ''مؤطا امام محمد'' کی تمام احادیث کو امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے ہی روایت کیا ہے، کیوں کہ انہوں نے خاص طور پر صرف امام مالک رحمۃ اللہ علیہ ہی کی روایات بیان کرنے کا التزام کیا ہے، لیکن موقع بہ موقع کہیں کہیں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کی روایتیں بھی ضمناً آ گئی ہیں، جن کی تعداد سترہ یا ان کے لگ بھگ ہے۔(دفاع ص:115 (اردو)

تو بعض لوگ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے بقیہ تمام ذخیرۂ احادیث سے قطع نظر کر کے حسداً یہ کہہ بیٹھے کہ: آپ رحمۃ اللہ علیہ ''قلیل البضاعۃ فی الحدیث'' تھے، تبھی تو سترہ حدیثیں ہی مروی ہیں۔ اس زبردست غلطی کا علامہ ابن خلدون رحمۃ اللہ علیہ نے اس طرح ازالہ کیا ہے کہ: ''امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے ''مؤطا امام محمد رحمۃ اللہ علیہ'' میں جو صرف سترہ حدیثیں مروی ہیں، ان سے بغض وتعصب رکھنے والوں نے یہ سمجھ لیا ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ ''قلیل البضاعہ

فی الحدیث'' تھے اور حدیث میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کا کل سرمایہ اتنا ہی تھا، حالانکہ سترہ روایت کا نظریہ، سرے سے باطل ہے، بلکہ سترہ کے واسطے سے ''قلیل البضاعہ فی الحدیث'' کا نظریہ، جو ان کی طرف منسوب کیا جاتا ہے تقوّل (خود ساختہ بات) اور جھوٹ پر مبنی ہے اور راہِ راست سے بہت دور ہے، تو ابن خلدون رحمۃ اللہ علیہ کا مقصد امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ پر لگائے گئے الزام کو دفع کرنا ہے، نہ یہ کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے لیے اسے ثابت کرنا ہے۔اس لیے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ابن خلدون رحمۃ اللہ علیہ کا مکمل حوالہ وعبارت نقل کر دیا جائے تاکہ اصل حقیقت سامنے آ سکے۔ملاحظہ فرمائیں: ابن خلدون رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

واعلم أيضا أنّ الأئمّة المجتهدين تفاوتوا فى الإكثار من هذه الصّناعة والإقلال، فأبو حنيفة رضى الله تعالى عنه يقال بلغت روايته إلى سبعة عشر حديثا أو نحوها ومالك رحمه الله إنّما صحّ عنده ما فى كتاب الموطّإ، وغايتها ثلاثمائة حديث أو نحوها. وأحمد بن حنبل رحمه الله تعالى فى مسندة خمسون ألف حديث ولكلّ ما أدّاه إليه اجتهاده فى ذلك. وقد تقوّل بعض المبغضين المتعسّفين إلى أنّ منهم من كان قليل البضاعة فى الحديث، فلهذا قلّت روايته. ولا سبيل إلى هذا المعتقد فى كبار الأئمّة.

(تاریخ ابن خلدون، مقدمہ، ج1 ص561-الناشر: دار الفکر، بیروت؛ مقدمہ ابن خلدون، ص:444،طبع:مصر)

ترجمہ: اور تو یہ بھی جان لے کہ ائمہ مجتہدین، حدیث کے فن میں متفاوت رہے ہیں، کسی نے زیادہ حدیثیں بیان کی ہیں، کسی نے کم۔سو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ ان کی روایتیں صرف سترہ یا ان کے لگ بھگ ہیں اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے جو روایتیں ان کے یہاں صحیح ہیں، وہ وہی ہیں جو مؤطا میں درج ہیں اور امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کی مسند میں پچاس ہزار احادیثیں ہیں اور ہر ایک نے اپنے اپنے اجتہاد کے

مطابق اس میں سعی کی ہے۔اور بعض بغض وکج روی رکھنے والوں نے اس جھوٹ پر کمر باندھ لی ہے کہ ''ائمہ مجتہدین میں سے جن سے کم حدیثیں مروی ہیں وہ محض اس لیے کہ ان کا سرمایہ ہی اس فن میں اتنا ہے۔لہٰذا ان کی روایتیں بھی کم ہیں''؛ حالانکہ ان بڑے بڑے اماموں کی نسبت ایسا خیال کرنا راہِ راست سے دوری ہے۔

یہ عبارت چیخ چیخ کر کہہ رہی ہے کہ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ پر مذکورہ الزام سرے سے ہی باطل ہے اور تقوّل وجھوٹ پر مبنی ہے، خاص طور پر، خط کشیدہ عبارت میں، نظرِ عمیق سے غور کرنے سے حاسدین کے جھوٹ کا پول کھل جاتا ہے۔

(مقام ابی حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ، ص:139؛ دفاعِ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ، ص:100؛ کشف الغمہ ص: 53؛ نصر المقلدین، ص:191۔از حافظ احمد علی)

25 لطیفۂ تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

اس موقع سے حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک لطیفہ ذکر کیا ہے کہ (سترہ کی) تردید کے بغیر بھی، اس سے امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی منقبت نکلتی ہے نہ کہ منقصت، کہ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی فہم اتنی عالی تھی کہ صرف سترہ حدیثوں سے اس قدر مسائل استنباط کیے کہ دوسرے ائمہ، باوجود لاکھوں احادیث کے حافظ ہونے کے بھی، ان کے برابر مسائل مستنبط نہ کرسکے، اس سے زیادہ فہم کی کیا دلیل ہوگی۔ (اشرف الجواب، ص:۱۷۴)

26 آپ رحمۃ اللہ علیہ پر کیے گئے اعتراضات کی حقیقت

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی شرفِ تابعیت (جو آپ رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے معاصرین میں ممتاز بنائے ہوئے ہے) اور صحیح بخاری اور صحیح مسلم (بخاری رقم 4897،4898؛ مسلم رقم 230-2546،231-2546) پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارت ہی، تمام اعتراضات کا مسکت جواب ہے۔ تاہم منصف مزاج حضرات نے تمام اعتراضوں کو ''بکواس'' کہہ کر، آپ رحمۃ اللہ علیہ کی جلالتِ شان پر مہر ثبت کردی ہے۔ چنانچہ شیخ عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"ولا عبرة لكلام بعض المتعصبين في حق الامام، بل كلام من يطعن في هذا الامام، عند المحققين يشبه الهذيانات"

(میزان کبریٰ للشعرانی، ص:18، بحوالہ: کشف الغمہ، ص:۵۸)

ترجمہ: امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے حق میں بعض متعصبین کے کلام کا اعتبار نہیں، بلکہ جو شخص امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ پر طعن کرتا ہے تو اس کا کلام محققین کے نزدیک بکواس کے مشابہ ہے۔

27 آخری بات

خلاصہ یہ ہے کہ حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا ''علمِ حدیث'' میں بہت اونچا مقام ہے۔ چنانچہ آپ رحمۃ اللہ علیہ صرف محدث ہی نہیں بلکہ امامِ حدیث، حافظِ حدیث اور صاحبِ ''جرح وتعدیل'' ہونے کے ساتھ ساتھ کثیر الحدیث ہونے میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ کے ہم پلہ ہیں۔ نیز آپ رحمۃ اللہ علیہ پر مخالفین کی جانب سے، خصوصاً حدیث کے تعلق سے کیے گئے اعتراضات، محض حسد وعناد پر مبنی ہیں۔ (انجاء الوطن، ص:۴۴)

جو بازاری افسانوں اور بکواس کلاموں سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتے۔

خدایا! امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو غریقِ رحمت فرما، آمین! یا رب العالمین! بجاہِ سید المرسلین!

اللّٰھم وتغمّد امامنا بعفوك، واجعله في سعة رحمتك، والحمد لله أولاً وآخراً، والصلاة والسلام على أفضل رسله دائماً متواتراً۔

باب 12

امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی فقاہتِ حدیث

1 امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی فقہ میں امامت وعظمتِ شان

علومِ حدیث میں سب سے اہم اور مُہتم بالشان علم ''فقاہتِ حدیث'' (یعنی حدیث سے مسائلِ شرعیہ کا استنباط واستخراج) ہے۔ یہ وہ علم ہے جس کو تمام علومِ حدیث کا مغز قرار دیا گیا ہے اور جس پر پوری شریعت کا مدار ہے۔

مشہور محدث امام حاکم نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ (م ۴۰۵ھ) نے اپنی مایہ ناز کتاب ''معرفت علوم الحدیث'' میں فقاہتِ حدیث کے فضائل پر مستقل ایک نوع قائم کی ہے جس کا عنوان ہے ''معرفة فقه الحديث''۔

اس نوع کے ذیل میں انہوں نے تصریح کی ہے:

معرفة فقه الحديث اذهو ثمرة هذه العلوم وبه قوام الشريعة۔

(معرفۃ علوم الحدیث، ص112 للحاکم النیسابوریؒ)

ترجمہ فقاہتِ حدیث کا پہچاننا، یہ تمام علومِ حدیث کا ثمرہ ہے اور اسی پر شریعت قائم ہے۔

حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کو ویسے تو تمام علومِ حدیث میں مہارتِ تامہ حاصل ہے لیکن جس علم کے ذریعے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو شہرتِ عام اور عزتِ دوام حاصل ہوئی، وہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی فقاہتِ حدیث ہے۔ اس فن میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی امامتِ عظمٰی کو بالاتفاق تسلیم کیا گیا

ہے اور اس سے انکار کرنا ایسا ہی ہے جیسے کوئی روشن دن میں چڑھتے سورج کا انکار کر دے۔

حدیث وتاریخ کے مایہ ناز سپوت امام شمس الدین ذہبی رحمۃ اللہ علیہ (م 748ھ) نے کیا ہی خوب لکھا ہے:

الإِمَامَةُ فِي الْفِقْهِ وَدَقَائِقِهِ مُسَلَّمَةٌ إِلٰى هٰذَا الإِمَامِ، وَهٰذَا أَمْرٌ لَا شَكَّ فِيْهِ.

وَ لَيْسَ يَصِحُّ فِي الْأَذْهَانِ شَيْءٌ

إِذَا احْتَاجَ النَّهَارُ إِلٰى دَلِيْلِ

(سیر اعلام النبلاء، ج6 ص403؛ مکانة الإمام أبی حنیفة فی الحدیث ص38)

ترجمہ فقہ اور اس کی باریکیوں (کو جاننے میں) امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی امامت تسلیم شدہ ہے اور اس میں کوئی شک وشبہ نہیں ہے۔ (آپ رحمۃ اللہ علیہ کی امامتِ فقہ پر دلیل طلب کرنا ایسا ہی ہے جیسا کہ کسی شاعر نے کہا ہے):

ترجمہ شعر: ذہنوں میں کوئی چیز صحیح نہیں سموسکے گی جب دن بھی دلیل کا محتاج ہوجائے۔

یعنی امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی فقاہت میں شک وشبہ کرنا ایسا ہے جیسا کہ روشن دن پر کوئی اظہارِ شک کردے۔

نامور صاحب التصانیف عالم حافظ ابن الجوزی رحمۃ اللہ علیہ (م 597ھ) نے بھی امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمہ میں لکھا ہے:

لا يختلف الناس في فهم ابي حنيفة وفقهه۔

(المنتظم فی تاریخ الملوک والامم، ج8 ص131۔ الناشر: دار الکتب العلمیة، بیروت)

ترجمہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی فہم اور فقاہت میں لوگوں کا کوئی اختلاف نہیں ہے۔

حافظ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ (م 728ھ) نے بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں تصریح کی ہے:

فَلَا يَسْتَرِيبُ أَحَدٌ فِي فِقْهِهٖ، وَفَهْمِهٖ، وَعِلْمِهٖ۔

(منہاج السنة النبویة فی نقض کلام الشیعة القدریة ج2 ص620)

ترجمہ: کوئی شخص بھی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی فقاہت، اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے فہم اور علم میں شک نہیں کرسکتا۔

فقاہتِ حدیث میں امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی امامت پر اس سے بڑی دلیل اور کیا ہوسکتی ہے کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ (م 204ھ) جیسے مجتہدِ عظیم نے تمام فقہاء کو آپ رحمۃ اللہ علیہ کا عیال اور خوشہ چین قرار دیا ہے، اور امام دارالہجرت مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۷۹ھ) نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی فقاہت کی بہت زبردست تعریف کی ہے۔ ان کے یہ اقوال امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی توثیق کے بیان میں بحوالہ گزر چکے ہیں۔

مورّخ اسلام علامہ ابن خلدون رحمۃ اللہ علیہ (م 808ھ) آپ رحمۃ اللہ علیہ کے تذکرہ میں فرماتے ہیں:

أبو حنيفة النّعمان بن ثابت: ومقامه في الفقه لا يلحق، شهد له بذلك أهل جلدته، وخصوصاً مالك والشّافعي. (مقدمۃ ابنِ خلدون، ص565)

ترجمہ: فقہ میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا مقام اس قدر بلند ہے کہ اس میں کوئی آپ رحمۃ اللہ علیہ کا ہم پایہ نہیں ہوسکتا۔ خود آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ہم طبقہ (فقہاء) نے اس کی گواہی دی ہے، خاص کر امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے۔

مشہور غیر مقلد عالم مولانا شمس الحق عظیم آبادی رحمۃ اللہ علیہ (م 1329ھ) اپنی کتاب ''رَفْعُ الْاِلْتِبَاس عَنْ بَعْضِ النَّاس'' میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں لکھتے ہیں:

''ہم بھی امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے فضائل کے منکر نہیں ہیں۔ اور نہ ہی ہم امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ پر ترجیح دیتے ہیں۔ اور ایسا ہو بھی نہیں سکتا کیونکہ خود امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے اقرار سے سب لوگوں کو فقہ میں امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا عیال قرار دیا ہے اور ایک خلقِ کثیر نے امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے فضائل وکمال اور محامد ومحاسن کا اعتراف کیا ہے۔ (ہفت روزہ الاعتصام، لاہور، ص28، 27 ستمبر 2002ء)

اسی طرح امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ (م 241ھ) نے بھی امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے تلامذہ امام ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے فقہی مقام کی بہت تعریف کی ہے۔

امیر المؤمنین فی الحدیث امام عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ (م 181ھ)، جنہوں نے چار ہزار (4000) اساتذہ سے علم حاصل کیا تھا، لیکن ان کی نظر میں بھی جو سب سے بڑے فقیہ ٹھہرے، وہ امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

علامہ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ (م 463ھ) ان سے بہ سند متصل نقل کرتے ہیں:

ما رأيت احدًا افقه من ابي حنيفة. (تاریخ بغداد وذیولہ، 13/339)

ترجمہ: میں نے کوئی شخص ایسا نہیں دیکھا جو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے بڑھ کر فقیہ ہو۔

نیز امام موصوف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

افقه الناس ابو حنيفة، ما رأيت في الفقه مثله. (تہذیب التہذیب، 5/630)

ترجمہ: لوگوں میں سب سے بڑے فقیہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں، میں نے فقہ میں ان جیسا شخص نہیں دیکھا۔

امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ (م 161ھ) آپ رحمۃ اللہ علیہ سے معاصرت رکھنے کے باوجود آپ رحمۃ اللہ علیہ کو ''اَفْقَهُ اَهْلِ الارض'' (روئے زمین کے سب سے بڑے فقیہ) قرار دیتے ہیں۔ (تاریخ بغداد وذیولہ، 13/344)

حافظ کبیر امام یزید بن ہارون رحمۃ اللہ علیہ (م 206ھ) سے کسی نے پوچھا کہ امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ میں سے کون بڑے فقیہ ہیں؟ انہوں نے فرمایا:

اَبُو حنيفة اَفْقَهُ. (تذکرۃ الحفاظ، 1/127، للذہبیؒ)

ترجمہ: امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سب سے بڑے فقیہ ہیں۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے استاذ امام ابوعاصم نبیل رحمۃ اللہ علیہ (م 212ھ) سے بھی اسی طرح کا سوال کیا گیا، تو انہوں نے جواب میں فرمایا:

هو والله! عندي افقه من ابن جريج، ما رأيت عيني رجلًا اشد اقتدارًا منه على الفقه. (اخبار ابی حنیفۃ واصحابہ، ص86)

ترجمہ: بخدا! امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ تو میرے نزدیک امام ابن جریج رحمۃ اللہ علیہ (جو مشہور محدث وفقیہ ہیں) سے بھی بڑھ کر فقیہ ہیں۔ میری آنکھ نے کوئی ایسا شخص نہیں دیکھا جو امام ابوحنیفہ

رحمۃ اللہ علیہ سے زیادہ فقہ پر قدرت رکھتا ہو۔

امام مسعر بن کدام کوفی رحمۃ اللہ علیہ (م 153ھ)، جو امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ہم سبق ہیں، فرماتے ہیں:

ما احسدُ بالكوفة الا رجلين، ابا حنيفة لفقهه، والحسن بن صالح لزهده. (اخبار ابی حنیفۃ واصحابہ، ص64)

ترجمہ: مجھے کوفہ میں صرف دو شخصوں پر رشک آتا ہے: ایک امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ پر، اُن کی فقہ کی وجہ سے۔ دوسرے امام حسن بن صالح رحمۃ اللہ علیہ پر، اُن کے زہد وتقویٰ کی وجہ سے۔

امام الجرح والتعدیل وسیّد المحدثین حافظ یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ (م ۲۳۳ھ) کا یہ بیان رُواتِ حدیث سے متعلق امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے اقوال میں گزر چکا ہے کہ میرے نزدیک اگر قرأت ہے تو وہ امام حمزہ رحمۃ اللہ علیہ کی ہے، اور اگر فقہ ہے تو وہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی ہے، اور اسی پر میں نے لوگوں کو پایا ہے۔

قارئین! امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی امامت وتفوق فِی الْفِقْہ پر ائمہ مجتہدین ومحدثین کے یہ چند اقوال بطور مشتے نمونہ از خروارے پیش کیے گئے ہیں، ورنہ اس بارے میں ان ائمہ سے بکثرت ایسے اقوال منقول ہیں۔ لیکن ہمارا مقصد یہاں ان کا استیعاب نہیں ہے، بلکہ صرف ہم اتنا بتانا چاہتے ہیں کہ جن ہستیوں کے یہ اقوال نقل کیے گئے ہیں، وہ حدیث اور فقہ دونوں کی جامع ہیں، اور ان میں سے اکثر امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے معاصرین ہیں۔ لیکن اس سب کے باوجود وہ فقہ میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی امامت وعظمتِ شان پر بڑی زوردار شہادتیں دے رہے ہیں، تو پھر یہ کیسے باور کیا جا سکتا ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ فقاہتِ حدیث میں کم پایہ تھے یا آپ رحمۃ اللہ علیہ کی فقہ حدیث سے متصادم ہے؟

بلکہ استاذ المحدثین اور صحیح بخاری کے مرکزی راوی امام سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ (م 198ھ) تو صاف یہ اعلان کرتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی فقہ سراسر حدیث سے ماخوذ ہے۔ چنانچہ امام حاکم نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ (م 405ھ) نے ان سے بہ سند یہ ارشاد نقل کیا ہے:

مَا قَالَ أَبُو حَنِيفَةَ شَيْئًا إِلَّا وَنَحْنُ نَرْوِي فِيهِ حَدِيثًا أَوْ حَدِيثَيْنِ.

(معرفت علوم الحدیث، ص66)

ترجمہ: امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے (فقہ سے متعلق) کوئی ایسی بات نہیں کہی جس میں ہم (محدثین) ایک یا دو حدیثیں نہ روایت کرتے ہوں۔

محدث جلیل امام حبان بن علی رحمۃ اللہ علیہ (م 172ھ) بھی یہ گواہی دیتے ہیں:

كان ابو حنيفة لا يفزع اليه في امر الدين والدنيا الا وجد عنده في ذلك اثر حسن. (الجواہر المضیئۃ، ج1 ص184)

ترجمہ: امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس دین یا دنیا کا کوئی ایسا مسئلہ پیش نہیں ہوا جس میں آپ رحمۃ اللہ علیہ (کم از کم) حسن درجہ کی حدیث نہ رکھتے ہوں۔

امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی ثقاہتِ حدیث پر ایک بیّن دلیل یہ بھی ہے کہ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ جن کی "فقاہتِ حدیث" کو امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے مخالفین (غیر مقلدین وغیرہ) بھی تسلیم کرتے ہیں۔ ان کو اس فن (فقاہتِ حدیث) میں امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے جانشین قرار دیا گیا ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی شافعی رحمۃ اللہ علیہ (م 852ھ) نے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے مناقب میں لکھا ہے:

قال الحاكم: لا اعلم خلافاً انه وُلد سنة خمسين ومائة وهو العام الذي مات فيه ابو حنيفة. ففيه اشارة الى انّه يخلفه في فنه.

(توالی التاسیس لمعالی محمد بن ادریس، ص52)

ترجمہ: امام حاکم نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "میں نہیں جانتا کہ اس میں کوئی اختلاف ہے کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ 150ھ میں پیدا ہوئے، اور اسی سال امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال ہوا"۔ اس (امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا سنِ ولادت اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا سنِ وفات ایک ہونے) میں (اللہ تعالیٰ کی طرف سے) اشارہ ہے کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ، امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے فن (فقہ) میں ان کے خلیفہ وجانشین ہوں گے۔

پس امام شافعیؒ فقہ میں امام ابوحنیفہؒ کے خلیفہ اور جانشین قرار دیے جا رہے ہیں تو اب کیسے ہوسکتا ہے کہ امام ابوحنیفہؒ کی فقہ تو حدیث سے متصادم قرار پائے، جب کہ آپؒ کے فقہی جانشین امام شافعیؒ کی فقہ کو فقاہتِ حدیث سے تعبیر کیا جائے؟

ان حقائق کے باوجود جو لوگ امام عالی شانؒ اور آپؒ کی فقہ کے خلاف منفی پروپیگنڈہ جاری رکھے ہوئے ہیں، ان کے بارے میں یہی کہہ سکتے ہیں: ؎

آنکھیں اگر بند ہیں تو پھر دن بھی رات ہے
بھلا اس میں قصور ہے کیا آفتاب کا!

2 استخراجِ مسائلِ فقہ میں آپؒ کا طریقۂ کار

امام اعظم ابوحنیفہؒ کی فقہ، کہ جس کی یہ اَجِلَّہ محدثین وفقہاء اس قدر تعریف و توصیف کر رہے ہیں، یہ کن اصولوں پر مبنی ہے، اور آپؒ نے اس فقہ کے مسائل کا استخراج کس طرح کیا ہے؟ تو آیئے اس سوال کا جواب سرِ دست خود امام اعظم ابوحنیفہؒ سے ملاحظہ کریں۔ چنانچہ علامہ خطیب بغدادیؒ (م 463ھ) علامہ ابن عبد البر قرطبیؒ (م 463ھ) اور علامہ حسین بن علی صیمریؒ (م ۴۳۶ھ) نے بہ سندِ متصل آپؒ سے نقل کیا ہے:

آخذ بكتاب الله، فما لم أجد فبسنة رَسُول الله، فإن لم أجد في كتاب الله ولا سنة رَسُول الله، أخذت بقول أصحابه، آخذ بقول من شئت منهم، وأدع من شئت منهم، ولا أخرج من قولهم إلى قول غيرهم، فَأَمَّا إِذَا انتهى الأمر، أَوْ جاء إلى إِبْرَاهِيم، وَالشَّعْبِيّ، وابن سيرين، وَالحَسَن، وعطاء، وَسَعِيد بن المسيب، وعدد رجالا، فقوم اجتهدوا فأجتهد كما اجتهدوا.

(تاریخ بغداد ج 15 ص 502؛ تاریخ بغداد و ذیولہ، ج 13 ص 365؛ تاریخ ابن معین (روایة

الدوری) ج 4 ص 63 رقم 3163؛ اخبار ابی حنیفة واصحابہ ص 24؛ الانتقاء ص 142-145؛ تهذيب الكمال في أسماء الرجال ج 29 ص 443؛ التَّكْمِيل في الجَرْح والتَّعْدِيل و مَعْرِفة الثِّقَات والضُّعفاء والمجَاهِيل ج 1 ص 378؛ تهذيب التهذيب ج 10 ص 451)

ترجمہ: میں (کسی بھی شرعی مسئلہ کا حل) کتاب اللہ (قرآن مجید) سے لیتا ہوں۔ اگر اس میں نہیں پاتا تو پھر سنتِ رسول ﷺ کو لیتا ہوں، اور اگر مجھے اس مسئلہ کا حل کتاب اللہ اور سنتِ رسول ﷺ دونوں میں سے نہیں ملتا، تو پھر میں رسول اللہ ﷺ کے صحابہ ؓ کے آثار کو لیتا ہوں۔ ان میں سے جس کا قول (مجھے راجح معلوم ہوتا ہے) لے لیتا ہوں، اور جس کا قول (مرجوح معلوم ہو) اس کو میں چھوڑ دیتا ہوں۔ البتہ ان کے آثار کی موجودگی میں کسی غیر صحابی کا قول میں قبول نہیں کرتا۔ اور جب معاملہ ابراہیم نخعیؒ، شعبیؒ، ابن سیرینؒ، حسن بصریؒ، عطاء بن ابی ربّاحؒ، سعید بن مسیّبؒ اور ان جیسے دیگر تابعین تک پہنچ جائے (تو چونکہ وہ بھی میری طرح مجتہدین تھے، لہٰذا) جیسے انہوں نے اجتہاد کیا ہے، میں بھی اجتہاد کرتا ہوں۔

مورّخ اسلام حافظ ذہبیؒ (م 748ھ) نے اس سلسلے میں آپؒ سے یہ الفاظ نقل کیے ہیں:

"آخُذُ بِكِتَابِ اللهِ، فَمَا لَمْ أَجِدْ فَبِسُنَّةِ رَسُولِ اللهِ وَالآثَارِ الصِّحَاحِ عَنْهُ الَّتِي فَشَتْ فِي أَيْدِي الثِّقَاتِ عَنِ الثِّقَاتِ، فَإِنْ لَمْ أَجِدْ، فَبِقَوْلِ أَصْحَابِهِ آخُذُ بِقَوْلِ مَنْ شِئْتُ، وَأَمَّا إِذَا انْتَهَى الأَمْرُ إِلَى إِبْرَاهِيمَ، وَالشَّعْبِيِّ، وَالْحَسَنِ، وَعَطَاءٍ، فَأَجْتَهِدُ كَمَا اجْتَهَدُوا"۔

(مناقب الإمام أبي حنيفة وصاحبيه ص 34)

ترجمہ: میں (مسائل شرعیہ کا حل) کتاب اللہ سے لیتا ہوں۔ اگر اس میں نہ ملے تو پھر رسول اللہ ﷺ کی سنت اور آپ ﷺ کی اُن صحیح احادیث سے لیتا ہوں جو ثقہ راویوں

کے ہاتھوں میں ثقہ راویوں کے ذریعے عام پھیل چکی ہیں۔ اور اگر ان دونوں (قرآن وسنت) میں مجھے کوئی حکم نہیں ملتا، تو پھر میں رسول اللہ ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے کسی کے قول کو لے لیتا ہوں۔ اور جب معاملہ ابراہیم نخعی ؒ، عامر شعبی ؒ، حسن بصری ؒ اور عطاء بن ابی رباح ؒ جیسے مجتہدین تابعین پر آ ٹھہرتا ہے، تو جیسے انہوں نے اجتہاد کیا، میں بھی اجتہاد کرتا ہوں۔

علامہ عبدالوہاب شعرانی ؒ (م 973ھ) فرماتے ہیں:

وما كان كتبه الخليفة ابوجعفر المنصور الى ابى حنيفة: بلغنى انك تقدم القياس على الحديث. فقال: ليس الامر كما بلغك ياامير المؤمنين! انما اعمل اوّلا بكتاب الله، ثم بسنة رسوله صلّى الله عليه وسلّم، ثم باقضية ابى بكر و عمر و عثمان و على رضى الله عنهم، ثم باقضية بقية الصحابة، ثم اقيس بعد ذلك اذا اختلفوا۔

(المیزان الکبری الشعرانیۃ، 1/80)

ترجمہ　خلیفہ ابوجعفر منصور ؒ نے امام ابوحنیفہ ؒ کی طرف یہ خط لکھا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ ؒ قیاس کو حدیث پر مقدم کرتے ہیں۔ آپ ؒ نے جواب میں فرمایا: ''اے امیر المؤمنین! آپ تک جو بات پہنچی ہے وہ ٹھیک نہیں ہے۔ بلکہ اصل بات یہ ہے کہ میں سب سے پہلے کتاب اللہ کو لیتا ہوں، پھر اللہ کے رسول ﷺ کی سنت کو لیتا ہوں، پھر خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم: حضرت ابوبکر صدیق ؓ، حضرت عمر ؓ، حضرت عثمان ؓ اور حضرت علی ؓ کے فیصلوں کو لیتا ہوں۔ پھر دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم کے فیصلوں کو لیتا ہوں۔ اور جب کسی مسئلہ پر صحابہ رضی اللہ عنہم کا اختلاف ہو جائے تو پھر (ان میں سے کسی ایک کے قول کو ترجیح دینے کے لیے) قیاس کرتا ہوں''۔

ان اقتباسات سے دو باتیں اچھی طرح واضح ہو جاتی ہیں:

ایک یہ کہ امام صاحب ؒ کو امام حسن بصری ؒ، امام ابراہیم نخعی ؒ اور امام عطاء بن ابی رباح ؒ وغیرہ مجتہدین تابعین کے ہم پایہ مجتہد ہونے کا خود اقرار تھا، اور آپ

ؒ کی یہ بات بالکل شک وشبہ سے بالا ہے۔

دوسری یہ کہ فقہ حنفی محض امام ابوحنیفہ ؒ کے قیاسات کا نام نہیں ہے، جیسا کہ آپ ؒ کے حاسدین لوگوں کو باور کراتے پھرتے ہیں، بلکہ اس کی بنا اَدِلّہ شرعیّہ پر ہے اور ان اَدِلّہ شرعیّہ سے استخراجِ مسائل کی ترتیب خود امام اعظم ابوحنیفہ ؒ کی زبانی یہ ہے:

پہلے کتاب اللہ، پھر سنتِ رسول اللہ ﷺ، پھر آثارِ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، اور اگر اِن تینوں میں یہ مسئلہ واضح نہ ہو، تو پھر ان اَدِلّہ کی روشنی میں قیاسِ شرعی۔ گویا آپ ؒ کے نزدیک قیاس کا درجہ سب سے آخر میں ہے اور وہ بھی تب جب اس کا حل ان اَدِلّہ شرعیّہ سے نہ ملے۔

اور پھر ان اَدِلّہ شرعیّہ سے جو مسائل متخرج ہوئے، ان کی درجہ بندی بھی آپ ؒ نے اسی ترتیب سے فرمائی ہے کہ جس مسئلہ کا حکم قرآن سے ثابت ہوا، اُس کو آپ نے فرض قرار دیا۔ اور جس کا حکم حدیث سے ثابت ہوا، اُس کو آپ ؒ نے واجب ٹھہرایا۔ علیٰ ھٰذا القیاس۔

امام رَبّانی علامہ عبدالوہاب شعرانی ؒ (م 973ھ) آپ ؒ کے اس فقہی کمال کو اُجاگر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

فرحم الله الامام اباحنيفة حيث غاير بين لفظ الفرض والواجب و بَيّن معناهما، فجعل مافرضه الله تعالى اعلى مما فرضه رسول الله صلّى الله عليه وسلّم، وان كان لاينطق عن الهوى ادبا مع الله تعالى. و نفس رسول الله صلّى الله عليه وسلّم يمدح الامام اباحنيفة على مثل ذلك لانه صلّى الله عليه وسلّم يحب رفع رتبة تشريع ربه على تشريعه هو ولو كان ذلك باذنه تعالى، ولم ينظر الى ذلك من جعل الفرض والواجب مترادفين۔ (المیزان الکبری الشعرانیۃ، 1/215)

ترجمہ　اللہ تعالیٰ کی امام ابوحنیفہ ؒ پر رحمت ہو کہ آپ ؒ نے لفظِ فرض اور لفظِ واجب کے درمیان فرق واضح کیا اور دونوں کا مطلب بھی بیان کر دیا۔ وہ یوں کہ جس چیز کو اللہ

تعالیٰ نے ضروری قرار دیا ہے، آپ ؒ نے اس کو اُس چیز پر فوقیت دی ہے جس کو اللہ کے رسول ﷺ نے ضروری کہا ہے، اگرچہ رسول اللہ ﷺ بھی اپنی مرضی سے کچھ نہیں بولتے (بلکہ صرف وحی الٰہی سے بولتے ہیں)۔ یہ فرق امام صاحب ؒ نے محض اللہ تعالیٰ کے ادب کی وجہ سے کیا ہے۔ اور اس پر خود رسول اللہ ﷺ نے آپ کی مدح فرمائی ہے۔ وہ اس طرح کہ رسول اللہ ﷺ یہ پسند کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کی تشریع آپ ﷺ کی تشریع سے بالا ہو، اگرچہ آپ ؒ کی تشریع (بیان شریعت) بھی اللہ کے حکم سے ہوتی تھی۔ جن لوگوں نے اس نکتہ پر غور نہیں کیا، انہوں نے فرض اور واجب کو مترادف کہہ دیا ہے۔

یہ ہیں امام اعظم ابوحنیفہ ؒ کے فقہی کمالات، جن کی وجہ سے تمام اَجِلّہ محدثین و فقہاء آپ ؒ کی تعریف میں رطب اللسان ہیں۔ لیکن

ع　　آپ بے بہرہ ہے جو معتقد میر نہیں

3　آپ ؒ کی فقہ پر محدثین کا اعتماد

امام اعظم ابوحنیفہ ؒ کی فقہ کو حدیث کے مخالف ومتصادم قرار دے کر مطعون کیا جاتا ہے، حالانکہ یہ محض جھوٹی الزام تراشی ہے، ورنہ آپ ؒ کی فقہ سراسر حدیث سے ماخوذ اور اُس کے عین مطابق ہے۔ آپ ؒ کی فقہ کا حدیث سے ماخوذ اور اس کے مطابق ہونے کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ آپ ؒ کی فقہ محدثین (ماہرینِ حدیث) میں کافی مقبول رہی ہے، اور محدثین کی ایک بڑی تعداد نے اس فقہ کو اپنی عملی زندگی میں اپنایا ہے اور اس کے ساتھ اپنی وابستگی کا اظہار کیا ہے۔ چنانچہ آپ ؒ کے مقلدین میں دیگر طبقوں کے اہلِ علم کی طرح حضراتِ محدثین بھی بڑی کثرت سے ہیں۔

جلیل المرتبت محدث امام محمد بن طاہر مقدسی ؒ (م 507ھ) نے مادہ ''حنفی'' (یعنی وہ لوگ جو امام ابوحنیفہ ؒ کے فقہی مذہب کی طرف منسوب ہیں) کے ذیل میں

تصریح کی ہے:

وفیھم کثرۃ من الفقھاء والمحدثین وائمۃ الدین۔

(المؤتلف والمختلف، ص57، للمقدسیؒ طبع دار الکتب العلمیۃ، بیروت)

ترجمہ　حنفیوں میں فقہاء، محدثین اور ائمہ دین کی کثرت ہے۔

علامہ ابن خلدون ؒ (م 808ھ) کا بیان بھی پہلے ذکر ہو چکا ہے کہ امام ابوحنیفہ ؒ کو حدیث میں مجتہدانہ مقام حاصل ہونے کی دلیل یہ ہے کہ آپ ؒ کا مذہب محدثین میں قابلِ اعتماد شمار ہوتا ہے۔

4　آپ ؒ کی فقہ پر کاربند بعض نامور محدثین کا تعارف

آپ ؒ سے فقہی تعلق رکھنے والے محدثین دو طرح کے ہیں:

ایک وہ حضرات کہ جن کی آپ ؒ سے فقہی وابستگی اَظْہَرُ مِنَ الشَّمس اور بالکل شک و شبہ سے بالا ہے۔ جیسا کہ آپ ؒ کے مشہور تلامذہ امام ابو یوسف ؒ، امام محمد ؒ، امام زفر ؒ اور امام حسن بن زیاد ؒ وغیرہ ہیں، جو کہ فقیہ ہونے کے ساتھ ساتھ علمِ حدیث میں بھی عظیم المرتبت ہیں۔ اسی طرح ان سے بعد کے محدثین جیسا کہ امام طحاوی ؒ، امام ابن الترکمانی ؒ، امام زیلعی ؒ، امام عینی ؒ اور امام ابن الہمام ؒ وغیرہ حضرات۔ اس قسم کے محدثین کے حنفی ہونے پر حوالہ جات ذکر کرنے کی چنداں ضرورت نہیں ہے۔

دوسرے وہ محدثین ہیں کہ جن کے حنفی اور آپ ؒ کے متعلقین میں سے ہونے میں بھی اگرچہ کوئی شک وشبہ نہیں ہے، لیکن ان کے حنفی ہونے کو وہ شہرت نہیں ملی جو پہلی قسم کے حنفی محدثین کو حاصل ہے۔ اس طرح کے محدثین بھی اس کثرت سے ہیں کہ ان سب کا احاطہ یہاں مشکل ہے۔ ہم یہاں ان میں سے صرف بیس نامور محدثین کا تعارف اور ان کے حنفی ہونے کا ثبوت بحوالہ محدثین پیش کرتے ہیں۔

1 امام لیث بن سعد مصری رحمۃ اللہ علیہ (م 175ھ)

امام لیث رحمۃ اللہ علیہ، جو کہ مصر کے مشہور امام وفقیہ اور صحاح ستہ کے مرکزی راوی ہیں، امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور امام یحییٰ بن بکیر رحمۃ اللہ علیہ اُن کو امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے بھی زیادہ فقیہ قرار دیتے تھے، (تذکرۃ الحفاظ (1/164)۔ انہوں نے مکہ مکرمہ میں امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے درس میں شرکت کی اور آپ رحمۃ اللہ علیہ سے حدیث وفقہ میں تلمذ حاصل کیا۔ جیسا کہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے ''سلسلۂ درس وتدریس'' کے بیان میں گزرا ہے۔

نیز ان کا شمار حنفی المذہب فقہاء میں ہوتا ہے۔ چنانچہ مورّخ اسلام علامہ ابن خلکان رحمۃ اللہ علیہ (م 681ھ) نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے:

ان اللیث کان حنفی المذھب۔

(وفيات الأعيان وأنباء أبناء الزمان ج 4 ص 127؛ الوافي بالوفيات ج 24 ص 312؛ الجواھر المضیۃ فی طبقات الحنفیۃ، ج 1 ص 416)

ترجمہ: بلاشبہ امام لیث رحمۃ اللہ علیہ حنفی مذہب سے تعلق رکھتے تھے۔

علامہ زاہد کوثری رحمۃ اللہ علیہ (م 1371ھ) ان کے بارے میں ارقام فرماتے ہیں:

عدّہ کثیر من اھل العلم حنفیًا، وبہ جزم القاضی زکریا الانصاری فی شرح البخاری۔ (فقہ اہل العراق وحدیثہم ص 73)

ترجمہ: امام لیث رحمۃ اللہ علیہ کو بہت سے اہلِ علم نے حنفی قرار دیا ہے۔ قاضی زکریا انصاری رحمۃ اللہ علیہ بھی اپنی ''شرح بخاری'' میں ان کو بالجزم حنفی کہتے ہیں۔

مولانا نواب صدیق حسن خان رحمۃ اللہ علیہ غیر مقلد نے بھی ان کے بارے میں تصریح کی ہے:

وے حنفی مذہب بود۔ (اتحاف النبلاء، ص 337، بحوالہ طائفہ منصورہ، ص 57)

ترجمہ: یہ حنفی مذہب سے تعلق رکھتے تھے۔

2 امام قاسم بن معن رحمۃ اللہ علیہ (م 175ھ)

یہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے جلیل القدر پوتے ہیں۔ حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ (م 748ھ) نے ان کو حفاظ میں شمار کرتے ہوئے ان کا تعارف ''الامام، العلامۃ اور اَحَدُ الأعلام'' کے القاب سے کرایا ہے۔ (تذکرۃ الحفاظ، 1/175)

نیز ذہبی رحمۃ اللہ علیہ ان کو: الامام، الفقیہ، المجتھد، قاضی الکوفۃ اور مفتی الکوفۃ فی زمانہ قرار دیتے ہیں، اور ان کے بارے میں امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ (م 241ھ) کا یہ بیان نقل کرتے ہیں:

یہ ثقہ، نحوی، اخباری، کبیر الشان تھے، اور قضاء کی ذمہ داریاں ادا کرنے کے لیے کوئی معاوضہ نہیں لیتے تھے۔ (سیر اعلام النبلاء، 8/190)

اسی طرح ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے ان کے بارے میں امام ابوحاتم رحمۃ اللہ علیہ (م 277ھ) سے نقل کیا ہے:

یہ ثقہ اور تمام لوگوں میں حدیث واشعار کے سب سے بڑے راوی اور لغتِ عربی وفقہ کے سب سے بڑے عالم تھے۔ (سیر اعلام النبلاء، 8/190)

یہ عظیم المرتبت امام بھی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے فقہی خوشہ چین ہیں۔ چنانچہ حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے ان کے ترجمہ میں تصریح کی ہے:

وکان عفیفا، صارما، من اکبر تلامذۃ الامام ابی حنیفۃ۔

(سیر اعلام النبلاء، 8/190)

ترجمہ: آپ رحمۃ اللہ علیہ پاکدامن، بہادر اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے بڑے تلامذہ میں سے تھے۔

امام احمد بن زہیر نسائی المعروف بہ ''ابن ابی خیثمہ رحمۃ اللہ علیہ'' (م 279ھ) نے ان کو ''اصحاب ابی حنیفۃ رحمۃ اللہ علیہ'' میں سے قرار دیا ہے، اور اپنی سندِ متصل کے ساتھ امام حجر بن عبدالجبار رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے کہ کسی نے امام قاسم بن معن رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا: ''آپ رحمۃ اللہ علیہ کیوں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی مجالست اختیار کر کے ان کے غلاموں میں شمار ہونا

چاہتے ہیں؟'' تو انہوں نے جواب میں فرمایا:

''مَا جَلَسَ النَّاسُ إِلَى أَحَدٍ أَنْفَعَ مِنْ مُجَالَسَةِ أَبِي حَنِيفَةَ''۔

(التاریخ الکبیر لابن ابی خیثمۃ، ج2 ص950 رقم 4055، ج3 ص156 رقم 4252)

ترجمہ مجھے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس سے زیادہ کسی کی مجلس نے نفع نہیں دیا۔

3 امام عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ (م 181ھ)

موصوف بلند پایہ فقیہ، مجاہد فی سبیل اللہ، عظیم ولی اللہ اور علمِ حدیث میں امیر المؤمنین کے درجے پر فائز تھے۔ ان کا قدرے تفصیلی تذکرہ ہم امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے تلامذہ کے تعارف میں ذکر کر آئے ہیں، اور وہاں بحوالہ محدثین یہ ذکر ہو چکا ہے کہ امام موصوف رحمۃ اللہ علیہ نے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے حدیث کی روایت کرنے کے علاوہ فقہ میں بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ سے شرفِ تلمذ حاصل کیا، اور یہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے فقہی تلامذہ میں شمار ہوتے ہیں۔

نیز امام ابن المبارک رحمۃ اللہ علیہ کا خود اپنا بیان ہے:

وتعلمت الفقه الذي عندي من ابي حنيفة۔ (اخبار ابی حنیفۃ واصحابہ ص84)

ترجمہ میرے پاس جو کچھ فقہ ہے وہ میں نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے سیکھی ہے۔

نیز فرماتے ہیں:

امامنا في الفقه ابو حنيفة۔ (اخبار ابی حنیفۃ واصحابہ ص84)

ترجمہ فقہ میں ہمارے امام (پیشوا) امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

غازیٔ اسلام سلطان صلاح الدین ایوبی رحمۃ اللہ علیہ کے بھتیجے سلطان المعظم عیسیٰ بن ابی بکر ایوبی رحمۃ اللہ علیہ (م 642ھ) نے امام ابن المبارک رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں تصریح کی ہے:

وأنه ما زال على مذهب أبي حنيفة إلى أن مات برواية الخطيب عنه.

(تاريخ بغداد - ط العلمية: الرد على أبي بكر الخطيب البغدادي، للملك المعظم عيسى الأيوبي (ج22) ص؛ السہم المصیب فی کبد الخطیب، ص93)

ترجمہ امام ابن المبارک رحمۃ اللہ علیہ اپنی وفات تک امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب پر ہی کاربند

رہے۔ جیسا کہ علامہ خطیب رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کی ہے۔

حافظ عبدالقادر قرشی رحمۃ اللہ علیہ (م 775ھ) اور علامہ عبدالحی لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ (م 1304ھ) نے بھی ان کو طبقاتِ حنفیہ میں شمار کیا ہے۔ (الجواہر المضیۃ، 1/281؛ الفوائد البہیۃ ص103)

4 امام قاضی حفص بن غیاث رحمۃ اللہ علیہ (م 194ھ)

قاضی موصوف رحمۃ اللہ علیہ ایک نامور حافظ الحدیث اور صحاح ستہ کے مرکزی راوی ہیں، اور تمام کتبِ حدیث ان کی روایات سے مالا مال ہیں۔ ہم امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے تلامذہ کے تعارف میں ان کا بھی تفصیلی ترجمہ لکھ آئے ہیں، اور وہاں حافظ ابن الصلاح رحمۃ اللہ علیہ، حافظ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ محدثین کے حوالے ہم نے نقل کیے تھے کہ قاضی حفص رحمۃ اللہ علیہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے طبقۂ اولیٰ کے تلامذہ میں سے ہیں، اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے اُن اصحاب میں شمار ہوتے ہیں جن کو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے دل کی تسکین اور اپنے غموں کا مداوا قرار دیا تھا۔

علاوہ ازیں امام نووی شافعی رحمۃ اللہ علیہ (م ۶۷۶ھ) نے ان کے حنفی المذہب ہونے کی صاف تصریح کی ہے۔ (تقریب النواوی مع شرحہ تدریب الراوی، 2/58)

امام محمد بن ابراہیم بن جماعہ رحمۃ اللہ علیہ (م 733ھ) بھی ان کو حنفی قرار دیتے ہیں۔

(المنہل الروی فی مختصر علوم الحدیث النبوی ص97)

اسی طرح حافظ عبدالقادر قرشی رحمۃ اللہ علیہ (م 775ھ) نے بھی ان کو طبقاتِ حنفیہ میں شمار کیا ہے۔ (الجواہر المضیۃ، 2/85)

5 امام یزید بن ہارون واسطی رحمۃ اللہ علیہ (م 206ھ)

یہ بھی ایک نامور محدث اور بلند پایہ حافظ الحدیث ہیں۔ ان کے مناقب کے لیے یہی کافی ہے کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے استاذ امام علی بن مدینی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''میں نے ان سے بڑا کوئی حافظ الحدیث نہیں دیکھا''۔ تمام ائمہ صحاح ستہ نے ان سے اپنی

کتب میں روایات لی ہیں۔ (تہذیب التہذیب،6/231)

امام موفق بن احمد مکی رحمۃ اللہ علیہ (م ۵۶۸ھ) ان کے متعلق لکھتے ہیں:

اتفق اصحاب الحديث على ان واسطا ما اخرجت مثل يزيد بن هارون في حفظه واتقانه وزهده وانواع فضله روى عن ابي حنيفة مع فضله وكبر سنه وسأله عن مسائل من الفقه، وكان مائلا اليه۔

(مناقب ابی حنیفۃ،ص303،للمکیؒ)

ترجمہ: اصحاب حدیث (محدثین) کا اس پر اتفاق ہے کہ سرزمین واسط نے امام یزید بن ہارون رحمۃ اللہ علیہ، جو کہ حفظِ حدیث، اتقانِ حدیث، زہد وتقویٰ اور دیگر متعدد فضائل کے جامع تھے، جیسا شخص پیدا نہیں کیا۔ لیکن ان سب فضل وکمال اور بڑی عمر رکھنے کے باوجود انہوں نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایتِ حدیث کی ہے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ سے مسائلِ فقہ حاصل کیے ہیں، اور یہ (فقہی طور پر) آپ رحمۃ اللہ علیہ کی طرف میلان رکھتے تھے۔

حافظ عبدالقادر قرشی رحمۃ اللہ علیہ (م 775ھ) نے ان کو طبقاتِ حنفیہ میں شمار کیا ہے اور امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں ان کا یہ قول نقل کیا ہے:

وَلَوَدِدْتُ ان عندی عنه مائة الف مسئلة، قال وجلستهٔ قبل ان یموت بجمعة۔ (الجواہر المضیئۃ،2/220)

ترجمہ: میری خواہش ہے کہ میرے پاس امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے ایک لاکھ مسائل فقہ ہوں، میں امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی وفات سے پہلے والے جمعہ میں بھی آپ سے ملا تھا۔

6 امام شعیب بن اسحاق دمشقی رحمۃ اللہ علیہ (م 189ھ)

امام شعیب رحمۃ اللہ علیہ کا شمار ثقہ محدثین اور پختہ کار حفاظِ حدیث میں ہوتا ہے۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ، امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ، امام یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ، امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ، امام ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر محدثین نے ان کی زبردست توثیق وتعریف کی ہے۔ اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ

ائمۂ حدیث نے اپنی کتبِ حدیث میں ان کی متعدد احادیث کو روایت کیا ہے۔

(تہذیب التہذیب،2/503)

موصوف رحمۃ اللہ علیہ ان خوش بخت لوگوں میں سے ہیں جو امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے درسِ حدیث و فقہ میں شریک ہوتے رہے اور ہمیشہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب پر ہی کاربند رہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ (م 852ھ) ان کے ترجمہ میں فرماتے ہیں:

روى عن ابيه وابي حنيفة، وتمذهب له۔ (تہذیب التہذیب،2/503)

ترجمہ: انہوں نے اپنے والد (امام اسحاق دمشقی رحمۃ اللہ علیہ) اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی ہے، اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب اختیار کیا ہے۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ (م 748ھ) بھی ان کو حنفی قرار دیتے ہیں اور ان کے بارے میں تصریح کرتے ہیں:

أَخَذَ الفِقْهَ عَنْ أَبِي حَنِيْفَةَ، وَكَانَ مِنْ ثِقَاتِ أَهْلِ الرَّأْيِ، مُتْقِناً، مُجَوِّداً لِلْحَدِيْثِ۔ (سیر اعلام النبلاء، ج7ص536، رقم 1347)

ترجمہ: انہوں نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے فقہ حاصل کیا، اور یہ ثقہ اہلِ رائے (فقہاء) اور پختہ کار اور جیّد محدثین میں سے تھے۔

حافظ عبدالقادر قرشی رحمۃ اللہ علیہ (م 775ھ) نے بھی ان کو علمائے حنفیہ میں شمار کیا ہے۔

(الجواہر المضیئۃ،1/256)

7 امام یحییٰ بن زکریا بن ابی زائدہ رحمۃ اللہ علیہ (م 182ھ)

ان کا شمار اُن عظیم المرتبت ائمۂ حدیث میں ہوتا ہے جن کی ثقاہت وعدالت پر تمام محدثین کا اتفاق ہے، اور جن کی احادیث سے صحاح ستہ اور دیگر کتبِ حدیث بھری ہوئی ہیں۔

ان کا ترجمہ ہم امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے تلامذہ کے تعارف میں لکھ چکے ہیں اور وہاں یہ گزر چکا ہے کہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ ان کا اتنا گہرا تعلق تھا کہ حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ ابن

العماد رحمۃ اللہ علیہ جیسے محدثین ان کو ’’صاحب ابی حنیفۃ رحمۃ اللہ علیہ‘‘ سے ملقب کرتے ہیں۔
نیز ان کے ترجمے میں بحوالہ امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ یہ بھی گزر رہا ہے کہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے جن چالیس خصوصی تلامذہ پر مشتمل فقہی مجلس تشکیل دی تھی، ان میں یہ بھی شامل تھے اور اس مجلس میں کتابت کی ذمہ داری بھی ان ہی کے سپرد تھی۔

8 امام وکیع بن جراح رحمۃ اللہ علیہ (م 197ھ)

یہ تمام مشہور حفاظ حدیث (امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ، امام ابن المدینی رحمۃ اللہ علیہ اور امام یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ) کے استاذ اور علم حدیث و اسماء الرجال کے عظیم سپوت ہیں۔ یہ عظیم المرتبت محدث بھی امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے شرفِ تلمذ رکھنے کے علاوہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مقلد بھی ہیں اور یہ ہمیشہ آپ رحمۃ اللہ علیہ ہی کے قول پر فتویٰ دیا کرتے تھے۔
امام موصوف رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد امام یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ (م 233ھ) فرماتے ہیں:

قَالَ: يَحْيَى بْنُ مَعِينٍ: "مَا رَأَيْتُ أَحَدًا أُقَدِّمُهُ عَلَى وَكِيعٍ". وَكَانَ يُفْتِي بِرَأْيِ أَبِي حَنِيفَةَ۔ (جامع بیان العلم وفضلہ، ج2 ص1083 رقم 2109)

ترجمہ: میں نے کوئی شخص ایسا نہیں دیکھا جس کو امام وکیع رحمۃ اللہ علیہ پر ترجیح دوں، اور وہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی رائے (فقہ) پر فتویٰ دیا کرتے تھے۔

نیز فرماتے ہیں:

ویفتی بقول ابی حنیفۃ۔ (تذکرۃ الحفاظ، 1/224)

ترجمہ: امام وکیع رحمۃ اللہ علیہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے قول پر فتویٰ دیتے تھے۔

حافظ ابوعبداللہ صیمری رحمۃ اللہ علیہ (م 436ھ) فرماتے ہیں:

فمن اخذ عنہ العلم وکان یفتی بقولہ وکیع بن الجراح۔

(اخبار ابی حنیفۃ واصحابہ ص55)

ترجمہ: امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے جن لوگوں نے علم حاصل کیا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے قول پر فتویٰ دیتے رہے، ان میں سے ایک امام وکیع بن جراح رحمۃ اللہ علیہ بھی ہیں۔

نیز امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی توثیق کے بیان میں مشہور غیر مقلد مولانا ابو یحییٰ محمد شاہجہانپوری رحمۃ اللہ علیہ (م 1338ھ) کا حوالہ گزر چکا ہے، جس میں انہوں نے تسلیم کیا ہے کہ امام وکیع بن جراح رحمۃ اللہ علیہ اور امام یحییٰ بن سعید قطان رحمۃ اللہ علیہ نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے قول و مذہب کو لیا ہے اور اس پر فتویٰ دیا ہے۔

9 امام یحییٰ بن سعید قطان رحمۃ اللہ علیہ (م 198ھ)

امام قطان رحمۃ اللہ علیہ کا حدیث اور اسماء الرجال میں جو بلند پایہ مقام ہے، وہ کسی تعارف کا محتاج نہیں ہے۔
یہ وہی بزرگ ہیں جنہوں نے سب سے پہلے فنِ اسماء الرجال کو مدوّن کیا۔ چنانچہ مولانا عبدالسلام مبارکپوری رحمۃ اللہ علیہ (م 1342ھ) نے تصریح کی ہے:
’’فنِ اسماء الرجال کا سنگ بنیاد یحییٰ بن سعید قطان رحمۃ اللہ علیہ نے رکھا‘‘۔

(سیرۃ البخاریؒ ص281)

محدثین میں امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی مقبولیت کی اس سے بڑھ کر دلیل اور کیا ہو سکتی ہے کہ فن اسماء الرجال کے یہ مدوّنِ اوّل بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کی فقہ کے مقلد و پیروکار تھے۔ چنانچہ امام یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ، جو امام قطان رحمۃ اللہ علیہ کے بھی شاگرد ہیں، فرماتے ہیں:

وکان یحیی القطان یفتی بقول ابی حنیفۃ ایضا۔ (تذکرۃ الحفاظ ۱/۲۲۴)

ترجمہ: امام یحییٰ قطان رحمۃ اللہ علیہ بھی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے قول پر فتویٰ دیا کرتے تھے۔

نیز امام ابن معین رحمۃ اللہ علیہ تصریح کرتے ہیں:

وکان یحیی بن سعید یذھب فی الفتوی الی قول الکوفیین، ویختار قولہ من اقوالھم، ویتبع رأیہ من بین اصحابہ۔ (تاریخ بغداد وذیولہ، 13/345)

ترجمہ: امام یحییٰ بن سعید قطان رحمۃ اللہ علیہ فتویٰ دینے میں کوفیوں کے مذہب پر تھے، اور وہ اہلِ کوفہ کے اقوال میں سے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے قول کو اختیار کرتے تھے، اور امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے اصحاب کی بجائے خود امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی رائے (فقہ) کی اتباع

کرتے تھے۔

مورّخ اسلام حافظ ابن کثیر ؒ (م 774ھ) امام ابوحنیفہ ؒ کے ترجمہ میں لکھتے ہیں:

وَقَدْ كَانَ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ يَخْتَارُ قَوْلَهُ فِي الْفَتْوَىٰ، وَكَانَ يَحْيَى يَقُولُ: "لَا نَكْذِبُ اللهَ! مَا سَمِعْنَا أَحْسَنَ مِنْ رَأْيِ أَبِي حنيفة، وقد أخذنا بِأَكْثَرِ أَقْوَالِهِ". (البدایۃ والنہایۃ، ج10 ص114۔ طبع: دار احیاء التراث العربی)

ترجمہ: امام یحیٰی بن سعید ؒ فتویٰ دینے میں امام ابوحنیفہ ؒ کے قول کو اختیار کرتے تھے۔ اور امام یحیٰی ؒ فرمایا کرتے تھے: "اللہ کی قسم! ہم جھوٹ نہیں بولتے، ہم نے امام ابوحنیفہ ؒ کی رائے سے بہتر کسی کی رائے نہیں سنی۔ اور بلاشبہ ہم نے آپ ؒ کے اکثر اقوال کو لیا ہے"۔

محدث ناقد حافظ شمس الدین ذہبی ؒ (م 748ھ) امام قطان ؒ کے ترجمہ میں فرماتے ہیں:

وَكَانَ فِي الْفُرُوعِ عَلَىٰ مَذْهَبِ أَبِي حَنِيفَةَ. (سیر اعلام النبلاء ج7 ص570 رقم 1366)

ترجمہ: امام قطان ؒ فروعاتِ فقہ میں امام ابوحنیفہ ؒ کے مذہب پر تھے۔

10 امام محمد بن نصر الجارودی ؒ (م 291ھ)

یہ امام ابوحنیفہ ؒ کے شاگرد امام جارود ؒ کی اولاد میں سے ہونے کی وجہ سے جارودی کہلاتے ہیں۔ حافظ ذہبی ؒ نے ان کا بڑا شاندار ترجمہ لکھا ہے اور ترجمے کا آغاز اِن القاب سے کیا ہے:

الإِمَامُ، الأَوْحَدُ، الحَافِظُ، المُتْقِنُ، الأَمجدُ، صدرُ خُرَاسَان.

(سیر اعلام النبلاء ج10 ص524 رقم 2489)

امام حاکم نیشاپوری ؒ نے اپنی تاریخ میں ان کا ذکر کیا ہے اور ان کے بارے میں یہ القاب لکھے ہیں:

ذَكَرَهُ الحَاكِمُ فَقَالَ: شَيْخُ وَقْتِهِ، وَعَيْنُ عُلَمَاءِ عصرِهِ حِفْظاً وَكَمَالاً، وَقُدْوَةً وَرِئَاسَةً وثروةً. (سیر اعلام النبلاء ج10 ص524 رقم 2489)

ترجمہ: امام حاکم ؒ نے یہ بھی تصریح کی ہے کہ امام جارودی ؒ اور امام مسلم ؒ صاحب الصحیح دونوں طلبِ حدیث میں اکٹھے سفر کرتے رہے ہیں اور ان دونوں کے آپس میں بہت اچھے تعلقات تھے۔

امام موصوف ؒ کا علمِ حدیث میں جو مقام و مرتبہ تھا، اُس کا اندازہ اس واقعہ سے لگائیں جو حافظ ذہبی ؒ وغیرہ محدثین نے نقل کیا ہے:

وَقَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ الحَاكِمُ: كَانَ رِحلَته مَعَ مُسلِم يَتَبَجَّحُ بِذَلِكَ، وَيَعتمدُهُ فِي جَمِيعِ أسبابه إلى أن توفي مسلم.

وَقَالَ أَبُو حَامِدٍ بنُ الشَّرْقِيِّ: سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بن يَحْيَى الذُّهْلِيّ، وَأَملى حَدِيْثاً فردَّ عَلَيْهِ الجَارُوْدِيّ فَزَبَرَه مُحَمَّد بن يَحْيَى فَلَمَّا كَانَ المَجلِس الثَّانِي قَالَ الذُّهْلِيّ: "هَا هُنَا أَبُو بَكْرٍ". قَالَ: "نَعَمْ". قَالَ: "الصَّوَاب مَا قُلْتَ فَإِنِّي رَجَعْتُ إِلَى كتابي فَوَجَدتُه عَلَى مَا قُلْتَ".

(سیر اعلام النبلاء ج10 ص525 رقم 2489)

ترجمہ: ایک دفعہ امام محمد بن یحیٰی ذہلی ؒ، جو امام بخاری ؒ اور امام مسلم ؒ وغیرہ ائمہ حدیث کے استاذ ہیں، حدیث کا درس دے رہے تھے کہ ایک حدیث کی املاء کے دوران امام جارودی ؒ نے ان کو ٹوکا، تو امام ذہلی ؒ نے ان کو ڈانٹ دیا۔ جب دوسری مجلس شروع ہوئی تو امام ذہلی ؒ نے ان سے فرمایا:

"درست بات وہی ہے جو آپ ؒ نے کہی تھی، میں نے جا کر اپنی کتاب دیکھی تو اس میں اسی طرح لکھا ہوا تھا جس طرح آپ ؒ نے کہا تھا"۔

علومِ حدیث کے علاوہ علومِ عربیہ میں بھی ان کا مرتبہ اس قدر بلند تھا کہ بقول امام حاکم ؒ، امام ذہلی ؒ جیسے محدث بھی ان فن میں ان سے استفادہ کے لیے ان کو اپنے پاس رات کو ٹھہراتے تھے۔ (سیر اعلام النبلاء ج10 ص525 رقم 2489)

ان سب کمالات کے باوجود یہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مقلد تھے اور ان کا پورا گھرانہ حنفی تھا۔

امام حاکم نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ ان کے تذکرہ میں فرماتے ہیں:

اهل بيته حنفيون۔ (سیر اعلام النبلاء ج10 ص525 رقم 2489)

ترجمہ ان کے سب گھر والے حنفی ہیں۔

نیز امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

وكان هو، وأبوه، وجدّه، والجارود جدّ أبيه صاحب أبي حنيفة، كلهم رأييّون.

(الجواهر المضية في طبقات الحنفية-ت الحلو (عبد القادر القرشي) ج3 ص382 رقم 1556)

ترجمہ یہ (محمد بن نضر رحمۃ اللہ علیہ) ان کے والد، ان کے دادا، اور ان کے پردادا جارود رحمۃ اللہ علیہ جو صاحب ابی حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں، یہ سب کے سب اہل الرائے (فقہائے احناف) تھے۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ان کو حنفی فقیہ قرار دیا ہے۔

(تذکرۃ الحفاظ، 2/178؛ طبقات الحفاظ ص297)

11 امام یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ (م 233ھ)

موصوف رحمۃ اللہ علیہ فنِ جرح وتعدیل کے امام اور تمام حفاظِ حدیث کے سردار ہیں۔ مولانا عبدالرحمن مبارکپوری رحمۃ اللہ علیہ غیر مقلد (م 1353ھ) ان کے متعلق لکھتے ہیں:

امام الجرح والتعدیل یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ، جن کی نسبت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

كل حديث لا يعرفه يحيى فليس بحديث۔

ترجمہ جس حدیث کو یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ نہ پہچانیں، وہ حدیث ہی نہیں ہے۔

(تحقیق الکلام، 2/87)

یہ حدیث واسماء الرجال کے مایہ ناز سپوت بھی نہ صرف یہ کہ حنفی ہیں، بلکہ ان کا شمار غالی حنفیوں میں ہوتا ہے۔

حافظ شمس الدین ذہبی رحمۃ اللہ علیہ (م 748ھ) فرماتے ہیں:

فَإِن ابْنَ مَعِين كَانَ من الْحَنَفِيَّة الغلاة فِي مذْهبه۔

(الراوة الثقاة المتكلم فيهم فيما لا يوجب ردهم ص30، طبع: دار البشائر الإسلامية-بيروت-لبنان)

ترجمہ بلاشبہ امام یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ ان حنفیوں میں سے ہیں، جو اپنے مذہب میں غلو رکھتے ہیں، اگرچہ وہ محدث ہیں۔

نیز حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ، امام ابن معین رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمہ میں امام موصوف رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد امام ابراہیم بن عبداللہ بن جنید رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا:

فَقُلْتُ لِيَحْيَى: "تَرَى أَنْ يَنْظُرَ الرَّجُلُ فِي رَأْيِ الشَّافِعِيِّ وَأَبِي حَنِيْفَةَ؟"۔ قَالَ: "مَا أَرَى لِأَحَدٍ أَنْ يَنْظُرَ فِي رَأْيِ الشَّافِعِيِّ، يَنْظُرُ فِي رَأْيِ أَبِي حَنِيْفَةَ أَحَبُّ إِلَيَّ"۔ قُلْتُ: "قَدْ كَانَ أَبُو زَكَرِيَّا رَحِمَهُ اللهُ حَنَفِيّاً فِي الفُرُوْعِ، فَلِهَذَا قَالَ هَذَا۔ وَفِيْهِ انْحِرَافٌ يَسِيْرٌ عَنِ الشَّافِعِيِّ"۔

(سیر اعلام النبلاء، ج9 ص133 رقم 1823)

ترجمہ میں نے امام یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا: "آپ رحمۃ اللہ علیہ کی اس بارے میں کیا رائے ہے کہ اگر کوئی آدمی امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی رائے (فقہ) دیکھے؟"۔ انہوں نے فرمایا: "میں کسی کے لیے یہ مناسب نہیں سمجھتا کہ وہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی فقہ کو دیکھے، البتہ مجھے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی فقہ دیکھنا بہت زیادہ پسند ہے"۔

میں (حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہوں: "امام ابوزکریا رحمۃ اللہ علیہ (یہ امام ابن معین رحمۃ اللہ علیہ کی کنیت ہے) فروعِ مسائل میں حنفی تھے، اس لیے انہوں نے یہ بات فرمائی ہے، اور ان میں قدرے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی مخالفت پائی جاتی تھی"۔

12 امام ابویعلیٰ احمد بن علی موصلی رحمۃ اللہ علیہ (م 307ھ)

یہ صاحب التصانیف محدث اور پختہ کار وثقہ محدث ہیں۔ ان کا مجموعۂ حدیث، جو

''مسند ابی یعلیٰ'' کے نام سے مشہور ہے، اب طبع ہو چکا ہے، جو کہ حدیث کی ایک ضخیم کتاب ہے۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے ان کو حفاظِ حدیث میں شمار کیا ہے اور ان کا تعارف کراتے ہوئے لکھا ہے:

ابویعلیٰ الموصلی الحافظ، الثقة، محدث الجزيرة... صاحب المسند الكبير۔ (تذکرۃ الحفاظ، 2/199)

موصوف رحمۃ اللہ علیہ بھی حنفی مسلک سے تعلق رکھتے ہیں اور انہوں نے فقہ حنفی کی تعلیم امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد امام بشر بن ولید رحمۃ اللہ علیہ (م 238ھ، جن کے بارے میں علامہ خطیب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: ''وکان بشر احدًا اصحاب ابی یوسف، اخذ عنه الفقه'' (تاریخ بغداد و ذیولہ، 7/83) کہ امام بشر رحمۃ اللہ علیہ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے اصحاب میں سے ہیں، اور انہوں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے فقاہت سیکھی۔ چنانچہ امام حاکم نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ (م 405ھ) اور حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ امام ابویعلیٰ رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد امام ابوعلی الحافظ رحمۃ اللہ علیہ (م 349ھ) کے حوالہ سے لکھتے ہیں:

وَقَالَ أَبُو عَلِيٍّ الحَافِظُ: "لَوْ لَمْ يَشتغلْ أَبُو يَعْلَى بكُتُبِ أَبِي يُوسُفَ عَلَى بِشْر بن الوَلِيْدِ الكِنْدِيِّ لَأَدركَ بِالبَصْرَةِ سُلَيْمَانَ بن حَرْبٍ، وَأَبَا الوَلِيْدِ الطَّيَالِسِيَّ".

(سیر اعلام النبلاء ج 11 ص 110 رقم 2619؛ تاریخ نیسابور، طبقۃ شیوخ الحاکم، ص ۲۲۵؛ طبقات علماء الحدیث ج 2 ص 429؛ تذکرۃ الحفاظ، ج 2 ص 200 رقم 726)

ترجمہ: اگر ابویعلیٰ رحمۃ اللہ علیہ بشر بن ولید رحمۃ اللہ علیہ سے امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کی کتابیں پڑھنے میں مشغول نہ ہوتے، تو بصرہ میں سلیمان بن حرب رحمۃ اللہ علیہ اور ابو ولید طیالسی رحمۃ اللہ علیہ کو پا لیتے۔

اس حوالے سے اندازہ لگالیں کہ امام موصوف رحمۃ اللہ علیہ کے دل میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی فقہ کی کتنی محبت تھی کہ اس کے حصول میں انہوں نے امام ابن حرب رحمۃ اللہ علیہ اور امام طیالسی رحمۃ اللہ علیہ جیسے عالی السند محدثین سے شرفِ تلمذ کو بھی قربان کر دیا۔

نیز حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

وَقَالَ الحَافِظُ عَبْدُ الغَنِيِّ الأَزْدِيُّ: "أَبُو يَعْلَى أَحَدُ الثِّقَاتِ الأَثْبَاتِ، كَانَ عَلَى رَأْيِ أَبِي حَنِيْفَةَ. قُلْتُ: "نَعَم، لأَنَّه أَخَذَ الفِقْهَ عَنْ أَصْحَابِ أَبِي يُوْسُفَ". (سیر اعلام النبلاء، ج 11 ص 110، رقم 2619)

ترجمہ: حافظ عبدالغنی الازدی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے: ''امام ابویعلیٰ رحمۃ اللہ علیہ ثقہ اور پختہ کار محدثین میں سے ایک تھے، اور وہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی رائے (فقہ) پر کاربند تھے۔ میں (حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہوں: ''جی ہاں! اس لیے کہ انہوں نے فقہ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے تلامذہ (بشر بن ولید رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ) سے حاصل کیا تھا۔

13 امام ابوبشر محمد بن احمد بن حماد الدولابی رحمۃ اللہ علیہ (م 310ھ)

امام دولابی رحمۃ اللہ علیہ مشہور محدث اور جرح وتعدیل کے امام ہیں۔ انہوں نے علومِ حدیث کی تحصیل امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ، امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ ائمۂ حدیث سے کی، جب کہ خود ان سے شرفِ تلمذ رکھنے والوں میں امام ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ، امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ اور امام ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ جیسے اساطینِ علم حدیث بھی شامل ہیں۔ امام موصوف رحمۃ اللہ علیہ نے علم حدیث اور فنِ جرح وتعدیل کے متعلق کئی شاہکار کتابیں لکھی ہیں، جن میں سے ان کی ایک کتاب ''الکنیٰ والاسماء'' بھی ہے جو اپنے موضوع پر ایک سند کا درجہ رکھتی ہے۔

متعدد جلیل القدر محدثین نے ان کی بڑے عمدہ الفاظ میں توثیق وتعریف کی ہے۔ چنانچہ حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ ان کو حفاظ میں شمار کرتے ہوئے ان کے ترجمے کا آغاز ان الفاظ سے کرتے ہیں:

الدولابی الحافظ السالم۔ (تذکرۃ الحفاظ، 2/231)

نیز ان کے بارے میں لکھتے ہیں:

الإِمَامُ الحَافِظُ البَارِعُ، أَبُو بِشْرٍ، مُحَمَّدُ بنُ أَحْمَدَ بنِ حَمَّادِ بنِ سَعِيْدِ بن مُسْلِمٍ الأَنْصَارِيُّ، الدُّوْلَابِيُّ، الرَّازِيُّ، الوَرَّاقُ.

(سیر اعلام النبلاء، ج11 ص191، رقم2720)

اسی طرح ذہبی رحمہ اللہ نے ان کو محمد بن احمد بن حماد بن سفیان کوفی رحمہ اللہ کے ترجمہ میں ''الحَافِظُ الكَبِيْرُ، أَبُو بِشْرٍ، مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بنِ حَمَّادِ بنِ سَعِيْدٍ الأَنْصَارِيُّ الدُّوْلاَبِيُّ'' قرار دیا ہے۔ (سیر اعلام النبلاء، ج12 ص408، رقم3530)

امام ابن یونس مصری رحمہ اللہ ان کے بارے میں فرماتے ہیں:

وقال ابن یونس: کان الدولابی من أهل الصنعة حسن التصنیف۔

(لسان المیزان، ج5 ص42؛ لسان المیزان ج6 ص506-طبع: دار البشائر الإسلامية)

ترجمہ: امام دولابی رحمہ اللہ اہلِ فنِ حدیث میں سے تعلق رکھنے والے ایک اچھے مصنف تھے۔

حافظ مسلمہ بن قاسم قرطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وکان مقدما فی العلم والروایة ومعرفة الاخبار۔

(لسان المیزان، ج5 ص42؛ لسان المیزان ج6 ص506-طبع: دار البشائر الإسلامية)

ترجمہ: امام دولابی رحمہ اللہ کو علم، روایتِ حدیث اور معرفتِ تاریخ میں فوقیت حاصل تھی۔

حافظ ابونصر ابن ماکولا رحمہ اللہ (م475ھ) فرماتے ہیں:

والدولابی واحد من المتقنین الحفاظ۔ (الاکمال، 7/164)

ترجمہ: امام دولابی رحمہ اللہ پختہ کار اور حفاظِ محدثین میں سے ایک ہیں۔

مؤرخِ اسلام علامہ ابن خلکان رحمہ اللہ نے امام دولابی رحمہ اللہ کے ترجمہ میں تصریح کی ہے:

کان عالما الحدیث والاخبار والتواریخ، سمع الاحادیث بالعراق والشام۔ (وفیات الاعیان، 2/397)

ترجمہ: آپ رحمہ اللہ حدیث، اخبار اور تاریخ کے عالم تھے۔ آپ رحمہ اللہ نے عراق اور شام میں احادیث کا سماع کیا تھا۔

نیز لکھتے ہیں:

وله تصانیف مفیدة فی التاریخ و موالید العلماء و وفیاتهم، واعتمد علیه ارباب هذا الفن فی النقل واخبروا عنه فی کتبهم و مصنفاتهم

المشهورة، وبالجملہ فقد کان من الاعلام فی هذا الشان وممن یرجع الیه، وکان حسن التصنیف۔ (وفیات الاعیان، 2/397)

ترجمہ: امام دولابی رحمہ اللہ کی تاریخ، اور علماء کی موالید اور وفیات میں مفید کتب ہیں۔ اربابِ فن نے آپ رحمہ اللہ کی نقل پر اعتماد کیا ہے، اور اپنی کتب اور مشہور تصانیف میں آپ رحمہ اللہ سے روایات نقل کی ہیں۔ غرض آپ رحمہ اللہ اس فن کی نشانیوں میں سے تھے اور ان لوگوں میں سے تھے کہ جن کی طرف اس فن میں رجوع کیا جاتا ہے، اور آپ رحمہ اللہ ایک اچھے مصنف تھے۔

بعض محدثین (امام ابن عدی رحمہ اللہ وغیرہ)، جو احناف کے بارے میں سخت متعصب ہیں، انہوں نے امام دولابی رحمہ اللہ پر مخالفتِ مذہبی کی وجہ سے کلام کیا ہے، لیکن خود ان ہی محدثین میں سے امام دارقطنی رحمہ اللہ نے ان لوگوں کی تردید کر دی ہے۔ چنانچہ وہ فرماتے ہیں:

یتکلمون فیه، وما تبین من امره الا خیر۔ (سیر اعلام النبلاء (رقم2720)

ترجمہ: لوگوں نے ان کے بارے میں (بے جا) کلام کیا ہے، مگر ان سے سوائے خیر کے اور کچھ ظاہر نہیں ہوا۔

یہ بلند پایہ امام بھی حنفی المذہب ہیں۔ چنانچہ حافظ مسلمہ بن قاسم قرطبی رحمہ اللہ ان کے بارے میں لکھتے ہیں:

کان ابوه من اهل العلم، وکان مسکنه بدولاب من ارض بغداد، ثم خرج ابنه محمد عنها طالبا للحدیث، فاکثر الروایة، وجالس العلماء، وتفقه لأبی حنیفة رحمه الله تعالیٰ۔

(لسان المیزان، ج5 ص42؛ لسان المیزان ج6 ص506-طبع: دار البشائر الإسلامية)

ترجمہ: ان کے والد اہلِ علم میں سے تھے، اور ان کا مسکن دولاب جو سرزمینِ بغداد میں تھا، پھر ان کے بیٹے محمد (امام دولابی رحمہ اللہ) یہاں سے روایتِ حدیث کے لیے نکل گئے اور بکثرت احادیث کی روایت کی۔ علماء کی مجالس میں بیٹھے اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے

مذہب پر تفقہ حاصل کیا۔

14 امام عبدالباقی بن قانع بغدادی رحمۃ اللہ علیہ (م 351ھ)

یہ بھی ائمۂ احناف میں سے ثقہ، حافظ الحدیث اور پختہ کار محدث ہیں۔ ان کے تلامذۂ حدیث میں امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ، امام ابوبکر رازی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ محدثین بھی شامل ہیں۔ حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے ان کے ترجمے کا آغاز ان الفاظ سے کیا ہے:

الإِمَامُ، الحَافِظُ، البَارِعُ، الصَّدُوْقُ -إِنْ شَاءَ اللهُ، القَاضِي أَبُو الحُسَيْنِ عَبْدُ البَاقِي بنُ قَانِعِ بنِ مَرْزُوْقِ بنِ وَاثِقٍ الأُمَوِيُّ، مَوْلاَهُم البَغْدَادِيُّ، صَاحِبُ كِتَابِ مُعجمِ الصَّحَابَةِ الَّذِي سَمِعْنَاهُ.

(سیر اعلام النبلاء، ج12 ص97 رقم 3150)

ترجمہ: یہ امام، حافظ الحدیث، بارع، راست گو اور ''معجم الصحابہ'' کہ جس کی ہم نے بھی سماعت کی ہے، کے مصنف ہیں۔

نیز فرماتے ہیں:

وَكَانَ وَاسِعَ الرِّحْلَةِ، كَثِيْرَ الحَدِيْثِ، بَصِيْراً بِهِ.

(سیر اعلام النبلاء، ج12 ص97 رقم 3150)

ترجمہ: یہ طلبِ حدیث میں بہت زیادہ سفر کرنے والے اور حدیث کو کثرت سے روایت کرنے اور اس میں بصیرت رکھنے والے تھے۔

حافظ برقانی رحمۃ اللہ علیہ ان کے بارے میں فرماتے ہیں:

اما البغداديون فيوثقونه. (تاریخ بغداد و ذیولہ، 11/90)

ترجمہ: بغداد کے محدثین ان کی توثیق کرتے ہیں۔

علامہ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

وقد كان عبدالباقي من اهل العلم، والدراية والفهم، ورأيت عامة شيوخنا يوثقونه. (تاریخ بغداد و ذیولہ، 11/90)

ترجمہ: امام عبدالباقی رحمۃ اللہ علیہ اہلِ علم میں سے تھے، اور درایت اور فہم کے جامع تھے، میں نے اپنے اکثر شیوخ کو دیکھا ہے کہ وہ ان کی توثیق کرتے تھے۔

امام عبدالباقی رحمۃ اللہ علیہ نے ''معجم الصحابہ رضی اللہ عنہم'' کے علاوہ بھی کئی کتابیں تصنیف کی ہیں جن میں سے ایک ان کی کتاب ''وفیات'' پر بھی ہے، جیسا کہ حافظ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ نے تصریح کی ہے۔ (اعلان بالتوبیخ ص160)

حافظ عبدالقادر قرشی رحمۃ اللہ علیہ (م 775ھ) نے ان کو ائمۂ احناف میں شمار کیا ہے اور ان کے بارے میں تصریح کی ہے:

واكثر ابوبكر في الرواية عنه في احكام القرآن. (الجواہر المضیئۃ، 1/293)

ترجمہ: امام ابوبکر رازی رحمۃ اللہ علیہ نے احکام القرآن میں ان سے بکثرت احادیث روایت کی ہیں۔

15 امام جعفر بن محمد مستغفری نسفی رحمۃ اللہ علیہ (م 432ھ)

موصوف رحمۃ اللہ علیہ ایک بلند پایہ اور قابلِ فخر حنفی محدث ہیں۔ حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے ان کا شاندار ترجمہ لکھا ہے جس کا آغاز انہوں نے ان کے بارے میں یہ القاب کہہ کر کیا ہے:

الامام، الحافظ، المجوّد، المصنف... (سیر اعلام النبلاء، 7/564)

امام ابوسعد سمعانی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ان کی بڑی تعریف کی ہے اور لکھا ہے کہ ان کے زمانے میں ''ماوراء النہر'' کے علاقوں میں کوئی بھی شخص حدیث کو جمع و تصنیف کرنے اور اس کو سمجھنے میں ان کا ہم پایہ نہیں تھا۔ (کتاب الانساب، 4/292)

حافظ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ (م 902ھ) ان کا تعارف ''الحنفی، الحافظ'' کے الفاظ سے کراتے ہیں۔ (اعلان بالتوبیخ ص133)

حافظ عبدالقادر قرشی رحمۃ اللہ علیہ (م 775ھ) اور حافظ قاسم بن قطلو بغا رحمۃ اللہ علیہ (م 879ھ) نے بھی ان کو طبقاتِ حنفیہ میں ذکر کیا ہے۔ (الجواہر المضیئۃ، 1/180؛ تاج التراجم ص53)

موصوف رحمۃ اللہ علیہ نے علومِ حدیث میں کئی لاجواب کتب تصنیف کی ہیں جن میں سے چند بتصریح حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ یہ ہیں:

معرفۃ الصحابۃ، کتاب الدعوات، دلائل النبوۃ، فضائل القرآن، الشمائل، خطب النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، کتاب الطب، تاریخ نسف، تاریخ کش۔ (سیر اعلام النبلاء، 17/ 564)

16 امام حسن بن محمد صاغانی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ (م 650ھ)

یہ برصغیر (موجودہ پاکستان) کے مایہ ناز اور قابلِ فخر حنفی محدث ہیں۔ علامہ تقی الدین فاسی مالکی رحمۃ اللہ علیہ (م 832ھ) اور حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ (م 748ھ) وغیرہ محدثین کی تصریح کے مطابق یہ دس (10) صفر 577ھ میں پاکستان کے تاریخی و علمی شہر لاہور میں پیدا ہوئے اور شہر غزنہ میں ان کی نشوونما ہوئی۔ پھر یہ بغداد تشریف لے گئے اور خلیفۂ بغداد کے مُقربین میں شامل ہو گئے۔ 617ھ میں خلیفہ نے ان کو سلطانِ ہند کے دربار میں اپنا سفیر بنا کر بھیجا، اور یہ سات سال ہندوستان میں رہنے کے بعد 624ھ میں واپس بغداد چلے گئے۔ پھر اسی سال یہ دوبارہ بطورِ سفیر ہندوستان تشریف لائے اور 637ھ تک یہیں مقیم رہے۔ اس کے بعد یہ مستقل طور پر بغداد منتقل ہو گئے اور وہیں 650ھ میں ان کا انتقال ہوا۔ اور پھر ان کی وصیت کے مطابق ان کے تابوت کو مکہ مکرمہ لے جا کر ان کو وہاں دفن کر دیا گیا۔

انہوں نے ہندوستان اور بغداد کے مشائخ سے تحصیلِ علم کرنے کے علاوہ مکہ مکرمہ، یمن اور عدن وغیرہ جا کر وہاں کے اَجِلّہ اہلِ علم سے بھی استفادہ کیا۔ ان کے اساتذہ میں ثابت بن مشرف رحمۃ اللہ علیہ، نصر بن محمد حصری حنبلی رحمۃ اللہ علیہ، عبدالعزیز الناقد رحمۃ اللہ علیہ، ابراہیم القریظی العدنی رحمۃ اللہ علیہ اور سعد الدین خلف بن محمد ہندی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ زیادہ قابلِ ذکر ہیں۔ جب کہ خود ان سے شرفِ تلمذ رکھنے والوں میں حافظ دمیاطی رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ عبدالمؤمن بن خلف رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ جیسے نامور حفاظ حدیث بھی ہیں۔

حافظ دمیاطی رحمۃ اللہ علیہ ان کو اپنی معجم الشیوخ میں ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

قَالَ الدِّمْیَاطِیّ: "کَانَ شَیْخاً، صَالِحاً، صَدُوْقاً، صموتاً، إِمَاماً فِی اللُّغَۃِ وَالْفِقْہِ وَالْحَدِیْثِ، قرأتُ علیہ الکثیر. (سیر اعلام النبلاء ج16 ص441 رقم 5884)

ترجمہ: یہ شیخ (بزرگ)، نیک، انتہائی راست باز، خاموش طبیعت اور لغتِ عربی، فقہ اور حدیث میں درجۂ امامت پر فائز تھے۔ میں نے ان سے بکثرت پڑھا ہے۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ، جو بیک واسطہ ان کے شاگرد ہیں، ان کے تعارف میں یہ القاب ذکر کرتے ہیں:

الشَّیْخُ الإِمَامُ العَلاَّمَۃُ المُحَدِّثُ إِمَامُ اللُّغَۃِ رَضِیُّ الدین أَبُو الفَضَائِلِ الحَسَنُ بنُ مُحَمَّدِ بنِ الحَسَنِ بنِ حَیْدَرِ بنِ عَلِیٍّ القُرَشِیّ، العَدَوِیّ، العُمَرِیّ، الصَّاغَانِیّ الأَصْل، الھندِی، اللَّھَوْرِی المَوْلِد، البَغْدَادِیّ الوَفَاۃ، المَکِّیّ المَدْفن، الفَقِیْہ، الحَنَفِیّ، صَاحِبُ التَّصَانِیْف.

(سیر اعلام النبلاء ج16 ص441 رقم 5884)

اسی طرح وہ اپنی سند کے ساتھ ان سے ایک حدیث روایت کر کے اس کو صحیح قرار دیتے ہیں۔ (سیر اعلام النبلاء ج16 ص441 رقم 5884)

نیز ان کے بارے میں فرماتے ہیں:

وکان الیہ المنتھی فی معرفۃ علم اللغۃ۔ لہ مصنفات کبار فی ذلک، ولہ بصر بالفقہ والحدیث مع الدین والامامۃ۔ (العبر، 3/265)

ترجمہ: ان کو علمِ لغت میں انتہائی درجہ کی معرفت حاصل تھی، اور اس علم میں انہوں نے کئی بڑی بڑی کتابیں لکھی ہیں۔ اور یہ دینداری اور درجۂ امامت رکھنے کے ساتھ ساتھ فقہ اور حدیث میں بھی بصیرت رکھتے تھے۔

امام تقی الدین الفاسی رحمۃ اللہ علیہ نے ان کو علامہ اور حنفی المذہب قرار دیا ہے۔

(ذیل التقیید فی معرفۃ السنن والمسانید، 1/ 511۔ طبع: دار الکتب العلمیۃ، بیروت)

حافظ عبدالقادر قرشی رحمۃ اللہ علیہ بھی ان کو طبقاتِ حنفیہ میں شمار کرتے ہوئے ان کی زبردست تعریف کرتے ہیں۔ (الجواہر المضیۃ، 1/ 201)

موصوف ؒ نے حدیث و اسماء الرجال، لغت اور فقہ وغیرہ علوم میں کئی یادگار کتب تصنیف کی ہیں، جن میں سے چند یہ ہیں:

۱ مشارق الانوار فی الجمع بین الصحیحن۔ یہ کتاب مطبوعہ اور متداول ہے۔

۲ کتاب فی علم الحدیث

۳ کتاب فی الضعفاء

۴ مجمع البحرین فی اللغۃ۔ حافظ ذہبی ؒ کی تصریح کے مطابق یہ بارہ جلدوں میں ہے۔

۵ العباب الزاخر فی اللغۃ۔ بقول ذہبی ؒ یہ کتاب بیس جلدوں میں ہے۔

17 امام عمر بن احمد حلبی معروف بہ ''ابن العدیم ؒ'' (م 660ھ)

امام ابن العدیم ؒ شام کے ایک بلند پایہ مؤرخ، محدث، فقیہ اور ''مُشَارِكٌ فِي عُلُوْمٍ الْكَثِيرَة'' ہیں۔ حافظ ذہبی ؒ (م 748ھ) نے ان کے ترجمے کا آغاز اِن الفاظ سے کیا ہے:

عُمَر بْن أحمد بْن أبي الفَضْلِ هبة الله بْن أبي غانم محمد بن هبة الله ابن قاضي حلب أبي الحَسَن أحمد بْن يحيى بْن زهير بْن هارون بْن موسى بْن عِيسَى بْن عَبْد الله بْن مُحَمَّد بْن أَبِي جرادة عامر بْن ربيعة بْن خُوَيْلد بْن عَوْف بْن عامر بْن عقيل، الصاحب العلّامة رئيس الشام كمال الدّين أبو القاسم القَيْسي، الهوازني، العُقَيْلي، الحلبي، المعروف بابن العديم، [المتوفى: 660ھ] (تاریخ اسلام ج14 ص937 رقم 544)

وكان عديمَ النظير فضلا ونبلا وذكاء وزكاء ورأيا ودهاء ومنظرا ورواء وجلالة وبهاء، وكان محدثا حافظًا، ومؤرخًا صادقًا، وفقيهًا مفتيًا، ومُنشِئًا بليغًا، وكاتبًا مجودًا۔ (تاریخ اسلام ج14 ص937 رقم 544)

''ابن العدیم ؒ علم، عزت، ذکاوت، رائے، شکل وصورت، مرتبت، فقاہت،

کتابت اور انشاء ہر لحاظ سے نادر روزگار تھے''۔

علامہ صلاح الدین خلیل بن ایبک بن عبد اللہ الصفدی ؒ (المتوفی: 764ھ) فرماتے ہیں:

وَكَانَ محدّثاً حَافِظًا مؤرخاً صَادِقا فَقِيها مفتياً منشئاً بليغاً كَاتبا مجوّداً۔ (الوافی بالوفیات ج22 ص260)

ترجمہ وہ محدث، حافظ، مؤرخ، صادق، فقیہ، مفتی، انشاء پرداز، فصیح وبلیغ، کاتب اور مجودِ قرآن تھے۔

حافظ قرشی ؒ (م 775ھ) ان کو رئیسِ اصحابِ ابی حنیفہ ؒ، محدث، مؤرخ، ادیب اور کاتب قرار دیتے ہیں، اور لکھتے ہیں:

رَئِيس الْأَصْحَاب الْمُحدث المؤرخ الأديب الْكَاتِب ابْن العديم وأجداده وَأَوْلَاده وَأهل بَيتهمْ عُلَمَاء حنفية فضلاء أدباء

(الجواہر المضیۃ، ج1 ص386 رقم 1065)

ترجمہ ابن العدیم ؒ کے آباء واجداد، اولاد اور گھر والے سب کے سب حنفی علماء، فضلاء اور ادباء ہیں۔

حافظ قرشی ؒ کی تصریح کے مطابق امام ابن العدیم ؒ نے تاریخ، فقہ، حدیث اور ادب میں کئی کتب تصنیف کی ہیں۔ (الجواہر المضیۃ، ج1 ص386 رقم 1065)

حافظ جلال الدین سیوطی ؒ (م 911ھ) نے ان کے ترجمے کا آغاز ان القاب سے کیا ہے:

رئيس الاصحاب، الامام العالم، المحدث، المؤرخ، الاديب، الكاتب البليغ۔۔۔

نیز ان کے بارے میں لکھا ہے:

و برع وساد و صار اوحد عصره فضلا و نبلا و رياسة، الف فى الفقه والحديث والادب وله تاريخ حلب۔ (حسن المحاضرۃ، 1/384)

ترجمہ آپ رحمۃ اللہ علیہ علم وفضل میں یکتا وسرخیل اور فضیلت، عزت وریاست ہر لحاظ سے یگانۂ روزگار ہوئے ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فقہ، حدیث اور ادب میں کتب بھی تصنیف کی ہیں، نیز آپ رحمۃ اللہ علیہ نے حلب کی تاریخ بھی لکھی ہے۔

امام موصوف رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف میں سب سے زیادہ مشہور ان کی تاریخ ''بغیة الطلب فی تاریخ حلب'' ہے۔ حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے اس تاریخ کے بارے میں لکھا ہے:

قلت: من نظر في "تاريخه" علِم جلالة الرجل وسَعَة اطلاعه.

(تاریخ اسلام ج14 ص937 رقم 544)

ترجمہ جو شخص ان کی تاریخ میں نظر کرے گا، وہ اس شخص کی علمی قدر ومنزلت کو پہچان لے گا۔

18 امام احمد بن محمد بن عبداللہ الحلبی رحمۃ اللہ علیہ معروف بہ ''ابن الظاہری رحمۃ اللہ علیہ'' (م 696ھ)

امام ابن الظاہری رحمۃ اللہ علیہ ایک مایہ ناز محدث اور بلند پایہ حافظ الحدیث ہیں۔ ان کے مناقب کے لیے یہی کافی ہے کہ حافظ ابوالحجاج مزی رحمۃ اللہ علیہ صاحبِ ''تہذیب الکمال'' اور محدثِ ناقد حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ جیسے مشہور حفاظ حدیث کو ان سے شرفِ تلمذ حاصل ہے۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے استاذ مکرم کو حفاظِ حدیث میں شمار کرتے ہوئے ان کا شاندار ترجمہ لکھا ہے اور ترجمے کا آغاز ان الفاظ سے کیا ہے:

ابن الظاهري شيخنا الإمام المحدث الحافظ الزاهد مفيد الجماعة.

(تذکرۃ الحفاظ، ج4 ص180 رقم 1167)

نیز ان کے بارے میں لکھتے ہیں:

وكان ذا وقار، وسكينة، وشكل تام، ونفس زكية، وكرم، وحياء،

وتعفف، وانقطاع. قل من رأيت مثله. ما اشتغل بغير الحديث إلى أن مات، وشيوخه يبلغون سبعمائة شيخ.

(تذکرۃ الحفاظ، ج4 ص180، 181 رقم 1167)

ترجمہ یہ عزت دار، سنجیدہ، خوبصورت، زیرک، صاحبِ کرم، حیادار، پاکباز اور فضول کاموں سے پرہیز کرنے والے تھے۔ ان کی طرح کے لوگ میں نے کم دیکھے ہیں، اور اپنی وفات تک یہ سوائے حدیث کے کسی کام میں مشغول نہیں ہوئے، اور ان کے شیوخ کی تعداد سات سو (700) تک پہنچ جاتی ہے۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کے بعد حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ (م 911ھ) بھی ان کو حفاظِ حدیث میں شمار کرتے ہیں اور ''ابن الظَّاهِرِيّ الإِمَام المُحدث الزَّاهِد مُفِيد الجَمَاعَة'' (طبقات الحفاظ ص 515 رقم 1133)، یعنی الامام، المحدث، الزاہد اور مفید الجماعۃ کے القاب سے ان کا تذکرہ شروع کرتے ہیں۔

امام موصوف رحمۃ اللہ علیہ بھی حنفی المسلک ہیں، چنانچہ حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ ان کے متعلق تصریح کرتے ہیں:

وقد تفقه بأبي حنيفة. (تذکرۃ الحفاظ، ج4 ص180 رقم 1167؛ طبقات الحفاظ ص516)

ترجمہ انہوں نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی فقہ حاصل کی تھی۔

حافظ عبدالقادر قرشی رحمۃ اللہ علیہ (م 775ھ) نے بھی ان کو طبقاتِ حنفیہ میں شمار کیا ہے۔

(الجواہر المضیئۃ، ج1 ص110)

19 امام علاء الدین مُغلطائی بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ (م 762ھ)

یہ حنفی محدث بھی حدیث، اسماء الرجال، نسب اور فقہ وغیرہ علوم میں انتہائی بلند مرتبت اور یگانۂ روزگار ہیں۔ حافظ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ (م 911ھ) نے ان کا تعارف: ''الحنفی، الامام، الحافظ، علاء الدین'' کے القاب سے کرایا ہے۔

(طبقات الحفاظ ص538 رقم 1167)

امام موصوف رحمۃ اللہ علیہ کو علومِ حدیث میں بکثرت کتب تصنیف کرنے کا شرف حاصل ہے، چنانچہ علامہ محمد شوکانی رحمۃ اللہ علیہ (م 1250ھ) نے ان کے ترجمہ میں لکھا ہے:

وتصانيفه كثيرة جدا۔ (البدر الطالع، 2/170)

ترجمہ: امام مغلطائی رحمۃ اللہ علیہ کی بہت زیادہ تصانیف ہیں۔

حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے بحوالہ حافظ زین الدین عراقی رحمۃ اللہ علیہ لکھا ہے کہ امام مغلطائی رحمۃ اللہ علیہ کی سو(100) سے زائد تصانیف ہیں۔ پھر سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے ان کی بعض تصانیف کے نام گنائے ہیں جو ان کی تصریح کے مطابق یہ ہیں:

شرح البُخَارِيّ، وَشرح ابْن مَاجَه لم يكمل وَقد شرعت فِي إتْمَامه، شرح أبي دَاوُد وَلم يتم، وَجمع أَوْهَام التَّهْذِيب، وأوهام الْأَطْرَاف، وذيل على التَّهْذِيب (اکمال تهذیب الکمال)، وذيل على المؤتلف والمختلف لِابْنِ نقطة، والزهر الباسم فِي سيرة أبي الْقَاسِم ﷺ، ورتب المبهمات على الْأَبْوَاب ورتب بَيَان الْوَهم لِابْنِ الْقطَّان وَخرج زَوَائِد ابْن حبَان على الصَّحِيحَيْنِ۔ (طبقات الحفاظ ص538 رقم 1167)

20 امام علی متقی بن حسام الدین ہندی رحمۃ اللہ علیہ (م 975ھ)

برصغیر کے یہ وہ متبحر حنفی محدث ہیں کہ جن پر پورے مسلمانانِ برصغیر کو بجا فخر ہے۔ امام نجم الدین غزی شافعی رحمۃ اللہ علیہ (م 1061ھ) نے ان کا بہت اچھا ترجمہ لکھا ہے جس کا آغاز انہوں نے الشیخ، العلّامۃ اور الزاہد کے القاب سے کیا ہے۔

(الكواكب السائرة بأعيان المئة العاشرة، ج2 ص220۔ المؤلف: نجم الدين محمد بن محمد الغزي (المتوفى: 1061ھ)۔ الناشر: دار الكتب العلمية، بيروت-لبنان)

علامہ ابن العماد حنبلی رحمۃ اللہ علیہ (م 1089ھ) نے بھی ان کا بڑا مبسوط اور شاندار ترجمہ لکھا ہے۔ (شذرات الذهب، ج10 ص554۔ طبع: دار ابن كثير، دمشق-بيروت)

امام موصوف رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث میں بکثرت کتب تصنیف کی ہیں جن میں سے حدیث

کی مشہور اور ضخیم کتاب ''کنز العمال'' بھی ہے، چنانچہ مولانا محمد ابراہیم سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ غیر مقلد ان کے تعارف میں لکھتے ہیں: ''آپ رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف ایک سو سے زائد ہیں اور سب نافع ومفید ہیں۔ ان میں سے علمِ حدیث میں قابلِ قدر خدمت یہ ہے کہ امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ''جمع الجوامع'' کو فقہی ابواب کی ترتیب پر مرتب کیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے استاد ابوالحسن بکری مکی رحمۃ اللہ علیہ اس کتاب کی نسبت فرماتے ہیں: ''امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کا احسان تمام لوگوں پر ہے، اور شیخ علی متقی رحمۃ اللہ علیہ کا احسان امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ پر ہے''۔

نیز حضور نواب (صدیق حسن غیر مقلد) صاحب مرحوم رحمۃ اللہ علیہ ''ابجد العلوم'' میں فرماتے ہیں:

وقد وقفت على تواليفه فوجدتها نافعة مفيدة ممتعة تامة.

(أبجد العلوم، ص696۔ المؤلف: أبو الطيب محمد صديق خان بن حسن بن علي ابن لطف الله الحسيني البخاري القِنَّوجي (المتوفى: 1307ھ)۔ الناشر: دار ابن حزم)

ترجمہ: میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی بعض تصانیف سے واقف ہوا، تو ان کو نفع مند، مفید اور کامل کار آمد پایا۔ (تاریخ اہل حدیث، ص436)

امام موصوف رحمۃ اللہ علیہ کی چند دیگر تصانیف یہ بھی ہیں:

شرح مشکل الآثار للطحاوی رحمۃ اللہ علیہ، تلخیص البیان فی علامات مہدی آخر الزمان (حضرت مہدی رحمۃ اللہ علیہ کے ظہور کی علامات)، منہج العمال فی سنن الاقوال والافعال، تلخیص النہایۃ فی غریب الحدیث للجزری رحمۃ اللہ علیہ۔

(ہدیۃ العارفین، 1/774، 775؛ معجم المؤلفین، 7/58؛ الکواکب السائرۃ، 2/220)

خاتمة البحث

یہ ان بیس حفاظِ حدیث کا تذکرہ پیش کیا گیا ہے جو علومِ حدیث کے سپوت ہیں، اور جن پر علومِ حدیث کی بنیاد کھڑی ہے۔ الحمد للہ! یہ سب کے سب حنفی ہیں، اور ان کے علاوہ بھی بیشمار ایسے مایہ ناز محدثین ہیں جو حنفی المذہب اور امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی فقہ کے

خوشہ چین ہیں۔

اب سوال یہ ہے کہ اگر امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا علمِ حدیث میں مقام کم ہوتا، یا آپ رحمۃ اللہ علیہ کی فقہ، حدیث کے مطابق نہ ہوتی، تو علمِ حدیث کے یہ پہاڑ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی فقہ کو کیسے قبول کر سکتے تھے؟

مشہور محقق حافظ محمد بن ابراہیم الوزیر رحمۃ اللہ علیہ (م ۸۴۰ھ) نے بڑے پتے کی بات کہی ہے۔ فرماتے ہیں:

ولو كان الإمام أبو حنيفة جاهلاً، ومن حلية العلم عاطلاً، ما تطابقت جبال العلم من الحنفيّة على الاشتغال بمذاهبه، كالقاضي أبي يوسف، ومحمّد بن الحسن الشّيباني، والطّحاوي، وأبي الحسن الكرخي، وأمثالهم وأضعافهم. فعلماء الطّائفة الحنفيّة في الهند، والشّام، ومصر، واليمن، والجزيرة، والحرمين، والعراقين منذ مئة وخمسين من الهجرة إلى هذا التاريخ يزيد على ستمائة سنة، فهم ألوف لا ينحصرون، وعوالم لا يحصون من أهل العلم /والفتوى، والورع والتّقوى. (الروض الباسم، ج1 ص311، 312)

ترجمہ: امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اگر (قرآن وحدیث کے علم سے) جاہل ہوتے اور زیورِ علم سے ناآراستہ ہوتے، تو حنفیہ کے جبالِ علم (علم کے پہاڑ) جیسے: امام ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ، امام محمد بن حسن شیبانی رحمۃ اللہ علیہ، امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ، امام کرخی رحمۃ اللہ علیہ، اور ان جیسی صفات والے دیگر علماء، جو تعداد میں ان سے کئی گنا زیادہ ہیں، ہرگز امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب پر جمے نہ رہتے۔ چنانچہ ہندوستان (پاکستان، بنگلہ دیش، انڈیا)، شام (فلسطین، سوریا، بیروت وغیرہ)، مصر، یمن، جزیرہ، حرمین (مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ) اور عراق کے شہروں میں 150 ہجری (امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی وفات) سے اب تک، جو کہ چھ سو سے زیادہ سال بنتے ہیں، علمائے حنفیہ پائے جاتے ہیں، یہ ہزاروں کی تعداد میں ہیں اور شمار سے باہر ہیں۔ اور ملکوں کے ملک ہیں کہ ان کو گنا نہیں جاسکتا۔ یہ سب اہلِ علم،

صاحبِ فتویٰ، پرہیزگار اور متقی لوگ ہیں۔

علامہ ابن الوزیر رحمۃ اللہ علیہ نویں صدی کے ہیں۔ اب بارہویں صدی کے محدث مسند الہند حضرت شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۱۷۶ھ) کی شہادت ملاحظہ کریں۔ فرماتے ہیں:

”خدا تعالیٰ علمِ فقہ را بر دست دے شائع ساخت و جمعے از اہل اسلام راں بآں فقہ مہذب گردادنیدہ خصوصاً در عصر متاخر کہ دولت ہمیں مذہب است بس در جمیع بلدان و جمیع اقالیم بادشاہ حنفی اند وقضاۃ و اکثر مدرساں و اکثر عوام حنفی۔

(کلماتِ طیبات، ص۱۶۸، بحوالہ مقام ابی حنیفہؒ ص۸۶)

ترجمہ: خدا تعالیٰ نے علمِ فقہ کو آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھوں سے پھیلایا ہے اور اہلِ اسلام کی ایک بڑی جماعت کو آپ رحمۃ اللہ علیہ کی فقہ سے فائدہ پہنچایا ہے۔ خصوصاً اس آخری دور میں کہ حکومت اسی مذہب کی ہے، تمام شہروں اور تمام ریاستوں میں بادشاہ حنفی ہیں اور قاضی صاحبان، اکثر اساتذہ اور اکثر عوام حنفی ہیں۔

خود غیر مقلدین کے ایک بہت بڑے عالم مولانا ابراہیم سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۹۵۶ء)، جو اپنے اہلِ فرقہ میں ”امام المسلمین“ کے لقب سے پہچانے جاتے ہیں، اپنی کتاب ”علمائے اسلام“ میں امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے تذکرہ میں اس حقیقت کا اقرار کرتے ہوئے ارقام فرماتے ہیں:

”اسلامی دنیا کے اکثر حصے میں آپ رحمۃ اللہ علیہ ہی کے مقلد و معتقد ہیں۔ اور ان ممالک میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب صدیوں سے رائج ہے۔ براعظم ایشیا کے اکثر ملکوں میں صرف آپ رحمۃ اللہ علیہ ہی کے مقلد ہیں، اور ان میں اکثر آپ رحمۃ اللہ علیہ ہی کے فقہ کے مطابق امور شرعیہ فیصلہ پاتے ہیں۔ دیگر مذاہب کے مقلد اِن کے مقابلے میں بالکل بہت تھوڑے ہیں۔ (دوماہی مجلہ زمزم، غازی پور، انڈیا، جمادی الاولی، جمادی الاخری، ۱۴۲۶ھ، ص۲۲)

غرض ہر دَور میں دنیا کے اکثر ممالک میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی فقہ کا رواج پانا، آپ رحمۃ اللہ علیہ کی عنداللہ مقبولیت کی واضح دلیل ہے۔

علامہ مجدالدین ابن الاثیر الجزری رحمۃ اللہ علیہ (م ۶۰۶ھ) نے اپنی کتاب ''جامع الاصول'' میں اسی مناسبت سے لکھا ہے:

لو لم يكن لله فيه سرّ خفي، ورضى إلهيّ، وفقه الله له لما اجتمع شطرُ الإسلامِ أو ما يقاربهُ على تقليده، والعمل برأيه ومذهبه حتى قد عُبِدَ اللهُ ودِيْنَ بفقهه، وعُمل برأيه، ومذهبه، وأُخذَ بقوله إلى يومنا هذا ما يقارب أربعمائة وخمسين سنة، وفي هذا أدل دليل على صحة مذهبه، وعقيدته۔

(جامع الأصول في أحاديث الرسول، ج 12ص 952۔المؤلف : مجد الدين أبو السعادات المبارك بن محمد بن محمد ابن عبد الكريم الشيباني الجزري ابن الأثير (المتوفى : 606هـ)۔الناشر : مكتبة الحلواني - مطبعة الملاح - مكتبة دار البيان؛فقہ اہل العراق وحدیثہم ص۷۰)

ترجمہ: اگر اللہ تعالیٰ کے ہاں اس (امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی فقہ کی مقبولیت) میں کوئی خاص راز، اللہ کی رضا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے لیے اللہ کی توفیق نہ ہوتی، تو شروع سے اب تک اس امت کا آدھے سے زیادہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی تقلید، آپ رحمۃ اللہ علیہ کی رائے اور مذہب پر جمع نہ ہوا ہوتا۔ یہاں تک اللہ کی عبادت اور دین پر عمل آپ رحمۃ اللہ علیہ کی فقہ کے بطابق نہ ہوتا، اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کی رائے اور مذہب کے مطابق کیا گیا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے قول کے مطابق آج کے دن تک جو تقریباً ساڑھے چارسو (450) سال کا عرصہ ہے۔ اس میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب اور عقیدہ کی صحت کی سب سے بڑی دلیل ہے۔

غرضیکہ محدثین، دیگر اہلِ علم اور عامۃ المسلمین کا امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی فقہ پر یہ اعتماد عنداللہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی مقبولیت اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کی فقہ قرآن و حدیث کے عین مطابق ہونے کی بیّن دلیل ہے۔ اللہ تعالیٰ جملہ اہلِ اسلام کو آپ رحمۃ اللہ علیہ کی محبت اور اتباع نصیب فرمائے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کی گستاخی اور توہین سے سب کی حفاظت فرمائے۔ آمین

باب 13

تدوینِ فقہ اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمات

1 فقہ بحیثیتِ اسلامی قانون

قرآنِ حکیم اور سنتِ رسول ﷺ میں جو راہ نما اور زریں اصول موجود ہیں، وہ قیامت تک آنے والی نسلِ انسانی کے لیے ہر شعبۂ حیات میں کامل راہ نمائی کے لیے کافی ووافی ہیں۔ ہاں زمانے کی گردش، مختلف تہذیبوں اور تمدنوں کے امتزاج یا تصادم سے نئے ابھرنے والے مسائل کو حل کرنے کے لیے حضور ﷺ کے فرمودہ طریق کے مطابق اجتہاد سے کام لینا ہوگا۔

(دیکھیے: محمد الخضری: تاریخ التشریع الاسلامی، طبع مصر، 1960ء، ص26 تا39)

احادیث کے معتبر ومستند مجموعوں میں بکثرت ایسی روایات ملتی ہیں کہ حضور ﷺ نے نہ صرف ذاتی اجتہاد سے ایک مسئلے کو واضح فرمایا، بلکہ علت ومعلول کے باہمی ربط اور ان وجوہ واسباب کی نشان دہی بھی فرمادی جو اس مسئلے میں بنیاد واساس کی حیثیت رکھتے ہیں۔ (ڈاکٹر حمید اللہ: ''امام ابوحنیفہؒ کی تدوین قانون اسلامی''، کراچی، ص13)

یہ حقیقت بھی پیش نظر رہے کہ آپ ﷺ کے عہد میں سرزمینِ حجاز کے باشندے تہذیب وثقافت اور معاملات ومعاشرت کے ضمن میں فطری سادگی کے حامل تھے۔ لہٰذا پیچیدہ مسائل کا بہت کم سامنا ہوا۔ تاہم سلطنتِ اسلامی کی روز بروز وسعت کے ساتھ جب بے شمار ممالک اور علاقے اسلام کی نورانیت سے منور ہو گئے اور مختلف

ومتنوع تہذیبوں وتمدنوں سے تعلق رکھنے والے لوگ دائرۂ اسلام میں داخل ہوئے تو نئے پیچیدہ مسائل سامنے آئے جنہیں خلافتِ راشدہ میں اجتماعی طور پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی مشاورت سے حل کیا گیا یا پھر انفرادی سطح پر فتوے دیے گئے۔

(ڈاکٹر صبحی محمصانی: ''فلسفۃ التشریع فی الاسلام''، بیروت، 1961ء۔ص33،34)

مختلف وجوہ واسباب کی بنا پر کبار صحابہ رضی اللہ عنہم کے فتووں میں کہیں کہیں اختلاف بھی نظر آتا ہے۔

(ابن خلدون، مقدمہ (اردو ترجمہ)ص469؛ شاہ ولی اللہ: حجۃ اللہ البالغۃ (اردو ترجمہ)، لاہور، حصہ اول ص375؛ محمد خضری: تاریخ التشریع الاسلامی، مصر۔1960ء، ص117 تا 127)

یہ امر بھی قابلِ ذکر ہے کہ عہدِ نبوی یا خلافتِ راشدہ کے دور میں بلکہ عہدِ عباسی کے ابتدائی دور تک اسلامی قانون کی سرکاری سطح پر تدوین نہیں ہوئی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے سلطنتِ اسلامی کا دائرہ وسیع ہوتا چلا گیا، اور اس دوسرے مرحلے میں پہلے سے کہیں زیادہ پیچیدہ مسائل سامنے آئے جنہیں حل کرنے میں ائمۂ اربعہ یعنی امام اعظم امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ، امام مالک رحمۃ اللہ علیہ، امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ، اور امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے بڑی گراں قدر خدمات انجام دیں اور شب و روز محنت اور ان تھک کوششوں سے فقہِ اسلامی کے پودے کی آب یاری کی۔ تاہم مذاہبِ فقہ میں سب سے زیادہ مقبولیت اور شہرت فقہِ حنفی کو حاصل ہوئی۔

ڈاکٹر صبحی محمصانی نے فقہ حنفی کی ابتداء کا ذکر اور امام رحمۃ اللہ علیہ کا مختصر تعارف ان الفاظ میں پیش کیا ہے:

''مذہب حنفی کوفہ میں پیدا ہوا جس کے بانی امام ابوحنیفہ نعمان بن ثابت رحمۃ اللہ علیہ ہیں جو امام اعظم کے لقب سے مشہور ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی علمی زندگی کی ابتداء علمِ کلام کے مطالعے سے ہوئی۔ پھر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اہلِ کوفہ کی فقہ اپنے استاذ حماد بن ابی سلیمان رحمۃ اللہ علیہ (م 120ھ) سے پڑھی۔ عملی زندگی کے لحاظ سے آپ رحمۃ اللہ علیہ ریشمی کپڑوں کے تاجر تھے۔ علمِ کلام اور پیشہ تجارت نے آپ رحمۃ اللہ علیہ میں عقل ورائے سے استصواب

کرنے، احکامِ شرعیہ کو عملی زندگی میں جاری کرنے اور مسائلِ جدیدہ میں قیاس واستحسان سے کام لینے کی صلاحیت تامّہ پیدا کر دی تھی''۔

(صبحی محمصانی: ''فلسفہ التشریع فی الاسلام''، بیروت، 1961ء، ص41)

کوفہ کا شہر عہدِ صحابہ رضی اللہ عنہم میں وقیع علمی حیثیت اختیار کر چکا تھا۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے تلامذہ کا مستقر تھا۔ اسی شہر میں 80ھ میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی پیدائش ہوئی اور 150ھ میں بغداد میں وفات پائی۔

(خیر الدین زرکلی: ''الاعلام''، الجزء التاسع ص4)

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی پرورش ایک خالص اسلامی گھرانے میں ہوئی۔

(ابوزہرہ: ''ابوحنیفہؒ حیاتہ وعصرہ وآراءہ وفقہہ'' (اردو ترجمہ) المکتبہ السلفیہ، لاہور 1962ص46)

الدکتور محمد یوسف موسیٰ رحمۃ اللہ علیہ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ابتدائی زندگی کے حالات اور تجارت میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی امانت ودیانت کا ذکر کرنے کے بعد علمِ فقہ کی طرف آپ رحمۃ اللہ علیہ کے میلان کی مختلف روایات بیان کی ہیں۔

(الدکتور محمد یوسف موسیٰ: ''محاضرات فی تاریخ الفقہ الاسلامی''، الجزء الثالث ص36)

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی پوری زندگی ایک طرف زہد وتقویٰ سے مزین، اخلاقِ فاضلہ سے آراستہ اور امانت ودیانت کی آئینہ دار ہے۔

(الدکتور محمد یوسف موسیٰ: ''محاضرات فی تاریخ الفقہ الاسلامی''، الجزء الثالث ص36)

تو دوسری طرف علم وتحقیق، تدوینِ فقہ اور شب وروز نئے مسائل میں غور وفکر اور بحث وتمحیص اور اجتہادی مساعی کی عکاسی کرتی ہے اور بقول ڈاکٹر صبحی محمصانی وفورِ علم کی بنا پر انہیں امام اعظم کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔ (فلسفۃ التشریع فی الاسلام، ص42)

خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے تاریخ بغداد (ج13 ص346) اور خیر الدین زرکلی رحمۃ اللہ علیہ نے الاعلام (ج9 ص5) میں امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے مختلف اقوال ذکر کیے ہیں کہ لوگ فقہ میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے محتاج ہیں۔

ڈاکٹر محمد حمید اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے صدر الائمہ الموفق المکی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے محمد بن ابی مطیع

رحمۃ اللہ علیہ کے والد کا واقعہ نقل کیا ہے کہ انھوں نے کوئی چار ہزار مشکل سوالات مرتب کیے جو مختلف فنون وواقعات سے متعلق تھے۔امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے رفتہ رفتہ ان کے تمام سوالات کے کافی وشافی جوابات دے دیئے۔

(امام ابوحنیفہؒ کی قانون تدوینِ اسلامی،ص34)

ابن خلدون رحمۃ اللہ علیہ نے مقدمہ میں امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی اجتہادی بصیرت کو ان الفاظ میں ہدیہ تحسین پیش کیا ہے: ''اہل عراق کے امام اور مذہبی پیشوا ابوحنیفہ النعمان بن ثابت رحمۃ اللہ علیہ،جن کا مقام فقہ میں اتنا ارفع اور اعلیٰ ہے کہ کوئی اس تک نہیں پہنچ سکا''۔

(ابن خلدون: مقدمہ (اردو ترجمہ) کراچی،ص468)

2 فقہِ اسلامی کی تدوین کی ضرورت

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے زمانہ سے قبل جلیل القدر تابعین حضرت علقمہ رحمۃ اللہ علیہ،حضرت اسود رحمۃ اللہ علیہ،حضرت حماد رحمۃ اللہ علیہ،حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ اور اہلِ علم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ہاں علمِ حدیث کی طرح فقہی مسائل کے استخراج واستنباط اور اجتہاد کو بھی اہمیت حاصل تھی اور فقہ واجتہاد کے بہت سے مسائل اور احکام مدوّن بھی ہو چکے تھے،مگر یہ باقاعدہ اور منظم تدوین نہ تھی اور نہ اسے ایک مستقل فن (Science) کی حیثیت حاصل تھی اور نہ ابھی تک استدلال واستنباطِ مسائل کے قواعد مقرر ہوئے تھے۔فقہ واجتہاد جو اپنے وسیع اور ہمہ گیر نظام اور جامع فن ہونے کی وجہ سے جزئیات مسائل پر حاوی ہے،اس کو باقاعدہ ایک دستور اور قانون کے مرتبہ تک پہنچانے کے لیے ابھی بہت سے مرحلے باقی تھے۔ہجرت کا ایک سو بیسواں (120) سال تھا۔امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے استاذ حضرت حماد رحمۃ اللہ علیہ وفات پا چکے تھے۔یہ وہ زمانہ تھا کہ جب تمدن میں وسعت کی وجہ سے عبادات ومعاملات میں کثرتِ مسائل کے واقعات پیش آنے لگے۔تعلیم وتعلّم میں ترقی اور تنوّع،تجارت کا فروغ،ملکی تعلقات اور بین الاقوامی مسائل و معاملات میں بے انتہا وسعتوں کے پیشِ نظر استفتاء واستفسارِ مسائل کی

کثرت ہونے لگی۔سرکاری قضاۃ وحکام شرعی کے قضایا وفیصلوں میں غلطی کے پیشِ نظر امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے دل میں داعیہ پیدا ہوا کہ احکام ومسائل کے کثیر اور وسیع جزئیات کو اصولوں کے ساتھ ترتیب دے کر ایک فن بنایا جائے اور آنے والی نسلوں کے لیے ایک ایسا دستور العمل مرتب کر دیا جائے جس میں تمام چیزوں کی رعایت ہو۔یہ کام فقہِ اسلامی کی مکمل تدوین اور اصولوں کی تعیین کے بغیر ممکن نہیں تھا۔چنانچہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی مجتہدانہ طبیعت اور متقیانہ مزاج نے ان کو خود اس فن کی ترتیب پر آمادہ کیا۔ظاہر ہے فقہِ اسلامی کی تدوین اور ترتیب میں فقہ واجتہاد کے تمام پہلو شامل ہونے تھے۔لہٰذا یہ ایک پُرخطر اور حزم واحتیاط کا کام تھا۔

3 مجلسِ اجتہاد کی تشکیل اور اجتہادِ اجتماعی کا طریقہ کار

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے دیگر مجتہدین کے برعکس اجتہاد واستخراج کا یہ پرخطر کام انفرادی واستبدادی انداز میں تنہا انجام نہیں دیا، بلکہ اس مقصد کے لیے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے خاص الخاص تلامذہ کو،جو حدیث وفقہ میں ماہر ہونے کے ساتھ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے فیضِ صحبت کے باعث زاہد وعبادت گزار اور انتہائی متقی لوگ تھے،منتخب کر کے ایک مجلسِ اجتہاد تشکیل دی جو حریتِ فکر اور اظہارِ رائے میں اپنی مثال آپ تھی۔

(ابوزہرہ:ص221)

الامام الموفق المکی رحمۃ اللہ علیہ کے مطابق امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد اور فیض یافتہ افراد کی تعداد یوں تو ہزاروں سے متجاوز ہے،تاہم بقول ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ ان میں آٹھ سو (800) زیادہ مشہور ہوئے اور ان آٹھ سو میں سے ساٹھ (60) کے قریب افراد خاص علمی مرتبے کے حامل اور اجتہاد کے درجے پر فائز تھے۔امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ان کو بہت عزیز رکھتے تھے اور انہیں پر مشتمل مجلسِ اجتہاد وفقہ انھوں نے قائم کی۔ان میں یہ لوگ ممتاز تھے: ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ،زفر رحمۃ اللہ علیہ،داود الطائی رحمۃ اللہ علیہ،اسد بن عمرو رحمۃ اللہ علیہ،یوسف بن خالد التمیمی رحمۃ اللہ علیہ، یحییٰ بن ابی زائدہ رحمۃ اللہ علیہ،حسن بن زیاد رحمۃ اللہ علیہ،محمد بن حسن رحمۃ اللہ علیہ،عافیہ بن

یزید الاودی رحمۃ اللہ علیہ، قاسم بن معن رحمۃ اللہ علیہ، عبداللہ ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ، نضر بن عبد الکریم رحمۃ اللہ علیہ، عبدالرزاق بن ہمام رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ۔

مشہور محدث وکیع بن الجراح رحمۃ اللہ علیہ کے حالات میں، جو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے استاد تھے، خطیب بغدادی لکھتے ہیں کہ ایک موقع پر چند اہل علم وکیع رحمۃ اللہ علیہ کے پاس جمع تھے۔ ان میں سے کسی نے کہا: ''امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے فلاں مسئلے میں غلطی کی ہے''۔ وکیع رحمۃ اللہ علیہ بولے: ''ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کیسے غلطی کر سکتے ہیں؟ جس شخص کے ساتھ قیاس ودرایت میں ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ اور زفر رحمۃ اللہ علیہ، حدیث میں یحییٰ بن زائدہ رحمۃ اللہ علیہ، حفص بن غیاث رحمۃ اللہ علیہ، حبان رحمۃ اللہ علیہ اور مندل رحمۃ اللہ علیہ، لغت وعربیّت میں قاسم بن معن رحمۃ اللہ علیہ اور زہد وتقویٰ میں داود الطائی رحمۃ اللہ علیہ اور فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ کے رتبے کے لوگ ہوں، وہ کیسے غلطی کر سکتا ہے اور کرتا بھی ہے تو یہ لوگ اس کو کب غلطی پر رہنے دیتے ہیں؟''۔

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو کارِ اجتہاد اور تدوینِ فقہ وقانون کے لیے جن جن علوم کے ماہروں کی ضرورت تھی، انھوں نے فقہِ اسلامی کے مختلف ابواب ومباحث کو ذہن میں رکھتے ہوئے نہایت کامیابی سے ان علوم میں مہارت رکھنے والے افراد کو نہ صرف جمع کیا بلکہ سالہا سال ان کی علمی اور مادی سرپرستی کر کے امت کو ایک بے مثال مجموعۂ قوانین وفقہ کا تحفہ دیا۔ ڈاکٹر محمد حمیداللہ رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

''ایک اور مشکل یہ تھی کہ فقہ، زندگی کے ہر شعبے سے متعلق ہے اور قانون کے ماخذوں میں قانون کے علاوہ لغت، صرف ونحو، تاریخ وغیرہ ہی نہیں، حیوانات، نباتات بلکہ کیمیا کی بھی ضرورت پڑتی ہے۔ قبلہ معلوم کرنا جغرافیۂ طبعی پر موقوف ہے۔ نماز اور افطار وسحری کے اوقات علم ہیئت وغیرہ کے دقیق مسائل پر مبنی ہیں۔ رمضان کے لیے رؤیتِ ہلال کو اہمیت ہے اور بادل وغیرہ کے باعث ایک جگہ چاند نظر نہ آئے تو کتنے فاصلے کی رؤیت اطراف پر موثر ہوگی وغیرہ وغیرہ۔ مسائل کی طرف اشارے سے اندازہ ہوگا کہ نماز، روزہ جیسے خالص عباداتی مسائل میں بھی علومِ طبعیہ سے کس طرح

قدم قدم پر مدد لینے کی ضرورت ہوتی ہے۔ کاروبار، تجارت، معاہدات، آب پاشی، صرافہ، بنک کاری وغیرہ کے سلسلے میں قانون سازی میں کتنے علوم کے ماہروں کی ضرورت ہوگی۔ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہر علم کے ماہروں کو ہم بزم کرنے اور اسلامی قانون یعنی فقہ کو ان سب کے تعاون سے مرتّب ومدون کرنے کی کوشش میں عمر بھر لگے رہے اور بہت کچھ کامیاب ہوئے''۔ (امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی سیاسی زندگی: پیش لفظ)

آج کے دور میں علوم کی مختلف شاخوں نے اپنی مستقل حیثیت اختیار کر لی ہے اور ان میں تخصص کے لیے ساری عمر صرف کرنا پڑتی ہے، لیکن فقۂ اسلامی کے طلبہ اس امر سے بخوبی واقف ہیں کہ ان میں سے کئی ایک علوم مثلاً: معاشیات، سیاسیات، قانون بین الاقوام وغیرہ براہِ راست علمِ فقہ کے ابواب ہیں۔ ان علوم سے متعلق جو قوانین مدون کیے گئے ہیں، ان کے لیے صرف کتاب، سنت، اجماع اور قیاس سے ہی کام نہیں لیا گیا بلکہ قانون سازی کے لیے دیگر علوم سے بھی بھرپور استفادہ کیا گیا۔

(محمد طفیل ہاشمی: ''امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی مجلسِ تدوینِ فقہ''، علمی مرکز وملت پبلی کیشنز، اسلام آباد 1998ء ص90)

الامام الموفق المکی رحمۃ اللہ علیہ، امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مجموعہ قوانین کے بارے میں لکھتے ہیں:

''وہ مجموعہ نحو اور حساب کے ایسے دقیق مسائل پر مشتمل تھا جن کو سمجھنے کے لیے عربی زبان وادب اور الجبرا وغیرہ میں مہارتِ تامّہ کی ضرورت تھی''۔

(الموفق المکی الامام: ''مناقب الامام ابی حنیفۃ''، دائرۃ المعارف حیدر آباد، 2/127)

موفق رحمۃ اللہ علیہ، امام ابوبکر الجصاص رحمۃ اللہ علیہ کی تالیف ''شرح جامع صغیر'' کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ میں نے مدینۃ السلام (بغداد) میں ایک بہت بڑے نحوی حسن بن عبدالغفار رحمۃ اللہ علیہ کو اس کتاب کے بعض مسائل سنائے جن کا تعلق نحو ولغت کے ذریعے استخراج مسائل سے تھا تو جیسے جیسے وہ مسائل سنتے جاتے تھے، حیرت سے میری طرف دیکھتے۔ آخر میں بولے: ''ان نتائج کا استنباط وہی کر سکتا ہے جو علوم نحو میں خلیل رحمۃ اللہ علیہ اور سیبویہ رحمۃ اللہ علیہ کا ہم پلّہ ہو''۔

(الموفق المکی الامام: ''مناقب الامام ابی حنیفۃ''، دائرۃ المعارف حیدر آباد، 2/138)

4 طریقۂ بحث وتحقیق

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی مجلسِ فقہ واجتہاد کے ارکان کے ناموں کی تلاش کے لیے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے سوانح نگاروں نے بلاشبہ سخت جگر کاوی کی ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی تدوینِ فقہ کے تیس سالوں میں ہزاروں نہیں تو سینکڑوں طالب علموں نے ان سے کسبِ فیض کیا۔ ان میں سے بعض غیر معمولی قابلیت کے حامل تلامذہ کو امام رحمۃ اللہ علیہ اپنی مجلسِ فقہ میں شامل کر لیتے تھے جب کہ اکثریت ایک خاص مدت تک امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے طریقۂ استدلال اور منہجِ اجتہاد میں مہارت حاصل کرنے کے بعد اپنے شہروں کو روانہ ہو جاتی تھی، جیسا کہ شیخ محمد ابوزہرہ رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے:

لقد کان لابی حنیفه تلامذة کثیرون منهم من کان یرحل الیه ویستمع امرا، ثم یعود الی بلده بعد ان یاخذ طریقته ومنهاجه ومنهم من لازمه.

ترجمہ: امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے بہت سے شاگرد تھے۔ ان میں سے کچھ تو وہ تھے جو آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آ کر کچھ عرصہ گزارتے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا طریقۂ استنباط سیکھتے، اسے اپنا کر واپس وطن لوٹ جاتے، اور ان میں سے کچھ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت اختیار کر لی تھی۔
مذکورہ حضرات مختلف علوم وفنون کے ماہر، غیر معمولی قابلیتوں اور علمی حیثیتوں کے مالک تھے۔

(الشیخ ابوزہرہ: ''ابوحنیفہؒ حیاتہ وعصرہ''، (مترجم اردو)، المکتبہ السّلفیہ، لاہور، ۱۹۶۲، ص ۱۸۲)

مجلس میں مسائل پر بحث وگفتگو کے طریقے کی تفصیل بیان کرتے ہوئے الموفق رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

کان یلقی مسئلة مسئلة یقلبهم ویسمع ماعندهم ویقول ماعنده ویناظرهم شهرا او اکثر من ذلك حتی یستقر احد الاقوال فیها.

(الموفق المکی الامام: ''مناقب الامام ابی حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ''، دائرۃ المعارف حیدر آباد، 2/133)

ترجمہ: ایک ایک مسئلہ کو پیش کرتے، لوگوں کے خیالات کو الٹتے پلٹتے، اراکینِ مجلس کی آراء اور دلائل سنتے۔ اپنی رائے اور دلائل سے اہلِ مجلس کو آگاہ کرتے اور ان سے مناظرہ کرتے۔ کبھی ایک ایک مسئلہ پر بحث ومناظرہ کا سلسلہ ایک مہینہ یا اس سے بھی زیادہ مدت تک چلتا تا آنکہ مسئلے کا کوئی پہلو متعین ہو جاتا۔

5 بامقصد اور آزادانہ بحث

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے مشاورت کو بامقصد، بحث ومناظرہ کو آزادانہ اور مجلسِ اجتہاد کو بے تکلف بنانے کی شعوری کوشش کی تھی تاکہ ادب، آداب اور عقیدت ولحاظ کے باعث قانون سازی میں کسی قسم کا سقم نہ رہ جائے۔ مشہور محدث عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں:
''میری موجودگی میں ایک مسئلہ بحث کے لیے پیش ہوا۔ مسلسل تین دن تک ارکانِ مجلس اس پر غور وخوض اور بحث ومباحثہ کرتے رہے''۔
کوفہ کے اہلِ علم امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے قانون سازی اور حلِ مسائل کے اس اچھوتے انداز کو حیرت واستعجاب سے دیکھتے اور پسند کرتے تھے۔

(الموفق المکی الامام: ''مناقب الامام ابی حنیفہ''، دائرۃ المعارف حیدر آباد، 1/54)

مشہور محدث امام اعمش رحمۃ اللہ علیہ نے مجلس کے طریقِ کار کو بیان کرتے ہوئے کہا:
''جب اس مجلس کے سامنے کوئی مسئلہ آتا ہے تو حاضرین اس مسئلے کو اس قدر گردش دیتے ہیں اور الٹ پلٹ کر دیکھتے ہیں کہ بالآخر اس کا حل روشن ہو جاتا ہے''۔
(کردری: مناقب امام ابوحنیفہؒ، 2/30)

6 ہم عصر علمی مجالس سے استفادہ

امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ جب کوئی مسئلہ زیرِ تحقیق ہوتا، تو کوفہ کی دوسری علمی مجالس سے بھی مراجعت کی جاتی کہ آیا اس مسئلے میں ان کے پاس

کوئی حدیث ہے۔ ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: مجھے تلاش سے جو احادیث ملتیں، میں لے کر امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوتا، تو وہ بتاتے: ''ان میں سے فلاں حدیث صحیح ہے اور فلاں صحیح نہیں ہے، اور ہم نے جو رائے اختیار کی ہے، وہ حدیث صحیح کے مطابق ہے''۔ میں پوچھتا: ''آپ رحمۃ اللہ علیہ کو ان احادیث کا کیسے علم ہوا؟''۔ تو جواب دیتے: ''کوفہ میں جتنا علم ہے، وہ سارا میرے پاس ہے''۔

(الموفق المکی:2/152)

7 اہم عصری مباحث وموضوعات پر اجتہاد

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی مجلسِ اجتہاد میں بعض اہم عصری موضوعات زیرِ تحقیق لائے گئے۔ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے کتاب الفرائض اور کتاب الشروط وضع کیں۔ قانون بین الممالک، جو تاریخ کا حصہ سمجھا جاتا تھا، اس کو تاریخ سے الگ کر کے مستقل فقہی چیز قرار دیا گیا اور کتاب السیر مرتب ہوئی جس میں صلح اور جنگ کے قوانین مدون ہوئے۔ اس طرح ایک ضخیم مجموعۂ قوانین تیار ہوا جو متعدد کتب کی شکل میں اس دور میں موجود رہا۔ بعد میں ان تالیفات کو امام محمد بن حسن شیبانی رحمۃ اللہ علیہ نے مزید منقح کر کے مدون کیا اور یہی مجموعے فقۂ حنفی کی اساسی کتب ہیں۔

8 اہم اصولِ اجتہاد

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی قائم کردہ مجلسِ اجتہاد کا طریقِ اجتہاد تقریباً وہی تھا جو اصحابِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اختیار کیا تھا۔ اس مجلس کے طریق میں بھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اختیار کردہ اصول کارفرما نظر آتے ہیں۔ علامہ ابن عبد البر رحمۃ اللہ علیہ کی ''الانتقاء'' میں اس طریق کار کے ضمن میں امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا اپنا ایک قول نقل کرتے ہیں:

قَالَ ابو حنیفۃ إذا لم یکن فِی کِتَابِ اللهِ وَلا فِی سُنَّةِ رَسُولِ اللهِ نظرت فی اقاویل اصحابه وَلَا أَخْرُجُ عَنْ قَوْلِهِمْ إِلَی قَوْلِ غَیْرِهِمْ۔ فَإِذَا انتهی

الامر أو جاء الامر الی ابراهیم والشعبی وَابن سِیرِین وَالْحسن وَعَطَاء وَسَعِید بن جُبَیر وَعدد رجَالًا فقوم اجتهدوا فاجتهد کَمَا اجْتَهَدُوا

(الانتقاء فی فضائل الثلاثة الأئمة الفقهاء: مالك والشافعی وأبی حنیفة ص143)

ترجمہ: اگر کتاب اللہ اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دونوں میں مسئلہ نہ مل سکے، تو اقوالِ صحابہ رضی اللہ عنہم سے اخذ کرتا ہوں۔ جس کا قول چاہتا ہوں، لے لیتا ہوں اور جس کا قول چھوڑنا چاہوں، ترک کر دیتا ہوں اور ان کے اقوال سے کسی دوسرے کے قول کی طرف تجاوز نہیں کرتا، لیکن جب معاملہ ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ، شعبی رحمۃ اللہ علیہ، ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ، حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ، عطاء رحمۃ اللہ علیہ اور سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ اور دوسرے بہت سے تابعین تک پہنچتا ہے، تو وہ اجتہاد کرنے والے لوگ تھے، ہمیں بھی ان کی طرح اجتہاد کرنے کا حق حاصل ہے۔

اس طرح علامہ ابن عبد البر رحمۃ اللہ علیہ کی ''الانتقاء'' میں نیز موفق المکی رحمۃ اللہ علیہ کی ''المناقب'' میں مذکور ہے:

''آپ رحمۃ اللہ علیہ معتبر قول کو لیتے، قبیح سے دور بھاگتے، لوگوں کے معاملات میں غور وفکر کرتے۔ جب لوگوں کے احوال اپنی طبعی رفتار سے جاری رہتے، تو قیاس سے کام لیتے۔ مگر جب قیاس سے کسی فساد کا اندیشہ ہوتا تو لوگوں کے معاملات کا فیصلہ استحسان سے کرتے۔ جب اس سے بھی معاملات بگڑتے نظر آتے تو مسلمانوں کے تعامل کی طرف رجوع کرتے۔ جس حدیث پر محدثین کا اجماع ہوتا، اس پر عمل پیرا ہوتے۔ پھر جب تک مناسب سمجھتے، اس پر اپنے قیاس کی بنیاد کھڑی کرتے۔ پھر استحسان کا رخ کرتے۔ قیاس اور استحسان میں سے جو زیادہ موافق ہوتا، اس کی طرف رجوع کرتے۔ سہل رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا علم عوام کی سمجھ میں آنے والا علم ہے''۔

نیز اسی کتاب میں ہے:

"ابوحنیفہؒ ناسخ منسوخ احادیث کی بہت چھان بین کرتے ہیں۔ جب کوئی حدیث مرفوع یا اثر صحابیؓ آپؒ کے نزدیک ثابت ہو جاتا، تو اس پر عمل کرتے۔ آپؒ اہلِ کوفہ کی احادیث سے خوب آگاہ تھے اور ان پر بڑی سختی سے عامل رہتے تھے"۔ (ابن عبدالبر: "الانتقاء فی فضائل الثلاثۃ الفقہاء"، ص142)

گویا مجلس اجتہاد میں پیش آمدہ مسائل کا حل پہلے قرآن وسنت سے تلاش کیا جاتا۔ سنت دوسرا بڑا ماخذ ہے جس پر مدارِ استنباط تھا۔ قرآنِ حکیم شریعت کا اصل الاصول اور اس کا سرچشمہ ہے جس کا ثبوت قطعی ہے، جب کہ حدیث کا ثبوت ظنّی ہے۔ جو اوامر قرآن میں ہوں، وہ "فرض" اور جو "حدیث" سے ثابت ہوں، ان کو "واجب" کہا جاتا ہے۔ امام ابوحنیفہؒ دلائل میں اسی تقدیم وتاخیر کے قائل تھے۔ آپؒ فرماتے ہیں: "ہم پہلے کتاب اللہ سے استدلال کرتے ہیں، پھر سنت نبویؐ سے، پھر قضایا صحابہؓ سے۔ صحابہؓ جس بات پر متفق ہوں، ہم اس پر عمل کرتے ہیں۔ اگر صحابہؓ میں اختلاف پایا جاتا ہو، تو ہم علتِ جامعہ کی بنا پر ایک حکم کو دوسرے حکم پر قیاس کرتے ہیں۔ یہاں تک کہ حقیقت واضح ہوجاتی ہے"۔

(عبدالوہاب الشعرانی: "المیزان الکبریٰ"، طبع مصر، 1344ھ ص61)

امام ابوحنیفہؒ نے علومِ نبویؐ کے خزانے سے کماحقہ فائدہ اٹھایا۔ اخذ وقبولِ حدیث کے اصول متعین فرمائے۔ فقہ الحدیث میں اللہ تعالیٰ نے آپؒ کو مہارتِ تامّہ عطا فرمائی تھی۔ آپؒ کے جلیل القدر شاگرد اور محدث امام ابو یوسفؒ فرماتے ہیں:

"ما رأيت أحدا أعلم بتفسير الحديث ومواضع النكت التي فيه من الفقه من أبي حنيفة...... وكان هو أبصر بالحديث الصحيح مني".

(تاریخ بغداد-ت بشار (الخطیب البغدادی) ج15 ص459؛ الطبقات السنیة فی تراجم الحنفیة (تقی الدین ابن عبد القادر التمیمی) ص28؛ البدور المضیة فی تراجم الحنفیة (محمد حفظ الرحمن الکملائی) ج1 ص266)

ترجمہ: میں نے امام ابوحنیفہؒ سے بڑھ کر کسی کو حدیث سمجھنے اور اس سے فقہی جزئیات اخذ کرنے والا نہیں دیکھا۔ آپؒ صحیح حدیث کی مجھ سے زیادہ بصیرت رکھنے والے تھے۔

علاوہ ازیں مجلسِ اجتہاد میں صحابہؓ خصوصاً سیدنا عبداللہ بن مسعودؓ، سیدنا علیؓ، قاضی شریحؒ، ابراہیم نخعیؒ اور دیگر ہم عصر فقہاء ومجتہدین کے فیصلوں اور قضایا کو کافی اہمیت دی جاتی۔

اس طرح قانون سازی کے سلسلے میں مذکورہ بالا اجتماعی اجتہادی کاوشوں کی بنا پر جو قانونی سرمایہ وجود میں آیا، اس کی مثال دنیا کی دیگر اقوام میں عنقا ہے۔ سینکڑوں متون (texts)، ہزاروں شروح وحواشی کے علاوہ وقائع اور حوادث وفتاویٰ کی حیثیت وہی ہے جو آج کل عدالتوں میں نظائر (precedents) کی ہے۔

آج عالمِ اسلام جن فکری، تہذیبی، تعلیمی اور قانونی مسائل سے دوچار ہے، ان کے حل کے سلسلے میں امام ابوحنیفہؒ کا اجتماعی اجتہاد کا طریقِ کار چراغِ راہ کا کام دے گا۔ قرآن وسنت، اقوالِ صحابہؓ اور قدیم علمی فقہی سرمایہ کو سامنے رکھتے ہوئے علمائے اسلام کی نمائندہ کونسلیں پیش آمدہ مسائل پر غور وفکر کریں۔ مسائل کے فنی اور شرعی پہلوؤں پر خوب غور وفکر کر کے مسائل کا حل سامنے لائیں۔ اس کام کے لیے اللہ رب العزّت سے دعا واستعانت، خلوصِ نیت اور عزمِ صمیم کی ضرورت ہے۔

اس کی مزید تفصیل میری کتاب: "حضرت امام ابوحنیفہؒ (5) (علمِ فقہ میں مقام ومرتبہ)" میں ملاحظہ فرمائیں۔

باب 14

حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور تصوف

1 تصوف کی حقیقت

تصوف کی حقیقت اخلاق کی پاکیزگی، باطن کی اصلاح، اپنا رشتہ اللہ تعالیٰ سے مضبوط کرنا، دنیا سے بے رغبتی، آخرت کی فکر اور اپنی زندگی کو زہد وتقویٰ سے آراستہ کر کے رذائل سے اپنے آپ کو پاک وصاف کرنا ہے، تمام عبادات میں صفاتِ حسن پیدا کرنا اور منکرات سے نفرت پیدا کرنا ہے اور انہی پاکیزہ صفات سے اپنے آپ کو متصف کرنے کو احادیث میں احسان کے لفظ سے تعبیر کیا گیا ہے۔لیکن متعارف تصوف اور اس کا نام قرنِ اول اور قرنِ ثانی میں نہیں ملتا ہے، حدیث اور آثارِ صحابہ رضی اللہ عنہم میں بھی اس کا ذکر نہیں ہے۔تصوف کی اصطلاح کب رائج ہوئی؟ اور کس طرح علمِ باطن اور تزکیۂ نفس میں مشغول حضرات کو صوفیہ کہا جانے لگا؟ اس سلسلے میں مشہور صوفی بزرگ ابوالقاسم القشیری رحمۃ اللہ علیہ اپنی انتہائی مقبول کتاب ''الرسالۃ القشیریہ'' میں لکھتے ہیں:

''جان لو، خدا تم پر رحم کرے کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد مسلمانوں کے لئے ان کے زمانہ میں کوئی نام بڑی فضیلت والا سوائے صحبتِ رسول ﷺ کے نہیں رکھا گیا، کیوں کہ اس سے بڑھ کر کوئی اور فضیلت نہیں۔تب ان کو صحابہ رضی اللہ عنہم کہا گیا اور جب دوسرے زمانے والوں نے ان کو پایا، تو جن لوگوں نے صحابہ رضی اللہ عنہم کی صحبت حاصل کی ان کا نام تابعین رکھا گیا اور ان کے بعد اس سے بڑھ کر کوئی نام نہ تھا۔ پھر ان کے بعد

والوں کو تبع تابعین کہا گیا، پھر مختلف قسم کے لوگ پیدا ہوئے اور ان کے مراتب میں فرق پڑ گیا۔تب ان خواص لوگوں کو جنہیں دین کے کام میں زیادہ توجہ تھی زاہد، عابد کہا گیا، پھر بدعت ظاہر ہوگئی اور مختلف فرقوں کے مدعی پیدا ہوگئے، ہر ایک فریق نے دعویٰ کیا کہ ہم زاہد ہیں۔تب اہلِ سنت کے خاص لوگوں نے جو خدا کے ساتھ اپنے نفسوں کی رعایت رکھنے والے اور اپنے دلوں کی غفلتوں کے آنے سے حفاظت کرنے والے تھے اس نام کو چھوڑ کر اپنا نام اہلِ تصوف رکھا اور دوسری صدی ہجری کے ختم ہونے سے پہلے ہی ان بزرگوں کے لئے یہ نام شہرت پا گیا''۔

(الرسالۃ القشیریۃ (عبدالکریم القشیری) ج1 ص34 عربی؛ روحِ تصوف، اردو ترجمہ الرسالۃ القشیریہ۔مترجم محمد عرفان خان بیگ نوزی ص:27، دار العرفان سرسید نگر علی گڑھ)

2 تصوف کی اصطلاح کب رائج ہوئی؟

عہد صحابہ رضی اللہ عنہم میں تصوف کی روح اور حقیقت، یعنی زہد وتقویٰ، انابت الی اللہ، عاجزی وانکساری وغیرہ روحانی اور باطنی صفات تو پائے جاتے تھے، لیکن اس لفظ کا استعمال عہد صحابہ رضی اللہ عنہم تک نہیں تھا، حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ نے ابوالحسن بوشنجہ رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے نقل کیا ہے:

''تصوف موجودہ زمانے میں صرف ایک نام ہے جس کی کوئی حقیقت نہیں اور گذشتہ زمانے میں ایک حقیقت تھی جس کا کوئی (مخصوص) نام نہ تھا یعنی صحابہ کرام اور سلف صالحین کے وقت میں لفظ صوفی تو بیشک نہیں تھا؛ لیکن اس کی حقیقی صفات ان میں سے ہر ایک میں موجود تھیں اور آج کل یہ نام تو موجود ہے؛ لیکن اس کے معنی موجود نہیں۔ اُس زمانے میں معاملاتِ تصوف سے آگاہی کے باوجود لوگ اس کے مدعی نہ ہوتے تھے؛ لیکن اب دعویٰ ہے مگر معاملاتِ تصوف سے آگاہی مفقود ہے''۔

(گنج مطلوب ترجمہ کشف المحجوب مترجم عبدالمجید یزدانی، ص: ۴۷، صابری بک ڈپو دیوبند)

شیخ علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کے کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ اس زمانے میں تصوف کی حقیقت

موجود تھی۔لوگوں میں زہد وتقویٰ،خشوع وخضوع،فکرِ آخرت اور خوفِ خدا جیسی صفات تھیں اوران صفات کے متصف حضرات عابد اور زاہد کہلاتے تھے،لیکن تصوف کا لفظ اس وقت رائج نہیں ہوا تھا۔مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ نے نفحات الانس میں لکھا ہے:

"پہلا شخص جو صوفی کہلایا ابو ہاشم رحمۃ اللہ علیہ تھا جن کا انتقال 150ھ میں ہوا،اور انہی کے رفقاء کے لئے فلسطین کے مقام رملاء میں ایک پہاڑی پر صوفیہ کی پہلی خانقاہ تعمیر ہوئی جو ایک زرتشتی آتش پرست امیر کی فیاضی کا نتیجہ تھی"۔(نفحات الانس ص:31)

علامہ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ صوفیاء کے وجۂ تسمیہ کے سلسلے میں مختلف اقوال کو ذکر کرتے ہوئے قولِ فیصل ذکر کرتے ہیں،نیز زاہد کو صوفی کب سے کہنا شروع ہوا اس سلسلے میں فرماتے ہیں:

"زاہد کو صوفی کہنا دوسری صدی کے درمیان سے ہے،اس لئے کہ موٹے موٹے کپڑے زاہدوں میں زیادہ مستعمل ہوتے تھے اور جس نے یہ کہا کہ یہ صفہ کی طرف منسوب ہے جس کی طرف بہت سے صحابہ رضی اللہ عنہم منسوب ہیں اور ان کو اہلِ صفہ کہا جاتا ہے یا یہ صفا یا صفِ اول یا صوفہ بن مروان بن اد بن طابخۃ یا صوفۃ القفا کی طرف منسوب ہے تو یہ سب اقوال ضعیف ہیں۔

(نعمان بن محمود بن عبداللہ الآلوسی رحمۃ اللہ علیہ،جلاء العینین فی محاکمۃ الاحمدین ص:62،مطبعۃ المدنی 1981ء)

سب سے پہلے صوفی کا لفظ کن کے لئے استعمال ہوا؟اور تصوف کی تعریف وشرح کس نے کی؟اور معارفِ تصوف کو کس نے پھیلایا؟اس سلسلے میں علامہ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"سب سے پہلے صوفی کا نام ابو ہاشم الکوفی رحمۃ اللہ علیہ کو حاصل ہوا،یہ کوفہ میں پیدا ہوئے اور اپنی زیادہ زندگی شام میں گزاری،اور 150ھ میں وفات ہوئی اور سب سے پہلے تصوف کی نظریات کی تعریف وشرح ذوالنون المصری رحمۃ اللہ علیہ نے کی جو امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد ہیں اور سب سے پہلے جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے تصوف کو جمع اور نشر کیا"۔

3 امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور تصوف

تصوف کی حقیقت عہد صحابہ رضی اللہ عنہم میں موجود تھی؛لیکن یہ نام نہیں تھا اور پہلی مرتبہ یہ لفظ 150ھ ہجری میں ابو ہاشم رحمۃ اللہ علیہ کے لئے استعمال کیا گیا۔اس لئے امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ تصوف اور صوفی کا لفظ تلاش کرنا ایک غیر ضروری اور عبث عمل کہلائے گا۔البتہ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی تصوف کی حقیقت سے بھرپور تھی اور تصوف کی اصل، صفتِ احسان امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی میں نمایاں طور پر دکھائی دیتی ہے۔مفتی عزیز الرحمن بجنوری رحمۃ اللہ علیہ کے ایک مکتوب کے جواب میں حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریا کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"متعارف سلوک تو صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعین رحمہم اللہ کے دور میں نہ تھا۔البتہ اصل ہر چیز کی وہاں ملتی ہے۔اس لئے امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا سلوک بھی اسی نوع کا تھا جو نوع اس زمانے میں متعارف تھی،سلوک کے اہم اجزاء:ورع،خشوع،انابت الی اللہ،تجرد عن الخلق،تبتل الی اللہ،کثرتِ عبادت،کثرتِ ریاضت،یہ سب اجزاء امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے سوانح میں بکثرت ملیں گے"۔

(مکتوب حضرت شیخ الحدیث بحوالہ امام اعظم ابوحنیفہ مصنفہ مفتی عزیز الرحمن بجنوری ص:376)

شریعت اور تصوف کے شہسوار اور ان دونوں چیزوں کے مسلّم رہنما حضرت شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"شریعت کے تین جز ہیں:علم،عمل اور اخلاص،جب تک یہ تینوں چیزیں متحقق نہ ہوں شریعت متحقق نہیں ہوتی اور جب شریعت حاصل ہوگئی،تو رضائے باری تعالیٰ حاصل ہوگئی اور یہی دنیا اور آخرت کی تمام سعادتوں سے افضل ہے"۔

(مکتوب 36 دفتر اول بحوالہ امام اعظم ابوحنیفہ مصنفہ مفتی عزیز الرحمن ص:376)

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ کی تحریر سے سلوک وتصوف کے اہم اجزاء سامنے آگئے اور یہ کہ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی میں شریعت وطریقت

کے صفات بوجوہ اُتم پائے جاتے تھے۔

علامہ ابن عابدین شامی ؒ "دِرمختار" کے حاشیہ "ردالمحتار" میں امام ابوحنیفہ ؒ کے متعلق تحریر فرماتے ہیں:

وہ (امام ابوحنیفہ ؒ) اس میدان (تصوف) کے شہ سوار ہیں۔ انہوں نے علمِ حقیقت کی بنیاد علم، عمل اور تزکیۂ نفس پر رکھی اور عام سلف نے انہیں اس صفت کے ساتھ متصف کیا ہے"۔ (حاشیۃ ابن عابدین=ردالمحتار، ج1 ص60)

امام شریک نخعی ؒ فرماتے ہیں:

"امام ابوحنیفہ ؒ طویل خاموشی، دائمی فکر، لوگوں سے کم کلام کرنا، علمِ باطن اور دین کے اہم امور میں مشغولیت، فکرِ باطن کی واضح علامات ہیں، اور ان کی خاموشی کو "زہد" کا نام دیا گیا"۔ (سیرت امام اعظم ابوحنیفہ ؒ)

حضرت مولانا شاہ عبدالحق محدث دہلوی ؒ فرماتے ہیں:

میں نے عارفِ ربانی شیخ نصراللہ شیرازی مہاجر مکی ؒ کو فرماتے سنا

"ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ جو معارف اور حقائق شیخ بایزید بسطامی ؒ اور حضرت جنید بغدادی ؒ کو حاصل تھے وہ (معارف اور حقائق) امام شافعی ؒ اور امام ابوحنیفہ ؒ کو بھی حاصل تھے۔ شریعت اور اس کے احکام کا علم اس کے علاوہ تھا۔ ان کا مقصد یہ تھا کہ فقہ کے ائمہ، فقہ اور تصوف دونوں کے ساتھ متصف تھے، اور دونوں کے جامع تھے اور انصاف یہ ہے کہ ائمۂ تصوف بھی دونوں کو جانتے تھے، فرق غالب اور مغلوب کا تھا (یعنی ائمہ فقہ پر فقہ کا اور ائمہ تصوف پر تصوف کا غلبہ تھا)۔

(تحصیل التعریف فی معرفۃ الفقہ والتصوف)

حضرت شیخ علی ہجویری ؒ اپنی کتاب: "کشف المحجوب" میں تحریر فرماتے ہیں:

"اور انہی بزرگوں میں امامِ جہاں، مقتدائے خلق، زینت وشرف فقہاء، باعثِ شانِ علماء، حضرت ابوحنیفہ نعمان بن ثابت الخزاز ؒ بھی شامل تھے۔ عبادت ومجاہدہ میں انتہائی ثابت قدم تھے، اور اس طریقت کے اصولوں میں عظیم الشان مرتبہ پر فائز

تھے۔ ابتدائے حال میں گوشہ نشینی کا ارادہ رکھتے تھے، اور چاہتے تھے کہ تمام مخلوق سے کنارہ کش رہیں، یوں کہ گویا ان کے درمیان میں ہیں ہی نہیں، کیونکہ ان کا دل امارت وجاہ وحشم سے پاک ہو چکا تھا اور وہ اپنے آپ کو شائستہ درگاہِ الٰہی بنا چکے تھے"۔

ذیل میں ہم امام صاحب ؒ کے ورع وتقویٰ، خوفِ خدا، کثرتِ عبادات اور کثرتِ ریاضت وغیرہ سلوک ومعرفت کے اہم اجزاء ہیں، ان کا مختصر تذکرہ کرتے ہیں۔

4 کثرتِ عبادات

امام صاحب ؒ کے تذکرے میں ایسے واقعات کثرت سے ملتے ہیں جس میں امام صاحب ؒ کے عبادت وریاضت کو بیان کیا گیا ہے۔ بعض واقعات اور معمولات کا یہاں ذکر کیا جاتا ہے جو ہم سب کے لئے عبرت ونصیحت ہے۔

(1) امام صاحب ؒ رمضان میں 60 قرآن ختم کیا کرتے تھے، ایک دن میں، ایک رات میں۔ (تاریخ بغداد 13/355)

(2) امام زفر ؒ فرماتے ہیں: ایک دفعہ میں نے امام صاحب ؒ کو دیکھا کہ انہوں نے نماز میں صرف اس ایک آیت پر پوری رات گزار دی:

آیت 1: ۔بَلِ السَّاعَةُ مَوْعِدُهُمْ وَالسَّاعَةُ أَدْهَىٰ وَأَمَرُّ ۝ (القمر:46)

ترجمہ بلکہ ان سے نمٹنے کے لیے اصل وعدے کا وقت تو قیامت ہے اور وہ بڑی آفت اور زیادہ تلخ ساعت ہے۔

(تاریخ بغداد 13/356)

(3) حضرت محارب بن دثار ؒ کہتے ہیں: ''میں نے ابوحنیفہ ؒ سے زیادہ شب بیدار نہیں دیکھا''۔

(4) ابو عاصم نبیل ؒ کہتے ہیں: ''امام صاحب ؒ کو قیامِ صلاۃ اور کثرتِ عبادات کی وجہ سے میخ کہا جاتا تھا''۔ (تاریخ بغداد 13/352)

(5) حضرت سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: ''ایامِ حج میں مکہ معظّمہ میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے زیادہ نماز پڑھنے والا نہیں آیا''۔

(6) اسد بن عمرو رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: ''امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے چالیس سال تک عشاء کی وضو سے فجر کی نماز ادا کی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ اکثر ایک ہی رکعت میں قرآن مجید ختم کرتے تھے، ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس روایت کی تائید کی ہے''۔

(7) ابوزائدہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: ''ایک دفعہ میں نے امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ ان کی مسجد میں عشاء کی نماز پڑھی جب سب لوگ چلے گئے، تو میں ایک طرف ہو کر بیٹھ گیا، تو امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نماز کی نیت باندھ کر کھڑے ہوگئے، جب آپ رحمۃ اللہ علیہ اس آیت پر پہنچے:

آیت 2:۔ فَمَنَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا وَوَقٰنَا عَذَابَ السَّمُوْمِ ○ (الطور:27)

ترجمہ آخرکار اللہ نے ہم پر فضل فرمایا اور ہمیں جھلسا دینے والی ہوا کے عذاب سے بچالیا۔

تو اسی آیت کا تکرار فرماتے رہے، یہاں تک کہ صبح ہوگئی۔ (تاریخ بغداد 13/355)

(8) ابومطیع رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: ''ہم مکہ میں تھے اور جب کبھی رات میں طواف کے لئے جاتے تو ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کو طواف میں دیکھتے''۔ (تاریخ بغداد 13/352)

5 زہد وتقویٰ

یحییٰ بن سعید قطان رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: ''ہم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں بیٹھتے اور ان سے استفادہ کرتے اور جب بھی ہم ان کی طرف دیکھتے تو ہم ان کے چہرے سے سمجھ جاتے کہ یہ اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والے ہیں''۔ (تاریخ بغداد 13/351)

عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: میں کوفہ آیا اور کوفہ والوں سے پوچھا: ''سب سے زیادہ ورع وتقویٰ والے کون ہیں؟''۔ تو لوگوں نے کہا: ''ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ''۔ خود ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے: ''میں نے ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے زیادہ زہد وتقویٰ کسی میں نہیں دیکھا، حالانکہ ان کو کوڑوں اور مالوں کے ذریعہ آزمایا گیا''۔

(تاریخ بغداد 13/356، 357)

مکی بن ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: ''میں نے کوفیوں کی مجالست اختیار کی؛ لیکن میں نے ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے زیادہ متقی کسی کو نہیں دیکھا''۔ (تاریخ بغداد 13/356)

6 بیعت وصحبت

تصوف کے باب میں صحبت کو بڑا دخل ہے اگر یہ حاصل نہ ہو تو شاید کچھ بھی حاصل نہ ہو۔ اسی صحبت کی وجہ سے حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کے اعزاز کے مستحق ہوئے اور یہی اعزاز حضرات تابعین کو ملا:

آیت 1:۔ وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ ۙ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۭ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ○ (التوبۃ:100)

ترجمہ وہ مہاجر وانصار رضی اللہ عنہم جنہوں نے سب سے پہلے دعوتِ ایمان پر لبیک کہنے میں سبقت کی، نیز وہ جو بعد میں راست بازی کے ساتھ اُن کے پیچھے آئے، اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ اللہ سے راضی ہوئے، اللہ نے ان کے لیے ایسے باغ مہیا کر رکھے ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی اور وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے، یہی عظیم الشان کامیابی ہے۔

اسی صحبت کی بنا پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ مقامِ صدیقیت پر فائز ہوئے اور اسی فیضِ صحبت کی وجہ سے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کو مقامِ جذب وفنا حاصل ہوا، غرضیکہ صحبت کو تبدیلِ احوال اور تربیتِ اخلاق میں بڑا دخل ہے۔

حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اسی مبارک زمانہ (خیر القرون) ۸۰ھ میں پیدا ہوئے اور اسی میں پلے بڑھے، اسی دور میں وفات پائے۔ اس لئے حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کی صحبت اور ان کی ملاقات، اسی طرح جلیل القدر تابعین رحمۃ اللہ علیہم کی صحبتیں اور ان کی ملاقات سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو حظِ وافر ملا تھا۔ انہی قدسی صفات حضرات کی صحبتوں نے امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی کو زہد وتقویٰ اور کثرتِ عبادت وریاضت سے معمور کر دیا تھا۔

7 حضرت امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت میں

حضرت داتا گنج علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ طریقت میں امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ اور مجاز ہیں، حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے سلوک وطریقت کے مراحل امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ سے دو سال میں طے کئے۔ پھر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

لَوْلَا السَّنَتَانِ لَهَلَكَ النُّعْمَانُ۔

(تحفہ اثنا عشریۃ، عربی، ۱/۸، شاہ عبد العزیز دہلوی مترجم غلام محمد محی الدین المطبعۃ السلفیۃ القاہرۃ، 1373)

ترجمہ اگر یہ دو سال نہ ہوتے تو نعمان ہلاک ہو جاتا۔

یعنی اگر میں دو سال تک امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں نہ رہتا، تو اصلاحِ باطن سے محروم ہو جاتا۔

حضرت خواجہ فرید الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب "تذکرۃ الاولیاء" میں امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے تصوف میں بلند مقام کا تذکرہ ان الفاظ میں کیا ہے:

"عارف، عامل، صوفی ،فقیہ، محدث، عالمِ دنیا، ابو حنیفہ کوفی رحمۃ اللہ علیہ کے ریاضات و مجاہدات اور ان کے مشاہدات کی انتہا نہ تھی۔ شریعت وطریقت میں نظرِ غائر رکھتے تھے۔ باطن میں صاحبِ بصیرت تھے۔ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ، امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ کے مریدِ خاص اور فیض یاب تھے۔ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مرید امام فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ، ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ، حضرت بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ اور امام داؤد طائی رحمۃ اللہ علیہ جیسے اقطاب تھے"۔

تحفۂ حنفیہ کے مصنف نے لکھا ہے کہ جب امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے والد ثابت نے اس دارِ فانی سے رحلت فرمائی۔ اس وقت آپ رحمۃ اللہ علیہ بہت کم سن تھے، آپ رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ ماجدہ نے امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ سے نکاح کر لیا، اس طرح امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ کی نگرانی میں پرورش پانے کا موقع نصیب ہوا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ان

سے علومِ ظاہری اور باطنی حاصل کیا۔

(محمد صالح نقشبندی، تحفۂ حنفیہ ص:271۔ قادری کتب خانہ گنج روڈ لاہور)

مفتی ابو الحسن شریف الکوثری نے اپنی کتاب ''امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ: شہیدِ اہل بیت'' میں لکھا ہے کہ مولانا ابو الوفاء افغانی رحمۃ اللہ علیہ کے ایک شاگرد نے ان سے روایت کی ہے کہ انہوں نے فرمایا: "حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ طریقت میں امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ کے مجاز وخلیفہ ہیں، اور پھر داؤد طائی رحمۃ اللہ علیہ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مجاز وخلیفہ ہیں"۔

امام مناوی رحمۃ اللہ علیہ سمیت صوفیاء کے کئی سوانح نگار مصنفین نے امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو تصوف وسلوک کے بڑے مشائخ میں شمار کیا ہے اور حضرت داؤد طائی رحمۃ اللہ علیہ جو کہ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے خاص شاگردوں میں ہیں۔ ان کی شہرت ہی تصوف وسلوک سے ہے۔ شیخ ابو زہرہ رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اپنی کتاب میں امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ کو امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا استاذ قرار دیا ہے۔

(ابو الحسن شریف اللہ الکوثری، امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ: شہیدِ اہل بیت ص115۔ مکتبہ سید نفیس الحسینی، لاہور 2022ء)

شیخ ہجویری رحمۃ اللہ علیہ نے اگرچہ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو امام جعفر رحمۃ اللہ علیہ کا خلیفہ ومجاز قرار دیا ہے؛ لیکن میرا خیال یہ ہے کہ خلافت واجازت کی تصوفانہ اصطلاح بعد کی رائج شدہ ہے۔ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے عہد تک تصوف ایک فن کی حیثیت سے دیگر علومِ اسلامی سے علیحدہ نہیں ہوا تھا، اس لئے اس کے اصطلاحات بھی بعد کی پیداوار ہیں۔ لہٰذا خلافت واجازت سے نوازنا اس عہد میں نہیں تھا؛ بلکہ شیخ کی صحبت میں رہ کر اصلاحِ باطن کی طرف توجہ دی جاتی تھی، اس لئے اس حد تک کہنا درست ہوگا کہ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ سے علوم ظاہری وعلوم باطنی دونوں میں کسب فیض کیا ہے۔

8 تصوف میں امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا مقام ومرتبہ

امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ بلند پایہ محدث بھی تھے اور فقہ کے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ بھی۔ اسی کے

ساتھ آپ رحمۃ اللہ علیہ طریقت وتصوف کے عظیم مردِ میدان بھی تھے، لیکن آپ رحمۃ اللہ علیہ نے روایتِ حدیث اور سلوک وطریقت کی ظاہری ترویج کے بجائے صرف فقہ کو اپنی زندگی کا مقصد بنایا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی ساری زندگی امت مسلمہ کی بھلائی کی خاطر وقف کردی اور فقۂ حنفی کی صورت میں امت کو اسلامی قانون کا مجموعہ عطا کیا؛ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''میں نے عارف ربانی شیخ نصر اللہ شیرازی مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ جو معارف اور حقائق شیخ ابو یزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کو حاصل تھے، وہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کو بھی حاصل تھے، شریعت اور اس کے احکام کا علم اس کے علاوہ تھا۔ ان کا مقصد یہ تھا کہ فقہ کے ائمہ، فقہ اور تصوف دونوں کے ساتھ متصف تھے اور دونوں کے جامع تھے اور انصاف یہ ہے کہ ائمۂ تصوف بھی دونوں کے جامع تھے، فرق غالب اور مغلوب کا تھا (یعنی ائمۂ فقہ پر فقہ کا اور ائمۂ تصوف پر تصوف کا غلبہ تھا)۔ (سیدنا امام اعظم، مصنفہ شاہ تراب الحق قادری ص125۔ زاویہ پبلشرز لاہور، 2009ء)

شریک نخعی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے:

''ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی طویل خاموشی، دائمی فکر، اور لوگوں سے کم کلام کرنا یہ سب واضح علامت ہے، علمِ باطن اور دین کے اہم امور میں مشغولی کی اور پھر یہ کہ جس کو خاموشی اور زہد دیا گیا اس کو کل کا کل علم دے دیا گیا''۔

(امام اعظم ابوحنیفہ: حالات، کمالات ملفوظات ص:94)

شیخ علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب کشف المحجوب میں لکھتے ہیں:

''اور انہی بزرگوں میں امامِ جہاں، مقتدائے خلق، زینت وشرف فقہاء، باعث شان علماء حضرت ابوحنیفہ نعمان بن ثابت الخزاز رحمۃ اللہ علیہ بھی شامل تھے، عبادت ومجاہدہ میں انتہائی ثابت قدم تھے اور طریقت کے اصولوں میں شانِ عظیم کے مالک تھے، ابتدائے حال میں گوشہ نشینی کا ارادہ رکھتے تھے اور چاہتے تھے کہ تمام مخلوق سے کنارہ کش رہیں، یوں کہ گویا ان کی درمیان میں ہیں ہی نہیں کیوں کہ ان کا دل امارت وجاہ

وحشم سے پاک ہوچکا تھا اور وہ اپنے آپ کو شائستہ درگاہ الٰہی بنا چکے تھے''۔

(شیخ علی ہجویری، کشف المحجوب عربی ص:302، دراسۃ وترجمہ دکتورۃ اسعاد عبدالہادی قندیل، مکتبۃ الاسکندریہ 1974ء)

حضرت فریدالدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ نے تذکرۃ الاولیاء میں امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے تصوف میں بلند مقام کا تذکرہ ان الفاظ میں کیا ہے:

''عارف، عامل، صوفی، فقیہ، محدث، عالمِ دنیا، ابوحنیفہ کوفی رحمۃ اللہ علیہ کے ریاضات ومجاہدات اور ان کے مشاہدات کی انتہا نہ تھی، شریعت وطریقت میں نظرِ غائر رکھتے تھے، باطن میں صاحب بصیرت تھے، امام ہمام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ کے مریدِ خاص اور فیض یاب تھے، ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مرید فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ، ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ، بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ، داؤد طائی رحمۃ اللہ علیہ جیسے اقطاب تھے۔ (تذکرۃ الاولیاء ص:18)

9 امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ طریقت کے امامِ اعظم تھے

امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ جس طرح حدیث اور فقہ میں امامت کے منصبِ جلیل پر فائز تھے، اسی طرح طریقت وتصوف میں بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنے ہم عصروں میں امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ تھے، امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بعض شاگردوں نے طریقت میں خوب شہرت حاصل کی تھی، پہلے بھی گزر چکا کہ داؤد طائی رحمۃ اللہ علیہ نے شریعت کے ساتھ ساتھ طریقت کا علم بھی امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کیا تھا اور وہ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بھی خلیفہ ومجاز تھے، علامہ حصکفی رحمۃ اللہ علیہ نے درمختار میں لکھا ہے:

وقد قال الاستاذ أبو القاسم القشيري في رسالته مع صلابته في مذهبه وتقدمه في هذه الطريقة: سمعت الاستاذ أبا علي الدقاق يقول: أنا أخذت هذه الطريقة من أبي القاسم النصرابادي، وقال أبو القاسم: أنا أخذتها من الشبلي، وهو أخذها من السري السقطي، وهو

من معروف الكرخي، وهو من داود الطائي. وهو أخذ العلم والطريقة من أبي حنيفة۔

(الدر المختار شرح تنوير الأبصار وجامع البحار، ص14۔ المؤلف: محمد بن علي بن محمد الحِصْني المعروف بعلاء الدين الحصكفي الحنفي (المتوفى: 1088ھ)۔ الناشر: دار الكتب العلمية۔ الطبعة: الأولى، 1423ھ-2002م)

ترجمہ: استاذ ابوالقاسم القشیری رحمۃ اللہ علیہ اپنے رسالہ میں باوجود اپنے مذہب (شافعی) میں سخت ہونے کے اور طریقت میں پیش پیش ہونے کے فرماتے ہیں: میں نے استاذ ابوعلی دقاق رحمۃ اللہ علیہ سے سنا فرماتے تھے: میں نے طریقت کو حضرت ابوالقاسم نصرآبادی رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کیا اور ابوالقاسم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ میں نے حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کیا اور انہوں نے سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ سے اخذ کیا تھا اور انہوں نے معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ سے اور انہوں نے حضرت داؤد طائی رحمۃ اللہ علیہ سے اور انہوں نے علم شریعت اور طریقت دونوں امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کیا تھا۔

حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے پیر حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ کی بزرگی اور طریقت کا اعلیٰ ترین درجہ سب کو معلوم ہے تو جن حضرات سے ان کو یہ درجے حاصل ہوئے خیال کیجئے وہ کیا ہوں گے۔ علامہ حصکفی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: ''امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ علم ظاہر و باطن میں اعظم ترین تھے، بہت سے معروف اولیاء اللہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے متبع ہوئے ہیں، اگر ان حضرات اولیاء اللہ کو کسی بھی بات میں ذرا سا بھی شبہ پیش آتا تو وہ کبھی بھی ان کا اتباع نہ کرتے، نہ اقتداء کرتے، نہ موافقت کرتے''۔

(الدر المختار شرح تنوير الأبصار وجامع البحار، ص14)

واقعہ یہ ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے اخلاص، صداقت و دیانت، عبادت و ریاضت اور زہد وتقویٰ کے باعث اللہ تعالیٰ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو تصوف و طریقت میں بلند درجہ عطا کیا اور امامت واجتہاد کے مقام پر فائز فرمایا۔ اس کی تائید حضرت داتا گنج صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی اس تحریر سے بھی ہوتی ہے کہ انہوں نے خواب میں آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت

کی اور دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو اپنی گود میں اٹھائے ہوئے تشریف لا رہے ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: ''خواب سے ظاہر ہو گیا کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ان پاک لوگوں میں سے تھے جو اوصافِ طبع میں فانی اور احکامِ شرع میں باقی ہیں۔ اس لئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ رحمۃ اللہ علیہ کو اٹھا کر لائے یعنی آپ رحمۃ اللہ علیہ کو چلانے والے سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ اگر آپ رحمۃ اللہ علیہ خود چل کر آتے تو باقی الصفت ہوتے، باقی الصفت لوگ منزل پا بھی سکتے ہیں اور منزل سے بھٹک بھی سکتے ہیں، چوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو اٹھایا ہوا تھا۔ اس لئے یقیناً آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ذاتی صفات فنا ہو چکی تھیں اور وہ آقا کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صفات کے ساتھ صاحب بقا تھے۔

(کشف المحجوب عربی ص: 305)

درج ذیل ان چند حضرات کے نام ہیں جنہوں نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے یا اُن کے شاگردوں سے فیضِ طریقت اخذ کیا:

1. حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ (مشہور شیخ المشائخ)
2. حضرت شقیق بلخی رحمۃ اللہ علیہ (حضرت حاتم اصم رحمۃ اللہ علیہ کے استاد تھے)
3. حضرت معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ (حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ کے استاد تھے)
4. حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ (جو شہزادے تھے، پھر ایک غیبی آواز پر صوفی ہو گئے)
5. حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ (امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے استاد اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ کے راوی)
6. حضرت داؤد طائی رحمۃ اللہ علیہ (تقویٰ کے پہاڑ تھے)
7. حضرت ابوحامد اللفاف رحمۃ اللہ علیہ (خراسان کے مشائخ میں سے تھے)
8. حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ (فقیہ و محدث تھے، اور امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے استاد تھے)
9. حضرت وکیع بن الجراح رحمۃ اللہ علیہ (ہر رات ایک قرآن ختم کرنے والے)
10. حضرت ابوبکر الوراق بلخی رحمۃ اللہ علیہ (شارح مختصر الطحاوی)

11 حضرت حاتم الاصم رحمۃ اللہ علیہ

12 حضرت محمد شاذلی رحمۃ اللہ علیہ

13 حضرت خلف بن ایوب رحمۃ اللہ علیہ

(حاشیۃ ابن عابدین = رد المحتار ط الحلبی (ابن عابدین) ج1 ص58، 59؛ امام ابو حنیفہ: حالات کمالات، ملفوظات)

ے جو نور افشاں تھیں لحظہ لحظہ حضورِ انور کے دم قدم سے
وہ جلوہ گاہیں تڑپ رہی ہیں، وہ بارگاہیں ترس رہی ہیں
نفیس کیسا یہ وقت آیا سلوک و احسان کے سلسلوں پر
جہاں مشائخ کی رونقیں تھیں وہ خانقاہیں ترس رہی ہیں

10 امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے صوفیاء تلامذہ

امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ طریقت وتصوف میں اپنے ہم عصروں پر فوقیت رکھتے تھے اور فقہ وحدیث کی طرح وہ اس میدان کے بھی شہباز تھے اور اس میں انہوں نے بلندی ورفعت کے آسمان کو چھولیا تھا۔ اس فن میں امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی عظمتِ شان کا اندازہ ان تلامذہ سے بھی لگایا جاسکتا ہے، جنہوں نے اس میدان میں خوب شہرت حاصل کی ہے۔ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ان صوفیاء تلامذہ کے مقام ومرتبہ اور لوگوں کے دلوں میں ان کی عظمت ومحبت، خدمتِ خلق میں ان کی جانفشانی کو دیکھ کر امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی عظمت ورفعت کا اعتراف کیا جاسکتا ہے، چند مشہور تلامذہ کا مختصر تذکرہ کیا جاتا ہے:

11 حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ

اثر 1:- أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَارِثِ، ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ مُوسَى بْنِ سَلَّامٍ، ثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ سُفْيَانَ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ الْبَلْخِيِّ، قَالَ: قَالَ أَبُو حَنِيفَةَ، لِإِبْرَاهِيمَ: "إِنَّكَ رُزِقْتَ مِنَ الْعِبَادَةِ شَيْئًا صَالِحًا،

فَلْيَكُنِ الْعِلْمُ مِنْ بَالِكَ، فَإِنَّهُ رَأْسُ الْعِبَادَةِ وَبِهِ قِوَامُ الدِّينِ"۔

(مسند إبراهيم بن أدهم الزاهد، رقم 46۔ المؤلف: أبو عبد الله محمد بن إسحاق بن محمد بن يحيى بن مَنْدَه العبدي (المتوفى: 395ھ)۔ الناشر: مكتبة القرآن - القاهرة)

ترجمہ حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابراہیم بن ادہم ابن منصور رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی 162ھ) کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا: ''آپ رحمۃ اللہ علیہ کو عبادت گزاری میں سے اچھا حصہ مل گیا ہے، اب اس کے بعد علم پر توجہ ہونی چاہیے کیونکہ وہ عبادت کی اصل ہے اور اسی سے دین کی مضبوطی ملتی ہے''۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ بادشاہوں کی اولاد میں سے تھے۔ ایک روز شکار کے لئے نکلے اور ایک لومڑی یا خرگوش کو ہکایا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ اس کا پیچھا کر رہے تھے کہ غیب سے آواز آئی: ''اے ابراہیم! کیا تو اسی لئے پیدا کیا گیا ہے''۔ چنانچہ آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنی سواری سے اتر پڑے۔ ایک مویشی کا معمولی جبہ پہن لیا اور جنگل کی راہ لی، کچھ عرصے بعد مکہ مکرمہ پہنچے، وہاں سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ اور فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت اختیار کی۔ حضرت خضر علیہ السلام کے مرید تھے اور بے شمار مشائخ متقدمین کی صحبت اٹھا چکے تھے۔ حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے ربطِ خاص تھا، انہی سے تحصیل بھی کی تھی۔ حقائقِ تصوف کے بیان میں ان کے نادر مقولے اور لطائف نفیس خاص مقام رکھتے ہیں۔ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: ''علومِ طریقت کی کنجیاں ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ کی پاس ہیں''۔ (گنج مطلوب ترجمہ کشف المحجوب ص:165)

حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ تقویٰ و پرہیزگاری میں بلند مقام پر فائز تھے، ان سے منقول ہے: ''اپنی روزی کو پاکیزہ بنالو پھر کوئی مضائقہ نہیں کہ تم رات کو تہجد نہ پڑھو اور دن میں نفلی روزہ نہ رکھو''۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ عام طور پر یہ دعا کرتے تھے: ''اے اللہ! مجھے اپنی معصیت کی ذلت سے اپنی طاعت کی عزت کی طرف پہنچادے''۔ ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ سے کہا گیا کہ گوشت مہنگا ہوگیا ہے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ''اسے سستا

کردو"، یعنی اسے مت خریدو اور یہ شعر پڑھا:

و إذا غلا شي علیّ ترکته

فیکون أرخص ما یکون إذا غلا

ترجمہ: اور جب کوئی چیز مہنگی ہوتی ہے تو میں اس کو ترک کر دیتا ہوں اور اس طرح وہ باوجود مہنگی ہونے کے سب سے سستی ہو جاتی ہے۔

ایک مرتبہ طواف کے دوران انہوں نے ایک شخص سے فرمایا: "خوب سمجھ لو تمہیں صالحین کا درجہ نصیب نہیں ہوسکتا جب تک تم چھ گھاٹیاں طے نہ کرلو۔ اول یہ کہ اپنے اوپر عیش وعشرت کا دروازہ بند کرلو اور مشقت کا دروازہ کھول لو۔ دوسرے یہ کہ عزت کا دروازہ بند کرلو اور ذلت کا دروازہ کھول لو۔ تیسری یہ کہ راحت کا دروازہ بند کرلو اور محنت کا دروازہ کھول لو۔ چوتھی یہ کہ نیند کا دروازہ بند کرلو اور شب بیداری کا دروازہ کھول لو۔ پانچویں یہ کہ غناء کا دروازہ بند کرلو اور فقر کا دروازہ کھول لو۔ چھٹی یہ کہ امیدوں کا دروازہ بند کرلو اور موت کی تیاری کا دروازہ کھول لو"۔ (روح تصوف ص:۲۸)

12 حضرت داؤد طائی ؒ

کبار مشائخ اور اہلِ تصوف کے سرداروں میں ان کا شمار ہوتا ہے۔ امام اعظم ؒ کے شاگرد اور ابراہیم بن ادھم ؒ اور فضیل بن عیاض ؒ کے ہم عصر تھے۔ شریعت وطریقت کا علم امام صاحب ؒ سے حاصل کیا تھا۔ جملہ علوم وفنون پر بڑی دسترس رکھتے تھے، فقہ میں تو فقیہوں کے استاذ اور رہنما تھے، گوشہ نشینی اختیار کرلی اور دنیاوی جاہ وحشم سے اعراض کرتے ہوئے طریقِ زہد وتقویٰ کو اختیار کرلیا تھا۔ معروف کرخی ؒ کہتے ہیں: "میں نے کوئی ایسا شخص نہیں دیکھا جو داؤد طائی ؒ کی طرح دنیا کو بالکل بے وقعت اور بے قیمت تصور کرتا ہو یہاں تک کہ تمام دنیا اور سارے دنیادار ان کے نزدیک مچھر کے برابر بھی قدر وقیمت نہ رکھتے تھے"۔ (گنج مطلوب ص:۱۷۳)

محارب بن دثار ؒ جو مشہور محدث تھے کہا کرتے تھے: "اگر داؤد ؒ اگلے زمانہ

میں ہوتے تو خدا قرآن مجید میں ان کا قصہ بیان کرتا"۔ 160ھ میں ان کا انتقال ہوا۔ (شامی، ابن عابدین، رد المحتار، ج1 ص154۔ مکتبہ زکریا دیوبند)

13 حضرت فضیل بن عیاض ؒ

ان کا شمار طریقت کے مشہور بزرگوں میں ہوتا ہے، سمرقند میں پیدا ہوئے اور مکہ میں 187ھ میں وفات پائی، شریک بن عبداللہ ؒ کا قول ہے:

لم یزل لکل قوم حجة في أهل زمانهم، وإن فضیل بن عیاض حجة لأهل زمانه.

(تهذیب الکمال في أسماء الرجال، ج23 ص288۔ الناشر: مؤسسة الرسالة-بیروت)

ترجمہ: ہمیشہ ہر قوم کے لئے ان کے زمانہ میں کوئی حجت ہوا کرتا ہے، فضیل بن عیاض ؒ اپنے زمانے والوں کے لئے حجت ہیں"۔

عبداللہ بن مبارک ؒ کا قول ہے: "حجاز میں فضیل بن عیاض ؒ اور ان کے بیٹے علی بن فضیل ؒ کے علاوہ کوئی ابدال باقی نہیں رہا"۔

(سیر اعلام النبلاء، ترجمہ فضیل بن عیاض ج7 ص395)

اوائل عمر میں ٹھگ پیشہ تھے اور رہزنی کیا کرتے تھے، لیکن اس حالت میں بھی طبیعت نیکی وصلاح کی طرف مائل تھی، یہاں تک کہ اگر کسی قافلہ میں کوئی عورت ہوتی تو اس کے قریب تک نہ جاتے اور اگر اس کے پاس سرمایہ قلیل ہوتا تو اس سے بھی ہرگز نہ چھینتے تھے، بلکہ ہر شخص کے پاس کچھ نہ کچھ باقی رہنے دیتے، ایک مرتبہ ایک سوداگر مرو سے روانہ ہوا تو لوگوں نے اسے کہا کہ حفاظتی دستہ ساتھ لیتے جاؤ کیوں کہ راستہ میں فضیل ؒ موجود ہے، اس نے کہا: "میں نے سنا ہے وہ ایک خدا ترس انسان ہے، لہٰذا مجھے اس کا خوف نہیں"۔ اس نے ایک قاری کو ہمراہ کرلیا اور اسے اونٹ پر بٹھا دیا، جہاں سے وہ شب وروز قرآن پڑھتا رہتا تھا، حتیٰ کہ قافلہ اس جگہ پہنچ گیا جہاں فضیل ؒ گھات میں بیٹھا تھا، عین اس وقت قاری یہ آیت پڑھ رہا تھا:

آیت 1:۔اَلَمۡ یَاۡنِ لِلَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اَنۡ تَخۡشَعَ قُلُوۡبُهُمۡ لِذِکۡرِ اللّٰهِ وَمَا نَزَلَ مِنَ الۡحَقِّ ۙ وَلَا یَکُوۡنُوۡا کَالَّذِیۡنَ اُوۡتُوا الۡکِتٰبَ مِنۡ قَبۡلُ فَطَالَ عَلَیۡهِمُ الۡاَمَدُ فَقَسَتۡ قُلُوۡبُهُمۡ ؕ وَ کَثِیۡرٌ مِّنۡهُمۡ فٰسِقُوۡنَ ○(الحدید:16)

ترجمہ کیا ایمان لانے والوں کے لیے ابھی وہ وقت نہیں آیا کہ اُن کے دل اللہ کے ذکر سے پگھلیں اور اُس کے نازل کردہ حق کے آگے جھکیں اور وہ اُن لوگوں کی طرح نہ ہو جائیں جنہیں پہلے کتاب دی گئی تھی، پھر ایک لمبی مدت اُن پر گزر گئی تو ان کے دل سخت ہوگئے اور آج ان میں سے اکثر فاسق بنے ہوئے ہیں؟

یہ سنتے ہی ان کے دل پر رقت طاری ہوگئی اور اس کار مذموم سے توبہ کرلی اور جن لوگوں کا مال لوٹ رکھا تھا انہیں خطوط لکھ لکھ کر مال واپس کردیا، پھر مکہ چلے گئے۔ کچھ مدت وہاں قیام رہا، بعض اولیاء اللہ سے ملاقات کی، پھر وہاں سے کوفہ چلے گئے اور امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے جاملے اور ایک عرصہ تک ان کی خدمت میں رہ کر علم شریعت وطریقت حاصل کیا۔ (گنج مطلوب ص:۱۵۶)

تصوف کے باب میں ان کے اقوال کو بڑی اہمیت حاصل ہے، ان کا قول ہے: ”جو اللہ تعالیٰ سے ڈرے کوئی اس کونقصان نہیں پہنچاسکتا ہے اور جوغیر اللہ سے ڈرے کوئی اس کونفع نہیں پہونچاسکتا ہے“۔ (سیر اعلام النبلاء ترجمہ فضیل بن عیاض ۷/۳۹۵)

14 حضرت بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ

بشر بن الحارث حافی رحمۃ اللہ علیہ کا شمار انہی بزرگوں میں ہوتا ہے جو مجاہدات میں نرالی شان کے مالک تھے۔ فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت سے مستفیض تھے، تصوف کے متعدد مصنفین نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے تلامذہ میں شمار کیا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا اصل وطن مرو تھا؛ لیکن بغداد میں سکونت اختیار کی تھی اور وہیں ۲۲۷ھ میں وفات پائی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی توبہ اور زہدوتقویٰ کا واقعہ یہ ہوا کہ ایک بار راستے میں آپ کو کاغذ کا ایک پرزہ ملا جس پر بسم اللہ الرحمن الرحیم لکھا ہوا تھا اور وہ پیروں کے نیچے پڑتا تھا آپ

رحمۃ اللہ علیہ نے اسے اٹھالیا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ایک درہم تھا، اس سے عطر خریدا اور اس پرزے کو معطر کر کے ایک دیوار کے شگاف میں رکھ دیا، اسی رات اللہ تعالیٰ کو خواب میں دیکھا جوان سے فرمارہا تھا: ”اے بشر! تونے مرے نام کو خوشبودار کیا مجھے اپنے نام کی قسم میں بھی دنیا اور آخرت میں تیرے نام کو خوشبودار کروں گا“۔ اسی وقت توبہ کی اور زہد کا راستہ اختیار کیا، ان کے زہدوتقویٰ کے حکایات اور بزرگی کا چرچا لوگوں میں بہت زیادہ تھا۔ شیخ ابوعلی دقاق رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے: ”بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ کا کچھ لوگوں کے پاس سے گزر ہوا، آپ رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھ کر وہ کہنے لگے: ”یہ وہ شخص ہے جو ساری رات عبادت کرتا ہے اور تین تین دن پر افطار کرتا ہے“۔ یہ سن کر بشر رحمۃ اللہ علیہ رو پڑے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ سے اس کی وجہ پوچھی گئی، تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ”مجھے یاد نہیں ہے کہ میں کبھی بھی پوری رات جاگا ہوں یا کسی دن بھی روزہ رکھا ہو، اور رات کو افطار نہ کیا ہو، لیکن بندہ جتنا کرتا ہے اللہ تعالیٰ اپنے لطف وکرم سے اس سے کہیں زیادہ لوگوں کے دل میں ڈال دیتا ہے“۔ (روح تصوف ترجمہ الرسالۃ القشیریہ ص:۳۸)

یہ حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے بعض تلامذہ ہیں جنہوں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے کسب فیض کیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے دامن تربیت میں رہ کر اصلاحِ ظاہر وباطن میں کمال حاصل کیا۔ یہ حضرات تصوف کے اساطین شمار کئے جاتے ہیں، ان کی باتوں کو اربابِ تصوف کے یہاں کافی استناد حاصل ہے، ان کی زندگی نے نہ جانے کتنے لوگوں کی زندگیوں کے دھارے کو اعمال واخلاق کی طرف موڑ دیا، مشہور ہے کہ پھل کو درخت سے اور خوشبو کو پھول سے پہچانا جاتا ہے، ان حضرات کی زندگی اور تصوف کے مقام بلند کو دیکھ کر امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مقام ومرتبہ اور تصوف میں ان کی امامت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

15 تصوف وسلوک کے اصول

امام محی الدین یحییٰ بن شرف نووی المعروف امام نووی رحمۃ اللہ علیہ اپنے رسالہ ”المقاصد“ میں تحریر فرماتے ہیں:

تصوف کے پانچ (5) اصول ہیں:

1 خلوت وجلوت میں اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرنا۔

2 اقوال وافعال میں سنت کی پیروی کرنا۔

3 اقبال وادبار (ترقی وعدم ترقی) میں مخلوق سے اعراض کرنا۔

4 قلیل وکثیر رزق پر اللہ تعالیٰ سے راضی ہونا۔

5 خوشی اور غم میں اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنا۔

16 امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا کشف وفراست

کشف، عالم غیب کی کسی چیز سے حجاب اُٹھا کر دکھلا دینے کا نام ہے۔ کشف سے پہلے جو چیز مستور یعنی چھپی ہوئی تھی، اب وہ مکشوف یعنی ظاہر اور آشکار ہوئی۔ حجابات کا مرتفع ہونا قلب کی صفائی اور نورانیت پر موقوف ہے۔ جس قدر قلب صاف اور منور ہوگا اسی قدر حجابات مرتفع ہوں گے۔ جاننا چاہیے کہ تجابات کا مرتفع ہونا قلب کی نورانیت پر موقوف تو ہے، مگر لازم نہیں۔ (احیاء العلوم)

17 امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ صاحبِ کشف تھے

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"مَنْ تَوَضَّأَ فَمَضْمَضَ وَ اسْتَنْشَقَ خَرَجَتْ خَطَايَاهُ مِنْ فِيهِ وَ اَنْفِهٖ، فَإِذَا غَسَلَ وَجْهَهٗ خَرَجَتْ خَطَايَاهُ مِنْ وَجْهِهٖ حَتّٰى يَخْرُجَ مِنْ تَحْتِ أَشْفَارِ عَيْنَيْهِ، فَإِذَا غَسَلَ يَدَيْهِ خَرَجَتْ خَطَايَاهُ مِنْ يَدَيْهِ، فَإِذَا مَسَحَ بِرَأْسِهٖ خَرَجَتْ خَطَايَاهُ مِنْ رَأْسِهٖ، حَتّٰى تَخْرُجَ مِنْ اُذُنَيْهِ، فَإِذَا غَسَلَ خَرَجَتْ خَطَايَاهُ مِنْ رِجْلَيْهِ حَتّٰى تَخْرُجَ مِنْ تَحْتِ أَظْفَارِ رِجْلَيْهِ"۔ (ابن ماجہ رقم: 282)

ترجمہ: جس شخص نے وضو کیا، کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا تو اس کے منہ اور ناک سے گناہ نکل جاتے ہیں۔ جب اس نے منہ دھویا، تو اس کے منہ کے گناہ نکل جاتے ہیں۔ جب اس نے منہ دھویا تو اس کے منہ کے گناہ کل ہے، یہاں تک کہ پلکوں کے نیچے سے

بھی۔ جب ہاتھ دھوئے تو ہاتھوں کے گناہ جھڑ گئے، جب مسح کیا تو اس کے سر کے گناہ نکل گئے، یہاں تک کہ کانوں سے بھی۔ جب اس نے پاؤں دھوئے تو اس کے پاؤں کے گناہ بھی نکل گئے، یہاں تک کہ ناخنوں کے گناہ بھی نکل گئے"۔

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ جب وضو میں استعمال شدہ پانی کو دیکھتے، تو اس میں جتنے صغائر وکبائر ومکروہات ہوتے، ان کو پہچان لیتے تھے۔ علامہ عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے شیخ حضرت سید علی خواص شافعی رحمۃ اللہ علیہ کو فرماتے سنا:

"امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مشاہدات اتنے دقیق ہیں جن پر بڑے بڑے صاحبانِ کشف اولیاء اللہ ہی مطلع ہو سکتے ہیں"۔ (المیزان)

علامہ عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے شیخ حضرت سید علی خواص رحمۃ اللہ علیہ کو فرماتے ہوئے سنا:

"اگر انسان پر کشف ہو جائے تو وہ لوگوں کے وضو اور غسل کے پانی کو نہایت گندہ اور بدبودار دیکھے گا اور اس کو استعمال نہ کرے گا۔ جیسے وہ اس پانی کو استعمال نہیں کرتا جس میں کتا یا بلی مرگئی ہو"۔

میں نے عرض کیا: "اس سے معلوم ہوا کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ بڑے اہلِ کشف میں سے تھے، کیونکہ یہ ماءِ مستعمل کی نجاست کے قائل تھے"۔

حضرت سید علی خواص رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

"جی ہاں! امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ بڑے اہلِ کشف تھے۔ ان کے صاحبِ کشف ہونے کی بڑی دلیل یہ ہے کہ جب وہ اس پانی پر نظر ڈالتے تھے جس سے لوگوں نے وضو کیا ہوتا، تو بعینہٖ ان کی خطاؤں کو دیکھ لیتے تھے، جو اس پانی سے جھڑ جاتی تھیں اور پھر اس میں یہ بھی تمیز کر لیتے تھے کہ یہ پانی کبیرہ گناہوں کا ہے یا صغیرہ گناہوں کا، یہ مکروہات کا ہے اور یہ خلاف اولیٰ کا ہے۔ گویا ان کو سب اشیاء اسی طرح نظر آتی تھیں جس طرح ہم کو یہ اجسام محسوس نظر آتے ہیں۔ (المیزان)

باب15

حضرت امام ابوحنیفہؒ کی معاشی سرگرمیاں

امام صاحبؒ ایک صاحبِ ثروت گھرانے کے چشم وچراغ تھے۔آپؒ کے یہاں مال ودولت کی فراوانی تھی۔فقروفاقہ اورتنگ دستی سے ناآشنا تھے۔آپؒ کے آباء واجداد خز (ریشم کے کپڑے) کے بڑے تاجر تھے۔امام صاحبؒ نے ابتدائی تعلیم حاصل کرنے کے بعد آبائی کاروبار کوخوب ترقی دی۔اللہ تعالیٰ نے جس طرح آپؒ کوعلم وتقویٰ اورفضل وکمال میں یکتا بنایا تھا،حدیث وفقہ میں امامت کے منصب پر فائز کیا تھا، اسی طرح آپؒ کو معاشی زندگی میں بھی اپنے ہم عصروں پر فوقیت دی تھی۔آپؒ نہ صرف بڑے تاجر تھے، بلکہ تجارتی اصولوں سے اچھی طرح واقف تھے۔اسی بنیاد پر آپؒ نے تجارت میں حیرت انگیز ترقی کی تھی۔

1 امام صاحبؒ کے تجارت کی نوعیت

امام صاحبؒ خاندانی اعتبار سے تجارت پیشہ تھے۔تجارتی اصول سے اچھی طرح واقف تھے۔آپؒ کی تجارت بہت وسیع تھی،کوفہ میں ریشم کا بہت بڑا کارخانہ تھا، جہاں ریشم اورریشمی کپڑے تیار کئے جاتے تھے۔آپؒ کی تجارت مختلف انداز میں کوفہ اوردور دراز ملکوں میں پھیلی ہوئی تھی۔امام صاحبؒ کی تجارتی تفصیلات کا صحیح اندازہ نہیں لگایا جاسکتا ہے۔البتہ مولانا گیلانیؒ اس سلسلے میں لکھتے ہیں:

چار چیزیں اس باب میں معلوم ہوتی ہیں:

(1) پہلی بات تو یہی کہ امامؒ صرف خز کے تاجر ہی نہیں تھے، بلکہ خز بافی کا کوئی بڑا کارخانہ کوفہ میں ان کا جاری تھا۔

(2) کوئی حانوت (شاپ) بھی کوفہ میں خز کی تھی جس سے مال کی فروختگی کا سلسلہ جاری تھا۔

(3) غلاموں سے بھی مال کی پھیری کراتے تھے۔

(4) کوفہ سے دور دراز علاقوں مثلاً: بغداد، نیشاپور، مَرو وغیرہ مال بھیجتے تھے اور وہاں سے منگواتے تھے۔(گیلانی، مناظر احسن، امام ابوحنیفہ کی سیاسی زندگی ص:88۔مکتبۃ الحق ممبئی)

2 خز کا مفہوم

امام صاحبؒ کا آبائی کاروبار خز کی تجارت کا تھا۔یہاں ضروری معلوم ہوتا ہے کہ خز کی تھوڑی وضاحت کردی جائے۔خز ایک قسم کا کپڑا ہے جس کا رواج اسلام کے ابتدائی صدیوں میں بکثرت پایا جاتا تھا۔اس کے تانے میں ریشم اور بانے میں مختلف سوت استعمال کیا جاتا ہے اور جس کپڑے کا تانا ریشم اور بانا دوسرے دھاگے کا ہو، تو اس کا استعمال جائز ہے۔ اس لئے یہ کپڑا عہدِ صحابہؓ میں کثرت سے رائج تھا۔مولانا گیلانیؒ لکھتے ہیں:

''جہاں تک کتابوں سے معلوم ہوتا ہے یہ ایک خاص قسم کا کپڑا تھا جس میں مختلف چیزیں مثلاً: اُون یا کتان یا روئی وغیرہ کے دھاگے استعمال کئے جاتے تھے اور تانے میں ریشم کا سوت لگایا جاتا تھا۔بعض فقہ کی کتاب میں لکھا ہے کہ خز کسی سمندری جانور کے بال سے تیار ہوتا تھا۔بعض زیادہ متقی حضرات خصوصیت کے ساتھ بانے میں بھی ریشم کے استعمال کو ناپسند کرتے تھے،لیکن صحابہؓ اور تابعینؒ میں جیسا کہ میں نے عرض کیا مشکل ہی سے بجز چند بزرگوں کے کوئی ایسی ہستی ہوگی جو خز استعمال نہ کرتی ہو۔بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ گرمیوں میں غیر اونی اور جاڑوں میں اونی خز لوگ استعمال کرتے تھے۔ بڑی بات یہ تھی کہ ریشم کی شرکت کی وجہ سے کپڑے میں

مضبوطی پیدا ہو جاتی تھی۔ (امام ابوحنیفہ کی سیاسی زندگی ص:86، مکتبۃ الحق ممبئی)

3 امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی دکان

کوفہ میں حضرت عمرو بن حریث رضی اللہ عنہ صحابی رسول کا بہت بڑا اور عالی شان محل تھا جو انہوں نے کوفہ آنے کے بعد مسجد کے بغل میں بنوایا تھا۔ ابن سعد وغیرہ میں تصریح ہے کہ یہ بہت بڑی اور مشہور حویلی تھی۔ اس عالی شان حویلی میں امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی دکان (شاپنگ مال) تھی اور یہ دکان بھی بہت مشہور تھی۔ اس میں خز کے مختلف اقسام کے کپڑے ملتے تھے۔ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ بڑی تلاش وجستجو کر کے خز کے ہر قسم کے کپڑے رکھتے تھے۔ اگر کسی کو خز کا کوئی کپڑا کسی جگہ دستیاب نہ ہوتا، تو لوگ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی دکان کا مشورہ دیتے، اور امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی دکان میں وہ کپڑا مل جاتا تھا۔ اس دکان میں نہ صرف کپڑے فروخت کئے جاتے تھے، بلکہ خز کے کپڑے خریدے بھی جاتے تھے۔ موفق احمد مکی رحمۃ اللہ علیہ کی مناقب میں ہے کہ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی دکان پر باہر سے خز باف اپنا مال فروخت کرنے کے لئے لایا کرتے تھے، اور ایک ایک دفعہ میں کبھی کبھی آٹھ آٹھ ہزار درہم کے کپڑے صرف ایک آدمی سے خریدے جاتے تھے۔ (موفق احمد مکی، مناقب ابی حنیفہ 1/197۔ دار الکتاب العربی بیروت۔ 1981ء)

امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی دکان کی ایک خصوصیت یہ تھی کہ اگر کسی کا مطلوبہ خز نہیں ملتا تھا، تو آپ رحمۃ اللہ علیہ لوگوں سے آرڈر بھی لے لیا کرتے تھے اور حسبِ خواہش خز مہیا کرا دیا کرتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی دکان میں مالوں کی اس قدر آمد ورفت ہوتی تھی کہ آرڈر کے پورا کرنے میں کوئی تاخیر نہیں ہوتی تھی۔ (مناقب ابی حنیفہ للموفق 1/196)

4 کپڑا تیار کرنے کا کارخانہ

امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تجارت کی وسعت کا اندازہ اس سے بھی لگایا جا سکتا ہے کہ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نہ صرف کپڑا خریدتے اور فروخت کرتے تھے، بلکہ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا

خز کا ایک کارخانہ تھا جس میں ریشم کے دھاگے اور ریشم کے کپڑے تیار کئے جاتے تھے اور اس کارخانہ میں بہت سے کاریگر اور مزدور کام کرتے تھے اور اسی عمرو بن حریث رضی اللہ عنہ کی کوٹھی میں یہ کاریگر رہا کرتے تھے، علامہ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اپنی ذات میں ذہین ترین انسانوں میں سے تھے۔ انہوں نے فقہ، عبادت، پرہیزگاری اور سخاوت کو جمع کر لیا تھا اور حکومت کے عطیے قبول نہیں کیا کرتے تھے، بلکہ خود اپنی کمائی دوسروں پر خرچ کیا کرتے تھے۔ اپنی ضرورت پر دوسروں کو ترجیح دیتے تھے، ان کے یہاں ریشم بنانے اور ریشمی کپڑا بننے کا بہت بڑا خارخانہ تھا جس میں بہت سے کاریگر اور مزدور کام کرتے تھے۔

(ذہبی، شمس الدین ابو عبد اللہ، العبر فی خبر من غبر، باب سنۃ خمسین ومئۃ، 1/164، دار الکتب العلمیہ بیروت)

ذہبی کی تحریر سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ خز بافی کا کارخانہ بہت بڑا تھا اور اس کی شہرت پورے کوفہ میں تھی، اس کارخانہ اور اس دکان سے عام لوگ اچھی طرح واقف تھے اور اس میں بہت سے مزدور اور کاریگر کام کرتے اور رہتے تھے، یہ کارخانہ بھی عمرو بن حریث رضی اللہ عنہ کے اسی مشہور کوٹھی میں تھا۔ علامہ یافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

له دار كبيرة لعمل الخز وعنده صناع الخز.

ترجمہ: امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی ایک بڑی کوٹھی تھی جس میں خز بنایا جاتا تھا اور امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس خز باف بھی تھے۔ (مرآۃ الجنان وعبرۃ الیقظان (الیافعی) ج1 ص242)

5 غلاموں کے ذریعہ مال کی پھیری

امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے یہاں تجارتی نفع اندوزی کی مختلف صورتیں رائج تھیں۔ ایک طریقہ یہ تھا کہ غلاموں کو مال دے کر تجارت کے لئے کسی دوسرے شہر میں بھیج دیا جاتا تھا، ایسے غلاموں کو فقہ کی اصطلاح میں ''ماذون التجارت'' کہا جاتا تھا۔ ایک ایک غلام کبھی کبھی تیس تیس ہزار نفع حاصل کر کے لاتا تھا۔ اس طرح امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تجارت پھیلتی جا رہی تھی، موفق احمد مکی، مناقب ابی حنیفہ میں تحریر کرتے ہیں:

''امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا ایک غلام تھا جو تجارت کرتا تھا۔ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے مالِ کثیر اس کے سپرد کیا تھا جس کی وہ تجارت کرتا تھا اس نے تیس ہزار درہم نفع حاصل کیئے''۔

لیکن امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک صرف مال کا حاصل کرنا مقصود نہیں تھا، بلکہ حصولِ مال میں انتہائی احتیاط برتی جاتی تھی اور ہر قسم کے شبہ سے بھی پرہیز کیا جاتا تھا۔ چنانچہ اسی واقعہ میں موفق رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے:

''جب وہ غلام تیس ہزار (30,000) نفع علیحدہ کرکے امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں آیا، تو امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اس سے تجارت کی تمام تفصیلات حاصل کیں، جس میں کوئی ایک صورت وہ بیان کی جس سے امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو ناگواری ہوئی، اس پر امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اس غلام کی ڈانٹ لگائی اور پوچھا: ''کیا تم نے اس طرح حاصل شدہ نفع کو دوسرے تمام نفع کے ساتھ ملا دیا ہے؟''۔ اس نے اثبات میں جواب دیا۔ اس پر امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے وہ تیس ہزار درہم فقراء پر تقسیم کر دیئے، اور اس میں سے کچھ نہیں رکھا۔ (موفق احمد مکی، مناقب ابی حنیفہ 1/178۔ دار الکتب العربی بیروت 1981ء)

بہر حال یہ تو امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے احتیاط کا حال تھا۔ لیکن اس سے امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تجارت کی وسعت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ جب ایک ایک غلام نفع میں تیس تیس ہزار درہم لا رہا ہے تو تمام غلاموں کے مجموعی نفع کی رقم کیا ہوتی ہوگی؟ بعض روایتوں میں یہ بھی ہے کہ ایک غلام ستر ہزار (70,000) درہم لے کر واپس آیا۔ اس سے اندازہ لگائیے کہ سال میں صرف غلاموں کے نفع کی کیا حالت ہوگی؟ اور یہ تجارت کا صرف ایک ذریعہ ہے، اس کے علاوہ مختلف طریقوں سے تجارت کی جارہی تھی۔

6 برآمدات، درآمدات (ایکسپورٹ، امپورٹ)

امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تجارت وسیع پیمانہ پر تھی، کوفہ میں بہت بڑا اور مشہور کپڑے کا کارخانہ تھا۔ اس کے ساتھ کوفہ میں خز کی بہت بڑی دکان بھی تھی، اور دوسرے شہروں سے یہاں کپڑا منگایا جاتا تھا اور دوسرے شہروں میں خاص طور پر مرو، نیشاپور، بغداد

اور بصرہ وغیرہ علاقے میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ایجنٹ تھے، جہاں یہ لوگ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مال کو فروخت کیا کرتے تھے اور وہاں کے مشہور کپڑوں کو کوفہ روانہ کرتے تھے۔ گو یا امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا بہت بڑا ایکسپورٹ امپورٹ کا بزنس تھا۔ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے تاریخ بغداد میں لکھا ہے کہ قیس بن ربیع رحمۃ اللہ علیہ ہم سے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق یہ روایت بیان کرتے ہیں: ''امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ بغداد سرمایہ بھیجتے تھے اور یہاں کی چیزیں اس سرمایہ سے خریدی جاتی تھیں اور کوفہ لاد کر روانہ ہوتی تھیں''۔

(موفق احمد مکی، مناقب ابی حنیفہ 1/241)

7 امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے شریکِ تجارت

جب امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ کے توجہ دلانے پر امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث وفقہ کی طرف توجہ دی، تو بازار آنا جانا اور از خود تجارت کرنا بہت کم ہو گیا تھا، لیکن تجارت کی وسعت میں کمی نہیں آئی تھی، کیوں کہ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تجارت میں بہت سے افراد شریک تھے یا علمی مشغولی کی بنا پر امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے چند معتمد لوگوں کو اپنی تجارت میں شریک کر لیا تھا اور بظاہر قرائن سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ مال تمام کا تمام امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا تھا اور یہ حضرات محنت کر کے امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مال کو فروخت کیا کرتے تھے۔ گو یا مضاربت کی صورت رائج تھی کہ مال امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا تھا اور محنت دوسرے حضرات کی تھی۔ اس سلسلے میں سب سے اہم نام حفص بن عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ کا ہے جنہوں نے تیس سال تک امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ کام کیا۔ حفص بن عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ نیشاپور کے رہنے والے تھے اور نہایت متقی اور پرہیزگار لوگوں میں شمار ہوتے تھے۔ ایک زمانہ تک نیشاپور کے عہدۂ قضاء پر بھی فائز رہے۔ یہ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد بھی تھے اور حدیث وفقہ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے تھے۔ بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ حفص بن عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مال کو نیشاپور میں فروخت کرتے تھے اور نیشاپور کے مال کو امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس کوفہ بھیجتے تھے۔

8 امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے تجارتی اصول

امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تجارت کی کامیابی، تجارتی اصول کی پابندی کی بنا پر تھی۔ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک تجارت کا مقصد صرف مال کا حاصل کرنا نہیں تھا، بلکہ وسیع پیمانہ پر تجارت کر کے تجارت کے صحیح اصول کو فروغ دینا تھا۔ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تجارت میں سچائی، امانت داری، خوش اخلاقی، خیر خواہی، جیسے لازمی عناصر پائے جاتے تھے۔ اس کے ساتھ دھوکہ دہی، خیانت، بدخواہی، ظلم وزیادتی، جیسے غلط اور ناجائز عناصر سے امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تجارت پاک تھی۔ ہم امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی معاشی سرگرمیوں میں ان کی تجارتی اصول کا جائزہ پیش کریں گے۔

9 خوش اخلاقی

اسلام نے ہمیں زندگی کے ہر شعبہ میں خوش اخلاقی کی تعلیم دی ہے اور خندہ پیشانی سے ملنے کو بہترین صدقہ قرار دیا ہے۔ (سنن الترمذی، باب ماجاء فی طلاقۃ الوجہ، حدیث نمبر: ۱۹۹۷)

خوش اخلاقی انسان کا سب سے بہترین اور قیمتی زیور ہے۔ خاص طور پر تاجروں کے لئے خوش اخلاقی ان کی تجارت کے فروغ کا بہترین ذریعہ ہے۔ تاجر کی خوش اخلاقی گاہک کو نہ صرف مال خریدنے پر مجبور کر دیتا ہے، بلکہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اس کو اپنا ہی گاہک بنالیتا ہے۔ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خوش اخلاقی کا کیا کہنا، وہ خوش باش، شیریں گفتار، ملنسار اور حلیم وبردبار تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے اخلاق کی حیرت انگیز مثالیں کتبِ سوانح میں مذکور ہیں۔ چنانچہ خطیب رحمۃ اللہ علیہ نے ایک واقعہ نقل کیا ہے کہ ایک موچی امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پڑوس میں رہتا تھا، دن بھر بازار میں کام کرتا اور رات بھر شراب کے نشے میں شور مچاتا رہتا۔ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو اس کی حرکتوں سے بہت تکلیف ہوتی، عبادت وریاضت میں خلل ہوتا، لیکن کبھی بھی اس سے شکایت نہ کی۔ ایک دن پولیس موچی کو پکڑ کر لے گئی اور جیل میں بند کر دیا، رات بھر امام صاحب

رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے شور وشراب نہیں سنے۔ پتہ کیا تو معلوم ہوا کہ پولیس پکڑ کر لے گئی ہے۔ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنے بلند مقام کا خیال کئے بغیر سیدھے کچہری پہنچے، کچہری میں کھلبلی مچ گئی۔ حاکم جو آپ رحمۃ اللہ علیہ کا شاگرد تھا، خود بھاگا ہوا باہر آیا اور دریافت کیا: ''حضرت! یہاں قدم رنجہ فرمانے کی کیا وجہ ہے؟''۔ فرمایا: ''میرے محلہ کا موچی جو میرا پڑوسی بھی ہے، پولیس والوں نے اسے گرفتار کر کے جیل بھیج دیا ہے، اسے میری ضمانت پر رہا کر دیا جائے''۔ چنانچہ اسے جیل سے رہا کر دیا گیا۔ موچی جب جیل سے باہر آیا تو دیکھا گیا کہ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس کا ہاتھ پکڑے ہوئے فرما رہے ہیں: ''کیوں بھائی! میں نے تمہیں ضائع ہونے تو نہیں دیا''۔ اس پر موچی سر جھکائے کہہ رہا تھا: ''نہیں، میرے سردار! میرے آقا! آج کے دن سے آپ رحمۃ اللہ علیہ مجھے ایسی حرکتوں میں مبتلا نہ پائیں گے، جن سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو اذیت ہوتی تھی''۔ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے اخلاق کی بلندی کا حال ملاحظہ فرمائیے، جس موچی نے امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو ہمیشہ تکلیف پہنچائی، اس کے ساتھ بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ نے کس قدر بلند اخلاق کا مظاہرہ کیا۔

(خطیب بغدادی، تاریخ بغداد 13/361۔ دار الکتب العلمیہ بیروت، 1997ء)

امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نہ صرف خود اخلاق کی بلندیوں پر فائز تھے، بلکہ اپنے کارندوں اور ملازموں کو بھی خوش اخلاقی کا سبق دیا کرتے تھے۔

10 دیانت داری

اسلام نے دیانت داری اور امانت کی ادائیگی پر بہت زور دیا ہے، حدیث میں ہے:

حدیث 1:۔ اَلتَّاجِرُ الصَّدُوقُ الْأَمِينُ مَعَ النَّبِيِّينَ، وَالصِّدِّيقِينَ، وَالشُّهَدَاءِ.

(ترمذی رقم 1209)

ترجمہ: سچا امانت دار تاجر کل قیامت میں انبیاء علیہم السلام، صدیقین اور شہداء کے ساتھ ہوگا۔

تاجر کے لئے دیانت اور تقویٰ سب سے لازمی اور ضروری عنصر ہے۔ اگر تاجر میں یہ صفت ہو تو تجارت آدمی کے جنت میں جانے کا سبب ہے اور اس کے فقدان کی

صورت میں جہنم میں جانے کا سبب ہے۔ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی دیانت داری اور امانت داری اس قدر مشہور اور مسلّم تھی کہ لوگ اپنی قیمتی اشیاء آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس امانت رکھتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی کاروباری دیانت کا اس سے اندازہ لگایئے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ اس کا بہت زیادہ خیال رکھتے تھے کہ ایک روپیہ بھی ناجائز طریقہ پر آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس نہ آنے پائے۔ تمام کام کرنے والوں کو سخت ہدایت تھی کہ کپڑے کا وہ تھان جس میں کچھ عیب ہو علیحدہ رکھو اور خریدار کو اس سے واقف کراؤ۔

ایک مرتبہ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے حفص بن عبد الرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ کے پاس کپڑے کا ایک تھان بھیجا اور ہدایت دی کہ اس میں عیب ہے، خریدار کو عیب بتا کر فروخت کرنا، لیکن حفص بن عبد الرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ کپڑا فروخت کرتے وقت عیب بتانا بھول گئے، جب امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو اس واقعہ کی اطلاع ملی تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے بہت افسوس کا اظہار فرمایا اور تمام کپڑے کی قیمت کو خیرات کر دیا۔

(خطیب بغدادی، حافظ ابوبکر احمد بن علی، تاریخ بغداد 13/356، دارالکتب العلمیہ، بیروت، 1997ء)

11 خیرخواہی

حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے:

حدیث 1:۔ "اَلدِّیْنُ النَّصِیْحَۃُ"۔ (مسلم رقم 95-(55))

ترجمہ دین سراپا خیرخواہی کا نام ہے۔

اللہ تعالیٰ، اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، ان کی کتابوں اور ائمہ دین اور عام مسلمانوں کے ساتھ خیرخواہی کی جائے۔ حضرت جریر بن عبد اللہ البجلی رضی اللہ عنہ نے ایک اونٹ خریدا، بائع نے اس کی قیمت ایک سو دینار مقرر کی۔ حضرت جریر رضی اللہ عنہ نے کہا: "نہیں، اس کی قیمت اس سے زیادہ ہے"۔ اس نے دوسو مقرر کی۔ آخر میں حضرت جریر رضی اللہ عنہ نے اس اونٹ کو آٹھ سو دینار میں خریدا، اور فرمایا: "میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ عہد کیا تھا عام مسلمانوں کے ساتھ خیرخواہی کا، اس لئے کسی مسلمان کا نقصان نہیں کر سکتا ہوں"۔

امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تجارتی زندگی میں بھی ہمیں خیرخواہی کے حیرت انگیز واقعات ملتے ہیں۔ چنانچہ ایک مرتبہ ایک عورت ریشم کا ایک تھان لائی اور سو(100) درہم میں فروخت کرنا چاہا۔ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: "تم اس کی قیمت کم بتا رہی ہو"۔ اس عورت نے اس کی قیمت دوسو درہم کر دی۔ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: "اس کی قیمت اب بھی کم ہے"۔ اس نے تین سو کر دی۔ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: "قیمت اب بھی کم ہے"۔ اس عورت نے کہا: "آپ میرے ساتھ مذاق کر رہے ہیں"۔ امام صاحب نے فرمایا: "میں مذاق نہیں کر رہا ہوں، تم کسی مرد کو بلا کر پوچھ لو"۔ چنانچہ ایک مرد آیا اور اس نے اس تھان کی قیمت پانچ سو درہم لگائی اور آپ رحمۃ اللہ علیہ نے پانچ سو درہم میں وہ تھان خرید لیا۔

(موفق احمد مکی، مناقب ابی حنیفہ 1/200 دارالکتب العربی بیروت 1981ء؛ الصیمری، ابوعبداللہ حسین بن علی، اخبار ابی حنیفہ واصحابہ ص: 39۔ دارالکتب العربی بیروت 1976ء)

غور کیجئے ایک عورت جو بازار کے نشیب وفراز سے ناواقف ہے اور اس نے تھان کی قیمت بہت کم بتائی، لیکن امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے موقع سے فائدہ نہیں اٹھایا، بلکہ "اَلدِّیْنُ النَّصِیْحَۃُ" کی بنا پر اس کپڑے کو اصلی قیمت پر خریدا اور عورت کو نقصان سے بچا لیا۔

12 عمدہ اور اطمینان بخش مال

خوش اخلاقی اور دیانت داری کے ساتھ ساتھ ضروری ہے اپنی دکان میں عمدہ اور اطمینان بخش مال رکھا جائے۔ اگر کوئی بہت با اخلاق اور بڑا دیانت دار ہو، لیکن اس کے پاس عمدہ مال نہ ہو، تو لوگ اس کی دکان کا رخ نہیں کرتے ہیں۔ مال کی عمدگی گاہک کو اس قدر مطمئن کر دیتی ہے کہ وہ ہمیشہ نہ صرف خود اس دکان سے خریدنے پر مجبور ہو جاتا ہے، بلکہ دیگر احباب ورفقاء کو اس دکان کی طرف رہبری کرتا ہے۔ مال اگر عمدہ ہو تو گاہک کو سمجھانے کی ضرورت نہیں پڑتی، بلکہ گاہک منہ بولی قیمت دے

دیتا ہے۔امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنی دکان میں بہت عمدہ اور اطمینان بخش مال رکھا کرتے تھے۔ابن خشنان رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے:

''امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ خز کے تاجر تھے اور خز کی خرید وفروخت میں انتہائی تلاش وجستجو اور دقت شناسی سے کام لیتے تھے''۔(امام صاحب کی سیاسی زندگی ص:۹۱،مکتبۃ الحق ممبئی)

مطلب یہ کہ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ خز کی بہترین قسموں کے مہیا کرنے میں پوری دقت نظری اور تلاش وجستجو سے کام لیتے تھے اور عمدہ سے عمدہ قسم کے مال سے اپنی دکان کو زینت دیتے تھے۔اس لئے دور دور سے لوگ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس چلے آتے تھے اور اگر کوئی کپڑا کوفہ میں کہیں دستیاب نہیں ہوتا، تو لوگ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی دکان کا مشورہ دیتے تھے۔

13 ایک دام

آج کل بڑی بڑی کمپنیوں اور اصولی دکانوں میں جو طریقہ رائج ہے کہ دام چکانے میں وقت ضائع نہیں کیا جاتا، بلکہ ہر چیز کا ایک دام مقرر کر دیا جاتا ہے، خریدار بغیر کسی بحث ومباحثہ کے سامان خریدتا ہے اور اپنی راہ لیتا ہے۔اس میں دکاندار کا وقت ضائع ہونے سے بچ جاتا ہے اور خریدار کو ٹھگ کا احساس نہیں ہوتا ہے، تجارت کی کامیابی کا ایک راز یہ بھی ہے۔

امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی دکان میں بھی ''ایک دام'' کا اصول رائج تھا۔چنانچہ مدینہ منورہ کا ایک خریدار کوفہ کے بازار میں ایک خاص قسم کی ریشم کا کپڑا تلاش کر رہا تھا، لوگوں نے بتایا کہ تم کو اس قسم کا خز کہیں نہیں ملے گا مگر ایک فقیہ کے پاس جو یہاں خز کی تجارت کرتا ہے، جسے لوگ ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں۔اسی کے ساتھ بتانے والے نے یہ بھی بتایا کہ جب تم ان کی دکان میں پہنچو اور اپنی پسند کا کپڑا نکلواؤ تو جو قیمت بتائی جائے اسی پر خرید لینا، دام چکانے کا اصول وہاں نہیں ہے۔ وہ مدنی خریدار جب امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی دکان پر پہنچا، تو امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا ایک شاگرد دکان میں تھا، اس

خریدار نے اسی شاگرد کو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سمجھ لیا اور اس شاگرد نے اتفاقاً یا غلطی سے اس کی پسند کے کپڑے کی قیمت ایک ہزار درہم بتائی جب کہ اصلی قیمت چار سو درہم تھی۔ اس مدنی خریدار نے تو کپڑے کو ایک ہزار میں ہی خرید لیا، لیکن جب امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے، چند دنوں کے بعد اس کپڑے کے بارے میں معلوم کیا، تو شاگرد نے کہا: ''میں نے اسے مکمل ایک ہزار میں فروخت کر دیا''۔اس پر امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بہت ناگواری کا اظہار فرمایا اور غصہ بھرے لہجے میں فرمایا:

تغر الناس وأنت معي في دكاني.

ترجمہ: تم لوگوں کو دھوکہ دیتے ہو حالاں کہ تم دکان میں میرے ساتھ کام کرتے ہو۔

معاملہ یہیں ختم نہیں ہوا، بلکہ وہ خریدار مال خرید کر مدینہ واپس جا چکا تھا۔حضرت امام رحمۃ اللہ علیہ کو یہ محسوس ہوا کہ اس خریدار کے ساتھ دھوکہ ہوا ہے۔اگر اس کو یہ معلوم نہ ہوتا کہ یہ ایک ریٹ کی دکان ہے تو وہ ضرور قیمت کم کرانے کی کوشش کرتا۔اس لئے امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اس خریدار کی تلاش میں مدینہ کا سفر کیا اور اس آدمی کو مسجد میں نماز کی حالت میں پایا، اور وہ کپڑا اس کے جسم پر تھا۔امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے نماز کے بعد اس شخص سے کہا: ''یہ کپڑا میرا ہے''۔اس آدمی نے کہا: ''آپ کا کپڑا کیسے ہو سکتا ہے۔ میں نے تو اسے کوفہ میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی دکان سے خریدا ہے''۔امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ''کیا تو ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو پہچانتا ہے''۔اس نے کہا: ''ہاں''۔امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ''میں ہی ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہوں''۔اس کے بعد امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے پورا واقعہ بیان کیا۔اب وہ شخص کہنے لگا: ''میں اس کپڑے کو کئی بار پہن چکا ہوں اس کو واپس کرنا مناسب نہیں''۔لیکن امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا اصرار تھا: ''چار سو کا کپڑا دھوکے میں ایک ہزار میں فروخت ہوا ہے، اس لئے یا تو یہ پہنا ہوا کپڑا واپس کر دو یا کم از کم چھ سو درہم واپس لے لو''۔بالآخر اس خریدار نے چھ سو درہم واپس لیا اور معاملہ ختم ہوا۔

(موفق احمد مکی، مناقب ابی حنیفہ، 1/474۔دار الکتب العربی بیروت 1981ء)

آج کی ترقی پسند دنیا اسے احمقانہ فعل کہہ سکتی ہے، بلکہ بیچنے والے ملازم کو انعام دیا

جا سکتا ہے کہ اس نے کمپنی کو اس قدر نفع پہنچایا، لیکن امام صاحب کا مقصد تجارت کر کے مال وزر کو بڑھاوا دینا نہیں تھا، بلکہ اصولِ تجارت کو فروغ دینا اور تجارت کے منافع سے حاجت مندوں کی ضرورت پوری کرنا تھا۔ اس پورے واقعہ میں امام صاحب ؒ کا زہد، ورع، تقویٰ، خوف وخشیت اور مال کے حاصل کرنے میں احتیاط کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

14 امام ابوحنیفہ ؒ کی تاجرانہ خصوصیات

شیخ ابو زہرہ ؒ نے امام صاحب ؒ کی تجارتی تفوق کی وجہ ان کی تاجرانہ خصوصیات کو قرار دیا۔ اسی امتیازی خصوصیات کی بنا پر امام صاحب ؒ کو تجارت میں کمال اور لوگوں میں اعتماد حاصل ہوا، اور آپ ؒ کی تجارت بڑھی اور بڑھتی چلی گئی۔ شیخ ابوزہرہ ؒ لکھتے ہیں:

''امام ابوحنیفہ ؒ میں چار تجارتی اوصاف پائے جاتے تھے، جن سے واضح ہوتا ہے کہ آپ ؒ صرف اونچے درجے کے عالمِ دین ہی نہ تھے، بلکہ آپ ؒ مثالی تاجر بھی تھے:

(1) آپ ؒ دل کے غنی تھے، حرص وہوس کبھی آپ ؒ پر غالب نہ آسکی۔ شاید اس کی وجہ یہ تھی کہ آپ ؒ امیر گھرانے میں پیدا ہوئے اور فقر وفاقہ کی ذلت سے محفوظ رہے۔

(2) بڑے امین تھے اور امانتی ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہونے میں کبھی اپنے نفس کا لحاظ نہ کرتے۔

(3) بہت فیاض تھے اور بخل کی بیماری سے محفوظ تھے۔

(4) نہایت متدین، عابد، شب زندہ دار، صائم النہار اور قائم اللیل تھے۔

یہ اوصاف مجموعی طور پر آپ ؒ کے تجارتی معاملات پر اثر انداز ہوئے اور آپ ؒ ایک منفرد قسم کے تاجر قرار پائے۔

(ابوزہرہ، ابوحنیفہ حیاتہ وعصرہ، آراءہ وفقہہ ص:23، دار الفکر العربی)

15 حضرت ابوبکر صدیق ؓ سے مشابہت

حضرت امام صاحب ؒ کی زندگی حضرت صدیق اکبر ؓ کے مشابہ تھی۔ متعدد سوانح نگاروں نے آپ ؒ کو حضرت ابوبکر ؓ جیسا تاجر قرار دیا ہے۔ امام موفق ؒ نے زرنجری ؒ کے حوالے سے لکھا ہے: ''امام صاحب ؒ حضرت ابوبکر ؓ کے اقوال، افعال اور عادات کو اخذ کرنے کی بہت کوشش کیا کرتے تھے۔ اس لئے کہ حضرت ابوبکر ؓ صحابہ میں سب سے افضل، سب سے بڑے عالم، سب سے بڑے فقیہ، سب سے بڑے متقی اور پرہیزگار، سب سے بڑے زاہد وعابد اور سب سے زیادہ جود وسخاوت سے متصف تھے۔ تو امام صاحب ؒ بھی تابعین میں سب سے بڑے عالم، سب سے بڑے فقیہ اور ورع وتقویٰ اور سخاوت وفیاضی میں بے مثل تھے، حتی کہ حضرت ابوبکر ؓ کی مکہ میں کپڑے کی ایک دکان تھی، تو امام ابوحنیفہ ؒ نے بھی کوفہ میں ایک کپڑے کی دکان قائم کی اور اس میں ریشم اور ریشمی کپڑے فروخت کیا کرتے تھے۔ (مناقب ابی حنیفہ للموفق 1/82)

آپ ؒ حضرت صدیق اکبر ؓ کے ہی ہموار کردہ تجارتی مسلک ومنہج کی پیروی کرتے تھے۔ عبدالحلیم الجندی ؒ لکھتے ہیں:

ذلك أبو بكر الصديق، وهذا أبو حنيفة، وقد كان بينهما تواصل ذهني يتراءى خلال ذلك التشابه في العمل وفي الطباع حتى أن أبا حنيفة كان يأخذ بأبي بكر وأفعاله وخصاله۔

(عبدالحلیم جندی، ابوحنیفہ بطل الحریۃ والتسامح الاسلام ص39، المجلس الاعلیٰ للشئون الاسلامیہ قاہرہ 1996ء)

ترجمہ: یہ حضرت ابوبکر ؓ ہیں اور یہ حضرت امام ابوحنیفہ ؒ، دونوں میں ذہنی توافق تھا اور یہ مشابہت عمل اور طبیعت دونوں میں تھی، حتی کہ امام ابوحنیفہ ؒ حضرت ابوبکر ؓ کے افعال وعادات کی مکمل پیروی کرتے تھے۔

16 امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے غیر معمولی سرمایہ کی حقیقت

مولانا گیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے یہاں ایک سوال قائم کرکے اس کا ایک امکان اور قیاس سے قریب تر جواب دیا ہے۔سوال یہ ہے کہ اتنے بڑے کاروبار کے لئے بظاہر کافی سرمایہ کی ضرورت ہے۔امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ خاندانی اعتبار سے اتنے مالدار نہیں تھے کہ جس سے مرو، نیشاپور، بغداد اور اسی قسم کے دوسرے شہروں میں تجارتی لین دین کو پھیلایا جاسکے۔ پھر امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس اتنا سرمایہ کہاں سے آیا؟اس کا ایک جواب تو یہ دیا جاسکتا ہے۔ ہوسکتا ہے کہ ابتداء میں حضرت امام رحمۃ اللہ علیہ کا کاروبار بھی معمولی درجہ کا ہو، اور آہستہ آہستہ اس کاروبار کو ترقی ہوتی چلی گئی۔اس میں کوئی استحالہ نہیں ہے، بلکہ یہ ممکن اور قرین قیاس بات ہے، لیکن مولانا گیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے جو تفصیل کی ہے، اس کا حاصل یہ ہے کہ لوگ حضرت امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس بہت کثرت سے امانتیں رکھتے تھے، وکیع رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے حضرت سفیان رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ بہت بڑے تھے امانت میں۔

(موفق احمد مکی، مناقب ابی حنیفہ 1/195 دار الکتب العربی بیروت 1981ء؛ مناقب ابی حنیفہ وصاحبیہ للذہبی ص:41)

موفق احمد مکی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ ایک تیلی نے ایک لاکھ ستر ہزار درہم بطور امانت جمع کی تھی۔(موفق احمد مکی 1/200)

جب حضرت امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال ہوا تھا اس وقت ان کے گھر میں پانچ کروڑ (50000000) کی امانتیں لوگوں کی تھیں۔(مناقب ابی حنیفہ 1/198)

اور ظاہر ہے کہ اپنے پیرانہ سالی اور ضعف کی بنا پر انہوں نے حتی الوسع لوگوں تک ان کی امانتیں پہنچادی ہوں گی، لیکن جن امانتوں کو واپس نہیں کیا جاسکا اس کی تعداد پانچ کروڑ تھی۔

17 غیر سودی بینک کا قیام

امانتوں کے سلسلے میں اصول میں یہ ہے کہ اگر امانتیں امین کے پاس سے ضائع ہوجائیں، تو امین پر اس کا ضمان نہیں ہے۔اسی لئے یتیم کے مال کی حفاظت کے سلسلے میں فقہاء نے اصول بتایا کہ کسی مالدار کے پاس بطور قرض رکھ دیا جائے۔اس لئے کہ قرض کے ہلاک ہونے میں ضمان لازم ہوتا ہے۔اس طرح یتیم کا مال محفوظ رہے گا، اصلی فائدہ تو اس طریقہ کار کے اختیار کرنے میں یتیموں کا ہی ہے، لیکن ضمناً عام مسلمانوں کے لئے بغیر سودی قرضہ کی ایک جائز صورت نکل آتی ہے۔

مولانا گیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی رائے ہے کہ ہوسکتا ہے کہ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی عام مسلمانوں کی امانتوں کو ان کی اجازت سے اپنے استعمال میں لے آتے ہوں، یعنی یہ کہہ دیتے ہوں گے کہ اس مال کو اگر کسی کاروبار میں لگاؤں تو مجھے اس کی اجازت ہونی چاہئے۔ اس طرح گویا وہ شخص اپنی امانت کو بطور قرض کے امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس جمع کر دیتا تھا۔ یہ صورت دونوں کے لئے مفید ہے۔امانت رکھنے والے کا مال ہر طرح کی ہلاکت سے بچ جاتا ہے اور امین کو اس مال سے نفع حاصل کرنے کی اجازت ہوجاتی ہے۔اس کے ساتھ بہت سے لوگوں کے اموال بطور امانت بھی رکھے جاتے تھے جس میں امام صاحب کوئی تصرف نہیں کرتے تھے۔اس خطیر رقم کی حفاظت امانت اور اس کی واپسی کا اجتماعی نظام، اس کے لئے دفاتر، رجسٹر، ملازم، حساب دانوں کی ضرورت اور فراہمی کے پیش نظر یہ کہا جاسکتا ہے کہ سود وربا سے پاک خالص اسلامی بنکاری کا ایک مکمل نظام امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے قائم کردیا تھا۔ مال کی حفاظت وصیانت اور مضاربت کے اصول کو ایک مربوط منصوبہ بندی کی شکل میں لوگوں کے سامنے سب سے پہلے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے پیش کیا، اور پھر اسے عملاً برت کر کامیابی تک پہنچایا۔

(امام ابوحنیفہ کی سیاسی زندگی ص:122۔مکتبۃ الحق ممبئی)

مولانا گیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے بقول امانت کے اس مستحکم اور مفید اصول کو مدنظر رکھ کر امام

صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے لوگوں کے اموال کو تجارت میں لگا دیا تھا۔ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تجارت کی وسعت کی یہی حقیقت ہے، لیکن جیسا کہ میں نے پہلے ذکر کیا کہ اس حکمت سے قطع نظر بھی تجارت کے وسیع ہونے کی مناسب توجیہ کی جاسکتی ہے، بلکہ شیخ زہرہ رحمۃ اللہ علیہ کے مطابق امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ ابتداء سے ہی بہت متمول اور صاحب ثروت تھے، اس صورت میں کسی توجیہ کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

18 دوست واحباب کے ساتھ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا تجارتی معاملہ

امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ بہت بڑے تاجر تھے، لیکن صرف دولت اکٹھا کرنا ان کا مقصود نہیں تھا بلکہ لوگوں کے لئے آسانی مہیا کرنا، اچھا سلوک کرنا، لوگوں کی ضرورتوں کو پورا کرنا ان کا مطمحِ نظر تھا۔ اس لئے کہ امتِ محمدیہ کا احترام اور ان کے طبعی تقاضوں کو پورا کرنا، ایسا معلوم ہوتا ہے کہ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی کا نصب العین تھا۔ چنانچہ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنے دوست واحباب اور رشتہ داروں سے نفع نہیں حاصل کرتے تھے۔ بلکہ اسے خرید کی قیمت پر اشیاء فروخت کر دیا کرتے تھے۔ چنانچہ ایک شخص امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی دکان پر آیا اور ایک خاص قسم کا کپڑا طلب کیا۔ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ''انتظار کرو ایسا کپڑا آجائے گا تو تمہارے لئے محفوظ رکھوں گا''۔ ایک ہفتہ نہیں گزرا کہ مطلوبہ رنگ اور معیار کا کپڑا دکان پر آ گیا۔ وہ شخص دکان کی طرف سے گزرا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو بلا کر کہا: ''تمہاری پسند کا کپڑا آ گیا ہے''۔ اس نے قیمت دریافت کی۔ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے قیمت ایک درہم بتائی۔ اس نے مذاق سمجھا۔ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بتایا: ''میں نے دو کپڑے بیس دینار اور ایک درہم میں خریدے تھے اور ایک کپڑا بیس دینار میں فروخت ہو گیا، میرے رأس المال میں ایک درہم کی کمی رہ گئی ہے، تم یہ کپڑا لے لو اور ایک درہم دے دو میں اپنے احباب سے نفع نہیں لیتا ہوں''۔ (تاریخ بغداد 13/359۔ دارالکتب العلمیہ بیروت، 1997ء)

ایک شخص دکان پر آ کر امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے کہا: ''میری شادی کی بات چیت مکمل

ہوگئی ہے، آپ مجھ پر احسان کریں مجھے دو خوبصورت کپڑوں کی ضرورت ہے جس سے میں اپنے سسرال والوں کی نگاہ میں خوبصورت لگوں''۔ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اسے دو ہفتہ بعد بلایا۔ جب دو ہفتے بعد وہ شخص آیا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو بیس دینار سے زائد قیمت کے دو کپڑے اور ساتھ میں ایک دینار نقد دیا۔ وہ شخص تعجب سے پوچھنے لگا: ''یہ کیا ہے؟''۔ تو امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بتایا: ''میں نے تمہارے نام سے کچھ سامان بغداد بھیجا تھا ان کو فروخت کر کے تمہارے کپڑے خریدے گئے ہیں اور ایک دینار بچ گیا ہے تم ان کو لے لو ورنہ میں ان کو فروخت کر کے قیمت اور وہ ایک دینار خیرات کر دوں گا''۔ لوگوں نے صورتِ حال معلوم کرنی چاہی، تو امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بتایا: ''اس شخص نے آ کر کہا کہ مجھ پر احسان کریں اور میرے استاذ عطاء بن ابی رباح رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا یہ قول بیان کیا ہے کہ جب کوئی آدمی اپنے مسلمان بھائی سے کہے کہ مجھ پر احسان کرو تو اس نے اپنے بھائی کو اپنے راز کا امین بنا دیا، اس لئے میں اس شخص کے ساتھ زیادہ سے زیادہ حسن سلوک اور احسان کا معاملہ کرنا چاہتا ہوں''۔

(مناقب ابی حنیفہ للموفق، 1/241۔ دارالکتب العربی بیروت، 1981ء)

ایک بوڑھی عورت امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آئی اور خز کا ایک کپڑا طلب کیا۔ جب کپڑا دکھایا گیا، تو کہنے لگی: ''میں ایک کمزور عورت ہوں، مجھے یہ کپڑا اس قیمت میں دے دیجئے جو آپ رحمۃ اللہ علیہ کو پڑا ہے''۔ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ''چار درہم میں لے لو''۔ اس نے کہا: ''آپ رحمۃ اللہ علیہ میرے ساتھ تفریح کر رہے ہیں''۔ امام صاحب نے فرمایا: ''میں نے دو کپڑے خریدے تھے، ایک کپڑے کو رأس المال سے چار درہم کم میں فروخت کر دیا ہے، اس کی قیمت اب صرف چار درہم ہے اس لئے چار درہم میں لے جاؤ''۔

(مناقب ابی حنیفہ للموفق 1/196؛ الصیمری، ابوعبداللہ حسین بن علی، اخبار ابی حنیفہ واصحابہ ص:39۔ دارالکتب العربی بیروت، 1976ء)

19 امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی آمدنی کا مصرف

امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ مال ودولت کی حرص وہوس سے بہت دور تھے، وہ اپنی دولت سے علماء، مشائخ، فقراء اور ضرورت مندوں کی ضرورت پوری کیا کرتے تھے۔ بعض سوانح نگاروں نے لکھا ہے: ''آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنی آمدنی کے تین حصے کرتے، ایک حصہ علماء مشائخ اور ضرورت مندوں پر خرچ کرتے، ایک حصہ اپنے اہل وعیال پر خرچ کرتے اور ایک حصہ کو اپنی تجارت میں شامل کرتے اور تجارت کو وسعت دیتے تھے''۔

موفق احمد مکی رحمۃ اللہ علیہ نے امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی سوانح میں لکھا ہے:

''ہرسال مخصوص رقم کا سامان کوفہ سے بغداد بھیجتے اور بغداد سے چیزیں منگوا کر کوفہ میں فروخت کراتے، اس لین دین سے جو آمدنی ہوتی، اس سے پہلے کوفہ کے محدثین کے کھانے پینے اور پہننے کا سامان خرید کران لوگوں کے پاس بھیجتے، اس کے بعد سرمایہ اور منافع کی جو رقم باقی بچ جاتی اسے بھی انہی لوگوں میں یہ کہتے ہوئے تقسیم فرمادیتے کہ اپنی ضرورتوں میں خرچ کیجئے اور شکر وتعریف خدا کے سوا کسی کی نہ کیجئے، میں نے کچھ نہیں دیا، بلکہ آپ لوگوں کے متعلق مجھ پر خدا کا فضل ہوا اور آپ ہی لوگوں کے نام سرمایہ کا یہ منافعہ ہے''۔

(موفق احمد مکی، مناقب ابی حنیفہ 1/241؛ الصیمری، ابوعبداللہ حسین بن علی، اخبار ابی حنیفہ واصحابہ ص: 48؛ ذہبی، حافظ ابی عبداللہ محمد بن احمد بن عثمان، مناقب الامام ابی حنیفہ وصاحبیہ ص: 46، احیاء المعارف النعمانیہ، حیدرآباد۔ 1419ھ)

بظاہر ایسا محسوس ہوتا ہے کہ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ایک خاص سرمایہ علماء ومشائخ کے لئے مخصوص کردیا تھا اور اس سے جو آمدنی ہوتی تھی وہ علماء ومشائخ پر خرچ کرتے تھے۔ اسی لئے فرمایا: ''یہ آپ کے سرمایہ کے منافع ہیں''۔ علماء ومشائخ کا احترام امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے یہاں بہت زیادہ تھا۔ اپنے اہل وعیال پر بھی علماء ومشائخ کو ترجیح دیتے تھے۔ مسعر بن کدام رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے:

''امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا عام دستور یہ تھا کہ اپنے بال بچوں کے لئے جب کوئی چیز خریدتے تو مشائخ وعلماء کے لئے بھی وہ چیز ضرور خریدتے، خود اپنے لئے جب کپڑا بنواتے تو علماء کے لئے بھی جوڑا تیار کراتے۔ اسی طرح جس قسم کے فواکہ اور پھلوں کا موسم آتا، تو جو اپنے اور اپنے گھر والوں کے لئے خریدتے، وہی پھل علماء ومشائخ کو بھی بھیجتے، علماء ومشائخ کے لئے جو چیزیں خریدتے، اس میں اس کا لحاظ فرماتے کہ اچھی سے اچھی قسم کی ہوں، لیکن خود اپنے یا اپنے عیال کی خریداری میں عموماً لاپرواہی اور تساہل سے کام لیتے''۔ (مناقب ابی حنیفہ للموفق 1/240؛ اخبار ابی حنیفہ واصحابہ ص: 48)

20 شاگردوں کے ساتھ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا معاملہ

علماء ومشائخ کی طرح شاگردوں کے ساتھ بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کا معاملہ فیاضانہ تھا۔ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ ہر طالب علم سے پوشیدہ طور پر اس کے حالات دریافت کرتے، کوئی ضرورت ہوتی، تو اس کی تکمیل فرمادیتے جو ان میں بیمار ہوتا یا طالب علموں کے رشتہ دار بیمار ہوتے، تو ان کی عیادت کرتے، جن کا انتقال ہوجاتا ان کے جنازے میں حاضر ہوتے، امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا عام دستور یہ تھا کہ اگر ان کے پاس کچھ ہدیہ وتحائف آتے، تو شاگردوں اور متوسلین میں تقسیم فرمادیتے۔ (مناقب ابی حنیفہ ۱/۲۳۷)

یوسف بن خالد سمتی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے:

''امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنے طلبہ کی ہر جمعہ دعوت فرمایا کرتے تھے اور طرح طرح کے کھانے پکواتے لیکن کھانے میں طلبہ کے ساتھ شریک نہیں ہوتے، کہتے کہ میں اپنے آپ کو اس لئے الگ کرلیتا ہوں کہ تم لوگ بے تکلفی کے ساتھ کھانا تناول کرسکو''۔

(مناقب ابی حنیفہ 2/89)

جمعہ کی دعوت کے علاوہ آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنے تلامذہ کی دیگر ضرورتوں کا بھی خیال کرتے تھے، جن طلبہ کو شادی کی ضرورت ہوتی، حضرت امام رحمۃ اللہ علیہ ان کی شادی بھی کرادیتے اور شادی کے مصارف خود ادا کرتے۔ اسی طرح تہواروں کے موقعوں پر سب کے

ساتھ حسنِ سلوک اور ہر ایک کے رتبہ کے مطابق ان کے پاس چیزیں بھیجتے تھے۔ ان سب پر مستزاد یہ کہ طلبہ کے وظیفے بھی امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے یہاں سے جاری تھے۔

موفق احمد مکی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے:

''ہر جماعت کے شاگردوں کو ماہ وار وظیفہ بھی حضرت امام رحمۃ اللہ علیہ کی طرف سے ملتا تھا اور یہ عام حسنِ سلوک کے سوا تھا''۔ (مناقب ابی حنیفہ 1/239)

انفرادی طور پر جن جن طالب علموں کے ساتھ جو سلوک امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے کیا اور بعد میں ان لوگوں نے جو بیان کیا اس کی فہرست طویل ہے۔

حضرت امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے:

''بیس سال تک میری اور میرے اہل وعیال کی کفالت حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے کی''۔ (امام ابوحنیفہ کی سیاسی زندگی ص:112)

موفق رحمۃ اللہ علیہ کی مناقب ابی حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ میں دس سال کا تذکرہ ہے۔

(مناقب ابی حنیفہ 1/238)

دس سال بھی کوئی معمولی مدت نہیں ہے۔ اس میں یہ بھی ہے کہ حضرت امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''میں نے ان عمدہ خصلتوں کا جامع کسی اور کو نہیں دیکھا''۔

حسن بن زیاد رحمۃ اللہ علیہ جو امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ممتاز تلامذہ میں سے ہیں، فرماتے ہیں:

''میں امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس پڑھا کرتا تھا، میرے والد ایک دن امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آئے اور عرض کرنے لگے: ''حضور! میری چند لڑکیاں ہیں، لڑکوں میں صرف حسن رحمۃ اللہ علیہ ہے، آپ رحمۃ اللہ علیہ ہی اسے سمجھائیے کہ کوئی ایسا کام اختیار کرے جس سے مجھے کچھ سہولت میسر آئے''۔ حسن رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے: جب میں آیا تو امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ''میاں حسن! تمہارے والد آئے تھے اور یہ باتیں مجھ سے کہہ کر گئے ہیں، لیکن تم پڑھنے میں لگے رہو، میں نے کسی عالم کو بھوک سے مرتے نہیں دیکھا ہے''۔ حسن رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے: ''امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اس دن سے میرے لئے کچھ ماہوار اس وقت تک مقرر کر دیا جب تک کہ میں روزگار سے نہیں لگ گیا''۔

(مناقب ابی حنیفہ موفق 1/264)

21 فقراء اور ضرورت مندوں پر خرچ

امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ علماء، مشائخ اور تلامذہ پر کس قدر مال خرچ کرتے تھے اور ان کے حقوق کی کس طرح ادائیگی کرتے تھے۔ اس کا حال اوپر ذکر کیا گیا۔ اس کے ساتھ ساتھ حضرت امام رحمۃ اللہ علیہ فقراء اور محتاجوں پر بھی کثرت سے خرچ کیا کرتے تھے۔ گویا ان کی تجارت کا مقصد ہی ان حضرات کی خدمت کرنا تھا، ورنہ حضرت امام رحمۃ اللہ علیہ زہد وتقویٰ اور استغنائیت کے جس مقام پر فائز تھے، ان کو تجارت اور معیشت کو وسیع کرنے کی کوئی ضرورت نہیں تھی۔ عبد الرحمٰن دوسی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے: ''امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنے فرزند حماد رحمۃ اللہ علیہ سے کہتے کہ روزانہ دس درہم کی روٹی خرید کر آس پڑوس اور دروازے پر آنے والے محتاجوں پر صدقہ کر دیا کرو''۔

(موفق احمد مکی، مناقب ابی حنیفہ، 1/238)

حسن بن زیاد رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں ایک شخص پراگندہ حالت میں تھا، جب مجلس ختم ہوئی، تو امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو روک لیا اور فرمایا: ''مصلیٰ اٹھاؤ اور اس کے نیچے جو ہے تم لے لو اور اپنی حالت کو درست کر لو''۔ اس مصلیٰ کے نیچے ایک ہزار درہم تھا۔ اس شخص نے کہا: ''میں تو مال دار ہوں، مجھے اس کی ضرورت نہیں ہے''۔ تو امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ''کیا تمہیں یہ حدیث معلوم نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی نعمت کا اثر اپنے بندوں پر دیکھنا پسند کرتے ہیں، تمہیں چاہئے کہ اپنی حالت کو بدل لو تاکہ تمہارا دوست تم سے دھوکہ نہ کھائے''۔

(مناقب ابی حنیفہ 1/235؛ اخبار ابی حنیفہ واصحابہ ص:47)

22 امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی سخاوت کا عجیب واقعہ

امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بعض سوانح نگاروں نے امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی فیاضی اور حسنِ

سلوک کا ایک واقعہ نقل کیا ہے کہ کوفہ میں ایک شخص پہلے خوش حال تھا،لیکن زمانہ کی گردش نے اسے افلاس اور قحط سالی تک پہنچا دیا،لیکن وہ شخص غیرت وحمیت کی دولت سے ابھی بھی مالدار تھا۔عسرت کی زندگی گزار رہا تھا،لیکن کسی کے سامنے ہاتھ پھیلانے سے قاصر تھا۔ایک دن اس کی چھوٹی بچی تازہ ککڑیوں کو دیکھ کر چلاتی ہوئی گھر آئی اور ماں سے ککڑی لینے کے لئے پیسے مانگے؛لیکن افلاس اس حد تک پہنچا ہوا تھا کہ ماں بھی ککڑی خریدنے کے لئے پیسے نہ دے سکی۔لڑکی کا باپ اس تماشے کو دیکھ رہا تھا۔ آنکھوں میں آنسو بھر آئے اور طے کیا کہ کسی سے امداد حاصل کرنی چاہئے ، چنانچہ وہ امام صاحب کی ''مجلسِ برکت'' میں حاضر ہوا، جہاں سے ہر آدمی دنیوی، مادی یا روحانی کچھ نہ کچھ نفع لے کر ہی اٹھتا تھا،لیکن اس شخص نے کبھی مانگا نہیں تھا، اس لئے اس کی زبان نہیں کھل سکی۔بار بار کہنے کا ارادہ کرتا،لیکن طبعی حیا روک دیتی۔آخر یوں ہی اٹھ کر چلا آیا،لیکن امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی فراست سے اس آدمی کی کیفیت اور ارادہ کو محسوس کرلیا۔جب اٹھ کر جانے لگا۔توامام صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی اس کے پیچھے روانہ ہوئے ،اور جس گھر میں وہ داخل ہوا، اس کو خوب پہچان لیا۔جب رات کو تاریکی نے اپنے آغوش میں لے لیا، تب امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنی آستین میں پانچ سو درہم کی ایک تھیلی لے کر اس کے گھر پر پہنچے۔دروازہ کھٹکھٹایا اندھیرا کافی تھا۔وہ شخص جب باہر نکلا توامام صاحب رحمۃ اللہ علیہ دہلیز پر تھیلی رکھ کر یہ کہہ کر واپس ہوگئے کہ دہلیز پر تھیلی پڑی ہے۔ یہ تمہارے لئے ہی ہے۔تھیلی تو اس نے اٹھالی لیکن پتہ نہیں چلا کہ کون تھا۔جب اس نے تھیلی کھولی تو پانچ سو درہم کے ساتھ ایک پرزہ ملا جس میں لکھا تھا کہ ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اس رقم کو لے کر تیرے پاس آیا تھا۔یہ حلال ذریعہ سے حاصل کی گئی ہے۔اس سے اپنی ضرورت پوری کرو۔(مناقب ابی حنیفہ 1/244)

خلاصہ

خلاصہ یہ کہ امام صاحب کی تجارت کوئی معمولی تجارت نہیں تھی اور نہ ہی معمولی سرمایہ

سے یہ کاروبار جاری تھا بلکہ اسلامی بینک کا پورا نظام رائج تھا اور بہت بڑے پیمانہ پر تجارت ہورہی تھی لیکن سوال یہ ہے کہ اتنے وسیع پیمانہ پر جو کاروبار کو اختیار فرمایا تھا اس کے اندرونی محرکات کیا تھے؟ کیوں کہ جو شخص معمولی معمولی شبہ اور غلطی کی بنا پر تیس تیس ہزار اور کبھی کبھی ستر ہزار دینار خیرات کر دیتا ہو، اس کے بارے میں نہیں کہا جاسکتا ہے کہ تجارت کا مقصد مال ودولت کا اکٹھا کرنا اور مالداروں کی فہرست میں نام شامل کرانا تھا، بلکہ ضرور اس کے کوئی اندورنی محرکات تھے۔مولانا گیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے تولکھا ہے کہ وہ حکومت کی امداد سے بے نیاز رہنا چاہتے تھے۔اس کے ساتھ میرا ایک خیال یہ بھی ہے کہ حضرت امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا تجارت سے مقصود لوگوں کو کاروبار اور معاش کے ذرائع مہیا کرانا تھا، اس لئے ان کے کارخانے میں بہت سے لوگ کام کرتے تھے اور لوگوں کی عام ضرورتوں کو خاص طور پر علماء مشائخ طلبہ، شاگردوں اور فقراء ومحتاجوں کی ضرورتوں کو پورا کرنا بھی ان کی معاشی سرگرمیوں کا بنیادی سبب تھا۔امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس حقیقت سے بھی واقف تھے جو شخص فقر وفاقہ اور لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلانے کا محتاج نہیں ہوتا ہے، وہ اللہ تعالیٰ کے حکم بتانے میں یعنی فتویٰ دینے میں کسی قسم کا خوف محسوس نہیں کرتا ہے،جس کو اللہ مخلوق سے بے نیاز کردیتے ہیں وہ حق کو جلدی قبول کرلیتا ہے، اور حق کو اختیار کرنے میں کوئی چیز مانع نہیں ہوتی ہے اور جو فقیہ نان شبینہ کا محتاج ہوجاتا ہے تو پوری دنیا اس کے سامنے تاریک ہوتی ہے۔اسے حق دکھائی نہیں دیتا ہے۔اسی وجہ سے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''جس شخص کے گھر میں روٹی اور دانہ نہ ہو، اس سے مشورہ مت کرو۔اس لئے کہ ایسے شخص کی عقل اپنی جگہ پر نہیں ہوتی ہے''۔(ابوحنیفہ بطل الحریۃ ص:31)

امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی معاشی سرگرمیوں سے یہ سبق ملتا ہے کہ انسان کو اپنی تجارت کو فروغ دینا چاہئے اور اس سے نیت ہونی چاہئے لوگوں کو ذریعۂ معاش مہیا کرانا، ضرورت مندوں اور محتاجوں کی ضرورت پوری کرنا، علماء اور طلباء کی خدمت کرنا۔اگر ان مقاصد کے لئے تجارت کو وسیع کیا گیا تو یہ تجارت کرنا بھی عبادت شمار ہوگا۔

باب 16

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے سیاسی افکار

امامِ اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو اللہ تعالیٰ نے ہمہ گیر و ہمہ جہت فکر ونظر کا حامل بنایا تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی میں امتِ محمدیہ کا حد درجہ احترام پایا جاتا تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے زمانے میں عالمِ اسلامی کی سیاسی صورت حال بڑی بدامنی اور ظلم و بربریت پر مبنی تھی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ عالمِ اسلام اور بالخصوص کوفہ کے سیاسی حالات سے بہت متاثر تھے، لیکن آپ رحمۃ اللہ علیہ جن عزم و حوصلہ اور بلند کرداری و بلند پروازی کے حامل تھے کہ کوفہ کے سیاسی ماحول نے کئی دفعہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پنجۂ آہن کو مروڑنے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کی فکر کو دبانے کی کوشش کی، لیکن بڑے بڑے سیاسی سورماؤں کو اس میں ناکامی ملی اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کی بصیرت کے سامنے ان کی آہنی گرزیں چکنا چور ہوگئیں۔ ذیل میں ہم امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے عہد کے سیاسی حالات کا جائزہ لے کر امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے سیاسی افکار و نظریات پر روشنی ڈالنے کی کوشش کریں گے۔

1 امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے عہد کی سیاسی صورت حال

امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 80ھ میں ہوئی اور وفات 150ھ میں ہوئی۔ 132ھ میں بنوامیہ حکومت کا خاتمہ ہوگیا اور ابوالعباس سفاح رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھوں حکومتِ عباسیہ کی بنیاد پڑی۔ اس طرح امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اموی اور عباسی دونوں حکومتوں کا زمانہ پایا۔ اموی حکومت میں سرحدی فتوحات کی کثرت ہوئی اور عباسی حکومت

میں علمی اور قلمی ترقیاں ہوئیں، لیکن مجموعی طور پر دونوں حکومتوں میں عوام ظلم و بربریت کا شکار ہوئیں۔ اپنی حکومت کی بقاء و تحفظ لئے عام انسانوں کی گردنیں اڑا دینا عام معمول تھا۔ پورا عالمِ اسلام بنوامیہ کے خوں چکاں مظالم سے تھرا رہا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے محبوب نواسوں اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے خاندان کے پیاسوں کو فرات کے ساحل پر شہید کر دیا گیا تھا۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے نواسے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو بیت اللہ کی چوکھٹ پر خاک و خون میں تڑپا دیا گیا تھا۔ یزید، ابن زیاد، حجاج بن یوسف کو کھلا کھیل کھیلنے کا موقع مل گیا تھا۔ اس سلسلہ میں سب سے قابلِ رحم حالت مولد ابی حنیفہ کوفہ کی تھی۔ اس شہر میں ابن زیاد، پھر حجاج کی تلواریں بیکسوں پر لٹکتی رہی، عراق کے گورنر ابن ہبیرہ کے ہاتھوں نے چھ لاکھ (600000) لوگوں کے خون سے ہولی کھیلی، ایسی صورتِ حال میں لوگوں کا بے چین ہونا، انسانی جانوں پر ہونے والے اس بھیانک ظلم سے متاثر ہونا ایک فطری امر تھا۔ پھر امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ جن کے دل میں امتِ محمدیہ کا بے پناہ درد تھا، جیسا کہ سلم بن سالم رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے: ''میں نے بڑے بڑے علماء سے ملاقاتیں کیں، لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کے احترام کا جذبہ جتنا شدید ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے دل میں پایا اس کی نظیر کہیں نہیں ملی''۔

(مناقب للموفق ص:248)

ایسی صورت حال میں ظالم حکام کے ظلم سے امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کس قدر بے چین ہوتے ہوں گے، اس کا اندازہ لگانا مشکل ہے۔

2 ظالم حکومت کے خلاف علمِ بغاوت

جب حکومت کا ظلم و ستم عام ہو جائے اور احترام انسانیت کو بالائے طاق رکھ کر مظالم کی حد کر دی جائے ایسی صورت حال میں علماء امت کی کیا ذمہ داری ہے، اس حکومت پر نکیر فرض ہے یا نہیں، ایسی حکومت کے خلاف خروج کرنا ظلم ہے یا عدل۔ تاریخ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اس سلسلے میں علمائے امت کے دو گروہ تھے۔ ایک محدثین

کا گروہ تھا جن کا مسلک یہ تھا کہ حکومت جن لوگوں کے ہاتھ میں چلی جائے، خواہ کسی بھی ذریعہ سے ان کے ہاتھوں پہنچی ہو، لیکن جب وہ اقتدار کے مالک ہو گئے تو ان کے مقابلہ میں کچھ کہنا شرعاً ناجائز ہے، خواہ ان کا طرزِ عمل کچھ بھی ہو، مسلمانوں کے مذہب نے ان کو اس کا پابند بنایا ہے کہ خاموشی کے ساتھ ان کے آگے سر جھکا دیں۔

(احکام القرآن للجصاص ؒ 2/34)

اس کے بالمقابل امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا مسلک یہ تھا کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر حکومت کے ساتھ بھی کیا جائے گا، اگر زبانی مفاہمت کے ذریعہ حکومت عدل کی طرف رجوع نہ کرے تو مقابلہ کے لئے کھڑا ہونا فرض ہے۔ ابراہیم الصائغ رحمۃ اللہ علیہ خراسان کے بڑے لوگوں میں شمار ہوتے تھے، انہوں نے جب ابو مسلم خراسانی کی ظلم و زیادتی دیکھی تو انہوں نے ظالم حکومت کے خلاف خروج کے سلسلے میں امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے مشورہ کیا، اس وقت امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی اسی رائے کو ظاہر فرمایا۔ ابراہیم الصائغ رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب ہے کہ ظالم حکمران کے سامنے معروف کے امر اور منکر کے نکیر کے لئے جو کھڑا ہوا، وہ اور حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ دونوں شہداء کے سردار ہوں گے، لیکن امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ ظالم حکومت کے خلاف خروج کے لئے تنظیمی اور اجتماعی قوت کو ضروری قرار دیتے ہیں اور ان سب پر مستزاد یہ کہ اس کے ذریعہ صالح اور مفید انقلاب لانا ممکن ہو۔ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا قول تاریخ میں مذکور ہے:

"اگر ایک دو آدمی کھڑے ہوں گے، تو قتل کر دیے جائیں گے اور مخلوقِ خدا کے لئے کوئی کام انجام نہ دے سکیں گے۔ البتہ اگر اس کام کی سرانجامی میں کچھ اچھے صالح لوگ مددگار بن جائیں اور ان کا کوئی ایسا سردار ہو جس کے دین پر بھروسہ کیا جا سکتا ہو اور وہ اپنے مسلک سے نہ پلٹے تو اس وقت مقابلہ کے لئے اٹھ کھڑا ہونا چاہئے"۔

(امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی سیاسی زندگی ص:286)

3 امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور حکومتِ بنو امیہ کی پالیسی

امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنی تجارت و سخاوت، امانت و دیانت، علم و فن اور تقویٰ و طہارت کی وجہ سے کوفہ کے انتہائی بااثر لوگوں میں شمار ہوتے تھے، اس لئے حکومت بنو امیہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو حکومت کا حصہ بنا کر عوام سے ہمدردی حاصل کرنا چاہتی تھی، چنانچہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو نرمی و گرمی ہر طرح سے مختلف عہدوں کی پیش کش کی گئی، اس سلسلے میں کوفہ کے گورنر ابن ہبیرہ کو اس پالیسی پر عمل کرنے کا زیادہ موقعہ ملا۔ ایک مرتبہ ابن ہبیرہ نے امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کیا: "شیخ اگر آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنی آمد و رفت کو ہمارے یہاں بڑھا دیں تو ہم آپ رحمۃ اللہ علیہ سے فائدہ اٹھائیں اور ہمیں آپ رحمۃ اللہ علیہ سے نفع پہنچے"۔ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے جواباً ارشاد فرمایا: "تمہارے پاس آ کر کیا کروں گا، اگر تم مجھے نزدیکی اور قرب عطا کرو گے تو فتنہ میں مبتلا کرو گے اور اگر دور رکھا یا قرب عطا کرنے کے بعد نکال دیا تو خواہ مخواہ غم میں مبتلا کرو گے"۔ اس کے بعد ابن ہبیرہ رحمۃ اللہ علیہ نے ربیع رحمۃ اللہ علیہ کے ذریعہ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو گورنر کے بعد سب سے بااختیار وزیر بنائے جانے کی پیش کش کی اور پیغام بھیجا: "گورنر کی مہر ان کے پاس رہے گی تاکہ کوئی حکم نافذ ہو اور کوئی کاغذ جو حکومت کی طرف سے صادر ہو اور خزانہ سے کوئی مال برآمد ہو، وہ سب ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی نگرانی میں ہو اور ان کے ہاتھ سے نکلے"۔

جب امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے حکومتِ بنی امیہ کی اس جلیل منصب کو ٹھکرا دیا تو اکابر علماء، داؤد بن ابی ہند رحمۃ اللہ علیہ، ابن شبرمہ رحمۃ اللہ علیہ، ابن ابی لیلیٰ جیسے بڑے بڑے فقہاء کا ایک وفد امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تفہیم کے لئے حاضر ہوا اور سمجھانا شروع کیا کہ ہم لوگ تمہیں خدا کا واسطہ دیتے ہیں: "تم اپنے آپ کو ہلاکت میں مت ڈالو، ہم لوگ آخر تمہارے بھائی ہیں اور حکومت کے اس تعلق کو ناپسند کرتے ہیں، لیکن کوئی چارۂ کار اس وقت قبول کرنے کے سوا نظر نہیں آتا"۔ لیکن امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ ترکِ موالات کا فیصلہ کر چکے تھے۔ اس لئے ان اکابر علماء کی نصیحت کا کوئی اثر نہ ہوا، اور امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے

اس منصب کو قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ابن ہبیرہ رحمۃ اللہ علیہ نے امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو پندرہ دن کے لئے جیل بھیج دیا اور وہاں بھی طمع و لالچ اور جاہ و منصب کی پیش کش ہوتی رہی اور جب مسلسل انکار دیکھا تو عہدۂ قضاء قبول کرنے پر مجبور کرنے لگا اور غیض و غضب سے مامور قسم کھاتے ہوئے اعلان کیا: ''اگر عہدۂ قضاء کو بھی قبول نہ کیا تو میں ان کو کوڑے ماروں گا''۔لیکن امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ جو دین کے نشے میں مخمور تھے، ابن ہبیرہ رحمۃ اللہ علیہ کے کوڑے سے زیادہ آخرت کی آہنی گرز کی چمک ان کے یقین کے آنکھوں کے سامنے کوند رہی تھی۔انہوں نے بھی قسم کھا کر کہا: ''ہرگز عہدۂ قضاء قبول نہ کروں گا، ابن ہبیرہ قتل ہی کیوں نہ کر دے''۔ابن ہبیرہ رحمۃ اللہ علیہ غصے میں تلملا اٹھا اور موت کی دھمکی دینے لگا۔امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے انتہائی سکینت و استقامت کے ساتھ فرمایا: ''صرف ایک ہی موت تک ابن ہبیرہ رحمۃ اللہ علیہ کا اقتدار ہے''۔گورنر کے اشارہ پر جلاد نے کوڑے برسانے شروع کر دئے، چند کوڑوں کے بعد امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی زبان سے ایک تاریخی جملہ نکلا جس میں ابن ہبیرہ رحمۃ اللہ علیہ کو خطاب کر کے فرمایا: ''یاد کر، اس وقت کو جب اللہ کے سامنے تو بھی کھڑا کیا جائے گا اور تیرے سامنے میں جتنا ذلیل کیا جا رہا ہوں اس سے کہیں زیادہ ذلت کے ساتھ تو خدا کے دربار میں پیش کیا جائے گا، ابن ہبیرہ رحمۃ اللہ علیہ تو مجھے موت کی دھمکی دیتا ہے، حالانکہ دیکھ میں شہادت دے رہا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی الٰہ نہیں، دیکھ! میرے متعلق بھی تو پوچھا جائے گا، اس وقت بجز سچی بات کے کوئی جواب تیرا نہیں سنا جائے گا''۔کہتے ہیں کہ اس آخری فقرہ پر ابن ہبیرہ رحمۃ اللہ علیہ کا چہرہ فق پڑ گیا۔جلاد کی طرف اشارہ کیا: ''بس''۔سزا کے بعد جب امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو واپس جیل لے جایا جا رہا تھا، تو ان پر مار کے گہرے نشان پڑے تھے اور مظلوم امام رحمۃ اللہ علیہ کا چہرہ سوجا ہوا تھا، لیکن امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ ظالم حکومت کے خلاف جو مقاطعہ کا فیصلہ کر چکے تھے، اس سے سرِ مو انحراف نہ کیا تا آنکہ بنو امیہ حکومت کا سورج غروب ہو گیا۔

4 امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ عہدِ عباسی میں

بنو امیہ کے خاتمہ اور حکومتِ عباسی کے آغاز میں امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ مکہ معظّمہ میں مقیم رہے۔عباسی حکمران منصور رحمۃ اللہ علیہ کے عہد میں امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کوفہ آئے، بنو امیہ کے عہد میں حضرت زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے حضرت زید بن علی الشہید رحمۃ اللہ علیہ (م 122ھ) نے کوفہ میں خروج کیا۔ان کے متعلق امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فتویٰ دیا: ''حضرت زید رحمۃ اللہ علیہ کا اس وقت اٹھ کھڑا ہونا رسول اللہ ﷺ کی بدر میں تشریف آوری کے مشابہ ہے''۔گو چند وجوہات کی بنا پر عملاً امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ، حضرت زید شہید رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ جہاد میں شریک نہ ہوئے، لیکن آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس جہاد کے لئے کثیر رقم بھی عنایت فرمائی۔

منصور رحمۃ اللہ علیہ حضرت زید شہید رحمۃ اللہ علیہ کی تحریک میں امام رحمۃ اللہ علیہ کی اس شرکت سے یقیناً واقف تھا، اور کوفہ میں امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے اثر و رسوخ کو اپنی آنکھوں دیکھ رہا تھا۔ اس لئے سابقہ فرماں رواؤں کی طرح منصور رحمۃ اللہ علیہ نے امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو اپنی حکومت کا حصہ بنانا ضروری خیال کیا۔چنانچہ منصور رحمۃ اللہ علیہ نے جب بغداد کی تعمیر کا فیصلہ کیا تو اس نے علماء، فقہاء، مہندس، انجینئر، اور اربابِ فضل و کمال کو جمع کیا، اس میں امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ بالخصوص بلائے گئے اور ناظمِ تعمیرات کی حیثیت سے امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا تقرر ہوا۔امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ابتداء میں منصور رحمۃ اللہ علیہ کے حکم کی مخالفت کو مناسب خیال نہ کیا اور جز وقتی طور پر اس عہدہ کو قبول کر کے منصور رحمۃ اللہ علیہ کے قریب ہو گئے۔منصور رحمۃ اللہ علیہ بڑا مدبر اور سیاسی تھا، اس نے دھیرے دھیرے امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو اپنی گرفت میں کرنے کی کوشش کی، چناچہ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمات سے خوشی ظاہر کر کے دس ہزار کا انعام یہ کہتے ہوئے پیش کیا کہ میری خواہش ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ یہ رقم قبول فرمالیں۔امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے کسی حیلے کے ذریعہ رقم قبول کرنے سے معذرت کر دی۔اس لئے کہ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ جانتے تھے کہ حکومت کے لقمۂ تر ہضم

کر لینے کے بعد حکومت کے خلاف زبان استعمال کرنے کی جرأت ختم ہو جاتی ہے۔
گویا یہ انعام یا تحفہ نہیں، بلکہ زبان بندی کی رشوت ہے۔امام صاحب ؒ کی مفکرانہ فہم اور مدبرانہ صلاحیت اس سے اچھی طرح واقف تھی۔

5 بیت المال کے سلسلے میں حضرت امام ابوحنیفہ ؒ کی رائے

ایک مرتبہ نہیں، بلکہ متعدد مرتبہ منصور ؒ نے امام صاحب ؒ کو مال کی پیش کش کی۔یحییٰ بن نصر ؒ کے حوالے سے منقول ہے کہ دوسری مرتبہ منصور ؒ نے مال کے ساتھ خوبصورت، حسین وجمیل باندی کی بھی پیش کش کی۔لیکن امام صاحب ؒ بیت المال کے بیجا استعمال کو حرام سمجھتے تھے، بلکہ ان کے نزدیک فیصلے میں ظلم اور بیت المال میں خیانت ایک امام کی امامت کو باطل کر دینے والے افعال تھے، اس لئے انہوں نے مال کو قبول کرنے سے انکار کرتے ہوئے فرمایا:
’’امیر المؤمنین! اگر ذاتی مال سے دیتے تو شاید میں قبول کر لیتا، لیکن یہ جو کچھ آپ مجھے دے رہے ہیں یہ تو مسلمانوں کے بیت المال کا روپیہ ہے جس کا میں اپنے آپ کو کسی طرح مستحق نہیں سمجھتا ہوں، نہ میں ننگا، بھوکا، محتاج، فقیر ہوں، اگر یہ صورت ہوتی تو فقیروں کے مد سے شاید میرے لئے کچھ لینا جائز ہوتا، اور نہ میں ان لوگوں میں ہوں جو مسلمانوں کی حفاظت کے لئے لڑتے ہیں، اگر میرا تعلق ان فوجیوں سے ہوتا تو اس وقت بھی اس مد سے لے سکتا تھا، جب میرا تعلق نہ اس گروہ سے ہے اور نہ اس طبقے سے تو آپ ہی انصاف کیجئے میں یہ رقم کس بنیاد پر لے سکتا ہوں؟‘‘

(امام ابوحنیفہ کی سیاسی زندگی۔المؤلف: مناظر احسن گیلانی، ص:372)

بیت المال کے بے جا استعمال پر آپ ؒ ہمیشہ معترض رہتے تھے اور حکومت کے تحفوں کو انتہائی بے نیازی کے ساتھ ٹھکرا دیتے تھے، جب منصور ؒ نے امام صاحب ؒ کے سامنے عہدۂ قضاء پیش کیا اور امام صاحب ؒ نے انکار کر دیا تو منصور ؒ نے امام صاحب ؒ کو 30 کوڑے لگوائے جس سے امام صاحب ؒ

کا سارا بدن لہولہان ہو گیا۔خلیفہ کے چچا عبدالصمد بن علی ؒ نے ان کی سخت ملامت کی: ’’یہ تم نے کیا کیا؟ ایک لاکھ تلواریں اپنے اوپر کھچوالیں۔یہ عراق کا فقیہ ہے، بلکہ پورے مشرق کا فقیہ ہے، لاکھوں لوگ اس کے عقیدت مند ہیں اور ان کے نام پر اپنی جان کا نذرانہ پیش کرنا فخر سمجھتے ہیں‘‘۔منصور ؒ اس پر نادم ہوا اور فی تازیانہ ایک ہزار درہم کے حساب سے تیس ہزار درہم امام صاحب کو بھجوائے، لیکن امام صاحب ؒ نے لینے سے انکار کر دیا۔آپ ؒ سے کہا گیا: ’’لے کر خیرات کر دیجئے‘‘۔جواب میں ارشاد فرمایا: ’’کیا اس کے پاس کوئی حلال مال بھی ہے‘‘۔اسی زمانہ میں جب پے در پے تکلیفیں سہتے ہوئے امام ؒ کا آخری وقت آ گیا تو انہوں نے وصیت کی: ’’بغداد کے اس حصے میں ان کو دفن نہ کیا جائے جسے شہر بسانے کے لئے منصور نے لوگوں کی املاک میں سے غصب کر لیا تھا‘‘۔چنانچہ مقام خیزران امام صاحب ؒ کی نگاہ میں مغصوبہ نہ تھا۔اس لئے وہیں امام صاحب ؒ کو دفن کیا گیا، انتقال کے بعد منصور ؒ بھی قبر پر نماز پڑھنے کے لئے آیا جب وصیت کا حال سنا تو چیخ اٹھا: ’’ابوحنیفہ! زندگی اور موت میں تیری پکڑ سے کون بچا سکتا ہے؟‘‘۔

(خلافت وملوکیت ص:237)

6 حضرت امام ابوحنیفہ ؒ کی حق گوئی

امام صاحب ؒ کے نزدیک اظہارِ رائے کی آزادی کو بڑی اہمیت تھی اور یہ ہر مسلمان اور ہر شہری کا بنیادی حق تھا۔امام صاحب ؒ اظہارِ رائے کی آزادی بڑی بے باکی سے استعمال کرتے تھے، اور اس سلسلے میں سخت سے سخت تکلیف کی بھی پروا نہیں کرتے تھے۔جس زمانہ میں امام صاحب ؒ تعمیرِ بغداد کے سلسلے میں منصور ؒ کے ساتھ تھے، ان دنوں کا واقعہ ہے کہ منصور ؒ کو موصل والوں کی بغاوت کی اطلاع ملی۔دربار میں امام صاحب ؒ بھی بیٹھے تھے۔منصور ؒ نے مجلس کی طرف خطاب کر کے کہا: ’’موصل والوں نے یہ معاہدہ مجھ سے کیا تھا کہ میری اور میری

حکومت کے وفادار رہیں گے اور کبھی سرکشی پر آمادہ نہ ہوں گے، معاہدہ میں انہوں نے یہ بھی تسلیم کیا تھا کہ اگر حکومت عباسیہ کے خلاف وہ کبھی بھی بغاوت پر آمادہ ہوں تو خلیفہ کو حق ہوگا کہ وہ ہر ایک کو قتل کردے''۔ منصور ؒ نے پوچھا: ''میرے گورنر کے خلاف وہ اٹھ کھڑے ہوئے ہیں، کیا ان کی خوں ریزی خود ان کے معاہدہ کی رو سے میرے لئے جائز نہیں ہو چکی ہے؟''۔ چند لوگوں کے موافق رائے آجانے کے بعد منصور ؒ امام صاحب ؒ کی طرف متوجہ ہو کر بولا: ''شیخ! آپ کی کیا رائے ہے؟''۔ امام صاحب ؒ منصور ؒ کی بدنیتی، اور اس کی ذہنی کج روی کو محسوس کر چکے تھے، اس لئے امام صاحب ؒ نے تمہیدی گفتگو کرتے ہوئے فرمایا: ''کیا اس وقت میں نبوت کی جانشینی کے جو مدعی ہیں ان کے سامنے نہیں کھڑا ہوں، توقع ہے کہ جس گھر میں اس وقت ہوں یہ مسلمانوں کی پناہ گاہ ہے''۔ منصور ؒ نے کہا: ''ایسا ہی ہے''۔ اس کے بعد امام صاحب ؒ نے فرمایا: ''امیر المؤمنین! موصل والوں نے اگر اس قسم کا کوئی معاہدہ آپ سے کیا تھا، یعنی بغاوت کی صورت میں ان کا خون خلیفہ کیلئے حلال ہو جائے گا، تو آپ کو معلوم ہونا چاہئے کہ ایک ایسی چیز کا اختیار آپ کو سپرد کیا جس کے سپرد کرنے کا شرعاً انہیں قطعاً اختیار نہیں تھا، اس کے بعد بھی اگر آپ ان کی خوں ریزی پر آمادہ ہوں گے تو ایسی چیز میں آپ ہاتھ ڈالیں گے جو آپ کے لیے کسی طرح جائز نہیں۔ امیر المؤمنین! خدا کا عہد زیادہ مستحق ہے کہ اس کا ایفا کیا جائے''۔ (مناقب للکردری ص:17)

مذکورہ واقعہ سے امام صاحب ؒ کی جرأت وحق گوئی اور ظالم بادشاہ کے سامنے اظہارِ حق کا برملا اظہار نمایاں طور پر دکھائی دیتا ہے۔ مجلس کی برخواستگی کے بعد منصور ؒ امام صاحب ؒ کی طرف متوجہ ہو کر بولا: ''شیخ! بات وہی ہے جو آپ ؒ نے کہی''۔ امام صاحب ؒ کی یہی جسارت وحق گوئی شاہی کیمپ سے نجات کا ذریعہ ثابت ہوئی۔ منصور ؒ آپ ؒ کی بے باکی وحق گوئی سے اچھی طرح واقف تھا۔ اسے یہ بھی معلوم تھا کہ اگر امام صاحب ؒ ہمارے ساتھ رہیں گے تو مختلف مسائل

میں اپنی بے باک اور جرأت مندانہ رائے ظاہر کر کے ہماری اور حکومت کی شان وشوکت کو زد پہنچاتے رہیں گے۔ منصور ؒ نے امام صاحب ؒ سے فرمایا: ''آپ اپنے وطن تشریف لے جائیں''۔ آخر میں بڑی لجاجت سے بطورِ وصیت اور وداعی ہدایت کے اس نے کہا: ''مگر اس کا ذرا خیال رکھا کیجئے کہ ایسا فتویٰ لوگوں کو نہ دیجئے جس سے آپ ؒ کے امام (خلیفہ) کی ذات پر حرف آجائے۔ آپ ؒ جانتے ہیں کہ اس قسم کے فتوؤں سے خوارج (یعنی حکومت کے باغیوں) کو حکومت کے خلاف دست درازی کا موقع مل جاتا ہے''۔ (امام ابوحنیفہ ؒ کی سیاسی زندگی ص:377)

7 ظالم حکومت کے خلاف خروج

جس وقت منصور ؒ بغداد کی تعمیر میں مصروف تھا۔ اسی ایام میں مدینہ میں محمد بن عبداللہ نفس ذکیہ ؒ اور بصرہ میں ان کے بھائی ابراہیم ؒ نے خروج کیا۔ منصور ؒ اس بغاوت کو ختم کرنے کے لئے کوفہ آیا اور عیسیٰ بن موسیٰ ؒ کو مدینہ کی طرف روانہ کیا۔ امام صاحب ؒ چونکہ اس حکومت کو ظالم حکومت تصور کرتے تھے، اور امام صاحب ؒ کی رائے تھی کہ ظالم حکومت نہ صرف باطل ہے، بلکہ اگر صالح اور مفید انقلاب ممکن ہو، افراد مہیا ہوں، اور کوئی ایسا قائد ہو جن کے دین پر اعتماد کیا جا سکتا ہو، تو ایسی صورت میں خروج کرنا واجب ہے۔ نفس ذکیہ ؒ کا تعلق حسنی سادات سے تھا۔ اس لئے مدینہ، عراق، اور مختلف اسلامی ریاستوں میں لوگ ان کی حمایت میں کھڑے ہو گئے۔ امام صاحب ؒ نے موقع غنیمت جان کر ابراہیم بن عبداللہ ؒ کی کھل کر حمایت کردی، اور آپ ؒ اس درجہ اس کی حمایت پر آمادہ تھے کہ آپ ؒ کے شاگردوں کو خیال ہو گیا کہ ہم لوگ باندھ لئے جائیں گے۔ آپ ؒ اور آپ ؒ کے تلامذہ حکومت کے عتاب اور عذاب میں گرفتار کئے جائیں گے، لیکن امام صاحب ؒ ابراہیم ؒ کا ساتھ دینے اور ان کے ہاتھ پر بیعت کی تلقین کرتے رہے۔ ان کے ساتھ خروج کو پچاس گنا نفلی حج سے عظیم قرار دیتے تھے۔ ابو اسحاق

فزاری رحمۃ اللہ علیہ سے امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے کہا تھا: ''تیرا بھائی جو ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ کا ساتھ دے رہا ہے، اس کا یہ فعل تیرے اس فعل سے کہ تو کفار کے خلاف جہاد کرتا ہے افضل ہے''۔ ان اقوال کے صاف معنی یہ ہیں کہ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک مسلم معاشرہ کی اندرونی نظام کی بگڑی ہوئی قیادت کے تسلط سے نکالنے کی کوشش باہر کے کفار سے لڑنے کی بہ نسبت بدرجہا فضیلت رکھتی ہے۔ ظالم حکومت کے خاتمہ کے لئے امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا حیرت انگیز کارنامہ یہ تھا کہ منصور رحمۃ اللہ علیہ کا نہایت معتمد جنرل حسن بن قحطبہ رحمۃ اللہ علیہ کو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے نفس ذکیہ رحمۃ اللہ علیہ اور ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ کے خلاف جنگ پر جانے سے روک دیا تھا۔ اس کا باپ قحطبہ رحمۃ اللہ علیہ وہ شخص ہے جس کی تلوار نے ابومسلم رحمۃ اللہ علیہ کی تدبیر وسیاست سے مل کر سلطنتِ عباسیہ کی بنا رکھی تھی۔ اس کے مرنے کے بعد حسن رحمۃ اللہ علیہ اس کی جگہ سپہ سالارِ اعظم بنایا گیا۔ منصور رحمۃ اللہ علیہ کو سب سے زیادہ اسی پر اعتماد تھا، لیکن حسن رحمۃ اللہ علیہ کوفہ میں رہ کر امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا گرویدہ ہو گیا تھا، اور امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے اشارہ پر اس نے جنگ میں جانے سے انکار کر دیا۔ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی سیاسی بصیرت اور نفس ذکیہ رحمۃ اللہ علیہ کی اس درجہ حمایت سے تقریباً منصور بھی ناامید سا ہو چکا تھا، بلکہ اس نے کوفہ سے راہِ فرار اختیار کرنے کے لئے تیز رفتار سواری کا انتظام بھی کر لیا تھا، اگر تقدیر عباسیوں کا ساتھ نہ دیتی، تو یقیناً عباسی حکومت کا تختہ پلٹ دیا جاتا، لیکن تقدیر، تدبیر پر غالب آگئی اور نفس ذکیہ رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے بھائی ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ شہید کر دئے گئے اور منصور رحمۃ اللہ علیہ اپنی حکومت بچانے میں کامیاب ہو گیا۔ اس پورے واقعہ میں امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی سرگرمی کھل کر سامنے آجاتی ہے، اور امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا سیاسی مسلک عملی طور پر نمایاں دکھائی دیتا ہے۔

8 امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور عہدۂ قضاء

منصور، نفس ذکیہ کے خروج کے واقعہ میں امام صاحب کی سرگرمی سے بخوبی واقف تھا، جس کی وجہ سے منصور کے دل میں امام صاحب کے خلاف گرہ بیٹھ گئی تھی، لیکن امام

صاحب رحمۃ اللہ علیہ جیسے بااثر شخص پر ہاتھ ڈالنا آسان نہ تھا، اسے معلوم تھا کہ ایک امام حسین رضی اللہ عنہ کے قتل نے بنی امیہ کے خلاف مسلمانوں میں کتنی نفرت پیدا کر دی تھی، اور اسی وجہ سے ان کو اقتدار سے کتنی آسانی سے اکھاڑ کر پھینکا گیا۔ منصور رحمۃ اللہ علیہ ایسی غلطی دہرانا نہیں چاہتا تھا، وہ بھی سیاسی تدبر میں فنکار کی حیثیت رکھتا تھا۔ اس لئے اس نے امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو مارنے کے بجائے سونے کی زنجیروں میں باندھ کر اپنے مقاصد کے لئے استعمال کرنا زیادہ بہتر خیال کیا۔ اسی نیت سے منصور رحمۃ اللہ علیہ نے بار بار امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو عہدۂ قضاء پیش کیا، بلکہ سلطنتِ عباسیہ کا قاضی القضاۃ مقرر کرنے کی پیش کش کی، مگر امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ طرح طرح کے حیلوں سے ٹالتے رہے۔ آخرکار جب منصور رحمۃ اللہ علیہ بہت زیادہ مصر ہوا تو امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مرتبہ نرم انداز میں معذرت کرتے ہوئے فرمایا: ''قضاء کے لئے وہ شخص موزوں ہے جو اپنے اندر اتنی جان رکھتا ہو کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ پر، آپ رحمۃ اللہ علیہ کے شہزادوں پر، اور سپہ سالاروں پر قانون نافذ کر سکے، اور مجھ میں وہ جان نہیں''۔ منصور رحمۃ اللہ علیہ کے بار بار اصرار پر ایک مرتبہ سخت لہجے میں منصور رحمۃ اللہ علیہ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: ''مجھ پر بھروسہ تم کو نہ کرنا چاہئے۔ میں اگر خوشی سے بھی اس عہدہ کو قبول کر لوں جب بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کو مطلع کرنا چاہتا ہوں کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے خلاف بھی فیصلہ دینے کا موقع میرے سامنے آگیا اور مجھے یہ دھمکی دی گئی کہ اس فیصلہ سے باز آجاؤ یا دریائے فرات میں تمہیں غرق کر دیا جائے گا تو میں کہے دیتا ہوں کہ فرات میں ڈوب مرنے کو قبول کروں گا، لیکن فیصلہ بدلنے پر راضی نہیں ہو سکتا، اور جب رضامندی سے عہدہ قبول کرنے پر میرا یہ حال ہے، تو اسی سے اندازہ کر لیجئے کہ زبردستی اگر مجھے قاضی بنایا گیا تو اس وقت غصہ کی حالت میں جو کروں گا وہ ظاہر ہے''۔ (مناقب موفق مکی 171/2)

9 عدلیہ کے تعلق سے امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی رائے

اس طرح کے متعدد واقعات تاریخ کی کتابوں میں مذکور ہیں، جس سے قضاء اور عدلیہ

کے تعلق سے امام صاحب ؒ کا نقطہ نظر بخوبی سمجھا جاسکتا ہے، عدلیہ کے متعلق ان کی قطعی رائے یہ تھی کہ اسے انصاف کرنے کے لئے انتظامیہ کے دباؤ اور مداخلت سے نہ صرف آزاد ہونا چاہئے، بلکہ قاضی کو اس قابل ہونا چاہئے کہ خود خلیفہ بھی اگر لوگوں کے حقوق پر دست درازی کرے تو وہ اس پر اپنا حکم نافذ کرسکے۔ امام صاحب ؒ کو اخیر زمانہ میں جب اپنی وفات کا یقین ہوگیا تھا، تو انہوں نے اپنے تلامذہ کو جمع کرکے خطاب فرمایا:

”پس اب وقت آگیا کہ آپ لوگ میری مدد کریں۔ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ تم میں سے ہر ایک عہدۂ قضاء کی ذمہ داریوں کے سنبھالنے کی پوری صلاحیت اپنے اندر پیدا کرچکا ہے، اور دس آدمی تو تم میں ایسے ہیں جو صرف قاضی ہی نہیں؛ بلکہ قاضیوں کی تربیت کا کام بخوبی انجام دے سکتے ہیں۔ اللہ کا واسطہ دیتے ہوئے، اور علم کا جتنا حصہ آپ لوگوں کو ملا ہے، اس علم کی عظمت وجلالت کا حوالہ دیتے ہوئے آپ لوگوں سے میری یہ تمنا ہے کہ اس علم کو محکوم ہونے کی بے عزتی سے بچائے رہنا، اور تم میں سے کسی کو قضا کی ذمہ داریوں میں مبتلا ہونے پر اگر مجبور ہونا پڑے، تو میں یہ کہہ دینا چاہتا ہوں کہ ایسی کمزوریاں جو مخلوق کی نگاہوں سے پوشیدہ ہوں جان بوجھ کر اپنے فیصلوں میں جو ان کا ارتکاب کرے گا، اس کو معلوم ہونا چاہئے ایسے آدمی کا فیصلہ جائز نہ ہوگا اور نہ قضاء کی ملازمت اس کی حلال ہوگی، جو تنخواہ اس سلسلے میں اس کو ملے گی وہ اس کے لئے پاک نہ ہوگی، قضاء کا عہدہ اسی وقت تک صحیح رہتا ہے، جب تک کہ قاضی کا ظاہر وباطن ایک ہو، اور اسی قضاء کی تنخواہ حلال ہے“۔

اس تقریر کا آخری فقرہ تھا: ”امام (یعنی مسلمانوں کا بادشاہ اور امیر) اگر مخلوقِ خدا کے ساتھ کسی غلط رویہ کو اختیار کرے تو اس امام سے قریب ترین قاضی کا فرض ہوگا کہ اس سے باز پرس کرے۔ (موفق مکی 2/100؛ امام ابوحنیفہ ؒ کی سیاسی زندگی ص: 497)

امام صاحب ؒ کے اس طویل خطاب میں جس کے چند اقتباس یہاں پیش کیا گئے ہیں، قضاء اور عدلیہ کے تعلق سے امام صاحب ؒ کی رائے بہت نمایاں ہوجاتی

ہے۔

10 خلاصہ

اس مختصر مضمون سے حضرت الامام ؒ کا سیاسی نظریہ بآسانی سمجھا جاسکتا ہے۔ اسلامی نظامِ حکومت میں عدل وانصاف، اظہار رائے کی آزادی، عدلیہ کا بااختیار ہونا، بیت المال کے نظام کا صاف وشفاف ہونا، امام صاحب ؒ کی نگاہ میں لازمی اور ناگزیر امر تھا، اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ جس طرح عام لوگوں کے ساتھ ضروری ہے، اسی طرح حکومت کے ساتھ بھی ضروری ہے، اور اگر حکومت عدل وانصاف پر قائم نہ ہو، اور تبدیلی کے لئے مناسب ذرائع اور وسائل ہوں تو ایسی صورت میں حکومت کے خلاف بغاوت کرنا اور تختۂ حکومت کو زیروزبر کردینا جائز ہے۔ یہ وہ افکار ہیں جس کے لئے انسان میں جرأت، شجاعت، بلند کرداری، استغنائیت جیسے لازمی صفات کی ضرورت پڑتی ہے اور امام صاحب ؒ اس جیسے اعلی اور عبقری صفات سے متصف تھے۔ اس لئے انہوں نے ابن ہبیرہ ؒ اور منصور ؒ کے کوڑوں اور قید کی سلاخوں کو تو برداشت کرلیا، لیکن حکومت کے کسی خلافِ شرع حکم کے سامنے سرنگوں نہیں کیا ہے۔ جزاہ اللہ خیر الجزاء۔

(امام ابوحنیفہ ؒ: سوانح وافکار، 105 تا 118۔ المؤلف: مولانا امانت علی قاسمی حفظہ اللہ۔ ناشر: شعبۂ نشرو اشاعت مدرسہ کاشف العلوم احمد نگر، چھپانگر۔ طبع اول: 1437ھ=2016ء۔ صفحات: 270)

باب 17

امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف

1 امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف

ابن ندیم رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب ''الفہرست'' (ج2ص250) میں فرماتے ہیں: حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی کئی کتب ہیں، جن کے نام یہ ہیں: الفقه الأكبر، كتاب رسالته إلى البتي رحمۃ اللہ علیہ، كتاب العالم والمتعلم، جس کو آپ رحمۃ اللہ علیہ سے أبو مقاتل رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے، اور كتاب الرد على القدرية۔

علامہ محمد زاہد الکوثری رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب ''بلوغ الامانی'' (ص22،23) کے حاشیہ میں تحریر فرماتے ہیں: متقدمین نے حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی جن کتب کا تذکرہ کیا ہے، وہ یہ ہیں:

كتاب الرأي، جس کا ذکر ابن أبي العوام رحمۃ اللہ علیہ نے کیا ہے۔

كتاب اختلاف الصحابة جس کا ذکر أبو عاصم العامري رحمۃ اللہ علیہ اور مسعود بن شيبة رحمۃ اللہ علیہ نے کیا ہے۔

كتاب الجامع جس کا ذکر العباس بن مصعب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب تاریخ مرو میں کیا ہے۔

كتاب السير، الكتاب الأوسط، الفقه الأكبر، الفقه الأبسط، كتاب العالم والمتعلم، كتاب الرد على القدرية، عثمان البتي رحمۃ اللہ علیہ کی طرف مسئلہ الإرجاء کے بارے میں ایک رسالہ، اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کی چند وصایا جن کو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے بعض اصحاب کے لیے تحریر فرمایا تھا۔ یہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی مشہور کتب ہیں۔

معجم المصنفین (ج2ص186) میں الشیخ محمود حسن خان ٹونکی لکھتے ہیں: جان لو کہ حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی علم الکلام، فقہ، حدیث اور صرف میں کئی تصانیف ہیں: اس بارے میں جن کتابوں کا ذکر کیا گیا ہے، وہ یہ ہیں:

كتاب الصلاة، كتاب المناسك، كتاب الرهن، كتاب الشروط، كتاب الفرائض، كتاب العالم والمتعلم، كتاب الآثار، كتاب المقصود، كتاب الرسالة، كتاب الإرجاء، كتاب الرد على القدرية، كتاب الفقه الأكبر، كتاب الوصية، كتاب الرد على الأوزاعي۔

كتاب الصلاة کے بارے میں الأستاذ أبو محمد الحارثي رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب "كشف الآثار الشريفة في مناقب أبي حنيفة رحمۃ اللہ علیہ" میں الحسن بن صالح رحمۃ اللہ علیہ کے طریق سے فرماتے ہیں: میں نے أبو مقاتل حفص بن مسلم رحمۃ اللہ علیہ کو فرماتے ہوئے سنا ہے: حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے سب سے پہلے كتاب الصلاة کو تحریر فرمایا، تو اس کا نام "كتاب العروس" رکھا۔ اس حکایت کو امام موفق رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ''المناقب'' میں اپنی سند کے ساتھ بیان کیا ہے۔

حضرت مولانا لطیف الرحمٰن بہرائچی قاسمی مدظلہ فرماتے ہیں: ہم نے اس کتاب کے کسی نسخے کو مخطوطات کو فہارسِ عامہ میں اس کو نہیں پایا۔ شاید یہ کتاب امام محمد بن حسن شیبانی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب الاصل میں شامل کر دی گئی تھی۔ اس لیے کہ اس کتاب کی پہلی جلد اسی کتاب الصلوٰۃ سے ہی شروع ہوتی ہے۔ پھر اس کتاب کے راوی ابوسلیمان الجوزجانی رحمۃ اللہ علیہ حضرت محمد بن الحسن شیبانی رحمۃ اللہ علیہ سے اس کتاب کے آغاز میں ہی ان کا یہ قول نقل کرتے ہیں: ''میں نے اس کی وضاحت کر دی ہے کہ یہ قول حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ، حضرت امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ اور میرا قول ہے۔ جب تک اس میں

اختلاف نہ ہو، تو وہ ہم سب کا قول ہوگا‘‘۔

پھر الشیخ محمود حسن خان ٹونکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کتاب المناسک کے بارے میں علامہ خوارزمی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب ’’جامع الاسانید‘‘ میں حضرت علی بن مسہر رحمۃ اللہ علیہ کے طریق سے حضرت امام اعمش رحمۃ اللہ علیہ کے حج کے سفر کے ضمن میں فرماتے ہیں، اس میں ہے، امام اعمش رحمۃ اللہ علیہ نے اُن سے فرمایا: ’’تم واپس کوفہ جاؤ، اور حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کرو کہ وہ میرے لیے کتاب المناسک لکھ دیں‘‘۔ میں واپس آیا اور اُن سے عرض کیا۔ تو حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے وہ کتاب لکھوادی۔ پھر میں اس کتاب کو لے کر حضرت امام اعمش رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔

شیخ لطیف الرحمٰن بہرائچی قاسمی مدظلہ فرماتے ہیں: اس قصہ کو امام حارثی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ’’کشف الآثار الشریفہ‘‘ میں بیان کیا ہے، اور انہی کے طریق سے امام الموفق مکی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ’’مناقب‘‘ میں بیان کیا ہے۔ اس کو علامہ صیمری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ’’مناقب‘‘ (ص70) میں، امام صالحی رحمۃ اللہ علیہ نے ’’عقود الجمان‘‘ (ص181) میں بیان کیا ہے۔ شاید یہ کتاب بھی امام محمد بن الحسن شیبانی رحمۃ اللہ علیہ کی ’’کتاب الاصل‘‘ میں ضم کردی گئی ہے۔

شیخ محمود الحسن ٹونکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ’’کتاب الرہن‘‘ کے بارے میں ابن حجر الہیتمی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب ’’الخیرات الحسان‘‘ میں حضرت یزید بن ہارون رحمۃ اللہ علیہ کے طریق سے روایت کرتے ہیں: ’’جب حضرت یزید بن ہارون رحمۃ اللہ علیہ سے حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی کتابوں کے بارے میں سوال کیا گیا۔ تو انھوں نے فرمایا: ’’ان کتابوں کو دیکھو، اس لیے کہ میں نے فقہاء میں سے کسی کو نہیں دیکھا جو حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے قول کو ناپسند کرتا ہو۔ حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے تو بڑی حکمتِ عملی سے حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب کو حاصل کر کے اس کو خود لکھ لیا تھا‘‘۔

حضرت شیخ لطیف الرحمٰن بہرائچی قاسمی مدظلہ فرماتے ہیں: اس قصہ کو امام صیمری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ’’اخبار‘‘ (ص50) میں، امام الموفق المکی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب

’’مناقب‘‘ میں ذکر کیا ہے۔ کتاب الرہن کو امام محمد بن الحسن شیبانی رحمۃ اللہ علیہ کی ’’کتاب الاصل‘‘ کی جلد ثالث میں ملاحظہ فرمایا جاسکتا ہے۔

شیخ محمود الحسن ٹونکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: رہی کتاب الشروط، تو اس بارے میں امام قدوری رحمۃ اللہ علیہ کے استاد الشیخ أبو عبد اللہ محمد بن یحیی الجرجانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ’’امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے ’’کتاب الشروط‘‘ لکھی ہے، ان سے پہلے کسی نے بھی ایسا نہیں لکھا ہے‘‘۔ اس کو علامہ چلپی رحمۃ اللہ علیہ نے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ’’إثبات النبوۃ‘‘ میں بیان کیا ہے۔

حضرت شیخ لطیف الرحمٰن بہرائچی قاسمی مدظلہ فرماتے ہیں: اس کو علامہ صیمری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ’’اخبار‘‘ (ص82) میں، امام موفق مکی رحمۃ اللہ علیہ نے ’’مناقب‘‘ (ج2ص86) میں بیان کیا ہے۔

شیخ محمود الحسن ٹونکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کتاب الفرائض کے بارے میں الموفق الخوارزمی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ’’المناقب‘‘ میں فرماتے ہیں: ’’امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہی پہلے وہ شخص ہیں جنھوں نے کتاب الفرائض لکھی ہے، آپ رحمۃ اللہ علیہ ہی پہلے وہ شخص ہیں جنھوں نے کتاب الشروط لکھی ہے۔ سیزگین نے اپنی کتاب ’’تاریخ التراث‘‘ (ج3 ص50) لکھا ہے: امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے الفرائض میں ایک رسالہ لکھا ہے۔ اس کا ایک مخطوطہ مکتبہ پٹنہ ہندوستان 2/362 رقم 2545/3 میں موجود ہے۔

شیخ محمود الحسن ٹونکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ’’کتاب العالم والمتعلم‘‘ اس کا ذکر علامہ چلپی رحمۃ اللہ علیہ نے ’’کشف الظنون‘‘ میں اور امام الموفق المکی رحمۃ اللہ علیہ نے ’’مناقب‘‘ میں حضرت ابو مقاتل عن ابی حنیفہ کے طریق سے کیا ہے‘‘۔

اس کتاب کا ذکر ابن ندیم رحمۃ اللہ علیہ نے ’’الفہرست‘‘ میں، اور بروکلمان اور سیزگین نے اپنی فہارس میں ذکر کیا ہے، اور اس کتاب کے مخطوطوں کا ذکر مکتبات العالم (دنیا کے مکتبوں) میں کیا ہے۔ یہ کتاب سب سے پہلے ہندوستان میں 1349ھ میں حیدر آباد دکن کے شہر میں مطبعۃ الچشتیۃ سے طبع ہوئی۔ پھر یہ کتاب قاہرہ میں 1368ھ

میں مطبعۃ الانوار میں علامہ محمد زاہد الکوثری ؒ کی تحقیق کے ساتھ شائع ہوئی۔ پھر یہ کتاب مکتبة الهدى بحلب میں 1392ھ میں محمد رواس قلعه جی، عبد الوهاب الندوی کی تحقیق سے شائع ہوئی۔

حضرت شیخ لطیف الرحمٰن بہرائچی قاسمی مدظلہ فرماتے ہیں: اس کتاب کے راوی ابومقاتل ؒ پر کیے گئے اعتراضات کے جوابات علامہ عبد الرشید نعمانی ؒ نے مقدمة "کتاب التعلیم" کی تعلیقات میں اور علامہ زاہد الکوثری ؒ نے ''العالم والتعلیم'' کے مقدمہ میں دے دیئے ہیں۔

شیخ محمود الحسن ٹونکی ؒ فرماتے ہیں: ''کتاب المقصود'' تو تصریف میں ہے۔ یہ حضرت امام ابوحنیفہ ؒ کی ہی تصنیف ہے۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ کسی اور مصنف کی کتاب ہے۔ برکلی نے اس کی شرح میں جزم ویقین کے ساتھ کہا ہے کہ یہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ ؒ کی ہی تصنیف ہے۔

سیزگین نے ''تاریخ التراث'' (ج3ص50) میں لکھا ہے: کتاب المقصود صرف میں ہے۔ اس کتاب کی نسبت حضرت امام ابوحنیفہ ؒ کی طرف متاخرین نے کی ہے۔ اس کے بہت زیادہ مخطوطات مکتبات استنبول میں موجود ہیں۔

شیخ محمود الحسن ٹونکی ؒ فرماتے ہیں:

کتاب الرسالۃ، یہ وہ کتاب ہے جس کا ذکر ابن الندیم البغدادی ؒ نے کتاب ''فهرست العلماء'' میں کیا ہے۔ علامہ چلپی ؒ نے ''کشف الظنون'' میں حرف الراء میں ذکر کیا ہے۔ یہی وہ کتاب ہے جو بصرہ کے قاضی حضرت عثمان بن مسلم ابی عمرو البتی ؒ کی طرف حضرت امام اعظم ؒ نے تحریر کیا تھا۔ سیزگین نے ''تاریخ التراث'' میں مکتبات العالم میں اس کے مخطوطے کا ذکر کیا ہے۔ پھر فرماتے ہیں کہ علامہ زاہد الکوثری ؒ نے اس کو قاہرہ سے 1368ھ شائع کیا تھا۔

کتاب ''الارجاء''، یہ وہ کتاب ہے جس کا ذکر ابن الندیم محمد بن إسحاق البغدادی ؒ نے اپنی کتاب ''فہرست العلماء'' میں کیا ہے۔ اور یہ بھی کہا ہے

البردعی ؒ نے اس کا رد کیا ہے۔ شاید یہ وہی رسالہ ہے جس کا ذکر پہلے ہو چکا ہے کہ اس کو حضرت امام اعظم ؒ نے حضرت عثمان البتی ؒ کی طرف لکھا ہے، اس وجہ سے کہ حضرت امام اعظم ؒ پر ارجاء کی تہمت لگائی گئی تھی، جس کا آپ ؒ نے رد کیا ہے۔

شیخ محمود الحسن ٹونکی ؒ فرماتے ہیں: کتاب ''الرد علی القدرية''، تو اس کا ذکر ابن ندیم ؒ نے اس کا بھی ''الفہرست'' میں کیا ہے۔

شیخ محمود الحسن ٹونکی ؒ فرماتے ہیں: ''الفقه الأكبر'' اس کو حضرت امام ابوحنیفہ نے اس کو تصنیف کیا ہے۔ انتہیٰ

علامہ محمد زاہد الکوثری ؒ نے اس کتاب کے مقدمہ میں تحریر کیا ہے: الفقه الأكبر کو علي بن محمد الفارسي، عن نصير بن يحيى، عن أبي مقاتل، عن عصام بن يوسف، عن حماد بن أبي حنيفة، عن أبيه کی روایت سے بیان کیا گیا ہے۔ اس کی مکمل سند نسخۃ المحفوظہ ضمن المجموعۃ رقم (226) جو مکتبۃ شیخ الاسلام مدینہ منورہ میں موجود ہے۔ یہ کتاب کئی مرتبہ طبع ہو چکی ہے۔

کتاب ''الفقه الأبسط'' أبو زكريا يحيى بن مطرف بطريق نصير بن يحيى عن أبي مطيع عن أبي حنيفة کی روایت سے بیان کیا گیا ہے۔ اس کی تمام سند ''المجموعتين'' (64م،215م) دار الكتب المصرية میں موجود ہے۔

سیزگین نے ''تاریخ التراث'' نے ان دونوں کتابوں کے مخطوطے مکتبات العالم میں موجود ہیں۔ ان دونوں کتابوں کو علامہ زاہد الکوثری ؒ نے قاہرہ سے طبع کیا ہے۔

کتاب ''الفقہ الابسط'' کے ایک مخطوطے کو ''الخزانة المحمدية بساحل بمبئی'' کو دیکھنے میں مجھے کامیابی ملی ہے۔ یہ طریق أبي مطيع الحكم بن عبد الله البلخي سے مروی ہے۔ یہ پہلے بیان ہو چکا ہے کہ سیزگین نے مکتبات العالم میں اس کے مخطوطے کا ذکر کیا ہے۔

تنبیہ: امام الکردری البزازی ؒ نے ''کتاب المناقب'' میں فرمایا ہے: امام

الحارثی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب ''کشف الآثار'' میں فرماتے ہیں: عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کی روایات حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے فضائل ومسائل میں اتنی زیادہ اور کثرت سے ہیں کہ اُن کا بیان نہیں کیا جا سکتا۔اس لیے کہ انھوں نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی کتب کو حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے بالواسطہ یا بلاواسطہ سماع کیا ہے۔

پھر اگر تُو یوں کہے: حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی کوئی تصنیف موجود نہیں ہے۔ میں کہتا ہوں: یہ تو معتزلہ کی کہی ہوئی بات ہے۔اُن کا دعویٰ ہے کہ حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی علم الکلام میں کوئی تصنیف نہیں ہے۔اس سے اُن کی غرض یہ ہوتی ہے کہ الفقہ الاکبر اور کتاب العالم والمتعلم کتابوں کی حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے نفی کر دی جائے۔ اس لیے کہ حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے ان دونوں کتابوں میں اکثر قواعد أهل السنة والجماعة کو بیان کر دیا ہے۔وہ یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ بھی معتزلہ میں سے ہیں اور الفقہ الاکبر تو حضرت ابوحنیفہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ہے۔ حالانکہ ان کے یہ دونوں دعوے غلط ہیں۔ اس لیے کہ میں نے العلامة مولانا شمس الدین الکردری البراتقینی العمادی رحمۃ اللہ علیہ کے خط سے لکھی ہوئی یہ دونوں کتابیں دیکھی ہیں۔انھوں نے ان دونوں کتابوں کے بارے میں تصریح کی ہے کہ یہ دونوں حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی ہیں۔مشائخ کی ایک بہت بڑی جماعت ان کے ساتھ اسی کی قائل ہے۔

حضرت شیخ عبدالرشید نعمانی رحمۃ اللہ علیہ نے مقدمہ ''کتاب التعلیم'' للشیخ مسعود بن شیبة السندی رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیقات (ص 196 - 191) میں ان لوگوں کے رد میں بہت عمدہ اور شافی کلام کیا ہے جو یہ کہتے ہیں کہ حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی کوئی کتاب نہیں ہے۔

شیخ محمود الحسن ٹونکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

کتاب ''الوصیة'' اس کو شیخ ابن نجیم المصری رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب ''الأشباہ والنظائر'' میں مکمل نقل کیا ہے۔

حضرت شیخ لطیف الرحمٰن بہرائچی قاسمی مدظلہ فرماتے ہیں:

سیزگین نے ''تاریخ التراث'' میں بعض وصایا کے مخطوطوں کا ذکر کیا ہے۔ یہ وصیت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے بیٹے حضرت حماد بن ابی حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو کی ہے۔ پھر حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے شاگردِ رشید حضرت یوسف بن خالد السمتی البصری رحمۃ اللہ علیہ کو وصیت فرمائی ہے۔پھر حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی وصیت اپنے شاگردِ رشید قاضی ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کو کی ہے۔ان وصایا کے اکثر حصے کو امام حارثی رحمۃ اللہ علیہ نے ''کشف الآثار'' میں اور علامہ الموفق المکی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ''مناقب'' میں کیا ہے۔

شیخ محمود الحسن ٹونکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

کتاب ''الرد علی الأوزاعی'' تو یہ وہی کتاب ہے جو ''اختلاف الأوزاعی وأبی حنیفة'' کے نام سے مشہور ومعروف ہے۔ یہ کتاب ''السیر'' میں ہے۔اس کتاب کی اصل کو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر کیا تھا، پھر اس کا رد حضرت امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ نے کیا تھا۔ پھر امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ کا رد حضرت امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے کیا ہے۔ پھر امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب کا رد کیا تھا۔

(الموسوعہ الحدیثیہ لمرویات الامام ابی حنیفة، ج 2 ص 80 تا 87۔ جمعہ واعدہ وعلق علیہ: العلامہ المحقق الشیخ لطیف الرحمن البهرائجی القاسمی)

2 امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ صاحبُ التصانیف ہیں

درس وتدریس اور دیگر علمی وعملی بیشمار مصروفیات کے باوجود آپ رحمۃ اللہ علیہ کا تالیف وتصنیف سے بھی شغف رہا ہے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ نے عقائد، فقہ اور حدیث وغیرہ مضامین پر کئی وقیع اور لاجواب کتبِ تصنیف کی ہیں جو رہتی دنیا تک آپ رحمۃ اللہ علیہ کے دیگر علمی کارناموں کی طرح یہ بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ایک علمی یادگار ہیں۔

بعض لوگوں نے بوجہ عدمِ تحقیق یہ دعویٰ کر دیا کہ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی کوئی تصنیف نہیں

ہے، حالانکہ یہ دعویٰ حقائق کے سراسر منافی اور محض غلط فہمی پر مبنی ہے، کیونکہ متعدد جلیل المرتبت ائمہ نے آپ ؒ کے صَاحِبُ التَّصَانِیف ہونے کی صاف تصریح کی ہے۔ مشتے نمونہ ازخروارے، ان میں سے کچھ تصریحات نظرِ قارئین ہیں:

1 امام امیر ابن ماکولا ؒ (م 475ھ) نے ''احمد بن اسماعیل ابواحمد مقری الصرام ؒ'' (م333ھ) کے ترجمہ میں تصریح کی ہے:

سمع کتب ابی حنیفة وابی یوسف من احمد بن نصر عن ابی سلیمان الجوزجانی عن محمد۔

(الإكمال في رفع الارتياب عن المؤتلف والمختلف في الأسماء والكنى والأنساب، ج7ص61۔ المؤلف: سعد الملك، أبو نصر علي بن هبة الله بن جعفر بن ماكولا (المتوفى: 475ھ)۔ الناشر: دار الكتب العلمية-بيروت-لبنان)

ترجمہ انہوں نے امام ابوحنیفہ ؒ اور امام ابویوسف ؒ کی کتابوں کو امام احمد بن نصر ؒ سے، انہوں نے امام ابوسلیمان جوزجانی ؒ سے اور انہوں نے امام محمد بن حسن ؒ سے سنا تھا۔

2 حافظ عبدالقادر قرشی ؒ (م775ھ) نے حاتم بن اسماعیل ؒ کے ترجمہ میں امام المغازی علامہ واقدی ؒ (م207ھ) کا یہ بیان نقل کیا ہے:

کتبت کتب ابی حنیفة رضی الله عنه عن حاتم بن اسماعیل عنه۔

(الجواہر المضیئۃ، ج1،ص181)

ترجمہ میں نے امام ابوحنیفہ ؒ کی کتابیں حاتم بن اسماعیل ؒ سے اور انہوں نے خود امام ابوحنیفہ ؒ سے لکھی تھیں۔

امام ابن ابی العوام ؒ (م335ھ) نے بھی علامہ واقدی ؒ سے یہ قول بہ سند متصل نقل کیا ہے۔ (فضائل ابی حنیفۃ ص189)

3 امام ابوعبداللہ صیمری ؒ (م436ھ)، جو علامہ خطیب بغدادی ؒ کے بھی استاذ ہیں، اپنی سند کے ساتھ مشہور محدث امام ابونعیم فضل بن دکین ؒ (م219ھ) سے

نقل کرتے ہیں:

اوّل من کتب کُتُبَ ابی حنیفة اسد بن عمرو۔ (الجواہر المضیئۃ، ج1،ص140)

ترجمہ سب سے پہلے امام ابوحنیفہ ؒ کی کتابیں امام اسد بن عمرو ؒ نے لکھی تھیں۔

4 امام ابوسعد سمعانی ؒ (م562ھ) نے قاضی ابوعاصم محمد بن احمد عامری ؒ (م415ھ) کے ترجمہ میں ان سے نقل کیا ہے:

لو فُقِدَت کتب ابی حنیفة رحمه الله لاملیتها من نفسی حفظًا۔

(الأنساب، ج9ص159۔ المؤلف: عبد الكريم بن محمد بن منصور التميمي السمعاني المروزي، أبو سعد (المتوفى: 562ھ)۔ الناشر: مجلس دائرة المعارف العثمانية، حيدر آباد)

ترجمہ اگر امام ابوحنیفہ ؒ کی کتابیں نایاب بھی ہوجائیں، تو میں ان کو اپنے حافظہ سے لکھوا سکتا ہوں۔

5 علامہ خطیب بغدادی ؒ (م463ھ) نے نقل کیا ہے کہ حافظ الحدیث امام یزید بن ہارون ؒ (م206ھ) سے اُن کے شاگرد ابومسلم مستملی ؒ نے پوچھا کہ آپ امام ابوحنیفہ ؒ اور ان کی کتابوں کو دیکھنے کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟ تو انہوں نے فرمایا:

انظروا فیها ان کنتم تریدون ان تفقهوا فانی ما رأیت احدًا من الفقهاء یکره النظر فی قوله، ولقد احتال الثوری فی کتاب الرهن حتی نسخه۔ (تاریخ بغداد وذیولہ، ج3،ص342)

ترجمہ اگر تم لوگ فقیہ بننا چاہتے ہو تو پھر امام ابوحنیفہ ؒ کی کتب کو اپنے مدنظر رکھو، اس لیے کہ میں نے فقہاء میں سے کسی کو نہیں دیکھا جو اُن کے قول کو دیکھنا ناپسند کرتا ہو، امام سفیان ثوری ؒ نے تو حیلہ سے ان کی ''کتاب الرہن'' لے کر نقل کی ہے۔

6 حافظ المغرب علامہ ابن عبدالبر ؒ (م463ھ) نے بالسند نقل کیا ہے کہ امام اعمش ؒ (م۱۴۸ھ)، جو جلیل القدر محدث اور امام ابوحنیفہ ؒ کے مشائخِ حدیث میں

شمار ہوتے ہیں، ایک دفعہ فریضۂ حج ادا کرنے کے لیے جا رہے تھے۔ جب مقامِ ''خیرہ'' پر پہنچے، تو اپنے شاگرد علی بن مسہرؒ (م209ھ) سے فرمایا:

قَالَ لِعَلِيِّ بْنِ مُسْهِرٍ: "اذْهَبْ إِلَى أَبِي حَنِيفَةَ حَتَّى يَكْتُبَ لَنَا الْمَنَاسِكَ".

(الانتقاء فی فضائل الثلاثة الأئمة الفقهاء مالك والشافعي وأبي حنيفة، ص126)

ترجمہ: امام ابوحنیفہؒ کے پاس جاؤ اور ان سے کہو کہ وہ ہمارے لیے حج کے مسائل پر کتاب لکھیں۔

7 امام ابن ابی العوامؒ (م 335ھ) نے بہ سند متصل علامہ واقدیؒ (م 207ھ) سے نقل کیا ہے:

کان سفیان الثوری یسألنی ان اجیئه بکتب ابی حنیفة ینظر فیها۔

(فضائل ابی حنیفۃ ص190)

ترجمہ: امام سفیان ثوریؒ مجھ سے کہا کرتے تھے کہ آپ مجھے امام ابوحنیفہؒ کی کتابیں لا کر دیں تاکہ میں ان میں غور وفکر کروں۔

8 قاضی ابوالقاسم بن کاسؒ (م 324ھ) نے امام عبدالعزیز بن محمد دراوردیؒ (م186ھ) سے، جو امام مالکؒ (م179ھ) کے معاصر ہیں، نقل کیا ہے:

کتب مالك بن انسؓ الی خالد بن مخلد القطوانی یسأله ان یحمل الیه شیئًا من کتب ابی حنیفة ففعل۔ (عقود الجمان، ص86)

ترجمہ: امام مالک بن انسؒ نے خالد بن مخلد قطوانیؒ کو خط لکھا اور ان سے درخواست کی کہ مجھے امام ابوحنیفہؒ کی کتابیں بھیج دو، چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا۔

9 قاضی ابوالقاسم بن کاسؒ ہی نے امام شافعیؒ (م 204ھ) کا یہ ارشاد نقل کیا ہے:

من لم ینظر فی کتب ابی حنیفة لم یتبحر فی العلم ولا یتفقه۔

(عقود الجمان، ص187؛ اخبار ابی حنیفۃ واصحابہ، ص87)

ترجمہ: جو شخص امام ابوحنیفہؒ کی کتابیں نہیں دیکھے گا اُس کو علم میں تبحر حاصل نہیں ہوگا اور نہ

ہی وہ فقیہ بن سکے گا۔

10 حافظ ابن حجر عسقلانیؒ (م 852ھ) نے امام محمد بن عبداللہ انصاریؒ (م 215ھ) جو کہ امام بخاریؒ کے کبار مشائخ میں سے ہیں، کے بارے میں نقل کیا ہے کہ وہ جب عہدۂ قضاء پر فائز تھے اس دوران وہ فیصلے کرتے وقت امام ابوحنیفہؒ کی کتابوں کو اپنے زیر نظر رکھتے تھے۔

(تہذیب التہذیب ج 9 ص 276۔ طبع: مطبعة دائرة المعارف النظامية، الهند۔ الطبعة: الطبعة الأولى، 1326)

11 امام محمد بن حارث خشنی قیروانیؒ (م 361ھ) نے نقل کیا ہے کہ امام ابوحنیفہؒ کی کتب فقۂ مالکی کے مدوّن امام سحنونؒ کے صاحبزادے امام محمد بن سحنونؒ (م265ھ) کے زیر مطالعہ بھی رہی ہیں۔

(اخبار الفقہاء والمحدثین، ص48۔ طبع: دار الکتب العلمیۃ، بیروت)

12 امام ابویعلی خلیلیؒ (م446ھ) نے امام طحاویؒ کے ترجمہ میں لکھا ہے:

سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ مُحَمَّدٍ الْحَافِظَ يَقُولُ: سَمِعْتُ أَحْمَدَ بْنَ مُحَمَّدٍ الشُّرُوطِيَّ يَقُولُ: قُلْتُ لِلطَّحَاوِيِّ: "لِمَ خَالَفْتَ خَالَكَ وَاخْتَرْتَ مَذْهَبَ أَبِي حَنِيفَةَ؟"۔ قَالَ: "لِأَنِّي كُنْتُ أَرَى خَالِي يُدِيمُ النَّظَرَ فِي كُتُبِ أَبِي حَنِيفَةَ، فَلِذَلِكَ انْتَقَلْتُ إِلَيْهِ"۔

(الإرشاد في معرفة علماء الحديث، ج1 ص431۔ المؤلف: أبو يعلى الخليلي، خليل بن عبد الله بن أحمد بن إبراهيم بن الخليل القزويني (المتوفى: 446ھ)۔ الناشر: مكتبة الرشد - الرياض۔ الطبعة: الأولى، 1409؛ الارشاد فی معرفۃ علماء الحدیث، ص۱۴۹، ۱۵۰۔ طبع: الفاروق الحدیثیۃ، القاہرۃ)

ترجمہ: محمد بن احمد الشروطیؒ نے امام طحاویؒ (م321ھ) سے پوچھا: آپ نے اپنے ماموں امام مزنیؒ (م264ھ)، جو امام شافعیؒ (م204ھ) کے خاص شاگرد ہیں، کا مذہب چھوڑ کر امام ابوحنیفہؒ کا مذہب کیوں اختیار کر لیا؟ تو

انہوں نے جواب میں فرمایا: ''اس کی وجہ یہ ہوئی کہ میں اپنے ماموں کو ہمیشہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی کتابوں کا مطالعہ کرتے ہوئے دیکھتا تھا، اس لیے میں نے بھی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب اختیار کرلیا''۔

امام ابن خلکان رحمۃ اللہ علیہ (م 681ھ) نے بھی اپنی تاریخ میں امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ حوالہ نقل کیا ہے۔ (وفیات الاعیان وانباء ابناء الزمان، ج ص 44۔ طبع: دار احیاء التراث العربی، بیروت)

اب اس قدر تصریحات کے باوجود اگر کوئی شخص امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیفات نہ ماننے پر ہی مصر ہو، تو اُس کے بارے میں یہی کہہ سکتے ہیں: ع

تیرا جی ہی نہ چاہے تو بہانے ہزار ہیں

واضح رہے کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ پہلے وہ شخص ہیں کہ جنہوں نے فقہ میں کتب تصنیف کرنے کا شرف حاصل کیا، چنانچہ امام محمد بن عبدالرحمان ابن الغزی رحمۃ اللہ علیہ (م 1167ھ) آپ رحمۃ اللہ علیہ کے تذکرے میں ارقام فرماتے ہیں:

وھو اول من صنّف فی الفقه والرأی۔ (دیوان الاسلام، 2/152)

ترجمہ: امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ پہلے وہ شخص ہیں جنہوں نے فقہ اور رائے میں کتب تصنیف کی ہیں۔

اسی طرح ''فرائض'' اور ''شروط'' جیسے موضوعات پر بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ ہی نے سب سے پہلے قلم اٹھایا، جیسا کہ امام سبط ابن العجمی رحمۃ اللہ علیہ (م 841ھ) اور امام محمد بن یوسف صالحی رحمۃ اللہ علیہ (م 942ھ) نے لکھا ہے:

النعمان بن ثابت الامام ابوحنیفة اول من وضع کتاب الفرائض و کتاب الشروط۔

(کنوز الذھب فی تاریخ حلب، 2/91۔ طبع: دار القلم العربی، حلب؛ عقود الجمان، ص 184)

ترجمہ: امام ابوحنیفہ نعمان بن ثابت رحمۃ اللہ علیہ نے ہی سب سے پہلے ''کتاب الفرائض'' اور ''کتاب الشروط'' تصنیف کیں۔

علاوہ ازیں عقائد پر آپ رحمۃ اللہ علیہ کی لکھی گئی کتاب ''فقہ اکبر'' بھی ایک مشہور و معروف کتاب ہے۔ اس کتاب کو متعدد ائمہ نے امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف قرار دیا۔ مثلاً:

حافظ الدنیا امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ (م 852ھ) اور حافظ ابن ناصر الدین رحمۃ اللہ علیہ (م 842ھ) نے بحوالہ حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ (م ۷۴۸ھ) ابو مالک نصران بن نصر الختلی رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمہ میں تصریح کی ہے:

روی الفقه الاکبر لابی حنیفة، عن علی بن الحسن الغزال، وعنه ابوعبدالله الحسین الکاشغری۔

(تبصير المنتبه بتحرير المشتبه، ج1 ص298۔ المؤلف: أبو الفضل أحمد بن علي بن محمد بن أحمد بن حجر العسقلاني (المتوفى: 852ھ)۔ الناشر: المكتبة العلمية، بيروت-لبنان)

(توضيح المشتبه في ضبط أسماء الرواة وأنسابهم وألقابهم وكناهم، ج 2 ص207۔ المؤلف: محمد بن عبد الله (أبي بكر) بن محمد ابن أحمد بن مجاهد القيسي الدمشقي الشافعي، شمس الدين، الشهير بابن ناصر الدين (المتوفى: 842ھ)۔ الناشر: مؤسسة الرسالة-بيروت)

ترجمہ: انہوں نے ''الفقہ الاکبر'' جو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف ہے، کو علی بن الحسن الغزال رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے، اور ان سے یہ کتاب ابوعبداللہ الحسین الکاشغری رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں۔

حافظ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ (م 728ھ) بھی ''منہاج السنہ'' میں ''فقہ اکبر'' کو بڑے وثوق کے ساتھ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف قرار دیتے ہیں۔

(منہاج السنة النبویة ج 3 ص 139۔ طبع: جامعة الإمام محمد بن سعود الإسلامية۔ الطبعة: الأولى، 1406ھ؛ منہاج السنة النبویة، ج2 ص24۔ طبع دار الکتب العلمیة، بیروت)

مولانا محمد ابراہیم سیالکوٹی صاحب رحمۃ اللہ علیہ غیر مقلد لکھتے ہیں:

امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ ''فقہ اکبر'' کو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف قرار دیتے ہیں اور اسی سے آنجناب کو قائلین تقدیر میں شمار کرتے ہیں۔ (تاریخ اہلِ حدیث (ص ۷۴)

نیز سیالکوٹی صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ ''منہاج السنۃ'' میں ''فقہ اکبر'' کو حضرت امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب قرار دیتے ہیں۔ پس مولانا شبلی مرحوم رحمۃ اللہ علیہ کے انکار کی بنا پر اسے معرضِ بحث میں لانے کی ضرورت نہیں۔ (تاریخ اہلِ حدیث، ص89، حاشیہ نمبر1)

غیر مقلدین کے شیخ الکل مولانا نذیر حسین دہلوی رحمۃ اللہ علیہ بھی ''فقہ اکبر'' کو بالجزم امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف قرار دیتے ہیں۔ (فتاویٰ نذیریہ، 1/323)

مولانا وحید الزمان رحمۃ اللہ علیہ غیر مقلد مترجم صحاح ستہ نے بھی ''فقہ اکبر'' کو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف تسلیم کیا ہے۔ چنانچہ وہ لفظ ''وجہ'' کی تعریف کرتے ہوئے ارقام فرماتے ہیں:

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ بھی ''فقہ اکبر'' میں فرماتے ہیں کہ وجہ کے معنی ذات کے نہ لیے جائیں۔ (لغات الحدیث، ج4، کتاب واؤ، ص22)

مولانا عبداللہ معمار امرتسری رحمۃ اللہ علیہ غیر مقلد نے بھی ''فقہ اکبر'' کو امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف قرار دیا ہے۔ (محمدیہ پاکٹ بک، ص570)

ملحوظ رہے کہ جس طرح فقہ حنفی میں درج شدہ مسائل کا اصل ماخذ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی فقہی تصانیف ہیں، اسی طرح عقائد وکلام کے نامور امام علّامہ ابومنصور محمد ماتریدی رحمۃ اللہ علیہ (م 333ھ) کی عقائد میں لکھی ہوئی تصانیف کا اصل ماخذ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی عقائد سے متعلق لکھی ہوئی کتب، ''فقہ اکبر'' وغیرہ ہیں، جیسا کہ مشہور غیر مقلد عالم و ادیب مولانا محمد حنیف ندوی رحمۃ اللہ علیہ نے ''ماتُرِیدِیّہ'' کے تعارف میں لکھا ہے:

''بات یہ ہے کہ جہاں تک حضرت امام (ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ) کی فقہی ژرف نگاہیوں کا تعلق ہے، ان کو تو فقہائے عراق وشام نے خوب نکھارا اور تفریع ومسائل کے ذریعے اچھی طرح مالا مال کیا، مگر ان کے ان متکلمانہ رجحانات کی تشریح کرنا اور ان پر ایک مستقل متکلمانہ مدرسۂ فکر کی بنیاد رکھنا ابھی باقی تھا جو ''رسائل ابی حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ'' (''فقہ اکبر'' وغیرہ۔ ناقل) میں مذکور تھے۔ اس کام کو فقہائے ماوراء النہر نے خوش اسلوبی سے انجام دیا۔ (عقلیاتِ ابن تیمیہ، ص112۔ ناشر ریب پبلی کیشنز، نئی دہلی)

علاوہ ازیں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ایک تصنیف ''کتاب السیر'' بھی ہے۔ اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے شاگردِ رشید امام ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ (م182ھ) کی اس موضوع پر مشہور کتاب ''الردّ علیٰ سِیر الاوزاعی'' کی اصل بھی بقول امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ (م458ھ) امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی یہی تصنیف ''کتاب السیر'' ہے۔ جیسا کہ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ (م852ھ) نے ''مناقب الشافعی'' میں امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے۔

(توالی التأسیس لمعالی محمد بن إدریس، ص153. المؤلف: ابن حجر العسقلانی، أحمد بن علی بن محمد الکنانی العسقلانی، أبو الفضل، شهاب الدین، ابن حجر. طبع: دار الکتب العلمیۃ، بیروت)

حافظ قاسم بن قطلوبغا رحمۃ اللہ علیہ (م879ھ)، امام ابوسلیمان جوزجانی رحمۃ اللہ علیہ (م211ھ) کے ترجمہ میں فرماتے ہیں:

وله كتب «السير» الصغير و«الرهن» و كتاب «الصلاة» و كتب أُخر أطول من هذه، يرويها عن محمد ويعقوب عن أبي حنيفة.

(تاج التراجم في طبقات الحنفية (ابن قطلوبغا) ص299-الناشر: دار القلم-دمشق)

ترجمہ: ان کی کتابیں ''السیر الصغیر''، ''الرہن''، ''کتاب الصلوٰۃ'' اور دیگر کتب جو ان مذکورہ کتب سے بھی طویل ہیں، ان کو انہوں نے امام محمد رحمۃ اللہ علیہ سے، انہوں نے امام یعقوب (ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ) سے، اور انہوں نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے۔

مورّخ شہیر علامہ ابن الندیم رحمۃ اللہ علیہ (م385ھ) نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف میں درج ذیل کتابیں ذکر کی ہیں:

۱	کتاب الفقہ الاکبر	۲	کتاب رسالۃ اِلی البتی
۳	کتاب العالم والمتعلم	۴	کتاب الرّد علی القدریۃ

اور ساتھ لکھا ہے:

والعلم براً وبحراً، وشرقاً وغرباً، بعداً وقرباً تدوينه رضي الله عنه.

(کتاب الفہرست، ص256۔ طبع: نور محمد کتب خانہ، کراچی)

ترجمہ　　بروبحر (خشکی اورتری)، مشرق ومغرب اوردُورونزدیک میں جوعلم ہے وہ امام ابوحنیفہ ؒ کا مدوّن کردہ ہے۔

علامہ ابن الندیم ؒ نے امام صاحب ؒ کی جن کتب کی نشاندہی کی ہے، ان میں سے ایک کتاب ''العالم والمتعلم''، مشہور محدث امام ابوسعد سمعانی ؒ (م 562ھ) کی مرویّات میں سے ہے، اورانہوں نے اس کتاب کوذکرکر کے امام ابوحنیفہ ؒ تک اس کتاب کا اپنا سلسلۂ سند بھی ذکرکردیا ہے۔

(المنتخب من معجم شیوخ السمعانی، 1/120۔طبع: مکتبۃ الثقافۃ الدینیۃ، القاہرۃ)

نیز علامہ ابن الندیم ؒ نے امام صاحب ؒ کے شاگردِ رشید امام حسن بن زیاد لؤلؤی ؒ (م 204ھ) کے ترجمہ میں تصریح کی ہے:

کتاب المجرد لابی حنیفة، روایته۔ (کتاب الفہرست، ص258)

ترجمہ　　امام ابوحنیفہ ؒ کی کتاب ''المجرد'' کوآپ ؒ سے زیادہ حسن بن زیاد ؒ نے روایت کیا ہے۔

اسی طرح امام ابوحنیفہ ؒ کے شاگرد نوح بن ابی مریم ؒ (م 173ھ) جب ''مرو'' کے قاضی مقرر ہوئے تو امام صاحب ؒ نے ان کے لیے ایک کتاب لکھی تھی، جس میں آپ ؒ نے ان کو قضاء سے متعلق وعظ ونصیحت کی تھی، چنانچہ امام ابن عدی ؒ نے نوح بن ابی مریم ؒ کے ترجمہ میں لکھا ہے:

نوح بن أبي مَرْيَم أَبُو عصمَة.....واستقضى على مرو وَأَبُو حنيفَة حَيّ، فَكتب إِلَيْهِ أَبُو حنيفَة بِكِتَاب موعظة، وَالْكتاب يتداوله أهل مرو بَينهم۔

(مختصر الكامل في الضعفاء، ص 763۔المؤلف: أحمد بن علي بن عبد القادر، أبو العباس الحسيني العبيدي، تقي الدين المقريزي (المتوفى: 845ھ)۔الناشر: مكتبة السنة-مصر/القاهرة۔الطبعة:الأولى،1415ھ-1994م)

ترجمہ　　نوح بن ابی مریم ؒ جب ''مرو'' کے قاضی مقرر ہوئے تو امام ابوحنیفہ ؒ اس وقت

باحیات تھے، آپ ؒ نے ان کو ایک کتاب لکھ کربھیجی جس میں ان کو آپ ؒ نے وعظ ونصیحت فرمائی، آپ ؒ کی یہ کتاب اہل مرو میں متداول ہے۔

ان کتب کے علاوہ علم حدیث میں آپ ؒ کی تصنیف ''کتاب الآثار'' ہے۔ یہ کتاب عالم اسلام میں حدیث کی پہلی کتاب ہے جو باقاعدہ فقہی ترتیب پرلکھی گئی ہے۔

سوال　　بعض غیرمقلد حضرات یہ اعتراض کرتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ ؒ نے خودکوئی کتاب لکھی ہی نہیں، ان کے شاگردوں نے لکھی ہے، نہ جانے اس میں کتنی ردوبدل کی گئی، کیا یہ ان کا اعتراض درست ہے؟

جواب　　بعض غیرمقلدین کا یہ اعتراض محض جہالت، یا تعصب کی بنا پر ہے جودرست نہیں، ماضی قریب کے مشہور مؤرخ حضرت مولانا قاضی اطہر صاحب مبارکپوری ؒ لکھتے ہیں کہ: اسلام میں فقہی ترتیب پرتصنیف وتالیف کا باقاعدہ رواج دوسری صدی کے وسط میں ہوا، اورعالمِ اسلام کے خال خال علماء محدثین نے کتاب لکھی، ربیع بن صبیح ؒ (متوفی 160ھ) نے بصرہ میں، معمر بن راشد ؒ (متوفی 153ھ) نے یمن میں، ابن جریج ؒ (متوفی 150ھ) نے مکہ میں، سفیان ثوری ؒ (متوفی 161ھ) نے کوفہ میں، عبداللہ بن مبارک ؒ (متوفی 181ھ) نے خراسان میں، ولید بن مسلم ؒ (متوفی 194ھ) نے شام میں، ہشیم بن بشیر ؒ (متوفی 183ھ) نے واسط میں، اوراسی زمانہ میں امام ابوحنیفہ ؒ نے بھی کوفہ میں فقہ کی تدوین کی۔ اپنے تلامذہ کی ایک جماعت کو لے کر المجمع الفقهی قائم کیا اور احادیث وفقہ کا املاء کرایا۔ بعد میں تلامذہ نے ان کتابوں کو اپنے حلقۂ درس میں روایت کی جس کی وجہ سے وہ کتابیں ان کی طرف منسوب ہوئیں۔ پھربھی کچھ کتابیں امام صاحب ؒ کے نام سے، باقی رہ گئیں۔ ابن ندیم ؒ نے ان کتابوں کے نام دیئے ہیں: (1) کتاب الفقہ الاکبر۔(2) کتاب رسالہ الی البتی۔(3) کتاب العالم والمتعلم۔(4) کتاب الردعلی القدریہ۔ اس کے بعد حضرت قاضی اطہر صاحب

مبارکپوری رحمۃ اللہ علیہ نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اوران کی کتابوں کے بارے میں بہت سارے علماء ومحدثین کے اقوال اور گراں قدر تبصرے نقل کیے ہیں اور پھر حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ: ’’امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اوران کی تصانیف اور کتابوں کے بارے میں ان کے معاصر ائمۂ دین کی شہادت کے بعد یہ سمجھنا کہ انھوں نے کوئی کتاب نہیں لکھی، بڑی نادانی کی بات ہے، بلکہ حقیقت یہ ہے کہ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی کتابیں کئی صدیوں تک دائر وسائر رہیں اور فقہاء و محققین ان سے استفادہ کرتے تھے۔۔۔۔ 140ھ اور 150ھ کے درمیان فقہی ترتیب پر چند اماموں نے کتابیں لکھیں، جو بعد میں ان کے تلامذہ کی مرویات کتب میں شامل ہوگئیں اوران کے اصلی نسخے باقی نہیں رہے، عین اسی دور میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے کئی کتابیں لکھی جو ان کے نام سے مشہور اور علماء ومحدثین نے ان سے استفادہ کیا، حالانکہ اس دور کے رواج کے مطابق امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے تلامذہ نے ان کو اپنی تصانیف میں شامل کرلیا تھا، اور بعد میں ان کے نام سے منسوب ہوئیں، ان کے تلامذہ میں امام محمد رحمۃ اللہ علیہ اور قاضی ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ کی متعدد کتابیں ہمارے زمانے میں چھپ گئی ہیں جو درحقیقت ان کے استاد کی کتابیں ہیں اور انھوں نے ان کو روایت کرکے ان میں حذف واضافہ کیا ہے۔اس لیے وہ ان کے نام سے منسوب ومشہور ہوئیں‘‘۔

(دیکھئے کتاب ’’مختصر سوانح ائمہ اربعہ رحمہم اللہ از مولانا قاضی اطہر مبارکپوری رحمۃ اللہ علیہ ص85 تا91)

3 کتاب الحیل کی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی طرف نسبت اور غیر مقلدین کے ایک اعتراض کا جواب

ائمہ احناف نے کتاب الحیل کی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ یا امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کی جانب نسبت کی تردید کی ہے۔ظاہر سی بات ہے کہ صاحب البیت ادری بمافیہ (گھر کا مالک گھر کے بارے میں سب سے بہتر جانتا ہے) کے اصول کے مطابق امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے سلسلے میں حالات وواقعات میں وہی باتیں زیادہ قابل اعتبار ہوں گی جو ائمۂ احناف سے منقول ہوں گی کیونکہ ان کی پوری زندگی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے حالات، واقعات اور فقہی اجتہادات کی تلاش وتحقیق میں گزری ہے۔حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ، امام ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ اور امام محمد بن الحسن رحمۃ اللہ علیہ کے مناقب پر ایک خاص کتاب لکھی ہے، اس میں وہ امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ کی سند سے نقل کرتے ہیں:

الطَّحَاوِيُّ، سَمِعْتُ أَحْمَدَ بْنَ أَبِي عِمْرَانَ، يَقُولُ: قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ سَمَاعَةَ سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ الْحَسَنِ، يَقُولُ: "هٰذَا الْكِتَابُ يَعْنِي كِتَابَ الْحِيَلِ لَيْسَ مِنْ كُتُبِنَا، إِنَّمَا أُلْقِيَ فِيهَا"۔ قَالَ ابْنُ أَبِي عِمْرَانَ: "إِنَّمَا وَضَعَهُ إِسْمَاعِيلُ بْنُ حَمَّادِ بْنِ أَبِي حَنِيفَةَ"۔

(مناقب الإمام أبي حنيفة وصاحبيه، ص85۔المؤلف: شمس الدين أبو عبد الله محمد بن أحمد بن عثمان بن قَايْماز الذهبي (المتوفى: 748ھ)۔عني بتحقيقه والتعليق عليه: محمد زاهد الكوثري، أبو الوفاء الأفغاني۔ الناشر: لجنة إحياء المعارف النعمانية، حيدر آباد الدكن بالهند۔الطبعة: الثالثة، 1408 ھ؛تاريخ الإسلام -ت تدمري (شمس الدين الذهبي) ج12 ص361)

ترجمہ: حضرت محمد بن سماعہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد بن الحسن رحمۃ اللہ علیہ سے سنا ہے، وہ فرماتے تھے: ’’یہ کتاب یعنی ’’کتاب الحیل‘‘ ہماری کتابوں میں سے نہیں

ہے۔ اس میں بیرونی عناصر کی کارفرمائی ہے''۔ابن ابی عمران رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ''کتاب الحیل''، اسماعیل بن حماد بن ابی حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے وضع کی ہے۔

امام ابن ابی العوام (المتوفی 335ھ) نے بھی اس کو اپنی تصنیف میں روایت کیا ہے:

سمعت أحمد بن محمد بن سلامة يقول: سمعت أحمد بن أبي عمران يقول: قال محمد بن سماعة: سمعت محمد ابن الحسن يقول: هذا الكتاب-يعني كتاب الحيل-ليس من كتبنا، إنما ألقي فيها... الخ

(فضائل أبي حنيفة وأخباره ومناقبه، ص365، رقم:872 . المؤلف: عبد الله بن محمد بن أحمد بن يحيى الحارث السعدي ابن أبي العوام. التحقيق: لطيف الرحمن البهرائجي القاسمي. الناشر: المكتبة الإمدادية- مكة المكرمة. الطبعة: الأولى 1431هـ-2010م)

یہ سند حسن لذاتہ سے کسی درجہ میں کم نہیں ہے۔ کیونکہ اس کے تمام رواۃ ثقہ اورصدوق ہیں۔

اس میں قابل غور بات یہ ہے کہ امام محمد بن الحسن رحمۃ اللہ علیہ جو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے براہِ راست شاگرد اوران کے علوم کے شارح وناشر ہیں جنہوں نے ان کی فقہ کو مقبولِ عام بنانے میں بہت کوشش کی ۔ان سے زیادہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے حالات سے کون واقف ہوسکتا ہے؟! وہ صاف سیدھی یہ بات کہتے ہیں کتاب الحیل ہماری کتابوں میں سے نہیں ہے۔اس میں بیرونی عناصر کی کارفرمائی ہے۔اگر امام محمد رحمۃ اللہ علیہ یہ کہتے ہیں کہ کتاب الحیل میری تصنیف نہیں ہے،تو ایک علیحدہ بات ہوتی، وہ فقہ حنفی کے ائمہ یعنی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ، امام زفر رحمۃ اللہ علیہ، امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ سبھی سے اس کی نفی کررہے ہیں کہ یہ ہماری کتابوں میں سے نہیں ہے۔

اس کی تائید اس قول سے بھی ہوتی ہے جو مشہور حنفی فقیہ اور محدث عبدالقادر القرشی رحمۃ اللہ علیہ نے (الجواہر المضیۃ 3/ 576) میں ابوسلیمان جوزجانی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالہ سے نقل کیا ہے۔

امام ابوسلیمان جوزجانی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں:

قَالَ أَبُو سُلَيْمَان الْجُرْجَانِيّ كذبُوا على مُحَمَّد لَيْسَ لَهُ كتاب الْحِيَل إِنَّمَا كتاب الْحِيَل للوراق.

(الجواهر المضية في طبقات الحنفية، ج2 ص208 رقم653. المؤلف: عبد القادر بن محمد بن نصر الله القرشي، أبو محمد، محيي الدين الحنفي (المتوفى: 775هـ). الناشر: مير محمد كتب خانه- كراتشي. عدد الأجزاء: 2)

ترجمہ: لوگ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے سلسلے میں جھوٹ کہتے ہیں۔کتاب الحیل ان کی تصنیف نہیں ہے۔کتاب الحیل ایک شخص وراق کی وضع کردہ کتاب ہے۔

کتاب الحیل کی نسبت چونکہ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کی جانب بھی بعض لوگوں نے کی ہے۔لہٰذا ابوسلیمان جوزجانی رحمۃ اللہ علیہ جو امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے خاص شاگرد ہیں۔انہوں نے کتاب الحیل کی امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ہونے کی نفی کی ہے۔

جب کہ مشہور حنفی فقیہ سرخسی رحمۃ اللہ علیہ نے ان کا مزید یہ قول نقل کیا ہے:

وَقَالَ: إنَّ الْجُهَّالَ يَنْسُبُونَ عُلَمَاءَنَا - رَحِمَهُمُ اللَّهُ - إلَى ذَلِكَ عَلَى سَبِيلِ التَّعْيِيرِ، فَكَيْفَ يُظَنُّ بِمُحَمَّدٍ - رَحِمَهُ اللَّهُ - أَنَّهُ سَمَّى شَيْئًا مِنْ تَصَانِيفِهِ بِهَذَا الِاسْمِ لِيَكُونَ ذَلِكَ عَوْنًا لِلْجُهَّالِ عَلَى مَا يَتَقَوَّلُونَ.

(المبسوط، ج30 ص209. المؤلف: محمد بن أحمد بن أبي سهل شمس الأئمة السرخسي (المتوفى: 483هـ). الناشر: دار المعرفة-بيروت. تاريخ النشر: 1414هـ-1993م. عدد الأجزاء:30)

ترجمہ: جاہل افراد ہمارے علماء کی جانب کتاب الحیل کی نسبت شرم دلانے کے لیے کرتے ہیں۔لیکن امام محمد رحمۃ اللہ علیہ سے کیسے گمان رکھا جاسکتا ہے کہ انہوں نے اپنی تصانیف میں اس طرح کی کوئی تصنیف کی ہوگی تاکہ جاہلین کی مزید حوصلہ افزائی ہو۔

تنبیہ: امام ابن ابی عمران رحمۃ اللہ علیہ کا یہ دعویٰ کہ یہ کتاب اسماعیل بن حماد رحمۃ اللہ علیہ نے لکھی، یہ بات بھی محلِ نظر ہے کیونکہ یہ کتاب تو امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے دور میں مشہور ہوگئی ،احناف کی طرف جس کا رد امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کو کرنا پڑا۔تو یہ اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ نہیں لکھ سکتے۔اس دور میں

وہ یہ لکھنے کے قابل نہ ہوں گے۔

نیز اگر یہ کتاب واقعی احناف کی ہوتی لکھی ہوئی اور اصول پر ہوتی، تو ہم احناف کبھی اس کتاب سے لاتعلقی کا اعلان نہ کرتے، کیونکہ فقہ سے پیدل کئی لوگوں نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے فہم اور کئی فقہاء نے امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کی کتب پر اعتراض کیے، لیکن احناف نے ہمیشہ ان کا منہ توڑ جواب دیا۔ تو احناف کی کتب پر جرح ہو جانے سے وہ کبھی کتاب سے لاتعلقی کا اعلان نہیں کرتے۔ لیکن ایسی کفر پر مبنی کتب جو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے اصحاب کی طرف منسوب کی گئی ہیں، یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے اصحاب کی کتب میں معترض کو کچھ نہ مل سکا تو خود سے گھڑ کے ان کی طرف منسوب کر دیا

4 ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ اور ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب الحیل کی تردید

یہاں تک ہماری بات اس موضوع پر تھی کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی جانب کتاب الحیل کی نسبت درست نہیں ہے۔ لیکن ان سب سے قطع نظر کچھ لوگوں کی افتادِ طبع ایسی ہے کہ ان کو کتنی بھی محقق اور مدلل بات کہہ دو لیکن جب تک ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ یا ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ کا کوئی نقل نہ کر دیا جائے، ان کو ''اطمینانِ قلب'' حاصل نہیں ہوتا۔ ایسے لوگوں کے لیے بھی ہمارے پاس خاصا مواد موجود ہے جس سے ان کی ضیافت کی جا سکے۔

حافظ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

وَلَا يَجُوزُ أَنْ يُنْسَبَ الْأَمْرُ بِهٰذِهِ الْحِيَلِ الَّتِي هِيَ مُحَرَّمَةٌ بِالِاتِّفَاقِ، أَوْ هِيَ كُفْرٌ إِلَى أَحَدٍ مِنَ الْأَئِمَّةِ وَمَنْ يَنْسُبُ ذٰلِكَ إِلَى أَحَدٍ مِنْهُمْ فَهُوَ مُخْطِئٌ فِي ذٰلِكَ جَاهِلٌ بِأُصُولِ الْفُقَهَاءِ، وَإِنْ كَانَتِ الْحِيلَةُ قَدْ تَنْفُذُ عَلَى أَصْلِ بَعْضِهِمْ بِحَيْثُ لَا يُبْطِلُهَا عَلَى صَاحِبِهَا فَإِنَّ الْأَمْرَ بِالْحِيلَةِ شَيْءٌ وَعَدَمَ إِبْطَالِهَا بِمَنْ يَفْعَلُهَا شَيْءٌ آخَرُ وَلَا يَلْزَمُ مِنْ كَوْنِ الْفَقِيهِ لَا يُبْطِلُهَا أَنْ يُبِيحَهَا فَإِنَّ كَثِيرًا مِنَ الْعُقُودِ يُحَرِّمُهَا الْفَقِيهُ، ثُمَّ لَا يُبْطِلُهَا......

وَإِنَّمَا غَرَضُنَا هُنَا أَنَّ هٰذِهِ الْحِيلَةَ الَّتِي هِيَ مُحَرَّمَةٌ فِي نَفْسِهَا لَا يَجُوزُ أَنْ يُنْسَبَ إِلَى إِمَامٍ أَنَّهُ أَمَرَ بِهَا فَإِنَّ ذٰلِكَ قَدْحٌ فِي إِمَامَتِهِ وَذٰلِكَ قَدْحٌ فِي الْأُمَّةِ حَيْثُ ائْتَمُّوا بِمَنْ لَا يَصْلُحُ لِلْإِمَامَةِ وَفِي ذٰلِكَ نِسْبَةٌ لِبَعْضِ الْأَئِمَّةِ إِلَى تَكْفِيرٍ، أَوْ تَفْسِيقٍ وَهٰذَا غَيْرُ جَائِزٍ.

(الفتاوى الكبرى لابن تيمية، ج6 ص85۔ المؤلف: تقي الدين أبو العباس أحمد بن عبد الحليم بن عبد السلام بن عبد الله بن أبي القاسم بن محمد ابن تيمية الحراني الحنبلي الدمشقي (المتوفى: 728ھ)۔ الناشر: دار الكتب العلمية۔ الطبعة: الأولى، 1408ھ-1987م۔ عدد الأجزاء: 6)

ترجمہ: اور یہ جائز نہیں ہے کہ وہ حیلے جو متفقہ طور پر حرام ہیں یا کفر یہ ہیں ان کی نسبت ائمہ مسلمین میں سے کسی کی جانب کی جائے اور جو کوئی کسی امام کی جانب ان حیلوں کی نسبت کرتا ہے، تو وہ اس سلسلے میں خطاوار ہے۔ فقہاء کے اصول سے جاہل ہے۔ اگرچہ یہ حیلے ان میں سے بعض کے اصول پر کارگر ہوتے ہیں۔ اس طور پر کہ ان حیلوں کو اختیار کرنے والے کے امر کو باطل نہیں کیا جاتا لیکن کسی حیلہ کا حکم دینا الگ شے ہے اور کسی حیلہ کو باطل نہ قرار دینا دوسری بات ہے اور کسی فقیہ کے ان حیلوں کو باطل نہ قرار دینے سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ اس کو جائز بھی کہتا ہے۔ چونکہ بہت سارے لین دین کے ایسے معاملات ہیں جس کو فقیہ حرام قرار دیتا ہے۔ پھر اس کو باطل نہیں کہتا۔۔۔۔۔۔۔ ہماری غرض یہ ہے کہ حرام حیلوں کی نسبت کسی امام کی طرف جائز نہیں ہے اس طور پر کہ اس امام نے اس کے کرنے کا حکم دیا ہو، کیونکہ یہ بات اس کی امامت میں بٹہ لگانے والی ہے اور اسی کے ساتھ یہ چیز امت کی شان میں بھی بٹہ لگاتی ہے کہ انہوں نے ایسے لوگوں کو اپنا امام بنایا جو امامت کے لائق نہیں تھے۔ علاوہ ازیں اس میں بعض ائمہ کی جانب تکفیر یا تفسیق کی نسبت ہوتی ہے اور یہ جائز نہیں ہے۔

پھر اسی بات کو تھوڑے آب وتاب کے ساتھ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ نے اعلام الموقعین میں

بیان کیا ہے:

وَالْمَقْصُودُ أَنَّ هٰذِهِ الْحِيَلَ لَا تَجُوزُ أَنْ تُنْسَبَ إِلٰى إِمَامٍ؛ فَإِنَّ ذٰلِكَ قَدْحٌ فِي إِمَامَتِهِ، وَذٰلِكَ يَتَضَمَّنُ الْقَدْحَ فِي الْأُمَّةِ حَيْثُ ائْتَمَّتْ بِمَنْ لَا يَصْلُحُ لِلْإِمَامَةِ، وَهٰذَا غَيْرُ جَائِزٍ، وَلَوْ فُرِضَ أَنَّهُ حُكِيَ عَنْ وَاحِدٍ مِنَ الْأَئِمَّةِ بَعْضُ هٰذِهِ الْحِيَلِ الْمُجْمَعِ عَلٰى تَحْرِيمِهَا فَإِمَّا أَنْ تَكُونَ الْحِكَايَةُ بَاطِلَةً، أَوْ يَكُونَ الْحَاكِي لَمْ يَضْبِطْ لَفْظَهُ فَاشْتَبَهَ عَلَيْهِ فَتْوَاهُ بِنُفُوذِهَا بِفَتْوَاهُ بِإِبَاحَتِهَا مَعَ بُعْدِ مَا بَيْنَهُمَا، وَلَوْ فُرِضَ وُقُوعُهَا مِنْهُ فِي وَقْتٍ مَا فَلَا بُدَّ أَنْ يَكُونَ قَدْ رَجَعَ عَنْ ذٰلِكَ وَإِنْ لَمْ يُحْمَلِ الْأَمْرُ عَلٰى ذٰلِكَ لَزِمَ الْقَدْحُ فِي الْإِمَامِ وَفِي جَمَاعَةِ الْمُسْلِمِينَ الْمُؤْتَمِّينَ بِهِ، وَكِلَاهُمَا غَيْرُ جَائِزٍ.

(إعلام الموقعين عن رب العالمين، ج3 ص141۔ المؤلف: محمد بن أبي بكر بن أيوب بن سعد شمس الدين ابن قيم الجوزية (المتوفى: 751ھ)۔ الناشر: دار الكتب العلمية - بيروت۔ الطبعة: الأولى، 1411ھ-1991م۔ عدد الأجزاء: 4)

ترجمہ خلاصہ کلام یہ کہ ان حیلوں کی نسبت کسی بھی امام کی جانب درست نہیں ہے کیونکہ یہ اس کی امامت کی شان میں بٹہ لگانا ہے اور اس سے امت کی شان میں بھی بٹہ لگتا ہے کہ انہوں نے ایسے لوگوں کو اپنا مقتدا بنایا جو امامت کے اہل نہیں تھے اور اس میں بعض ائمہ کی تکفیر یا تفسیق ہوتی ہے جو کہ جائز نہیں ہے اور اگر مان لیا جائے کہ ائمہ میں سے کسی سے متفقہ طور پر حرام حیلوں میں سے کوئی حیلہ منقول ہے تو اس کی درج ذیل وجوہات ہوسکتی ہیں یا تو وہ نقل باطل ہو یا نقل کرنے والے نے الفاظ ٹھیک سے محفوظ نہ کئے ہوں، اور اس نے نفاذ کا فتویٰ جواز کے فتویٰ میں بدل دیا ہو حالانکہ دونوں میں بہت فرق ہے اور اگر یہ مان بھی لیا جائے کہ کسی امام نے کسی وقت میں کسی ایسے حرام حیلہ کو جائز کہا ہو، تو بھی یہ ضروری ہے کہ اس نے بعد میں اس سے رجوع کرلیا ہو اور اگر یہ شقیں نہ مانی جائیں تو اس سے امامت کی شان میں بٹہ لگاتا اور مسلمانوں کی جماعت پر بٹہ لگتا ہے اور یہ دونوں جائز نہیں ہے۔

5 کتاب الحیل کی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی جانب نسبت کیوں ہوئی؟

جو لوگ کسی چیز میں شہرت رکھتے ہیں تو اس کی جانب اس تعلق سے بے بنیاد اور عجیب وغریب کہانیاں منسوب کردی جاتی ہیں۔ حاتم طائی کا نام سخاوت میں مشہور ہے لیکن دیکھئے کیسے کیسے عجیب وغریب افسانے اس کے نام منسوب ہیں۔ اشعب بخل میں مشہور ہے تو اس کی جانب بخل کی عجیب وغریب داستانیں زبان زد عام ہیں۔ رستم بہادری میں مشہور ہے تو دیکھئے اس کی جانب فردوسی نے پورا شاہنامہ ہی لکھ مارا جس میں خیالی واقعات ان کی جانب منسوب کردیئے۔ اسی طرح امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی ذکاوت وذہانت اور فطانت سے مشکل مسائل کی عقدہ کشائی روزِ روشن کی طرح واضح ہے۔ مشکل مسائل کے حل میں ان کے تدبیریں اتنی نازک اور دقیق ہوتی ہیں عام آدمی کی نگاہ وہاں تک پہنچنی مشکل ہے۔ اگر وقت کی تنگی کا خیال نہ ہوتا، تو میں دوتین مثالیں بھی پیش کرتا جس سے واضح ہوتا کہ مشکل مسائل کے حل میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی ذہانت وفطانت کس طرح گل کترتی تھی۔ ان کی یہی شہرت ان کے لیے بلائے بے درماں بن گئی اور یہی وجہ ہے کہ ان کے دور کے اور بعد کے ادوار کے لوگوں نے متفقہ طور پر حرام اور کفریہ حیلے حوالے بھی ان کی جانب منسوب کردیا۔ امام جوزجانی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی کہا کہ وہ کسی نقل نویس کا کارنامہ تھا۔ آج بھی ایسا ہوتا ہے کہ مشہور مصنف کے نام سے جعلی کتابیں چھاپ دی جاتی ہیں تاکہ زیادہ بکیں گی۔ یہی حال امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی جانب منسوب کتاب الحیل کا ہے جس میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی جانب حرام حیلوں پر مشتمل کتاب کی نسبت کردی گئی۔

اس کے علاوہ یہ بات واضح رہے کہ بعض فرقے ایسے بھی رہے ہیں جو گمراہ تھے لیکن فروع میں وہ فقۂ حنفی پر عمل پیرا تھے۔ یہ عین ممکن ہے کہ جس طرح عقائد میں انہوں نے بعض گمراہ کن عقائد کی نسبت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی جانب کردی تاکہ ان کے کفریہ عقائد کے لیے ڈھال میسر آسکے۔ یہ بھی غیر ممکن نہیں کہ انہوں نے ہی بعض

حرام حیلوں کو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی جانب منسوب کر دیا ہو، تاکہ ان کے لیے پردہ پوشی ہو سکے اور کوئی ان پر اعتراض نہ کر سکے۔ جیسے خلقِ قرآن کا عقیدہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اس سے قطعاً بری ہیں لیکن کچھ لوگوں نے بشر المریسی اور احمد بن ابی داؤد وغیرہ معتزلیوں نے خلقِ قرآن کا عقیدہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی جانب منسوب کر دیا تاکہ ان کے لیے ڈھال مہیا ہو سکے۔ حیلوں کی کتاب میں بھی یہی بات ہو سکتی ہے کسی نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی جانب منسوب کر دیا ہو۔

6 کیا کتاب الحیل کی نسبت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی طرف درست ہے؟

خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب الحیل کا تاریخ بغداد میں ذکر کیا ہے:

محمد بن بشر أبو عبد الله الرقی حدث عن خلف بن بیان کتاب الحیل فی الفقه لأبی حنیفة، رواه عنه أبو الطیب محمد بن الحسین بن حمید بن الربیع الکوفی، وذکر أنه سمعه منه فی سنة ثمان وخمسین ومائتین، بسر من رأی. (تاریخ بغداد:2/88 رقم478)

ترجمہ: محمد بن بشر ابوعبداللہ الرقی رحمۃ اللہ علیہ نے خلف بن بیان رحمۃ اللہ علیہ سے کتاب الحیل کو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی فقہ کے لئے روایت کیا ہے۔

معلوم ہوا یہ کتاب خلف بن بیان رحمۃ اللہ علیہ کی سند سے ہے۔ خلف بن بیان رحمۃ اللہ علیہ خود ایک مجہول شخص ہے جس کا ترجمہ خطیب رحمۃ اللہ علیہ نے خود بھی پیش نہیں کیا۔

کتاب الحیل کے لئے خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے:

أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ اللهِ الْحَنَّائِيُّ، قَالَ : أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الشَّافِعِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ السُّلَمِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو تَوْبَةَ الرَّبِيعُ بْنُ نَافِعٍ، قَالَ : حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ، قَالَ : مَنْ نَظَرَ فِي كِتَابِ الْحِيَلِ لِأَبِي حَنِيفَةَ أَحَلَّ مَا حَرَّمَ اللهُ، وَحَرَّمَ مَا أَحَلَّ اللهُ.

(تاریخ بغداد:13/404)

ترجمہ: ہمیں محمد بن عبید اللہ حنائی رحمۃ اللہ علیہ نے خبر دی، وہ کہتے ہیں: ہمیں محمد بن عبداللہ شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے خبر دی، انہوں نے کہا: ہمیں محمد بن اسماعیل سلمی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا، وہ بیان کرتے ہیں: ہمیں ابوتوبہ ربیع بن نافع رحمۃ اللہ علیہ نے خبر دی، وہ کہتے ہیں: ہمیں امام عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بات بتائی: ''جو شخص امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب الحیل کا مطالعہ کرے گا، وہ اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ چیزوں کو حلال کہنے لگے گا اور اللہ تعالیٰ کی حلال کردہ چیزوں کو حرام ٹھہرانے لگے گا''۔

اس قول کی نسبت عبداللہ ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کی طرف ہے جن کے لئے یہ بھی کہا جاتا ہے کہ عمر کے آخری وقت تک فقہ حنفی کی تبلیغ کرتے تھے۔

علامہ ابوزہرہ مصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''مگر حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی جس کتاب ''کتاب الحیل'' کا ذکر کیا جا رہا ہے۔ اس کا وجود کہیں بھی نہیں ہے، اس کا مطالعہ کر کے کوئی رائے قائم کی جائے، یا اس بات کا اندازہ لگایا جائے کہ ان کی تاویلاتِ فقہی کی اصل حقیقت کیا ہے؟ ۔۔۔۔ اس کتاب کا ایک ثبوت عدمِ وجود ہی ہے، جیسا کہ ہم سابقہ سطور میں بیان کر چکے ہیں کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے کوئی ایسی کتاب تصنیف ہی نہیں فرمائی، بلکہ ان کے شاگرد (ان کے اقوال) اکثر و بیشتر تحریر کر لیا کرتے تھے، لیکن اس کتاب کی عدمِ دستیابی ہمیں اس یقین پر مجبور کرتی ہے کہ اس نام کی کوئی کتاب امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر ہی نہیں کی تھی اور اس کتاب کی عدمِ دستیابی ہماری اس رائے کو مزید تقویت بھی دیتی ہے اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو کتاب کی تصنیف کے الزام سے بَری بھی کرتی ہے، جو حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ سے منسوب قول میں واضح کی گئی ہے۔

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد تھے، آپ رحمۃ اللہ علیہ کا بہت زیادہ احترام کرتے تھے، بلکہ انھوں نے تو ہر جگہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے خیالات کو نمایاں کیا ہے۔ ان کی اہمیت بھی واضح کی ہے، اور ان کے فقہی مرتبہ پر شام کے امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ کی طرح روشنی بھی ڈالی ہے۔ ان دونوں حضرات کی ملاقات اور

بحث و مباحثے کے لیے حضرت عبد اللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے مکہ مکرمہ کے محلہ ''دار الخیاطین'' میں انتظام کیا تھا۔ یہ ناممکن ہے کہ حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں ان کے دل میں ایسے خیالات پیدا ہوں، بلکہ اُن کا تو یہ قول ہے:

''علوم کے مغز امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ ہیں''۔

تو پھر یہ کیسے ممکن ہوسکتا ہے کہ وہ یہ کہیں:

''جو شخص امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب الحیل کا مطالعہ کرے گا، وہ اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ چیزوں کو حلال کہنے لگے گا اور اللہ تعالیٰ کی حلال کردہ چیزوں کو حرام ٹھہرانے لگے گا''۔

ان کی جانب اس قسم کے اقوال ہرگز منسوب نہیں کیے جاسکتے ہیں۔ یہ الزام اس گفتگو کے بعد بالکل بے معنیٰ ہو جاتا ہے کہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے ''کتاب الحیل'' کے نام سے کوئی کتاب تحریر کی ہے کیونکہ اس الزام کی بنیاد یہ روایت ہی تھی اور عبد اللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کے بیانات سے اس روایت کی حقیقت واضح ہو جاتی ہے۔

(شیخ محمد ابو زہرہ: ''ابو حنیفہ حیاتہ وعصرہ آرائہ وفقہہ'' اردو ترجمہ، ص649 تا 651)

باب 18

امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی علم الکلام میں تصانیف

1 امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی علم کلام میں تصانیف

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی چند مشہور کتب درج ذیل ہیں:

1. الفقه الأكبر
2. الفقه الأبسط
3. العالم والمتعلم
4. رسالة الإمام أبي حنيفة إلى عثمان البتي
5. وصية الامام أبي حنيفة
6. المقصود في علم التصريف
7. كتاب الوصية لجميع الامة
8. الوصية لعثمان البتي
9. كتاب الوصية لابي يوسف
10. الوصية لاصحابه الكبار
11. الرساله الى نوح بن مريم

امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے علم الکلام میں متعدد تصانیف فرمائی ہیں جن میں ان فرقوں کے

مقابل اہل سنت والجماعت کے مؤقف کو واضح فرمایا ہے۔ یہ بات کہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی اس موضوع پر کوئی کتاب نہیں ہے، معتزلہ کی اڑائی ہوئی ہے۔ چنانچہ حافظ عبدالقادر قرشی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

هٰذَا كَلَامُ الْمُعْتَزِلَةِ ودعواهم أنه لَيْسَ لَهُ في علم الْكَلَام تصنيف۔

(الجوہر المضیہ: ج2،ص461)

ترجمہ: یہ معتزلہ کی بات ہے اور ان کا دعویٰ ہے کہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی علم الکلام میں کوئی تصنیف نہیں ہے۔

حافظ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بھی بتایا ہے کہ اس قسم کی افواہوں سے معتزلہ یہ چاہتے ہیں کہ وہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے مزعومات کی اشاعت کے لیے استعمال کرسکیں۔

علامہ بیاضی رحمۃ اللہ علیہ نے اشارات المرام میں علم الکلام کے موضوع پر امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی جن تصانیف کی نشاندہی کی ہے وہ یہ ہیں: الفقہ الاکبر، الرسالہ، الفقہ الابسط، کتاب العالم والمتعلم اور الوصیہ۔ اور یہ بھی بتایا ہے کہ ان کتابوں کی تالیف بھی اس زمانے کے رواج کے مطابق املائی طرز پر ہوئی ہے۔

املاها على اصحابه من الفقه الاكبر والرسالة والفقه الابسط وكتاب العالم والمتعلم والوصية ۔ (اشارات المرام: ص21)

علامہ طاش کبریٰ زادہ رحمۃ اللہ علیہ نے پوری قوت سے یہ بات بتائی ہے:

''امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے اس موضوع پر قلم اٹھایا۔ الفقہ الاکبر اور العالم جیسی کتابیں تصنیف کی ہیں۔ یہ کہنا کہ یہ کتابیں امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی نہیں معتزلہ کی اڑائی ہوئی باتیں ہیں''۔ (مفتاح السعادۃ: ج2،ص29)

علامہ بزازی رحمۃ اللہ علیہ نے تصریح کی ہے:

''یہ قطعاً غلط اور بے بنیاد بات ہے کہ علم الکلام میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی کوئی تصنیف نہیں ہے۔ الفقہ الاکبر اور العالم والمتعلم میں نے خود علامہ شمس الدین رحمۃ اللہ علیہ کی ارقام فرمودہ دیکھی ہیں ان پر لکھا ہوا تھا کہ یہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف ہیں۔

(مناقب کردری: ج1،ص108)

صدر الاسلام ابوالیسر بزدوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مشہور کتاب ''اصولِ دین'' میں جو حال ہی میں مصر میں ڈاکٹر ہانس پیٹر لنس کی تحقیق سے زیور طباعت سے آراستہ ہوکر آئی ہے اس میں امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں تصریح کی ہے:

قد صنف فيها كتباً وقع بعضها الينا ۔ (اصول بزدوی: ص4)

ترجمہ: آپ رحمۃ اللہ علیہ نے علم کلام میں کچھ کتابیں لکھی ہیں جن میں سے کچھ ہمیں ملی ہیں۔

یہ ابوالیسر رحمۃ اللہ علیہ فروع واصول میں مہارتِ تامہ رکھتے تھے اور لکھا ہے:

''کان امام الائمة على الاطلاق''۔

صرف پانچ واسطوں سے امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد ہیں۔ چنانچہ ان کی سند یہ ہے:

عن اسمٰعيل بن عبدالصادق عن جده ابى اليسر عبدالكريم عن ابى المنصور الماتريدى عن ابى بكر الجوزجانى عن ابى سليمان عن محمد۔

(الفوائد البهية فى تراجم الحنفية: ص94- طبع بمطبعة دار السعادة بجوار محافظة مصر)

علامہ بیاضی رحمۃ اللہ علیہ نے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی ان کتابوں کی تاریخی اور روایتی حیثیت کو شرح وبسط سے لکھا ہے، وہ فرماتے ہیں:

الفقہ الاکبر، الرسالہ، الفقہ الابسط، العالم والمتعلم اور الوصیۃ کی امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے روایت میں مرکزی حیثیت حماد بن ابی حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ، قاضی ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ، ابومطیع الحکم بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ اور ابومقاتل حفص بن مسلم رحمۃ اللہ علیہ کی ہے۔ ان ائمہ سے ان کتابوں کو اسماعیل بن حماد رحمۃ اللہ علیہ، محمد بن مقاتل رحمۃ اللہ علیہ، محمد بن سماعہ رحمۃ اللہ علیہ، نصیر بن یحییٰ رحمۃ اللہ علیہ اور شداد بن حکیم رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے۔ (اشارات المرام: ص22)

آخر میں لکھتے ہیں: ''ان کتابوں کو نصیر بن یحییٰ رحمۃ اللہ علیہ اور محمد بن مقاتل رحمۃ اللہ علیہ سے امام ابومنصور ماتریدی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے''۔

علامہ زاہد کوثری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''علم کلام میں امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا یہ علمی سرمایہ امت کو وراثت میں ملا ہے۔ الفقہ الاکبر

اس کی سند یہ ہے۔

علی بن احمد الفارسی عن نصیر بن یحییٰ عن ابی مقاتل عن غصام بن یوسف عن حماد بن ابی حنیفه عن ابی حنیفه رضی اللہ عنہ۔

الفقہ الابسط۔ اس کی سند یہ ہے:

ابو زکریا یحییٰ بن مطرف عن نصیر بن یحییٰ عن ابو مطیع البلخی عن ابو حنیفه رضی اللہ عنہ۔

الرسالۃ۔ نصیر بن یحییٰ عن محمد بن سماعه بن ابی یوسف عن ابی حنیفہؒ کی سند سے مروی ہے اور اسی سلسلہ سند سے ''الوصیۃ'' بھی مروی ہے۔

(مقدمہ اشارات: ص5)

تاریخ وروای کی یہ شہادتیں بتا رہی ہیں کہ علم الکلام میں امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے جو علمی سرمایہ چھوڑا ہے وہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ ہی کا ساختہ و پرداختہ ہے۔

امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی علمی طلبگاریوں کا آغاز تو بچپن ہی میں ہو گیا تھا مگر امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ جیسی نابغہ روزگار شخصیت نے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے اندر کا فن اور ان کی قابلیت کو جانچ لیا تھا اور اسی لیے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کو علم الشرائع کی طرف مائل کیا، چونکہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کو دوسرے علوم وفنون کے ساتھ علم الکلام سے خاصی دلچسپی تھی، جس کی وجہ یہ بتائی گئی چونکہ علم کلام میں اصولِ دین سے بحث ہوتی ہے۔ اس لیے یہ تمام علوم سے برتر ہے۔

(مناقب للموفق: ج1 ص64)

اس علم کی تکمیل کی اور صرف تکمیل ہی نہیں بلکہ اس درجہ امامت اور مہارت پیدا کر لی کہ خود حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

كنت أنظر في الكلام حتى بلغت فيه مبلغا يشار إلي فيه بالأصابع.

(تاریخ بغداد ج13 ص333؛ مناقب کردری: ج1 ص64)

ترجمہ میں علمِ کلام میں غور وفکر کرتا رہتا، یہاں تک کہ مجھے اس میں اس قدر مہارت حاصل ہو گئی کہ علمِ کلام میں مرجع کا مقام پایا، اور علمِ کلام میں میرا حوالہ اور اشارہ دینے لگے۔

اور اس بات کی تائید اس واقعہ سے بھی ہوتی ہے، جو صدر الائمہ رحمۃ اللہ علیہ نے یحییٰ ابن بکیر رحمۃ اللہ علیہ کے حوالہ سے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی زبانی لکھا:

میں ایک روز بازار جاتے ہوئے امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس سے گزرا، امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے بلایا اور دریافت کیا: ''کہاں جا رہے ہو؟''۔ میں نے عرض کیا: ''بازار''۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ''مطلب یہ ہے کہ علمی مشغلہ کیا ہے؟''۔ میں نے عرض کیا: ''میں علماء کے پاس کم جاتا ہوں''۔ فرمایا: ''اس بارے میں غفلت کو راہ نہ دو۔ مطالعہ اور اہلِ علم کی صحبت کو اپنے لیے ضروری کر لو۔ مجھے تم میں ہونہاری نظر آ رہی ہے''۔

(مناقب للموفق: ج1 ص64)

حقیقت یہ ہے کہ امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ کو امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی کلامی مسائل میں ہونہاری اور بیداری کی داستان معلوم تھی۔ اس بنا پر انہوں نے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کو الشرائع کی طرف لگنے کا مشورہ دیا۔ وگرنہ کون ہے جو خوامخواہ بازار جاتے راستے میں کسی کو روکے اور ایک اجنبی کو یہ کہے اور اسے مجبور کرے کہ تم میں مجھے علمی بیداری نظر آتی ہے۔ اس کے نتیجے میں خود امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ کی بات دل میں گھر کر گئی اور بازار چھوڑ کر بس علم ہی کا ہو رہا''۔

گویا علم ہی کے ہو رہنے کا معاملہ اب پیش آیا ورنہ طلبِ علم کا آغاز تو اب سے بہت پہلے ہو چکا ہے۔

2 علمِ کلام میں امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف کی شروح

متقدمینِ اسلام میں امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ ہی وہ واحد شخصیت ہیں، جنہوں نے اپنے بعد علم الکلام کے موضوع پر وافر ذخیرہ چھوڑا ہے، جس سے رہتی دنیا تک استفادہ کیا جائے گا۔ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی علم الکلام وعقائد میں تقریباً پانچ کتابیں ہم تک پہنچی ہیں، جن میں سے ہر ایک کتاب کا مستقل ذکر کر کے اس کتاب کے بارے میں لکھی گئی شروحات کا بھی مختصر تذکرہ کر دینا بھی مناسب ہے۔

1 ''الفقہ الاکبر بروایۃ حماد بن ابی حنیفۃ رحمۃ اللہ علیہ'' اوراس کی شروحات کا تعارف

اس باب میں امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی سب سے مشہور اور متداول کتاب ہے، جس میں اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات کے حوالے سے مباحث کے علاوہ رسالت وقیامت کا عقیدہ، عذابِ قبر اور پل صراط کا عقیدہ، اللہ تعالیٰ کی صفاتِ ذاتیہ اور فعلیہ، اور قضا و قدر کے مباحث سلجھے ہوئے انداز میں ذکر کیے گئے ہیں۔

امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے اس جامع متن کا اندازہ آپ اس سے لگا سکتے ہیں کہ تقریباً ہر قرن کے متکلمین وفقہاء نے اس کی شرحیں لکھی ہیں۔

اب ہم کچھ کُتب کا ایک اجمالی جائزہ لیں گے تاکہ کتاب الفقہ الاکبر کے ضمن میں ہونے والی علمی کاوشیں ہمارے سامنے واضح ہوسکیں۔

1 کتاب ''الفقہ الاکبر للامام الاعظم ابی حنیفۃ النعمان بن ثابت الکوفی رحمۃ اللہ علیہ وشرحہ ملّا علی القاری الحنفی رحمۃ اللہ علیہ (م: 1014ھ) طبع: بمطبعۃ دار الکُتب العربیہ الکبرٰی مصطفیٰ البابی الحلبی و اخویہ بکری و عیسیٰ بمصر) 1326ھ (کتاب کے کُل صفحات 183 ہیں، صفحات 184-188 الفقہ الاکبر کا متن دیا گیا ہے۔

2 مِنَح الرّوض الازہر فی شرح الفقہ الاکبر، المحدّث الفقیہ علی بن سلطان محمد القاری رحمۃ اللہ علیہ (م: 1014ھ) ومعہ التعلیق المُیسّر علیٰ شرح الفقہ الاکبر تالیف الشیخ وہبی سلیمان غاوَجی، دار البشائر الِاسلامیہ۔

ملاعلی القاری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 1014ھ) کی مشہور زمانہ شرح ہے، جس میں متن کی ہر ہر عبارت کی پوری توجیہ وتشریح کی ہے۔ متعدد جگہوں سے یہ شرح شائع ہوچکی ہے۔ سب سے اچھی طباعت وتحقیق دار البشائر الاسلامیہ بیروت سے شیخ وہبی سلیمان غاوجی کی تحقیق سے ہے۔

3 القول الفصل شرح الفقہ الاکبر للامام محیی الدین بہاء الدین رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی 953ھ)

یہ شرح خالص عقلی اور مضبوط استدلالات سے مزین ہے جو بیروت دار الکتب العلمیہ سے شائع شدہ ہے۔

4 شرح الفقہ الاکبر للامام ابو المنتہی المغنیساوی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی 939ھ)

یہ شرح بھی متداول اور مشہور ہے اور کافی مدارس میں داخلِ نصاب ہے۔

6 شرح الفقہ الاکبر للامام بحر العلوم عبد العلی اللکنوی رحمۃ اللہ علیہ

جو برصغیر میں علوم وفنون میں کامل دستگاہ رکھتے تھے اور ہندوستان اگر اس کے علم پر ناز کرے تو بجا ہے۔ ان کی چند ہی تصانیف ہیں جو انگلیوں پر گنی جاسکتی ہیں، لیکن ہر کتاب حرفِ اول وحرفِ آخر کی حیثیت رکھتی ہے۔

ان کی شرح ''الفقہ الاکبر'' فارسی زبان میں الرحیم اکیڈمی کراچی سے چھپی ہے، جو بہترین استدلالات پر مشتمل ہے۔ اس کا اردو ترجمہ بھی مکمل ہوگیا ہے مگر تاہنوز طبع نہ ہوسکا۔

7 الدّرر الازہر فی شرح الفقہ الاکبر از مولانا محمد عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ، رئیس سلہٹ، در مطبع نظامی واقع کانپور، مطبوع گردید 1928ء صفحات 64 ہیں شارح ابو محمد عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ نے جمادی الآخر 1273ھ عربی میں لکھی ہے۔

8 الاَقول الفَصل شرح الفقہ الاکبر للامام ابی حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ، شرحہ، محی الدّین محمد بن بہاء الدین رحمۃ اللہ علیہ (م: 956ھ) مکتبہ الحقیقۃ، استنبول

9 الاقول الاظہر شرح الفقہ الاکبر، شارح مولانا محمد شفیق خان، عطّاری،

مدنی فتحپوری ؒ، مکتبہ السنۃ، آگرہ، یوپی، الہند

10 الفقہ الاکبر تالیف امام اعظم ؒ مع اردو ترجمہ ''البیان الازھر'' از صوفی عبد الحمید سواتی ؒ، ادارہ نشر واشاعت گوجرانولہ

11 فقہ اکبر مع ترجمہ مہر انور و وصایہ مع ترجمہ مسمّٰی بہ ہدایۃ، از مولوی وکیل احمد سکندر پوری ؒ، بمطبع مجتبائی دہلی

12 'فقہ الاکبر' تالیف امام ابوحنیفہ ؒ، ترجمہ مولانا مبشر احمد مدنی، ادارہ اشاعت اسلام، علّامہ اقبال ٹاؤن، لاہور، 20 صفحات پر مشتمل ایک مختصر لیکن جامع کتابچہ ہے۔

13 'شرح الفقہ الاکبر' للامام الاعظم ابوحنیفہ ؒ از مولانا محمد الیاس گھمن، سرگودھا، بار اوّل 2021ء

14 کتاب 'فقہ اکبر' پر ہونے والے اعتراضات و جوابات اور مستند ترین نسخہ کی تحقیق و تدقیق ترجمہ مفتی حمّاد رضا نوری برکاتی، زاویہ پبلیشرز، دربار مارکیٹ لاہور

15 'فقہ اکبر وابسط' مؤلفہ امام اعظم ؒ راوی حمّاد بن ابوحنیفہ ؒ، تحقیق و ترجمہ رشید احمد علوی، جمیعۃ پبلیکیشنز، اردو بازار لاہور

16 'الفقہ الاکبر' تالیف امام ابوحنیفہ ؒ، مترجم وشارح ڈاکٹر عبدالرحیم اشرف بلوچ، پروگریسیو بکس، لاہور

17 شرح فقہ الاکبر 'المتن منسوب الی الامام ابی حنیفہ النعمان بن ثابت الکوفی ؒ شرحہ ابو منصور محمد بن محمد بن محمود الحنفی السمرقندی ؒ (م:333ھ) طبع علی نفقۃ الشئون الدینیۃ، بدولۃ، قطر، سن ندارد یہ نسخہ مطبعۃ مجلس دائرہ معارف النظامیۃ، حیدرآباد، دکن، ذی الحج 1321ھ سے مستعار ہے، یہ کتاب 431 صفحات پر مشتمل ہے، پھر فہارس ہے جو صفحہ 440 پر ختم ہوتی ہے۔

18 'الرسائل السبعۃ فی العقائد، دارُ البَصائر، القاھرہ، مصر۔ اس کتاب میں عقائد پر سات رسائل جمع کئے گئے ہیں: پہلا: رسالۃ ابی منصور الماتریدی ؒ کی شرح کے ساتھ 'شرح الفقہ الاکبر' ہے۔ دوسرا: رسالۃ 'کتاب شرح الفقہ الاکبر، جو شیخ احمد بن

محمد المُغنیساوی الحنفی ؒ کی شرح کے ساتھ ہے۔ تیسرا: رسالۃ 'کتاب الجوھرۃ المنفیۃ فی شرح وصیۃ الامام الاعظم ابی حنیفۃ ؒ' جو مُلّا حسین ابن اسکندر الحنفی ؒ، کی علمی کاوش ہے۔ مزید رسائل میں ابوالحسن علی اشعری ؒ کی کتاب 'الابانۃ' کے دو ملحقات، امام اشعری ؒ کا ہی ایک 'رسالۃ فی الذب' اور ابنِ قدامہ ؒ کا 'ذم التاویل۔

19 'شرح فقہ اکبر' موسوم بہ تعلیم الایمان، از مولوی نجم الغنی خان رامپوری ؒ، میر محمد کُتب خانہ، آرام باغ کراچی، سن ندارد

20 Wensinck Professor. J. by A,The Muslim Creed of Arabic in the University of Leiden Cambridge .at the University Press 1932

اس کتاب کا Chapter IV جس کا ٹائٹل The Fikh Akbar I ہے، صفحہ 102 سے 124 تک ہے، اس ہی کتاب کے Chapter VII کا عنوان: The Wasiyat of Abi Hanifa ہے، یہ صفحہ 123 سے 187 تک پھیلا ہوا ہے، اگلا Chapter VIII جس کا آغاز The Fikh Akbar II ہے، یہ صفحہ 188 سے 246 تک پھیلا ہوا ہے عقیدہ طحاویہ، وصیۃ ابوحنیفہ ؒ اور فقہ اکبر کے متن کو باہم موازنہ کرنے اور یکجا کرنے کی کوشش کی ہے۔

21 , Akbar- Fiqh Al-IMAGE ABU HANIFA'S Al , Maghnisawi-Explained by Abul Muntaha Al ,With Selections from Ali Al-Qari's Commentary by,including Abu Hanifa's Kitab al-Wasiyys , White Thread Press, Rehman Yusuf-Abdur First Edition was in 2007London January 2014

یہ اصل کتاب 220 صفحات پر مشتمل ہے، پھر Bibliography اور آخر میں

Index ہے، جس کے ساتھ کتاب صفحہ 240 پر ختم ہوتی ہے۔

2 ”الفقه الابسط“ اور اس کی شروحات کا تعارف

امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی دوسری کتاب ”الفقہ الابسط“ ہے جس کی روایت امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد امام ابو مطیع بلخی رحمۃ اللہ علیہ نے کی ہے۔ ”الفقہ الابسط“ رسالہ بھی اپنی جگہ ایک جامع متن ہے اور عقائد کے سلسلے میں کافی فوائد اس میں مندرج ہیں۔ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی یہ کتاب بھی دوسرے علماء کے ہاں کافی مخدوم رہی ہے۔ متقدمین حضرات کے زمانے سے اس کی شروحات لکھی گئی ہیں، مثلاً:

1. **شرح الفقه الابسط الامام ابو الليث السمرقندی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی 373ھ)**
جو چند واسطوں سے امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد ہیں۔ یہ شرح علامہ کوثری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تحقیق سے مصر، مطبعۃ الانوار سے شائع کی۔

2. **شرح الفقه الابسط الشيخ عبد الله العلوی**، جو مجلسِ علمی ڈابھیل نے چھاپی ہے۔

3. **شرح الفقه الابسط الشيخ محمد الحسينی** المعروف بہ گیسودراز رحمۃ اللہ علیہ، لیکن یہ شرح ناقص ہے۔ حضرت نفیس شاہ حسینی رحمۃ اللہ علیہ لاہور کے مکتبہ میں اس کا مخطوطہ موجود ہے۔

3 ”الوصية“ اور اس کی شروحات کا تعارف

یہ رسالہ جو امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے وصیت کی شکل میں تحریر فرمایا ہے، ”کتاب الوصیۃ“ کے نام سے مشہور ہے۔ اس میں بہت سارے عقائد اہلِ سنت نہایت خوب صورت انداز میں مندرج ہیں۔ اس رسالہ کی بہت سے علماء نے خدمت کی ہے:

1. **شرح الوصية**، اس رسالہ کی مشہور شرح اکمل الدین البابرتی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 886ھ) نے کی ہے۔ علامہ بابرتی رحمۃ اللہ علیہ اپنے زمانے کے مشہور فقیہ، اصولی اور متکلم ہیں۔ اور ان کی تصانیف جودت میں مشہور ہیں۔ ان کی شرح بہترین تحقیق کے ساتھ دار الفتح اردن سے شائع ہوئی ہے۔

2. **الجواهر المنيفة شرح الوصية**، ملا حسین سکندری رحمۃ اللہ علیہ نے لکھی ہے۔ اس شرح کا اکثر حصہ علامہ بابرتی رحمۃ اللہ علیہ کی شرح سے مستفاد ہے، حیدر آباد دکن سے مطبوع ہے۔

3. **ظهور العطية شرح الوصية للامام المحصومی**

4. **شرح الوصية لنور الدين ابراهيم بن الحسن آفندی الاسکندری** رحمۃ اللہ علیہ، یہ شرح بھی مطبوع ہے۔

5. اس کتاب کا ایک نسخہ دار ابنِ حزم نے چھاپا ہے، جس پر ابن ابی العز رحمۃ اللہ علیہ، ابنِ باز رحمۃ اللہ علیہ اور دوسرے غیر مقلدین حضرات کے انحرافات موجود ہیں۔

4 ”العالم والمتعلم“ اور اس کی شروحات کا تعارف

اس رسالہ میں امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنے شاگرد ابو مقاتل حفص بن مسلم السمرقندی رحمۃ اللہ علیہ کے مختلف سوالوں کا جواب دیتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ اس متن کا اندازہ آپ اس سے لگا سکتے ہیں کہ امام ابو بکر محمد بن فورک الانصاری رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی 406ھ) جیسے ماہر اور مایہ ناز متکلم نے اس کی شرح کی ہے۔ یہ شرح بھی مطبوع ہے اور انٹرنیٹ سے حاصل کی جا سکتی ہے۔

5 ”الرسالة الى عثمان البتی“ کا تعارف

یہ درحقیقت امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا ایک خط ہے، جو انہوں نے بصرہ کے مشہور تابعی عثمان البتی رحمۃ اللہ علیہ کے نام لکھا ہے۔ موصوف بڑے درجہ کے فقیہ تھے، حضرت انس بن

مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ان کو شرفِ روایت بھی حاصل ہے۔ 143ھ میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی وفات ہوئی ہے۔ اس خط میں امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے شاگرد امام عثمان البتی رحمۃ اللہ علیہ کو مختلف عقائد اہل السنۃ سے روشناس کرایا ہے، بالخصوص مسئلہ ارجاء پر خوب روشنی ڈالی ہے۔ اسی سے اندازہ ہوتا ہے کہ اس دور کی علمی مجلسوں میں علمِ کلام کی ذیلی مباحث کا کس قدر چرچہ اور رواج تھا۔ کیوں کہ فتنے سر اٹھا رہے تھے، بسا اوقات اہلِ سنت کی کسی تعبیر کو بھی نشانے پر لیا جاتا تھا، جیسا کہ مسئلہ ارجاء میں ہوا۔

یہ پانچ کتابیں امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے عقائد کے سلسلے میں ہم تک پہنچی ہیں۔ علم الہدیٰ امام ابومنصور الماتریدی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی 333ھ) نے اپنی کتابوں کا مدار انہی پانچ کتابوں پر رکھا ہے اور مؤقف اہل السنۃ کی عصری اسلوب میں وضاحت کی ہے۔

6 الاصول المنیفۃ للامام ابی حنیفۃ رحمۃ اللہ علیہ کا تعارف

گیارہویں صدی کے معروف متکلم ومحقق، امام جمال الدین البیاضی رحمۃ اللہ علیہ نے امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی ان پانچ کتابوں کی بہت منقح انداز میں ایک کتاب میں ملخص کیا۔ اس تلخیص کا نام ''الاصول المنیفۃ للامام ابی حنیفۃ رحمۃ اللہ علیہ'' ہے جو چند سال پہلے ترکی سے شائع ہوگئی ہے۔

7 اشارات المرام عن عبارات الامام رحمۃ اللہ علیہ کا تعارف

خود امام بیاضی رحمۃ اللہ علیہ ہی نے اپنے مجموعہ متن کی بہترین انداز میں شرح لکھی ہے، جس کا نام ''اشارات المرام عن عبارات الامام رحمۃ اللہ علیہ'' رکھا، مطبعۃ الانوار سے یہ کتاب چھپی ہے۔ اور الحمدللہ پاکستان میں زمزم پبلشرز نے اس نسخے کی تصویر چھاپی ہے۔ محقق کبیر حضرت مولانا محمد امین اورکزئی رحمۃ اللہ علیہ اکثر یہ تمنا فرمایا کرتے تھے کہ یہ کتاب درساً پڑھائی جاتی تو اچھا ہوتا۔

علامہ کوثری رحمۃ اللہ علیہ کے اندازے کے مطابق اہل السنۃ ماتریدیہ کی مطبوع کتابوں میں اب تک سب سے منقح ومرتب کتاب یہی ہے۔

(حاشیۃ کتاب الاسماء والصفات للکوثری، ص: 428، 429؛ التعلیق القویم علی مقدمۃ کتاب التعلیم، ص: 177، 179)

3 امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ کے متن ''العقیدۃ الطحاویۃ'' کا تعارف اور شرح ابن ابی العز رحمۃ اللہ علیہ پر ایک تبصرہ

اس طرح امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ (المولود: 239ھ - المتوفی 321ھ) نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہی کی کتابوں کو سامنے رکھ کر ایک بہترین متن ''العقیدۃ الطحاویۃ'' تیار کیا، جس کا نام ''بیان عقیدۃ أهل السنة والجماعة علی مذهب فقهاء الملة أبي حنيفة النعمان بن ثابت الكوفي وأبي يوسف يعقوب بن إبراهيم الأنصاري وأبي عبد الله محمد بن الحسن الشيباني'' رکھا۔

اس متن کی بھی متعدد شروحات لکھی گئی ہیں۔ اس کی ایک معروف شرح ابن ابی العز کی ہے، جس کے نام کے ساتھ الحنفی کا لاحقہ لگا کر بڑے تزک واہتمام سے شائع کرایا جاتا ہے۔ اس کی تہذیب بھی شائع ہوئی ہے جو مفت تقسیم کی جاتی ہے۔ بھلا جو لوگ احناف کے خلاف لگے ہوئے ہوں اور ان کی روزی روٹی کا مسئلہ احناف کی بیخ کنی کرنے کی ناکام کوشش سے وابستہ ہو، ان کو احناف کا مسلک اور عقیدہ عام کرنے کیا سوجھی؟

ابن ابی العز رحمۃ اللہ علیہ حنفیہ کے قاضی رہے۔ حنفی خاندان سے تعلق تھا۔ اور فروع میں کچے حنفی تھے۔ البتہ اصول الدین کے بنیادی مسائل میں جمہور اہلِ سنت والجماعت کے بجائے دوسرے بعض حنابلہ کے مذہب کو حنفیہ میں فروغ دینے کی کوشش کیا کرتے تھے۔ اس شرح کو غیر مقلد شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ اور زہیر شاویش نے طبع کرایا ہے۔

الحنفی کا لاحقہ دیکھ کر کئی لوگ دھوکا کھا جاتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ہمارے دور کے کئی شارحین نے موصوف کی باتیں نقل کی ہیں، حالانکہ ان مواقع پر ماتریدیہ اور جمہور کے

مسلک کو دوسرے انداز میں بیان کیا جاتا ہے۔ اس کتاب اور شارح کے تعارف پر حضرت مولانا سجاد الحجابی مدظلہ کا ایک مقالہ ''شرح العقیدۃ الطحاویۃ لابن ابی العز پر تحقیقی نظر'' کے عنوان سے ماہنامہ وفاق المدارس اور کئی دوسرے ماہناموں میں بھی چھپ چکا ہے۔

4 امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب بعض کتابوں اور تعبیرات پر ایک نظر

واضح رہے کہ بعض کتابیں عقائد ہی کے سلسلے میں امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی طرف جھوٹی منسوب کی گئی ہیں، جن سے امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ بری ہیں۔

ان کتابوں میں ایک کتاب ''کتاب ان اللہ فی السماء دون الارض'' ہے، اس کتاب کی نسبت امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی طرف کی گئی ہے۔

لیکن محققین نے اس کا بھرپور انداز میں رد کیا ہے۔ چنانچہ اس کی سند میں نعیم بن حماد رحمۃ اللہ علیہ راوی ہے، اور وہ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق جھوٹ گڑھتا تھا۔ نعیم بن حماد مجسم تھا۔ اسی سند کے دوسرے راوی نعیم بن حماد رحمۃ اللہ علیہ کے سوتیلے باپ اور استاذ نوح الجامع رحمۃ اللہ علیہ ہے، جن کی جلالتِ قدر فروع میں تو مسلم ہے لیکن عقائد میں تجسیم کے قائل تھے۔ خود الجامع رحمۃ اللہ علیہ کے سوتیلے باپ رئیس المجسمہ مقاتل بن سلیمان تھے۔ آپ اندازہ لگائیں کیا اس سند سے امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ثابت ہوسکتی ہے؟!!

(الفقہ الابسط ص: ۶۰۷، ضمن مجموعۃ العقیدۃ وعلم الکلام: الفقہ الاکبر لابی مطیع البلخی، ص 49، مطبوعہ الرحیم اکیڈمی، کراچی)

5 امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب بعض عبارات کا جائزہ

عصرِ حاضر میں اہلِ بدعت اپنے باطل عقیدے کی تائید کے لیے امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی عبارات میں قطع و برید کر کے نقل کرتے ہیں، تاکہ تجسیم و مکان کا باطل نظریہ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے سر تھوپ دیں، جو سراسر غلط اور ظلم ہے۔ اس کی ایک مثال یہ ہے:

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے ابومطیع بلخی رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا: ''اگر ایک آدمی اس طرح کہے کہ مجھے پتہ نہیں کہ میرا رب آسمان میں ہے یا زمین میں، تو امام صاحب نے فرمایا: ''وہ آدمی

کافر ہے۔ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ''اَلرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى ○'' (طٰہٰ: 5) اللہ تعالیٰ عرش پر برابر ہوا ہے اور اللہ تعالیٰ کا عرش سات آسمانوں کے اوپر ہے''۔ پھر میں نے کہا: ''اگر کسی کا عقیدہ یہ ہو کہ اللہ تعالیٰ اوپر ہے، لیکن اللہ تعالیٰ کے عرش کا مجھے پتہ نہیں کہ آسمان میں ہے یا زمین میں''۔ تو امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: ''یہ بھی کافر ہے، اس لیے کہ اس نے اللہ تعالیٰ کے اوپر ہونے سے انکار کیا''۔

جواب: اس اعتراض کا جواب یہ ہے کہ مذکورہ عبارت جو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب کی گئی ہے، اس عبارت میں تحریف کی گئی ہے۔ جس کی وجہ سے اس عبارت کے مطلب کو سمجھا نہیں گیا۔ عبارتِ مذکورہ کو اگر اصل مرجع میں دیکھ لیا جائے، تو اشکال خود بخود زائل ہو جائے گا۔

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے ان کے متعدد جلیل القدر کبار شاگردوں نے الفقہ الاکبر کی روایت کی ہے۔ مذکورہ عبارت ابومطیع بلخی رحمۃ اللہ علیہ کی الفقہ الاکبر (ص: 607) ضمن مجموعۃ العقیدۃ وعلم الکلام میں درج ہے۔ فقہ اکبر بروایت ابومطیع بلخی رحمۃ اللہ علیہ کو الفقہ الابسط سے بھی پہچانا جاتا ہے۔

چنانچہ اصلی عبارت یہ ہے:

قَالَ ابو حنيفَة: "من قَالَ: "لَا اعرف رَبِّي فِي السَّمَاء اَوْ فِي الْأَرْض فقد كفر". وَ كَذَا من قَالَ: "إِنَّه على الْعَرْش وَلَا ادري الْعَرْش أَفِي السَّمَاء اَوْ فِي الْأَرْض". (الفقه الأبسط (أبو حنيفة)، ص135. مكتبة الفرقان-الإمارات)

عبارتِ بالا کا ترجمہ یہ ہے:

''امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جس نے کہا: ''میں نہیں جانتا کہ اللہ تعالیٰ آسمان میں ہے یا زمین میں''۔ تو اس نے کفر کیا۔ اور اسی طرح جس نے یہ کہا: ''یہ اللہ تعالیٰ عرش کے اوپر ہے (فوقیتِ حسی کے ساتھ)، اور کہا: ''میں نہیں جانتا عرش آسمان میں ہے یا زمین میں''، تو اس نے کفر کیا''۔

(دیکھیے: حاشیۃ: ''الفقہ الاکبر''، ص: 49، مطبوعہ الرحیم اکیڈمی، کراچی)

اصل عبارت یہ ہے جس میں تحریف کی گئی ہے۔ چناں چہ ہم نے اصل ماخذ اور مرجع سے عبارت نقل کی تا کہ کوئی اشکال باقی نہ رہے۔

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اس آدمی کو کیوں کافر قرار دیتے ہیں جو یہ کہے کہ: میں نہیں جانتا کہ اللہ تعالیٰ آسمان میں ہے یا زمین پر؟

اس جملے کے مطلب کو فقہاء نے خود بیان فرمایا ہے۔ امام سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ جو قدیم علماء میں سے ہیں، جن کی وفات 373ھ میں ہوئی، وہ ''شرح الفقہ الاکبر'' میں اس عبارت کو واضح کرتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

''جس نے کہا کہ میں نہیں جانتا کہ اللہ تعالیٰ آسمان میں ہے یا زمین میں، تو اس نے کفر کیا۔ اور اس کفر کی وجہ یہ ہے کہ عبارتِ مذکورہ میں قائل اللہ تعالیٰ کے لیے مکان کا تأثر دے رہا ہے اور مکان ثابت کرنے سے وہ مشرک بن جاتا ہے (وجہ یہ ہے کہ عرش اللہ تعالیٰ کے لیے مکان اور مستقر ہوا، تو اللہ تعالیٰ کا جسم ہونا لازم آئے گا، اور جسم پر فنا آئے گی۔ جب اللہ تعالیٰ قدیم ذات ہے، جسمیت، مکانیت اور زمانیت سے پاک ہے''۔

امام سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ، امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت کی مزید وضاحت کرتے ہیں:

''امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ''اَلرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى○'' (طٰہٰ:5)، پھر قائل نے کہا: ''میں اس آیت پر ایمان رکھتا ہوں، لیکن نہیں جانتا کہ عرش آسمان میں ہے یا زمین میں''۔ تو وہ قائل کافر ہو گیا اور کفر کی وجہ یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے لیے مکان اور جسم کا قائل ہو گیا، جو کفر ہے۔ کیوں کہ اللہ تعالیٰ مکان اور جسم سے پاک ہے''۔

(شرح الفقہ الاکبر، از امام ابواللیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ، مطبوعہ الرحیم اکیڈمی، کراچی)

واضح رہے کہ امام سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے تین واسطوں سے شاگرد ہیں۔ لہٰذا ان کی تشریح پر مکمل اعتماد ہے۔ اس عبارت کی یہی تشریح دیگر ائمہ حضرات سے بھی منقول ہے، جس کا خلاصہ یہ ہے: ''امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس آدمی کو کافر قرار دے رہے

ہیں جو اللہ تعالیٰ کے لیے جسمیت اور مکان کا قائل ہے''۔ مثلاً: اس قسم کی تشریح سلطان العلماء امام عزالدین بن عبدالسلام رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ''**حل الرموز ومفاتیح الکنوز**'' (ص:136، ط: مکتبۃ الثقافۃ) میں بھی موجود ہے۔

6 کیا عقائد کی مذکورہ بالا کتابیں امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے ثابت ہیں؟

ایک بڑا اعتراض جو قدیم زمانہ سے چلا آرہا ہے اور بعض لوگ اس کو بہت بڑھا چڑھا کر پیش کرتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی عقائد میں کوئی کتاب نہیں ہے۔ اور اس مؤقف سے اچھے اچھے لوگ ٹھوکر کھا گئے ہیں۔ چنانچہ علامہ شبلی نعمانی رحمۃ اللہ علیہ بھی ''سیرۃ النعمان'' میں دعویٰ کر بیٹھے کہ ''الفقہ الاکبر'' اور عقائد کی دوسری کتابیں امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے ثابت نہیں۔

قبل ازیں کہ ہم ان کتابوں کو امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے تلقی بالقبول وسنداً ثابت کریں، کچھ اصولوں کا ذکر کرنا ضروری ہے۔ کوئی کتاب (بحیثیتِ مجموعی) کسی فن کی مستند کتاب/مصدر ہے یا نہیں؟ اور جس مصنف کی طرف اس کی نسبت کی جارہی ہے، کیا واقعۃً اسی کی کتاب ہے یا نہیں؟ اس امر کی تحقیق وثبوت کے بنیادی طور پر دو طریقے ہیں:

1 پہلا طریقہ

کسی کتاب کے صحیح النسبت اور مقبول ہونے کا ایک طریقہ یہ ہے کہ ماہرینِ فن ایک کتاب کو کسی فن کے لیے مستند شمار کرتے ہوں، اور اس کتاب کو مصنف ہی کی کتاب قرار دیتے ہوں۔ نیز متعلقہ فن کے مواد ومعلومات کے لیے اس کتاب کی طرف رجوع کرتے ہوں۔ گویا اصطلاحی الفاظ میں مصنف کی طرف اس کتاب کی نسبت کا مسئلہ تواتر یا کم ازکم شہرت کی حد تک پہنچ جاتا ہو۔

البتہ اس صورت میں یہ مسئلہ رہ جاتا ہے کہ اس کتاب کے جس نسخے سے ہم مواد نقل کر رہے ہیں، اس کا اطمینان کر لینا ضروری ہے (مخطوطہ ہو یا مطبوعہ) کہ اس نسخے کی

صحت کیسے ثابت ہوسکتی ہے۔اس کے لیے بھی اہلِ علم کے ہاں مستقل اصول وضوابط موجود ہیں۔عوام وطلبہ کے لیے اس کا آسان طریقہ یہ ہے کہ وہ متعلقہ نسخہ ایسا ہو، جو ماہرین کے درمیان دائر وسائر ہو اور مجموعی حیثیت سے اس کو مستند نسخہ سمجھتے ہوں۔

2 دوسرا طریقہ

کتاب کو مصنف سے ثابت کرنے کا دوسرا طریقہ یہ ہے کہ ہمارے زمانے تک اس کتاب کی سند محفوظ ہو۔مصنف سے اس کتاب کو ان شاگردوں نے براہِ راست سن کر، یا پڑھ کر، یا اجازت لے کر حاصل کی ہو۔پھر یہ سلسلہ سارے زمانوں میں تسلسل کے ساتھ قائم ہو۔

3 قولِ فیصل

لیکن ان دونوں طریقوں میں زیادہ مضبوط اور مستند طریقہ پہلا والا ہے، کیوں کہ ائمۂ علم الکلام، ائمۂ فقہ واصولِ فقہ، غرض! ہر فریق کا متفقہ فیصلہ ہے کہ اول الذکر طریقہ سے کتاب کی نسبت اور اس کا مستند ہونا ثابت کیا جائے۔تو پھر مصنفِ کتاب تک سندِ متصل کا مطالبہ کرنا اور اس کتاب کے کسی حدیث یا مسئلہ یا کسی مواد کے نقل کرنے کو وجودِ اسناد پر موقوف سمجھنا سراسر غلط ہے۔

اہلِ علم کے ہاں تو مذکور قاعدہ روزِ روشن کی طرح واضح ہے کہ یہ ہر علم وفن کا مسلمہ اور اجماعی قاعدہ ہے۔قارئین کی ضیافتِ طبع کے لیے ایک دو نقول پیشِ خدمت ہیں:

۱ امام ابواسحاق اسفرائینی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 328ھ) تحریر فرماتے ہیں:

وَحَکَی الْأُسْتَاذُ أَبُو إِسْحَاقَ الْإِسْفَرَایِینِیُّ: "الْإِجْمَاعَ عَلَی جَوَازِ النَّقْلِ مِنَ الْکُتُبِ الْمُعْتَمَدَةِ، وَلَا یُشْتَرَطُ اتِّصَالُ السَّنَدِ إِلَی مُصَنِّفِیهَا، وَذٰلِكَ شَامِلٌ لِکُتُبِ الْحَدِیثِ وَالْفِقْهِ". (تدریب الراوی للسیوطی، ج:1،ص:164)

ترجمہ امام ابو اسحٰق اسفرائینی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کی ہے کہ کتبِ معتمدہ سے نقل کے جواز پر (اہلِ علم کا) اجماع ہے۔اس کے لیے مصنفین تک سند کا اتصال ضروری نہیں اور یہ حکم

دوسرے علوم کے ساتھ ساتھ حدیث وفقہ کی کتابوں کو بھی شامل ہے۔

۲ امام حافظ ابنِ حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ (جو صحیح البخاری کے سب سے بہترین اور مستند ترین شرح فتح الباری کے مصنف ہیں) نے لکھا ہے:

الأمر الرابع: کلامه یقتضی الحکم بصحة ما نقل عن الأئمة المتقدمین فیما حکموا بصحته فی کتبه المعتمدة المشتهرة...لأن الکتاب المشهور الغنی بشهرته عن اعتبار الإسناد منا إلی مصنفه: کسنن النسائی مثلاً: لا یحتاج فی صحة نسبته إلی النسائی إلی اعتبار حال رجال الإسناد منا إلی مصنفه.

(النکت علی کتاب ابن الصلاح، لابن حجر، ج:1،ص:271؛ الاجوبۃ الفاضلۃ،ص:64 تا 90؛ توجیہ النظر للجزائری، ج:2،ص:765 تا 772)

ترجمہ امام ابن الصلاح رحمۃ اللہ علیہ کے کلام سے یہ حکم نکلتا ہے کہ ائمۂ متقدمین نے اپنی معتمد اور مشہور کتابوں میں جس روایت کی صحت کا حکم لگایا ہو، وہ ہمارے نزدیک بھی صحیح ہوگا ۔۔۔کیوں کہ ایک مشہور کتاب جو اپنی شہرت کی بدولت مصنف تک اسناد سے مستغنی ہو، مثلاً: سنن نسائی، تو اس کتاب کی امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف نسبت کے صحیح ہونے کے لیے مصنف تک اسناد کے رجال کے احوال کا جائزہ لینے کی کوئی حاجت نہیں۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ جو شخص یہ کہتا ہے کہ کسی مشہور اور صحیح نسخے والی کتاب سے نقل کرنے کے لیے مصنف تک متصل سند ہونا ضروری ہے، اجماع کی مخالفت کرتا ہے۔

اس مسلم اصول کی روشنی میں یہ بات بالکل واضح ہوگئی کہ حدیث میں صحیح بخاری، صحیح مسلم، ابوداؤد، ترمذی، ابنِ ماجہ، مسندِ احمد، طحاوی شریف اور عقائد میں فقۂ اکبر، فقۂ ابسط، الوصیۃ، الرسالۃ، العالم والمتعلم اور دیگر کتب مثلاً تبصرۃ الادلۃ للنسفی، البدایۃ فی اصول الدین للبخاری، الاقتصاد فی الاعتقاد۔اسی طرح تفسیر قرطبی، ابنِ کثیر، تفسیر کبیر للرازی اور فقہ میں ہدایہ، مبسوط سرخسی، بدائع الصنائع، عالمگیری اور دیگر کتبِ مشہورہ متداولہ جو اپنے اپنے فن میں ماہرینِ فن کے مابین دائر وسائر اور متلقی ہیں، ان سے

مسائلِ عقیدہ کو بیان کرنا یا حدیث یا فقہی مسئلہ نقل کرنے کے لیے ان مصنفین تک سند کی تحقیق کی نہ ضرورت ہے اور نہ اس کا مطالبہ درست ہے۔ کیوں کہ ماہرینِ فن کے مابین ان کے متلقی بالقبول ہونا ہی ان کے مستند ہونے اور ان کے اپنے مصنفین تک نسبت کے صحیح ہونے کی سب سے بڑی ضمانت ہے۔

آخر جو چیز تواتر واجماع سے ثابت ہو، اس کے لیے دوسری دلیل تلاش ہی کیوں کی جائے اور وہ بھی ایک ایسی سند سے جو اگر صحیح اور متصل ہو، تو بھی زیادہ سے زیادہ خبرِ واحد کی قبیل سے ہوگی۔

امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی کتابوں کو تلقی بالقبول ہونے کے ساتھ ساتھ، ان سب کی اسناد بھی ثابت اور موجود ہے۔ ان پانچوں کتابوں کی اسناد کو علامہ کوثری رحمۃ اللہ علیہ نے مستقل طور پر العالم والمتعلم کے مقدمہ میں مفصلاً ذکر کیا ہے (جو الرحیم اکیڈمی سے چھپی ہے)۔

البتہ پہلا طریقہ جو مضبوط اور مستند ہے، اس کے ثبوت پر چند نقول پیشِ خدمت ہیں، جن سے ان کتابوں کا امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے ثبوت اور ان کی طرف نسبت ثابت ہو جائے گی۔

امام ابو الیسر البزدوی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 493ھ) جو فخر الاسلام البزدوی رحمۃ اللہ علیہ کے بھائی ہیں، تحریر فرماتے ہیں:

وقد صنف الامام فيها (علم الكلام) كتباً وقع بعضها الينا وعامتها محاها وغسلها اهل البدع والزيغ. ومما وقع بعضه الينا كتاب العالم والمتعلم وكتاب الفقه الاكبر.

ترجمہ: امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے علمِ کلام میں باقاعدہ کتابیں لکھی ہیں، جن میں سے بعض ہم تک پہنچی ہیں اور باقی اکثر کتابوں کو اہلِ بدعت نے ختم کر دیا ہے۔ ان کتابوں میں سے جو ہم تک پہنچی ہیں: کتاب العالم والمتعلم اور کتاب الفقہ الاکبر ہے۔

(مقدمہ فقہ اکبر از مفتی رشید احمد علوی، ص:55)

اسی طرح امام ابو مظفر الاسفرائینی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب ''التبصیر فی الدین'' میں لکھتے ہیں:

وَمن أَرَادَ أَن يتحَقّق أَن لَا خلاف بَين الْفَرِيقَيْنِ فِي هٰذِهِ الْجُمْلَة، فَلْينْظر فِيمَا صنفه أَبُو حنيفَة رَحمَه الله فِي الْكَلَام وَهُوَ كتاب الْعلم وَفِيه الْحجَج الْقَاهِرَة على أهل الْإِلْحَاد والبدعة وَقد تكلم فِي شرح اعْتِقَاد الْمُتَكَلِّمين وَقرر أحسن طَرِيقَة فِي الرَّد على الْمُخَالفين وَكتاب الْفِقْه الْأَكْبَر الَّذِي أخبرنَا بِهِ الثِّقَة بطرِيق مُعْتَمد وَإِسْنَاد صَحِيح عَن نصير بن يحيى عَن أبي مُطِيع عَن أبي حنيفَة. وَمَا جمعه أَبُو حنيفَة فِي الْوَصِيَّة الَّتِي كتبهَا إِلَى أبي عَمْرو عُثْمَان البتي ورد فِيهَا على المبتدعين.

(التبصير فى الدين وتمييز الفرقة الناجية عن الفرق الهالكين، ص 184۔ المؤلف: طاهر بن محمد الأسفراييني، أبو المظفر (المتوفى: 471هـ)۔ الناشر: عالم الكتب-لبنان۔ الطبعة: الأولى، 1403هـ-1983م)

ترجمہ: جو اس بات کی تحقیق کرنا چاہتا ہو کہ حنفیہ اور شافعیہ کے درمیان عقائد میں کوئی اہم اختلاف نہیں ہے، تو وہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی علمِ کلام میں کتاب العالم والمتعلم پڑھے۔ اہلِ بدعت اور الحاد کے خلاف اس کتاب میں مضبوط دلائل ہیں۔ اور عقیدۂ متکلمین کی پوری وضاحت اور مخالفین پر احسن طریقے سے رد ہے۔ اسی طرح ان کی دوسری کتاب ''الفقہ الاکبر'' جو ہمیں صحیح سند اور معتمد طریقے اور ثقہ خبر کے ساتھ پہنچی ہے، نصیر بن یحییٰ رحمۃ اللہ علیہ تک اور اس سے ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ تک۔ اسی طرح امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب الوصیۃ ہے، جو انھوں نے حضرت ابو عمرو عثمان البتی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف لکھی ہے جس میں مبتدعین کا رد ہے۔

یہ امام اعظم ابو المظفر رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 471ھ) کی عبارت ہے جو اپنے زمانے کے مشہور متکلمین اہل السنت میں سے ہیں۔ فقۂ اکبر سے مراد یہاں فقۂ ابسط ہے جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے۔ فقۂ اکبر کا اطلاق بسا اوقات فقۂ ابسط پر بھی ہوتا ہے۔ علامہ کردری رحمۃ اللہ علیہ ''مناقب ابی حنیفۃ'' میں لکھتے ہیں:

میں نے علامہ مولانا شمس الملۃ والدین کردری رحمۃ اللہ علیہ، البرانقینی رحمۃ اللہ علیہ، العمادی رحمۃ اللہ علیہ کے

خط کو دیکھا ہے کہ دونوں کتابیں: فقہ اکبر اور العالم والمتعلم امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی ہیں۔ اور اسی پر مشائخ کی ایک بڑی جماعت متفق ہے"۔

(مناقب ابی حنیفۃ للکردری ص:22، نیز دیکھیے: شرح الباقی ص:28)

قدیم مؤرخ محمد بن اسحاق الندیم رحمۃ اللہ علیہ "الفہرست" میں لکھتے ہیں:

ولہ من الکتب: کتاب الفقہ الأکبر، کتاب رسالتہ إلی البتی، کتاب العالم والمتعلم، رواہ عنہ مقاتل، کتاب الرد علی القدریۃ، والعلم برا وبحرا شرقا وغربا بعدا وقربا تدوینہ رضی اللہ عنہ.

(الفہرست، ص 1 5 2۔ المؤلف: أبو الفرج محمد بن إسحاق بن محمد الوراق البغدادی المعتزلی الشیعی المعروف بابن الندیم (المتوفی: 438ھ)۔ الناشر: دار المعرفۃ بیروت-لبنان۔ الطبعۃ: الثانیۃ 1417ھ-1997م)

امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے یہ کتابیں تلقی بالقبول کے ساتھ ثابت ہیں۔ چناں چہ محقق بیاضی رحمۃ اللہ علیہ نے قرونِ اولیٰ سے لے کر اپنے زمانہ تک کے تقریباً 30 بڑے علماء کا ذکر کیا ہے، جنہوں نے ان کتابوں کی نسبت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی طرف کی ہے۔ ان علماء میں امام فخر الاسلام بزدوی رحمۃ اللہ علیہ، امام سغناقی رحمۃ اللہ علیہ، امام اتقانی رحمۃ اللہ علیہ صاحب الشامل، امام جلال الدین الکولانی رحمۃ اللہ علیہ، امام کاکی رحمۃ اللہ علیہ، امام عبدالعزیز البخاری رحمۃ اللہ علیہ صاحب الکشف، امام بابرتی رحمۃ اللہ علیہ، امام نسفی رحمۃ اللہ علیہ، شیخ الاسلام الیاس رحمۃ اللہ علیہ صاحب الفتاویٰ، امام ابن الہمام رحمۃ اللہ علیہ صاحب المسائرہ۔ اسی طرح دیگر اساطینِ علم وائمہ شامل ہیں جن کی تفصیل محقق بیاضی رحمۃ اللہ علیہ نے اشارات المرام میں کی ہے۔

(اشارات المرام، ص:22، للامام البیاضی رحمۃ اللہ علیہ)

تو ثابت ہوا کہ یہ پانچ کتابیں امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی ہی ہیں، اور جو لوگ اختلاف کرتے ہیں۔ گویا وہ ایک امر، متلقی بالقبول اور اجماع سے اختلاف کرتے ہیں، جن کی طرف چنداں التفات نہیں کیا جائے گا۔

دراصل یہ اعتراض کہ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی عقیدہ میں کوئی کتاب نہیں۔ معتزلہ نے

اٹھایا تھا جس کا ائمۂ اہل السنت نے شافی وکافی جواب دیا ہے۔ اس کی تفصیل کے لیے علامہ مرتضیٰ زبیدی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب "اتحاف السادۃ المتقین بشرح احیاء علوم الدین" میں کی ہے۔ اس کی تفصیل سے ان لوگوں میں شکوک وشبہات بالکل زائل ہو جاتے ہیں، جو ان کتابوں کی امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی طرف نسبت میں توقف کرتے ہیں۔

باب 19

امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی حدیث میں تصانیف

1 احادیث کو فقہی ترتیب دینے کا سہرا آپ رحمۃ اللہ علیہ کے سر ہے

تدوینِ حدیث کا سلسلہ اگرچہ خلیفہ راشد حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ (م 101ھ) کے دَور سے شروع ہو گیا تھا، اور ان کے حکم سے امام ابن شہاب زہری رحمۃ اللہ علیہ (م 124ھ) وغیرہ محدثین نے حدیث کے کئی مجموعے تیار کر لیے تھے۔ لیکن امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے اس سلسلہ میں جو عظیم اور مہتم بالشان اضافہ کیا، وہ احادیث کی فقہی ترتیب پر تدوین ہے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ سے پہلے جتنے لوگوں نے بھی احادیث کی کتابیں لکھی ہیں، ان کی ترتیب فقہی نہیں تھی، بلکہ ان میں بلاترتیب حدیثیں جمع تھیں۔ اس طرح آپ رحمۃ اللہ علیہ پہلے وہ شخص ہیں جنہوں نے باقاعدہ احادیث کو ایک خاص ترتیب کے ساتھ جمع فرمایا اور ابوابِ فقہ پر اُن کو ترتیب دیا۔ پھر آپ رحمۃ اللہ علیہ کے بعد جن لوگوں نے بھی اس ترتیب سے کتبِ حدیث تالیف کیں، انہوں نے ترتیبِ حدیث میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ہی پیروی کی ہے، حتیٰ کہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۷۹ھ) نے اپنی مشہور کتاب ''مؤطا'' میں احادیث کی جو ترتیب قائم کی ہے، اس میں وہ بھی امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نقشِ قدم پر چلے ہیں۔

امام ابوالمؤید خوارزمی رحمۃ اللہ علیہ (م 655ھ) اور امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ (م 911ھ) امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مناقب میں لکھتے ہیں:

من مناقبه وفضائله التي لم يشاركه فيها من بعده انه اوّل من دوّن علم الشريعة ورتبه ابوابا. ثم تابعه مالك بن انس رضي الله عنه في ترتيب المؤطا، ولم يسبق اباحنيفة احد.

(جامع المسانید، 1/34؛ تبییض الصحیفۃ، ص129)

ترجمہ: امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے وہ مناقب اور فضائل جن میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کا کوئی شریک نہیں ہے، ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ ہی نے سب سے پہلے علمِ شریعت (احادیث) کو مدوّن کیا، اور اس کو (فقہی) ابواب پر ترتیب دیا۔ پھر امام مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ نے ''مؤطا'' کی ترتیب میں آپ رحمۃ اللہ علیہ ہی کی پیروی کی ہے، اور اس بارے میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ پر کسی کو سبقت حاصل نہیں۔

حافظ محمد بن یوسف صالحی شافعی رحمۃ اللہ علیہ (م 942ھ) اور امام ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ (م 973ھ) نے بھی تقریباً یہی مضمون ذکر کیا ہے۔

(عقود الجمان، ص184؛ الخیرات الحسان، ص184)

2 آپ رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیفِ حدیث

امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ ''صاحب التصانیف'' بھی ہیں اور مختلف موضوعات پر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے کئی کتابیں بطور علمی یادگار چھوڑی ہیں۔ حدیث میں آپ رحمۃ اللہ علیہ سے دو طرح کی کتابیں نقل کی جاتی ہیں:

1 احادیث کا وہ مجموعہ جس کو خود آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فقہی ابواب پر ترتیب دیا تھا اور اپنے متعدد تلامذہ کو اس کی املاء بھی کرائی تھی، اس مجموعہ کا نام ''کتاب الآثار'' ہے۔ امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ محدثین فرماتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے ہی سب سے پہلے احادیث کو فقہی ابواب پر مرتّب کیا، اس سے ان کی مراد یہی ''کتاب الآثار'' ہے۔

2 آپ رحمۃ اللہ علیہ کی روایت کردہ احادیث کے وہ مجموعے جن کو اگرچہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے خود تالیف نہیں کیا، لیکن آپ رحمۃ اللہ علیہ کی روایت کردہ احادیث کو آپ رحمۃ اللہ علیہ کے تلامذہ یا دیگر محدثین نے کتابی صورت میں جمع کیا ہے۔ ان میں سے ہر ایک مجموعہ کو ”مسندِ ابی حنیفۃ“ کہا جاتا ہے۔

علامہ محمد بن جعفر الکتانی رحمۃ اللہ علیہ (م 1345ھ) ”مسانیدِ ابی حنیفہ“ کے تعارف میں لکھتے ہیں:

کلها تنسب اليه لكونها من حديثه وان لم تكن من تاليفه۔

(الرسالۃ المستطرفۃ ص 21، للکتانی۔ طبع: دار الکتب العلمیۃ، بیروت)

ترجمہ یہ تمام مسانید امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب ہیں، کیونکہ یہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی احادیث پر مشتمل ہیں، اگرچہ یہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی اپنی تالیفات نہیں ہیں۔

ذیل میں ان دونوں (کتاب الآثار و مسانید ابی حنیفہ) کا تفصیلی تعارف ملاحظہ کریں۔

3 امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی مرویات اور ان کے مجموعے

امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس احادیث کا بیش بہا ذخیرہ، بلکہ گنجہائے گراں مایہ تھا۔ ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے گزر چکا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کوفہ کے تمام احادیث کے حافظ تھے۔ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ خود فرماتے ہیں:

عِنْدِیْ صَنَادِیْقُ مِنَ الْحَدِیْثِ مَا أَخْرَجْتُ مِنْهَا إِلَّا الْيَسِيْرَ الَّذِيْ يُنْتَفَعُ بِهٖ.

(كشف الأسرار عن أصول فخر الإسلام البزدوي (علاء الدين عبد العزيز البخاري - فخر الإسلام البزدوي) ج 1 ص 17؛ الاتباع لابن أبي العز (ابن أبي العز) ص 45؛ مناقب للموفق)

ترجمہ میرے پاس احادیث سے بھرے ہوئے صندوق ہیں میں نے اس میں سے استفادہ

کے لئے تھوڑے نکالے ہیں۔

یحییٰ بن نصر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس حاضر ہوا، تو میں نے دیکھا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا کمرہ کتابوں سے بھرا ہوا ہے۔ میں نے پوچھا: ”یہ کیا ہے؟“۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ”یہ احادیث کی کتابیں ہیں“۔

امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ پر جو قلتِ روایت کا اعتراض کیا جاتا ہے وہ بے جا اور غلط ہے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی حدیث میں کوئی تصنیف نہیں ہے۔ یہ بھی ایک قسم کا دھوکہ ہے۔ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فقہ کے ابواب پر مشتمل صحیح احادیث کا ایک مجموعہ مرتب فرما کر اسے درس کی صورت میں اپنے تلامذہ کے سامنے پیش فرمایا۔ لائق وفائق شاگردوں نے امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے درس کو کتابی شکل میں جمع فرما دیا جیسا کہ متقدمین کے زمانے میں اس کا معمول تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ان درسی افادات کا نام ”کتاب الآثار“ ہے جو دوسری صدی کے ربعِ ثانی کی تصنیف ہے۔ محمد بن سماعہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: ”امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تصانیف میں ستر ہزار (70,000) سے زائد احادیث ذکر کی ہیں اور کتاب الآثار کو چالیس ہزار (40,000) سے منتخب کیا ہے۔

(طبقات القاری الأثمار الجنية في أسماء الحنفية - ط ديوان الوقف السني (الملا على القاري) ج 1 ص 171؛ مناقب الإمام الأعظم أبي حنيفة - ط بذيل الجواهر المضية (الملا على القاري) ج 2 ص 474)

4 امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے منسوب کتبِ احادیث

امام الائمہ، سراج الامت نعمان بن ثابت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی طرف حدیث کی کئی کتابیں منسوب ہیں:

(1) کتاب الآثار

(2) مسند امام ابی حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ

(3) اربعینات امام ابی حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ

(4) وحدانیات امام ابی حنیفہ ؒ

ان میں سے "کتاب الآثار" آپ ؒ کی تصنیف کردہ ہے؛ مگر بہت سے حضرات نے اس کتاب کو ان لوگوں کی تصنیف قرار دے دیا ہے جو اس کتاب کے رواۃ میں سے ہیں جو صحیح نہیں ہے۔ البتہ اس کے علاوہ باقی تینوں کتابیں آپ ؒ کی تصنیف کردہ نہیں ہیں، بلکہ بعد کے لوگوں نے ان میں امام ابوحنیفہ ؒ کی روایت حدیث کو موضوع کے لحاظ سے جمع کیا ہے۔ (قلائد الازھار:2)

اس سلسلے کا سب سے بڑا کام موسوعہ حدیثیہ لمرویات امام ابوحنیفہ ؒ ہے جو شیخ لطیف الرحمٰن بہرائچی مدظلہ کی کاوش ہے۔

5 کتاب الآثار

یہ امام اعظم ابوحنیفہ نعمان ؒ کی تصنیف ہے، جسے ان کے شاگرد امام ابو یوسف ؒ اور امام محمد بن حسن ؒ اور دوسرے بہت سے شاگردوں نے امام ابوحنیفہ ؒ سے روایت کیا ہے۔ کتاب الآثار: حدیث کی قدیم ترین صحیح کتاب ہے۔ اس وقت احادیثِ مبارکہ کی دستیاب کتب میں سب سے قدیم کتاب صحیفہ ہمام ابن منبہ ؒ ہے۔ اس کے بعد تابعی صغیر امام اعظم ابوحنیفہ نعمان ؒ کی کتاب الآثار ہے۔ اور یہ حدیث کی سب سے پہلی کتاب ہے جو باقاعدہ موضوع کے حساب سے ہے، یعنی ابواب پر مشتمل ہے۔

اس کتاب کو امام ابوحنیفہ ؒ سے ائمۂ فقہاء و محدثین کے جمِ غفیر نے روایت کیا ہے۔ جن میں امام ابو یوسف ؒ، امام محمد بن حسن شیبانی ؒ، امام زفر بن ہذیل ؒ، امام حسن بن زیاد لؤلؤی ؒ، امام حماد بن ابی حنیفہ ؒ کے نسخے مشہور ہیں۔ دوسرے ائمہ میں سے امام اسد بن عمرو ؒ، امام ابوعبدالرحمٰن المقرئ ؒ، امام المقرئ حمزۃ بن زیات ؒ، امام مکی بن ابراہیم ؒ، امام عبداللہ بن مبارک ؒ، امام حفص بن غیاث ؒ اور ان کے علاوہ بہت بڑی تعداد میں ائمہ نے کتاب الآثار کو روایت کیا

ہے۔ سب سے مشہور نسخے امام محمد بن حسن شیبانی ؒ اور امام ابو یوسف قاضی ؒ کے ہیں اور مطبوعہ ہیں۔

ان دونوں نے ان نسخوں کو روایت کرنے کے ساتھ اس میں چند روایات کا اضافہ بھی کیا ہے جن کی حیثیت زوائد کی سی ہے، بالکل اسی طرح جس طرح مسند احمد میں امام احمد بن حنبل ؒ کے صاحبزادے نے چند روایات کا اضافہ کیا ہے۔ یا امام محمد بن حسن ؒ نے موطا امام مالک ؒ کو روایت کر کے اس میں بھی چند روایات کا اضافہ کیا ہے۔ یہی وجہ ہے غلط فہمی کی، جس سے بعض لوگ ان کا انتساب شاگردوں سے کر دیتے ہیں، جو درست نہیں۔

اسی لیے نامور حافظ حدیث امام ابن حجر عسقلانی ؒ المتوفی 852ھ نے ائمہ اربعہ ؒ کی کتب کے رجال پر کتاب "تعجیل المنفعة بزوائد رجال الأئمة الأربعة" ج1 ص239 میں فرماتے ہیں:

وَالْمَوْجُودُ من حَدِيث أبي حنيفَة مُفردا إِنَّمَا هُوَ كتاب الْآثَار الَّتِي رَوَاهَا مُحَمَّد بن الْحسن عَنهُ

ترجمہ: اور امام ابوحنیفہ ؒ کی حدیث میں مستقل کتاب موجود ہے جو کتاب الآثار ہے جس کو امام محمد بن حسن ؒ نے اُن سے روایت کیا ہے۔

1 کتاب کا علمی مقام

یہ کتاب بالکل صحیح روایات پر مشتمل ہے۔

عبد الله بن المبارك قال: سألت أبا عبد الله سفيان بن سعيد الثوری ..... قال: كان أبو حنيفة شديد الأخذ للعلم، ذاباً عن حرام الله عز وجل عن أن يستحل، يأخذ بما صح عنده من الأحاديث التي تحملها الثقات، وبالآخر من فعل رسول الله صلى الله عليه وسلم، وما أدرك عليه علماء الكوفة، أَبَا حَمْزَةَ السُّكَّرِيَّ يَقُولُ سَمِعْتُ أَبَا حَنِيفَةَ يَقُولُ إِذَا

جَاءَ الْحَدِيثُ الصَّحِيحُ الْإِسْنَادِ عَنِ النَّبِيِّ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَخَذْنَا بِهِ۔

(مناقب: الحافظ ابن ابی العوامؒ؛ أخبار أبي حنيفة وأصحابه (الصيمري) ص75؛ الانتقاء في فضائل الثلاثة الأئمة الفقهاء (ابن عبد البر) ص142؛ مناقب ائمہ اربعہ ص63، حافظ ابن عبد الہادی الحنبلیؒ؛ الطبقات السنية في تراجم الحنفية (تقی الدین ابن عبد القادر التمیمی) ص47)

ترجمہ — امام عبد اللہ بن مبارک ؒ کے سوال پر امام سفیان ثوری ؒ نے فرمایا: ''امام ابوحنیفہ ؒ صرف ثقہ راویوں کی روایت ہی کو لیتے ہیں۔ اور نبی کریم ﷺ کے آخری فعل کو ہی لیتے ہیں اور جس پر علمائے کوفہ عمل کرتے ہوں''۔

اور امام ابوحمزہ السکری ؒ کی روایت میں امام ابوحنیفہ ؒ نے فرمایا: ''اگر نبی کریم ﷺ سے جو حدیث صحیح سند سے ہم تک پہنچ جائے ہم اس پر عمل کرتے ہیں''۔

2 جامعین کتاب الآثار

کتاب الآثار کو امام ابوحنیفہ ؒ سے مختلف تلامذہ نے مختلف دور میں روایت کیا ہے، جو نسخے دنیا میں رائج ہیں وہ حسب ذیل ہیں:

(1) کتاب الآثار ابوحنیفہ، بروایت امام محمد بن حسن شیبانی ؒ

(2) کتاب الآثار، بروایت امام ابو یوسف ؒ

(3) کتاب الآثار، بروایت حسن بن زیاد لؤلوی ؒ

(4) کتاب الآثار ابوحنیفہ، بروایت، حماد بن امام ابی حنیفہ ؒ

(5) کتاب الآثار، بروایت حفص بن غیاث ؒ، یہ نسخہ زیادہ مشہور نہیں ہے

(6) کتاب الآثار، بروایت محمد بن خالد وہبی ؒ جو ''مسند احمد بن محمد کلاعی'' کے نام سے مشہور ہے۔

(7) کتاب الآثار، بروایت امام زفر جو ''سنن زفر'' کے نام سے بھی معروف ہے۔

(مسانید الامام: 76؛ قلائد الازھار: 3)

3 ترتیب وتبویب

اس کتاب ''کتاب الآثار'' کی ترتیب کتاب وار، وباب وار ہے؛ البتہ یہ ضرور ہے کہ امام ابوحنیفہ ؒ نے صرف ابواب کے عناوین تجویز فرمائے، کتب کے عناوین تجویز نہیں فرمائے؛ مگر ان کے سامنے کتب کی رعایت بھی تھی؛ کیونکہ ایک اصل سے متعلق ابواب آپ ؒ نے ترتیب وار ذکر کیے ہیں۔ البتہ ''کتاب المناسک'' کا عنوان خود آپ ؒ نے قائم فرمایا ہے، اس کے بعد پھر ابواب کا ذکر کیا ہے۔ امام محمد ؒ کے نسخے میں کل 305 ابواب ہیں، اس کی ترتیب درحقیقت فنِ فقہ میں لکھی جانے والی کتاب کی ترتیب کے مطابق ہے؛ کیونکہ فنِ فقہ میں سب سے پہلے طہارت کا بیان کرتے ہیں؛ پھر اس کے بعد کتاب الصلوٰۃ؛ جیسا کہ امام ابوداؤد ؒ اور امام ترمذی ؒ نے اپنی کتاب کو فقہی طرز پر مرتب کیا ہے، برخلاف بخاری ومسلم وغیرہ کے انہوں نے اس کا لحاظ نہیں کیا۔ بس من وعن اسی فقہی انداز پر امام ابوحنیفہ ؒ کی کتاب ''کتاب الآثار'' مرتب کی گئی ہے۔

4 امتیازات

1 یہ ایک ایسی کتاب ہے، جس کے مصنف کو تابعیت کا شرف حاصل ہے، آج دنیا میں کوئی ایسی کتاب نہیں پائی جاتی ہے، جس کو یہ ناقابل فراموش فضیلت حاصل ہو۔

2 اسلام میں فقہ کے نہج پر جو کتاب لکھی گئی، اس میں اوّلین کاوش امام صاحب ؒ ہی کی ہے۔

3 یہ کتاب اسلام کی اولین مؤلفات میں سے ہے۔ اس لیے کہ امام صاحب ؒ کا زمانہ 150ھ تک کا ہے۔

اس سلسلہ میں عموماً اولیت امام مالک ؒ اور ان کی کتاب ''موطا'' کی بتائی جاتی ہے؛ لیکن حقیقت یہ ہے کہ اس انداز پر اولین تالیف امام صاحب ؒ کی ''کتاب

الآثار‘‘ ہے، امام مالک ؒ ودیگر حضرات جو اس انداز سے کام کرنے والے ہیں، وہ ثانوی درجہ میں اس مذاق ومزاج کو اپنانے والے ہیں۔(مقدمہ حالات امام اعظمؒ:16)

’’کتاب الآثار‘‘ کو امام اعظم ابوحنیفہ ؒ نے چالیس ہزار احادیث کے مجموعہ سے منتخب فرمایا ہے اور ان میں سے اپنی شہرۂ آفاق کتاب میں ایک ہزار احادیث وآثار کو جمع فرمایا ہے۔ آپ ؒ سے امام محمد ؒ نے روایت کرکے کتابی شکل میں مرتب فرمایا ہے۔

(طبقات القاری الأثمار الجنية في أسماء الحنفية - ط ديوان الوقف السنی (الملا علی القاری) ج1 ص171؛مناقب الإمام الأعظم أبي حنيفة - ط بذيل الجواهر المضية (الملا علی القاری) ج2ص474)

امام ابوحنیفہ ؒ کی جلالتِ قدر کے لیے اس سے زیادہ اور کیا درکار ہے کہ وہ امت میں امام اعظم کے لقب سے مشہور ہوئے اور ان کے اجتہادی مسائل پر اسلامی دنیا کی دوتہائی آبادی تقریباً چودہ سو برس سے برابر عمل کرتی آرہی ہے اور تمام اکابر ائمہ آپ ؒ کے فضل وکمال کے معترف ہیں۔ اس کتاب میں علمِ شریعت کو باقاعدہ ابواب پر مرتب کیا گیا ہے اور یہ ایک ناقابلِ تردید حقیقت ہے کہ فقۂ حنفی کی بنیاد کتاب الآثار کی احادیث وروایات پر مبنی ہے۔(مقدمہ حالات امام اعظمؒ:16)

5 اصول وشرائط

امام ابوحنیفہ ؒ نے اپنے مقرر کردہ اصول وشروط کے پیش نظر اپنی صوابدید سے چالیس ہزار احادیث کے ذخیرہ سے اس مجموعہ کا انتخاب کرکے اپنے تلامذہ کو اس کا املا کرایا ہے اور انتخاب کے بعد اس میں جو مرویات لی ہیں وہ مرفوع بھی ہیں اور موقوف ومقطوع بھی، زیادہ تر حصہ غیر مرفوع کا ہے۔

مرویات کی مجموعی تعداد نسخوں کے اختلاف کی وجہ سے مختلف بھی ذکر کی گئی ہے۔

امام ابویوسف ؒ کے نسخے میں ایک ہزار ستر کے قریب ہے اور امام محمد ؒ کے نسخے

میں صرف مرفوعات ایک سو بائیس ہیں۔(ابوحنیفہ واصحابہ المحدثون:15)

6 مشہور نسخے

سب سے مشہور نسخے دو ہیں: ایک امام محمد ؒ کا اور دوسرا امام ابویوسف ؒ کا اور یہی دونوں نسخے شائع بھی ہوئے ہیں، اور ان میں بھی امام محمد ؒ کا نسخہ زیادہ معروف متداول ہے اور علماء نے بھی اس پر زیادہ کام کیا ہے۔ مثلاً: امام طحاوی ؒ، شیخ جمال الدین قونوی ؒ، ابوالفضل علی بن مراد موصلی ؒ اور ماضی قریب میں مفتی مہدی حسن صاحب ؒ شاہجہاں پوری ’’سابق صدر مفتی دار العلوم دیوبند‘‘ نے ’’قلائد الازھار‘‘ کے نام سے اس کی نہایت ضخیم شرح لکھی ہے۔(علوم الحدیث:386)

مولانا عبد الباری فرنگی محلی ؒ اور مولانا ابوالوفاء افغانی ؒ کا کتاب الآثار پر حاشیہ بھی ہے۔ نیز شیخ عبد العزیز بن عبد الرشید ؒ اور شیخ محمد صغیر الدین ؒ نے اس کا اردو میں ترجمہ بھی کیا ہے اور شیخ عبد العزیز ؒ نے ترجمہ کے ساتھ کچھ اضافہ بھی کیا ہے، اور اردو ترجمہ کے ساتھ مولانا عبد الرشید نعمانی ؒ کا کتاب الآثار کے تعارف سے متعلق ایک مبسوط مقدمہ بھی ہے۔

کتاب الآثار کے مختلف نسخے امام صاحب ؒ کے مختلف شاگردوں کی طرف منسوب ہیں، جس میں زیادہ تر مشہور دو ہیں: ایک امام ابویوسف ؒ کا جو مولانا ابوالوفاء افغانی ؒ کی نفیس تعلیق وتحشیہ کے ساتھ ’’لجنۃ احیاء المعارف النعمانیہ حیدرآباد‘‘ کے زیر اہتمام حیدرآباد سے شائع ہوچکا ہے۔ اس نسخے کی کل مرویات ایک ہزار ستر ہیں۔ دوسرا نسخہ امام محمد ؒ کا ہے۔ یہ بھی مولانا ابوالوفاء افغانی ؒ کی سرکردگی میں ان کی قابلِ قدر تعلیقات کے ساتھ زیورِ طبع سے آراستہ ہوکر منصۂ مشہود پر آچکا ہے۔ اس نسخے کی مرویات میں صرف مرفوع روایت کی تعداد ایک سو بیس ہے جب کہ زیادہ تر آثار صحابہ رضی اللہ عنہم وتابعین رحمہم اللہ ہیں۔(مسند الامام ص:86 بحوالہ حدیث وفہم حدیث ص:483)

ان کے علاوہ دیگر شراح ومحشین نے بھی مقدمے لکھے ہیں۔ امام ابویوسف ؒ کے

نسخے پر مولانا ابوالوفاء رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیقات بھی ہیں۔اور حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے شاگردِ رشید قاسم بن قطلو بغا حنفی رحمۃ اللہ علیہ، دونوں حضرات نے کتاب الآثار لمحمد رحمۃ اللہ علیہ کے رجال پر ''الایثار بمعرفۃ رجال کتاب الآثار'' کے نام سے کتابیں لکھی ہیں۔

کتاب الآثار کے متعدد نسخے یا ان کے کافی اجزاء ''مسانید امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ'' کے مجموعے ''جامع المسانید'' میں بھی شامل ہیں۔مثلاً: امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے نسخے کی مرفوع روایات اور امام زفر رحمۃ اللہ علیہ اور حفص بن غیاث رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ دیگر حضرات کے نسخے بھی اس میں شامل کردیے گئے ہیں۔(علوم الحدیث:386،387)

7 کتاب الآثار کی اہمیت

مشہور محقق شیخ ابوزہرہ مصری رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب الآثار کے متعلق لکھا ہے کہ یہ کتاب علمی طور پر تین وجہ سے قیمتی ہے:

اول امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مرویات کا ذخیرہ ہے۔اس کے ذریعہ ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ امام موصوف رحمۃ اللہ علیہ نے استخراجِ مسائل میں احادیث کو کیسے دلائل کے طور پر استعمال کیا ہے۔

دوم کتاب سے معلوم ہوتا ہے کہ امام موصوف رحمۃ اللہ علیہ کے یہاں مواقع استدلال میں فتاویٰ صحابہ رضی اللہ عنہم اور احادیثِ مرسلہ کا کیا مقام تھا۔

سوم اس کے ذریعہ تابعین رحمہم اللہ، فقہائے کوفہ کے خصوصاً اور فقہائے عراق کے عموماً فتاویٰ تک رسائی ہوجاتی ہے۔

(حیاتِ امام ابوحنیفہ ص:282،ترجمہ غلام احمد حریری، مسلم اکیڈمی، سہارنپور)

کتاب الآثار کی مزید تفصیل اگلے باب میں پیش کی جائے گی۔

6 مسند الامام اعظم رحمۃ اللہ علیہ یا مسانیدِ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ

مسند امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نام سے درجنوں کتب ہیں۔دراصل امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی

روایت کردہ احادیث کا کام بہت سے محدثین نے ہر صدی میں کیا ہے۔جن کی تعداد 30 سے بھی زیادہ ہے۔

ان میں طبع شدہ کتب یہ ہیں۔

1 مسند امام اعظم ابوحنیفہ، الامام الحارثی رحمۃ اللہ علیہ 340ھ

2 مسند امام اعظم ابوحنیفہ، ابونعیم اصفہانی رحمۃ اللہ علیہ 430ھ

3 مسند امام اعظم ابوحنیفہ-ابن المقرئ رحمۃ اللہ علیہ 381ھ

4 مسند امام اعظم ابوحنیفہ-ابن خسرو رحمۃ اللہ علیہ 522ھ

اور کچھ دیگر مسانید بھی ہیں۔

1 مسانیدِ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا تعارف

امام حاکم نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ان مشہور ثقہ ائمہ حدیث میں سے ہیں، جن کی احادیث مشرق تا مغرب جمع کی جاتی ہیں اور ان سے تبرک حاصل کیا جاتا ہے''۔امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ کے اس قول کی تصدیق کرنی ہو تو امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی مسانید کو دیکھ لیجیے کہ مشرق سے لے کر مغرب تک ہر طبقہ کے محدثین نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی احادیث سے اعتنا کیا ہے اور بڑی کثرت سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے احادیث کے مجموعے مسانید کی صورت میں لکھے ہیں۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا یہ شرف ہے کہ جس کثرت سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی مسانید لکھی گئی ہیں، اتنی کسی امام کی نہیں لکھی گئیں اور جن حضرات نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی مسانید لکھی ہیں، وہ سب کے سب بلند پایا حفاظِ حدیث ہیں۔

امام حافظ ابن نقطہ حنبلی رحمۃ اللہ علیہ (م629ھ) فرماتے ہیں:

ومسند أبي حنيفة جمعه غير واحد من الحفاظ.

(التقييد لمعرفة رواة السنن والمسانيد، ص26۔المؤلف: محمد بن عبد الغني بن أبي بكر بن شجاع، أبو بكر، معين الدين، ابن نقطة الحنبلي البغدادي (المتوفى:

629ھ)۔الناشر: دار الکتب العلمیة۔الطبعة: الطبعة الأولی 1408ھ-1988م)

ترجمہ مسندابی حنیفہ کو بہت سے حفاظ نے جمع کیا ہے۔

امام ابن حجر مکی شافعی رحمۃ اللہ علیہ (م973ھ) امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مناقب میں لکھتے ہیں:

وقد خرج الحفاظ من احادیثه مسانید کثیرة. اتصل بنا کثیر منها کما هو مذکور فی مسندات مشایخنا۔ (الخیرات الحسان:144)

ترجمہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی احادیث کو مسانیدِ کثیرہ میں بہت سے حفاظ نے تخریج کیا ہے، اور وہ متصل سند سے ہمیں موصول ہوئے ہیں جیسا کہ ہمارے مشائخ کی مسندوں میں مذکور ہیں۔

امام ابوالمؤید خوارزمی رحمۃ اللہ علیہ (م655ھ) نے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی ان مسانیدِ کثیرہ میں سے پندرہ مسانید کو ''جامع المسانید'' میں تخریج کیا ہے۔

اسی طرح مؤرخ کبیر علامہ محمد بن یوسف صالحی رحمۃ اللہ علیہ (م942ھ) مؤلف ''السیرۃ الکبریٰ الشامیة'' نے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے مناقب میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی سترہ مسانید کی نشاندہی کی ہے اور ان کے مؤلفین تک اپنی اسانید بھی ذکر کردی ہیں۔

(عقود الجمان، ص:323)

حافظ ابن طولون رحمۃ اللہ علیہ (م953ھ) نے بھی ''الفہرست الاوسط'' میں امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی سترہ مسانید کی اسناد اپنے سے لے کر ان کے مؤلفین تک ذکر کردی ہیں۔

(تانیب الخطیب، ص:156)

امام ابوالصبر ایوب الخلوتی رحمۃ اللہ علیہ (م1071ھ) کی ''الثبت'' میں بھی سترہ مسانید کی اسانید ان کے مؤلفین تک مذکور ہیں۔ (الرسالۃ المستطرفۃ، ص:16)

مصر کے مشہور عالم اور مایہ ناز محقق علامہ زاہد الکوثری رحمۃ اللہ علیہ (م1371ھ) امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی 21 مسانید کی نشاندہی کی ہے اور اپنی تصنیف ''التحریر الوجیز'' میں ان کے مؤلفین تک اپنی مسانید بھی ذکر کردی ہیں۔ (تانیب الخطیب، ص:156)

2 مسانیدِ ابی حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی چند خصوصیات

(1) مسند ابی حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اُن دس کتبِ حدیث میں شامل ہے جو اسلام کی اساس ہیں اور جن پر دین کا مدار ہے۔ امام محمد بن جعفر الکتانی رحمۃ اللہ علیہ (1345ھ) ان دس کتب کا تعارف کرانے کے بعد لکھتے ہیں: ائمہ اربعہ کی کتبِ حدیث (مسندِ ابی حنیفہ، مؤطا امام مالک، مسند الشافعی، مسندِ امام احمد) پہلی چھ کتب صحیح بخاری، صحیح مسلم، سنن ابی داؤد، سنن النسائی، سنن الترمذی اور سنن ابن ماجہ سے مل کر مکمل دس کتب ہو جاتی ہیں، جو اسلام کی بنیادیں ہیں اور جن پر دین کا مدار ہے۔ شیخ الاسلام حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ (م ۸۵۲ھ) نے امام حسینی رحمۃ اللہ علیہ کی اس کتاب سے کتبِ ستہ کے رواۃ کو حذف کر کے صرف ائمہ اربعہ کی مسانید کے رواۃ کے حالات الگ ایک کتاب کی صورت میں جمع کی ہیں اور اس میں کئی مفید اضافے بھی کیے ہیں۔ اس کتاب کا نام ''تعجیل المنفعة بزوائد رجال الائمة الأربعة'' ہے اور یہ کتاب بھی مطبوعہ ہے۔ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی کئی مسانید کے رواۃ کے حالات اس میں آ گئے ہیں۔

(2) امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی یہ مسانید اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف ''کتاب الآثار'' فقۂ حنفی (جو تقریباً تیرہ سو سال سے امتِ مسلمہ کی اکثریت کا دستورِ عمل ہے) کی بنیادی کتب میں سے ہیں۔ چنانچہ مسند الہند حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (م 1176ھ) فرماتے ہیں: ''فقہ حنفی کی بنیاد مسندِ ابی حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور کتاب الآثار بروایت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ پر ہے''۔ (قرۃ العینین فی تفضیل الشیخین، ص:158)

(3) ان مسانید میں امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی اسناد سے جتنی احادیث مذکور ہیں، وہ سب آپ رحمۃ اللہ علیہ کے فقہی مستدلات ہیں اور یہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ان مرویات میں سے ہیں جو آپ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک صحیح ہیں۔ حافظ ابوالمحاسن الحسینی رحمۃ اللہ علیہ (م765ھ) اپنی کتاب ''التذکرۃ'' کے مقدمہ میں لکھتے ہیں:

وکذلك مسند الشافعی موضوع لأدلته علی ما صح عنده من مرویاته

و کذلك مسند أبي حنيفة۔

(ذیل تذكرة الحفاظ، ص 4۔ المؤلف: شمس الدين أبو المحاسن محمد بن علي بن الحسن بن حمزة الحسيني الدمشقي الشافعي (المتوفى: 765ھ)۔ الناشر: دار الكتب العلمية۔ الطبعة: الطبعة الأولى 1419ھ-1998م؛ تعجیل المنفعۃ، ص:238)

ترجمہ: مسند شافعی ؒ کی طرح مسند ابی حنیفہ ؒ بھی ان دلائل پر مشتمل ہے جو امام صاحب ؒ کی صحیح روایات میں سے ہیں۔

(4) امام اعظم ؒ کی ان مسانید کو محدثین میں بہت پزیرائی ملی ہے جس کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ یہ مسانید محدثین کے زیر نظر رہی ہیں۔ ان کے ہاں ان مسانید کو سماعت اور روایت کرنے کا رواج رہا ہے۔ اسی طرح امام اعظم ؒ کی کئی مسانید مؤرخ اسلام امام کمال الدین عمر بن احمد ؒ المعروف بہ"ابن العدیم" (م 660ھ) کی زیرِ نظر بھی رہ چکی ہیں۔ چنانچہ وہ ایک حدیث کی تحقیق میں رقم طراز ہیں:

وقد نظرت في مسانيد أبي حنيفة رضي الله عنه وهي مسنده الذي جمعه الحافظ أبو أحمد بن عدي۔ (بغیۃ الطلب فی تاریخ حلب: جلد 6، ص 2710)

ترجمہ: میں نے حضرت امام ابوحنیفہ ؒ کی مسانید میں اس کو دیکھا ہے، اور یہ وہ مسند ہے جس کو حافظ ابواحمد بن عدی ؒ نے جمع کیا ہے۔

قاضي القضاة نور الدّين أبو الفضل محمد بن محمد بن يوسف الخزرجي الدمشقي الحنفي الصالحي، المعروف بابن منعة ؒ (م 904ھ) جو ایک جلیل المرتبت محدث اور دمشق کے قاضی القضاۃ رہے ہیں، ان کے ترجمہ میں امام نجم الدین غزنوی شافعی ؒ (م 1061ھ) اور امام ابن العماد حنبلی ؒ (م 1089ھ) نے لکھا ہے:

وسمع بعض "مسانيد أبي حنيفة" على قاضي القضاة حميد الدّين۔

(شذرات الذهب في أخبار من ذهب، ج 10 ص 35؛ الكواكب السائرة، ج 1 ص:17)

ترجمہ: انھوں امام ابوحنیفہ ؒ کی بعض مسانید کو قاضی القضاۃ حمید الدین ؒ سے سنا ہے۔

ان کی مزید تفصیلات آگے پیش کی جائیں گی۔

7 جامع المسانید

اس کے علاوہ امام صاحب ؒ کے شاگردوں نے امام صاحب ؒ کی روایت کو اپنے اپنے مزاج ومذاق کے اعتبار سے مسند کی شکل میں جمع کیا ہے اور علامہ خوارزمی ؒ (م 665ھ) نے اکثر مسانید کو"جامع المسانید" کے نام سے یکجا کر دیا ہے۔ وہ اپنی اس کتاب کے مقدمہ میں تحریر فرماتے ہیں:

"میں نے شام میں بعض جاہلوں سے امام ابوحنیفہ ؒ کی حدیثوں کی مقدار کے بارے میں ایسی باتیں سنی جس سے امام صاحب ؒ کی تنقیص ہوتی تھی۔ وہ امام صاحب ؒ کی طرف قلتِ حدیث کو منسوب کرتے تھے اور اس قلتِ حدیث کی دلیل میں مسندِ شافعی اور مؤطا مالک کو پیش کرتے تھے، اور دعویٰ کرتے تھے کہ امام ابوحنیفہ ؒ کی کوئی مسند نہیں ہے، وہ تو صرف چند حدیثیں ہی روایت کرتے تھے، اس پر دینی غیرت وحمیت دامن گیر ہوئی، تو میں نے فیصلہ کرلیا کہ بڑے بڑے علمائے حدیث نے ابوحنیفہ ؒ کی لکھائی ہوئی حدیثیں جو پندرہ مسندوں میں جمع ہیں ان کو یکجا کر دوں"۔

ان سب پر مستزاد یہ کہ بہت سے محدثین نے بھی امام صاحب ؒ کی روایت کو اپنی کتاب میں جگہ دی ہے۔ امام شافعی ؒ نے"کتاب الام" میں امام صاحب ؒ کی سند سے اٹھارہ (18) احادیث نقل کی ہے۔ مصنف ابن ابی شیبہ میں چالیس حدیثیں، مصنف عبدالرزاق میں پچپن حدیثیں، ابن حزم کی"محلی" میں گیارہ حدیثیں مذکور ہیں۔ اس کے علاوہ بیہقی ؒ، ابن خزیمہ ؒ، ابن حبان ؒ، نسائی ؒ، دارقطنی ؒ، سرخسی ؒ، خطیب بغدادی ؒ اور حاکم ؒ وغیرہ نے امام صاحب ؒ کی سند سے روایات نقل کی ہیں۔

(محمد خواجہ شریف، امام الاعظم امام المحدثین، ص:136 مجلس اشاعت العلوم جامعہ نظامیہ، حیدرآباد)

علامہ ظفر تھانوی ؒ لکھتے ہیں:

فلو جمعنا تلك الاحاديث كلها في مجلد واحد لكان كتابا ضخما ۔

(مقدمہ اعلاء السنن ابوحنیفہ واصحابہ المحدثون 21/24)

ترجمہ: اگر تمام احادیث کو ایک جگہ جمع کیا جائے تو ایک ضخیم کتاب تیار ہو سکتی ہے۔

امام صاحب ؒ کی کتاب الآثار، جامع المسانید اور دیگر احادیث کی کتابوں اور اس کثرتِ روایت کے باوجود اگر کوئی کہے کہ امام صاحب ؒ کی حدیث میں کوئی کتاب نہیں، یا علمِ حدیث میں امام صاحب ؒ کا کوئی مقام ومرتبہ نہیں، تو یہ تجاہلِ عارفانہ، یا حسد وعناد، حق سے چشم پوشی اور انصاف سے عداوت نہیں تو اور کیا ہے؟
اس کی مزید تفصیل امام اعظم ابوحنیفہ ؒ (4): مرویاتِ امام ابوحنیفہ ؒ میں دیکھیے۔

8 الموسوعة الحديثية لمرويات الإمام أبي حنيفة ؒ

علماء احناف پر امام صاحب ؒ کا ایک قرض تھا گویا وہ ادا ہو گیا

تقریباً پچھلے سو سال سے علماء احناف کی جو تمنا اور کوشش تھی کہ امام ابوحنیفہ ؒ کی ساری احادیث کو ایک انسائیکلو پیڈیائی انداز میں جمع کر دیا جائے، تاکہ غیر مقلدین کی طرف سے، امام اعظم ابوحنیفہ ؒ پر جو قلیل الحدیث ہونے کا بہتان ہے، وہ علمی انداز میں زائل ہو۔ ایک ایسا علمی کارنامہ جس کی تمنا کئی ایک موقر علمائے امت اپنے دلوں میں لے کر اس دارِ فانی سے کوچ کر گئے۔

مؤلف موسوعہ نے اپنے مقدمہ میں ان علماء کرام کے نام کی تفصیل ذکر کی ہے جن میں امام مولانا عبد الحی فرنگی محلی ؒ، شیخ الاسلام العلامہ زاہد الکوثری ؒ، مولانا العلامہ ظفر احمد العثمانی ؒ، مولانا مفتی مہدی حسن شاہ جہاں پوری ؒ، علامہ ابو الوفاء الافغانی ؒ، اور مولانا العلامہ عبد الرشید النعمانی ؒ وغیرہ حضرات شامل ہیں۔ اس طرح یہ کام قرض کے طور پر علمائے احناف کے ذمہ باقی رہا، یہاں تک کہ اللہ رب العزت نے اس عظیم کام کی تکمیل کا شرف مقیم البلد الامین ہمارے شیخ ومربی محدثِ

العصر حضرت مولانا لطیف الرحمن صاحب مکی بہرائچی دامت برکاتہم العالیہ کے مقدر میں لکھ دیا۔ آپ محدث کبیر علامہ حبیب الرحمن الاعظمی ؒ کے تلامذہ میں سے ہیں۔
الحمد للہ! حضرت محدث العصر مولانا لطیف الرحمن صاحب قاسمی دامت برکاتہم العالیہ کی طویل جد وجہد اور حضراتِ مشائخ کرام کی خصوصی توجہ اور دعاؤں کی برکت سے یہ عظیم کام پایہ تکمیل کو پہنچا ہے۔

1 وجہِ تالیف الموسوعة

یہ بات مُسلَّم ہے کہ ہر "فقیہ" محدث، مفسر اور ادیب ہوتا ہے، تو ہی وہ اجتہاد کا ملکہ حاصل کر سکتا ہے۔ اسی طرح سیدنا امام الائمہ، سراج الامہ، رئیس الفقہاء، محدثِ کبیر، حافظِ حدیث، امام اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت الکوفی (و:۸۰ھ-م:۱۵۰ھ) ؒ کے اوصافِ مخصوصہ: علم وعمل، زہد وتقویٰ، ریاضت وعبادت اور فہم وفراست کی طرح، آپ ؒ کی شانِ محدثیت، حدیث دانی اور حدیث بیانی بھی، اہل ایمان میں مسلم اور ایک ناقابل انکار حقیقت ہے، لیکن اس کے باوجود، کچھ کم علم اور متعصب افراد نے امام صاحب ؒ پر "قلیل الحدیث" اور "یتیم فی الحدیث" وغیرہ ہونے کا الزام لگایا ہے، جو خالص حسد وعناد پر مبنی ہے۔

چنانچہ علامہ ابن حجر مکی ؒ فرماتے ہیں:

''علامہ ذہبی ؒ وغیرہ نے امام ابوحنیفہ ؒ کو حفاظِ حدیث کے طبقے میں لکھا ہے اور جس نے ان کے بارے میں یہ خیال کیا ہے کہ وہ حدیث میں کم شان رکھتے تھے، تو اس کا یہ خیال یا تو تساہل پر مبنی ہے یا حسد پر''۔ (الخیرات الحسان، ص:60)

چنانچہ محدث العصر حضرت مولانا لطیف الرحمن صاحب مکی حفظہ اللہ کی مرتب کردہ ''الموسوعة الحديثية لمرويات الإمام أبي حنيفة ؒ'' کو پڑھنے کے بعد الحمد للہ امام صاحب ؒ کی شانِ محدثیت روز روشن کی طرح عیاں ہو جائے گی، کہ آپ ؒ صرف محدث ہی نہیں بلکہ امامِ حدیث، حافظِ حدیث اور صاحبِ ''جرح

وتعدیل''، ہونے کے ساتھ ساتھ، کثیر الحدیث ہونے میں بعد کے محدثین مثلاً: امام بخاری ؒ و مسلم ؒ وغیرہ کے ہم پلہ ہیں، جس سے آپ ؒ کا علمِ حدیث میں بلند مقام ومرتبہ کا ہونا ظاہر ہے۔ نیز آپ ؒ پر حدیث کے حوالے سے کیے گئے اعتراضات کا بے بنیاد ہونا بھی ان شاء اللہ ثابت ہوجائے گا۔

2 مختصر تفصیلات

موسوعہ کی تکمیل کے لیے محدث العصر حضرت مولانا لطیف الرحمن صاحب مکی حفظہ اللہ نے دنیا بھر کے کتب خانوں کے اسفار کیے، خاص طور پر ہندوستان، پاکستان، سعودی عرب، مصر، ترکی، روس اور انڈونیشیا وغیرہ میں موجود مکتبات پہنچ کر ان کی مخطوطات کی فہرست کو کھنگالا اور اس فن کے ماہرین سے رابطہ فرمایا۔ اور احادیث کی تمام کتابوں کی ورق گردانی کی، خواہ وہ مسانید ہوں یا سنن یا صحاح یا جوامع یا مصنفات یا مستدرکات یا معاجم یا اجزاء یا مشکلات الآثار یا کتب الزوائد یا کتب اطراف وغرائب یا کتب رجال وتاریخ یا طبقات وتراجم وغیرہ۔ غرض یہ ہے کہ قرنِ اول سے لے کر قرنِ عاشر تک امام ابوحنیفہ ؒ کی پھیلی ہوئی احادیث جو اسانید متصلہ کے ساتھ ہوں، ان کو ایک جگہ جمع کیا۔ جس کے نتیجے میں متعدد مسانید جو، آج تک چھپے نہیں تھے بلکہ وہ مخطوطات ہی کی شکل میں موجود تھے، ان کو حاصل کرکے ان کی تحقیق وتخریج کرکے نشر کیا۔ خاص طور پر چند ایک کا تذکرہ کیا جاتا ہے۔

1. مسند الإمام أبی حنیفة ؒ للحارثی ؒ
2. مسند الإمام أبی حنیفة ؒ لابن خسرو ؒ
3. مسند الإمام أبی حنیفة ؒ لابن المقری ؒ
4. مسند الإمام أبی حنیفة ؒ للثعالبی ؒ
5. مسند الإمام أبی حنیفة ؒ لابن ابی العوام ؒ
6. کشف الآثار الشریفة فی مناقب أبی حنیفة ؒ للحارثی ؒ

چند کتابیں جو پہلے سے متداول تھیں ان پر از سرنو کام کیا ہے:

1. جامع المسانید للخوارزمی ؒ
2. آثار الامام ابی یوسف ؒ
3. آثار الامام محمد ابن حسن الشیبانی ؒ
4. مسند ابی حنیفة لابی نعیم الاصبہانی ؒ

اور کچھ ایسے رسالے جو پہلے چھپے نہیں تھے، ان کی تحقیق کرکے ان کو نشر کیا، جیسے:

1. الاربعین المختارة من الحدیث الإمام ابی حنیفة ؒ
2. عوالی الإمام ابی حنیفة ؒ
3. احادیث السبعة عن سبعة من الصحابة ؓ

پھر پندرہ سال کی مسلسل جدوجہد سے پورے ذخیرۂ احادیث کو کھنگال کرکے ان کی ترتیب، تبویب اور تہذیب کرکے امام صاحب ؒ کی 10613 (دس ہزار چھ سو تیرہ) مرویات جمع کیں۔ اور ان پر تحقیقی کام کیا، اور الحمدللہ اب یہ انسائیکلوپیڈیا: الموسوعة الحدیثیة لمرویات الإمام أبی حنیفة ؒ کے نام سے عربی میں 20 جلدوں میں شائع ہوکر منظر عام پر آگئی ہے جس میں امام اعظم ابوحنیفہ ؒ کا مکمل دفاع، علمِ حدیث میں آپ ؒ کا عظیم مقام اور آپ ؒ کی مرویات پر ہوئے کام کا تفصیلی جائزہ لیا گیا ہے۔ حضرت کے اس علمی کارنامے کے متعلق علماء نے لکھا ہے: ''علماء احناف پر امام صاحب ؒ کا ایک قرض تھا گویا وہ ادا ہوگیا''۔

(علوم اسلامیہ کی تاریخ کا ایک بے مثال علمی کارنامہ: ''الموسوعة الحدیثیة لمرویات الامام ابی حنیفة ؒ''۔ مؤلف: مولانا حذیفہ ابن مولانا غلام محمد صاحب وستانوی حفظہ اللہ۔ استاد حدیث و تفسیر ومعتمد جامعہ اسلامیہ اشاعة العلوم اکل کوا انڈیا)

3 کتاب کا اسلوب اور منہج

حضرت مولانا حذیفہ وستانوی صاحب حفظہ اللہ نے اپنے رسالے میں محدث العصر

حضرت مولانا لطیف الرحمن صاحب مکی حفظہ اللہ کے حوالے سے موسوعہ کا جو اسلوب اور منہج تحریر کیا ہے وہ پیش خدمت ہے۔

مولانا کے بیان کے مطابق کتاب کل 20 جلدوں میں ہے، جس میں طویل مقدمہ ہے جو 3 جلدوں پر مشتمل ہے، جس میں امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا مکمل دفاع، علم حدیث میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کا عظیم مقام اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کی مرویات پر ہوئے کام کا تفصیلی جائزہ لیا گیا ہے۔

بہت سی غلط فہمیاں اس بارے میں جو علمی حلقوں میں رائج ہیں اس کی نشان دہی کی گئی ہے اور اسے دور کیا ہے۔

ماشاءاللہ کتاب فقہی اور حدیثی دونوں ترتیب کی رعایت کے ساتھ مرتب کی گئی ہے۔

کتاب کا آغاز "باب ماجاء فی تصحیح النیة" سے کیا ہے، جس کی پہلی روایت یہ ہے:

1 اخبرنا أحمد بن محمد الهمداني، ثنا أحمد بن محمد بن يحيى الحازمي، حدثني حسين بن سعيد اللخمي، عن أبيه، عن زكريا بن أبي العتيك عن أبي حنيفة، عن يحيى بن سعيد، عن محمد بن إبراهيم التيمي، عن علقمة بن وقاص الليثي، عن عمر بن الخطاب قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم:

"الأعمال بالنيات، ولكل امرء ما نوى۔ فمن كانت هجرته إلى الله و رسوله فهجرته إلى الله ورسوله، ومن كانت هجرته إلى دنيا يصيبها أو إلى امرأة ينكحها، فهجرته إلى ما هاجر إليه"۔ (الموسوعة الحديثية)

اسی کے بعد حدیث کی تخریج کی ہے، مثلاً: اس پہلی حدیث پر تخریج اس طرح ہے:

(المسند للحارثی: 264)، والخبر أخرجه ابن المبارك فی الزهد 188، والطیالسی 37، والحمیدی 28، واحمد 1/ 25،43، والبخاری 1/ 2،21،3/ 190،5/ 72،7/ 4،8/ 175،9/ 29، ومسلم 6/ 48، وابوداؤد 2201، والترمذی 1647، والنسائی 1/ 58، 6/ 158، 7/ 13، وابن

ماجہ 4227، والبزار 257، وابن الجارود 64، وابن خزیمہ 142، 143، 455، والطحاوی 3/ 96، وابن حبان 388، والدارقطنی 1/ 50، والبیہقی 1/ 41، 4/ 235، 6/ 331، والبغوی-1-206 من طرق عن يحيى بن سعيد عن محمد بن إبراهيم به)(الموسوعة الحديثية)

موسوعة حديثيه کا آخری باب "باب ماجاء فی صفة الجنة والحور" اور آخری روایت یہ ہے:

2 حدثنا أحمد بن محمد، قال: أخبرني عبد الله بن بهلول، قال: هذا كتاب جدي فقرأت فيه، قال: حدثني حفص بن عبد الرحمن التغلبي، عن مسلمة بن جعفر، قال: حدثت أبا حنيفة رحمة الله عليه بحديث فيه ذكر الجنة فرأيت عينيه تجريان حتى قطر دموعه وأومى إلي، فأمسكت عن بقية الحديث۔ (كشف الاسرار للحارثي (432)(الموسوعة الحديثية)

کتاب میں جتنے رواۃ ہیں ان سب کے تراجم ہیں، جن کی تعداد 2314 ہیں۔

پوری کتاب کچھ اس طرح ہے:

(1) 3 جلدیں مقدمہ
(2) 3 جلدیں تراجم رواۃ
(3) 2 جلدیں فہرست
(4) 12 جلدوں میں احادیث

اس طرح کل 20 جلدوں میں کام پایۂ تکمیل تک پہنچا۔

بہرحال صدیوں سے جس کام کی تکمیل کا انتظار تھا، اللہ نے اس کو اپنے فضل سے پورا فرمادیا ہے۔ ان شاء اللہ یہ موسوعہ علم حدیث کے باب میں ایک شاندار اضافہ ثابت ہوگا۔ اگر یہ بات کہی جائے تو مبالغہ نہیں ہوگا کہ پوری دنیا میں کہیں بھی امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق کوئی کانفرنس ہو، اور اس میں اس موسوعہ کا تذکرہ نہ ہو، تو وہ کانفرنس ادھوری اور نامکمل ہوگی۔

اس موسوعہ کو دارالکتب العلمیہ بیروت نے شائع کیا ہے۔

اللہ اپنے فضل سے محدث العصر حضرت مولانا لطیف الرحمن صاحب مکی قاسمی حفظہ اللہ کے فیض کو جاری وساری فرمائے اور حضرت کی ان کاوشوں کو قبول فرمائے اور ان کی تصانیف کو قبولیتِ عامہ عطا فرمائے اور ان سب کو ذخیرۂ آخرت بنائے۔ اور حضرت کا سایۂ عافیت ہم پر تادیر قائم ودائم رکھے۔ آمین۔

(علوم اسلامیہ کی تاریخ کا ایک بے مثال علمی کارنامہ: ''الموسوعة الحديثية لمرويات الامام ابي حنيفة'': مؤلف: مولانا حذیفہ ابن مولانا غلام محمد صاحب وستانوی حفظہ اللہ: استاد حدیث وتفسیر و معتمد، جامعہ اسلامیہ اشاعۃ العلوم اکل کوا انڈیا)

9 اطرافِ احادیث ابی حنیفۃ رحمۃ اللہ علیہ

اطرافِ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ کسی حدیث کے شروع کا صرف اتنا حصہ کہ جس سے بقیہ حدیث بھی معلوم ہو جائے، ذکر کر کے اس کی تمام سندوں کو جمع کر دیا جائے، یا ان کتابوں کا حوالہ دے دیا جائے جن میں یہ حدیث مروی ہے۔ جیسے امام ابوالفضل محمد بن طاہر مقدسی رحمۃ اللہ علیہ (م 507ھ) کی کتاب ''اطراف الكتب الستة'' اور امام ابوالحجاج مزی رحمۃ اللہ علیہ (م 742ھ) کی ''تحفة الاشراف بمعرفة الاطراف'' ہیں۔ ان ہر دو کتب میں صحاح ستہ کے اطراف جمع کیے گئے ہیں۔

ایسے ہی امام محمد بن طاہر مقدسی رحمۃ اللہ علیہ (م 507ھ)، جن کو حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ: الحافظ، العالم، المكثر اور الجوال کے القاب سے یاد کرتے ہیں (تذکرۃ الحفاظ (4/27)، نے امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی احادیث پر اطراف لکھے ہیں، جن کو انہوں نے ایک کتاب میں جمع کر دیا ہے۔ اس کتاب کا نام ''اطراف احاديث ابي حنيفة'' ہے۔ چنانچہ اسماعیل پاشا بغدادی رحمۃ اللہ علیہ (م 1339ھ) نے امام مقدسی رحمۃ اللہ علیہ کی جن کتب کی فہرست دی ہے اُس میں انہوں نے ان کی کتاب ''اطراف احاديث ابي حنيفة رحمۃ اللہ علیہ'' کی بھی تصریح کی ہے۔ (ہدیۃ العارفین، 2/82)

10 عوالی الامام ابی حنیفۃ رحمۃ اللہ علیہ

عوالی سے مراد وہ احادیث ہیں جن کی اسناد عالی ہوں، یعنی ان میں وسائط کی تعداد کم ہو۔

محدثین نے کبار ائمہ حدیث کی ایسی احادیث کے مستقل مجموعے لکھے ہیں، چنانچہ امام شمس الدین یوسف بن خلیل الادمی حنبلی رحمۃ اللہ علیہ (م 648ھ)، جن کو حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ: الإِمَامُ الْمُحَدِّثُ الصَّادِقُ، الرَّحَّالُ النَّقَّالُ، شَيْخُ الْمُحَدِّثِيْنَ، رَاوِيَةُ الإِسْلَامِ جیسے عظیم القاب سے یاد کرتے ہیں (سیر اعلام النبلاء ج 16 ص 366 رقم 5797)، نے متعدد ائمہ حدیث کے عوالی لکھے ہیں، جن میں سے ''عوالی الامام ابی حنیفۃ'' بھی ہیں، جیسا کہ حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے ان کے ترجمہ میں تصریح کی ہے۔ (سیر اعلام النبلاء ج 16 ص 367 رقم 5797)

یہ کتاب ابھی حال ہی میں طبع ہوگئی ہے۔

(جزء عوالي الإمام أبي حنيفة رضي الله عنه. المؤلف: يوسف بن خليل بن قراجا بن عبد الله، أبو الحجاج، شمس الدين الدمشقي ثم الحلبي الحنبلي (المتوفى: 648هـ). الناشر: دار الفرفور - دمشق [طبع مع الأربعين المختارة من حديث أبي حنيفة]. الطبعة: الأولى، 1422هـ - 2001م)

مشہور شافعی محدث امام تاج الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ (م 771ھ) نے اس کتاب کا سماع اپنے والد ماجد امام تقی الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ (م 756ھ) سے کیا تھا، چنانچہ وہ اپنے والد کے ترجمہ میں لکھتے ہیں:

سَمِعْتُ عَلَيْهِ.....وَجُزْءًا فِيهِ مَا وَقَعَ عَالِيًا مِنْ حَدِيثِ الإِمَامِ أَبِي حَنِيفَةَ النُّعْمَانِ بْنِ ثَابِتٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ تَخْرِيجَ الإِمَامِ الْحَافِظِ أَبِي الْحَجَّاجِ يُوسُفَ بْنِ خَلِيلِ بْنِ عَبْدِ اللهِ الدِّمَشْقِيِّ لِنَفْسِهِ، بِسَمَاعِهِ مِنْ إِسْحَاقَ بْنِ أَبِي بَكْرٍ ابن النَّحَّاسِ، عَنْهُ.

(معجم الشیوخ، ص281۔المؤلف: تاج الدین عبد الوهاب بن تقي الدين السبكي (المتوفى: 771ھ)۔الناشر: دار الغرب الإسلامي)

ترجمہ: میں نے امام ابوحنیفہ نعمان بن ثابت رحمۃ اللہ علیہ کی عالی السند احادیث پر مشتمل جزء جس کی تخریج امام حافظ ابوالحجاج یوسف بن خلیل دمشقی رحمۃ اللہ علیہ نے کی ہے، کا سماع اپنے والد سے کیا تھا، جس کو میرے والد اسحاق بن ابوبکر بن نخاس رحمۃ اللہ علیہ سے اور وہ مصنف (ابو الحجاج دمشقی رحمۃ اللہ علیہ) سے روایت کرتے ہیں۔

پھر امام سبکی رحمۃ اللہ علیہ نے اس ''جزء'' سے تین احادیث بھی اپنی سند کے ساتھ نقل کی ہیں۔

(معجم الشیوخ، ص387 -385۔المؤلف: تاج الدین عبد الوهاب بن تقي الدين السبكي (المتوفى: 771ھ)۔الناشر: دار الغرب الإسلامي)

یہ کتاب اب شیخ لطیف الرحمان قاسمی کی تحقیق اور اہتمام کے ساتھ طبع ہو چکی ہے۔

اسی طرح متعدد محدثین (امام ابوحامد محمد بن ہارون حضرمی رحمۃ اللہ علیہ، امام علی بن احمد بن عیسیٰ نہفقی رحمۃ اللہ علیہ، امام ابومعشر عبدالکریم طبری المقری رحمۃ اللہ علیہ، امام ابوبکر عبدالرحمن بن احمد سرخسی رحمۃ اللہ علیہ، امام عبداللہ بن حسین نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ اور امام محمد بن عبدالملک قزوینی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ) نے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی وحدانی روایات (جن کو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے صرف ایک واسطہ سے روایت کیا ہے اور یہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی سب سے عالی روایات ہیں) پر مستقل جزء لکھے ہیں، جن کی تفصیل ماقبل گزر چکی ہے۔

11 اربعین من حدیث الامام ابی حنیفۃ رحمۃ اللہ علیہ

''اربعین''، چہل حدیث (چالیس احادیث کے مجموعے) کو کہا جاتا ہے۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چونکہ چالیس احادیث کو جمع کرنے اور ان کو حفظ کرنے کی بہت زیادہ فضیلت ارشاد فرمائی ہے۔اس لیے متعدد محدثین نے مختلف موضوعات اور عنوانات پر چالیس احادیث کے مجموعے اربعین کے نام سے لکھے ہیں۔اسی طرح کئی محدثین نے امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے ذخیرۂ احادیث میں سے بھی چالیس احادیث کو منتخب کر کے

ان کو علیحدہ کتابی صورت میں جمع کر دیا ہے۔چنانچہ جن محدثین نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی احادیث کی اربعین لکھی ہیں، ان میں سے ایک امام یوسف بن حسن بن عبدالہادی حنبلی رحمۃ اللہ علیہ (م909ھ) جو ابن المبرد رحمۃ اللہ علیہ سے مشہور ہیں، بھی ہیں۔

یہ کتاب ابھی حال ہی میں طبع ہوگئی ہے۔

(الأربعون المختارة من حديث الإمام أبي حنيفة۔المؤلف: يوسف بن حسن بن أحمد بن حسن ابن عبد الهادي الصالحي، جمال الدين، ابن ابن المِبْرَد الحنبلي (المتوفى: 909ھ)۔الناشر: دار الفرفور - دمشق [طبع مع عوالي أبي حنيفة]۔ الطبعة: الأولى، 1422ھ-2001م)

مؤرخ اسلام علامہ ابن العماد رحمۃ اللہ علیہ (م1089ھ) نے امام المبرد کا شاندار ترجمہ لکھا ہے اور ان کے علمی مقام کو بڑا سراہا ہے۔(شذرات الذہب، 8/43)

امام ابن المبرد رحمۃ اللہ علیہ کی اس اربعین کا نام ''کتاب الاربعین المختارۃ من حدیث الامام ابی حنیفۃ رحمۃ اللہ علیہ'' ہے۔اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے شیخ لطیف الرحمان قاسمی صاحب کو جنہوں نے بڑی محنت سے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی احادیث کے تین نادر مجموعے تلاش کر کے ان کو شائع کر دیا ہے۔ان تین مجموعوں میں سے ایک امام ابن المبرد رحمۃ اللہ علیہ کی امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی احادیث سے منتخب کردہ یہ اربعین بھی ہے۔(الرسائل الثلاث الحدیثیۃ، ص33-124۔طبع: المکتبۃ الامدادیۃ، مکۃ المکرمۃ)

اسی طرح محدثِ شام امام محمد بن یوسف صالحی شافعی رحمۃ اللہ علیہ (م942ھ) نے بھی امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے مناقب میں اپنی تالیف کردہ لاجواب کتاب ''عقود الجمان'' میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی احادیث سے چالیس ایسی احادیث منتخب کی ہیں جو چالیس صحابہ رضی اللہ عنہم سے مروی ہیں۔ان چالیس احادیث کو امام صالحی رحمۃ اللہ علیہ نے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے بہ سند نقل کیا ہے۔(عقود الجمان (ص334-335)

اسی طرح دمشق کے کثیر التصانیف محدث امام ابن طولون رحمۃ اللہ علیہ (م953ھ) نے بھی امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی روایت کردہ احادیث میں سے چالیس احادیث کا ایک ایسا

خوبصورت مجموعہ تیار کیا ہے کہ اس میں درج چالیس احادیث کو انہوں نے اپنے چالیس مشائخ سے (ہر شیخ سے ایک حدیث کو) روایت کیا ہے، اور وہ چالیس احادیث چالیس مختلف ابواب (موضوعات) پر مشتمل ہیں۔

(فہرس الفہارس والاثبات، 1/472۔ للکتانیؒ)

12 ''جزء احادیث ابی حنیفۃ رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ'' للبکائی رحمۃ اللہ علیہ

مذکورہ بالا مجموعاتِ حدیث تو وہ ہیں جن میں خاص امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی احادیث کو جمع کیا گیا ہے، لیکن بعض ایسے مجموعے بھی ہیں کہ جو صرف امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی احادیث کے لیے ہی مخصوص نہیں ہیں، بلکہ ان میں آپ رحمۃ اللہ علیہ سمیت دیگر ائمہ مشاہیر کی احادیث بھی جمع کی گئی ہیں۔ مثلاً: ثقہ محدث امام علی بن عبدالرحمٰن بکائی رحمۃ اللہ علیہ (م 376ھ) نے حدیث کا ایسا جزء لکھا ہے جس میں امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ، امام شعبہ رحمۃ اللہ علیہ، امام ثوری رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ محدثین کی احادیث کو بھی انہوں نے جمع کیا ہے۔ یہ جزء حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ (م 852ھ) کی مسموعات میں سے ہے، اور حافظ موصوف رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے سے لے کر امام بکائی رحمۃ اللہ علیہ تک اپنی اسناد بھی ذکر کر دی ہے۔

(المجمع المؤسس للمعجم المفهرس، ج 2 ص 424۔ مشیخة: شهاب الدين أحمد بن علي بن محمد بن محمد بن علي بن أحمد الشهير بـ "ابن حجر العسقلاني" (773-852 هـ). الناشر: دار المعرفة - بيروت. الطبعة: الأولى. (ج 1) / 1413 هـ - 1992 م. (ج 2-4) / 1415 هـ - 1994 م)

قارئین! آپ نے ملاحظہ کر لیا کہ محدثین نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی احادیث کی کس قدر اور کن مختلف پیراؤں میں خدمت کی ہے؟ اس سے آپ کو بخوبی یہ اندازہ ہو گیا ہو گا کہ حضرات محدثین میں امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کی احادیث کا کیا مقام و مرتبہ ہے؟

باب 20

امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب الآثار

1 ''کتابُ الآثار'' کا تعارف

احادیث صحیحہ کا وہ مجموعہ جو سب سے پہلے فقہی ابواب پر ترتیب دے کر لکھا گیا، اس کے شرف کے لیے یہی کافی ہے کہ اس کے مصنف مجتہدِ عظیم، حافظ الحدیث، استاذ المحدثین والفقہاء، سراج الأمّہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ (م 852ھ) ایک راوی ''عبدالاعلیٰ التیمی''، جن کو حافظ ابوعبداللہ الحسینی رحمۃ اللہ علیہ نے مجہول قرار دیا، کے بارے میں لکھتے ہیں:

بل هو معروف، روى عنه ابو حنيفة فى الآثار و مسعر۔

(تعجیل المنفعۃ ص 278)

ترجمہ: بلکہ یہ ایک معروف راوی ہیں، امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے ''کتاب الآثار'' میں اور امام مسعر رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے احادیث روایت کی ہیں۔

ملک العلماء امام علاء الدین کاسانی رحمۃ اللہ علیہ (م 587ھ) بھی ''کتاب الآثار'' کو امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف قرار دیتے ہیں اور اس کو ''آثارِ ابی حنیفۃ'' سے موسوم کرتے ہیں۔

(بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع، ج 1 ص 157۔ المؤلف: علاء الدين، أبو بكر بن

مسعود بن أحمد الكاساني الحنفي (المتوفى: 587ھ). الناشر: دار الكتب العلمية)

امام صاحب ؒ نے اپنی اس تصنیفِ لطیف کو چالیس ہزار احادیث سے منتخب کر کے لکھا تھا، جیسا کہ امام محمد بن سماعہ ؒ (م 233ھ) فرماتے ہیں۔

(طبقات القاری الأثمار الجنية في أسماء الحنفية - ط ديوان الوقف السني (الملا علی القاری) ج1 ص171؛ مناقب الإمام الأعظم أبي حنيفة - ط بذيل الجواهر المضية (الملا علی القاری) ج2 ص474)

اس کتاب کا موضوع چونکہ احکامِ فقہ ہیں، اس لیے اس میں صرف وہی احادیث ذکر کی گئی ہیں جن کا تعلق احکام سے ہے۔ دیگر موضوعات کی احادیث، جو صحیحین اور ''جامع الترمذی'' وغیرہ کتبِ حدیث میں پائی جاتی ہیں، وہ اس کتاب میں نظر نہیں آئیں گی، کیونکہ ان کا تعلق احکام سے نہیں ہیں۔ اس لیے محدثین کی اصطلاح میں اس کو کتبِ سنن میں داخل کیا جاتا ہے اور بعض علماء نے اس کو اسی نام سے موسوم کیا ہے۔

2 کتاب الآثار کی خصوصیات

کتاب الآثار کو کئی ایسی خصوصیات حاصل ہیں جو کتبِ حدیث میں کسی کتاب کو حاصل نہیں۔ ذیل میں اس کی چند خصوصیات ملاحظہ کریں۔

(1) امت مسلمہ کے ہاتھوں میں حدیث کی جو سب سے قدیم کتاب ہے وہ یہی ''کتاب الآثار'' ہے۔ اس سے پہلے حدیث کی جتنی کتابیں تصنیف ہوئی ہیں، وہ آج سب نایاب ہیں۔ بعض علماء نے اگرچہ ''مؤطا امام مالک'' کو سب سے قدیم کتاب قرار دیا ہے، لیکن یہ بات خلافِ حقیقت ہے کیونکہ مؤطا بھی ''کتاب الآثار'' کے بعد لکھی گئی ہے۔ جیسا کہ امام سیوطی ؒ وغیرہ محدثین کے حوالہ سے گزرا ہے کہ امام مالک ؒ نے ''مؤطا'' کی ترتیبِ ابواب میں امام ابوحنیفہ ؒ کی پیروی کی ہے۔ اس کا صاف مطلب ہے کہ امام صاحب ؒ کی ''کتاب الآثار'' ''مؤطا'' کی تصنیف سے پہلے منظرِ عام پر آ چکی تھی۔ بلکہ ''مؤطا'' امام صاحب ؒ کی وفات کے کئی برس بعد

تصنیف ہوئی۔ کیونکہ امام مالک ؒ نے خلیفہ ابوجعفر منصور ؒ کی فرمائش پر ''مؤطا'' کی تصنیف شروع کی تھی، لیکن ابھی یہ کتاب مکمل نہیں ہوئی تھی کہ خلیفہ منصور ؒ کا انتقال ہو گیا۔

امام قاضی ابن فرحون مالکی ؒ (م 799ھ) ''مؤطا'' کی وجہِ تصنیف بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

روى أبو مصعب أن أبا جعفر المنصور قال لمالك: "ضع للناس كتاباً أحملهم عليه". فكلمه مالك في ذلك فقال: "ضعه فما أحد اليوم أعلم منك". فوضع الموطأ فلم يفرغ منه حتى مات أبو جعفر.

(الديباج المذهب في معرفة أعيان علماء المذهب، ج1 ص118. المؤلف: إبراهيم بن علي بن محمد، ابن فرحون، برهان الدين اليعمري (المتوفى: 799ھ). الناشر: دار التراث للطبع والنشر، القاهرة)

ترجمہ: امام ابومصعب ؒ نے نقل کیا ہے کہ خلیفہ ابوجعفر منصور ؒ نے امام مالک ؒ سے کہا: ''آپ ؒ ایک کتاب لکھیں جس پر میں سب لوگوں کو جمع کر دوں''۔ امام مالک ؒ نے اس بابت اس سے کچھ عذر کیا، تو اس نے آپ ؒ سے کہا: ''آپ ؒ کتاب لکھیں، اس لیے کہ آپ ؒ سے بڑا آج کوئی عالم نہیں ہے''۔ آخر امام صاحب ؒ نے ''مؤطا'' کی تصنیف شروع کی، لیکن ابھی آپ ؒ نے کتاب مکمل نہیں کی تھی کہ منصور ؒ کا انتقال ہو گیا۔

اس سے معلوم ہوا کہ امام مالک ؒ نے خلیفہ منصور ؒ کی فرمائش پر ''مؤطا'' کی تصنیف شروع کی تھی اور اس کی وفات کے بعد اس کو مکمل کیا۔ اور خلیفہ منصور ؒ نے 158ھ میں انتقال کیا۔ (العبر، 1/175، للذہبیؒ)

گویا یہ کتاب امام ابوحنیفہ ؒ (م 150ھ) کی وفات سے کم از کم آٹھ سال بعد معرضِ وجود میں آئی۔ نیز ''کتاب الآثار'' کو ''مؤطا'' پر اس لیے بھی تقدمِ زمانی حاصل ہے کیونکہ ''کتاب الآثار'' کو امام ابوحنیفہ ؒ سے آپ ؒ کے جن تلامذہ

نے روایت کیا ہے اُن میں سے ایک امام زفر بن ہذیل رحمۃ اللہ علیہ بھی ہیں، جو ''مؤطا'' کی تکمیل سے پہلے 158ھ میں انتقال کر چکے تھے۔ تو اب یہ کیسے باور کیا جا سکتا ہے کہ مؤطا کتاب الآثار سے پہلے لکھی گئی ہے؟

(2) یہ کتاب حدیث کی پہلی وہ کتاب ہے جس کو فقہی ابواب پر ترتیب دے کر لکھا گیا ہے، جیسا کہ ماقبل گزر رہا ہے۔

(3) اس کتاب میں صرف ان ہی احادیث کو نقل کیا گیا ہے جو کہ صحیح ہیں اور ثقہ راویوں کے ذریعے عام پھیل چکی ہیں۔ چنانچہ امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ محدثین کے بیانات گزر چکے ہیں کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ صرف وہی احادیث قبول کرتے تھے جو صحیح ہیں اور ثقہ راویوں کے ذریعے ان کی اشاعت ہو چکی ہے۔

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے ''کتاب الآثار'' میں بھی انتخابِ حدیث میں یہی طریقہ اختیار کیا ہے، اور اسی وجہ سے بڑے بڑے محدثین نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی اس تصنیف کی زبردست تعریف کی ہے۔ مثلاً: امیر المؤمنین فی الحدیث امام عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ (م 181ھ) نے امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی مدح میں ایک نظم کہی تھی، جس کے دو اشعار یہ ہیں:

رویٰ آثارہ فاجاب فیہا
کطیران الصقور من المنیفہ

ترجمہ: امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے ''آثار'' کو روایت کیا، تو ایسی بلند پروازی دکھائی جیسے بلند پرواز پرندے بلندی سے پرواز کرتے ہیں۔

و لم یکن بالعراق لہٗ نظیر
و لا بالمشرقین ولا بکوفۃ

(مناقب ابی حنیفۃؒ، ص446، للمکیؒ)

ترجمہ: نہ عراق میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی کوئی نظیر (مثال) ہے، نہ مشرق ومغرب میں اور نہ کوفہ میں۔

امام ابومقاتل حفص بن سلم سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ (م 208ھ)، جو کہ بقول امام موفق بن احمد مکی رحمۃ اللہ علیہ (م 568ھ) ''امام اہلِ سمرقند'' (مناقب ابی حنیفۃ، ص 447، للمکیؒ) اور بقول

امام ابویعلی خلیلی رحمۃ اللہ علیہ (م 446ھ): سچائی اور علم کے ساتھ مشہور تھے۔ (الارشاد فی معرفۃ علماء الحدیث، ص469) اپنی نظم میں ''کتاب الآثار'' کی بابت فرماتے ہیں:

روی الآثار عن نبل ثقات
غذاز العلم مشیخۃ حصیفہ

(مناقب ابی حنیفۃ (ص447، للمکیؒ)

ترجمہ: امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب الآثار کو معزز ثقات سے روایت کیا ہے، جو کہ وسیع علم اور عمدہ رائے والے تھے۔

عصرِ حاضر کے عظیم محقق علامہ عبدالرشید نعمانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

کتاب الآثار میں جو احادیث ہیں وہ ''مؤطا'' کی روایات سے قوت وصحت میں کم نہیں۔ ہم نے خود اس کے ایک ایک راوی کو جانچا اور ایک ایک روایت کو پرکھا ہے۔ اور جس طرح مؤطا کے مراسیل کے مؤید موجود ہیں، اسی طرح اس کے مراسیل کا حال ہے۔ اس لیے صحت کے جس معیار پر حافظ مغلطائی رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک مؤطا صحیح قرار پاتی ہے، ٹھیک اسی معیار پر ''کتاب الآثار'' صحیح اترتی ہے۔ ''مؤطا'' کو ''کتاب الآثار'' سے وہی نسبت ہے جو صحیح مسلم کو صحیح بخاری سے ہے۔

(ابن ماجہؒ اور علم حدیث، ص162، 163۔ طبع: میر محمد کتب خانہ، کراچی)

(4) اس کتاب کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ اس میں ''ناسخ ومنسوخ'' کا خصوصی اہتمام کیا گیا ہے، کیونکہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں محدثین کی شہادتیں گزر چکی ہیں کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ احادیث کے ناسخ ومنسوخ میں یدِطولیٰ رکھتے تھے، اور کل ذخیرۂ احادیث میں آپ رحمۃ اللہ علیہ صرف ان ہی احادیث سے استدلال کرتے تھے جن میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آخری اقوال وافعال مذکور ہیں۔ چنانچہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس کتاب میں بھی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آخری اقوال وافعال کو بطور بنائے اوّل اور صحابہ رضی اللہ عنہم وتابعین رحمۃ اللہ علیہم کے فتاویٰ کو بطور بنائے ثانی ذکر کیا ہے۔ جیسا کہ اس کتاب کا مطالعہ کرنے والوں پر مخفی نہیں ہے۔

(5) اس کتاب کی بڑی خصوصیت یہ بھی ہے کہ اس میں اس عہد کی دیگر کتبِ حدیث کی طرح صرف ایک شہر یا علاقے کی احادیث پر ہی انحصار نہیں کیا گیا بلکہ اس میں تمام مشہور بلادِ اسلامیہ کے محدثین کی احادیث جمع ہیں۔

علامہ عبدالرشید نعمانیؒ ''کتاب الآثار'' کی خصوصیات بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''کتاب الآثار'' کا ایک نمایاں امتیاز یہ ہے کہ اس کی مرویّات اس عہد کی دیگر تصانیف کی طرح اپنے ہی شہر اور اقلیم کی روایات میں محدود ومنحصر نہیں، بلکہ اس میں مکہ، مدینہ، کوفہ، بصرہ، غرض کہ حجاز وعراق دونوں جگہ کا علم تحریر وتدوین میں یکجا موجود ہے۔

حافظ ابن القیمؒ ''اعلام الموقعین'' میں لکھتے ہیں:

''دین اور فقہ وعلم کی اشاعت امت میں اصحاب عبداللہ بن مسعودؓ، اصحاب زید بن ثابتؓ، اصحاب عبداللہ بن عمرؓ اور اصحاب عبداللہ بن عباسؓ سے ہوئی، اور لوگوں کا عام علم ان ہی چار کے اصحاب سے لیا ہوا ہے۔ چنانچہ مدینہ والوں کا علم زید بن ثابتؓ اور عبداللہ بن عمرؓ کے اصحاب سے اور مکہ والوں کا علم عبداللہ بن عباسؓ کے اصحاب سے، اور عراق والوں کا علم عبداللہ بن مسعودؓ کے اصحاب سے لیا ہوا ہے۔ (اعلام الموقعین، 1/ 8)

امام مالکؒ نے ''مؤطا'' کی تالیف مدینہ منورہ میں کی ہے اور اس میں مدنی شیوخ کے علاوہ اور لوگوں کی برائے نام روایتیں ہیں، لیکن ''کتاب الآثار'' کے رواۃ میں کوفی یا عراقی کی تخصیص نہیں، بلکہ حجاز، عراق اور شام جملہ بلادِ اسلامیہ کے علماء سے اس میں روایتیں موجود ہیں۔ ہم نے کتاب الآثار بروایت امام محمدؒ سے، جس میں دوسرے ائمہ کے نسخوں کی بہ نسبت کم روایتیں ہیں۔ امام اعظمؒ کے شیوخ کو جمع کیا تو ایک سو پانچ ہوئے، پھر ان کے اوطان پر نظر ڈالی تو تیس کے قریب ایسے مشائخ حدیث نکلے جو کوفہ کے رہنے والے نہ تھے۔ (ابن ماجہؒ اور علم حدیث، ص ۱۶۹)

3 کتاب الآثار کے نسخے

کتاب الآثار کو امام اعظمؒ سے آپؒ کے متعدد تلامذہ نے روایت کیا ہے، جس کی وجہ سے اس کے متعدد نسخے پائے جاتے ہیں، اور ان میں سے ہر ایک نسخہ اس کے راوی کی طرف منسوب ہو گیا ہے۔ ان نسخوں میں باہم اختلاف بھی پایا جاتا ہے کہ بعض نسخوں میں احادیث زیادہ ہیں اور بعض میں کم ہیں۔ جیسا کہ عموماً متقدمین کی کتب میں ہوتا ہے کہ ان کے نسخوں میں کمی وزیادتی پائی جاتی ہے۔ ''مؤطا امام مالکؒ'' کو ہی لے لیجیے کہ اس کے بھی متعدد نسخے ہیں اور تمام نسخوں میں اختلاف وتفاوت موجود ہے۔ اس کی وجہ دراصل یہ ہے کہ زمانۂ قدیم کا طریقۂ تصنیف اور عصرِ حاضر کے طریقۂ تصنیف میں بہت فرق ہے۔ اُس زمانہ میں چونکہ آج کی طرح مطابع وغیرہ کا رواج بالکل نہیں تھا، بلکہ اس زمانہ کا رواجِ تصنیف یہ تھا کہ استاذ اپنی کتاب اپنے تلامذہ کو اِملاء کرا دیتا تھا اور وہ اس کو لکھ لیتے تھے، پھر چونکہ استاذ اس میں قطع و برید بھی کرتا رہتا تھا، اس لیے اس سے جن شاگردوں نے اس کتاب کو پہلے لکھا تھا، اُن کے نسخوں میں اور بعد میں لکھنے والوں کے نسخوں میں فرق ہو جاتا تھا۔ امام اعظمؒ کی یہ کتاب بھی چونکہ اُس زمانہ میں لکھی گئی ہے اور اس کا طریقۂ تصنیف بھی املائی ہے، اس لیے اس کے نسخوں میں بھی اختلاف پایا جاتا ہے۔ اس کتاب کے ویسے تو کئی نسخے ہیں لیکن ان میں سے پانچ نسخے جو زیادہ مشہور ہیں، وہ یہ ہیں:

1. نسخہ امام زفر بن ہذیلؒ
2. نسخہ امام ابو یوسفؒ
3. نسخہ امام محمد بن حسن شیبانیؒ
4. نسخہ امام حسن بن زیادؒ
5. نسخہ امام حماد بن امام اعظمؒ

یہ پانچوں حضرات اس کتاب کے مشہور راوی ہیں اور آپؒ کے خصوصی تلامذہ

میں سے ہیں۔ آخر الذکر تو آپ کے صاحبزادہ گرامی بھی ہیں۔
ذیل میں ان کے نسخوں کا تعارف ملاحظہ کریں:

4 نسخۂ امام زفر بن ہذیل رحمۃ اللہ علیہ (م 158ھ)

امام موصوف رحمۃ اللہ علیہ کا شمار امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے ممتاز تلامذہ میں ہوتا ہے، اور یہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مشہور تلامذہ میں سب سے قدیم الوفات ہیں۔ پھر امام زفر رحمۃ اللہ علیہ سے کتاب الآثار کی روایت ان کے متعدد تلامذہ نے کی ہے۔ ان میں سے یہ تین حضرات بھی ہیں جنہوں نے ان سے کتاب الآثار کا علیحدہ علیحدہ سماع کیا تھا:

۱ ابو وہب محمد بن مزاحم مروزی رحمۃ اللہ علیہ (م 207ھ)
۲ شداد بن حکیم بلخی رحمۃ اللہ علیہ (م 210ھ)
۳ حکم بن ایوب رحمۃ اللہ علیہ

پھر ابو وہب محمد بن مزاحم مروزی رحمۃ اللہ علیہ کے روایت کردہ نسخہ کتاب الآثار کو بھی آگے ان سے ان کے کم از کم دو تلامذہ نقل کرتے ہیں:

۱ احمد بن بکر بن سیف جصینی رحمۃ اللہ علیہ
۲ محمد بن سریج رحمۃ اللہ علیہ

احمد بن بکر جصینی رحمۃ اللہ علیہ کے نقل کردہ نسخہ کا ذکر متعدد محدثین نے کیا ہے۔ مثلاً حافظ امیر ابن ماکولا رحمۃ اللہ علیہ (م 475ھ)، حافظ ابوسعد سمعانی رحمۃ اللہ علیہ (م 562ھ) اور حافظ یاقوت حموی رحمۃ اللہ علیہ (م 626ھ) نے ''باب الجصینی'' میں احمد بن بکر جصینی رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمہ میں تصریح کی ہے:

أحمد بن بكر بن سيف أبو بكر الجصيني، ثقة يميل إلى أهل النظر، روى عن أبي وهب عن زفر بن الهذيل عن أبي حنيفة كتاب الآثار۔

(الإكمال في رفع الارتياب عن المؤتلف والمختلف في الأسماء والكنى و الأنساب ج 3 ص 39؛ الطبقات السنية في تراجم الحنفية رقم 166؛ الأنساب،

للسمعانی ج 3 ص 284 رقم 903؛ معجم البلدان، ج 2 ص 141)

ترجمہ: احمد بن بکر بن سیف ابوبکر الجصینی رحمۃ اللہ علیہ، جو ثقہ ہیں اور اہلِ نظر (فقہائے احناف) کی طرف میلان رکھتے ہیں، انہوں نے ابو وہب مروزی رحمۃ اللہ علیہ سے، انہوں نے امام زفر بن ہذیل رحمۃ اللہ علیہ سے، اور انہوں نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے کتاب الآثار کو روایت کیا ہے۔

حافظ عز الدین ابن الاثیر الجزری رحمۃ اللہ علیہ (م 630ھ) ''باب الجصینی'' کے ضمن میں لکھتے ہیں:

ينسب اليها ابوبكر احمد بن بكر بن سيف الجصيني ثقة، يروي عن ابي وهب عن زفر بن الهذيل عن ابي حنيفة كتاب الآثار۔

(اللباب فی تہذیب الأنساب، لابن الأثیر، ج 1 ص 191، 192۔ طبع: دار الکتب العلمیۃ، بیروت)

ترجمہ: اس نسبت کی طرف ابوبکر احمد بن بکر بن سیف الجصینی رحمۃ اللہ علیہ منسوب ہیں، جو ثقہ ہیں، اور وہ ابو وہب رحمۃ اللہ علیہ سے، وہ امام زفر بن ہذیل رحمۃ اللہ علیہ سے، اور وہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے کتاب الآثار کو روایت کرتے ہیں۔

حافظ عبد القادر قرشی رحمۃ اللہ علیہ (م 775ھ) نے بھی احمد بن بکر الجصینی رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمہ میں ان کے روایت کردہ نسخہ کتاب الآثار کی تصریح کی ہے۔ (الجواہر المضیۃ، 1/62)

امام ابو وہب رحمۃ اللہ علیہ کے دوسرے شاگرد محمد بن سریج بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے نقل کردہ نسخہ کا ذکر امام عبد الغنی ازدی رحمۃ اللہ علیہ (م 409ھ) اور حافظ امیر ابن ماکولا رحمۃ اللہ علیہ (م 475ھ) نے بھی کیا ہے۔ چنانچہ وہ محمد بن سریج رحمۃ اللہ علیہ کے تذکرے میں لکھتے ہیں:

وَمُحَمَّد بن سُرَيج يروي عَن أبي وهب مُحَمَّد بن مُزَاحم نُسْخَة زفر بن الْهُذَيْل۔

(تہذیب مستمر الاوہام، ص 272، لابن ماکولاؒ، طبع: دار الکتب العلمیۃ، بیروت؛ المؤتلف والمختلف للازدیؒ، طبع: دار الغرب الاسلامی، بیروت)

ترجمہ: محمد بن سریج رحمۃ اللہ علیہ نے ابو وہب محمد بن مزاحم رحمۃ اللہ علیہ سے امام زفر رحمۃ اللہ علیہ کا نسخہ (کتاب

الآثار) روایت کیا ہے۔

امام شداد بن حکیم بلخی رحمۃ اللہ علیہ کے روایت کردہ نسخہ (جس کی جامع المسانید میں امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے بکثرت روایتیں منقول ہیں) کا ذکر امام ابویعلی خلیلی رحمۃ اللہ علیہ (م 442ھ) نے ''کتاب الارشاد'' میں کیا ہے۔ چنانچہ وہ امام شداد رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمہ میں لکھتے ہیں:

شَدَّادُ بْنُ حَكِيمٍ مِنْ قُدَمَاءِ شُيُوخِ بَلْخَ، سَمِعَ أَبَا جَعْفَرٍ الرَّازِيَّ، وَالثَّوْرِيَّ، وَأَقْرَانَهُمَا، سَمِعَ مِنْهُ الْقُدَمَاءُ مِنْ شُيُوخِهِمْ، وَرَوَى نُسْخَةً، عَنْ زُفَرَ بْنِ الْهُذَيْلِ، وَهُوَ صَدُوقٌ۔

(الْإِرْشَادُ فِي مَعْرِفَةِ عُلَمَاءِ الْحَدِيثِ لِلْخَلِيلِيِّ ج3 ص931)

ترجمہ: شداد بن حکیم بلخی رحمۃ اللہ علیہ نے امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ، ابوجعفر رازی رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے معاصرین سے روایت کی ہے۔ جب کہ خود ان سے ان کے قدیم شیوخ نے بھی حدیث کا سماع کیا ہے۔ اورانہوں نے امام زفر بن ہذیل رحمۃ اللہ علیہ سے (کتاب الآثار کا) نسخہ بھی روایت کیا ہے اور یہ خود صدوق راوی ہیں۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ (م 852ھ) نے بھی امام شداد رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمہ میں امام خلیلی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ مذکورہ بالا بیان نقل کیا ہے۔ (لسان المیزان، 3/165)

محدث کبیر امام حاکم نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ (م 405ھ) نے بھی اپنی کتاب ''معرفت علوم الحدیث'' میں امام زفر رحمۃ اللہ علیہ کے ان دونوں تلامذہ (ابووہب مروزی رحمۃ اللہ علیہ اور شداد بن حکیم رحمۃ اللہ علیہ) کے روایت کردہ نسخوں کی نشاندہی فرمائی ہے۔ چنانچہ لکھتے ہیں:

نُسْخَةٌ لِزُفَرَ بْنِ الْهُذَيْلِ الْجُعْفِيِّ تَفَرَّدَ بِهَا عَنْهُ شَدَّادُ بْنُ حَكِيمٍ الْبَلْخِيُّ، وَنُسْخَةٌ أَيْضًا لِزُفَرَ بْنِ الْهُذَيْلِ الْجُعْفِيِّ تَفَرَّدَ بِهَا أَبُو وَهْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ مُزَاحِمٍ الْمَرْوَزِيُّ عَنْهُ۔ (معرفت علوم الحدیث، ص163)

ترجمہ: امام زفر بن ہذیل رحمۃ اللہ علیہ کا (کتاب الآثار کا) ایک نسخہ ہے، جس کو ان سے صرف شداد بن حکیم بلخی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے۔ اسی طرح امام زفر رحمۃ اللہ علیہ کا (کتاب الآثار کا) ایک اور نسخہ ہے جس کو ان سے صرف ابووہب محمد بن مزاحم مروزی رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے

ہیں۔

امام زفر رحمۃ اللہ علیہ کے تیسرے شاگرد حکم بن ایوب رحمۃ اللہ علیہ کے روایت کردہ نسخہ کتاب الآثار کا ذکر امام عبداللہ بن محمد المعروف بہ ''ابوالشیخ انصاری اصفہانی رحمۃ اللہ علیہ'' (م 369ھ) نے کیا ہے، اورانہوں نے اس کو ''السنن'' کے نام سے موسوم کیا ہے۔ چنانچہ امام موصوف رحمۃ اللہ علیہ احمد بن رستہ رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمہ میں ارقام فرماتے ہیں:

احمد بن رستة بن بنت محمد بن المغيرة كان عنده السنن عن محمد عن الحكم بن ايوب عن زفر عن ابى حنيفة۔

(طبقات المحدثین باصبہان والوردین علیہا، 3/289)

ترجمہ: احمد بن رستہ رحمۃ اللہ علیہ، جو محمد بن مغیرہ رحمۃ اللہ علیہ کے نواسے ہیں، ان کے پاس ایک ''سنن'' تھی، جس کو وہ اپنے نانا محمد بن مغیرہ رحمۃ اللہ علیہ سے، وہ حکم بن ایوب رحمۃ اللہ علیہ سے، وہ امام زفر بن ہذیل رحمۃ اللہ علیہ سے، اور وہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے تھے۔

امام ابوالشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے یہاں کتاب الآثار کو ''السنن'' کے نام سے ذکر کیا ہے، جس کی وجہ آپ ماقبل پڑھ چکے ہیں کہ اس کتاب میں صرف وہی احادیث نقل کی گئی ہیں جن کا تعلق احکامِ فقہ سے ہے، اس لیے اس کو باصطلاح محدثین کتبِ سنن میں داخل کیا جاتا ہے۔ امام ابوالشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے احمد بن رستہ رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمہ میں اس نسخہ کی دو حدیثیں بھی درج کی ہیں۔ اسی طرح انہوں نے حکم بن ایوب رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمہ میں بھی اس نسخہ سے ایک حدیث درج کی ہے۔

امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ (م 360ھ) کی ''المعجم الصغیر'' میں بھی اس نسخہ کی ایک حدیث مروی ہے۔

حدیث 1:۔ **حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ رُسْتَةَ بْنِ عُمَرَ الْأَصْبَهَانِيُّ، حَدَّثَنَا الْمُغِيرَةُ، حَدَّثَنَا الْحَكَمُ بْنُ أَيُّوبَ، عَنْ زُفَرَ بْنِ الْهُذَيْلِ، عَنْ أَبِي حَنِيفَةَ، عَنِ الْهَيْثَمِ بْنِ الْحَبِيبِ الصَّيْرَفِيِّ، عَنْ عَامِرٍ الشَّعْبِيِّ، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصِيبُ مِنْ وَجْهِهَا وَهُوَ**

صَائِمٌ". تُرِيدُ الْقُبْلَةَ. لَمْ يَرْوِهِ عَنِ الْهَيْثَمِ إِلَّا أَبُو حَنِيفَةَ.

(المعجم الصغیر ج1 ص117 رقم172)

ترجمہ: حضرت عائشہ صدیقہ ؓ فرماتی ہیں: "رسول اللہ ﷺ اُن کے چہرے کا بوسہ لیا کرتے تھے، حالانکہ آپ ﷺ روزے سے ہوتے تھے"۔

علامہ عبدالرشید نعمانی صاحب ؒ کی تصریح کے مطابق حافظ ابونعیم اصفہانی ؒ (م 430ھ) نے بھی "تاریخِ اصبہان" میں اس نسخہ کی کئی روایتیں نقل کی ہیں۔

(ابن ماجہ اور علم حدیث، ص173)

5 نسخۂ امام ابویوسف القاضی ؒ (م 182ھ)

امام موصوف ؒ امام اعظم ؒ کے سب سے بڑے اور جلیل القدر شاگرد ہیں۔

امام ابویوسف ؒ سے متعدد اشخاص نے کتاب الآثار کو روایت کیا ہے، جن میں سے دو یہ حضرات بھی ہیں:

۱ امام یوسف ؒ (م 192ھ)، جو امام ابویوسف ؒ کے صاحبزادے ہیں۔ امام محمد بن خلف المعروف بہ "وکیع ؒ" (م 306ھ) نے عبداللہ بن عبدالکریم الحواری ؒ سے نقل کیا ہے:

قال: حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بن عَبْدِ الكريم أَبُو عَبْدِ اللهِ الحواري قال: "كان يوسف بن أبي يوسف عفيفاً، مأموناً، صدوقاً. قرأ عليه أَبُو يوسف أكثر كتبه". (اخبار القضاۃ، ج3 ص257)

ترجمہ: امام یوسف بن ابویوسف ؒ ایک پاکدامن، امانت دار اور راست باز شخص تھے۔ امام ابویوسف ؒ نے اپنی اکثر کتب ان کو پڑھائی تھیں۔

۲ امام عمرو بن ابی عمرو ؒ، جو امام ابوعروبہ الحرانی ؒ کے دادا ہیں، اور امام ابویوسف ؒ اور امام محمد بن حسن ؒ کے خصوصی تلامذہ میں شمار ہوتے ہیں۔

(اخبار ابی حنیفۃ واصحابہ، ص164، للامام الصیمریؒ؛ الجواہر المضیئۃ، 1/40، للامام القرشیؒ)

امام یوسف ؒ کے روایت کردہ نسخہ "کتاب الآثار" کا ذکر حافظ عبدالقادر قرشی ؒ (م 775ھ) نے بھی کیا ہے، چنانچہ وہ ان کے ترجمہ میں لکھتے ہیں:

وروى كتاب الآثار عن أبيه عن أبي حنيفة وهو مجلد ضخم.

(الجواہر المضیئۃ، 2/235)

ترجمہ: امام یوسف ؒ نے اپنے والد امام ابویوسف ؒ سے، اور انہوں نے امام ابوحنیفہ ؒ سے "کتاب الآثار" کو روایت کیا ہے، جو ایک ضخیم جلد میں ہے۔

یہ نسخہ مولانا ابوالوفاء افغانی ؒ صدر مجلس احیاء المعارف النعمانیہ، حیدرآباد دکن کی تصحیح و تحقیق کے ساتھ چھپ چکا ہے۔

امام عمرو بن ابی عمرو ؒ کے روایت کردہ نسخہ کتاب الآثار کو امام ابوالمؤید خوارزمی ؒ (م 665ھ) نے اپنی مرتبہ کتاب "جامع المسانید" میں "نسخہ ابی یوسف" کے نام سے نقل کیا ہے اور اس نسخہ کی اسناد بھی امام ابویوسف ؒ تک نقل کردی ہے۔

(جامع المسانید، 1/75)

مؤرخ کبیر ومحدث جلیل حافظ شمس الدین ذہبی ؒ (م 748ھ) نے بھی اپنی معجم شیوخ میں اپنی سند کے ساتھ اس نسخہ سے ایک حدیث نقل کی ہے، اور حافظ موصوف ؒ اور امام خوارزمی ؒ کی سند امام ابوحنیفہ ؒ تک تقریباً ایک جیسی ہے۔

أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْفَقِيهُ، أنا ابْنُ خَلِيلٍ، أنا عَبْدُ الْخَالِقِ بْنُ الصَّابُونِيِّ، وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ نَصْرِ اللَّهِ، قَالا: أنا قَرَاتَكِينُ بْنُ أَسْعَدَ، أنا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ، أنا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْقَاضِي الأَبْهَرِيُّ، نا أَبُو عَرُوبَةَ بِحَرَّانَ، نا جَدِّي لأُمِّي عَمْرُو بْنُ أَبِي عَمْرٍو، نا أَبُو يُوسُفَ الْقَاضِي، نا أَبُو حَنِيفَةَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّهُ قَالَ: "لا وُضُوءَ فِي الْقُبْلَةِ".

(معجم الشيوخ الكبير للذهبي، ج1 ص401، 402. المؤلف: شمس الدين أبو عبد الله محمد بن أحمد بن عثمان بن قَايْماز الذهبي (المتوفى: 748هـ). الناشر:

مکتبة الصدیق، الطائف-المملکة العربیة السعودیة)

6 نسخۂ امام محمد بن حسن شیبانی ؒ (م 189ھ)

امام محمد ؒ، جو امام اعظم ؒ کے مایہ ناز شاگرد اور آپ ؒ کے علوم کے مدوّن و ناشر ہیں، ان کا نسخہ کتاب الآثار کے تمام نسخوں میں سب سے زیادہ مشہور، متداول اور مقبول ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی ؒ (م 852ھ) اس نسخہ کے تعارف میں فرماتے ہیں:

وَالْمَوْجُود من حَدِيث أبي حنيفَة مُفردا، إِنَّمَا هُوَ كتاب الْآثَار الَّتِي رَوَاهَا مُحَمَّد بن الْحسن عَنهُ۔

(تعجیل المنفعة بزوائد رجال الأئمة الأربعة، ج1 ص239۔ المؤلف: أبو الفضل أحمد بن علی بن محمد بن أحمد بن حجر العسقلانی (المتوفی: 852ھ)۔ الناشر: دار البشائر۔ بیروت)

ترجمہ: امام ابوحنیفہ ؒ کی حدیث پر مستقل جو تصنیف ہے وہ ''کتاب الآثار'' ہے، جس کو آپ ؒ سے امام محمد بن حسن ؒ نے روایت کیا ہے۔

امام محمد ؒ سے اس نسخہ کو ان کے کئی تلامذہ نے روایت کیا ہے۔ مطبوعہ نسخہ امام ابوحفص کبیر ؒ (م 217ھ)، جو امام بخاری ؒ کے بھی استاذ ہیں، اور امام ابوسلیمان جوزجانی ؒ (م 211ھ) کا روایت کردہ ہے۔ یہ دونوں امام محمد ؒ کے جلیل المرتبت تلامذہ اور ثقہ محدثین میں سے ہیں۔

حافظ الدنیا امام ابن حجر عسقلانی ؒ (م 852ھ) بھی اس نسخہ کو امام ابوحفص کبیر ؒ کے واسطے سے روایت کرتے ہیں، اور انہوں نے اس نسخہ کو ذکر کر کے امام ابوحنیفہ ؒ تک اپنی اسناد بھی ذکر کر دی ہے۔

(المعجم المفهرس أو تجرید أسانید الکتب المشهورة والأجزاء المنثورة، ص9، 10۔ المؤلف: أبو الفضل أحمد بن علی بن محمد بن أحمد بن حجر العسقلانی (المتوفی:

852ھ)۔ الناشر: مؤسسة الرسالة-بیروت)

(المجمع المؤسس للمعجم المفهرس، ج2 ص482 رقم 1154۔ مشیخة: شهاب الدین أحمد بن علی بن محمد بن محمد بن علی بن أحمد الشهیر بـ"ابن حجر العسقلانی" (773-852ھ)۔ الناشر: دار المعرفة-بیروت)

جب کہ حافظ ابو مؤید خوارزمی ؒ (م 665ھ) نے جامع المسانید میں ابوسلیمان جوزجانی ؒ کے روایت کردہ نسخے کی تخریج کی ہے، اور انہوں نے اس نسخہ کو امام اعظم ؒ تک اپنی اسناد بھی ذکر کر دی ہے۔ (جامع المسانید، ۱/۷۶، ۷۷)

محدث الشام حافظ محمد بن یوسف صالحی ؒ (م 942ھ) نے ان دونوں ائمہ (ابوحفص کبیر ؒ، ابوسلیمان جوزجانی ؒ) کے روایت کردہ نسخوں کی اپنے سے لے کر امام اعظم ؒ تک اسناد ذکر کی ہے۔ (عقود الجمان، ص۳۳۱-۳۳۳)

نیز امام ابوحفص کبیر ؒ اور امام ابوسلیمان جوزجانی ؒ کے علاوہ امام محمد ؒ کے ایک اور شاگرد امام اسماعیل بن توبہ قزوینی ؒ (م 247ھ)، جو کہ بتصریح امام خلیلی ؒ (م 446ھ) عالم کبیر اور مشہور تھے، اور انہوں نے امام محمد ؒ سے بکثرت احادیث روایت کی ہیں، (الارشاد فی معرفۃ علماء الحدیث، ص295؛ الجواہر المضیۃ، 1/127) بھی امام محمد ؒ سے ''کتاب الآثار'' کو روایت کرنے والوں میں شامل ہیں۔ چنانچہ امام محمد بن سعید سنبل مکی ؒ (م 1175ھ) نے ان کے روایت کردہ نسخہ کی سند اپنے سے لے کر امام اعظم ؒ تک نقل کر دی ہے۔

(الاوائل السنبلیة وذیلها، ص137۔ طبع: مکتب المطبوعات الاسلامیۃ، حلب)

امام ابن العدیم حلبی ؒ (م 660ھ) نے امام اسماعیل ؒ کے روایت کردہ اس نسخہ ''کتاب الآثار'' سے بہ سند متصل ایک حدیث بھی روایت کی ہے۔

(بغیۃ الطلب فی تاریخ حلب، 10/4349)

علاوہ ازیں امام ابن حجر عسقلانی ؒ (م 852ھ) نے کتاب الآثار بروایت امام محمد ؒ کے رواۃ پر مستقل ایک کتاب بھی لکھی ہے، جس کا نام ''الایثار بمعرفۃ رُواۃ

الآثار'' ہے۔ یہ کتاب کتاب الآثار کے ساتھ چھپ چکی ہے، اور علیحدہ بھی دستیاب ہے۔

حافظ موصوف رحمۃ اللہ علیہ اس کتاب کے مقدمہ میں اس کی وجہِ تصنیف بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

فان بعض الاخوان التمس منی الکلام علی رُواۃ کتاب الآثار للامام ابی عبداللہ محمد بن الحسن الشیبانی التی رواھا عن الامام ابی حنیفۃ۔

(الایثار مع کتاب الآثار،ص217،طبع: دارالحدیث، ملتان)

ترجمہ: بعض بھائیوں نے مجھ سے التماس کی کہ میں امام ابوعبداللہ محمد بن حسن شیبانی رحمۃ اللہ علیہ کی ''کتاب الآثار''، جس کو انہوں نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے، کے راویوں پر کلام کروں۔

حافظ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ (م 911ھ) نے بھی حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کی اس تصنیف کی تصریح کی ہے۔ (نظم العقیان فی أعیان الاعیان،ص148۔طبع: المکتبۃ العلمیۃ، بیروت)

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کے بعد ان کے شاگرد رشید اور بلند پایہ محدث حافظ قاسم بن قطلو بغا رحمۃ اللہ علیہ (م 879ھ) نے بھی اس کے رواۃ پر مستقل ایک کتاب لکھی ہے، جیسا کہ انہوں نے مؤطا امام مالک رحمۃ اللہ علیہ بروایت امام محمد بن حسن رحمۃ اللہ علیہ کے راویوں پر مستقل کتاب تصنیف کی ہے۔

حافظ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ (م 902ھ)، جو حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ قاسم بن قطلو بغا رحمۃ اللہ علیہ دونوں کے شاگرد ہیں، فرماتے ہیں:

ولزین قاسم الحنفی رجال کل من الطحاوی والمؤطا للمحمد بن الحسن والآثار لہ۔ (نظم العقیان فی أعیان الاعیان،ص148۔طبع: المکتبۃ العلمیۃ، بیروت)

ترجمہ: حافظ زین الدین قاسم بن قطلو بغا حنفی رحمۃ اللہ علیہ نے امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ کی ''شرح معانی الآثار'' اور امام محمد بن حسن شیبانی رحمۃ اللہ علیہ کی ''مؤطا'' اور ان کی ''کتاب الآثار'' کے راویوں پر مستقل کتابیں لکھی ہیں۔

عصرِ حاضر کے عظیم محقق علامہ عبدالرشید نعمانی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس کے رجال پر مستقل کتاب تصنیف کی، اور اس نسخہ کی احادیث کو مسانید صحابہ رضی اللہ عنہم پر مرتّب کیا، جیسا کہ خود انہوں نے اس کی تصریح کی ہے۔ (ابن ماجہؒ اور علم حدیث،ص174)

اسی طرح متعدد اہلِ علم نے اس نسخہ کی احادیث کی بھی شرحیں لکھی ہیں۔ امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ (م 321ھ) جیسے امام المحدثین بھی اس کے شارحین میں سے ہیں۔ چنانچہ مورّخ خلیفہ چلپی رحمۃ اللہ علیہ (م 1067ھ) لکھتے ہیں:

وعلیہ شرح للحافظ الطحاوی الحنفی۔

(کشف الظنون،2/1384۔طبع: داراحیاء التراث العربی، بیروت)

ترجمہ: کتاب الآثار بروایت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ پر حافظ طحاوی حنفی رحمۃ اللہ علیہ کی شرح ہے۔

امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ کی یہ ''شرح کتاب الآثار'' نامور محدث امام ابوسعد سمعانی رحمۃ اللہ علیہ (م 562ھ) کی مرویّات میں سے ہے، اور انہوں نے امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ تک اس شرح کی اسناد بھی ذکر کردی ہے۔ (المنتخب مِن معجم شیوخ السمعانی،2/72)

شیخ فراد بن عثمان العمری الموصلی رحمۃ اللہ علیہ (1092ھ) نے بھی ''کتاب الآثار'' بروایت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کی شرح لکھی ہے۔

(ھدیۃ العارفین،2/424۔طبع: داراحیاء التراث العربی، بیروت؛ معجم المؤلفین،12/214۔طبع: دار احیاء التراث العربی، بیروت)

اسی طرح شیخ ابوالفضل نورالدین علی بن مراد موصلی عمری شافعی رحمۃ اللہ علیہ (م 1174ھ) بھی اس مبارک کتاب کی شرح لکھنے والوں میں سے ہیں۔

(سلک الدرر فی اعیان القرن الثانی عشر،3/231؛ معجم المؤلفین،7/241)

دارالعلوم دیوبند کے سابق مفتی اعظم مولانا مہدی حسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس کی بلند پایہ شرح لکھی ہے جو تین جلدوں میں مطبوعہ ہے۔

شیخ الحدیث مولانا حبیب اللہ مختار شہید رحمۃ اللہ علیہ سابق مہتمم جامعہ اسلامیہ، کراچی نے بھی اُردو زبان میں اس کی ایک مختصر شرح بنام ''المختار شرح کتاب الآثار'' لکھی ہے۔

مولانا عبدالباری فرنگی محلی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا ایک حاشیہ لکھا تھا۔اب مولانا ریاض احمد اور مولانا عبید الرحمن نے اس کا حاشیہ لکھا ہے، جو مکتبہ دار الحدیث، ملتان سے کتاب الآثار کے ساتھ طبع ہو چکا ہے۔

امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے اس نسخہ میں کتاب الآثار کے دیگر نسخوں کی نسبت کم احادیث ہیں۔ چنانچہ اس کی روایات کی کل تعداد 916 ہے،جن میں مرفوع (مسند و مرسل)، موقوف (آثارِ صحابہ رضی اللہ عنہم) اور مقطوع (آثارِ تابعین رحمۃ اللہ علیہم) تینوں قسم کی احادیث شامل ہیں۔

امام موصوف رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے اس نسخہ میں ایک یہ زبردست اضافہ کیا ہے کہ اس کے ہر باب کے آخر میں اُس باب کی احادیث سے جو مسائل مستنبط ہوتے ہیں، وہ بھی ذکر کر دیئے، اور ان کے متعلق اپنا اور اپنے استاذ مکرم امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا مؤقف بھی واضح کر دیا۔

اسی طرح انہوں نے اس میں کچھ احادیث (جن کی تعداد بہت کم ہے) امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ دیگر مشائخ کی اسناد سے بھی نقل کر دی ہیں۔

حافظ الدنیا امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کو اس کتاب سے خصوصی لگاؤ تھا اور انہوں نے اپنی کتب میں اس کتاب سے بکثرت استفادہ کیا ہے۔

(مثلاً دیکھئے فتح الباری،9/ 811،12/ 402؛الاصابۃ 7/ 21؛الدرایۃ،1/ 37،124،131، 161،196،209،230،233،255،284،2/ 14،45،74،77،100،107،112، 136،159،171،173،186،200،236،238،249،250،373،278؛تہذیب التہذیب،6/ 224؛تعجیل المنفعۃ،ص278،366،421)

حافظ جمال الدین زیلعی رحمۃ اللہ علیہ (م 762ھ) نے بھی کتاب الآثار بروایت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ سے بکثرت احادیث نقل کی ہیں۔

(نصب الرایۃ فی احادیث الہدایۃ،1/ 52،301،325،2/ 3،31،58،131،132،141، 177،183،184،223،260،261،263،268،286،304،305،334،358،

359،379،458،469، 3/ 41،46،111،140،202،240،245،330،331، 334،335،354،374،458،4/ 19،46،68،88،131،141،168،266،272، 300،301،362،367،388)

1 ایک غلط فہمی کا ازالہ

بعض حضرات نے غلط فہمی کی بنا پر کتاب الآثار کو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی بجائے امام محمد بن حسن رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف قرار دے دیا۔ان حضرات کی غلط فہمی کی تین وجوہات ہیں:

1 ان کے زعم میں کتاب الآثار کا صرف یہی ایک نسخہ ہے۔

2 یہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی بجائے امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کی طرف مشہور ہے۔

3 اس میں امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ دیگر شیوخ سے بھی احادیث نقل کی ہیں۔

ذیل میں ترتیب وار اِن تینوں وجوہ کی حقیقت ملاحظہ کریں:

(1) امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے اس نسخہ کے علاوہ بھی کتاب الآثار کے کئی نسخے ہیں اور ان میں سے امام زفر رحمۃ اللہ علیہ اور امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے نسخوں کا تعارف بحوالہ محدثین ہم ذکر کر چکے ہیں اور دیگر بعض نسخوں کا تعارف آگے آرہا ہے۔اس سے یہ حقیقت خوب آشکارا ہو جاتی ہے کہ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ اس کتاب کے مصنف نہیں، بلکہ اس کے راویوں میں سے ایک راوی ہیں۔

(3) کسی کتاب کا اس کے مصنف کی بجائے اس کے راوی کی طرف منسوب اور مشہور ہو جانے سے یہ لازم نہیں آتا کہ اس کتاب کو اس کے اصل مصنف کی بجائے اس کے راوی کی تصنیف باور کر لیا جائے۔ چنانچہ کتبِ تاریخ و رجال میں کئی ایسی تصانیف کے نام ملتے ہیں جو اصل مصنّفین کی بجائے اپنے راویوں کی طرف منسوب ہو کر مشہور ہو گئی ہیں۔مثلاً امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی ایک تصنیف ''کتاب حرملۃ'' ہے، جو ان کے شاگرد اور اس کتاب کے راوی ابوحفص حرملہ رحمۃ اللہ علیہ کے نام سے مشہور ہو گئی ہے، کیونکہ انہوں

نے امام شافعیؒ سے اس کتاب کا جو نسخہ نقل کیا ہے، وہ سب سے زیادہ مشہور ہے۔
حافظ ابوسعد سمعانیؒ (م 562ھ) ان کے تذکرہ میں لکھتے ہیں:

وكتاب حرملة للشافعي منسوب اليه لانه من تلامذته واشتهر بروايته عنه۔ (کتاب الانساب، 2/375)

ترجمہ: امام شافعیؒ کی "کتاب حرملہ" ان کی طرف منسوب ہے کیونکہ یہ اُن کے تلامذہ میں سے ہیں اور ان ہی کی روایت سے یہ کتاب مشہور ہوئی ہے۔

اسی طرح امام یحییٰ بن معینؒ کی تاریخ کو بعض حضرات ان کے شاگرد اور ان کی تاریخ کے راوی حافظ عباس دوریؒ کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ چنانچہ امام امیر ابن ماکولاؒ (م 475ھ) اس کو "تاریخ عباس" کے نام سے ذکر کرتے ہیں۔
(الاکمال 2/121)

بنابریں کتاب الآثار کے سب نسخوں میں امام محمدؒ کے نسخہ کے زیادہ مشہور ہونے کی وجہ سے اگر بعض لوگوں نے کتاب الآثار کو ان کی طرف منسوب کر دیا ہے تو اس سے یہ کیسے لازم آ گیا کہ یہ امام اعظمؒ کی بجائے امام محمدؒ کی اپنی تصنیف ہے۔

(3) امام محمدؒ نے کتاب الآثار میں اگرچہ بعض احادیث امام اعظمؒ کی بجائے اپنے دیگر مشائخ سے بھی ذکر کی ہیں، لیکن ان کی تعداد بہت کم ہے، بلکہ نہ ہونے کے برابر ہے۔ چنانچہ اس نسخہ میں درج شدہ 916 روایات میں سے صرف 20 روایات امام اعظمؒ کی بجائے دیگر مشائخ سے ہیں، اور 8 بلاغیات ہیں جو بلاسند ہیں۔ غالب گمان یہ ہے کہ وہ بھی امام اعظمؒ سے ہی مروی ہیں۔ اس کے بالمقابل امام موصوفؒ نے امام مالکؒ سے مؤطا کا جو نسخہ روایت کیا ہے، اس میں انہوں نے امام مالکؒ کے علاوہ دیگر شیوخ (امام ابوحنیفہؒ وغیرہ) سے جو احادیث روایت کی ہیں، وہ ان احادیث کی نسبت زیادہ ہیں جو انہوں نے کتاب الآثار میں امام ابوحنیفہؒ کے علاوہ دیگر شیوخ سے روایت کی ہیں۔ اب چاہیے کہ مؤطا کے

اس نسخہ کو بھی امام مالکؒ کی بجائے امام محمدؒ کی تصنیف باور کر لیا جائے، حالانکہ محدثین نے صاف تصریح کی ہے کہ امام محمدؒ مؤطا کے ایک راوی ہیں، نہ کہ اس کے مستقل مصنف۔ چنانچہ امام حاکم نیشاپوریؒ (م 405ھ) لکھتے ہیں:

ومحمد بن الحسن الشيباني ممن روى المؤطا عن مالك۔
(معرفت علوم الحدیث، ص 193)

ترجمہ: امام محمد بن حسن شیبانیؒ ان محدثین میں سے ہیں، جنہوں نے امام مالکؒ سے مؤطا کو روایت کیا ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانیؒ (م 852ھ) لکھتے ہیں:

وهو احد رواة الموطا عنه۔ (تعجیل المنفعۃ، ص 361)

امام محمدؒ امام مالکؒ سے مؤطا کو روایت کرنے والوں میں سے ایک ہیں۔

امام تقی الدین فاسی مالکیؒ (م 832ھ) بھی امام محمدؒ کو "مؤطا مالک" کے راوی قرار دیتے ہیں۔ (ذیل التقیید، 1/176)

اب "مؤطا مالک بروایت امام محمدؒ" میں امام مالکؒ کے علاوہ دیگر مشائخ کی احادیث موجود ہونے کے باوجود اس کو امام مالکؒ کی تصنیف قرار دیا جا رہا ہے، تو پھر کتاب الآثار بروایت امام محمدؒ میں امام اعظمؒ کے علاوہ دیگر مشائخ کی چند احادیث کی وجہ سے اس کو امام اعظمؒ کی تصنیف سے انکار کرنا کہاں کا انصاف ہے؟

الحاصل! جن لوگوں نے کتاب الآثار کو امام اعظمؒ کی بجائے امام محمدؒ کی تصنیف قرار دیا ہے، ان کا یہ دعویٰ بالکل غلط اور محض غلط فہمیوں پر مبنی ہے۔

7 نسخہ امام حسن بن زیادؒ (م 204ھ)

امام حسنؒ بھی امام اعظمؒ کے ان جلیل المرتبت تلامذہ میں سے ہیں جنہوں نے آپؒ سے "کتاب الآثار" کی روایت کی ہے۔ امام موصوفؒ سے آگے اس

نسخہ کو ان کے شاگرد رشید امام محمد بن شجاع ثلجی رحمۃ اللہ علیہ (جن کو بلخی بھی کہا جاتا ہے) روایت کرتے ہیں۔ ان کے نسخہ کا ذکر حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ (م 852ھ) نے بھی کیا ہے۔ چنانچہ وہ امام محمد بن ابراہیم البغوی رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمہ میں فرماتے ہیں:

محمد بن إبراهيم بن حبيش البغوي: رَوَى عَن مُحَمد بن شجاع البلخي عن الحسن بن زياد اللؤلؤي، عَن مُحَمد بن الحسن، عَن أبي حنيفة كتاب الآثار.

(لسان الميزان، ج6 ص487 رقم 6344. المؤلف: أبو الفضل أحمد بن علي بن محمد بن أحمد بن حجر العسقلاني (المتوفى: 852هـ). المحقق: عبد الفتاح أبو غدة. الناشر: دار البشائر الإسلامية. الطبعة: الأولى، 2002م)

اس مطبوعہ نسخہ میں باقی نسخوں کی طرح ''عَن الحسن بن زياد اللؤلؤي'' اور ''عَن ابی حنيفة'' کے درمیان ''عَن محمد بن الحسن'' کا اضافہ ہوگیا ہے جو یقیناً غلط ہے۔ صحیح یہ ہے:

روى عن محمد بن شجاع البلخي، عن الحسن بن زياد اللؤلؤي عن ابی حنيفة كتاب الآثار. (لسان المیزان)

ترجمہ: انہوں نے امام محمد بن شجاع بلخی رحمۃ اللہ علیہ سے، انہوں نے امام حسن بن زیاد لؤلؤی رحمۃ اللہ علیہ سے اور انہوں نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے کتاب الآثار کو روایت کیا ہے۔

تنبیہ: واضح رہے کہ ''لسان المیزان'' کے مطبوعہ نسخوں میں مصححین سے مذکورہ عبارت نقل کرنے میں تصحیف ہوگئی ہے۔ چنانچہ مطبوعہ نسخوں میں ''عَن الحسن بن زياد اللؤلؤي'' اور ''عَن ابی حنيفة'' کے درمیان ''عَن محمد بن الحسن'' کا اضافہ ہوگیا ہے جو یقیناً غلط ہے۔

اور محمد بن إبراهيم بن حبيش البغوي کی بجائے محمد بن ابراہیم بن حسن البغوی غلط چھپ گیا ہے۔ اسی طرح بعض نسخوں میں محمد بن شجاع کی جگہ محمد بن نجیح غلط چھپا ہوا ہے۔

امام خوارزمی رحمۃ اللہ علیہ (م 665ھ) نے بھی ''جامع المسانید'' میں اس نسخہ کی بعض احادیث کو مذکورہ سند کے ساتھ ''مسند ابی حنیفۃ رحمۃ اللہ علیہ'' کے نام سے نقل کیا ہے اور امام حسن بن زیاد رحمۃ اللہ علیہ تک اپنی سند بھی ذکر کردی ہے۔ (جامع المسانید، 1/73)

ترکی کے مایہ ناز عالم دکتور فواد سیزگین نے بھی اس نسخہ کو ''مسند ابی حنیفۃ'' کے نام سے ذکر کیا ہے، اور تصریح کی ہے کہ اس کا مخطوطہ ''بغداد'' کے مکتبۃ الاوقاف میں موجود ہے۔ (تاریخ التراث العربی، 3/42)

کتاب الآثار کا یہ نسخہ ''کتاب الآثار'' کے تمام نسخوں میں سب سے بڑا نسخہ ہے اور اس میں دیگر نسخوں کی نسبت زیادہ احادیث ہیں۔

علامہ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ (م 463ھ) نے بھی اس نسخہ کی کثرتِ احادیث کی طرف اشارہ کرتے ہوئے لکھا ہے:

قُلْتُ: «لمحمد بن شجاع الثلجي عَنِ الْحَسَن بن زياد اللؤلؤي، عَنْ أَبِي حنيفة روايات كثيرة». (تاریخ بغداد ج8 ص275؛ تاریخ بغداد و ذیولہ ج7 ص328)

ترجمہ: امام محمد بن شجاع ثلجی رحمۃ اللہ علیہ نے امام حسن بن زیاد لؤلؤی رحمۃ اللہ علیہ سے، اور انہوں نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے بکثرت احادیث روایت کی ہیں۔

علامہ خطیب رحمۃ اللہ علیہ نے امام حسن رحمۃ اللہ علیہ کی جن احادیثِ کثیرہ کا ذکر کیا ہے، ان سے مراد کتاب الآثار بروایت امام حسن رحمۃ اللہ علیہ کی احادیث ہیں، کیونکہ ''کتاب الآثار'' کو اُن سے روایت کرنے والے بھی امام محمد بن شجاع رحمۃ اللہ علیہ ہیں، جن کو علامہ خطیب رحمۃ اللہ علیہ ان کی احادیثِ کثیرہ کے راوی قرار دے رہے ہیں۔

اس نسخہ کی احادیث کی تعداد سے متعلق ہمیں کوئی تصریح نہیں ملی، لیکن امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے کثیر الحدیث ہونے کے بیان میں امام حسن بن زیاد رحمۃ اللہ علیہ کا خود اپنا بیان نقل ہو چکا ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی مرویات چار ہزار تھیں، جن میں سے دو ہزار امام حماد بن ابی سلیمان رحمۃ اللہ علیہ کی سند سے اور باقی دو ہزار دیگر مشائخ کی سند سے تھیں۔

امام موصوف رحمۃ اللہ علیہ کو چونکہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی تمام احادیث یاد تھیں، جیسا کہ امام

موصوف ؒ کے تعارف میں امام ابوسعد سمعانی ؒ (م 526ھ) کی تصریح گزر چکی ہے کہ امام حسن بن زیاد ؒ امام ابوحنیفہ ؒ کی احادیث کے حافظ تھے۔ اس بنا پر قرینِ قیاس یہی ہے کہ امام موصوف ؒ نے امام اعظم ؒ کی یہ چار ہزار احادیث، جواُن کو زبانی یاد تھیں، ان سب کو اپنے نسخہ میں روایت کیا ہوگا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

کتاب الآثار کا یہ نسخہ کئی اَجلّہ محدثین کی مرویات میں شامل تھا۔ شیخ الاسلام حافظ ابن حجر عسقلانی ؒ (م 852ھ) کی مرویات میں بھی یہ نسخہ موجود تھا۔ اس نسخہ کی اسانید واجازات کو محدث علی بن عبدالمحسن الدوالیبی الحنبلی ؒ نے اپنے ''ثبت'' میں اور حافظ ابن طولون ؒ نے ''الفہرست الاوسط'' میں، اور حافظ محمد بن یوسف دمشقی ؒ مصنف سیرۃ شامیہ نے ''عقود الجمان'' میں، اور محدث ایوب خلوتی ؒ نے اپنے ''ثبت'' میں، اور خاتمۃ الحفاظ ملا محمد عابد سندی ؒ نے ''حصر الشارد فی اسانید الشیخ محمد عابد'' میں تفصیل کے ساتھ ذکر کیا ہے اور علامہ محدث محمد زاہد کوثری ؒ نے ان سب کو ''الامتاع'' میں جمع کر دیا ہے۔

(الامتاع بسیرۃ الامامین الحسن بن زیاد وصاحبہ محمد بن شجاع، ص 37-40۔ طبع: دار الکتب العلمیۃ، بیروت؛ ابن ماجہؒ اور علم حدیث، ص 175)

اسی طرح علامہ ابن القیم ؒ (م 751ھ) کے پیشِ نظر بھی یہ نسخہ موجود تھا اور وہ اپنی کتاب ''اعلام الموقعین'' میں کئی جگہ اس سے استدلال کرتے ہیں۔ مثلاً: ایک جگہ اس نسخہ کی ایک حدیث سے استدلال کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

وقال الحسن بن زياد اللؤلؤي: ثنا أبو حنيفة قال: كُنّا عند محارب بن دِثار، فتقدم إليه رجلان، فادّعى أحدهما على الآخر مالًا، فجحده المُدَّعَى عليه، فسأله البينة، فجاء رجل فشهد عليه. فقال المشهود عليه: "لا والله الذي لا إله إلا هو! ما شهد عليّ بحق، وما علمته إلا رجلًا صالحًا، غير هذه الزلة؛ فإنه فَعَلَ هذا لحقدٍ كان في قلبه عليّ، وكان محارب

متكئًا فاستوى جالسًا ثم قال: يا ذا الرجُل سمعتُ ابنَ عمر يقول: سمعتُ رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: "ليأتينّ على الناس يومٌ تشيب فيه الوِلْدان، وتَضَع الحوامل ما في بطونها، وتضرب الطير بأذنابها، وتضع ما في بطونها من شدة ذلك اليوم، ولا ذنب عليها وإن شاهد الزور لا تقار قدماه على الأرض حتى يُقْذَفَ به في النار". فإنْ كنتَ شهدتَ بحقٍّ فاتّقِ الله وأقم على شهادتك، وإنْ كنتَ شهدتَ بباطلٍ فاتّقِ الله وغطِّ رأسك، وأخرُج من ذلك الباب. فغطى الرجل رأسه وخرج من ذلك الباب.

(إعلام الموقعين عن رب العالمين ج2 ص233)

حضرت امام ابوحنیفہ ؒ کی روایت کردہ یہ حدیث انہی الفاظ کے ساتھ مختصر تاریخِ دمشق (ج24 ص197) میں بھی موجود ہے۔

8 نسخۂ امام حماد بن امام اعظم ؒ (م 176ھ)

امام حماد ؒ حضرت امام اعظم ؒ کے اکلوتے صاحبزادے اور ''اَلْوَلَدُ سِرٌّ لِاَبِیْہِ'' کے صحیح مصداق تھے۔ امام موصوف ؒ بھی اپنے والد ماجد ؒ سے کتاب الآثار کی روایت کرنے والوں میں سے ہیں۔ ان سے اس نسخہ کو روایت کرنے والوں میں امام صالح بن محمد بغدادی ؒ بھی ہیں۔

امام خوارزمی ؒ (م 665ھ) نے بھی جامع المسانید میں امام صالح ؒ کے روایت کردہ اس نسخہ کی تخریج کی ہے اور اس کو ''مسند ابی حنیفۃ ؒ'' کے نام سے ذکر کیا ہے، اور امام حماد ؒ تک اپنی اسناد بھی ذکر کر دی ہے۔ (جامع المسانید، 1/75، 76)

امام خوارزمی ؒ نے امام حماد ؒ وغیرہ کے روایت کردہ کتاب الآثار کے نسخوں کو جو مسانید سے تعبیر کیا ہے، اس پر مولانا عطاء اللہ حنیف بھوجیانی ؒ غیر مقلد، تبصرہ کرتے ہوئے ارقام فرماتے ہیں:

”غالباً کتاب الآثار از امام ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ، اور کتاب الآثار (از) امام محمد رحمۃ اللہ علیہ و کتاب الآثار (از) امام حماد رحمۃ اللہ علیہ کو ”مسند“ سے تعبیر کردیا گیا ہو“۔

(حاشیہ حیات حضرت امام ابوحنیفہؒ ص345)

کتاب الآثار کا یہ نسخہ شارحِ حدیث حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ (م 852ھ) کی مرویّات میں سے بھی ہے، اور انہوں نے اس کو ”نُسْخَة حَمَّاد بن أبي حنيفَة عَن أَبِيه“ سے ذکر کر کے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ تک اپنا سلسلۂ سند بھی ذکر کردیا ہے۔

(المعجم المفهرس أو تجريد أسانيد الكتب المشهورة والأجزاء المنثورة، ص269)

ان مذکورہ پانچ ائمہ کے علاوہ کئی اور حضرات نے بھی امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے کتاب الآثار کو روایت کیا ہے، جن میں سے امام محدث محمد بن خالد وہبی رحمۃ اللہ علیہ (م قبل 190ھ) بھی ہیں۔ ان کے نسخہ سے ”جامع المسانید“ للخوارزمی رحمۃ اللہ علیہ میں کئی حدیثیں منقول ہیں۔

اسی طرح امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے خصوصی شاگرد اور کثیر الحدیث محدث امام اسد بن عمرو البجلی رحمۃ اللہ علیہ (م 190ھ) کہ جنہوں نے سب سے پہلے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف کو لکھا تھا، جیسا کہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف کے بیان میں گزرا ہے، یہ بھی امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے کتاب الآثار کے راوی ہیں۔ چنانچہ ان کے نسخہ کی ایک روایت کتاب الآثار بروایت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ میں بھی مروی ہے، جس کی سند یوں ہے:

محمد واسد قالا: اخبرنا ابوحنيفة عن سلمة بن كهيل عن المستورد بن الاحنف عن عبدالله بن مسعود رضی الله عنهما ...

(کتاب الآثار، ص116، بروایت امام محمد بن حسنؒ)

نیز امام سابق بن عبداللہ رقی رحمۃ اللہ علیہ جن کے بارے میں امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی توثیق میں حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کی تصریح گزر چکی ہے، کہ انہوں نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے احادیثِ مستقیمہ (صحیحہ) روایت کی ہیں، بھی امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے کتاب الآثار کو روایت کرنے والوں میں سے ہیں۔ چنانچہ مؤرخِ اسلام حافظ ابن العدیم حلبی رحمۃ اللہ علیہ (م 660ھ) نے ان کے ترجمہ میں لکھا ہے:

وحدث عنه محمد بن يزيد بن يزيد بن سنان الرهاوی نسخه عن أبي حنيفة۔ (بغية الطلب في تاريخ حلب ج9 ص4055)

ترجمہ: محمد بن یزید بن یزید بن سنان رہاوی رحمۃ اللہ علیہ نے امام سابق رقی رحمۃ اللہ علیہ سے اور انہوں نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے (کتاب الآثار کا) نسخہ روایت کیا ہے۔

باب 21

مؤلفینِ مسانیدِ ابی حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا تعارف

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی مسانید جن لوگوں نے تالیف کی ہیں وہ خود علمِ حدیث کے عظیم سپوت ہیں اور وہ خود اس لائق تھے کہ ان کی مسانید لکھی جاتیں (بعض کی لکھی بھی گئی ہیں)، لیکن بایں ہمہ انھوں نے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی مسانید کو فوقیت دی اور ان کو مسانید کی صورت میں لکھ کر امت کے سامنے پیش کیا۔ ذیل میں ان حضرات کا تعارف پیش کیا جاتا ہے جنھوں نے مسانید تالیف کی ہیں۔

1 امام محمد بن حسن شیبانی رحمۃ اللہ علیہ

امام محمد بن حسن بن فرقد شیبانی رحمۃ اللہ علیہ، آپ رحمۃ اللہ علیہ کی کنیت ابوعبداللہ ہے، آپ رحمۃ اللہ علیہ 132ھ میں واسط میں پیدا ہوئے اور کوفہ کی علمی فضا میں پروان چڑھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ فقیہِ عراق اور امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے مایہ ناز شاگردوں میں سے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ سے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی احادیث کی دو کتابیں مروی ہیں: ایک "کتاب الآثار" جس کو انھوں نے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے۔ دوسری "مسند ابی حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ" ہے، جس کو امام خوارزمی رحمۃ اللہ علیہ نے جوامع المسانید میں "نسخہ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ" کہہ کر ذکر کیا ہے۔ یہی کتاب "مسند محمد رحمۃ اللہ علیہ" کے نام سے مشہور ہے۔

محدث شام امام محمد بن یوسف صالحی رحمۃ اللہ علیہ نے امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کی دونوں تصانیف کا ذکر کیا

ہے۔ امام صالحی رحمۃ اللہ علیہ نے امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کی مسند کا ذکر اپنے شیخ عبدالعزیز بن عمر بن محمد ہاشمی رحمۃ اللہ علیہ کی متصل سند کے ساتھ کیا ہے۔

1 امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کا علمی مقام ومرتبہ

1 امام محمد رحمۃ اللہ علیہ خود اپنے علمی ذوق کے بارے میں فرماتے ہیں:

قَالَ محمد بن الحسن: "ترك أبي ثلاثين ألف درهم، فأنفقت خمسة عشر ألفا على النحو والشعر، وخمسة عشر ألفا على الحديث والفقه".

(تاریخ بغداد وذیولہ، ج2 ص170)

ترجمہ: میرے والد نے وراثت میں تیس ہزار درہم چھوڑے، ان میں سے میں نے پندرہ ہزار نحو وشعر اور باقی پندرہ ہزار حدیث وفقہ پر خرچ کر دیے۔

2 فقہ شافعی کے بانی امام محمد بن ادریس شافعی رحمۃ اللہ علیہ (م 204ھ) نے امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں فرمایا: "میں نے دس سال ان کی شاگردی اختیار کی اور میں نے ان سے اس قدر علمی استفادہ کیا ہے کہ اگر اسے تحریری شکل دی جائے تو کتابت شدہ مواد اٹھانے کے لیے اونٹ درکار ہوگا، وہ اگر اپنی عقل کے مطابق گفتگو کرتے تو ہم ان کے کلام کو نہ سمجھ پاتے؛ لیکن وہ ہماری عقلوں کے مطابق گفتگو کرتے تھے"۔

(مناقب الامام ابوحنیفہ لکردی: جلد2 ص155)

3 امام محمد بن حسن رحمۃ اللہ علیہ خود امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے سماعِ حدیث کرنے کو بیان کرتے ہیں:

سمعت الشافعي يقول: قال محمد بن الحسن: "أقمت على باب مالك ثلاث سنين وسمعت من لفظه أكثر من سبع مئة حديث".

(لسان المیزان، ج7 ص60 رقم 6641۔ المؤلف: أبو الفضل أحمد بن علي بن محمد بن أحمد بن حجر العسقلاني (المتوفى: 852ھ)۔ المحقق: عبد الفتاح أبو غدة۔ الناشر: دار البشائر الإسلامية۔ الطبعة: الأولى، 2002م)

ترجمہ: میں امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی چوکھٹ پر تین سال تک حاضر رہا اور میں نے ان کی زبانی

سات سو (700) سے زائد احادیث کا سماع کیا۔

4 وروی عن أحمد ابن حنبل قال: "إذا كان في المسألة قول ثلاثة لم يسمع مخالفتهم". فقلت: "من هم؟". قال: "أبو حنيفة وأبو يوسف ومحمد بن الحسن، فأبو حنيفة أنصر الناس بالقياس، وأبو يوسف أنصر الناس بالآثار ومحمد بن الحسن أنصر الناس بالعربية".

(الأنساب، ج 8 ص 204۔ المؤلف: عبد الكريم بن محمد بن منصور التميمي السمعاني المروزي، أبو سعد (المتوفى: 562ھ)۔ الناشر: مجلس دائرة المعارف العثمانية، حيدر آباد۔ الطبعة: الأولى، 1382ھ-1962م)

ترجمہ: امام احمد بن حنبل ؒ نے ایک مرتبہ فرمایا: ''جب کسی مسئلہ میں تین اشخاص کا اتفاق ہو جائے تو ان کی مخالفت ناممکن ہے''۔ ان سے پوچھا گیا: ''وہ کون ہیں؟''۔ آپ ؒ نے فرمایا: ''ابوحنیفہ ؒ، ابو یوسف ؒ اور محمد بن حسن ؒ۔ ابوحنیفہ ؒ تمام لوگوں میں سب سے زیادہ قیاس میں ماہر ہیں، ابو یوسف ؒ تمام لوگوں میں سب سے زیادہ آثار پر نظر رکھتے ہیں اور محمد ؒ تمام لوگوں میں سب سے زیادہ عربی لغت جانتے ہیں''۔

جب خلیفہ ہارون الرشید ؒ رَے کے علاقے میں گئے، تو امام محمد ؒ بھی ان کے ساتھ گئے اور وہیں 189ھ میں 58 سال کی عمر میں آپ ؒ کا وصال ہوا۔

(اخبار ابی حنیفہ واصحابہ للصیمری، ص130)

2 امام حماد بن ابی حنیفہ ؒ

امام ابوحنیفہ ؒ کے لختِ جگر اور اکلوتے بیٹے: فقیہ ومحدث امام حماد ؒ کو بھی اپنے والدِ گرامی کی مسند جمع کرنے کا شرف حاصل ہے۔ امام حماد ؒ کی کنیت ابو اسماعیل ؒ ہے۔ آپ ؒ اپنے شفیق والد کے نقشِ قدم پر تھے۔ امام حماد ؒ نے اپنے والد بزرگوار سے ہی بالخصوص حدیث وفقہ کا علم حاصل کیا اور آپ ؒ سے آپ ؒ کے

بیٹے نے اکتساب علم کیا۔ (سیر اعلام النبلاء للذہبی: جلد 6 ص 403)

1 حافظ ابن حجر عسقلانی ؒ نے اپنے شیخ ابو عبد العزیز بن محمد بن شروطی ؒ کے طریق سے متصل سند کے ساتھ امام حماد ؒ کی مسندِ ابی حنیفہ ؒ کا ذکر کیا ہے۔

(المعجم المفہرس لعسقلانی: ص373، رقم 1121)

2 صاحب السیرۃ الشامیہ امام محمد یوسف صالحی شامی ؒ نے بھی اپنے شیخ ابو فارس بن عمر مکی شافعی ؒ کی متصل سند سے مسند امام حماد ؒ کا ذکر کیا ہے۔

(عقود الجمان لصالحی شامی: ص330)

1 امام حماد ؒ کا علمی مقام ومرتبہ

امام حماد ؒ فقیہ اور محدث ہونے کے ساتھ ساتھ زہد وورع کا پیکر بھی تھے۔ اتنے عظیم وجلیل القدر والد کے زاہد ومتقی بیٹے سے کذب و بطلان کا اظہار ناممکنات میں سے ہے۔

1 محدث کبیر امام عبد الرحمن بن ابی حاتم ؒ (م 327ھ) نے "الجرح وتعدیل" میں امام حماد ؒ کا ذکر کیا ہے؛ لیکن ان پر کوئی جرح نہیں کی جو ان کے عادل وصادق ہونے پر واضح دلیل ہے۔ (الجرح والتعدیل لابن حاتم: ج3 ص149)

2 امام صیمری ؒ (م 436ھ) امام حماد ؒ کے متعلق لکھتے ہیں: "علم وفقہ اور کتابتِ حدیث کے ساتھ ساتھ امام حماد ؒ پر دین داری اور زہد وتقویٰ کا بھی غلبہ تھا"۔

(اخبار ابی حنیفہ واصحابہ للصیمری: ص151)

3 حافظ شمس الدین ذہبی ؒ (م 748ھ) امام حماد ؒ کو یوں نذرانہ عقیدت پیش کرتے ہیں: ''آپ ؒ صاحبِ علم، دین دار، صالح اور پیکرِ ورع تھے''۔

(سیر اعلام النبلاء للذہبی: جلد6، ص403)

4 حافظ عبد القادر بن ابی الوفا قرشی ؒ (م 775ھ) نے آپ ؒ کے علمی مقام پر یوں روشنی ڈالی ہے: "آپ ؒ نے پنے والدِ گرامی سے اس قدر علمِ فقہ حاصل کیا کہ

ان کے زمانے میں فتویٰ دینے لگے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کا شمار امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ، امام محمد رحمۃ اللہ علیہ، امام زفر رحمۃ اللہ علیہ اور امام حسن بن زیاد رحمۃ اللہ علیہ کے اعلیٰ طبقہ میں ہوتا ہے"۔

(الجواہر المضیۃ للقرشی: ص148)

5 امام محمد عبدالحی لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ (م 1304ھ)، امام حماد رحمۃ اللہ علیہ کی شان میں یوں گویا ہیں:

"امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے شاگردِ رشید قاسم بن معن رحمۃ اللہ علیہ کے بعد کوفہ کے منصبِ قضا پر آپ رحمۃ اللہ علیہ کو ہی بٹھایا گیا"۔ (الفوائد البھیۃ لعبدالحی لکھنوی: ص119)

حافظ شمس الدین ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کے مطابق امام حماد بن ابی حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا وصال 176ھ میں ہوا۔ (سیر اعلام النبلاء للذہبی: ج6 ص403)

3 امام محمد بن مخلَد الدّوری رحمۃ اللہ علیہ (م 331ھ)

حافظ ابوعبداللہ محمد بن مخلد بن حفص الدوری العطار رحمۃ اللہ علیہ بغداد سے تعلق رکھنے والے جلیل القدر محدث ہیں۔ بقول ان کے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 233ھ میں ہوئی۔ امام موصوف رحمۃ اللہ علیہ علمِ حدیث کی بلند مرتبت شخصیت ہیں۔ امام ابن مخلد رحمۃ اللہ علیہ نے کثیر محدثین کے ہاں زانوئے تلمذ تہہ کیا جن میں سے بعض نام درج ذیل ہیں:

(1) ابوالسائب سلم بن جُنادہ رحمۃ اللہ علیہ، (2) یعقوب بن ابراہیم دورقی رحمۃ اللہ علیہ، (3) فضل بن یعقوب رخامی رحمۃ اللہ علیہ، (4) ابوحذیفہ سہمی رحمۃ اللہ علیہ، (5) زبیر بن بکّار رحمۃ اللہ علیہ، (6) ابو یحییٰ محمد بن سعید العطار رحمۃ اللہ علیہ، (7) احمد بن عثمان بن حکیم اودی رحمۃ اللہ علیہ، (8) محمد بن حسّان ازرق رحمۃ اللہ علیہ، (9) حسن بن عرفہ رحمۃ اللہ علیہ، (10) صاحب الصحیح امام مسلم بن حجاج قشیری رحمۃ اللہ علیہ۔

امام محمد بن مخلد رحمۃ اللہ علیہ وہ بلند ہستی ہیں جن سے اکابر محدثین نے علمِ حدیث حاصل کیا۔ ان میں سے چند درج ذیل ہیں:

(1) حافظ ابوالعباس بن عقدہ رحمۃ اللہ علیہ، (2) محمد بن حسین آجری رحمۃ اللہ علیہ، (3) حافظ ابوبکر بن جعابی رحمۃ اللہ علیہ، (4) محمد بن المظفر رحمۃ اللہ علیہ، (5) ابوعمر بن حیویہ رحمۃ اللہ علیہ، (6) صاحب السنن امام ابوالحسن دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ، (7) امام ابوحفص بن شاہین رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر ائمہ رحمہم

اللہ تعالیٰ۔ (تاریخ بغداد للخطیب بغدادی: جلد3 ص310)

امام محمد بن مخلد رحمۃ اللہ علیہ صاحبِ تصانیف کثیرہ تھے ان کو مسندِ ابی حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے جمع وتدوین کرنے کا اعزاز حاصل ہے۔

1 حافظ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے "تاریخ بغداد" میں کئی ائمہ کے تعارف میں امام ابن مخلد رحمۃ اللہ علیہ کی مسندِ ابی حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو درج کیا۔

انھوں نے محمد بن احمد بن الجہم رحمۃ اللہ علیہ کے تذکرہ میں لکھا ہے: "محمد بن مخلد الدوری رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے مسندِ ابی حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ میں روایت کیا ہے"۔

(تاریخ بغدادی للخطیب بغدادی: ج1 ص287)

2 خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے ہی احمد بن محمد جہم بلخی رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمہ میں لکھا ہے: "محمد بن مخلد الدوری رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے مسندِ ابی حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ میں روایت کیا ہے، یہ مسند انھوں نے جمع کی ہے"۔ (تاریخ بغداد للخطیب بغدادی: ج4 ص403)

3 شیخ محمود الحسن ٹونکی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی حافظ امام ابوعبداللہ محمد بن مخلد رحمۃ اللہ علیہ کی مسندِ ابی حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر کیا ہے۔

4 امام ابوسعد سمعانی رحمۃ اللہ علیہ (م 562ھ) نے بھی اس مسند کا ذکر کیا ہے؛ چنانچہ وہ محمد بن الحسن الجمال الوازعی رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمہ میں لکھتے ہیں: "ان سے محمد بن مخلد دوری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تالیف "جمع حدیث ابی حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ" میں روایت لی ہے"۔

(کتاب الانساب: جلد13 ص258)

1 امام محمد بن مخلد رحمۃ اللہ علیہ کا علمی مقام ومرتبہ

محدثین اور محققین نے امام ابن مخلد رحمۃ اللہ علیہ کے علمی رتبے کو اپنی کتب میں نمایاں جگہ دی ہے:

1 صاحب السنن امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ (م 385ھ) نے امام ابن مخلد رحمۃ اللہ علیہ کو "ثقہ اور مامون" بیان کیا ہے۔

(تاریخ بغداد وذیولہ للخطیب بغدادی: ج4ص80؛تہذیب الکمال ج25ص561)

2 اجل نقاد حافظ ذہبی ؒ (م748ھ) نے امام ابن مخلد ؒ کے مقام ومرتبہ پر لکھا ہے: "آپ ؒ علمِ حدیث، صالحیت، صدق اور طلب وجستجو میں حد درجہ محنت جیسی اعلیٰ صفات سے متصف تھے، آپ ؒ کو طویل عمر نصیب ہوئی، آپ ؒ کے نام کو خوب شہرت حاصل ہوئی۔ قاضی محاملیؒ کے باوجود علوِ مرتبت کی انتہاء آپ ؒ پر ہوئی۔ (سیر اعلام النبلاء للذہبی: جلد15،ص257)

3 حافظ ابن حجر عسقلانی ؒ (م852ھ) نے امام ابن مخلد ؒ کا علمی مرتبہ یوں بیان کیا ہے:

وهو ثقة ثقة مشهور في تاريخ بغداد له ترجمة مليحة.ومات سنة إحدى وثلاثين وثلاث مِئَة، وهو من أعلى أهل عصره إسنادا. ووقع لنا حديثه بعلو بيننا وبينه في خمس مِئَة سنة ستة أنفس بالسماع المتصل.

(لسان الميزان،ج7ص495رقم7389۔المؤلف: أبو الفضل أحمد بن علي بن محمد بن أحمد بن حجر العسقلاني (المتوفى: 852ھ)۔المحقق: عبد الفتاح أبو غدة۔الناشر: دار البشائر الإسلامية۔الطبعة: الأولى،2002م)

ترجمہ وہ ثقہ ثقہ مشہور ہیں، تاریخ بغداد میں ان کا تعارف درج ہے، انھوں نے ۳۳۱ھ میں انتقال کیا ہے، وہ اپنے ہم عصروں میں سب سے زیادہ علم الاسناد جانتے تھے۔ ہمیں اعلیٰ طریق سے تفصیلی سماع کے ساتھ ان کی حدیث ملی ہے جس میں اس پانچ سو سالہ دور میں ہمارے اور ان کے درمیان چھ اشخاص ہیں۔

امام عبدالباقی بن قانع ؒ اور ابوالحسن بن فرات ؒ کے مطابق امام ابن مخلد ؒ کا 331ھ میں وصال ہوا۔ (تاریخ بغداد وذیولہ للخطیب بغدادی: ج4ص80)

4 مسندِ امام ابن عقدہ ؒ

آپ ؒ کا نام، احمد بن محمد بن سعید بن عبدالرحمٰن بن ابراہیم ؒ ہے، کنیت ابوالعباس، نسبت کوفی اور آپ ؒ ابن عقدہ کے نام سے مشہور تھے۔ آپ ؒ کی ولادت کوفہ میں 249ھ میں ہوئی۔ امام ابن عقدہ ؒ ایک مشہور اور عدیم المثل حافظ ہیں۔ امام ابن عقدہ ؒ نے طلبِ حدیث کے لیے کوفہ، مکہ، بغداد اور دیگر علمی مراکز کا کونہ کونہ چھان مارا۔ انھوں نے اَن گنت محدثین سے حدیث کا سماع کیا۔ مثلاً

(1) ابوجعفر محمد بن عبیداللہ ؒ، (2) حسن بن علی بن عفان ؒ، (3) حسن بن مکرم ؒ، (4) احمد بن ابی خیثمہ ؒ، (5) ابوبکر بن ابی الدنیا ؒ، (6) ابراہیم بن ابی بکر بن ابی شیبہ ؒ ودیگر ائمہ۔

آپ ؒ کے بلند علمی مرتبے کو دیکھتے ہوئے درج ذیل اکابر محدثین نے آپ ؒ سے علم حاصل کیا۔ مثلاً:

(1) محمد بن المظفر ؒ، (2) حافظ ابوبکر بن جعابی ؒ، (3) صاحب المعاجم سلیمان بن احمد طبرانی ؒ، (4) صاحب السنن علی بن عمر دارقطنی ؒ، (5) عبداللہ بن موسیٰ ہاشمی ؒ، (6) ابوعبداللہ المرزبانی ؒ ودیگر۔

(تاریخ بغداد وذیولہ للخطیب بغدادی: جلد5،ص217،218رقم2680)

1 امام الجرح والتعدیل حافظ شمس الدین ذہبی ؒ نے "سیر اعلام النبلاء" میں ابوجعفر طوسی ؒ کا ایک قول نقل کیا ہے۔ اس میں آپ ؒ نے حافظ ابن عقدہ ؒ کی تصانیف کا ذکر کرتے ہوئے آپ ؒ کی ایک کتاب "أَخْبَارُ أَبِي حَنِيفَةَ ؒ" کا تذکرہ کیا۔ (سیر اعلام النبلاء للذہبی: ج11ص535رقم3024)

2 شارح صحیح البخاری" حافظ بدرالدین عینی ؒ" نے اپنی کتاب "التاریخ الکبیر" میں مسند ابی عقدہ ؒ پر تبصرہ کرتے ہوئے فرمایا: "امام ابن عقدہ ؒ کی اکیلی مسند ابی حنیفہ ؒ ہی کی احادیث ایک ہزار سے زائد ہیں۔ (تانیب الخطیب للزاہد الکوثری)

3 ابوالقاسم حمزہ بن یوسف سہمی ؒ، خطیب بغدادی ؒ اور حافظ ابن حجر عسقلانی ؒ نے امام ابن عقدہ ؒ کے طریق سے امام اعظم ابوحنیفہ ؒ سے مروی احادیث کو روایت کیا۔ (تاریخ بغداد وذیولہ للخطیب بغدادی: جلد 4 ص 327)

1 حافظ ابن عقدہ ؒ کا علمی مقام ومرتبہ

1 حافظ ابوعلی حسین بن علی نیشا پوری ؒ (م 349ھ) نے آپ ؒ کے علمی مقام پر کہا: "میں نے ابوالعباس بن عقدہ ؒ سے بڑھ کر کسی ایک شخص کو بھی کوفیوں سے مروی حدیث کا حافظ نہیں دیکھا"۔ (لسان المیزان للعسقلانی: ج1 ص265)

2 يَقُوْلُ: سَمِعْتُ عَلِيَّ بنَ عُمَرَ -وَهُوَ الدَّارَقُطْنِيُّ- يَقُوْلُ: "أَجْمَعَ أَهْلُ الكُوْفَةِ أَنَّهُ لَمْ يُرَ مِنْ زَمَنِ عَبْدِ اللهِ بنِ مَسْعُوْدٍ إِلَى زَمَنِ أَبِي العَبَّاسِ بنِ عُقْدَةَ أَحْفَظُ مِنْهُ". (سیر اعلام النبلاء للذہبی: ج11 ص531 رقم 3024)

ترجمہ: صاحب السنن امام علی بن عمر دارقطنی ؒ (م 385ھ) فرماتے ہیں: "اہل کوفہ کا (ایک زمانے میں) اس امر پر اجماع ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ کے زمانے سے لے کر ابوالعباس بن عقدہ ؒ کے زمانے تک اِن سے بڑا کوئی حافظ حدیث نہیں دیکھا گیا"۔

3 وَسَمِعْتُ أَبَا همام محمد بن إبراهيم، يقول: ابن جوصا بالشام كَابنِ عُقْدَةَ بِالكُوْفَةِ. (سیر اعلام النبلاء للذہبی: ج11 ص531 رقم 3024)

ترجمہ: ابو ہمام محمد بن ابرہیم کرخی ؒ فرماتے ہیں: "احمد بن عمیر بن جوصا ؒ کا شام میں وہی مقام حاصل ہے جیسے کوفہ میں ابوالعباس بن عقدہ ؒ کا"۔

4 امام محمد بن جعفر النجار ؒ بھی امام ابن عقدہ ؒ کو خراجِ عقیدت پیش کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ''ابوالعباس ؒ ہمارے زمانے میں سب سے زیادہ حدیث کے حافظ تھے''۔ (سیر اعلام النبلاء للذہبی: ج11 ص531 رقم 3024)

امام موصوف ؒ نے امام اعظم ؒ کی جو مسند لکھی ہے اس کا نام ''اخبار أبي

حنيفة ومسنده'' ہے۔

حافظ ابوالحسن بن ابن سفیان ؒ کے بقول امام ابوالعباس ابن عقدہ ؒ کا وصال 332ھ میں ہوا۔ (تاریخ بغداد وذیولہ للخطیب بغدادی: جلد5، ص225 رقم 2680)

5 امام عبداللہ بن ابی العوام ؒ

حافظ ابوالقاسم عبداللہ بن محمد بن احمد بن سعدی ابن ابی العوام ؒ بھی علمِ حدیث کی مثالی شخصیت ہیں۔ انھوں نے بھی امام اعظم ؒ کی مسند کو جمع کیا ہے۔ امام ابن ابی العوام ؒ نے درج ذیل ائمہ سے حدیث کا سماع کیا۔

1: صاحب السنن امام نسائی ؒ (سیر اعلام النبلاء: ترجمہ امام نسائی رقم 2586)، 2: امام ابو جعفر طحاوی ؒ، 3: محمد بن احمد بن حماد ؒ ودیگر۔

جب کہ امام ابن ابی العوام ؒ سے ان کے بیٹے ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ ؒ ودیگر ائمہ نے اخذِ حدیث کیا۔

امام ابوالقاسم عبداللہ محمد بن ابی العوام ؒ کے مسندِ امام اعظم ؒ کو تالیف وتدوین کرنے پر دلائل حسب ذیل ہیں:

1 حافظ محمد بن محمود خوارزمی ؒ نے "جامع المسانید" میں پندرہویں مسند امام ابن ابی العوام ؒ کی ذکر کی ہے۔ (جامع المسانید للخوارزمی: جلد1 ص77)

2 مشہور سیرت نگار ومعروف محدثِ شام امام محمد بن یوسف صالحی ؒ نے اپنے دو شیوخ: ابوالفارس بن عمر علوی ؒ اور ابوالفضل بن اوجاقی ؒ کے طرق سے مسند ابی العوام ؒ کا تذکرہ کیا ہے۔ (عقود الجمان للصالحی شامی: ص333)

1 امام ابن ابی العوام ؒ کا علمی مقام ومرتبہ

1 حافظ شمس الدین ذہبی ؒ (م 748ھ) نے امام نسائی ؒ کے ترجمہ میں امام عبداللہ بن ابی العوام ؒ کا ذکر کرتے ہوئے آپ ؒ کو "قاضی مصر" کا لقب دیا۔

(سیر اعلام النبلاء: ترجمہ امام نسائی رقم 2586؛ تذکرۃ الحفاظ للذہبی: جلد 2، ص 700)

2 حافظ عبدالقادر قرشی رحمۃ اللہ علیہ (م 775ھ) نے ابن ابی العوام رحمۃ اللہ علیہ کے پوتے احمد بن محمد رحمۃ اللہ علیہ کا تعارف کرتے ہوئے ان کے گھرانے کے متعلق لکھا ہے: "ان کے والد (محمد رحمۃ اللہ علیہ) اور دادا عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ علماء وفضلاء کے گھرانے سے ہیں"۔

(الجواہر المضیۃ للقرشی: ص 49)

3 محدثِ شام حافظ محمد بن یوسف صالحی رحمۃ اللہ علیہ (م 942ھ) نے ابن ابی العوام رحمۃ اللہ علیہ، امام ابوجعفر طحاوی رحمۃ اللہ علیہ، قاضی ابوعبداللہ صیمری رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر ائمہ احناف رحمھم اللہ کے متعلق لکھا ہے: "یہ سارے ائمہ حنفی، ثقہ، ثبت اور نقاد محدثین ہیں جنہیں کثیر احادیث کا علم ہے"۔ (عقود الجمان للصالحی شامی: ص 49)

امام ابوالقاسم عبداللہ بن ابی العوام رحمۃ اللہ علیہ کا 335ھ میں وصال ہوا۔
ان کی کتاب اب چھپ چکی ہے۔

6 امام عمر بن حسن اشنانی رحمۃ اللہ علیہ

حافظِ حدیث امام قاضی ابوحسن عمر بن حسن بن علی بن مالک اشنانی رحمۃ اللہ علیہ کو بھی امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی مسند جمع کرنے کا شرف حاصل ہوا ہے۔ ان کی ولادت بغداد میں 259ھ یا 260ھ میں ہوئی۔ امام اشنانی رحمۃ اللہ علیہ نے درج ذیل ائمہ سے حدیث روایت کی ہے۔

(1) حافظ ابرہیم حربی رحمۃ اللہ علیہ، (2) محمد بن عیسیٰ مدائنی رحمۃ اللہ علیہ، (3) ابواسماعیل ترمذی رحمۃ اللہ علیہ، (4) محمد بن مسلمہ واسطی رحمۃ اللہ علیہ، (5) ابوبکر بن ابی الدنیا رحمۃ اللہ علیہ، (6) محمد بن شداد مسمعی رحمۃ اللہ علیہ، (7) موسیٰ بن سہل الوشاء رحمۃ اللہ علیہ، (8) حسن بن شنانی رحمۃ اللہ علیہ

محدثین کی کثیر تعداد نے امام اشنانی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے جن میں سے چند کے نام یہ ہیں:

(1) ابوالعباس بن عقدہ رحمۃ اللہ علیہ، (2) محمد بن المظفر رحمۃ اللہ علیہ، (3) ابوقاسم بن حبابہ رحمۃ اللہ علیہ،

(4) حافظ ابن شاہین رحمۃ اللہ علیہ ودیگر

1 امام محمد بن محمود خوارزمی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے تین شیوخ تقی الدین یوسف بن احمد بن ابی الحسن اسکاف رحمۃ اللہ علیہ، ابومحمد ابراہیم بن محمود بن سالم رحمۃ اللہ علیہ اور ابوعبداللہ محمد بن علی بن بقاء رحمۃ اللہ علیہ کے طرق سے متصل سند کے ساتھ امام عمر اشنانی رحمۃ اللہ علیہ کی مسند کو نقل کیا ہے۔

(جامع المسانید للخوارزمی ج 1، ص 73)

2 محدثِ شام امام محمد بن یوسف صالحی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اپنے شیوخ ابوالفضل عبدالرحیم بن محمد بن محمد ارجانی رحمۃ اللہ علیہ اور ابوحفص عمر بن حسن بن عمر ثوری رحمۃ اللہ علیہ کے طرق سے متصل اسناد کے ساتھ امام عمر اشنانی رحمۃ اللہ علیہ کی مسند کی تخریج کی ہے۔

(عقود الجمان للصالحی ص 327)

3 حاجی خلیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے "کشف الظنون" میں امام عمر اشنانی رحمۃ اللہ علیہ کی مسند امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر کیا ہے۔ (کشف الظنون لحاجی خلیفہ: جلد 2، ص 168)

4 علامہ سید مرتضیٰ زبیدی رحمۃ اللہ علیہ نے "عقود الجواهر المنیفة" کے مقدمہ میں مسند امام اشنانی رحمۃ اللہ علیہ کو ذکر کیا ہے۔ (عقود الجواہر المنیفہ، لمرتضیٰ: جلد 1، ص 6)

1 امام اشنانی رحمۃ اللہ علیہ کا علمی مقام ومرتبہ

1 المستدرک علی الصحیحین کے مؤلف امام حاکم نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ کی روایت کے مطابق امام ابوعلی ہروی رحمۃ اللہ علیہ نے ہی امام عمر اشنانی رحمۃ اللہ علیہ کو ثقہ قرار دیا ہے۔

(تاریخ بغدادی للخطیب بغدادی: جلد 11، ص 238)

2 خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: "آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنے دور کے جلیل القدر لوگوں اور محدثین میں شمار ہوتے تھے، حافظ حدیث تھے اور بہت اچھے اسلوب میں محدثین سے مذاکرہ کیا کرتے تھے"۔ (تاریخ بغدادی للخطیب بغدادی، جلد 11، ص 237)

3 خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے ہی امام اشنانی رحمۃ اللہ علیہ کے مقامِ حدیث کو یوں بیان کیا ہے: "انھوں نے کثیر احادیث بیان کی ہیں اور لوگوں نے ان سے قدیم اور جدید احادیث

حاصل کی ہیں"۔ (تاریخ بغداد، للخطیب بغدادی، ج11، ص238)

امام طلحہ محمد بن جعفر رحمۃ اللہ علیہ کے مطابق بروز جمعرات ذوالحجہ 339ھ امام عمر بن حسن اشنانی رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ہوا۔ (تاریخ بغداد، للخطیب بغدادی، ج11، ص238)

7 امام محمد بن ابراہیم بن حبیش بغوی رحمۃ اللہ علیہ

امام محمد بن ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ ایک بلند پایا فقیہ اور عظیم المرتبت محدث ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فقہ کی تعلیم امام محمد بن شجاع ثلجی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ سے حاصل کی اور حدیث کا درس امام عباس دوری رحمۃ اللہ علیہ اور اسحاق حربی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ سے لیا۔ جب کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے تلامذۂ حدیث میں امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ جیسے نامور حفاظِ حدیث بھی ہیں، امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو اپنا شیخ بتایا ہے۔ (تاریخ بغداد، ج1، ص426)

امام موصوف رحمۃ اللہ علیہ بھی امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی مسند لکھنے والوں میں سے ہیں؛ چنانچہ علامہ جمال الدین قاسمی دمشقی رحمۃ اللہ علیہ (م 1332ھ) نے تصریح کی ہے کہ علامہ محمد بن سلیمان مغربی رحمۃ اللہ علیہ (م 1094ھ) نے اپنی "ثبت صلة الخلف" میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی جن چار مسانید کو ذکر کر کے ان کے مؤلفین تک اپنی اسناد ذکر کی ہیں۔ ان میں سے ایک امام محمد بن ابراہیم بن حبیش بغوی رحمۃ اللہ علیہ کی تالیف کردہ "مسند ابی حنیفہ" بھی ہے۔ (الفضل المبین ص248)

امام محمد بن ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ کی وفات 338ھ میں ہوئی۔

8 امام عبداللہ بن محمد حارثی رحمۃ اللہ علیہ

امام ابومحمد عبداللہ بن محمد بن یعقوب بن الحارث بن خلیل الحارثی البخاری الکلاباذی الحنفی رحمۃ اللہ علیہ ماوراء النہر سے تعلق رکھنے والے مشہور عالم، فقیہ اور محدث تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ "استاذ" کے لقب سے مشہور تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 258ھ میں ہوئی۔ امام حارثی رحمۃ اللہ علیہ نے درج ذیل محدثین سے روایت کیا ہے:

(1) عبداللہ بن واصل رحمۃ اللہ علیہ، (2) محمد بن لیث سرخسی رحمۃ اللہ علیہ، (3) عمران بن فرینام رحمۃ اللہ علیہ، (4) فضل بن محمد شعرانی رحمۃ اللہ علیہ ودیگر۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے حدیث کے شاگرد درج ذیل ہیں:

(1) ابوطیب عبداللہ بن محمد رحمۃ اللہ علیہ، (2) محمد بن حسن بن منصور نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ، (3) احمد بن محمد بن یعقوب فارسی رحمۃ اللہ علیہ۔ (سیر اعلام النبلاء للذہبی۔ جلد15، ص424)

امام موصوف رحمۃ اللہ علیہ نے بھی مسندِ ابی حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو جمع کیا ہے، ائمہ کے شواہد ملاحظہ فرمائیں:

1 امام محمد بن محمود خوارزمی رحمۃ اللہ علیہ نے "جامع المسانید" میں اپنے چار شیوخ سے متصل سند کے ساتھ مسند حارثی رحمۃ اللہ علیہ کو اپنی کتاب میں روایت کیا ہے۔

(جامع المسانید للخوارزمی: ج1 ص70)

2 امام شمس الدین محمد بن احمد بن عبدالہادی حنبلی رحمۃ اللہ علیہ (م 744ھ) نے مسائلِ طلاق پر احادیث بیان کرتے ہوئے امام حارثی رحمۃ اللہ علیہ کی مسند ابی حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا حوالہ دیا ہے۔ (تنقیح التحقیق فی أحادیث التعلیق، لابن عبدالہادی: جلد3، ص215)

3 امام عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے "الاصابۃ" میں حضرت رافع مولیٰ سعد رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر کرتے ہوئے امام حارثی رحمۃ اللہ علیہ کی مسند کا حوالہ دیا ہے۔ (الاصابۃ فی تمییز الصحابہ للعسقلانی: جلد2، ص448)

4 علامہ شوکانی رحمۃ اللہ علیہ (م 1250ھ) نے بھی حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی مرفوع حدیثِ حدود پر بحث کرتے ہوئے امام حارثی رحمۃ اللہ علیہ کی مسند ابی حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا حوالہ درج کیا ہے۔ (نیل الاوطار للشوکانی، ج7، ص272)

1 امام حارثی رحمۃ اللہ علیہ کا علمی مقام ومرتبہ

1 امام ابویعلی خلیلی رحمۃ اللہ علیہ (م446ھ) آپ رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق لکھتے ہیں:

"انھیں علم حدیث کی معرفت حاصل ہے"۔

2 امام سمعانی رحمۃ اللہ علیہ (م562ھ) نے امام حارثی رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق لکھا ہے:

"آپ رحمۃ اللہ علیہ بزرگ تھے اور کثرت سے احادیث روایت کرنے والے تھے"۔

3 امام ابوالمؤید خوارزمی رحمۃ اللہ علیہ (م 665ھ) نے اپنی کتاب "جامع المسانید" میں امام حارثی رحمۃ اللہ علیہ کے علمی مقام پر لکھا ہے:

"جو شخص بھی امام حارثی رحمۃ اللہ علیہ کی مسندِ ابی حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا مطالعہ کرے گا وہ ان کے علم الحدیث میں تبحر اور حدیث کے متون وطرق میں بلند پایا معرفت کو جان لے گا"۔

حافظ شمس الدین ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق کے مطابق امام حارثی رحمۃ اللہ علیہ کا وصال 340ھ میں ہوا۔ (سیر اعلام النبلاء للذہبی: جلد 15، ص425)

مسندِ حارثی اصل بھی مکتبۃ المکرمہ سے 2 جلدوں میں شائع ہوچکی ہے۔

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی مسانید میں سب سے زیادہ مشہور، مستند، امام حافظ عبداللہ الحارثی البخاری رحمۃ اللہ علیہ 340 ھ کی مسندِ امام اعظم ہے، جس کا اختصار ساتویں صدی ہجری کے عالم حافظ دمیاطی رحمۃ اللہ علیہ کے شیخ حافظ موسی بن زکریا الحصکفی رحمۃ اللہ علیہ 650ھ نے کیا، بہت مشہور ہے۔

اس کو فقہی ترتیب پر شیخ حافظ عابد سندی رحمۃ اللہ علیہ 1257ھ نے مرتب کیا۔ اور خود ہی اس کی ایک جامع اور ضخیم شرح تصنیف کی ہے۔ اور یہ شائع بھی ہو چکی ہے۔ اس کا نام "المواهب اللطيفة على مسند الامام ابی حنيفة رحمۃ اللہ علیہ" ہے۔

ابوابِ فقہیہ پر مرتب کیا ہوا یہی کتاب آج کل خصوصاً اردو میں مطلق مسندِ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ، یا مسندِ ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کہا جائے، تو اس سے یہی کتاب مراد لی جاتی ہے۔ عرصہ ہوا کہ مولانا حبیب الرحمٰن بن مولانا احمد علی سہارنپوری محدث رحمۃ اللہ علیہ نے اس کتاب کا اردو ترجمہ کیا تھا، اور جا بجا اس میں مختصر تشریحی اضافے بھی تھے۔ یہ ترجمہ 1308ھ میں چھپا ہے۔ اب خدا کا شکر ہے کہ پھر دوبارہ یہ کتاب مع اردو ترجمہ اور مفصل شرح کے زیورِ طبع سے آراستہ ہو کر شائع ہورہی ہے، جو اردو داں طبقہ کے لیے ایک نعمتِ غیر مترقبہ ہے۔ یہ شرح اور ترجمہ ہمارے مخدوم زادے مولانا سعد حسن خان بن مولانا حیدر حسن ٹونکی رحمۃ اللہ علیہ مہتمم دار العلوم ندوۃ العلماء، لکھنو، کے قلم کا مرہونِ منت

ہے، جو ایک مشہور علمی خانوادہ کے چشم و چراغ ہیں۔ ترجمہ کی خوبی اور شرح کی افادیت کے لیے مترجم کا نام کافی ضمانت ہے۔

امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی مسند بروایۃ الحارثی کی کچھ نہ کچھ خدمت کی گئی ہے۔ لیکن اس پر ابھی کام کی ضرورت ہے۔ مثلاً: علامہ محدث شیخ محمد حسن سنبھلی رحمۃ اللہ علیہ جنہوں نے "تنسیق النظام علی مسند الامام" لکھی ہے۔ چنانچہ شیخ عبدالفتاح ابوغدۃ رحمۃ اللہ علیہ تو تنسیق النظام کو علامہ عبدالحئی لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ کی "التعليق الممجد" پر بھی فوقیت دیتے تھے۔ اس کتاب کا جدید کمپیوٹر ایڈیشن مکتبہ بشریٰ، کراچی کی طرف شائع ہو گیا ہے، جو بہت عمدہ ہے۔ اسی طرح تنسیق النظام کا بھی جدید کمپیوٹر ایڈیشن مکتبہ بشریٰ، کراچی کی طرف سے شائع ہو گیا ہے۔

خوش آئند بات یہ ہے کہ ابھی حال ہی میں امام عابد سندھی حنفی رحمۃ اللہ علیہ کی مایہ ناز شرح "المواهب اللطيفة على مسند الامام ابی حنيفة رحمۃ اللہ علیہ" سات جلدوں میں ڈاکٹر تقی الدین ندوی دامت برکاتہم کی تحقیق کے ساتھ دار النوادر سے چھپ کر آ گئی ہے، اہلِ علم کے لیے نادر تحفہ سے کم نہیں ہے۔

9 مسند امام عبداللہ بن عدی جرجانی رحمۃ اللہ علیہ

امام ابو احمد عبداللہ بن عدی بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ جرجان سے تعلق رکھنے والے جلیل القدر حافظِ حدیث اور علمِ جرح وتعدیل کے امام تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث کے رُوات ورجال پر جرح وتعدیل میں "الکامل فی ضعفاء الرجال" کے نام سے مشہور تصنیف لکھی۔ ان کی ولادت 277ھ میں ہوئی۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے درج ذیل ائمہ سے حدیث روایت کی۔

(1) بہلول بن اسحاق تنوخی رحمۃ اللہ علیہ، (2) محمد بن یحییٰ مروزی رحمۃ اللہ علیہ، (3) صاحب المسند ابویعلیٰ موصلی رحمۃ اللہ علیہ ودیگر

ان کے حدیث میں شاگرد درج ذیل ہیں:

(1) ابو العباس بن عقدہ رحمۃ اللہ علیہ، (2) حسن بن رامین رحمۃ اللہ علیہ، (3) ابو الحسین احمد بن العالی رحمۃ اللہ علیہ ودیگر۔ (سیر اعلام النبلاء للذہبی: جلد 16 ص155)

۱ سلطان الملک المعظم علامہ عیسی بن ابو بکر ایوبی رحمۃ اللہ علیہ (م ۶۲۴ھ) نے اپنی کتاب "السہم المصیب فی الرد علی الخطیب" میں امام ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ کی مسند ابی حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی اسناد درج کی ہیں۔ (السہم المصیب لعیسی ایوبی: ص105)

2 امام محمد بن الخوارزمی رحمۃ اللہ علیہ نے "جامع المسانید" میں اپنے شیخ ابومحمد حسن بن احمد بن ھبۃ اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے طریق سے متصل سند کے ساتھ امام ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ کی مسند ابی حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی اسناد درج کی ہیں۔ (جامع المسانید للخوارزمیؒ: ج1 ص73)

1 امام ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ کا علمی مقام ومرتبہ

1 امام ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد حمزہ بن یوسف سہمی جرجانی رحمۃ اللہ علیہ (م 427ھ) بیان کرتے ہیں:

''ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ حافظِ حدیث اور پختہ محدث تھے، ان کے زمانے میں کوئی ان جیسا نہ تھا''۔ (تاریخ جرجان لحمزہ بن یوسف جرجانی: ص267)

2 امام ابوالولید سلیمان بن خلف الباجی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق فرمایا: "ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ کے حافظِ حدیث ہونے میں کوئی شک وشبہ نہیں"۔

(سیر اعلام النبلاء، للذہبی: ج16 ص155)

امام ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ کے تلمیذ خاص حمزہ بن یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے مطابق امام ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال 365ھ میں ہوا، ابوبکر اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی جنازہ پڑھائی۔

(تذکرۃ الحفاظ للذہبی: ج3، ص103 رقم893)

10 امام محمد بن مظفر بغدادی رحمۃ اللہ علیہ

امام ابوالحسین محمد بن مظفر بن موسیٰ بن عیسی بن محمد رحمۃ اللہ علیہ بغداد سے تعلق رکھنے والے

ممتاز حافظِ حدیث تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ 286ھ، میں پیدا ہوئے۔ یہ بات مشہور ہے کہ آپ حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے تھے۔ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے درج ذیل ائمہ سے حدیث کا سماع کیا:

(1) حامد بن شعیب بلخی رحمۃ اللہ علیہ، (2) ابوبکر بن باغندی رحمۃ اللہ علیہ، (3) ابو القاسم بغوی رحمۃ اللہ علیہ، (4) ابوجعفر طحاوی رحمۃ اللہ علیہ ودیگر

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے حدیث میں بہت سے شاگرد ہیں: مثلاً:

(1) ابوحفص بن شاہین رحمۃ اللہ علیہ، (2) ابوالحسن بن علی بن عمر دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ، (3) حسن بن محمد خلال رحمۃ اللہ علیہ ودیگر۔ (سیر اعلام النبلاء للذہبی: ج16 ص418)

امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مسند امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ لکھنے پر ائمہ کے ثبوت:

1 امام محمد بن عبدالغنی بغدادی رحمۃ اللہ علیہ المعروف ابن نقطہ حنبلی رحمۃ اللہ علیہ (م 629ھ) امام محمد بن مظفر رحمۃ اللہ علیہ کا تعارف بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: "انھوں نے مسندِ ابی حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو جمع کیا ہے"۔ (التقیید لمعرفۃ رواۃ السنن والمسانید لابن نقطہ: ص113)

2 امام محمد بن خوارزمی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے چار شیوخ سے متصل سند کے ساتھ مسندِ امام ابن مظفر رحمۃ اللہ علیہ کو نقل کیا ہے۔ (جامع المسانید للخوارزمی: ج1 ص71)

3 حاجی خلیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے بھی مسندِ ابن المظفر رحمۃ اللہ علیہ کا تذکرہ کیا ہے۔

(کشف الظنون لحاجی خلیفہ: ج2 ص168)

1 امام ابن المظفر رحمۃ اللہ علیہ کا علمی مقام ومرتبہ

1 علامہ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ (م463ھ) فرماتے ہیں:

"امام ابن مظفر رحمۃ اللہ علیہ سمجھ دار، حافظ الحدیث اور راست باز شخص تھے"۔

2 حافظ ابوبکر احمد بن محمد البرقانی رحمۃ اللہ علیہ نے (م 425ھ) امام ابن مظفر رحمۃ اللہ علیہ کے کثیر الحدیث ہونے کو یوں بیان کیا ہے: ''میں نے دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ کے طریق سے امام ابن مظفر رحمۃ اللہ علیہ سے ایک ہزار احادیث لکھیں، پھر ہزار احادیث لکھیں، پھر ہزار احادیث

لکھیں۔انھوں نے اس طرح کئی مرتبہ عدد گنوایا''۔(تذکرۃ الحفاظ للذہبی: ج3، ص981)

امام ابو قاسم ازھری رحمۃ اللہ علیہ اور احمد بن محمد عتیقی رحمۃ اللہ علیہ کے مطابق امام ابن مظفر رحمۃ اللہ علیہ کا وصال جمعہ کے دن 379ھ میں ہوا۔(تاریخ بغداد للخطیب بغدادی: ج3،ص264)

11 امام طلحہ بن محمد العدل رحمۃ اللہ علیہ

امام ابوالقاسم طلحہ بن محمد بن جعفر الشاہد العدل المقری رحمۃ اللہ علیہ بغداد سے تعلق رکھنے والے محدث تھے۔آپ رحمۃ اللہ علیہ 291ھ میں پیدا ہوئے۔آپ رحمۃ اللہ علیہ نے درج ذیل ائمہ سے حدیث روایت کی ہے:

(1)محمد بن عباس رحمۃ اللہ علیہ،(2)عبداللہ بن زیدان رحمۃ اللہ علیہ،(3)ابوبکر بن ابی داوٗد رحمۃ اللہ علیہ،

(4)ابوالقاسم بغوی رحمۃ اللہ علیہ ودیگر

شاگرد درج ذیل ہیں:

(1)ازہری رحمۃ اللہ علیہ،(2)ابومحمد الخلال رحمۃ اللہ علیہ،(3)علی بن محسن تنوخی رحمۃ اللہ علیہ،(4)حسن بن علی جوہری رحمۃ اللہ علیہ ودیگر۔(تاریخ بغداد للخطیب بغدادی: ج9 ص351)

1 مسند لکھنے پر تحقیق

1 امام محمد بن خوارزمی رحمۃ اللہ علیہ نے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی 17 مسانید میں دوسری مسند جو آپ رحمۃ اللہ علیہ تک متصل سند سے بیان کی ہے، وہ یہی امام طلحہ رحمۃ اللہ علیہ کی مسند ہے۔

(جامع المسانید للخوارزمی: ج1،ص70)

2 حاجی خلیفہ رحمۃ اللہ علیہ (م1067ھ) نے "کشف الظنون" میں الإمام، الحافظ، أبو القاسم: طلحة بن محمد بن جعفر الشاهد العدل رحمۃ اللہ علیہ کی مسندِ ابی حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر کیا ہے۔

(کشف الظنون عن أسامي الكتب والفنون-ط إسطنبول (حاجي خليفة)2ج ص1680)

3 امام تقی الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مشہور تصنیف "شفاء السقام" میں ایک حدیث کے تحت

مسند طلحہ رحمۃ اللہ علیہ کا حوالہ درج کیا ہے۔

2 امام طلحہ رحمۃ اللہ علیہ کا علمی مقام اور مرتبہ

1 امام ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ (م597ھ) آپ رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق لکھتے ہیں:

''طلحہ رحمۃ اللہ علیہ کا شمار ابن مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کے صف اول کے شاگردوں میں ہوتا ہے''۔

(المنتظم فی تاریخ الملوك والامم لابن جوزی، ج7،ص154)

2 امام خوارزمی رحمۃ اللہ علیہ نے امام طلحہ رحمۃ اللہ علیہ کی ثقاہت پر اظہار خیال کیا ہے:

"وہ اپنے زمانے کے عدول، ثقات اور پختہ محدثین میں سب سے مقدم تھے"۔

(جامع المسانید للخوارزمی: ج2 ص487)

3 امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے امام طلحہ رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں لکھا ہے:''امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ کے زمانے میں وہ صحیح السماع مشہور تھے''۔(میزان الاعتدال للذہبی: ج8،ص128)

امام ازہری رحمۃ اللہ علیہ اور عتیقی رحمۃ اللہ علیہ کے مطابق امام طلحہ بن محمد رحمۃ اللہ علیہ کا وصال شوال 380ھ میں ہوا۔(تاریخ بغداد للخطیب بغدادی: ج9،ص351)

12 امام محمد بن ابراہیم مقری رحمۃ اللہ علیہ

ابو بکر محمد بن ابراہیم بن علی بن عاصم بن زاذان رحمۃ اللہ علیہ اصبہان کے ممتاز حافظِ حدیث، ثقہ، صدوق اور طلبِ حدیث میں کثرت سے سفر کرنے والے تھے۔آپ رحمۃ اللہ علیہ ابن المقریؒ کے لقب سے مشہور تھے۔المعجم الکبیر اور اربعین کے مصنف ہیں۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 285ھ میں ہوئی۔آپ رحمۃ اللہ علیہ کے شیوخ درج ذیل ہیں:

(1)محمد بن نصیر بن ابان مدینی رحمۃ اللہ علیہ،(2)عمر بن ابی غیلان رحمۃ اللہ علیہ،(3)جعفر بن احمد بن سنان رحمۃ اللہ علیہ،(4)محمد بن حسن بن قتیبہ رحمۃ اللہ علیہ ودیگر۔

ان کے شاگرد درج ذیل ہیں:

(1)حافظ ابواسحاق بن حمزہ رحمۃ اللہ علیہ،(2)ابوالشیخ بن حیان رحمۃ اللہ علیہ،(3)محمد بن عمر البقال

رحمۃ اللہ علیہ، (4) ابوزید محمد بن سلامہ رحمۃ اللہ علیہ ودیگر۔ (سیر اعلام النبلاء: ج16 ص400)

1 مسند تدوین کرنے پر ائمہ کی تحقیق

1 امام ابن نقطہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "انھوں نے مسند ابی حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو جمع کیا"۔

(التقیید لابن نقطہ: ص27)

2 حافظ شمس الدین ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے امام ابن المقری رحمۃ اللہ علیہ کے تعارف میں لکھا ہے: ''انھوں نے مسند ابی حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ تصنیف کی ہے''۔ (تذکرۃ الحفاظ للذہبی: ج3، ص973)

2 امام ابن المقری رحمۃ اللہ علیہ کا علمی مقام ومرتبہ

1 امام ابن المقری رحمۃ اللہ علیہ بنفسِ نفیس اپنے طلبِ علم کے متعلق لکھتے ہیں: ''میں نے (حصول علم کی خاطر) چار مرتبہ شرق تا غرب سفر کیا''۔

(سیر اعلام النبلاء للذہبی: ج16، ص400)

2 امام ابن المقری رحمۃ اللہ علیہ ہی اپنے اسفار کے متعلق کہتے ہیں: ''میں نے دس مرتبہ بیت المقدس حاضری دی، چار حج کیے ہیں اور 25 مہینے مکہ مکرمہ میں قیام کیا ہے''۔

(سیر اعلام النبلاء للذہبی: ج16، ص400)

3 امام ابن مردویہ رحمۃ اللہ علیہ (م 410ھ) امام ابن لمقری رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق لکھتے ہیں: ''آپ رحمۃ اللہ علیہ ثقہ، مامون اور صاحبِ اصول ہیں''۔ (التقیید لابن نقطہ: ص27)

امام ابن المقری رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ماہ شوال میں 381ھ میں 96 سال کی عمر میں ہوا۔

(سیر اعلام النبلاء للذہبی: ج16 ص402)

13 امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ

شیخ الاسلام امام ابوالحسن علی بن عمر بن احمد بن مہدی بن مسعود بن نعمان بن دینار بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ بغداد کے رہنے والے مشہور محدث تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت بغداد

کے ایک محلے دارقطن میں 306ھ میں ہوئی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف "السنن" کتبِ حدیث میں ممتاز حیثیت رکھتی ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے اساتذہ درج ذیل ہیں:

(1) ابوالقاسم بغوی رحمۃ اللہ علیہ، (2) ابوحامد محمد بن ہارون حضرمی رحمۃ اللہ علیہ، (3) قاضی بدر بن ہیثم رحمۃ اللہ علیہ ودیگر۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ سے درج ذیل محدثین نے حدیث روایت کی:

(1) حمزہ بن محمد بن طاہر رحمۃ اللہ علیہ، (2) صاحب المستدرک حاکم نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ، (3) تمام رازی رحمۃ اللہ علیہ، (4) ابومحمد خلال رحمۃ اللہ علیہ ودیگر ائمہ

1 مسند لکھنے پر تحقیق

۱ محدثِ شام علامہ زاہد کوثری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: "خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ جس وقت بذات خود سفر کر کے دمشق گئے تو ان کے پاس امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ کی مسند ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ بھی تھی"۔ (تانیب الخطیب لزاہد الکوثری: ص156)

2 مسندِ امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ کے مسندِ ابی حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو تدوین کرنے پر یہ دلیل بھی ہے کہ انھوں نے اپنی السنن میں تقریباً 35 احادیث آپ رحمۃ اللہ علیہ کے طریق سے روایت کی ہیں"۔

2 حافظ دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ کا علمی مقام ومرتبہ

۱ امام ابوالطیب طبری رحمۃ اللہ علیہ ان کو "امیر المؤمنین فی الحدیث" قرار دیتے تھے۔

(تذکرۃ الحفاظ: ج3 ص132)

۲ ایک اور جگہ فرماتے ہیں: "میں نے کوئی حافظِ حدیث ایسا نہیں دیکھا جو بغداد سے آیا ہو، اور ان کے پاس سلام کے لیے حاضر نہ ہوا ہو"۔

(تاریخ مدینہ دمشق لابن عساکر: ج43 ص101)

عبدالعزیز بن ازجی رحمۃ اللہ علیہ، احمد بن محمد عتیقی رحمۃ اللہ علیہ اور محمد بن ابی الفوارس رحمۃ اللہ علیہ کے مطابق

حافظ دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ ذوالقعدہ 385ھ فوت ہوئے۔ (تاریخ بغداد للخطیب: ج12 ص39)

14 امام ابن شاہین رحمۃ اللہ علیہ

حافظ ابوحفص عمر بن احمد بن عثمان بغدادی المعروف ابن شاہین رحمۃ اللہ علیہ عراق کے بلند پایہ محدث تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 297ھ اور آپ رحمۃ اللہ علیہ نے 308ھ میں پہلی مرتبہ حدیث کا سماع کیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے حدیث کے اساتذہ درج ذیل ہیں:

(1) محمد بن محمد بن غندی رحمۃ اللہ علیہ، (2) محمد بن ہارون بن المجدر رحمۃ اللہ علیہ، (3) شعیب بن محمد ذراع رحمۃ اللہ علیہ، (4) ابوالقاسم بغوی رحمۃ اللہ علیہ ودیگر

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد درج ذیل ہیں:

(1) ابوسعد مالینی رحمۃ اللہ علیہ، (2) ابوبکر البرقانی رحمۃ اللہ علیہ، (3) ابومحمد خلال رحمۃ اللہ علیہ، (4) ابومحمد جوہری رحمۃ اللہ علیہ ودیگر۔ (تذکرۃ الحفاظ للذہبی: ج3 ص987)

حافظ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ جس وقت بغداد سے دمشق گئے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس امام ابن شاہین رحمۃ اللہ علیہ کی مسندِ ابی حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ بھی تھی۔ (تانیب الخطیب لزاہد الکوثری: 156)

1 امام ابن شاہین رحمۃ اللہ علیہ کا علمی مقام ومرتبہ

1 امام ابن ماکولا رحمۃ اللہ علیہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق فرماتے ہیں: ”ثقہ مامون ہیں، آپ رحمۃ اللہ علیہ نے شام، فارس اور بصرہ میں حدیث کا سماع کیا، آپ رحمۃ اللہ علیہ نے احکام ومسائل اور علماء کے تراجم ذکر کیے، نیز بہت سی کتب تصانیف کیں“۔ (تذکرۃ الحفاظ للذہبی: ج3 ص988)

2 امام ابوالفتح محمد بن احمد بن ابی الفوارس رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”آپ رحمۃ اللہ علیہ ثقہ مامون ہیں، آپ رحمۃ اللہ علیہ جتنی تصانیف کسی نے نہیں کیں“۔ (سیر اعلام النبلاء للذہبی: ج16 ص432)

حافظ ابونعیم اصبہانی رحمۃ اللہ علیہ اور عبدالعزیز بن علی ازجی رحمۃ اللہ علیہ کے مطابق امام ابن شاہین رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ماہ ذوالحجہ 385ھ میں ہوا۔ (تاریخ بغداد للخطیب بغدادی: ج11 ص267)

15 امام ابن مندہ رحمۃ اللہ علیہ

ابوعبداللہ محمد بن ابی یعقوب اسحاق بن ابی عبداللہ محمد بن یحییٰ بن مندہ رحمۃ اللہ علیہ اصبہان کے رہنے والے بے مثل حافظِ حدیث اور اپنے زمانے کے ممتاز محدث تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا سن ولادت 310 یا 311ھ ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے سب سے پہلے حدیث کا سماع 318ھ میں کیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے پوری دنیا سے 1700 شیوخ سے علم حدیث حاصل کیا، ان مین سے چند درج ذیل ہیں:

(1) ابویعقوب اسحاق رحمۃ اللہ علیہ، (2) عبدالرحمان بن یحییٰ رحمۃ اللہ علیہ،
(3) اسماعیل صفار رحمۃ اللہ علیہ، (4) احمد بن عمرو مدینی رحمۃ اللہ علیہ ودیگر

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد درج ذیل ہیں:

(1) ابوبکر بن مقری رحمۃ اللہ علیہ، (2) تمام بن محمد رازی رحمۃ اللہ علیہ، (3) حمزہ بن یوسف سہمی رحمۃ اللہ علیہ ودیگر۔ (سیر اعلام النبلاء للذہبی: ج17 ص28)

امام ابن مندہ رحمۃ اللہ علیہ نے بہت سی کتب تصانیف کیں جن میں مسندِ ابی حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ بھی شامل ہے۔ ڈاکٹر فواد سیزگین نے مسانیدِ ابی حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا تذکرہ کرتے ہوئے امام ابن مندہ رحمۃ اللہ علیہ کی مسند کا بھی ذکر کیا۔ (تاریخ التراث العربی لفواد سیزگین: ج3 ص42)

1 امام ابن مندہ رحمۃ اللہ علیہ کا علمی مقام ومرتبہ

1 امام ابن مندہ رحمۃ اللہ علیہ خود اپنے طلبِ علم کے بارے میں فرماتے ہیں: ”میں نے حصولِ علم کے لیے شرق تا غرب دو مرتبہ چکر لگایا“۔ (التقیید لابن نقطہ: ص40)

2 حافظ ابواسحاق بن حمزہ رحمۃ اللہ علیہ (م 353ھ) فرماتے ہیں: ”میں نے ابوعبداللہ بن مندہ رحمۃ اللہ علیہ جیسا نہیں دیکھا“۔ (تذکرۃ الحفاظ للذہبی: ج3 ص1034)

3 حافظ ابونعیم اصبہانی رحمۃ اللہ علیہ (م 430ھ) کے پاس امام ابن مندہ رحمۃ اللہ علیہ کا تذکرہ ہوتا تو وہ فرماتے: ”وہ علم کے پہاڑ تھے“۔ (تاریخ مدینہ دمشق، لابن عساکر: ج17 ص36)

حافظ ابونعیم اصبہانی رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر ائمہ کے مطابق امام ابن مندہ رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ذوالقعدہ 395ھ میں ہوا۔

16 امام ابونعیم اصبہانی رحمۃ اللہ علیہ

امام ابونعیم احمد بن عبداللہ بن احمد بن اسحاق اصبہانی رحمۃ اللہ علیہ، جو ایک ثقہ حافظ الحدیث، عظیم القدر صوفی اور مشہور صاحب تصانیف بزرگ ہیں۔ مشہورِ زمانہ کتب "المستخرج علی الصحیحین، دلائل النبوۃ اور حلیۃ الاولیاء وطبقات الاصفیاء" کے مصنف ہیں اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کو بھی شرف حاصل ہے کہ انھوں نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی مرویات کو اپنی مسند میں جمع کیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 336ھ میں ہوئی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے کثیر محدثین سے علمِ حدیث حاصل کیا، جن میں سے چند درج ذیل ہیں:

(1) ابومحمد عبداللہ بن جعفر رحمۃ اللہ علیہ — (2) قاضی ابواحمد العسال رحمۃ اللہ علیہ

(3) محمد بن عمر الجعانی رحمۃ اللہ علیہ — (4) محمد بن معمر ذہلی رحمۃ اللہ علیہ ودیگر

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد درج ذیل ہیں:

(1) ابوبکر خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ، — (2) ابوسعد محمد بن محمد مطرز رحمۃ اللہ علیہ

(3) صالح ابن عبدالواحد البقال رحمۃ اللہ علیہ ودیگر ائمہ۔

(سیر اعلام النبلاء للذھبی: ج17، ص487)

1 مسند امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ تالیف کرنے پر ائمہ کی تحقیق

ا امام ابوالمؤید محمد بن محمود خوارزمی رحمۃ اللہ علیہ (م 665ھ) نے اپنے چار مشائخ سے متصل سند کے ساتھ امام ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ کی مسند ابی حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو روایت کیا ہے۔

(جامع المسانید للخوارزمی: ج1 ص72)

2 حافظ حدیث شمس الدین ابن طولون رحمۃ اللہ علیہ (م 953ھ) نے "الفہرست الاوسط" میں اپنی سند کے ساتھ مسند ابی نعیم رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر کیا ہے۔ (تانیب الخطیب لزاہد الکوثری: ص156)

3 علامہ سید محمد مرتضیٰ زبیدی رحمۃ اللہ علیہ (م 1205) نے "عقود الجواھر المنیفۃ" کے مقدمہ میں امام ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ کی مسند ابی حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو شمار کیا ہے۔ (عقود الجواھر المنیفہ: ج1 ص6)

2 امام ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ کا علمی مقام ومرتبہ

1 امام ابوطاہر احمد بن محمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''امام ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب "حلیۃ الاولیاء" جیسی کوئی کتاب تصنیف نہیں کی گئی''۔ (سیر اعلام النبلاء للذہبی: ج17 ص458)

2 امام ابن النجار رحمۃ اللہ علیہ (م 643ھ) نے امام ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ کے مقامِ حدیث کے متعلق فرمایا: "آپ رحمۃ اللہ علیہ محدثین کے تاج ہیں اور دین کی عظیم علامت ہیں"۔

(شذرات الذہب لابن عماد: ج3 ص245)

امام ابن نقطہ حنبلی رحمۃ اللہ علیہ اور امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کے مطابق امام ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ کا بروز پیر 20/محرم الحرام کو 430ھ میں وصال ہوا۔ (سیر اعلام النبلاء للذہبی: ج17 ص462)

17 امام احمد بن محمد کلاعی رحمۃ اللہ علیہ

امام احمد بن محمد بن خالد خلی کلاعی مقری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی مسندِ امام ابی حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو روایت کیا ہے۔ ان کی کنیت ابوعمر ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ قرطبہ سے تعلق رکھنے والے محدث تھے۔ مظفر عبدالملک ابن عامر رحمۃ اللہ علیہ کے عہد میں 394ھ میں ان کی ولادت ہوئی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے حدیث کے اساتذہ درج ذیل ہیں:

(1) ابومحمد بن شفاق رحمۃ اللہ علیہ — (2) ابومحمد بن بنوش رحمۃ اللہ علیہ

(3) ابوعلی حداد رحمۃ اللہ علیہ — (4) ابن نبات رحمۃ اللہ علیہ ودیگر۔

(الصلۃ لابن بشکوال: ص16)

1 تصریحات

ا حاجی خلیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے بھی امام کلاعی رحمۃ اللہ علیہ کی مسندِ ابی حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا نام درج کیا۔

(أبو بكر: أحمد بن محمد بن خالد الكلاعي: كشف الظنون لحاجي خليفة: جلد2 ص1682)

۲ محدثِ شام امام محمد بن یوسف صالحی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے دو شیوخ: فضل بن اوجاتی رحمۃ اللہ علیہ اور ابوحفص عمر بن حسن رحمۃ اللہ علیہ کے متصل طرق سے امام کلاعی رحمۃ اللہ علیہ کی مسندِ ابی حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر کیا ہے۔(عقود الجمان لصالحی شامی:ص328)

2 امام احمد کلاعی رحمۃ اللہ علیہ کا مقام ومرتبہ

1 امام ابن بشکوال رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب "الصلة" میں امام کلاعی رحمۃ اللہ علیہ کا تذکرہ کیا ہے۔ وہ ان کے متعلق فرماتے ہیں: "وہ معلمِ قرآن، فاضل، عبادت گذار، فنِ قراءت اور اس کے وجوہ کے عالم اور حافظ تھے۔ انھوں نے قراءت کے معانی ومفاہیم پر کئی کتابیں لکھی ہیں''۔(الصلة لابن بشکوال:ص16)

امام ابوعمر کلاعی رحمۃ اللہ علیہ نے ہفتہ کے دن بوقت زوال 10 ذوالقعدہ 432ھ میں وصال فرمایا۔(الصلة لابن بشکوال:ص16)

18 امام ابوالحسن ماوردی رحمۃ اللہ علیہ

امام ابوالحسن علی بن محمد بن حبیب ماوردی شافعی رحمۃ اللہ علیہ بصرہ سے تعلق رکھنے والے أقضیٰ القضاۃ تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 364ھ میں ہوئی۔ انھوں نے درج ذیل اساتذہ سے حدیث روایت کی:

(1) حسن بن علی بن محمد الحبلی رحمۃ اللہ علیہ (2) محمد بن معلّیٰ ازدی رحمۃ اللہ علیہ

(3) جعفر بن محمد بن فضل بغدادی رحمۃ اللہ علیہ ودیگر

جب کہ امام ماوردی رحمۃ اللہ علیہ سے خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ اور ابوالفضل ابن خیرون رحمۃ اللہ علیہ نے علمِ حدیث حاصل کیا۔(تاریخ بغداد للخطیب بغدادی: جلد12 ص102)

ان کی کثیر کتب میں سے ایک تالیف مسندِ ابی حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ بھی ہے۔ اس کا ذکر حاجی خلیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے "کشف الظنون" میں کیا۔ انھوں نے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے مروی پندرہویں مسند امام ماوردی رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر کیا ہے۔

(الإمام، الماوردي، أبو الحسن: علي بن محمد بن حبيب: كشف الظنون لحاجي خليفة: جلد2 ص1681)

1 امام ماوردی رحمۃ اللہ علیہ کا علمی مقام ومرتبہ

1 علامہ صلاح الدین الصفدی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: "وہ بلند وبالا علمی مرتبہ کے مالک تھے، بادشاہ وقت کے قریبی ساتھی تھے"۔(الوافی بالوفیات للصفدی: ج21 ص298)

2 خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: "میں نے ان سے علمِ حدیث لکھا ہے اور وہ ثقہ تھے"۔(تاریخ بغداد للخطیب بغدادی: ج12 ص102)

3 حافظ ابوالفضل بن خیرون رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "وہ امام تھے، علم کے ہر فن میں ان کی قابلِ قدر تصانیف ہیں"۔(لسان المیزان لعسقلانی: ج4 ص260)

حافظ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے مطابق امام ماوردی رحمۃ اللہ علیہ کا ماہ ربیع الاول 450ھ میں وصال ہوا۔(تاریخ بغداد للخطیب بغدادی: جلد12 ص102)

19 امام خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ

جلیل القدر، نقاد، حافظِ حدیث ابوبکر احمد بن علی بن ثابت بن احمد بن مہدی بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کثیر تصانیف کے مصنف ہیں۔ ان کا شام اور عراق کے عظیم محدثین میں شمار ہوتا تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 392ھ میں ہوئی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے سب سے پہلے دس سال کی عمر میں حدیث کا سماع کیا۔ 20 سال کی عمر میں بصرہ تشریف لے گئے۔ 23 سال کی عمر میں نیشاپور حتی کہ بڑھاپے میں شام، مکہ مکرمہ اور دیگر شہروں میں بھی حصولِ علم کے لیے تشریف لے گئے۔ حافظ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے بے شمار اساتذہ سے علمِ حدیث کا سماع کیا:

(1) ابوعمر بن مہدی فارسی رحمۃ اللہ علیہ (2) ابوالحسین بن المتیّم رحمۃ اللہ علیہ

(3) حسین بن حسن جوالیقی رحمۃ اللہ علیہ (4) محمد بن عیسیٰ ہمذانی رحمۃ اللہ علیہ ودیگر

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد درجِ ذیل ہیں:

(1) حافظ ابوبکر احمد بن محمد بن برقانی ؒ (2) ابوالفضل بن خیرون ؒ

(3) عبدالعزیز کتانی ؒ (4) ابونصر بن ماکولا ؒ ودیگر

شام سے تعلق رکھنے والے نقاد محدث محمد زاہد الکوثری ؒ نے اپنی کتاب "تانیب الخطیب" میں مسانیدِ امام اعظم ؒ کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھا ہے: "جس وقت خطیب بغدادی ؒ خود سفر کرکے دمشق گئے، تو ان کے ساتھ خود ان کی تالیف کردہ مسندابی حنیفہ ؒ بھی تھی"۔ (تانیب الخطیب لزاہد الکوثری: ص156)

1 خطیب بغدادی ؒ کا علمی مقام ومرتبہ

ا مشہور فقیہ ابواسحاق ابرہیم شیرازی ؒ آپ ؒ کے متعلق فرماتے ہیں: "ابوبکر خطیب بغدادی ؒ کو معرفت اور حفظِ حدیث میں ابوالحسن دارقطنی ؒ اوران کے اقران کے ساتھ تشبیہ دی جاتی ہے"۔ (سیراعلام النبلاء للذہبی: ج17ص276)

2 حافظ ابوعلی بن احمد بن محمد بردانی حنبلی ؒ کہتے ہیں: "شاید خطیب بغدادی ؒ نے اپنے جیسا کوئی نہیں دیکھا"۔ (سیراعلام النبلاء للذہبی: ج18ص276)

آپ ؒ کا انتقال 4 ذوالحجہ 463ھ دوشنبہ کو ہوا۔ سہ شنبہ کو آپ ؒ کو بغداد میں صوفی باصفا حضرت بشر حافی ؒ کی قبر کے پاس، امام احمد بن حنبل ؒ کے قریب سپردخاک کیا گیا۔ (تاریخ مدینہ دمشق لابن عساکر: ج5ص38)

20 امام عبداللہ بن محمد انصاری ؒ

شیخ الاسلام امام ابواسماعیل عبداللہ بن محمد بن علی بن محمد انصاری ؒ ہرات کے رہنے والے جلیل القدر حافظِ حدیث تھے۔ آپ ؒ حضرت ابوایوب خالد بن زید انصاری ؒ کی اولاد میں سے ہیں۔ آپ ؒ کی ولادت 396ھ میں ہوئی۔ آپ ؒ کے حدیث کے اساتذہ درج ذیل ہیں:

(1) یحییٰ بن عمار سجستانی ؒ (2) محمد بن جبریل ماحی ؒ

(3) ابومنصور احمد بن ابی العلاء ؒ (4) قاضی ابوبکر الحیری ؒ ودیگر

آپ ؒ کے شاگرد درج ذیل ہیں:

(1) محمد بن طاہر مقدسی ؒ (2) مؤتمن بن احمد بن ساجی ؒ

(3) حنبل بن علی بخاری ؒ (4) عبدالجلیل بن ابی سعد المعدل ؒ

(تذکرۃ الحفاظ للذہبی: ج3ص1183)

امام عبداللہ ؒ نے مسندابی حنیفہ ؒ بھی تالیف کی۔ اس کتاب کا تذکرہ عبدالقادر بن ابی الوفا قرشی ؒ نے کیا ہے، انھوں نے اپنی کتاب "الجواهر المضیئة" میں نصر بن سیار ؒ کے تعارف میں امام سمعانی ؒ کا درجِ ذیل جملہ لکھا ہے: "میں نے ''نصر بن سیار ؒ'' سے احادیث کی اس کتاب کا سماع کیا، ان احادیث کو امام ابی حنیفہ ؒ نے روایت کیا جسے عبداللہ بن انصاری ؒ نے نصر بن سیار ؒ کے دادا قاضی صاعد ؒ کے لیے جمع کیا؛ کیونکہ یہ ان سے روایت کرتے تھے"۔ (الجواهر المضية فی طبقات الحنفية-ت الحلو ج3ص541رقم1739)

1 حافظ عبداللہ ؒ کا علمی مقام ومرتبہ

1 حافظ عبدالغافر بن اسماعیل ؒ فرماتے ہیں: ''ابواسماعیل انصاری ؒ کو عربی لغت، حدیث، تواریخ اور انساب میں کامل دسترس حاصل تھی۔ آپ ؒ تفسیر میں امامِ کامل تھے اور تصوف میں بے داغ سیرت کے مالک تھے''۔

(تذکرۃ الحفاظ للذہبی: ج3ص1189)

2 شیخ الاسلام حافظ ابوالقاسم اسماعیل بن محمد ؒ نے امام عبداللہ ؒ کو "امام اور حافظ حدیث" کے القاب سے یاد کیا ہے۔ (تذکرۃ الحفاظ للذہبی: ج3ص1189)

3 حافظ ابوالنضر عبدالرحمن فامی ؒ فرماتے ہیں: "شیخ الاسلام ابواسماعیل ؒ یگانۂ روزگار تھے، معانی ومفاہیم کی ترتیب وتبویب کا ذریعہ اور فضائل ومحاسن کے فنون وانواع میں بلند مرتبہ رکھتے تھے''۔ (تذکرۃ الحفاظ للذہبی: ج3ص1184)

امام ابوعبداللہ حسین بن محمد بن حسین ہروی ؒ کے مطابق امام عبداللہ ؒ بروز جمعہ المبارک عشاء کے وقت 22 ذوالحجہ 481ھ میں وصال فرمایا۔

(التقیید لابن نقطہ: ص323)

21 امام حسین بن محمد بن خسرو بلخی ؒ

ابوعبداللہ حسین بن محمد بن خسرو بلخی ؒ بغداد کے بلند پایا محدث اور ممتاز عالم تھے۔ آپ ؒ نے بھی امام ابوحنیفہ ؒ کی مسند کو جمع کیا ہے۔ آپ ؒ نے کثیر محدثین سے علم حاصل کیا ان میں چند درج ذیل ہیں:

(1) ابویوسف عبدالسلام ؒ، (2) ابومحمد قزوینی ؒ، (3) عبدالواحد بن فہد ؒ اور دیگر ائمہ۔

امام صاحب ؒ کے صرف دو شاگردوں کے نام معلوم ہوئے ہیں:

(1) حافظ ابوالفرج عبدالرحمن بن علی ابن جوزی ؒ، (2) حافظ ابوالقاسم علی بن حسن بن ھبۃ اللہ ابن عساکر ؒ۔ (جامع المسانید للخوارزمی: جلد2 ص434)

1 حافظ ابوعبداللہ ابن نجار ؒ نے تصریح کی ہے کہ ابن خسرو ؒ نے مسند امام ابوحنیفہ ؒ کو جمع کیا ہے۔ (جامع المسانید للخوارزمی: ج2، ص435)

2 حافظ شمس الدین ذہبی ؒ نے امام ابن خسرو ؒ کی مسندِ ابی حنیفہ ؒ کو جمع کرنے کا ذکر کیا ہے۔ (سیر اعلام النبلاء للذہبی: ج19 ص592)

3 امام ابوالقادر بن ابی الوفا قرشی ؒ نے بھی امام ابن خسرو ؒ کی مسند امام ابی حنیفہ ؒ کو جمع کرنے کا ذکر کیا ہے۔ (الجواہر المضیئۃ للقرشی: ص143)

1 امام ابن خسرو ؒ کا علمی مقام ومرتبہ

1 حافظ ابوعبداللہ محمد ابن نجار ؒ نے اپنی تاریخ میں امام خسرو ؒ کے تعارف میں لکھا ہے: "ابوعبداللہ السمسار حنفی ؒ اپنے دور میں اہلِ بغداد کے لیے مفید شخصیت تھے"۔

(جامع المسانید للخوارزمی: ج2 ص434)

2 امام الجرح والتعدیل حافظ امام ذہبی ؒ نے امام خسرو ؒ کو "محدثِ مکثر" کے لقب سے یاد کیا۔ (جامع المسانید للخوارزمی: ج2 ص435)

3 امام قاسم بن قطلوبغا ؒ آپ ؒ کے متعلق فرماتے ہیں: "آپ ؒ اہل بغداد کی فیض دہندہ شخصیت اور اپنے دور کے عظیم محدث تھے"۔

(تاج التراجم لابن قطلوبغا: ص161)

حافظ ابوالقادر بن ابی الوفا قرشی ؒ کے مطابق آپ ؒ کی وفات 522ھ میں ہوئی۔ (الجواہر المضیئۃ للقرشی: ص143)

22 امام محمد بن عبدالباقی انصاری ؒ

ابوبکر محمد بن عبدالباقی بن محمد بن عبداللہ خزرجی سلمی انصاری بغدادی حنبلی بزار ؒ، مرستان کے مشہور قاضی تھے۔ آپ ؒ کی ولادت ماہ صفر 442ھ میں ہوئی۔ آپ ؒ نے درج ذیل ائمۂ حدیث سے حدیث کا سماع کیا:

(1) ابواسحاق برمکی ؒ (2) علی بن عیسی باقلانی ؒ

(3) علی بن عمر برمکی ؒ (4) محمد بن وشاح زینی ؒ ودیگر

آپ ؒ کے شاگرد درج ذیل ہیں:

(1) ابوالقاسم علی ابن عساکر ؒ (2) ابوموسیٰ مدینی ؒ

(3) سعید بن عطاف ؒ (4) ابوحفص عمر ابن طبرزد ؒ ودیگر

1 امام محمد بن یوسف صالحی شامی ؒ نے بھی اپنے شیخ ابوالفضل عبدالرحیم بن محمد الاوجاتی ؒ کے طریق سے متصل سند کے ساتھ قاضی ابوبکر انصاری ؒ کی مسند ابی حنیفہ ؒ کو بیان کیا ہے۔ (عقود الجمان لصالحی شامی: ص325)

2 حاجی خلیفہ ؒ (م 1067ھ) نے بھی قاضی ابوبکر ؒ کی مسند ابی حنیفہ ؒ کا ذکر کیا ہے۔

3 علامہ سید محمد مرتضیٰ زبیدی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی مسند کو شمار کیا ہے۔
(عقود الجواہر لمرتضیٰ زبیدی: ج1 ص6)

1 قاضی محمد بن عبدالباقی انصاری رحمۃ اللہ علیہ کا علمی مقام ومرتبہ

1 امام ابوالقاسم ابن السمر قندی رحمۃ اللہ علیہ (م 536) بار بار قاضی ابوبکر رحمۃ اللہ علیہ کی تعریف کرتے ہوئے کہتے تھے: ''مابقی مثلہ''۔ ان جیسا اب کوئی نہیں رہا۔
(لسان المیزان للعسقلانی: ج5 ص242)

2 امام ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ (م 597ھ) اپنے شیخ قاضی انصاری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں یوں نذرانہ پیش کرتے ہیں: ''میں نے ان کے سامنے کثیر احادیث پڑھیں، آپ رحمۃ اللہ علیہ (حدیث میں) ثقہ، ذکی، حجت اور ماہر تھے''۔ (سیر اعلام النبلاء للذہبی: ج20 ص26)

3 محدثِ بغداد حافظ ابن شافع رحمۃ اللہ علیہ (م 565ھ) نے اپنی تاریخ میں قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں لکھا ہے: ''وہ اہلِ علم کے شیخ ہیں، ساری روئے زمین پر بسنے والوں میں سب سے بڑی مستند ہیں اور ہمارے خیال میں وہ (اپنے زمانے کے) سب سے سن رسیدہ عالم ہیں''۔ (التقیید لمعرفۃ رواۃ السنن والمسانید لابن نقطہ: ص82)

امام ابن شافع رحمۃ اللہ علیہ کے مطابق بروز بدھ 2 یا 3 رجب 535ھ میں قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ہوا۔ (التقیید لمعرفۃ رواۃ السنن والمسانید لابن نقطہ: ص82)

23 امام ابن عساکر دمشقی رحمۃ اللہ علیہ

محدثِ شام، فخر الائمہ، امام ابوالقاسم علی بن حسن بن ھبۃ اللہ بن عبداللہ شافعی رحمۃ اللہ علیہ المعروف ''ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ'' کو بھی یہ سعادت حاصل ہوئی کہ انھوں نے مسندِ ابی حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی تدوین کی ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ مشہورِ عالَم کتاب ''تاریخ مدینہ دمشق'' کے مصنف ہیں، جو کہ ''تاریخ ابن عساکر'' کے نام سے مشہور ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ 499ھ کے اوائل میں پیدا ہوئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے سات سال کی عمر میں ہی حدیث کا سماع کیا۔ آپ

رحمۃ اللہ علیہ کے شیوخ کی تعداد 1300 تک ہے، ان میں سے 80 سے زائد خواتین بھی ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے بعض اساتذہ درج ذیل ہیں:

(1) سبیع بن قیراط رحمۃ اللہ علیہ (2) ابوالقاسم ابن حصین رحمۃ اللہ علیہ
(3) عبداللہ بن محمد الغزال رحمۃ اللہ علیہ (4) یوسف بن ایوب ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ

آپ رحمۃ اللہ علیہ سے احادیث کا سماع درج ذیل ائمہ نے کیا:

(1) آپ رحمۃ اللہ علیہ کا بیٹا قاسم رحمۃ اللہ علیہ (2) حافظ ابوسعد سمعانی رحمۃ اللہ علیہ
(3) معمر بن فاخر رحمۃ اللہ علیہ (4) یونس بن محمد فاروقی رحمۃ اللہ علیہ ودیگر

(تذکرۃ الحفاظ للذہبی: ج4 ص1329)

1 امام الجرح والتعدیل حافظ شمس الدین ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے امام ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ کی کتب میں ''مسندِ ابی حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ'' کا بھی تذکرہ کیا ہے۔ (سیر اعلام النبلاء للذہبی: ج20، ص563)

2 عربی لغت و ادب کے ماہر یاقوت بن عبداللہ حموی رحمۃ اللہ علیہ (م 626ھ) نے ''معجم الادباء'' اور علامہ صلاح الدین خلیل صفدی رحمۃ اللہ علیہ نے ''الوافی بالوفیات'' میں امام ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ کی مسند کا ذکر کیا ہے۔

1 امام ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ کا علمی مقام ومرتبہ

1 امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ ان کے بارے میں فرماتے ہیں: ''امام ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ سمجھ دار، حافظ الحدیث، پختہ کار اور علمِ حدیث میں بصیرت رکھنے والے تھے''۔
(سیر اعلام النبلاء: ت5129)

2 ابوالحسن سعد الخیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''میں نے حافظ ابوالقاسم رحمۃ اللہ علیہ کی عمر میں ان جیسا نہیں دیکھا''۔ (تذکرۃ الحفاظ للذہبی: ج4 ص1331)

3 حافظ ابن نجار رحمۃ اللہ علیہ اپنی تاریخ میں لکھتے ہیں: ''ابوالقاسم رحمۃ اللہ علیہ اپنے زمانے میں محدثین کے امام تھے، حفظ، اتقان، ثقاہت اور معرفتِ تامہ کی ان پر انتہا تھی، علمِ حدیث کا فن ان پر ختم ہوگیا''۔

حافظ ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ کا 11 رجب 571ھ میں وصال ہوا۔

(تذکرۃ الحفاظ للذہبی: ج4ص1337)

24 امام علی بن احمد رازی رحمۃ اللہ علیہ

امام علی بن احمد بن مکی رازی رحمۃ اللہ علیہ کا لقب حسام الدین ہے۔آپ رحمۃ اللہ علیہ مشہور حنفی فقیہ ہیں۔ابن عدیم رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: ''ان سے ان کے چچا ابو غانم رحمۃ اللہ علیہ اور ایک جماعت نے علمِ فقہ حاصل کیا، جب کہ جلیل القدر فقیہ عمر بن بدر موصلی رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے حدیث کا سماع کیا''۔(الجواہر المضیئۃ للقرشی:ص230)

ترکی کے نامور فاضل پروفیسر فواد سیزگین نے اپنی کتاب ''تاریخ التراث العربی'' میں امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی مسانید کا تذکرہ کرتے ہوئے آٹھویں مسند کے متعلق لکھا ہے: ''یہ مسند حسام الدین علی بن احمد رازی رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے''۔

1 امام علی رازی رحمۃ اللہ علیہ کا علمی مقام ومرتبہ

1 حافظ ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ ان کے متعلق لکھتے ہیں: ''انھوں نے ماوراء النہر سے علمِ فقہ حاصل کیا ہے، اس کے بعد دمشق چلے گئے اور وہیں سکونت اختیار کی۔آپ رحمۃ اللہ علیہ مدرسہ صادریہ میں تدریس کا فریضہ سرانجام دینے کے ساتھ ساتھ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب پر فتویٰ دیتے تھے اور (حدیث سے) شواہد لاتے تھے۔نیز اختلافی مسائل میں مناظرہ بھی کرتے تھے''۔(تاریخ مدینہ دمشق لابن عساکر: ج53ص252)

2 حافظ ابو القادر قرشی رحمۃ اللہ علیہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے علمی مقام کے متعلق لکھتے ہیں: ''آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مختصر القدوری پر ''خلاصۃ الدلائل فی تنقیح المسائل'' کے نام سے ایک عمدہ کتاب لکھی ہے۔یہ وہ کتاب ہے جسے میں نے فقہ میں مکمل حفظ کیا ہے اور ضخیم جلد میں اس کی احادیث کی تخریج کی ہے اور اس پر شرح لکھی ہے''۔

(الجواہر المضیئۃ للقرشی:ص230)

امام علی بن احمد رحمۃ اللہ علیہ کا وصال 598ھ میں ہوا۔(الجواہر المضیئۃ للقرشی:ص230)

25 امام موسیٰ بن زکریا الحصکفی رحمۃ اللہ علیہ

یہ صدر الدین کے لقب سے مشہور ہیں اور حدیث وفقہ میں بلند مقام رکھتے ہیں۔ان سے متعدد ائمہ نے روایت کیا ہے، جن میں حافظ دمیاطی رحمۃ اللہ علیہ بھی ہیں۔انھوں نے ان کا اپنی ''معجم الشیوخ'' میں تذکرہ کیا ہے۔

حافظ عبد القادر قرشی رحمۃ اللہ علیہ بھی ایک واسطہ سے ان کے شاگرد ہیں۔

(الجواہر المضیئۃ للقرشی: ج2ص186)

انھوں نے بھی مسندِ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ لکھی ہے جس کو انھوں نے امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے شیوخ پر ترتیب دیا تھا۔پھر علامہ محمد عابد سندی رحمۃ اللہ علیہ (م 1257ھ) نے اس مسند کو فقہی ابواب پر ترتیب دیا ہے اور یہ مسند اب علامہ سندھی رحمۃ اللہ علیہ کی ترتیب کے ساتھ مطبوعہ ہے۔اور انھوں نے اس کی شرح بھی خود ہی لکھی ہے جو مطبوع ہے۔

1 امام موسیٰ بن زکریا الحصکفی رحمۃ اللہ علیہ کا علمی مقام ومرتبہ

علامہ ابن العدیم رحمۃ اللہ علیہ (م660ھ) نے ''تاریخ حلب'' میں ان کے تذکرہ میں تصریح کی ہے کہ یہ مصر میں کئی علاقوں پر قاضی رہے، اور متعدد مدارس میں تدریس کا فریضہ سر انجام دیتے رہے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال 650ھ میں قاہرہ میں ہوا اور حضرت سیدہ نفیسہؓ کے جوار میں مدفون ہوئے۔(الجواہر المضیئۃ للقرشی: ج2ص186)

26 امام ابوعلی البکری رحمۃ اللہ علیہ

امام صدر الدین ابوعلی حسن بن محمد بن محمد بن ابی الفتوح محمد بن محمد قرشی تیمی البکری رحمۃ اللہ علیہ کا سلسلہ نسب بواسطہ قاسم بن محمد سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رحمۃ اللہ علیہ سے جا ملتا ہے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ 574ھ میں دمشق میں پیدا ہوئے۔آپ رحمۃ اللہ علیہ کے چند مشائخ کے نام درج ذیل ہیں:

(1) آپ رحمۃ اللہ علیہ کے نانا ابوحفص المیانشی رحمۃ اللہ علیہ (2) حنبل دمشقی رحمۃ اللہ علیہ
(3) حفصہ بنت حمہؒ (4) مؤید بن محمد طوسی رحمۃ اللہ علیہ ودیگر

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد درج ذیل ہیں:

(1) تقی الدین بن الصلاح رحمۃ اللہ علیہ (2) بدر ابن التوزی رحمۃ اللہ علیہ
(3) ابوعبداللہ بن زراد رحمۃ اللہ علیہ (4) ابوبکر بن یوسف حریری رحمۃ اللہ علیہ

(تذکرۃ الحفاظ للذہبی: ج4ص1444)

1 محدث شام امام محمد بن یوسف صالحی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے استاد شیخ الاسلام ابوالفضل بن ابی بکر شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے متصل طریق سے حافظ ابوعلی البکری رحمۃ اللہ علیہ کی مسندِ ابی حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر کیا ہے۔(عقود الجمان لصالحی:ص334)

2 حافظ ابن طولون رحمۃ اللہ علیہ نے بھی حافظ ابوعلی رحمۃ اللہ علیہ کی مسند کا ذکر کیا ہے۔

(تانیب الخطیب لزاہد الکوثری:ص156)

1 امام ابوعلی البکری رحمۃ اللہ علیہ کا علمی مقام ومرتبہ

1 عمر بن حاجب رحمۃ اللہ علیہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں فرماتے ہیں:" آپ رحمۃ اللہ علیہ امام، عالم، فصیح وبلیغ، خوبصورت، تحصیل علم کے لیے بے حد سفر کرنے والے ؛مگر اکثر اوقات دعوے بھی کرتے تھے"۔(تذکرۃ الحفاظ للذہبی: ج4ص1444)

2 زکی الدین برزالی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں:"کان کثیر التخلیط "اس پر امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:" آخر عمر میں ان کی حالت بہتر ہوگئی تھی"۔

(تذکرۃ الحفاظ للذہبی: ج4ص1444)

امام ابوعلی البکری رحمۃ اللہ علیہ وصال سے کئی سال پہلے فالج میں مبتلا ہو گئے۔پھر آپ رحمۃ اللہ علیہ مصر چلے گئے اور وہیں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے 11 ذوالحجہ 656ھ میں انتقال فرمایا۔

(تذکرۃ الحفاظ للذہبی: ج4ص1444)

27 امام محمد بن محمد بن محمد بن عثمان بلخی بغدادی رحمۃ اللہ علیہ

یہ عظیم محدث اور جلیل القدر حنفی فقیہ ہیں۔آپ رحمۃ اللہ علیہ کا لقب "النظام" ہے اور یہ اپنے اس لقب سے مشہور ہیں۔آپ رحمۃ اللہ علیہ کے اساتذہ اجلہ محدثین ہیں:

(1) المؤید الطوسی رحمۃ اللہ علیہ (2) مسعود بن مودود الاستر آبادی رحمۃ اللہ علیہ
(3) محمد بن عبدالرحیم الفامی رحمۃ اللہ علیہ

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے شاگردوں میں کئی محدثین ہیں، جن میں سے مشہور محدث حافظ دمیاطی رحمۃ اللہ علیہ بھی ہیں۔

انھوں نے بھی مسندِ ابی حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ لکھی ہے، جس کا نام "جزء ابی حنیفۃ رحمۃ اللہ علیہ" ہے۔ حافظ عبدالقادر قرشی رحمۃ اللہ علیہ نے اس مسند کا ان کے صاحبزادے امام عبدالوہاب بن محمد رحمۃ اللہ علیہ سے سماع کیا تھا۔ چنانچہ حافظ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ ان کے ترجمہ میں لکھتے ہیں:" آپ رحمۃ اللہ علیہ کے بیٹے امام عبدالوہاب بن محمد رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے "جزء ابی حنیفۃ" کو روایت کیا ہے اور میں نے امام عبدالوہاب رحمۃ اللہ علیہ سے اس جزء کا سماع کیا تھا''۔

(الجواہر المضیۃ: ج1ص335)

1 امام محمد بلخی بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کا علمی مقام ومرتبہ

1 حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ ان کو "مفتی الحنفیۃ" قرار دیتے ہیں اور ان کے بارے میں تصریح کرتے ہیں کہ انھوں نے صحیح مسلم کا درس دیا ہے۔(سیر اعلام النبلاء: ت5866)

2 حافظ عبدالقادر قرشی رحمۃ اللہ علیہ ان کے صاحبزادے کے ترجمہ میں لکھتے ہیں:" آپ رحمۃ اللہ علیہ کے والد امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کبار فقہائے احناف میں سے تھے"۔

امام محمد بن محمد بلخی رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال 653ھ ہوا۔

28 امام قاسم بن قطلو بغا ؒ

امام موصوف ؒ کا شمار ان متبحر اور کثیر الاستحضار محدثین میں ہوتا ہے جن کی نظیر نہیں ملتی۔ انھوں نے حدیث کا درس امام بدر الدین عینی ؒ، امام ابن حجر عسقلانی ؒ اور امام ابن الہمام ؒ وغیرہ سے لیا، جب کہ آپ ؒ سے شرفِ تلمذ رکھنے والے اس کثرت سے ہیں کہ مؤرخ ابن العماد ؒ نے لکھا ہے: "ان سے علم حاصل کرنے والے اتنے زیادہ ہیں کہ ان کا شمار نہیں ہوسکتا ہے"۔

شیخ فواد سیزگین کی تصریح کے مطابق انھوں نے امام ابوحنیفہ ؒ کی مسند بھی لکھی ہے اور اس کا مخطوطہ برلن وغیرہ کے کتب خانوں میں موجود ہے۔

(تاریخ التراث العربی: ج3 ص43)

علامہ محمد شوکانی ؒ نے بھی ان کی تعریف کی ہے اور ان کے بارے میں لکھا ہے: "انھوں نے اپنے بعد اپنا ہم مثل نہیں چھوڑا"۔ (البدر الطالع: ج1 ص384)

امام قاسم ؒ کا انتقال 879ھ میں ہوا۔

29 امام شمس الدین سخاوی ؒ

حافظ شمس الدین ابوالخیر محمد بن عبدالرحمان بن محمد بن ابی بکر بن عثمان بن محمد ؒ عظیم مؤرخ اور جلیل القدر محدث ہیں۔ آپ ؒ ماہ ربیع الاول 831ھ میں قاہرہ مصر کے ایک علاقہ بہاؤالدین میں باب الفتوح کے قریب پیدا ہوئے "سخا" خاندان سے تعلق کی وجہ سے آپ ؒ کو سخاوی کہا جاتا ہے۔ آپ ؒ شافعی المذہب تھے۔ آپ ؒ کے اساتذہ درج ذیل ہیں:

(1) حافظ ابن حجر عسقلانی ؒ (2) حافظ بدر الدین عینی ؒ

(3) تقی الدین ابن فہد ؒ (4) برہان الدین زمزی ؒ ودیگر

(شذرات الذہب لابن عماد: ج8 ص15)

حافظ شمس الدین سخاوی ؒ نے "الضوء اللامع" میں بنفس نفیس اپنی تصانیف کا تذکرہ کیا تو اس میں امام اعظم ؒ سے مروی احادیث پر مشتمل اپنی کتاب "التحفة المنيفة فيما وقع له من حديث الامام أبي حنيفة" کو بھی شامل کیا ہے۔

(الضوء اللامع لسخاوی: ج8 ص16)

1 امام سخاوی ؒ کا علمی مقام ومرتبہ

1 امام سخاوی ؒ نے شیخ الاسلام حافظ ابن حجر عسقلانی ؒ سے اس قدر اکتسابِ فیض کیا انھیں کہنا پڑا: "میرے ہم منصبوں میں سے قریب ترین ہیں"۔

(شذرات الذہب لابن عماد: ج8 ص15)

2 امام سخاوی ؒ کے تلمیذِ رشید شیخ جار اللہ بن فہد مکی ؒ نے آپ ؒ کے متعلق فرمایا: "اللہ رب العزت کی قسم! یہ حقیقت ہے کہ متاخر حفاظِ حدیث میں سے میں نے ان جیسا کوئی نہیں دیکھا، جس شخص نے بھی ان کی تصانیف کا مطالعہ کیا ہے یا انھیں دیکھا وہ اس بات کو جانتا ہے"۔ (النور السافر لعبد القادر عیدروسی: ص22)

امام شمس الدین سخاوی ؒ نے مدینہ منورہ میں 28 شعبان 902ھ میں وصال فرمایا۔ (شذرات الذہب لابن عماد: ج8 ص17)

30 امام عیسیٰ بن محمد ثعالبی ؒ

امام الحرمین الشریفین، عالم المغربین والمشرقین عیسی بن محمد بن محمد بن احمد عامر ؒ کا لقب "جار اللہ" اور کنیت ابومکتوم وابومہدی ؒ ہے۔ آپ ؒ کا سلسلۂ نسب حضرت جعفر بن ابی طالب ؓ سے ملتا ہے۔ اس لیے جعفری اور ہاشمی کہلاتے ہیں۔ مولد کے اعتبار سے مغربی، اصلاً جزائر کے علاقہ ثعالبہ سے تعلق رکھنے کی بنا پر ثعالبی، جب کہ مذہب کی بنا پر مالکی ہیں۔ آپ ؒ مراکش کے علاقہ زواوہ میں 1020ھ میں پیدا ہوئے۔ آپ ؒ کے شیوخ درج ذیل ہیں:

(1) عبدالصادق رحمۃ اللہ علیہ (2) برہان مامونی رحمۃ اللہ علیہ

(3) شمس محمد شوبری رحمۃ اللہ علیہ، (4) نورعلی الاجھوری رحمۃ اللہ علیہ ودیگر

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد درج ذیل ہیں:

(1) احمد بن محمد نخلی رحمۃ اللہ علیہ (2) حسن بن علی عجیمی رحمۃ اللہ علیہ

(3) سید احمد بن ابی بکر رحمۃ اللہ علیہ ودیگر

1 حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

"محدث ثعالبی رحمۃ اللہ علیہ نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی مسند کو تالیف کیا، اس میں وہ متصل سند کے ساتھ عنعنہ سے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ تک احادیث لائے ہیں۔ اس سے ان لوگوں کا دعویٰ باطل ہوگیا جو تابعین رحمۃ اللہ علیہم کے دور میں عدم اتصال سند کا گمان کرتے ہیں"۔

(انسان العین فی مشائخ الحرمین لشاہ ولی اللہ: ص7)

2 ڈاکٹر فواد سیزگین نے بھی مسانیدِ ابی حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ میں بارہویں مسند "مسندِ ثعالبی رحمۃ اللہ علیہ" کو ہی درج کیا ہے۔ (تاریخ التراث العربی لفواد سیزگین: ج3، ص44)

1 امام عیسیٰ بن محمد ثعالبی رحمۃ اللہ علیہ کا علمی مقام ومرتبہ

ا امام محمد المحبی رحمۃ اللہ علیہ حافظ ثعالبی رحمۃ اللہ علیہ کو ان الفاظ میں خراجِ تحسین پیش کرتے ہیں: "امام الحرمین رحمۃ اللہ علیہ، دنیائے شرق وغرب کے نامور عالم، امام، باعمل عالم، صالح، زہد وورع کے پیکر، علم وتحقیق کے ہر میدان کا احاطہ کرنے والے ہیں"۔

(خلاصۃ الأثر لمحبی: ج3، ص242)

2 امام ثعالبی رحمۃ اللہ علیہ کے شیخ برہان مامونی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو اجازتِ علمی دیتے ہوئے لکھا ہے: "انھوں نے کتنے زمانوں سے اپنی مثل بلکہ منزلتِ علم میں اپنے قریب تک کوئی نہیں دیکھا"۔ (خلاصۃ الأثر لمحبی: ج3، ص242)

امام محمد محبی رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ عصامی رحمۃ اللہ علیہ کے مطابق امام ثعالبی رحمۃ اللہ علیہ کا وصال بروز بدھ 14 رجب 1080ھ میں ہوا۔ (خلاصۃ الأثر لمحبی: ج3، ص242)

باب22

امام ابوالمؤید محمد بن محمود خوارزمی رحمۃ اللہ علیہ (م655ھ)

مؤلف "جامع المسانید" رحمۃ اللہ علیہ کا تعارف

1 تعارف

امام خوارزمی رحمۃ اللہ علیہ ساتویں صدی کے مشہور فقیہ، فاضل اور محدثِ کامل ہیں۔ انہوں نے حدیث وفقہ وغیرہ علوم کی تعلیم امام نجم الدین طاہر بن محمد حصفی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ابن الجوزی رحمۃ اللہ علیہ، قاضی القضاۃ ابوعلی الحسن رحمۃ اللہ علیہ، امام تاج الدین احمد بن ابی الحسن العرنی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ مشائخ سے حاصل کی۔ موصوف خوارزم کے قاضی بھی رہے، اور خوارزم، دمشق اور بغداد میں کافی عرصہ فقہ اور حدیث کا درس بھی دیتے رہے۔

(الجواهر المضية في طبقات الحنفية - ت الحلو (عبد القادر القرشي) ج3 ص365؛ تاج التراجم 66؛ كتائب أعلام الأخيار، رقم 481؛ الطبقات السنية، رقم 2319؛ كشف الظنون 2/1680؛ الفوائد البهية 200، 201)

مؤرخِ اسلام امام ابن العدیم حلبی رحمۃ اللہ علیہ (م 660ھ) نے امام خوارزمی رحمۃ اللہ علیہ کے معاصر ہونے کے باوجود ان سے رشتۂ تلمذ استوار کیا اور اپنی تاریخ میں انہوں نے امام خوارزمی رحمۃ اللہ علیہ سے ایک حدیث بھی روایت کی ہے۔

(بغیۃ الطلب فی تاریخ حلب، 10/4375)

ان کے علمی کارناموں میں سب سے بڑا علمی کارنامہ یہ ہے کہ انہوں نے امام اعظم

ؒ کی پندرہ مسانید (جن میں کتاب الآثار کے چار مشہور نسخے بھی ہیں) کو یکجا کر دیا ہے، اور ان میں اسناد اور احادیث کا جو تکرار تھا، اُس کو حذف کر کے ان احادیث کو ابوابِ فقہ پر ترتیب دیا ہے۔ نیز شروع کتاب میں انہوں نے ایک مقدمہ لکھا ہے جس میں امام اعظم ؒ کے مناقب اور ان مسانید کے مؤلفین تک اپنی اسناد ذکر کی ہیں۔ اور آخر کتاب میں ان مسانید کے مؤلفین اور رُوات کے حالات بھی قلمبند کیے ہیں۔ اس کتاب کا نام ''جامع المسانید'' ہے۔ اور اسی کو ''مسانیدِ امام اعظم ؒ'' یا ''مسندِ امام اعظم ؒ'' بھی کہا جاتا ہے۔ یہ کتاب دو ضخیم جلدوں میں مطبوعہ ہے اور اہلِ علم میں متداول ہے۔

امام خوارزمی ؒ شروع کتاب میں اس کتاب کی غرضِ تالیف بیان کرتے ہوئے ارقام فرماتے ہیں:

وقد سمعتُ بالشام عن بعض الجاهلين مقداره انه ينقصهٗ ويستصغر ويستعظم غيره ويستحقره وينسبه الى قلة رواية الحديث ويستدل باشتهاره المسند الذى جمعه ابوالعباس محمد بن يعقوب الاصم للشافعى رحمه الله، ومؤطا مالك و مسند الامام احمد رحمهم الله تعالٰى، وزعم انه ليس لابى حنيفة رحمه الله مسند، وكان لايروى الا عدة احاديث فلحقنى حمية دينية ربّانية و عصبية حنفية نعمانية فاردتُ ان اجمع بين خمسة عشر من مسانيده التى جمعها له فحول علماء الحديث۔ (جامع المسانید، 1/4)

ترجمہ: میں نے شام میں بعض لوگوں کو، جو امام ابوحنیفہ ؒ کے مرتبہ سے جاہل ہیں، دیکھا کہ وہ آپ ؒ کی تنقیص وتحقیر کر رہے ہیں اور آپ ؒ کے مقابلے میں دوسرے ائمہ کی تعظیم بجالا رہے ہیں، اور وہ آپ ؒ کو قلتِ حدیث کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ اور اس پر دلیل وہ یہ پیش کرتے ہیں کہ امام شافعی ؒ کی مسند موجود ہے جس کو ابوالعباس محمد یعقوب الاصم ؒ نے امام شافعی ؒ کی احادیث میں سے جمع کیا

ہے۔ اسی طرح امام مالک ؒ کی مؤطا ہے اور امام احمد ؒ کی مسند ہے، اور ان کے زعم میں امام ابوحنیفہ ؒ کی کوئی مسند نہیں ہے اور آپ ؒ صرف چند احادیث روایت کرتے ہیں۔ یہ سن کر مجھے دینِ ربّانی کی حمیت اور مذہبِ حنفیہ نعمانیہ کی عصبیت کا جوش آیا، اور میں نے ارادہ کر لیا کہ آپ ؒ کی پندرہ مسانید، جن کو جلیل المرتبت محدثین نے مرتّب کیا ہے، ان کو یکجا کر دوں۔

2 پندرہ مسانید کے نام جن سے امام خوارزمی ؒ نے تخریج کی ہے

امام خوارزمی ؒ نے جن پندرہ مسانید کی تخریج کی ہے، وہ ان کی تصریح کے مطابق درج ذیل حفاظِ حدیث کی تالیفات ہیں:

1. امام حافظ ابومحمد عبداللہ بن یعقوب الحارثی البخاری ؒ معروف بہ ''الاستاذ'' (م 340ھ)
2. امام حافظ ابوالقاسم طلحہ بن محمد بن جعفر الشاہد العدل ؒ (م 380ھ)
3. امام حافظ ابوالخیر محمد بن مظفر بن موسیٰ بن عیسیٰ ؒ (م 379ھ)
4. امام حافظ ابونعیم احمد بن عبداللہ بن احمد الاصفہانی ؒ (م 430ھ)
5. امام حافظ ابوبکر محمد بن عبدالباقی انصاری ؒ (م 535ھ)
6. امام حافظ ابواحمد عبداللہ بن عدی الجرجانی ؒ (م 365ھ)
7. امام حافظ حسن بن زیاد اللؤلؤی ؒ (م 204ھ)
8. امام حافظ عمر بن حسن اشنانی ؒ (م 337ھ)
9. امام حافظ ابوبکر احمد بن محمد بن خالد الکلاعی ؒ (م 432ھ)
10. امام حافظ ابوبکر ابوعبداللہ محمد بن حسین بن خسرو ؒ (م 526ھ)
11. امام حافظ ابویوسف یعقوب بن ابراہیم انصاری ؒ (م 182ھ)۔ بقول امام خوارزمی ؒ ان کی روایت کردہ مسند کا نام ''نسخۂ ابی یوسف'' ہے، جس کو انہوں نے امام ابوحنیفہ ؒ سے روایت کیا ہے۔

12 امام حافظ محمد بن حسن شیبانی رحمۃ اللہ علیہ (م 189ھ)۔ ان کی روایت کردہ مسند کا نام بھی بقول امام خوارزمی رحمۃ اللہ علیہ ''نسخہ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ'' ہے، جس کو وہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں۔

13 امام حماد بن امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ (م 176ھ)

14 امام محمد بن حسن شیبانی رحمۃ اللہ علیہ (م 189ھ)۔ امام خوارزمی رحمۃ اللہ علیہ کی تصریح کے مطابق یہ مسند بھی امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کی جمع کردہ ہے اور اس کو بھی انہوں نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے۔ اس میں زیادہ تابعین کے آثار ہیں اور اسی کا نام ''کتاب الآثار'' ہے۔

15 امام حافظ ابوالقاسم عبداللہ بن محمد بن ابی العوام السعدی رحمۃ اللہ علیہ (م 335ھ)

اور آخر میں امام خوارزمی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

استخرجته فی جمع هذه المسانید علی ترتیب ابواب الفقه فی اقرب حد و نظمها فی اقصد عقد بخذف المعاد و تکرار الاسناد۔

(جامع المسانید، 1/ 4،5)

ترجمہ: میں نے ان مسانید کو فقہی ابواب پر ترتیب دیا ہے اور احادیث کو ان کے مناسب ترین باب میں ذکر کیا ہے، البتہ احادیث اور اسانید کے تکرار کو حذف کر دیا ہے۔

امام خوارزمی رحمۃ اللہ علیہ کی تخریج کردہ پندرہ مسانید میں سے چار ''کتاب الآثار'' کے مشہور نسخے ہیں، جن کو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے ان کے چار مشہور تلامذہ (امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ، امام محمد بن حسن رحمۃ اللہ علیہ، امام حماد بن امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ اور امام حسن بن زیاد رحمۃ اللہ علیہ) نے روایت کیا ہے۔ اور چونکہ کتاب الآثار کا شمار باصطلاحِ محدثین کتب المسانید میں ہوتا ہے۔ اس لیے امام خوارزمی رحمۃ اللہ علیہ نے ان کو بھی مسانید کے نام سے موسوم کیا ہے۔

16 حضرت مولانا شیخ لطیف الرحمٰن بہڑائچی قاسمی حفظہ اللہ فرماتے ہیں:

''امام خوارزمی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب کے آغاز میں اس بات کا دعویٰ کیا ہے کہ انھوں نے پندرہ مسانید کی تمام روایات کو اپنی کتاب میں جمع کر دیا ہے، لیکن تحقیق اور تفتیش کے

بعد یہ بات واضح ہوتی ہے کہ انھوں نے ان تمام مسانید سے احادیث کو روایت نہیں کیا ہے، بلکہ بعض مشہور مسانید سے ہی روایات لی ہیں، مثلاً: ''مسند الحارثی، مسند طلحة بن محمد، مسند محمد بن المظفر، مسند محمد بن عبد الباقی، مسند القاضی أبی الحسن الاشنانی، مسند أبی بکر أحمد بن محمد بن خالد بن خلی الکلاعی، مسند الحسن بن زیاد اللؤلؤی، مسند ابن ابی العوام السعدی، مسند أبی نعیم الأصبهانی، اور کتاب آثار الإمام محمد بن الحسن الشیبانی اور اس کے نسخوں سے''۔ اور انھوں نے کتاب الآثار لابی یوسف اور اس کے نسخوں سے، مسند حماد بن ابی حنیفہ، اور مسند أبی أحمد عبد الرحمٰن بن عدی الجرجانی سے روایات نہیں لی ہیں۔

پھر انھوں نے ان کتابوں سے روایات لینے بھی میں کامل احاطہ نہیں کیا، بلکہ ان کی اکثر روایات لی ہیں، جیسے مسند حارثی، مسند ابن خسرو۔ ان میں سے بعض مسانید جیسے مسند ابی نعیم اصفہانی، کہ اس میں سے صرف دو روایات ہی لی ہیں، اور جیسے مسند ابن ابی العوام، کہ اس میں سے صرف چند احادیث ہی لی ہیں۔

(الموسوعه الحدیثیه لمرویات الامام ابی حنیفة، ج 1 ص 16، 17۔ جمعه واعده وعلق علیه: العلامه المحقق الشیخ لطیف الرحمن البهرائجی القاسمی)

3 ''جامع المسانید'' محدثین رحمۃ اللہ علیہ کی مسموعات میں سے ہے

امام خوارزمی رحمۃ اللہ علیہ کی یہ کتاب کئی محدثین کی مسموعات میں سے ہے۔ مثلاً: حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ (م 852ھ) نے حیدرہ بن محمد عباسی رحمۃ اللہ علیہ (م 767ھ) جو بغداد کے مشہور مدرسہ ''مستنصریہ'' میں مدرّس رہے ہیں، کے ترجمہ میں تصریح کی ہے:

روی عَن صَالح بن عبد الله بن الصّباغ عَن أبي الْمُؤيد مُحَمَّد بن مَحْمُود بن مُحَمَّد الْخَوَارِزْمِيّ مُسْند أبي حنيفَة من جمعه سمع مِنْهُ صاحبنا تَاج الدّين النعماني قَاضِي بَغْدَاد سنة 765 وَذكر أَن شَيْخه هَذَا توفّي

بِبَغْدَاد فِي جُمَادَى الْآخِرَة سنة 767. وَذكره ابْن الْجَزرِي فِي مشيخة الْجُنَيْد البلياني نزيل شيراز وَقَالَ أَنه أجَاز للجنيد من بَغْدَاد فِي صفر سنة 759.

(الدرر الكامنة في أعيان المائة الثامنة، ج2 ص201، 202 رقم 1640. المؤلف: أبو الفضل أحمد بن علي بن محمد بن أحمد بن حجر العسقلاني (المتوفى: 852ھ). الناشر: مجلس دائرة المعارف العثمانية-صيدر اباد/الهند)

ترجمہ: انہوں نے صالح بن عبداللہ صباغ رحمۃ اللہ علیہ سے، اور انہوں نے امام ابوالمؤید محمد بن محمود خوارزمی رحمۃ اللہ علیہ سے ان کی جمع کردہ "مسند ابی حنیفۃ" (جامع المسانید) کو روایت کیا ہے۔ جب کہ ان (حیدرہ بن محمد عباسی رحمۃ اللہ علیہ) سے ہمارے ساتھی قاضئ بغداد تاج الدین نعمانی رحمۃ اللہ علیہ نے 765ھ میں اس کتاب کا سماع کیا تھا، اور قاضی موصوف رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر کیا ہے کہ ہمارے اس شیخ (حیدرہ عباسی رحمۃ اللہ علیہ) نے جمادی الاخریٰ 767ھ میں بمقام بغداد وفات پائی ہے۔

نیز امام ابن الجزری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی "مشیخۃ جنید بلیانی شیرازی" میں ان (حیدرہ رحمۃ اللہ علیہ) کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ انہوں نے جنید بلیانی رحمۃ اللہ علیہ کو بغداد سے 759ھ میں (جامع المسانید) کو روایت کرنے کی اجازت دی ہے۔

محدث جلیل حافظ قاسم بن قطلوبغا رحمۃ اللہ علیہ (م 879ھ) نے بھی "جامع المسانید" کا سماع ان ہی قاضی بغداد تاج الدین نعمانی رحمۃ اللہ علیہ سے کیا تھا جیسا کہ خود انہوں نے امام ابوالمؤید خوارزمی رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمہ میں تصریح کی ہے:

وصنّف مسانيد الامام ابي حنيفة في مجلدين جمع فيها خمسة عشر مصنفا. وقد رويناه عن قاضي بغداد عن عمه عن ابن الصباغ عنه.

(تاج التراجم ص66)

ترجمہ: امام خوارزمی رحمۃ اللہ علیہ نے دو جلدوں میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی مسانید کا مجموعہ (جامع المسانید) تصنیف کیا ہے۔ اس تصنیف میں امام خوارزمی رحمۃ اللہ علیہ نے (امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ

کی) پندرہ مسانید کو جمع کر دیا ہے۔ ہم نے اس کتاب (جامع المسانید) کو قاضی بغداد (تاج الدین نعمانی رحمۃ اللہ علیہ) سے، انہوں نے اپنے چچا سے، انہوں نے صالح بن عبداللہ صباغ رحمۃ اللہ علیہ سے، اور انہوں نے امام خوارزمی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے۔

امام محمد سعید سنبل مکی رحمۃ اللہ علیہ (م 1175ھ) سات واسطوں سے اس کتاب کو امام خوارزمی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں، چنانچہ ان کا سلسلہ سند یوں ہے:

(1) محمد ابوالطاہر کورانی رحمۃ اللہ علیہ، (2) ابوالاسرار حسن عجیمی رحمۃ اللہ علیہ، (3) ابوالوفاء احمد بن محمد العجل یمنی رحمۃ اللہ علیہ، (4) یحییٰ بن مکرم طبری رحمۃ اللہ علیہ، (5) نورالدین علی بن سلامہ مکی رحمۃ اللہ علیہ، (6) ابوالمحاسن یوسف بن عبدالصمد بکری رحمۃ اللہ علیہ، (7) ابوالفضل محیی الدین صالح بن عبداللہ صاغ کوفی ازدی رحمۃ اللہ علیہ، (8) ابوالمؤید محمد بن محمود خوارزمی رحمۃ اللہ علیہ صاحب جامع المسانید

(الاوائل السنبلیۃ وذیلها، ص125، 126۔ طبع: مکتب المطبوعات الاسلامیۃ، حلب)

4 شروحات

نیز محدثین نے امام خوارزمی رحمۃ اللہ علیہ کی اس "جامع المسانید" کی کئی شروحات لکھی ہیں اور متعدد محدثین نے اس کے مختصرات وملخصات کیے ہیں۔

امام حافظ قاسم بن قطلوبغا رحمۃ اللہ علیہ (م 879ھ) جیسے محدث بھی اس کی شرح لکھنے والوں میں سے ہیں۔ (الرسالۃ المستطرفۃ ص134، للامام الکتانی)

مشہور محدث امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ (م 911ھ) نے بھی اس کی شرح لکھی ہے، جس کا نام "التعليقة المنيفة على مسند ابي حنيفة" ہے۔

(کشف الظنون، 2/1681)

امام قاضی القضاۃ محمود بن احمد القونوی الدمشقی رحمۃ اللہ علیہ (م 771ھ) نے اس کا اختصار "المعتمد مختصر مسند ابي حنيفة" کے نام سے کیا ہے۔ اور پھر خود ہی ایک جلد میں اس کی شرح لکھی ہے، جس کا نام "المعتقد شرح المعتمد" ہے۔

(الجواہر المضیۃ، 2/157؛ الدرر الکامنۃ، 4/197)

امام شرف الدین اسماعیل بن عیسیٰ الاوغانی مکی رحمۃ اللہ علیہ (م 892ھ) نے بھی اس کا اختصار لکھا ہے۔ (معجم المؤلفین، 2/285)

نیز انہوں نے ''اختیار اعتماد المسانید فی اختصار بعض رجال الاسانید'' کے نام سے جامع المسانید کے رجال کے حالات اور امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے مناقب بیان کیے ہیں۔ (کشف الظنون، 2/1681؛ معجم المؤلفین، 2/285)

امام ابوالبقاء احمد بن ابی الضیاء القرشی المکی رحمۃ اللہ علیہ نے بنام ''المستند مختصر المسند'' اس کا مختصر لکھا، جس میں انہوں نے اسانید کو حذف کر کے صرف متونِ حدیث ذکر کیے ہیں۔ (کشف الظنون، 2/1681؛ معجم المؤلفین، 2/285)

امام صدر الدین محمد بن عباد الخلاطی رحمۃ اللہ علیہ (م 652ھ)، جو امام خوارزمی رحمۃ اللہ علیہ کے معاصر ہیں، انہوں نے بھی امام خوارزمی رحمۃ اللہ علیہ کی جامع المسانید کا اختصار لکھا ہے۔ ان کے مختصر کا نام ''مقصد المسند اختصار مسند ابی حنیفۃ رحمۃ اللہ علیہ'' ہے۔

(الجواہر المضیئۃ، 2/62؛ کشف الظنون، 2/1681)

امام عمر بن احمد بن شماع شافعی رحمۃ اللہ علیہ (م 939ھ) نے اس کا اختصار ''لَقْطُ الْمَرْجَانِ مِنْ مُّسْنَدِ النُّعمان'' کے نام سے لکھا ہے۔

(الکواکب السائرۃ باعیان المائۃ العاشرۃ، 2/223؛ شذرات الذہب، 8/219)

امام حافظ الدین محمد بن محمد الکردری معروف بہ ''ابن البزازی رحمۃ اللہ علیہ'' (م 827ھ) نے ''زوائدِ مسندِ ابی حنیفۃ'' کے نام سے ایک کتاب لکھی ہے، جس میں انہوں نے جامع المسانید کی وہ روایات جمع کی ہیں جو صحاح ستہ سے زائد ہیں۔

(کشف الظنون، 2/1681)

اس سے آپ ''جامع المسانید'' کی محدثین میں مقبولیت کا اندازہ بخوبی لگا سکتے ہیں۔

باب 23

امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی فقہ میں تصانیف

1 فقہ میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی تالیف: ''مجموعہ مسائل''

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے مجموعۂ قوانین کی تدوین کے لئے جو ترتیب مقرر کی، آج تک فقہ کی کتب اسی ترتیب سے مدون کی جارہی ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے تدوین کا آغاز مسائل طہارت سے کیا ہے، اس کے بعد عبادات کے ابواب مدون کرائے، پہلے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے نماز کے احکام میں ایک رسالہ جمع کرایا تھا۔ اس کا نام ''کتاب العروس'' رکھا، اس رسالے کی مقبولیت سے حوصلہ پا کر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مزید ابواب پر کام جاری رکھا۔ مناقب ابی حنیفہ کے مصنف موفق احمد مکی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے:

''امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے فقہ کی تدوین کا کام کیا تو اس کو ابواب اور کتب پر مرتب فرمایا۔ پہلے طہارت پھر نماز پھر پے در پے دیگر عبادات کے ابواب کو مرتب کیا۔ اس کے بعد معاملات کو ذکر کیا اور سب سے اخیر میں میراث کو ذکر کیا۔ سب سے پہلے طہارت اور نماز کو ذکر کرنے کی وجہ یہ ہے کہ ہر مکلف ایمان کے بعد سب سے پہلے عبادات کا مخاطب ہوتا ہے اور عبادات میں نماز سب سے خاص اور وجوب کے اعتبار سے سب سے عام ہے۔ اس لئے نماز کو مقدم کیا اور معاملات کو مؤخر کرنے کی وجہ یہ ہے کہ معاملات میں اصل عدم ہے، کیوں کہ اصل برأۃ ذمہ ہے اور وصیت اور میراث

پر اس لئے ختم کیا کہ یہی انسان کے آخری احوال ہیں۔

(مناقب ابی حنیفہ للموفق 1/394؛ تبییض الصحیفہ ص:21)

امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ 120ھ میں اپنے استاذ حضرت حماد رحمۃ اللہ علیہ کی مسند پر جلوہ افروز ہوئے اور 150ھ میں عالمِ ناسوت سے دارِ بقا کو چلے گئے۔ اس لیے کہا جاسکتا ہے کہ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا شورائی نظام تقریباً تیس سال پر محیط ہے، لیکن بعض حضرات کی رائے ہے کہ 22 سال کی مدت میں امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے قانونِ اسلامی اور فقہ حنفی کو مدون کیا ہے۔ خیر یہ مدت تیس سال ہو یا بائیس سال، اس طویل المیعاد مدت میں اس شوریٰ نے کس قدر مسائل کا استنباط کیا، اس میں بھی علماء کے اقوال مختلف ہیں۔ بعض حضرات کی رائے یہ ہے کہ یہ تعداد بارہ لاکھ نوے ہزار (12,90,000) ہے۔ شمس الائمہ کردری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: ''یہ مسائل چھ لاکھ تھے''۔ علامہ موفق بن احمد مکی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی چھ لاکھ کا قول نقل کیا ہے اور مزید لکھا ہے کہ فقہ حنفی کی کتابوں سے اس کی تائید ہوتی ہے۔ مولانا گیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا خیال ہے کہ اگر ان روایات کو مبالغہ آمیز بھی قرار دیا جائے، تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے وضع کردہ اصول وکلیات سے بعد میں فقہاء نے جن مسائل کا استنباط کیا ان کی تعداد لاکھوں میں ہے، چوں کہ ان کی بنیاد امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے کلیات پر قائم تھی، اس لئے انہیں بھی امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب کردیا گیا۔

(امام ابوحنیفہ کی سیاسی زندگی ص:269)

لیکن محققین کی رائے ہے کہ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی شوریٰ کے ذریعہ فیصل ہونے والا مجموعہ 83 ہزار دفعات پر مشتمل تھا، جس میں 38 ہزار مسائل عبادات سے متعلق تھے، باقی 45 ہزار مسائل کا تعلق معاملات وعقوبات سے تھا، اور امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو جب کوفہ سے بغداد جیل منتقل کیا گیا، تب بھی تدوینِ فقہ کا سلسلہ جاری رہا، اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کا تعلق امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے یہیں قائم ہوا، اور اضافہ کے بعد اس دستوری خاکہ میں کل مسائل کی تعداد پانچ لاکھ (500000) تک پہنچ گئی۔

(دفاع امام ابوحنیفہ ص:126؛ فتاویٰ رحیمیہ 1/136؛ سیرۃ النعمان ص:154)

امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فقہی قانون کا مجموعہ تیار کرایا اور جس ترتیب پر اسے قائم کیا، آپ رحمۃ اللہ علیہ خود ہی اس کے موجد تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے کوئی نمونہ نہیں تھا جس سے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے کلی یا جزئی طور پر استفادہ کیا ہو۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نہ صرف تدوین کے اس اسلوب کے بانی ہیں جس پر بعد میں تمام مجتہدین نے اپنی اپنی فقہ مدون کی، بلکہ بعض مباحث ایسے ہیں جن پر آپ رحمۃ اللہ علیہ سے پہلے کسی نے مستقل بحث نہیں کی تھی۔ مثلاً: امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے کتاب الفرائض اور کتاب الشروط وضع کی، ان سے پہلے اس موضوع پر کسی کی کوئی مستقل تحریر نہیں تھی۔

(مناقب ابی حنیفہ للموفق ص:394)

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی ساری زندگی امتِ مسلمہ کی بھلائی کی خاطر وقف کردی اور فقہ حنفی کی صورت میں امت کو اسلامی قانون کا مجموعہ عطا کیا۔

یہ امر تاریخوں سے ثابت ہے کہ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو تدوینِ فقہ کا خیال تقریباً 120ھ میں پیدا ہوا، یعنی جب ان کے استاد حماد رحمۃ اللہ علیہ نے وفات پائی۔ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی طبیعت مجتہدانہ اور غیر معمولی طور پر مقننانہ واقع ہوئی تھی۔ اس کے ساتھ تجارت کی وسعت اور ملکی تعلقات نے ان کو معاملات کی ضرورتوں سے خبردار کردیا تھا۔ اطراف وبلاد سے ہر روز جو سینکڑوں ضروری استفتاء آئے ہوتے تھے ان سے ان کو اندازہ ہوتا تھا کہ ملک کو اس فن کی کس قدر حاجت ہے۔ قضاۃ (قاضی) احکامِ فصل وقضایا میں جو غلطیاں کرتے تھے، وہ اپنی آنکھوں سے دیکھتے تھے۔ غرض یہ اسباب اور وجوہ تھے جنہوں نے ان کو اس فن کی تدوین وترتیب پر آمادہ کیا۔

امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے جس طریقہ سے فقہ کی تدوین کا ارادہ کیا، وہ نہایت وسیع اور پرخطر کام تھا۔ اس لئے انہوں نے اپنے زمانہ کے علماء میں سے چند نامور اشخاص منتخب کئے، جن میں سے اکثر خاص خاص فنون میں جو تکمیلِ فقہ کے لئے ضروری تھے، استاذِ زمانہ تسلیم کئے جاتے تھے، مثلاً: یحییٰ بن ابی زائدہ رحمۃ اللہ علیہ، حفص بن غیاث رحمۃ اللہ علیہ، قاضی

ابو یوسف ؒ، داؤد الطائی ؒ، حبان ؒ، مندل ؒ وغیرہ حدیث و آثار میں نہایت کمال رکھتے تھے۔امام زفر ؒ کو قوتِ استنباط میں کمال تھا۔امام صاحب ؒ نے ان لوگوں کی شرکت سے ایک مجلس مرتب کی اور با قاعدہ طور سے فقہ کی تدوین شروع کی۔

امام طحاوی ؒ نے بسندِ متصل اسد بن فرات ؒ سے روایت کی ہے:''ابوحنیفہ ؒ کے زمانہ کے علماء جنہوں نے فقہ کی تدوین کی چالیس تھے۔لکھنے کی خدمت یحییٰ ؒ سے متعلق تھی اور وہ تیس برس تک اس خدمت کو انجام دیتے رہے''۔

فقہ کی تدوین میں کم وبیش تیس برس کا زمانہ صرف ہوا یعنی 121ھ سے 150ھ تک جو امام ابوحنیفہ ؒ کی وفات کا سال ہے۔

تدوین کا طریقہ یہ تھا کہ کسی خاص باب کا کوئی مسئلہ پیش کیا جاتا تھا،اگر اس کے جواب میں سب لوگ متفق الرائے ہوتے تھے،تو اسی وقت قلم بند کر لیا جاتا ورنہ نہایت آزادی سے بحثیں شروع ہوتیں۔کبھی کبھی بہت دیر تک بحث قائم رہتی۔امام صاحب ؒ غور اور تحمل کے ساتھ سب تقریریں سنتے اور بالآخر ایسا جچا تلا فیصلہ کرتے کہ سب کو تسلیم کرنا پڑتا۔کبھی ایسا بھی ہوتا کہ امام صاحب ؒ کے فیصلہ کے بعد لوگ اپنی اپنی رایوں پر قائم رہتے۔اس وقت وہ سب اقوال قلمبند کر لئے جاتے۔اس کا التزام تھا کہ جب تک تمام شرکائے جلسہ جمع نہ ہولیں کسی مسئلہ کو طے نہ کیا جائے۔

اس مجموعہ کی ترتیب یہ تھی: اول باب الطہارت، باب الصلوٰۃ، باب الصوم، پھر عبادات کے اور ابواب۔اس کے بعد معاملات،سب سے اخیر میں باب المیراث۔

قلائدِ عقود العقیان کے مصنف نے کتاب الصیانۃ کے حوالہ سے لکھا ہے کہ امام ابوحنیفہ ؒ نے جس قدر مسائل مدون کئے ان کی تعداد ایک لاکھ نوے ہزار سے کچھ زیادہ ہے۔امام محمد ؒ کی جو کتابیں آج موجود ہیں ان سے اس کی تصدیق ہوسکتی ہے۔

امام صاحب ؒ کی زندگی ہی میں اس مجموعہ نے وہ حسنِ قبول حاصل کیا کہ اس وقت کے حالات کے لحاظ سے مشکل سے قیاس میں آسکتا ہے۔جس قدر اس کے اجزاء تیار

ہو جاتے تھے، ساتھ ہی ساتھ تمام ملک میں اس کی اشاعت ہوتی جاتی تھی۔امام صاحب ؒ کی درسگاہ ایک قانونی مدرسہ تھا جس کے طلباء نہایت کثرت سے ملکی عہدوں پر مامور ہوتے اور ان کی آئینِ حکومت کا یہی مجموعہ تھا۔

لیکن آج حضرت امام ابوحنیفہ ؒ کا یہ مجموعۂ مسائل ہم تک نہیں پہنچ سکا ہے۔ان کے نام ہی ہم کو معلوم ہو سکے ہیں۔

1: کتاب الصلاۃ 2:المناسك3: کتاب الرهن 4:الشروط
5:الفرائض6: کتاب الارجاء،7: کتاب السیر8: کتاب الرأی
9:اختلاف الصحابة،10: کتاب الجامع 11: کتاب السیر،
12:الکتاب الأوسط

امام ابوحنیفہ ؒ نے قرآن وسنت سے ہزاروں مسائل نکالے اور فقہ کی تدوین فرمائی۔جن کو ان کے تلامذہ کی جماعت نے ان کی زیر نگرانی کتب میں لکھا۔امام صاحب ؒ کے تلامذہ نے ان مسائل کو امام صاحب ؒ سے روایت بھی کیا اور اُن پر اپنی آراء کا بھی اضافہ کیا،جس کی تکمیل امام محمد بن حسن شیبانی ؒ نے فرمائی،انہوں نے ان مسائل کو 6 کتب میں بیان کیا۔یہ کتب ظاہر الروایۃ کہلاتی ہیں۔جو فقۂ حنفی کی بنیاد ہیں۔

1۔کتاب الاصل (المبسوط) 2۔جامع الصغیر 3۔جامع الکبیر 4۔السیر الصغیر 5۔السیر الکبیر 6۔الزیادات

ان میں سے یہاں صرف پہلی کتاب ہی کا تعارف پیش کیا جائے گا۔

2 کتاب الاصل المعروف بالمبسوط

کتبِ ظاہر الروایہ سے مراد وہ چھ مشہور کتابیں ہیں جو فقۂ حنفی کی اساس ہیں اور فقۂ

حنفی کی عمارت انہی پر استوار ہے۔ وہ چھ کتابیں یہ ہیں:

(1) المبسوط (2) الزیادات (3) الجامع الصغیر (4) الجامع الکبیر (5) السیر الصغیر (6) السیر الکبیر

ان کتب کو ''ظاہر الروایہ'' اس وجہ سے کہتے ہیں کہ ان کی نسبت وسند نہایت واضح ومضبوط ہے۔ بایں طور کہ یہ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ سے بطریق تواتر مروی ہیں، یا کم از کم انہیں مشہور کا درجہ تو ضرور حاصل ہے۔

کتب ظاہر الروایہ میں سب سے اہم اور بنیادی کتاب ''المبسوط'' ہے جو ''کتاب الاصل'' کے نام سے مشہور ہے۔ اس کو ''اصل'' اس لیے کہا جاتا ہے کہ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے سب سے پہلے اسی کو تالیف کیا۔ اس میں امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے سینکڑوں مسائل سے متعلقہ امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے فتاویٰ جات جمع کیے ہیں اور وہ مسائل بھی ذکر کیے ہیں جو ان کے اور امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے درمیان اختلافی ہیں اور جس مسئلہ میں امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے اختلاف ذکر نہیں کیا وہ مسئلہ سب کا متفقہ ہوتا ہے۔

1 اندازِ تالیف

کتاب الاصل کی تالیف کا پس منظر نہایت دلچسپ ہے۔ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو منفرد انداز سے جمع فرمایا کہ سب سے پہلے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے نماز کے مسائل کو جمع کیا اور اس مجموعے کا نام ''کتاب الصلوٰۃ'' رکھا، پھر بیع (خرید وفروخت) کے مسائل یکجا کر کے اس کا نام ''کتاب البیوع'' رکھا۔ اسی طرز پر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے باقی مسائل جمع کیے یعنی ہر موضوع کے مسائل یکجا کرتے گئے اور موضوع کی مناسبت سے نام رکھتے گئے۔ یوں سمجھیے کہ جس طرح شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا رحمۃ اللہ علیہ کی مشہور ومقبول کتاب ''فضائلِ اعمال'' حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی مستقل تصنیف نہیں بلکہ ان کی مختلف اوقات میں زیبِ قرطاس کی گئی فضائل پر مشتمل تحریرات کا مجموعہ ہے۔ اسی طرح امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے مختلف موضوعات پر جمع شدہ تمام مسائل کو یکجا کیا گیا، تو ایک عظیم وضخیم مجموعہ تیار

ہوا، اسی مجموعے کو ''کتاب المبسوط'' کا نام دیا گیا۔

چنانچہ مشہور حنفی فقیہ المولی مصطفی بن عبداللہ المعروف بحاجی خلیفہ رحمۃ اللہ علیہ (م 1067ھ) اس بات کی وضاحت فرماتے ہوئے لکھتے ہیں:

"ألفه: مفردا. فأولا: ألّف مسائل الصلاة. وسماه: "كتاب الصلاة". و"مسائل البيوع". وسماه: "كتاب البيوع". وهكذا: الإيمان، والإكراه. ثم جمعت: فصارت مبسوطا. وهو: المراد حيث ما وقع في الكتب: قال محمد في كتاب فلان "المبسوط" كذا.

(كشف الظنون عن أسامي الكتب والفنون-ط إسطنبول (حاجي خليفة) ج2 ص1681)

ترجمہ: امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی تالیف علیحدہ علیحدہ کی ہے بایں طور کہ سب سے پہلے نماز کے مسائل جمع کر کے اس کا نام کتاب الصلوٰۃ رکھا۔ پھر بیع (خرید وفروخت) کے مسائل یکجا کر کے اس کا نام کتاب البیوع رکھا۔ اسی طرح کتاب الایمان اور کتاب الاکراہ وغیرہ کو جمع کیا۔ آخر میں جب اس تمام ذخیرہ کو جمع کیا گیا، تو یہ مبسوط معرض وجود میں آ گئی۔ کتبِ فقہ میں جہاں یہ ذکر ہوتا ہے کہ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے مبسوط میں فرمایا ہے، تو وہاں یہی کتاب مراد ہوتی ہے۔

فائدہ: شروحِ ہدایہ میں جہاں کہیں مبسوط کا ذکر کیا جاتا ہے اس سے مراد ''مبسوط السرخسی'' ہوتی ہے۔

2 ترتیبِ دلائل

امام محمد رحمۃ اللہ علیہ اس کتاب کے ہر باب کا آغاز ان آثار سے کرتے ہیں جو ان کے نزدیک صحیح ثابت ہوتے ہیں، اور پھر ان آثار سے ماخوذ مسائل ذکر کرتے ہیں۔ اس کے بعد وارد ہونے والے سوالات واعتراضات کے جوابات پیش کرتے ہیں اور کہیں کہیں علامہ محمد بن عبدالرحمن بن ابی لیلی رحمۃ اللہ علیہ (م 148ھ) کا اختلاف بھی ذکر کرتے ہیں۔

امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فروعی مسائل کو ذکر کرنے میں یہ ترتیب ملحوظ رکھی ہے کہ اپنے مشائخ اساتذہ کرام امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب پر فروعات کو پہلے ذکر کرتے ہیں اور پھر بوقتِ ضرورت اپنی رائے کو بیان کرتے ہیں۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے احادیث وآثار کو بطور دلیل بہت کم ذکر کیا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اس طبقہ ودور کے فقہاء کرام نے ان احادیث وآثار کو قبول کر لیا تھا جو ان مسائل کے لیے دلیل اور ماخذ کی حیثیت رکھتے تھے۔ چونکہ المبسوط میں مذکور تمام مسائل یا تو صراحتاً قرآن وسنت سے ثابت ہیں یا بذریعہ اجتہاد ان کو قرآن وسنت سے مستنبط کیا گیا ہے۔ اس لیے امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے احادیث، آثار کو ذکر نہیں فرمایا، ورنہ اگر ان کو ذکر کیا جاتا مستقل طور پر احادیث وآثار پر مشتمل ایک جلد تیار ہو جاتی۔

3 بے پناہ مقبولیت

کتاب الاصل کو امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے جس جانفشانی، عرق ریزی اور مخصوص پیرائے میں تصنیف کیا ہے وہ اہلِ علم پر مخفی نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ بڑے بڑے مشائخ اور صاحبِ علم وفضل حضرات نے اس کتاب سے استفادہ کیا اور دقیق وپیچیدہ مسائل کی گتھیاں سلجھانے میں اس سے راہنمائی لی۔ اس کتاب کی عظمت ومرتبہ کا اندازہ اس بات سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے کہ مشہور محدث مجتہد مطلق الامام الفقیہ محمد بن ادریس الشافعی رحمۃ اللہ علیہ (م 204ھ) نے اس کتاب کو مکمل حفظ کیا اور اپنی مایہ ناز تصنیف ''کتاب الام'' اسی طرز پر لکھی۔

اسی طرح مشہور فقیہ ابوالحسن بن داؤد رحمۃ اللہ علیہ اسی کتاب کی وجہ سے اہل بصرہ کے مقابلہ میں اہلِ عراق پر فخر فرمایا کرتے اور حقیقت بھی یہی ہے کہ یہ کتاب اس لائق ہے کہ اس پر فخر کیا جائے، کیوں کہ اس میں موجود صرف حلال وحرام کے فروعی مسائل کی تعداد دس ہزار (10000) ہے۔

یہ ایک ناقابلِ انکار حقیقت ہے کہ ''کتاب المبسوط'' کا مطالعہ جب کوئی عالم پوری

توجہ، دھیان اور ذمہ داری کے ساتھ کرتا ہے تو وہ مصنف مرحوم کے وسعتِ مطالعہ، بے پناہ قوتِ حافظہ اور تبحر علمی کا معترف ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ تاریخی کتب میں یہ واقعہ موجود ہے کہ اس زمانے کا یہودی جو عربی جانتا تھا اور مسلمانوں میں رہنے کی وجہ سے فقہ وشریعت کے معاملات سے بھی کچھ نہ کچھ واقفیت رکھتا تھا، اس نے جب اس کتاب کا مطالعہ شروع کیا، تو متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکا اور بے ساختہ اس نے یہ جملہ کہا:

''ھذا کتاب محمد کم الاصغر فکیف کتاب محمد کم الاکبر''۔

ترجمہ: یہ تو تمہارے چھوٹے محمد رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ہے پس بڑے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کتاب کا کیا عالم ہوگا؟ اور دائرہ اسلام میں داخل ہو گیا۔

4 خصوصیات

کتاب الاصل کو درج ذیل نمایاں خصوصیات کی بناء پر امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کی بقیہ تمام کتب پر امتیازی درجہ حاصل ہے۔

1. دلائل پر مغز اور طرزِ استدلال انتہائی مضبوط ہے۔
2. اندازِ تحریر انتہائی شگفتہ اور ماخذ نہایت سہل ہونے کی وجہ سے اہل علم کے لیے زیادہ نفع بخش ہے۔
3. سلاستِ عبارت اور مسائل کی عام فہم بے غبار تشریح کا التزام کیا گیا ہے۔
4. تمام فقہی مباحث پر مشتمل ہے۔
5. مصنف نے بسا اوقات ایک ایک مسئلہ پر کئی کئی فروعات ذکر کی ہیں۔

باب 24

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اہلِ حدیث علماء کی نظر میں

1 غیر مقلدین کی ہفوات

ایک طرف ائمہ جرح و تعدیل ہیں جنہوں نے صرف امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق فضائل و مناقب کو ذکر کیا ہے اور جرح سے بالکل گریز کیا ہے، اسی کے ساتھ علم و فضل کے آفتاب و ماہتاب اور علمِ حدیث فقہ و فتاویٰ کے درخشندہ ستارے ہیں، جنہوں نے امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے فضائل کا کھلے دل سے اعتراف کیا ہے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کو علمِ حدیث کا امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ اور ورع و تقویٰ کا نیرِ تاباں قرار دیا ہے، آپ رحمۃ اللہ علیہ کے فضائل کو ذکر کرتے ہوئے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو آسمانِ رشد و ہدایت کا دمکتا ستارہ تسلیم کیا ہے تو دوسری طرف غیر مقلدین کی ایک جماعت ہے جنہوں نے امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی شان میں گستاخی اور بے ادبی کا ٹھیکہ لے رکھا ہے۔ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ اسی دریدہ ذہنی کا انہیں وظیفہ ملتا ہے، امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی شان میں اس طرح کی حرکتیں اور ایسے گندے الفاظ کا استعمال کیا جاتا ہے کہ عام انسان کے لیے بھی ان الفاظ کا استعمال روا نہیں ہے، چہ جائے کہ اس عظیم انسان کی شان میں کہی جائے جس کے احسان سے امت کا بہت بڑا طبقہ گراں بار ہے۔ بعض اساتذہ سے سنا کہ بعض اداروں میں بعض غیر مقلدین طلبہ امام رحمۃ اللہ علیہ کا نام لکھ اسے جوتے سے مارتے تھے اور بعض طلبہ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا نام لکھ کر اسے گندے نالے میں ڈال دیتے تھے۔ بعض غیر مقلدین

طلبہ بے ادبی کی ساری حدیں پار کرتے ہوئے ہدایہ جیسی فقہ کی اہم کتاب پر، جس پر صاحب ہدایہ نے دلیلِ عقلی کے ساتھ ساتھ دلیل نقلی کا بھی حد درجہ اہتمام کیا ہے اور قرآن و حدیث سے یہ کتاب پوری طرح مبرہن ہے، اس کتاب کو کھول کر اس پر بیٹھ جایا کرتے تھے، اس طرح کی دریدہ ذہنی اور غیر شائستہ حرکتوں سے ان کی کتابیں بھری پڑی ہیں، میں ان کو نقل نہیں کرسکتا ہوں، یہ وہ حرکتیں ہیں جو ایک عام انسان کے حق میں بھی کسی طرح جائز نہیں ہیں۔ بعض روایتوں میں آتا ہے:

اذْكُرُوا مَحَاسِنَ مَوْتَاكُمْ، وَكُفُّوا عَنْ مَسَاوِئِهِمْ۔

(ابوداؤد رقم 4900؛ ترمذی رقم 1019؛ ابن حبان رقم 3020؛ معجم الصغیر طبرانی رقم 461؛ معجم کبیر طبرانی رقم 13599؛ معجم اوسط طبرانی رقم 3601؛ مستدرک حاکم رقم 1421؛ الآداب بیہقی رقم 282؛ سنن کبریٰ بیہقی رقم 7189؛ شعب الایمان رقم 6680؛ مشکوٰۃ رقم 1678)

ترجمہ: اپنے وفات شدہ لوگوں کے محاسن کو یاد کیا کرو، اور اُن کی برائیوں سے اپنے آپ کو روک کرو۔

یعنی ان کے عیب و کمزوری کے بیان سے گریز کیا کرو۔ یہ حضرات کہنے کو تو اپنے آپ کو اہلِ حدیث کہتے ہیں، لیکن معلوم نہیں کن احادیث پر عمل کرنے کی بنا پر یہ لوگ اہلِ حدیث کہلاتے ہیں۔ جب حدیث میں سختی کے ساتھ وفات یافتگان کو برا بھلا کہنے سے منع کیا گیا ہے، تو کس جواز کی بنا پر یہ حضرات امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی شان میں گستاخی کرتے ہیں؟!

2 منصف اہلِ حدیث کا طرزِ عمل

اس کے ساتھ، ہم یہ بھی دیکھتے ہیں کہ امام یا فقہ حنفی پر کیچڑ اچھالنا اور امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی شان میں گستاخی کرنا تمام اہلِ حدیث کا شیوہ نہیں ہے، بلکہ بہت سے منصف مزاج اہلِ حدیث ہیں جو نہ صرف امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی شان میں گستاخی کرکے اپنی زبان کو گندہ نہیں کرتے، بلکہ اپنے اہلِ حدیث دوستوں کو بھی اس لایعنی اور غیر مہذب

عمل سے روکتے ہیں۔ اس فہرست میں اہلِ حدیث کے بڑے بڑے علماء ہیں، جنہوں نے امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے فضائل ومناقب بیان کیے ہیں۔ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا نام بڑی عزت واحترام سے لیا ہے۔ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی علمی عبقریت اور فقہ وحدیث میں ان کی امتیازیت کا اعتراف کیا ہے۔ ان منصف اہلِ حدیث علماء کا بیان تمام اہل حدیث دوستوں کے لیے آئینہ ہے، جس میں وہ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی صحیح تصویر دیکھ سکتے ہیں اور ان کی شان میں گستاخی کرکے انہوں نے امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تصویر کو کس حد تک بگاڑنے کی کوشش کی ہے، اس کا بھی معائنہ کرسکتے ہیں۔ ذیل میں چند اہلِ حدیث علماء کے اقوال کو ذکر کیا جاتا ہے، جس سے ہم اس بات کا جائزہ لے سکتے ہیں کہ جس طرح امت کے سوادِ اعظم اور مذاہبِ اربعہ کے ائمہ متبوعین نے امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی جلالتِ قدر کا اعتراف واظہار کیا ہے۔ اسی طرح بہت سے منصف اہلِ حدیث علماء نے بھی امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمات کو سراہا ہے۔ ان اہلِ حدیث علماء کا بیان تمام غیر مقلدین کے لیے اسوہ اور نمونہ ہے، جس پر وہ بھی عمل کرسکتے ہیں۔

3 امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ مولانا ابراہیم سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ کی نظر میں

مولانا ابراہیم سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ اہلِ حدیث کے ممتاز لوگوں میں شمار ہوتے ہیں اور علماء اہلِ حدیث میں اپنا ایک مقام رکھتے ہیں، انہوں نے تاریخِ اہل حدیث میں امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ پر تقریباً بیس صفحے لکھے ہیں، جس میں جگہ جگہ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا تذکرہ عقیدت واحترام کے ساتھ کیا ہے اور امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ پر کیے گئے اعتراضات کے جوابات مدلل طور پر دیے ہیں۔ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ پر ارجاء کے دفاع میں لکھتے ہیں:

"بے شک بعض مصنفین نے (خدا ان پر رحم کرے) امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے شاگردوں امام ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ، امام محمد رحمۃ اللہ علیہ، امام زفر رحمۃ اللہ علیہ، حسن بن زیاد رحمۃ اللہ علیہ کو رجالِ مرجیہ میں شمار کیا ہے، جس کی حقیقت کو نہ سمجھ کر اور حضرت امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ

ممدوح کی طرزِ زندگی پر نظر نہ رکھتے ہوئے بعض لوگوں نے اسے خوب اچھالا ہے، لیکن حقیقت رس علماء نے اس کا جواب کئی طریق پر دیا ہے۔ (تاریخ اہل حدیث: 77)

اس کے بعد مولانا موصوف رحمۃ اللہ علیہ نے علامہ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ، علامہ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ، شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ مختلف حضرات علماء کے اقوال نقل کرکے امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے دفاع میں مکمل تجزیہ کیا ہے۔ حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کے اقوال کو نقل کرکے اس پر جو تجزیہ کیا ہے اس کو ملاحظہ فرمائیں، لکھتے ہیں:

اسی طرح حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ اپنی دوسری کتاب تذکرۃ الحفاظ میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمہ کے عنوان کو معزز لقب "امام اعظم" سے مزین کرکے آپ رحمۃ اللہ علیہ کا جامع اخلاقِ حسنہ ہونا ان الفاظ میں ارقام فرماتے ہیں:

"کان إماما ورعا عالما متعبدا کبیر الشان، لا یقبل جوائز السلطان، بل یتجر ویکتب۔ (تذکرۃ 1/10)"

سبحان اللہ! کیسے مختصر الفاظ میں کس خوبی سے ساری حیاتِ طیبہ کا نقشہ سامنے رکھ دیا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی کے ہر علمی اور عملی شعبہ اور قبولیتِ عامہ اور غنائے قلبی اور حکام وسلاطین سے بے تعلقی وغیرہ فضائل میں سے کسی بھی غیر ضروری امر کو چھوڑ کر نہیں رکھا۔

(تاریخ اہل حدیث: 80)

آگے چل کر "ایک محاکمہ" کا عنوان قائم کرتے ہیں، اس کے ذیل میں لکھتے ہیں:

جس امر میں بزرگانِ دین میں اختلاف ہو اس میں ہم جیسے ناقصوں کا محاکمہ کرنا بری بات ہے، لیکن چوں کہ بزرگوں سے حسنِ تادب کی بنا پر ہمارا فرض ہے کہ ان کے کلام کے محمل بیان کرکے ان سے الزام واعتراض کو دور کریں اور محض اپنی شخصی رائے سے نہیں، بلکہ بزرگوں ہی کے اقوال سے جو قرآن وحدیث سے مستنبط ہیں۔

(تاریخ اہل حدیث: 88)

اخیر میں فیضِ ربانی کا عنوان قائم کرکے اپنے دل کی بات کہی ہے اور بزرگوں کے ساتھ ادب واحترام کی تعلیم وتلقین فرمائی ہے، فیضِ ربانی کا عنوان ملاحظہ فرمائیں:

”ہر چند کہ میں سخت گنہگار ہوں، لیکن یہ ایمان رکھتا ہوں اور اپنے صالح اساتذہ مولانا ابوعبداللہ عبید اللہ غلام حسن صاحب مرحوم سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ اور جناب حافظ عبدالمنان صاحب مرحوم محدث وزیر آبادی رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت وتلقین سے یہ بات یقین کے رتبے تک پہنچ چکی ہے کہ بزرگانِ دین خصوصاً حضرات ائمہ متبوعین سے حسنِ عقیدت نزول برکات کا ذریعہ ہے، اس لیے بعض اوقات خدا تعالیٰ اپنے فضلِ عمیم سے کوئی فیض اس ذرے بے مقدار پر نازل کر دیتا ہے، اس مقام پر اس کی صورت یوں ہے کہ جب میں نے اس مسئلے کے لیے کتب متعلقہ الماری سے نکالی اور حضرت امام رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق تحقیقات شروع کی تو مختلف کتب کی ورق گردانی سے میرے دل پر غبار آ گیا، جس کا اثر بیرونی طور پر یہ ہوا کہ دن دوپہر کے وقت جب سورج پوری طرح روشن تھا یکا یک میرے سامنے گھپ اندھیرا چھا گیا ”ظلمٰت بعضها فوق بعض“ کا نظارہ ہو گیا۔ خدا تعالیٰ نے میرے دل میں ڈال دیا کہ یہ حضرت امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے بدظنی کا نتیجہ ہے۔ اس سے استغفار کرو، میں نے کلمات استغفار دہرانے شروع کیے، وہ اندھیرے فوراً کافور ہو گئے اور ان کے بجائے ایسا نور چمکا کہ اس نے دوپہر کی روشنی کو مات کر دیا، اس وقت سے میری حضرت امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے حسن عقیدت اور زیادہ بڑھ گئی اور میں ان شخصوں سے، جن کو حضرت امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے حسنِ عقیدت نہیں ہے، کہا کرتا ہوں کہ میری اور تمہاری مثال اس آیت کی مثال ہے کہ حق تعالیٰ منکرین معارجِ قدسیہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے خطاب کر کے فرماتا ہے: ﴿أفتمارونه على ما يرى﴾ میں نے جو کچھ عالم بیداری اور ہوشیاری میں دیکھ لیا اس میں مجھ سے جھگڑا کرنا بے سود ہے۔ هذا والله ولي الهداية اب میں اس مضمون کو ان کلمات پر ختم کرتا ہوں اور اپنے ناظرین سے امید رکھتا ہوں کہ وہ بزرگانِ دین سے، خصوصاً ائمہ متبوعین سے حسنِ ظن رکھیں اور گستاخی وشوخی اور بے ادبی سے پرہیز کریں، کیوں کہ اس کا نتیجہ ہر دو جہاں میں موجب خسران ونقصان ہے۔

از خدا خواہم توفیق ادب

بے ادب محروم شد از لطف رب

مولانا سیالکوٹی کا درد میں ڈوبا ہوا اور حقیقت کا انکشاف کرتا ہوا مضمون ان تمام اہلِ حدیث کے لیے عبرت ونصیحت ہے جن کا شیوہ ہی امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے بدگمانی وبد زبانی کا ہے۔

4 علمائے غیر مقلدین سے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی توثیق

اب علمائے غیر مقلدین میں سے چند مشہور حضرات کے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی توثیق سے متعلق اقوال پیش کیے جاتے ہیں کیونکہ:

ع وَالْفَضْلُ مَا شَهِدَتْ بِهِ الْاَعْدَاءُ۔

1. ماقبل آپ مشہور غیر مقلد عالم مولانا شمس الحق عظیم آبادی رحمۃ اللہ علیہ (م 1339ھ) کا بیان پڑھ چکے ہیں، جس میں انہوں نے امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی بڑے عمدہ الفاظ میں تعریف کی ہے اور صاف اقرار کیا ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ اکثر محدثین کے نزدیک ثقہ ہیں۔
2. اسی طرح مولانا محمد ابراہیم سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ (جو جماعت غیر مقلدین میں ”امام المسلمین“ کے لقب سے مشہور ہیں) سے بھی امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں متعدد توثیقی اقوال گزر چکے ہیں۔
3. مولانا عبدالقادر سندھی رحمۃ اللہ علیہ غیر مقلد فاضل مدینہ یونیورسٹی، جو شیخ ابن باز رحمۃ اللہ علیہ کے معتمد ساتھیوں میں شمار ہوتے تھے، یہ بھی صاف اقرار کرتے ہیں:

”امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ثقہ، عادل، عظیم امام اور حجت ہیں“۔ (مسئلہ رفع الیدین مترجم، ص 92)

4. مشہور صاحب التصانیف غیر مقلد عالم مولانا محمد جوناگڑھی رحمۃ اللہ علیہ (م 1340ھ) بھی تصریح کرتے ہیں:

”امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ پختہ اہل حدیث تھے“۔ (مشکوۃ محمدی، ص 217)

5. غیر مقلدین کے استاذ العلماء مولانا محمد گوندلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

باقی کسی ثقہ کا کسی سے روایت کرنا مَرْوِیْ عَنْہ کے ثقہ ہونے کی دلیل نہیں ہوسکتی۔

کَمَا رَوٰی اَبُوْ حنیفۃَ عَنْ جَابِرِ الْجُعْفِی۔

ترجمہ: جیسا کہ امام ابوحنیفہ ؒ نے جابر جعفی ؒ سے روایت کی ہے......

(التحقیق الراسخ ص 124)

مولانا گوندلوی ؒ کے اس قول کا صاف مطلب یہ ہے کہ امام ابوحنیفہ ؒ نے ثقہ ہونے کے باوجود جابر جعفی ؒ سے روایت لی ہے جو کہ جعفی ؒ کی توثیق کو مستلزم نہیں ہے۔

معلوم ہوا کہ مولانا گوندلوی ؒ کے نزدیک خود امام اعظم ابوحنیفہ ؒ ثقہ ہیں۔

6 دمشق کے مشہور غیر مقلد عالم شیخ محمد جمال الدین قاسمی ؒ (م 1332ھ) نے بھی امام اعظم ؒ کی بڑے عمدہ الفاظ میں توثیق وتعریف کی ہے۔ چنانچہ موصوف آپ ؒ کے متعلق لکھتے ہیں:

وکان عالما، عاملا، زاھدا، ورعا، تقیا، کثیر الخشوع، دائم التضرع۔

(الفضل المبین علی عقد الجوہر الثمین ص 249)

ترجمہ: امام ابوحنیفہ ؒ عالم، باعمل، زاہد، صاحب ورع، پرہیزگار، کثیر الخشوع اور ہمیشہ عاجزی کرنے والے تھے۔

7 آخر یہ بات بھی ملحوظِ خاطر رہے کہ امام اعظم ؒ سے جن محدثین نے روایتِ حدیث کی ہے وہ اس قدر زیادہ ہیں کہ ان کا شمار نہیں ہوسکتا، جیسا کہ امام اعظم ؒ کے تلامذہ کے بیان میں بحوالہ حافظ ذہبی ؒ (م 748ھ) وغیرہ محدثین گزرا ہے۔ یہ بھی باقرار غیر مقلدین امام اعظم ؒ کی توثیق پر ایک مستقل وٹھوس دلیل ہے۔ چنانچہ غیر مقلدین کے نامور مناظر مولانا عبداللہ لائل پوری ؒ نے تمنا عمادی (منکر حدیث) کے قول: زہری ؒ کے ہزاروں شاگرد تھے، کے ذیل میں لکھا ہے:

''زہری ؒ کی توثیق کے لیے یہی کافی ہے''۔

(حاشیہ مقالات حدیث، ص 457، از: مولانا اسماعیل سلفیؒ غیر مقلد)

بنا بریں امام اعظم ؒ سے بھی بے شمار محدثین کا روایت حدیث کرنا بھی آپ ؒ کی توثیق کے لیے کافی ہے۔ لہٰذا آپ ؒ کی ثقاہت پر غیر مقلدین کے اعتراض کا باطل ہونا خود اُن کے اپنے نامور مناظر سے ثابت ہوگیا۔ وللہ الحمد علی ذلک۔

5 امام ابوحنیفہ ؒ کی کنیت: "ابوحنیفہ" غیر مقلدین کی نظر میں

ابوحنیفہ کنیت کی وجہ:

حضرت امام ابوحنیفہ ؒ کی کنیت کے حوالے سے عوام میں ایک بات مشہور کردی گئی ہے کہ آپ ؒ کی کنیت آپ ؒ کی "حنیفہ" نامی کسی بیٹی کی وجہ سے ہے، پھر اس پر ایک لمبی چوڑی غیر مناسب گپ بھی چھوڑ دی جاتی ہے، جبکہ حقیقتِ حال اس کے بالکل برعکس ہے۔ وہ یوں کہ آپ ؒ کی حنیفہ نامی کوئی بیٹی ہی نہیں، اس پر ایک غیر مقلد مولوی ابوزکی کی شہادت ملاحظہ ہو!

"کنیت ابوحنیفہ ہے، آپ ؒ کی کنیت حقیقی نہیں کیونکہ آپ ؒ کی حنیفہ نام کی بیٹی نہ تھی بلکہ یہ کنیت وصفی ہے جو اصل میں "ابُو الْمِلَّۃِ الْحَنِیْفَۃِ" ہے، جس کا مطلب ہے: "حنیفی دین وملت والا ایسا شخص جس نے باطل ادیان کی بجائے دینِ حق کو اختیار کیا ہو، یا جو شخص شرک کو چھوڑ کر توحید اپنانے والا ہو"۔ اسی مفہوم کے پیش نظر یہ کنیت رکھی گئی تھی۔ (فقہی مسلک کی حقیقت صفحہ 47)

6 لقب "امام اعظم" غیر مقلدین کی نظر میں

غیر مقلدین کے متعدد معتبر و مستند علماء نے حضرت امام اعظم ابوحنیفہ ؒ کے لئے امام اعظم کا لقب استعمال کیا ہے۔

(1) میاں نذیر حسین دہلوی ؒ

غیر مقلدین کے "شیخ الکل اور محدثِ جلیل" میاں نذیر حسین دہلوی نے یوں عنوان قائم کیا ہے:

"باب الاول: بیچ فضائلِ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے"۔

(معیار الحق صفحہ 29۔ مطبوعہ: جامعہ تعلیم القرآن والحدیث ساہووالا، سیالکوٹ۔ مئی 2007)

(2) میاں نذیر حسین دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنے فتاویٰ میں ایک سوال کے جواب یوں رقم طراز ہیں:

"ہاں اگر اولاد یا اور کوئی شخص بلا اُجرت پڑھ کر ثواب بخشے، تو نزدیک امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ کے روا (جائز) ہوگا اور دعا کا نفع میت کو بالاتفاق پہنچتا ہے اور ثواب عباداتِ مالیہ کا بھی بالاتفاق پہنچتا ہے"۔

(فتاویٰ نذیریہ جلد اول صفحہ 716۔ کتاب الجنائز مطبوعہ مکتبہ اصحاب الحدیث حافظ پلازہ مچھلی منڈی نیو اردو بازار لاہور)

(فتاوی علماء حدیث جلد 5 صفحہ 373۔ مطبوعہ: مکتبہ اصحاب الحدیث، حافظ پلازہ مچھلی منڈی نیو اردو بازار لاہور)

(3) میاں نذیر حسین دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے فتاویٰ نذیریہ میں کئی مقامات پر آپ رحمۃ اللہ علیہ کو امام اعظم کے لقب سے ذکر کیا ہے۔

(فتاوی نذیریہ جلد اول صفحہ 169، 184۔ کتاب التقلید والاجتہاد۔ مطبوعہ: مکتبہ اصحاب الحدیث حافظ پلازہ مچھلی منڈی نیو اردو بازار لاہور)

(2) نواب صدیق حسن خان بھوپالی رحمۃ اللہ علیہ

(1) غیر مقلدین کے ہاں "خاتمۃ المحدثین اور مجدد الوقت" کے لقب سے مشہور ہیں۔

نواب صدیق حسن خان بھوپالی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے:

"امام اعظم ابوحنیفہ کوفی رحمۃ اللہ علیہ کہ اول ائمہ اربعہ اہلِ اجتہاد است"۔

(یعنی امام اعظم ابوحنیفہ کوفی رحمۃ اللہ علیہ چاروں ائمہ مجتہدین میں سے پہلے ہیں)۔

(جلب المنفعۃ فی الذب عن الأئمۃ المجتہدین الاربعۃ۔ صفحہ 57 مطبوعہ آگرہ، اکبر آباد۔ طبع اول۔ بحوالہ سہ ماہی مجلہ دعوتِ اہل سنت، کراچی)

(2) اس کتاب کے صفحہ 67 پر یوں لکھا ہے:

"امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ"۔

(3) نواب صدیق حسن خان بھوپالی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی خودنوشت سوانح میں لکھا ہے:

"پھر خاص طور پر حنفی مذہب میں تو ہر مسئلہ مذہبِ اہلحدیث کے مطابق ملتا ہے، بشرطیکہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ، امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ یا امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب کی قید نہ لگائی جائے"۔

(ابقاء المنن بالقاء المحن صفحہ 117 طبع دوم جون 2008 مطبوعہ۔ دار الدعوۃ السلفیہ شیش محل روڈ لاہور)

(4) اسی کتاب کے صفحہ 191 پر مزید یوں لکھا:

"رجماً بالغیب مجھ پر یہ طوفان بھی باندھا گیا کہ میں خدانخواستہ ائمہ اربعہ کے حق میں اور امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے حق میں خصوصاً بے ادب اور نامہذب ہوں، حالانکہ یہ محض افتراء ہے"۔

(3) نواب وحید حیدرآبادی رحمۃ اللہ علیہ

(1) غیر مقلدین کے ہاں "نواب اہل حدیث" کے لقب سے مشہور نواب وحید الزمان حیدرآبادی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے:

"خصوصا امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی نسبت، وہ تو سب مجتہدوں سے زیادہ حدیث کے پیرو تھے۔ ان کا تو قول یہ ہے کہ ضعیف حدیث بھی قیاس پر مقدم ہے، اس طرح صحابی کا قول بھی"۔

(لغات الحدیث جلد 1 صفحہ 366۔ کتاب الجیم، باب الجیم مع الهاء۔ مطبوعہ نعمانی کتب خانہ حق سٹریٹ اردو بازار لاہور تاریخ اشاعت: اگست 2005)

(2) نواب وحید الزمان حیدرآبادی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک اور مقام پر یوں لکھا:

"ہمارے اماموں نے کہ جن کے کمالِ علم وفضل میں کوئی شبہ نہیں، جیسے امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ، اور دوسرے ائمہ ہیں"۔

(لغات الحدیث جلد 2 صفحہ 652۔ کتاب الصاد باب الصاد مع الواو۔ مطبوعہ نعمانی کتب خانہ، حق سٹریٹ، اردو بازار لاہور تاریخ اشاعت: اگست 2005)

(3) مزید یوں لکھا:

"اہل حدیث، قیاس پر عمل کرنے والوں کو بھی اصحاب الرائے کہتے ہیں، چنانچہ امام اعظم ؒ کو "امام اہل الرائے" کہتے ہیں، حالانکہ ان کا اصول یہ ہے کہ ضعیف اور مرسل احادیث بلکہ اقوال صحابہ ؓ بھی قیاس اور رائے پر مقدم ہیں"۔

(لغات الحدیث جلد 2 صفحہ 42۔ کتاب الراء المہملہ باب الراء مع الہمزہ۔ مطبوعہ نعمانی کتب خانہ حق سٹریٹ اردو بازار لاہور تاریخ اشاعت ۔اگست 2005)

(4) نواب علی حسن خان بھوپالی ؒ

(1) نواب صدیق حسن خان بھوپالی ؒ کے بیٹے نواب علی حسن خان بھوپالی ؒ نے امام اعظم کوفی ؒ کو ائمۂ اربعہ اجتہاد میں شرفِ تقدم حاصل لکھا ہے۔

(مآثرِ صدیقی موسوم بہ سیرت والا جاہی۔ حصہ چہارم۔ صفحہ 6۔ مطبوعہ: منشی نول کشور، (لکھنو)

(2) اسی صفحہ پر مزید یوں لکھا:

ان لوگوں کے نزدیک جو زمانۂ امام اعظم ؒ میں بعض صحابہ ؓ کا موجود ہونا تسلیم کرتے ہیں۔

(3) صفحہ 5 مزید یوں لکھا ہے:

"خاص مذہبِ حنفی میں ہر مسئلہ مطابق مذہبِ اہل حدیث موجود ہے، اگر قیدِ مذہبِ حضرت امام اعظم ؒ یا امام ابو یوسف ؒ اور امام محمد ؒ کی اٹھادی جائے"۔

(4) اسی کتاب کے صفحہ 7 پر یوں لکھا:

"اس صورت میں حضرت امام اعظم ؒ تبع تابعین میں داخل ہیں"۔

(5) صفحہ 7 پر ہی یوں لکھا:

"اگر حاملانِ علوم نبوت و ناقلانِ روایاتِ ملت مطعون و مجروح قرار دیئے جائیں اور ان کی شان میں سوءِ ظن روا رکھا جائے، تو پھر وہ کون ہے جس پر سلفِ صالحین کا اطلاق کیا جائے، یہ حسن عقیدت اور ارادت صرف امام اعظم ؒ کے ساتھ مخصوص

نہیں ہے، جو تمام مجتہدین میں علم وفضل وعمل کے لحاظ سے اول درجہ رکھتے ہیں"۔

(6) صفحہ 8 پر یوں لکھا ہے:

"حضرت امام اعظم ؒ عالم، عابد، زاہد، متورع، متقی، دائم التضرع الی اللہ تعالیٰ اور کثیر الخشوع تھے"۔

(7) نیز صفحہ 8 اور 9 پر یوں لکھا ہے:

پس اگر امام اعظم ؒ نے بعض صحابہ ؓ کے مطابق روایتِ حدیث کم کی، تو اس میں کون سی قباحت لازم آئی"۔

(8) صفحہ 12 اور 15 پر یوں لکھا:

"حضرت امام اعظم ؒ"

(9) صفحہ 16 پر یوں لکھا ہے:

"حضرت امام اعظم ؒ اتباعِ حدیث کو خاص اپنا مذہب قرار دیتے ہیں"۔

(5) مولوی ثناء اللہ امرتسری ؒ

(1) مخالفین کے ہاں "شیخ الاسلام" کے لقب سے مشہور ہونے والے مولوی ثناء اللہ امرتسری ؒ نے لکھا:

"حضرت امام اعظم ؒ کے شاگردِ رشید امام ابو یوسف ؒ اور بھی آپ ؒ کے کئی جلیل القدر تلامذہ ہیں"۔

(اہل حدیث کا مذہب۔ صفحہ 61۔ مطبوعہ دار الکتب سلفیہ، شیش محل روڈ، لاہور۔ طبع اول۔ مئی 2006)

(رسائل ثنائیہ۔ صفحہ 63۔ مطبوعہ: مکتبہ محمدیہ، قذافی سٹریٹ، الفضل مارکیٹ، اردو بازار لاہور۔ طبع دوم۔ فروری 2011)

(2) ثناء اللہ امرتسری ؒ نے اپنے فتاویٰ میں یوں لکھا:

"عبد اللہ بن مبارک ؒ (شاگرد امام اعظم ؒ)"۔

(فتاویٰ ثنائیہ، جلد 1 صفحہ 493 ۔باب دوم: نماز اور اس کے متعلقات۔

اشاعت جولائی 2010۔ مطبوعہ مکتبہ اصحاب الحدیث، حافظ پلازہ مچھلی منڈی نیو اردو بازار، لاہور)

(3) تھوڑا آگے جا کر یوں لکھا:

"یہ اشارہ ہے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ صاحب کی طرف"۔

(4) اسی فتاویٰ کے صفحہ 494 میں یوں لکھا:

"عطاء رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ما رأیت فیمن لقیت افضل عطاء۔

ترجمہ: حضرت عطاء رحمۃ اللہ علیہ سے افضل میں نے کسی کو نہیں دیکھا۔

(6) ملک ابویحییٰ امام خان نوشہروی رحمۃ اللہ علیہ:

(1) ملک ابویحییٰ امام خان نوشہروی رحمۃ اللہ علیہ غیر مقلد نے یوں لکھا ہے: یہی مذہب امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا ہے اور تمام ائمہ دین رضوان اللہ علیہم اجمعین کا"۔

(تراجم علماءِ حدیث ہند۔ صفحہ 371۔ علماء جون پور۔ مطبوعہ: مکتبہ اهل حدیث ٹرسٹ کورٹ روڈ کراچی)

(2) اسی کتاب کے صفحہ 477 میں یوں لکھا:

"امام اعظم صاحب رحمۃ اللہ علیہ"۔

(7) مولوی ابراہیم میر سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ:

(1) غیر مقلدین کے ہاں "امام العصر" کے لقب سے مشہور مولوی محمد ابراہیم میر سیالکوٹی نے لکھا:

"امام ابوحنیفہ نعمان بن ثابت کوفی رحمۃ اللہ علیہ الملقب با مام اعظم علیہ الرحمۃ والرضون ۔۔۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کو جن کا ذکرِ خیر ان شاء اللہ آگے آئے گا، جب قرآن شریف کے غیر مخلوق کہنے پر خلیفہ وقت نے سخت سزا دی، تو اس وقت آپ رحمۃ اللہ علیہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کو یاد کر کے رویا کرتے تھے اور ان کے حق میں دعائے رحمت کیا کرتے تھے"۔

(احکام المرام باحیاء مأثر علماء اسلام۔ باب اول: صفحہ 54۔مطبوعہ سبحانی

اکیڈمی، اردو بازار، لاہور۔ طبع ثانی:1992)

(2) اسی ابراہیم میر سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ نے حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے یوں لکھا:

"حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ اپنی دوسری کتاب "تذکرۃ الحفاظ" میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمہ کے عنوان کو معزز لقب امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے مزین کر کے آپ رحمۃ اللہ علیہ کا جامع اوصافِ حسنہ ہونا ان الفاظ میں ارقام فرماتے ہیں:

"کان اماما، ورعا، عالما، عاملا، متعبدا، کبیر الشان، لا یقبل جوائز السلطان بل یتجر ویکتب"۔ (تذکرۃ جلد1 صفحہ 151)

ترجمہ: آپ (دین کے) پیشوا، صاحب ورع، نہایت پرہیزگار، عالم باعمل تھے (ریاضت کش) عبادت گزار تھے، بڑی شان والے تھے، بادشاہوں کے انعامات قبول نہیں کرتے تھے، بلکہ تجارت کر کے اور اپنی روزی کما کر کھاتے تھے"۔

(تاریخ اهلِ حدیث۔ صفحہ 79۔ مطبوعہ: مکتبہ قدوسیہ رحمان مارکیٹ غزنی سٹریٹ، لاہور۔ اشاعت:2011)

(3) اسی کتاب کے صفحہ 85، 86 پر آپ رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق یوں نقل کیا:

"حافظ شمس الدین ذہبی رحمۃ اللہ علیہ جیسے ناقد الرجال "امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ" کے معزز لقب سے یاد کرتے ہیں"۔

(4) نیز صفحہ 73 پر یوں لکھا: "حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ"

(5) اس کتاب کے صفحہ 143 پر امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے لکھا:

"امام اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت رحمۃ اللہ علیہ"۔

(8) مولوی ادریس بھوجیانی رحمۃ اللہ علیہ

(1) مولوی محمد ادریس بھوجیانی رحمۃ اللہ علیہ غیر مقلد نے لکھا:

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا اسم گرامی: نعمان، کنیت: ابوحنیفہ، لقب: امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ"۔

(اربابِ علم وفضل، صفحہ 42۔ مطبوعہ: مکتبہ رحمانیہ، نزد لطیف ہائی سکول، ٹوبہ ٹیک سنگھ۔ طبع اول: اکتوبر 1987)

(2) اسی کتاب کے صفحہ 41 پر یوں لکھا:

"شاگردوں میں حضرت امام موسیٰ کاظم ؒ، حضرت امام اعظم ابو حنیفہ ؒ اور حضرت امام ثوری ؒ قابل ذکر ہیں"۔

(9) حکیم محمد صادق سیالکوٹی ؒ:

(1) غیر مقلدین کے حکیم مولانا صادق سیالکوٹی ؒ نے لکھا:

"تائید ایزدی سے آپ ؒ علم کی معراج کو پہنچ گئے۔ آپ ؒ کے ہم عصر لاینحل مسائل میں آپ ؒ کی طرف رجوع کرتے تھے۔ علم کی خوبیوں اور بلندیوں کے سبب آپ ؒ امام اعظم کے لقب سے مشہور ہو گئے بہت سے لوگوں نے آپ ؒ سے علم کی دولت پائی"۔

(سبیل الرسول صلی اللہ علیہ وسلم۔ صفحہ 238۔ مطبوعہ: نعمانی کتب خانہ، حق سٹریٹ اردو بازار لاہور تاریخ اشاعت جنوری 2000)

(2) حکیم صادق سیالکوٹی ؒ نے "امام اعظم ؒ کے استاد کی شہادت" کا عنوان کا قائم کر کے لکھا:

"امام اعظم ؒ اپنے استادِ گرامی کے متعلق فرماتے ہیں: "ما رأیت مثله"۔

(میزان ذہبی)

ترجمہ میں نے ان جیسا کوئی آدمی نہیں دیکھا۔

(صلوۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم، صفحہ: 197۔ مطبوعہ مکتبہ بازار، گوجرانوالہ نعمانیہ، اردو بازار، گوجرانوالہ) (تسهیل الوصول إلی تخریج وتعلیق صلوۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم صفحہ 164۔ مطبوعہ: نعمانی کتب خانہ، حق سٹریٹ، اردو بازار، لاہور۔ تاریخ اشاعت جولائی 2005)

(10) مولانا داؤد غزنوی ؒ

(1) غیر مقلدین کے "ثقہ عالم" مولوی داود غزنوی ؒ نے تحریر کیا:

"پھر کسی جگہ ان کا ذکر امام اعظم ؒ کے نام سے کرتے ہیں، کسی جگہ سیدنا امام ابو حنیفہ ؒ کہہ کر ادب و احترام سے کرتے ہیں اور حضرت الامام الاعظم"۔۔۔۔

(حضرت مولانا داود غزنوی ؒ۔ صفحہ 378۔ مطبوعہ: فاران اکیڈمی، قذافی سٹریٹ اردو بازار لاہور۔ اشاعت ثانی: اکتوبر (1994)

(2) مولانا داود غزنوی ؒ نے تھوڑا آگے جا کر یوں لکھا:

"نواب صدیق حسن خان ؒ جن کا ذکر بعض حلقوں میں اہانت اور تحقیر کے ساتھ کیا جاتا ہے، اپنی مشہور تصنیف "الحطة فی ذکر الصحاح الستة" میں تبع تابعین ؒ کے ذکر میں فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ کی نسبت سے یہ تیسرا طبقہ ہے اور اس طبقے کے اکابر کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"منهم الامام جعفر الصادق، وابو حنیفة النعمان بن ثابت الامام الاعظم، ومالك، والاوزاعي، والثوري، وابن جریج، و محمد بن ادریس الشافعي وغیرهم۔ وهذه الطبقات الثلاثة فی المشهود لها بالخیر علی لسان نبینا صلی الله وسلم ..... وهم الصدر الاول والسلف الصالح والمحتج بهم فی کل باب"۔ (ص 42)

ترجمہ ان تبع تابعین میں سے امام جعفر صادق ؒ، امام اعظم ابو حنیفہ ؒ، امام مالک ؒ، امام شافعی ؒ، امام اوزاعی ؒ وغیرہ ہیں، اور نبی ﷺ کے ارشاد کے مطابق یہ تین زمانے (صحابہ ؓ، تابعین ؒ، تبع تابعین ؒ) خیر و برکت کے ہیں اور یہی اسلام کے صدر اول اور ہمارے سلفِ صالح ہیں جن سے ہر باب میں سند پیش کی جا سکتی ہے۔

(حضرت مولانا داود غزنوی ؒ۔ صفحہ 378، 379۔ مطبوعہ: فاران اکیڈمی، قذافی سٹریٹ، اردو بازار لاہور، اشاعت ثانی اکتوبر، 1994)

(11) مرزا حیرت دہلوی ؒ

مرزا حیرت دہلوی ؒ غیر مقلد نے لکھا:

"ہر قوم میں جو ممتاز لوگ ہو گئے، ان کا ثانی کئی صدی میں بھی مشکل سے دیکھنے میں

آیا۔ مثلاً: اسلام میں چار امام اور بڑے بڑے مفسر گزرے ہیں، مگر فطرت نے ان کے گزرنے کے بعد کسی کو یہ شانِ علمی نہیں بخشی، نہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا سا کوئی پیدا ہوا، نہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا ثانی دیکھنے میں آیا"۔

(حیاتِ طیبہ: سوانح عمری شاہ اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ صفحہ 39۔ مطبوعہ: اسلامی اکادمی۔ ناشرانِ کتب، اردو بازار، لاہور۔ تاریخ اشاعت مئی 1984)

(12) مولوی بدر الزمان غیر مقلد رحمۃ اللہ علیہ

مولوی بدر الزمان رحمۃ اللہ علیہ (نیپالی) غیر مقلد نے اپنے مضمون: "تنقیح، حقیقی، تعلیقیاتِ حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ پر مولانا کے حواشی" میں لکھا:

"امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی طرف اس قول کی نسبت کی صحت"۔

(اشاعتِ خاص: ہفت روزہ الاعتصام لاہور، بیاد مولانا محمد عطاء اللہ حنیف بھوجیانی رحمۃ اللہ علیہ۔ صفحہ 713، مقام اشاعت: 31 شیش محل روڈ لاہور طبع اول محرم الحرام 1426ھ۔ مارچ 2005ء)

(13) عبد المتین میمن جونا گڑھی رحمۃ اللہ علیہ

مولوی میمن جونا گڑھی رحمۃ اللہ علیہ غیر مقلد نے اپنی کتاب میں یوں باب قائم کیا:

"امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ"

(حدیثِ خیر وشر، صفحہ: 235۔ مطبوعہ: دار الدعوۃ الاثریہ، دہلی کالونی، کراچی۔ تاریخ اشاعت مارچ 1989)

(14) مولوی فضل حسین بہاری رحمۃ اللہ علیہ

(1) غیر مقلدین کے "شیخ الکل ومحدثِ جلیل" میاں نذیر حسین دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگردِ رشید مولوی فضل حسین بہاری رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے:

"آخر خطبہ میں ایک طرف کی تحلیف موجود ہے کہ ائمہ اربعہ کے دین کے مددگار اور پشت پناہ ہونے کا انکار سوائے معاند کے دوسرا کر ہی نہیں سکتا۔ یہ بات بھی قابلِ لحاظ ہے کہ جو شخص امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ "أمامنا وسیدنا ابوحنیفہ النعمان رحمۃ اللہ علیہ" لکھے، وہ کبھی ان کی اساءتِ ادب کرسکتا ہے؟ ہرگز نہیں"۔

(الحیات بعد الممات۔ صفحہ 295۔ مطبوعہ: المکتبہ الاثریہ۔ جامع اہلِ حدیث، باغوالی، سانگلہ ہل۔ ضلع شیخوپورہ۔ طباعت ثانی: دسمبر 1984)

(2) صفحہ 296 پر مزید یوں لکھا: "امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ"

(15) ابوالقاسم سیف بنارسی رحمۃ اللہ علیہ

(1) ابوالقاسم سیف بنارسی رحمۃ اللہ علیہ غیر مقلد نے لکھا ہے:

"پھر خلف کے لوگ جو امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی طرف قواعد منسوب کرتے ہیں"۔

(دفاع صحیح بخاری صفحہ 350۔ مطبوعہ اُم القری پبلیکیشنز، سیالکوٹ روڈ، فتو منڈ، گوجرانوالہ۔ طبع اول ستمبر 2009)

(2) مولانا سیف بنارسی رحمۃ اللہ علیہ صفحہ 351 پر مزید لکھتے ہیں:

"امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ بھی فرمایا کرتے تھے: "هم رجال ونحن رجال"۔

(3) صفحہ 270 پر یوں لکھا:

"ہاں، اگر امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی بابت یہ کہا جائے"۔

(4) صفحہ 263 پر یوں لکھا ہے:

"امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک عملِ قلب ولسان کو ایمان کہتے ہیں"۔

(5) نیز صفحہ 850 پر مزید یوں لکھا:

"امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا"۔

(6) صفحہ 741 پر یوں لکھا:

"امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا"۔

(16) ابوصہیب داؤد ارشد

غیر مقلدین کے محققِ جدید "ابوصہیب محمد داؤد ارشد" نے "سبیل الرسول ﷺ" کے حاشیہ میں حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو "امام اعظم" لکھا ہے۔

("حاشیہ سبیل الرسول ﷺ۔ صفحہ 189۔ مطبوعہ: نعمانی کتب خانہ حق سٹریٹ، اردو بازار لاہور۔ تاریخِ اشاعت: اکتوبر، 2004)

(17) مولوی محمد یوسف جے پوری رحمۃ اللہ علیہ

غیر مقلدین کے مولوی محمد یوسف جے پوری رحمۃ اللہ علیہ نے امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالہ سے لکھا:

"امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب "تذکرۃ الحفاظ" مطبوعہ دائرۃ المعارف صفحہ 151 میں نقل فرمایا: "ابو حنیفة: الامام الاعظم، فقیه العراق، کان اماما، ورعا، عالما، عاملا، متعبدا، کبیر الشان"۔ حضرت ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ بڑے امام ہیں، عراق کے فقیہ ہیں، آپ رحمۃ اللہ علیہ امام تھے، پارسا تھے، عالم تھے، عامل تھے، عبادت کرنے والے بڑی شان والے تھے"۔

(حقیقۃ الفقہ۔ صفحہ 183۔ مطبوعہ: اسلامک پبلشنگ ہاوس، شیش محل روڈ، لاہور)

نوٹ: اس کتاب کی تصحیح ونظرِ ثانی غیر مقلدین کے حضرت مولانا محمد داؤد راز گوڑ گانوی رحمۃ اللہ علیہ نے کی ہے۔

(18) مولوی عبدالسلام بستوی رحمۃ اللہ علیہ

(1) غیر مقلد مولوی عبدالسلام بستوی رحمۃ اللہ علیہ نے یوں لکھا:

"حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کپڑے کی تجارت کرتے تھے"۔

(اسلامی خطبات جلد 1 صفحہ 531)

(2) دوسرے مقام پر یوں لکھا ہے:

"آپ کی عبرت ونصیحت کے لئے حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی ایک حکایت سناتے ہیں"۔ (اسلامی خطبات جلد 1 صفحہ 284)

(19) مولوی عبدالمجید خادم سوہدروی رحمۃ اللہ علیہ

مولوی زبیر علی زئی رحمۃ اللہ علیہ کے "استاذ الاساتذہ" مولوی عبدالمجید خادم سوہدروی رحمۃ اللہ علیہ غیر مقلد نے امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے لکھا ہے:

"علامہ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی: 748 ہجری) ان کے بارے میں لکھتے ہیں کہ وہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ فقیہ عراق، امام، متورع، عالم، عامل، متقی اور کبیر الشان تھے"۔

(سیرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ۔ صفحہ 47۔ مطبوعہ: مسلم پبلی کیشنز، قذافی مارکیٹ، لاہور)

(20) پروفیسر حافظ عبداللہ بہاولپوری رحمۃ اللہ علیہ

مؤرخ غیر مقلدین محمد اسحاق بھٹی نے معروف غیر مقلد عالم حافظ عبداللہ بہاولپوری رحمۃ اللہ علیہ کے حالات وواقعات تحریر کرتے ہوئے لکھا:

"کسی آدمی نے بہاولپوری رحمۃ اللہ علیہ سے ایک مسئلہ دریافت کیا، تو اس کے جواب میں بہاولپوری رحمۃ اللہ علیہ نے جواباً کہا: "امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے جو فقہ حنفی کی اولین کتاب "الفقہ الاکبر" میں درج ہے، اسے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول کتاب سے دکھایا گیا"۔

(کاروانِ سلف، صفحہ 333۔ مطبوعہ: مکتبہ اسلامیہ بیرون امین پور بازار، کوتوالی روڈ فیصل آباد۔ اشاعت اگست 2012)

(21) مولوی عبدالجبار غزنوی رحمۃ اللہ علیہ

مولوی رمضان یوسف سلفی رحمۃ اللہ علیہ غیر مقلد نے مولانا عبدالجبار غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق یوں نقل کیا:

"آپ رحمۃ اللہ علیہ کو حدیث شریف کے جملہ مالہ وما علیہ پر بہت عبور وملکہ ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو علمائے محدثین ومجتہدین وفقہائے مذاہبِ اربعہ وائمۂ اربعہ: امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ، امام مالک رحمۃ اللہ علیہ، امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ، امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے نہایت محبت ہے، سب کو تعظیم وتکریم کے ساتھ یاد کرتے"۔

(مولانا عبدالوہاب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اور ان کا خاندان۔ صفحہ 43، 44۔ مطبوعہ: مرکزی دار الامارۃ، جماعت غرباء اہل الحدیث، پاکستان، اشاعتِ اول۔ جنوری 2010)

(22) ابوالحسنات علی محمد سعیدی رحمۃ اللہ علیہ

ابوالحسنات علی محمد سعیدی رحمۃ اللہ علیہ غیر مقلد (مہتمم سعیدیہ، خانیوال ضلع ملتان) نے مختلف وہابی علماء کے فتاویٰ جات کو "فتاویٰ علماء حدیث" کے نام سے ترتیب دیتے ہوئے لکھا:

"نزدیک امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے اور نزدیک صاحبین رحمہما اللہ علیہما کے بہر حال وہ مسجد زیر دکانیں حکمِ مسجد میں ہوں گی"۔

(فتاوی علماء حدیث جلد 2۔صفحہ 33۔کتاب الصلوۃ۔حصہ: اول۔طبع سوم۔جنوری 2011۔مطبوعہ: مکتبہ اصحاب الحدیث، حافظ پلازہ مچھلی منڈی، بالمقابل جلال دین ہسپتال، نیوار دو بازار لاہور)

(23) مولانا ابومعاویہ عبدالرحمن منیر راجووالوی رحمۃ اللہ علیہ

مولوی ابومعاویہ عبدالرحمن منیر راجووالوی رحمۃ اللہ علیہ غیر نے مختلف وہابی علماء کے مضامین کو ترتیب دیا ہے، اپنی اس کتاب کے صفحہ 56 اور 70 میں اس نے حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو امام اعظم لکھا۔

(حقانیتِ مسلکِ اہلِ حدیث، صفحہ 56۔طبع اول: 2000ء۔مطبوعہ ملک سنز، پبلشرز، کارخانہ بازار فیصل آباد)

7 امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا خاندان غیر مقلدین کی نظر میں

1 خاندان اورنسب

(1) حکیم محمد صادق سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ غیر مقلد نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے دادا جان کے متعلق یوں لکھا ہے: "رحمۃ اللہ علیہ"۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے دادا "زُوطی" رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت علی کرم اللہ وجھہ کے عہدِ خلافت میں اسلام قبول کیا۔آپ رحمۃ اللہ علیہ کے والد ثابت رحمۃ اللہ علیہ اسلام میں پیدا ہوئے۔

(سبیل الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔صفحہ 236۔تاریخ اشاعت جنوری 2000ء۔مطبوعہ: نعمانی کتب خانہ، حق سٹریٹ، اردو بازار لاہور)

(2) مولوی عبدالمنان نورپوری غیر مقلد نے لکھا:

ان کے والدِ گرامی کا نام ثابت رحمۃ اللہ علیہ ہے، دادا کا نام زُوطیٰ رحمۃ اللہ علیہ، پردادا کا نام ماہ ہے۔تو نسب اس طرح بنے گا: امام ابوحنیفہ نعمان بن ثابت بن زوطیٰ بن ماہ"۔

(مقالات نورپوری۔صفحہ 168۔عنوان مقالہ: ائمۂ اربعہ رحمہم اللہ تبارک وتعالیٰ۔مطبوعہ: ادارۂ تحقیقاتِ سلفیہ، نوشہرہ روڈ، گوجرانوالہ)

2 دعائے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے مصداق

نواب علی حسن خان رحمۃ اللہ علیہ غیر مقلد نے نواب صدیق حسن خان بھوپالی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے

سے لکھا:

"حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے والد حضرت ثابت رحمۃ اللہ علیہ جب صغرسنی میں حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کی خدمت میں حاضر ہوئے، تو آپ نے ان کے حق اور ان کی ذریت کے میں دعاء برکت دی، حضرت امام رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: ہم اپنے حق میں قبولیت دعاء کے امیدوار ہیں"۔

(ماثرِ صدیقی موسوم بہ: سیرت والا جاہی۔حصہ چہارم۔صفحہ 87۔طبع: 1924ء۔مطبع: منشی نولکشور لکھنو)

3 خاندانی پیشہ

(1) حکیم محمد صادق سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ غیر مقلد نے لکھا ہے:

"آپ رحمۃ اللہ علیہ نساج تھے رحمۃ اللہ علیہ۔ ریشمی پارچہ بافی کا بہت بڑا کارخانہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے گھر میں تھا، اور پشت ہا پشت سے کپڑے کی تجارت کا یہ کام آپ رحمۃ اللہ علیہ کے خاندان میں ہوتا چلا آتا تھا، شروع شروع میں آپ بھی اپنے آبائی پیشے میں مصروف رہے"۔

(سبیل الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔صفحہ: 236۔تاریخ اشاعت جنوری 2000ء۔مطبوعہ: نعمانی کتب خانہ، حق سٹریٹ، اردو بازار لاہور)

نیز سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ غیر مقلد نے: "آپ رحمۃ اللہ علیہ نساج تھے رحمۃ اللہ علیہ" کے حاشیہ میں یوں لکھا ہے:

"حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

"مَا أَكَلَ أَحَدٌ طَعَامًا قَطُّ، خَيْرًا مِنْ أَنْ يَأْكُلَ مِنْ عَمَلِ يَدِهِ، وَإِنَّ نَبِيَّ اللهِ دَاوُدَ عليه السلام كَانَ يَأْكُلُ مِنْ عَمَلِ يَدِهِ"۔(بخاری رقم 2072)

ترجمہ: نہیں کھایا کسی نے کوئی کھانا بہتر اس سے کہ کھائے اپنے ہاتھ کے کسب سے، اور تحقیق اللہ کے نبی داؤد علیہ السلام کھاتے تھے اپنے ہاتھوں کے عمل سے۔

حضرت داؤد علیہ السلام اپنے ہاتھ سے لوہے کی زرہ بنا کر بیچتے تھے اور یہ کمائی کھاتے تھے۔معلوم ہوا دستکاری انبیاء کی سنت ہے۔

(سبیل الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔صفحہ: 236۔تاریخ اشاعت جنوری 2000ء۔مطبوعہ: نعمانی کتب خانہ، حق

سٹریٹ، اردو بازار لاہور)

(2) مولوی عبدالمنان نور پوری غیر مقلد نے یوں لکھا:

"امام ابوحنیفہؒ بہت بڑے سوداگر تاجر تھے، تجارت کا کام کرتے تھے، شوق پیدا ہوا کہ علم حاصل کرنا چاہیے، تو علم میں بھی کمال حاصل کیا"۔

(مقالات نور پوری۔ صفحہ 168۔ عنوان مقالہ: ائمہ اربعہ رحمہم اللہ تبارک وتعالیٰ۔ مطبوعہ: ادارۂ تحقیقاتِ سلفیہ، نوشہرہ روڈ، گوجرانوالہ)زززززززززز

8 امام ابوحنیفہؒ کے اساتذہ غیر مقلدین کی نظر میں

(1) مرزا حیرت دہلویؒ نے کہا:

"امام صاحبؒ کا زمانہ بچپن وجوانی ایک پر آشوب زمانہ تھا، ایسے زمانہ میں بعض وجوہ سے آپؒ علمِ کلام کی طرف متوجہ ہوئے، مگر بعدازاں چند اصحاب کی ترغیب سے آپؒ اوّل حمادؒ کے حلقۂ درس میں شامل ہوئے۔ حمادؒ نے 120 ہجری میں وفات پائی، گو ابھی امام ابوحنیفہؒ کو پورا حدیث میں ملکہ نہیں ہوا تھا، پھر بھی چسکا لگ گیا تھا اور آپؒ اس قابل ہو گئے تھے کہ فقہی مسائل کی جن کی اس زمانہ میں ضرورت تھی کچھ جانچ پڑتال کرتے۔ اس کے بعد آپؒ نے قتادہؒ کی شاگردی کی، پھر آپؒ نے سلیمانؒ اور سالم بن عبداللہؒ سے حدیث پڑھی۔ سلیمانؒ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے جو رسول اللہ کی ازواج مطہرات میں سے تھیں، غلام تھے اور فقہائے سبعہ میں فضل وکمال کے لحاظ سے ان کا دوسرا نمبر تھا۔ پھر بیروت میں (جو بندر دمشق ہے) اوزاعیؒ سے تعلیمِ حدیث پائی۔ اس کے بعد سب سے زیادہ فخر حضرت امام باقرؒ کے حلقۂ درس میں شامل ہونے کا امام اعظمؒ کو (شرف) حاصل ہوا"۔

(حیاتِ طیبہ: سوانح عمری شاہ اسماعیل شہیدؒ۔ صفحہ 84۔ مطبوعہ: اسلامی اکادمی۔ ناشرانِ کتب، اردو بازار، لاہور۔ تاریخ اشاعت مئی 1984)

(2) حکیم محمد صادق سیالکوٹیؒ غیر مقلد نے یوں لکھا ہے:

"آپؒ نے فقہ کا علم حماد بن ابی سلیمانؒ سے حاصل کیا، اور حدیث عطاء بن ابی رباحؒ، ابواسحاقؒ، محمد بن منکدرؒ، ہشام بن عروہؒ، نافع مولی ابن عمرؒ وغیرہ سے سماعت کی"۔

(سبیل الرسول ﷺ۔ صفحہ: 237۔ تاریخ اشاعت جنوری 2000ء۔ مطبوعہ: نعمانی کتب خانہ، حق سٹریٹ، اردو بازار لاہور)

(3) مولوی عبدالمنان نور پوری غیر مقلد نے لکھا ہے:

"کتابوں میں بھی لکھا ہوتا ہے: "تفقه علی حماد بن ابی سلیمان" "امام ابوحنیفہؒ حماد بن ابی سلیمانؒ کے پاس فقیہ بنے ہیں، ان سے انہوں نے فقہ حاصل کی ہے، حماد بن ابی سلیمانؒ کے علاوہ بھی ان کے استاذ اور شیخ تھے، جن سے انہوں نے فقہ اور حدیث کی تعلیم حاصل کی ہے۔ عطاء بن ابی رباحؒ، موسیٰ بن ابی عائشہؒ، نافعؒ مولی ابن عمر رضی اللہ عنہ، ہشام بن عروہؒ، اور بھی بہت سارے اس وقت کے شیخ ہیں جن سے امام صاحبؒ نے علم حاصل کیا ہے"۔

(مقالات نور پوری۔ صفحہ 170۔ عنوان مقالہ: ائمہ اربعہ رحمہم اللہ تبارک وتعالیٰ۔ مطبوعہ: ادارۂ تحقیقاتِ سلفیہ، نوشہرہ روڈ، گوجرانوالہ)

9 امام ابوحنیفہؒ کی سیرت غیر مقلدین کی نظر میں

1 اعلیٰ کردار

نواب صدیق حسن خان بھوپالیؒ نے امام اعظم ابوحنیفہؒ کی شان وعظمت بیان کرتے ہوئے لکھا ہے:

الإمام أبو حنيفة، النعمانُ بنُ ثابتٍ رضی الله عنه.....وكان عالمًا، عاملًا، زاهدًا، عابدًا، ورعًا، تقيًا، كثيرَ الخشوع، دائمَ التضرع إلى الله تعالى. وأراد أبو جعفر المنصور أن يوليه القضاء، فحلف ألا يفعل.

فأمر به إلى الحبس. وكان يزيد بن عمر بن هبيرة الفزاري أميرَ العراقين أراده أن يلي القضاء بالكوفة أيام مروان بن محمد آخرِ ملوك بني أمية، فأبى عليه، فضربه مئة سوط وعشرة أسواط، كل يوم عشرة أسواط، وهو على الامتناع، فلما رأى ذلك، خلّى سبيله۔

(التاج المكلل من جواهر مآثر الطراز الآخر والأول، ص125 رقم119۔ المؤلف: أبو الطيب محمد صديق خان بن حسن بن علي ابن لطف الله الحسيني البخاري القِنَّوجي (ت 1307ھ)۔الناشر: وزارة الأوقاف والشؤون الإسلامية، قطر۔ الطبعة: الأولى،1428ھ-2007م۔عدد الصفحات:545)

ترجمہ: امام ابوحنیفہ نعمان بن ثابت رحمۃ اللہ علیہ عالمِ باعمل، متقی، پرہیزگار، بہت زیادہ عبادت کرنے والے، نماز میں مکمل سکون اختیار کرنے والے، ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی طرف عاجزی رکھنے والے تھے۔ خلیفہ ابوجعفر منصور رحمۃ اللہ علیہ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو قاضی بنانے کا ارادہ کیا، تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے قسم کھالی کہ نہیں بنیں گے۔ تو اس نے قید کرنے کا حکم دے دیا۔ یزید بن عمر بن ہبیرہ فزاری رحمۃ اللہ علیہ، جو عراقیوں کا امیر تھا، اس نے بنوامیہ کے آخری حکمران مروان بن محمد رحمۃ اللہ علیہ کے زمانہ میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کو قاضی بنانا چاہا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے انکار کردیا، تو اس نے 110 کوڑے لگوائے، روزانہ دس کوڑے لگتے، لیکن آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنے انکار پر مصر رہے۔ اس نے یہ اصرار دیکھا تو چھوڑ دیا۔

نوٹ: غیر مقلدین کے مجدد ومحدث نواب صدیق حسن خان بھوپالی رحمۃ اللہ علیہ کے اس حوالہ سے ثابت ہوا کہ سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ باعمل، کثرت سے عبادت کرنے کے عادی، حکمرانوں کے اصرار کے باوجود حکومتی عہدوں کو قبول نہ کرنے والے اور جرأت و استقامت کے پہاڑ تھے۔

2 مشکوک لقمہ تک آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پیٹ میں نہیں گیا

حکیم محمد صادق سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ غیر مقلد نے لکھا ہے:

شروع شروع میں آپ رحمۃ اللہ علیہ بھی آبائی پیشے میں مصروف رہے۔ حلال کی روزی کما کر

کھائی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی گٹی میں تھی۔ مشکوک لقمہ تک آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پیٹ میں نہیں گیا۔

(سبیل الرسول صلی اللہ علیہ وسلم۔صفحہ: 236، 237۔تاریخ اشاعت جنوری 2000ء۔مطبوعہ: نعمانی کتب خانہ، حق سٹریٹ، اردو بازار لاہور)

3 آپ رحمۃ اللہ علیہ عامل بالحدیث تھے

مولوی عبدالمجید خادم سوہدروی رحمۃ اللہ علیہ غیر مقلد نے لکھا:

"امام (ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ) صاحب کی حیات پر نگاہ ڈالی جائے، تو راز بے نقاب ہوگا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ عامل بالحدیث تھے اور خلافِ قرآن وسنت ایک قدم آگے بڑھنا کسی صورت گوارہ نہ تھا۔

(سیرت ثنائی، صفحہ 56۔اشاعتِ اوّل، مئی 1989۔مطبوعہ: نعمانی کتب خانہ، حق سٹریٹ، اردو بازار، لاہور)

4 امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ خوفِ الٰہی سے لبریز اور فرشتہ خصلت انسان تھے

مولوی حکیم محمد صادق سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ غیر مقلد نے لکھا:

"آپ رحمۃ اللہ علیہ بڑے عابد، زاہد، خداترس، متقی، پرہیزگار تھے۔ دل ہر وقت خوفِ الٰہی سے لبریز تھا، اللہ کے حضور تضرع کرتے رہتے، اور بہت کم بولتے تھے۔ بڑے سلیم الطبع، بلند اخلاق، پسندیدہ طبیعت، منکسر المزاج، ملنسار، بردبار، عالم باعمل اور فرشتہ خصات انسان تھے۔ تقویٰ اور خوفِ خدا آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ذات میں کوٹ کوٹ کر بھرا تھا، دیانت آپ رحمۃ اللہ علیہ مسلم تھی"۔

(سبیل الرسول صلی اللہ علیہ وسلم۔صفحہ: 238۔تاریخ اشاعت جنوری 2000ء۔مطبوعہ: نعمانی کتب خانہ، حق سٹریٹ، اردو بازار لاہور)

5 نماز میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کے خشوع وخضوع کا عالم

مولوی عبدالمجید خادم سوہدروی رحمۃ اللہ علیہ غیر مقلد نے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی نماز کے عنوان کے تحت لکھا ہے:

"اقامت صلوٰۃ میں چار (4) چیزوں کو پیشِ نظر رکھنا نہایت ضروری ہے:

(1) پابندیٔ وقت، (2) تعدیلِ ارکان یعنی رکوع، سجود، قیام وغیرہ میں اعتدال، (3) خشوع وخضوع، (4) باجماعت نماز پڑھنا۔

امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو ان چاروں کا خیال رہتا تھا۔ شاید ہی کوئی ایسی نماز ہو، جس میں امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے کسی ایک چیز ترک کیا ہو"۔

ان چیزوں کو پیشِ نظر نہ رکھنے والوں کو تنبیہ کرنے کے بعد امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی نماز کے بارے میں مزید لکھتے ہیں:

"حالانکہ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ اتنی آہستہ اور آرام سے نماز پڑھا کرتے تھے کہ آج کوئی اہلِ حدیث اتنی آرام سے نماز نہ پڑھتا ہوگا، اور آپ رحمۃ اللہ علیہ پر نماز میں وہ رقت طاری ہوتی اور ایسا خشوع پیدا ہوتا کہ آج اس کا تصور بھی محال ہے"۔

(سیرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ۔ صفحہ 18، 19۔ مطبوعہ: مسلم پبلی کیشنز، قذافی مارکیٹ، لاہور)

6 امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ بہت سخی اور مسلمانوں کے غمخوار تھے

غیر مقلدین کے مجدد نواب صدیق حسن خان بھوپالی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا:

وكان أبو حنيفة حسنَ الوجه، حسنَ المجلس، شديدَ الكرم، حسنَ المواساة لإخوانه، وكان ربعةً من الرجال، وقيل: كان طوالًا تعلوه سمرة، أحسنَ الناس منطقًا وأحلاهم نغمة.

(التاج المكلل من جواهر مآثر الطراز الآخر والأول، ص126 رقم 119۔ المؤلف: أبو الطيب محمد صديق خان بن حسن بن علي ابن لطف الله الحسيني البخاري القِنَّوجي (ت 1307ھ)۔ الناشر: وزارة الأوقاف والشؤون الإسلامية، قطر۔ الطبعة: الأولى، 1428ھ-2007م۔ عدد الصفحات: 545)

ترجمہ: اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ خوبصورت شکل وصورت کے مالک تھے، اور اچھی مجلس والے تھے، بہت زیادہ سخی اور مسلمانوں کی غمخواری کرنے والے تھے، اچھی گفتگو کرنے والے اور خوبصورت آواز والے تھے"۔

7 آپ رحمۃ اللہ علیہ موثر شخصیت اور امامِ جہاں تھے

مولوی محمد اسماعیل سلفی رحمۃ اللہ علیہ غیر مقلد نے یوں لکھا:

حضرت امام رحمۃ اللہ علیہ کو جہاں دین کے فقہی معاملات میں اعجازی مقام حاصل تھا، وہاں وہ وقت کی سیاسیات سے بھی بے خبر نہ تھے، وہ ان مؤثرات کو خوب سمجھتے تھے جن سے ایک غلط حکومت ماحول کو متاثر کر سکتی ہے۔ اس لئے حضرت امام رحمۃ اللہ علیہ جہاں اپنے دار الافتاء میں مجتہدانہ انداز سے کتاب وسنت کے بعض مقاصد کی تکمیل فرماتے تھے، وہاں ایک ماہر سیاست دان کی طرح حکومتِ وقت کی نارسائیوں اور کمزوریوں سے بھی واقف اور باخبر تھے، اور حکومت بھی اس موثر شخصیت اور اس کے دوررس اثرات سے واقف تھی۔ حضرت امام رحمۃ اللہ علیہ کی قوتِ نفوذ اور عوام میں حضرت امام رحمۃ اللہ علیہ کی مقبولیت حکومت سے پوشیدہ نہ تھی، اور نہ ہی حضرت امام رحمۃ اللہ علیہ اپنی ہمہ گیر قوت سے بے خبر تھے۔ اس لئے ناممکن تھا کہ کوئی موقع حضرت امام رحمۃ اللہ علیہ کی نظروں سے اوجھل ہو جائے"۔

(فتاوی سلفیہ، صفحہ 141۔ طبع اول 1987۔ مطبوعہ اسلامک پبلشنگ ہاؤس، 2۔ شیش محل روڈ لاہور)

8 آپ رحمۃ اللہ علیہ کا حافظہ بلا (غضب) کا تھا

حکیم محمد صادق سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ غیر مقلد نے لکھا:

"اللہ تعالیٰ جب کسی سے کوئی کام لینا چاہتا ہے، تو اس کی طبیعت میں اس کا رجحان و میلان پیدا کر دیتا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی طبیعت نے یک لخت پلٹا کھایا، اور آپ رحمۃ اللہ علیہ تحصیلِ علم کی طرف مائل ہو گئے، حافظہ بلا کا تھا، طبیعت علم کو ایسے جذب کرتی گئی جیسے آگ پانی کو"۔

(سبیل الرسول صلی اللہ علیہ وسلم۔ صفحہ: 237۔ تاریخ اشاعت جنوری 2000ء۔ مطبوعہ: نعمانی کتب خانہ، حق سٹریٹ، اردو بازار لاہور)

10 امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا دینی مقام غیر مقلدین کی نظر میں

1 آپ رحمۃ اللہ علیہ آہنی شخصیت تھے

غیر مقلدین کے شیخ الحدیث واستاذ العلماء مولانا محمد اسماعیل سلفی رحمۃ اللہ علیہ نے "سیدنا الامام" سرخی قائم کر کے لکھا ہے:

"جس قدر یہ زمین سنگلاخ تھی، اسی قدر وہاں اعتقادی اور عملی اصلاح کے لئے ایک آہنی آدمی کی ضرورت تھی، جس کے علم وعقل کی پنہائیاں اس سرزمین مفاسد کو سمیٹ لیں۔ میری ناقص رائے میں یہ آہنی شخص حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ تھے، جن کی فقہی موشگافیوں نے اعتزال وتجہم کے ساتھ رفض وتشیع کو بھی ورطۂ حیرت میں ڈال دیا۔

اللّٰھم ارحمہ واجعل الجنۃ الفروس ماواہ۔

(فتاوی سلفیہ، صفحہ 141۔ طبع اول 1987۔ مطبوعہ اسلامک پبلشنگ ہاوس، 2۔شیش محل روڈ لاہور)

2 آپ رحمۃ اللہ علیہ جیسا بعد میں کوئی پیدا ہی نہیں ہوا

مرزا حیرت دہلوی رحمۃ اللہ علیہ غیر مقلد نے یوں لکھا:

"ہر قوم میں جو ممتاز لوگ ہو گئے، اُن کا ثانی کسی صدی میں بھی مشکل سے دیکھنے میں آیا۔ مثلاً: اسلام میں چار امام اور بڑے بڑے مفسر گزر گئے، مگر فطرت نے ان کے گزرنے کے بعد کسی کو یہ شان علمی نہیں بخشی، نہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا سا کوئی پیدا ہوا، نہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا ثانی دیکھنے میں آیا"۔

(حیاتِ طیبہ: سوانح عمری شاہ اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ، صفحہ 39۔ مطبوعہ: اسلامی اکادمی۔ ناشرانِ کتب، اردو بازار، لاہور۔ تاریخ اشاعت مئی 1984)

3 آپ رحمۃ اللہ علیہ ہمارے عظیم پیشوا ہیں

(1) غیر مقلدین کے "شیخ الکل محدثِ جلیل" میاں نذیر حسین دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب کے "باب اول بیچ فضائل امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے" عنوان کے تحت لکھا:

"اقول: ہر چند کہ فضائل سے امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ہم کو عین عزت اور فخر ہے۔ اس لئے کہ وہ ہمارے پیشوا ہیں"۔

(معیار الحق، صفحہ 29۔ مطبوعہ: جامعہ تعلیم القرآن والحدیث ساہو والہ، سیالکوٹ۔ تاریخ اشاعت مئی

2007)

(2) مولوی فضل حسین بہاری رحمۃ اللہ علیہ غیر مقلد نے "شیخ الکل میاں نذیر حسین دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے یوں لکھا ہے: "امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے وہ فضائل جو واقعی اور سندِ صحیح سے ثابت ہوں، میرے لئے عین باعثِ عزت وفخر ہیں، کیونکہ وہ ہمارے پیشوا تھے اور ہم امورِ حق میں ان کے پیرو ہیں"۔

(الحیات بعد المات، صفحہ: 296۔ طباعت دوم، دسمبر 1984، مطبوعہ: المکتبۃ الاثریۃ، جامع اہلِ حدیث باغوالی سانگلہ ہل، ضلع شیخوپورہ)

(۳) عبدالرشید عراقی رحمۃ اللہ علیہ غیر مقلد نے مولوی نذیر حسین دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے ہی حوالے سے یوں تحریر کیا:

"ہمارا عقیدہ اہل سنت والجماعت کا ہے، ائمۂ اربعہ کو ہم مانتے ہیں، چاروں کو ہم حق پر سمجھتے ہیں، امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو اپنا پیشوا جانتے ہیں"۔

(حیاتِ نذیر، صفحہ 82۔ طبع: 2007ء۔ مطبوعہ: کتاب سرائے، الحمد مارکیٹ، غزنی سٹریٹ، اردو بازار لاہور)

4 امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ بہت بڑے عالم اور متقی تھے

حافظ عبدالمنان نورپوری غیر مقلد نے لکھا ہے:

"امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ۔۔۔ کتنے بڑے عالم اور فقیہ بزرگ ہیں، اور متقی، نیک و پرہیزگار بھی ہیں، زمانہ بھی ان کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے قریب ہے"۔

(مقالات نورپوری۔ صفحہ 168۔ عنوان مقالہ: ائمۂ اربعہ رحمہم اللہ تبارک وتعالیٰ۔ مطبوعہ: ادارۃ تحقیقاتِ سلفیہ، نوشہرہ روڈ، گوجرانوالہ)

5 آپ رحمۃ اللہ علیہ امام المتقین ہیں

غیر مقلد مولوی حکیم محمد صادق سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا:

"امام المتقین، سراج المساکین حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ"

(تجلیاتِ رمضان۔ صفحہ 79۔ تاریخ اشاعت: اپریل 2006ء۔ مطبوعہ: نعمانی کتب خانہ، حق سٹریٹ،

اردو بازار لاہور)

6 آپ ؒ کی عظمت وفقاہت مسلم ہے

غیر مقلدین کے امام العصر حافظ محمد محدث گوندلوی ؒ کی کتاب "الاصلاح" پر غیر مقلدین کے ہی فضیلۃ الشیخ حافظ صلاح الدین ؒ نے مقدمہ تحریر کیا ہے جس میں صلاح الدین ؒ نے لکھا ہے:

"امام ابوحنیفہ ؒ کی عظمت وفقاہت مسلم ہے۔ اس میں دورائے نہیں"۔

(الاصلاح، صفحہ 15۔ مطبوعہ: ام القریٰ پبلی کیشنز، گوجرانوالہ۔ طبع دوم: جنوری 2011)

7 غیر مقلدین کا امام ابوحنیفہ ؒ کو حنفیوں سے بڑھ کر ماننے کا دعویٰ

غیر مقلدین کے امام مولوی محمد یوسف جے پوری ؒ نے: "باب حضرت امام ابوحنیفہ ؒ کے مناقب کے بیان میں تنبیہ" کے تحت لکھا ہے:

"وہ حالات ذکر کرنا چاہتا ہوں کہ جو افراط وتفریط سے محفوظ ہوں۔ اس کو جناب امام ؒ کی کسرِ شان پر محمول نہ فرمائیں، ورنہ میرے نزدیک تو آپ ؒ اس سے بھی بڑھ کر ہیں، جیسا کہ امام ذہبی ؒ نے اپنی کتاب "تذکرۃ الحفاظ" مطبوعہ: دائرۃ المعارف صفحہ 151 میں نقل فرمایا ہے:

أبو حنيفة الإمام الأعظم فقيه العراق كان اماما، ورعا، عالماً، عاملاً، متعبدا، كبير الشان. قال ابن المبارك: «افقه الناس». وقال الشافعي: «الناس في الفقه عيال على أبي حنيفة». وقال يزيد: «ما رأيت احدا أورع، ولا اعقل من ابي حنيفة».

حضرت ابوحنیفہ ؒ بڑے امام ہیں، عراق کے فقیہ ہیں، آپ ؒ امام تھے، پارسا تھے، عالم تھے، عامل تھے، عبادت کرنے والے، بڑی شان والے تھے، ابن المبارک ؒ نے کہا: "بڑے فقیہ تھے لوگوں میں"۔ امام شافعی ؒ نے فرمایا: "لوگ عیال تھے فقہ میں ابوحنیفہ ؒ کے"۔ کہا یزید نے: "نہیں دیکھا میں نے کسی کو زیادہ پارسا اور عقل والا امام ابوحنیفہ ؒ سے"۔

(حقیقۃ الفقہ۔ صفحہ 183، 184۔ مطبوعہ: اسلامک پبلشنگ ہاؤس، 2۔ شیش محل روڈ، لاہور)

8 آپ ؒ قابلِ اعتماد معروف فقیہ ہیں

غیر مقلدین کے "محدث العصر" مولوی یحییٰ گوندلوی ؒ نے لکھا ہے:

"امام صاحب ؒ کا شمار ان چند افراد میں سے ہے جن کے نام پر چوتھی صدی ہجری کے بعد مستقل مذاہب قائم کئے گئے اور ان کی فقاہت کو ان کے مقلدین نے حرفِ آخر اور قابلِ اعتماد خیال کیا۔ امام صاحب ؒ ایک معروف فقیہ ہیں، جن کے آج بھی لاتعداد مقلد ہیں"۔

(داستان حنفیہ صفحہ 39۔ مطبوعہ: ادارۃ العلم شیش محل روڈ لاہور۔ طبع اول: 1995ء)

9 آپ ؒ کا شمار صلحائے امت میں

مخالفین کے استاذ الاساتذہ حافظ محمد عبداللہ غازی پوری ؒ نے لکھا:

"صلحائے امت میں سے کسی کو امام ابوحنیفہ ؒ ہوں یا اور کوئی، برا کہنا جائز نہیں، حدیث شریف میں عموماً امواتِ مسلمین صالحین کے برا کہنے سے نہی آئی ہے"۔

(مجموعہ فتاویٰ، صفحہ 706۔ کتاب الادب۔ مطبوعہ: دار ابی الطیب للنشر والتوزیع۔ گل روڈ، حمید کالونی گوجرانوالہ۔ اشاعت اول فروری 2015ء)

10 آپ ؒ جلیل القدر، ذکی اور ذہین امام ہیں

مؤرخ غیر مقلدین عبدالرشید عراقی نے اپنے مضمون "مولانا ؒ اور ان کی علمی خدمات" میں لکھا ہے:

"امام ابوحنیفہ ؒ جلیل القدر امام اور فقیہ تھے، 80ھ میں کوفہ میں پیدا ہوئے، زہد وتقویٰ، ذکاوت وفطانت میں بلند مرتبہ پر فائز تھے، 150ھ میں آپ ؒ نے بغداد میں انتقال کیا"۔

(اشاعتِ خاص: ہفت روزہ الاعتصام لاہور، بیاد مولانا محمد عطاء اللہ حنیف بھوجیانی ؒ۔ صفحہ 844۔ مقامِ اشاعت: 31 شیش محل روڈ لاہور، طبع اول محرم الحرام 1426ھ۔ مارچ 2005ء)

11 آپ ؒ کے علم وفضل میں کوئی شبہ نہیں

غیر مقلدین کے ہاں "نواب اہلحدیث" کے لقب سے جانے جانے والے مولوی وحید الزماں حیدر آبادی رحمۃ اللہ علیہ نے یوں لکھا ہے:

"ہمارے اماموں نے جن کے کمالِ علم وفضل میں کوئی شبہ نہیں، جیسے امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور دوسرے ائمہ ہیں"۔

(لغات الحدیث جلد 2 صفحہ 652۔ کتاب الصاد المہملہ باب الصاد مع الواو۔ مطبوعہ: نعمانی کتب خانہ حق سٹریٹ اردو بازار لاہور تاریخ اشاعت۔ اگست 2005)

12 آپ رحمۃ اللہ علیہ فقہ کے مشہور امام ہیں

غیر مقلدین کے محقق العصر زبیر علی زئی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے:

"پانچویں صدی ہجری سے لے کر بعد والے زمانوں میں عام اہلِ حدیث علماء (محدثین) کے نزدیک امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فقہ کے مشہور امام تھے اور یہی راجح ہے۔ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: "فقیہ مشہور یعنی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ مشہور فقیہ تھے"۔

(فتاوی علمیہ المعروف توضیح الاحکام جلد 1 صفحہ 188۔ اشاعت: جنوری 2011ء۔ مطبوعہ: مکتبہ اسلامیہ، بالمقابل رحمان مارکیت غزنی سٹریٹ، اردو بازار لاہور)

13 فقہ میں لوگ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے عیال ہیں

(1) مشہور غیر مقلد مولوی محمد یوسف جے پوری رحمۃ اللہ علیہ نے سیدی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی فقاہت کو امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور امام عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کے اقوال کو نقل کر کے یوں تسلیم کیا ہے:

"وہ حالات ذکر کرنا چاہتا ہوں جو افراط وتفریط سے محفوظ ہوں۔ اس کو جناب امام رحمۃ اللہ علیہ کی کسرِ شان پر محمول نہ فرمائیں۔ ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: "بڑے فقیہ تھے لوگوں میں"۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: "لوگ عیال تھے فقہ میں ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے"۔

(حقیقۃ الفقہ۔ صفحہ 183، 184۔ مطبوعہ: اسلامک پبلشنگ ہاؤس، 2۔ شیش محل روڈ، لاہور)

(2) نواب صدیق حسن خان بھوپالی رحمۃ اللہ علیہ غیر مقلد کے بیٹے نواب علی حسن خان رحمۃ اللہ علیہ

غیر مقلد نے یوں لکھا ہے:

"امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: جو شخص فقہ میں تبحر حاصل کر لے، وہ عیالِ ابوحنیفہ میں داخل ہے۔ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے تحفظِ دین وورع وغیرہ میں کوئی شک نہیں ہے"۔

(مآثرِ صدیقی موسوم بہ، سیرت والا جاہی۔ حصہ چہارم۔ صفحہ 8۔ مطبوعہ: منشی نول کشور لکھنو)

14 فقہ میں "ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ" بننے کا عزم رکھو

محمد رمضان یوسف سلفی غیر مقلد نے مولوی ثناء اللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ کے قول کو یوں نقل کیا ہے:

"مولانا امرتسری رحمۃ اللہ علیہ نے طلباء سے خطاب کرتے ہوئے کہا: "تم حدیث میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور فقہ میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ بننے کا عزم رکھو اور محنت سے تعلیم حاصل کرو"۔

(مولانا عبدالوہاب محدث دہلوی اور ان کا خاندان۔ صفحہ 57۔ اشاعت اول: جنوری 2010ء۔ مطبوعہ: شعبۂ نشر واشاعت، مرکزی دارالامارت جماعت غرباء اہل حدیث پاکستان)

15 آپ رحمۃ اللہ علیہ تمام مجتہدین میں علم وفضل اور عمل میں افضل ہیں

نواب علی حسن خان رحمۃ اللہ علیہ غیر مقلد نے لکھا:

"اگر یہ اکابر ملت نہ ہوتے، تو قرآنِ کریم کو کون ہم تک پہنچاتا؟ اور اجتہاد کا باب کون ہمارے منہ پر مفتوح کرتا؟ اگر یہ حاملانِ علومِ نبوت وناقلانِ روایاتِ ملت مطعون، مجروح قرار دیئے جائیں، اور ان کی شان میں سوءِ ظن روا رکھا جائے، تو پھر وہ کون ہے جس پر سلفِ صالحین کا اطلاق کیا جائے؟۔ یہ حسنِ عقیدت اور ارادت صرف امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ مخصوص نہیں ہے، جو تمام مجتہدین میں علم وفضل وعمل کے لحاظ سے اول درجہ رکھتے ہیں"۔

(مآثرِ صدیقی موسوم بہ، سیرت والا جاہی۔ حصہ چہارم۔ صفحہ 7۔ طبع: 1924: مطبوعہ: منشی نول کشور لکھنو)

16 آپ رحمۃ اللہ علیہ علومِ فقہ اور قرآن وسنت کے علوم میں بے نظیر تھے

مولوی عبدالمجید خادم سوہدروی رحمۃ اللہ علیہ غیر مقلد نے لکھا:

"حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ائمہ کرام رحمۃ اللہ علیہم کو مختلف کمالات سے نوازا تھا اور الگ الگ اوصاف سے متصف فرمایا تھا۔ یوں کہہ لیجئے کہ: ہر پھول میں جدا جدا رنگ

بھرا تھا۔ جو انفرادی خوبی ایک کو عطا فرمائی تھی وہ دوسرے کو نہیں، جو دوسرے کو بخشی تھی، وہ تیسرے کو نہیں، جو تیسرے کو ودیعت کی تھی وہ چوتھے کو نہیں دی تھی۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اگر علوم قرآن میں کمال رکھتے تھے، تو امام احمد رحمۃ اللہ علیہ علوم سنت میں لاثانی تھے۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اگر علومِ حدیث میں ممتاز تھے، تو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ علومِ (فقہ) میں بے نظیر تھے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ جو علومِ قرآن میں یکتا تھے، کیا کوئی شخص ان کے متعلق یہ نظریہ رکھتا ہے کہ وہ علومِ سنت علوم فقہ سے عاری تھے؟ نہیں، ٹھیک اسی طرح امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ جو علوم فقہ میں منفرد تھے، کے متعلق یہ نظریہ رکھنا صحیح نہیں کہ وہ علومِ قرآن وسنت سے واقف نہیں تھے"۔

(سیرتِ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ، صفحہ 46۔ مطبوعہ: مسلم پبلی کیشنز، 10 قذافی مارکیٹ، لاہور)

17 آپ رحمۃ اللہ علیہ ائمہ سلف میں سے ہیں

غیر مقلدین کے امام العصر مولوی ابراہیم میر سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ نے ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول نقل کیا:

"امام مالک رحمۃ اللہ علیہ، امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ ائمہ سلف میں سے ہیں"۔

(تاریخ اہلِ حدیث، صفحہ 78۔ اشاعت 2011ء، مطبوعہ: مکتبہ قدوسیہ، رحمان مارکیٹ، غزنی سٹریٹ، اردو بازار لاہور)

18 آپ رحمۃ اللہ علیہ سے بغض کرنا خلافِ شیوۂ بیانی ہے

مولوی عبد الرشید عراقی رحمۃ اللہ علیہ غیر مقلد نے مولوی نذیر حسین دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا قول نقل کرتے ہوئے لکھا:

"ہمارا عقیدہ اہل سنت والجماعت کا ہے، ائمہ اربعہ رحمہم اللہ کو ہم مانتے ہیں، چاروں کو ہم حق پر سمجھتے ہیں، امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو اپنا پیشوا جانتے ہیں، ان کے بغض کو خلافِ شیوہ بیانی سمجھتے ہیں"۔

(حیات نذیر رحمۃ اللہ علیہ، صفحہ 82۔ طبع: 2007۔ مطبوعہ کتاب سرائے، الحمد مارکیٹ، غزنی سٹریٹ، اردو بازار لاہور)

11 آپ رحمۃ اللہ علیہ کا محدث ہونا غیر مقلدین کی نظر میں

1 آپ رحمۃ اللہ علیہ پر مخالفتِ حدیث کا الزام لگانے والا خود غلطی پر ہے

شیخ الاسلام تقی الدین احمد بن تیمیہ الحرانی رحمۃ اللہ علیہ نے واشگاف الفاظ میں تحریر کیا ہے:

ومن ظن بأبي حنيفة أو غيره من أئمة المسلمين أنهم يتعمدون مخالفة الحديث الصحيح لقياس أو غيره، فقد أخطأ عليهم وتكلم، إما بظن وإما بهوى. فهذا أبو حنيفة يعمل بحديث التوضي بالنبيذ في السفر مخالفة للقياس، وبحديث القهقهة في الصلاة مع مخالفته للقياس، لاعتقاده صحتهما وإن كان أئمة الحديث لم يصححوهما"۔

(مجموع الفتاوى، ج 20 ص 304، 305۔ المؤلف: شيخ الإسلام أحمد بن تيمية۔ الناشر: مجمع الملك فهد لطباعة المصحف الشريف - المدينة المنورة - السعودية۔ عام النشر: 1425هـ-2004م)

ترجمہ: جو شخص امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ یا دیگر ائمہ مسلمین علیہم کے بارے میں یہ گمان کرے کہ وہ حضرات قیاس وغیرہ کی وجہ سے جان بوجھ کر صحیح حدیث کی مخالفت کرتے تھے، وہ ان حضرات کے بارے میں غلطی کا شکار ہے اور ایسی بات کہنے والا یا تو محض گمان سے کام لیتا ہے، یا پھر خواہش کا پیروکار ہے، چنانچہ یہی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں جو حدیث کی پیروی اور قیاس کی مخالفت کرتے ہوئے سفر میں نبیذ سے وضوء کرنے اور نماز میں قہقہہ لگانے سے وضو کے ٹوٹنے پر بھی حدیث کی مطابقت اور قیاس کی مخالفت میں فتویٰ دیتے ہیں، وہ ان دونوں حدیثوں کو استدلال کے لئے صحیح مانتے ہیں، اگرچہ دوسرے علماء نے ان سے استدلال کرنے کو صحیح نہیں سمجھا۔

2 آپ رحمۃ اللہ علیہ عامل بالحدیث اور لاثانی فقیہ تھے

مولوی ابوانس محمد یحییٰ گوندلوی رحمۃ اللہ علیہ غیر مقلد نے یوں تحریر کیا ہے:

"امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فقاہت میں لاثانی، تقویٰ و ورع میں بے مثال، حدیث پر عمل

کرنے والے اور ضعیف حدیث کو قیاس پر مقدم سمجھنے والے تھے“۔

(مقلدین ائمہ کی عدالت میں۔صفحہ 108۔مطبوعہ: ادارہ مطبوعاتِ سلفیہ، راولپنڈی۔ اشاعت: 2009)

3 آپ رحمۃ اللہ علیہ اسلام کے محسن اور حدیث رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فدائی ہیں

غیر مقلدین کے محقق ابوصہیب محمد داؤد ارشد نے لکھا ہے:

”ہم امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ (امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ) کو مسلمان، پرہیزگار، متقی، اللہ کو یاد کرنے والا، قرآن کا خادم، حدیث رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فدائی، اسلام کا محسن، حضرت محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا غلام تصور کرتے ہیں اور ان کے بعض اجتہادات کو دیگر ائمہ کی نسبت ترجیح دیتے ہیں“۔

(دین الحق بجواب جاء الحق جلد 1 صفحہ 516۔ ناشر: مکتبہ عزیزیہ، لاہور۔تاریخ اشاعت فروری 2011)

4 آپ رحمۃ اللہ علیہ اکابر محدثین میں شامل ہیں

مولوی عبدالرشید عراقی رحمۃ اللہ علیہ غیر مقلد نے ایک کتاب کے تعارف میں لکھا ہے:

”باب سوم میں مصنف نے دس (10) اکابر محدثین رحمۃ اللہ علیہم کے مختصر سوانح حیات اور حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے متعلق ان کی خدماتِ جلیلہ کا تذکرہ کیا ہے، اور یہ دس (10) اکابر محدثین رحمۃ اللہ علیہم: ائمہ اربعہ رحمۃ اللہ علیہم اور اصحابِ صحاحِ ستہ رحمۃ اللہ علیہم ہیں“۔

(چالیس علمائے اہلحدیث۔صفحہ 391۔تاریخ اشاعت اکتوبر 2003ء۔مطبوعہ: نعمانی کتب خانہ، حق سٹریٹ، اردو بازار لاہور)

5 آپ رحمۃ اللہ علیہ کے اجتہادات احادیثِ مبارکہ کے ہرگز خلاف نہیں ہیں

غیر مقلدین کے ”شہیدِ اسلام“ مولوی احسان الٰہی ظہیر رحمۃ اللہ علیہ کے استاد مولوی ابوالبرکات احمد رحمۃ اللہ علیہ غیر مقلد سے یہ سوال کیا گیا کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ یا کسی اور مجتہد کو اس بناء پر لعنۃ اللہ کہنا جائز ہے؟“۔ تو مولوی ابوالبرکات رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا جواب دیتے ہوئے لکھا:

”کسی امام نے بھی حدیث کے خلاف اجتہاد نہیں کیا، حدیث کے خلاف اجتہاد اور پھر امام؟ یہ کیسے ہوسکتا ہے؟ جو حدیث کے خلاف اجتہاد کرے، وہ امام نہیں ہوسکتا۔ نہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث کے خلاف اجتہاد کیا اور نہ کسی اور امام نے، جس وقت حدیث نہیں ملتی اسی وقت مجتہد اجتہاد کرتا ہے۔ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک قیاس پر عمل کرنے سے ضعیف حدیث پر عمل کرنا بہتر ہے۔ جو ائمۂ دین رحمۃ اللہ علیہم گزرے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے مخلص بندے تھے، اور دین کے مبلغ تھے۔ انہوں نے اپنے علم کے مطابق دین کی تبلیغ کی، اور بڑی مخلصانہ تبلیغ کی ہے۔ ائمۂ دین پر لعنت تو دور کی بات ہے، ان پر بے جا تنقید اور ان کے حق میں چرب زبانی کرنا بھی قسوۃ القلب کی علامت ہے، اور عاقبت خراب کرنے والی بات ہے“۔ (فتاویٰ برکاتیہ صفحہ 308)

6 آپ رحمۃ اللہ علیہ شمعِ حدیث کے پروانے اور شیدائی ہیں

حکیم محمد صادق سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ غیر مقلد نے لکھا ہے:

”غور کریں کہ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ حدیث کے کتنے شیدائی ہیں کہ ضعیف حدیث تک کو آراءِ رجال سے زیادہ پسند کرتے ہیں، شمعِ حدیث کے پروانہ ہیں“۔

(سبیل الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔صفحہ: 243۔تاریخ اشاعت جنوری 2000ء۔مطبوعہ: نعمانی کتب خانہ، حق سٹریٹ، اردو بازار لاہور)

7 آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب بھی حدیث تھا

(1) حکیم محمد صادق سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ غیر مقلد نے یوں لکھا:

”امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب حدیث تھا، ان کا عمل: ”ما انا علیہ واصحابی“ پر تھا۔

(سبیل الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔صفحہ: 244۔تاریخ اشاعت جنوری 2000ء۔مطبوعہ: نعمانی کتب خانہ، حق سٹریٹ، اردو بازار لاہور)

(2) نواب علی حسن خان رحمۃ اللہ علیہ غیر مقلد نے یوں لکھا:

”حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ اتباعِ حدیث کو خاص اپنا مذہب قرار دیتے ہیں“۔

(مآثرِ صدیقی موسوم بہ، سیرت والا جاہی۔ حصہ چہارم۔ صفحہ 16۔ مطبوعہ: منشی نول کشور، لکھنو)

8 آپ رحمۃ اللہ علیہ حدیث سے بے حد محبت کرنے والے تھے

(1) حکیم محمد صادق سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ غیر مقلد نے یوں اقرار کیا ہے:

"جہاں حدیث نہیں ملی، وہاں امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے اجتہاد سے مسئلہ بتایا ہے رحمت ہو اللہ کی امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ پر، کتنا ڈرتے ہے اللہ کے دین کے بارے میں"۔

(سبیل الرسول صلی اللہ علیہ وسلم۔ صفحہ: 242۔ تاریخ اشاعت جنوری 2000ء۔ مطبوعہ: نعمانی کتب خانہ، حق سٹریٹ، اردو بازار لاہور)

(2) حکیم صادق سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ غیر مقلد نے مزید یوں لکھا:

"حدیث کے مل جانے پر اپنی رائے کو پرکاہ کے برابر بھی نہیں جانا، ڈر ڈر کر، بچ بچ کر، بڑی احتیاط سے مسائل بتائے"۔

(سبیل الرسول صلی اللہ علیہ وسلم۔ صفحہ: 244۔ تاریخ اشاعت جنوری 2000ء۔ مطبوعہ: نعمانی کتب خانہ، حق سٹریٹ، اردو بازار لاہور)

9 آپ رحمۃ اللہ علیہ پر لاکھوں رحمتیں ہوں

مولوی حکیم محمد صادق سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ غیر مقلد نے یوں لکھا:

"لاکھوں رحمتیں ہوں امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ پر، انہوں نے حدیث پاک کو ہی اپنا مذہب بنایا"۔

(سبیل الرسول صلی اللہ علیہ وسلم۔ صفحہ: 244۔ تاریخ اشاعت جنوری 2000ء۔ مطبوعہ: نعمانی کتب خانہ، حق سٹریٹ، اردو بازار لاہور)

12 امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے سچے پیروکار

1 آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنے قول کو کسی بھی صحابی کے قول پر مقدم نہیں رکھتے تھے

نواب علی حسن خان رحمۃ اللہ علیہ غیر مقلد نے اپنے والد نواب صدیق حسن خان بھوپالی رحمۃ اللہ علیہ غیر مقلد کے حوالے سے یوں نقل کیا:

"اللہ اکبر! حضرت امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے انصاف کو دیکھنا چاہیے کہ وہ اپنے قول کو صحابی کے قول پر بھی مقدم نہیں رکھتے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث اور کتاب اللہ کا تو کیا ذکر؟"۔ (مآثرِ صدیقی موسوم بہ، سیرت والا جاہی۔ حصہ چہارم۔ صفحہ 15۔ مطبوعہ: منشی نول کشور، لکھنو)

2 آپ رحمۃ اللہ علیہ مذہب صحابہ رضی اللہ عنہم پر کاربند رہے

غیر مقلدین کے محقق العصر زبیر علی زئی رحمۃ اللہ علیہ کے دادا استاد مولوی عبد المجید خادم سوہدروی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا:

"آپ رحمۃ اللہ علیہ کا تعامل قرآن وحدیث پر تھا، اور جو مذہب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا تھا اسی پر آپ رحمۃ اللہ علیہ کاربند تھے"۔

(سیرت ثنائی صفحہ 57۔ اشاعت اول مئی 1989۔ مطبوعہ نعمانی کتب خانہ، حق سٹریٹ، اردو بازار، لاہور)

13 آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مجتہد ہونا غیر مقلدین کی نظر میں

1 آپ رحمۃ اللہ علیہ عظیم مجتہد ہیں

(1) مخالفین کے شیخ الاسلام ومناظرِ اسلام مولوی ثناء اللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا:

"جس مسئلہ کو ہم صحیح جانتے ہیں اس لئے جانتے ہیں کہ قرآن وحدیث سے اس کا ثبوت ملتا ہے، جس کو غلط جانتے ہیں اس لئے جانتے ہیں کہ قرآن وحدیث سے اس کا ثبوت نہیں ملتا۔ چنانچہ ائمہ مجتہدین خصوصاً امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے خود فرمایا ہے:

"اذا صح الحدیث فھو مذھبی"

یعنی جب صحیح حدیث مل جائے، تو وہی میرا مذہب ہے۔

(اہلِ حدیث کا مذہب، صفحہ 16۔ مطبوعہ: دار الکتب السلفیہ، شیش محل روڈ لاہور۔ طبع: اول مئی 2006؛ رسائل ثنائیہ، صفحہ 63۔ مطبوعہ: مکتبہ محمدیہ، قذافی سٹریٹ، الفضل مارکیٹ، اردو بازار لاہور۔ طبع دوم: فروری 2011)

(2) غیر مقلدین کے شیخ الکل ومحدثِ جلیل میاں نذیر حسین دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے:

"امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ مجتہدِ مطلق بلا ریب ہیں"۔

(فتاوی نذیریہ جلد 1 صفحہ 167۔کتاب التقلید والاجتہاد۔مطبوعہ: مکتبہ اصحاب الحدیث۔حافظ پلازہ مچھلی منڈی، نیواردو بازار لاہور۔اشاعت: جولائی 2010)

(3) غیر مقلدین کے شیخ الحدیث مولوی محمد اسماعیل سلفی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا:

"مجتہدین میں کوئی بٹوارہ نہیں، مذاہبِ اربعہ کے مجتہدین اہلِ حدیث کے بھی امام اور مجتہد ہیں"۔

(تحریک آزادئ فکر اور شاہ ولی اللہ کی تجدیدی مساعی۔صفحہ 490۔مطبوعہ: مکتبہ محمدیہ قذافی سٹریٹ، الفضل مارکیٹ، اردو بازار لاہور۔طبع اول جنوری 2008)

(4) نواب صدیق حسن خان بھوپالی رحمۃ اللہ علیہ کے بیٹے نواب علی حسن خان بھوپالی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے والد کے بارے لکھا ہے کہ وہ کہتے ہیں:

"امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نسبت وہ لکھتے ہیں کہ امام اعظم کوفی رحمۃ اللہ علیہ کو ائمۂ اربعہ رحمہم اللہ میں اجتہاد میں شرفِ تقدم حاصل ہے"۔

(مآثرِ صدیقی موسوم بہ، سیرت والا جاہی۔حصہ چہارم۔صفحہ 7۔مطبوعہ: منشی نول کشور، لکھنو)

(5) نواب صدیق حسن خان بھوپالی رحمۃ اللہ علیہ کے الفاظ کو اس کے بیٹے نے یوں نقل کیا ہے:

"یہ حسنِ عقیدت اور ارادت صرف امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ مخصوص نہیں ہے، جو تمام مجتہدین میں علم وفضل وعمل کے لحاظ سے اول درجہ رکھتے ہیں بلکہ تمام ائمۂ عظام امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور اُن کے نظراء جو جہابذۂ حدیث وسنت تھے، سب کے ساتھ ہے"۔(مآثرِ صدیقی موسوم بہ، سیرت والا جاہی۔حصہ چہارم۔صفحہ 7۔مطبوعہ: منشی نول کشور، لکھنو)

(6) ماسوا جامع ترمذی صحاح ستہ کے مترجم نواب وحید الزمان حیدرآبادی رحمۃ اللہ علیہ غیر مقلد نے تحریر کیا ہے:

"ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ مشہور مجتہد ہیں، ان کے اجتہاد پر عمل کرنے والوں کو "حنفی" کہتے ہیں"۔

(لغات الحدیث جلد 2 صفحہ 42۔ کتاب الحاء مع النون۔ مطبوعہ:نعمانی کتب خانہ، حق

سٹریٹ اردو بازار لاہور تاریخ اشاعت۔اگست 2005)

(7) نواب وحید الزمان حیدرآبادی رحمۃ اللہ علیہ غیر مقلد نے یوں بھی لکھا:

"ہم اگلے تمام مجتہدوں کو، جیسے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ، امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ، امام مالک رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ ہیں۔۔۔۔خصوصاً امام اعظم کی نسبت، وہ تو سب مجتہدوں سے زیادہ حدیث کے پیرو تھے"۔

(لغات الحدیث جلد 1 صفحہ 366۔ کتاب الجیم۔ باب الجیم مع الهاء۔ مطبوعہ:نعمانی کتب خانہ، حق سٹریٹ اردو بازار لاہور تاریخ اشاعت۔اگست 2005)

(8) نواب وحید الزمان حیدرآبادی رحمۃ اللہ علیہ غیر مقلد نے اپنی دوسری کتاب میں مزید لکھا:

"امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اتنے بڑے مجتہد تھے"۔

(رفع العجاجۃ ترجمہ سنن ابن ماجہ۔جلد 1 صفحہ 437۔مطبوعہ: مہتاب کمپنی، ناشران کتب، غزنی سٹریٹ، اردو بازار لاہور)

(9) غیر مقلد محقق ارشاد الحق اثری رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے:

"ائمہ اربعہ یعنی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ، امام مالک رحمۃ اللہ علیہ، امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کا مجتہد ہونا مسلم ہے"۔(مقالات اثری جلد 1 صفحہ 88)

(10) حکیم محمد صادق سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ غیر مقلد نے لکھا ہے:

"اصل بات یہ ہے کہ اللہ کی توفیق اور اس کا فضل آپ رحمۃ اللہ علیہ کے شامل حال تھا، اس کو منظور تھا کہ انہیں دنیا میں علم کا ایک خاص مرتبہ عطا کرے، زمانے کا مجتہد بنائے"۔

(سبیل الرسول ﷺ۔صفحہ: 237۔تاریخ اشاعت جنوری 2000ء۔مطبوعہ: نعمانی کتب خانہ، حق سٹریٹ، اردو بازار لاہور)

(11) غیر مقلدین کے امام العصر مولوی ابراہیم میر سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ نے ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کے قول کو نقل کیا ہے جس میں لکھا ہے:

"دوسرے موقع پر امام مالک رحمۃ اللہ علیہ، امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ، امام احمد رحمۃ اللہ علیہ، امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ، امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ، امام دارمی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ ائمۂ اہل سنت کے ساتھ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے شاگردوں: امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ، امام زفر رحمۃ اللہ علیہ اور امام حسن بن زیاد لولوئی رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر بھی ان کے ساتھ ہی کر کے سب کے علم وفضل اور اجتہاد کی تعریف کرتے ہیں"۔

(تاریخ اہلِ حدیث، صفحہ 78۔ اشاعت 2011ء، مطبوعہ: مکتبہ قدوسیہ، رحمان مارکیٹ، غزنی سٹریٹ، اردو بازار لاہور)

(12) مؤرخِ غیر مقلدین عبدالرشید عراقی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مضمون "مولانا رحمۃ اللہ علیہ اور ان کی علمی خدمات" میں لکھا ہے:

"پروفیسر ابوزہرہ مرحوم رحمۃ اللہ علیہ نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے حالات عمیق اجتہادات اور تفقہ پر ایک علمی کتاب لکھی ہے"۔

(اشاعتِ خاص: ہفت روزہ الاعتصام لاہور، بیادمولانا محمد عطاء اللہ حنیف بھوجیانی رحمۃ اللہ علیہ۔ صفحہ 844۔ مقام اشاعت: شیش محل روڈ لاہور، طبع اول محرم الحرام 1426ھ۔ مارچ 2005ء)

(13) غیر مقلدین کے محقق العصر زبیر علی زئی رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے جب ائمہ اربعہ رحمۃ اللہ علیہم کا ذکر یوں ہوا: "چاروں اماموں کا مجتہد ہونا اجماعِ امت سے ثابت ہے" تو زبیر علی زئی رحمۃ اللہ علیہ غیر مقلد نے یوں لکھا:

"ان چاروں اماموں کے علاوہ اور بھی بے شمار اماموں وعلماء کا مجتہد ہونا اجماعِ امت و آثارِ سلف سے ثابت ہے"۔

(دین میں تقلید کا مسئلہ، صفحہ 64۔ اشاعتِ دوم: فروری 2012 مطبوعہ: مکتبہ اسلامیہ، بالمقابل رحمان مارکیٹ، غزنی سٹریٹ، اردو بازار لاہور)

(14) غیر مقلدین کے شیخ الکل ومحدثِ جلیل میاں نذیر حسین دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے ان کا مجتہد ہونا اور متبع سنت اور متقی اور پرہیز گار ہونا کافی ہے۔ ان کے فضائل میں"۔

(معیار الحق، صفحہ 29۔ مطبوعہ: جامعہ تعلیم القرآن والحدیث ساہو والہ، سیالکوٹ۔ تاریخ اشاعت مئی 2007)

(دین الحق بجواب جاء الحق جلد 1 صفحہ 517۔ مطبوعہ: مکتبہ عزیزیہ، لاہور۔ تاریخ اشاعت: فروری

2011)

(حضرت مولانا داؤد غزنوی، صفحہ 379۔ مطبوعہ: فاران اکیڈمی، قذافی سٹریٹ، اردو بازار لاہور، اشاعت ثانی: اکتوبر 1994)

(الحیات بعد الممات۔ صفحہ 296۔ سن طباعت ثانی: دسمبر 1984۔ مطبوعہ: المکتبہ الاثریہ، جامع مسجد اہلِ حدیث باغوالی، سانگلہ ہل)

2 آپ رحمۃ اللہ علیہ کے اجتہاد پر طعن کرنے والا جاہل واحمق ہے

غیر مقلدین کے ہاں "وکیلِ اہلحدیث" کے لقب سے معروف محمد حسین بٹالوی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا: "ہمارا بھی یہی مقولہ اور اعتقاد ہے کہ جو شخص امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ ائمۂ مجتہدین کو بُرا کہے اور ان کے علم ودیانت واجتہاد وتقوی پر طعن کرے، وہ علوم دین سے محض جاہل اور چاند پر تھوکنے کے سبب احمق ہے"۔

(اشاعۃ السنۃ النبویۃ، شمارہ 9۔ جلد 22، صفحہ 288، عنوان: السیف الصارم لمنکر شان الامام الاعظم پر ایمانی اور حقانی ریویو)

14 آپ رحمۃ اللہ علیہ کا قیاس غیر مقلدین کی نظر میں

1 آپ رحمۃ اللہ علیہ کا طریقِ استنباط

غیر مقلدین کے مؤرخ محمد اسحاق بھٹی نے لکھا ہے:

"امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا طریقِ استنباط یہ تھا کہ پہلے جوابِ مسئلہ کتاب اللہ سے تلاش کرتے، وہ کتاب اللہ کی عبارت النص سے ہو، دلالت النص سے ہو، اشارۃ النص سے ہو، یا اقتضاء النص سے ہو۔ اگر اس میں کامیاب ہوجاتے، تو اسی کا تعین کرتے۔ اگر کتاب اللہ سے سراغ نہ ملتا، یا کتاب اللہ کی روشنی میں بات کا فیصلہ نہ ہوسکتا، تو سنتِ مشہورہ کی طرف رجوع فرماتے۔ اگر سنتِ مشہورہ کے ذریعے کسی نتیجے پر نہ پہنچ پاتے، تو اہل افتاء صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعین رحمۃ اللہ علیہم کے اقوال اور قضایا میں اس کی تلاش شروع کرتے، اجماع کی طرف آتے اور اہلِ عراق کے صحابہ رضی اللہ عنہم اور اہلِ عراق

تابعین رحمۃ اللہ علیہم کے مسلک و مذہب کو محلِ فکر ٹھہراتے۔ اگر یہاں سے بھی جواب نہ ملتا، تو قیاس اور استحسان سے مسئلے کا حل ڈھونڈتے۔ احادیث سے متعلق یہ بات بھی ان کے پیشِ نظر رہتی کہ اگر حجازی اور عراقی صحابہ رضی اللہ عنہم سے مروی مرفوع احادیث میں اختلاف ہوتا، تو بر بنائے فقہِ راوی روایتِ فقہ کو ترجیح دیتے"۔

(برصغیر پاک وہند میں علمِ فقہ۔ صفحہ 12۔ اشاعتِ نو 2010۔ مطبوعہ: ادارہ ثقافتِ اسلامیہ، 2۔ کلب روڈ لاہور)

2 استنباط واستخراجِ مسائل میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی عمیق نظری

مولوی عبدالمجید خادم سوہدروی رحمۃ اللہ علیہ غیر مقلد نے یوں لکھا ہے:

"امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ تفقہ فی الدین یعنی علم وفقہ میں سب سے پیش پیش تھے۔ استنباط و استخراجِ مسائل میں جہاں آپ رحمۃ اللہ علیہ کا دماغ پہنچ جاتا تھا، بہت کم کسی کی رسائی وہاں تک ہوتی تھی، جو بات عین وقت پر آپ رحمۃ اللہ علیہ کو سوجھ جاتی، کسی کو نہ سوجھتی تھی"۔

(سیرتِ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ، صفحہ 24۔ مطبوعہ: مسلم پبلی کیشنز، 10 قذافی مارکیٹ، لاہور)

3 آپ رحمۃ اللہ علیہ کے قیاس کا طریقہ

(1) مولوی وحید الزمان حیدر آبادی رحمۃ اللہ علیہ غیر مقلد نے یوں لکھا ہے:

"ہم اگلے تمام مجتہدوں کو، جیسے: امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ، امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ، امام مالک رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ ہیں، پروردگار کے مقبول بندے اور ماجور اور مثاب سمجھتے ہیں۔ جن مسئلوں میں ان کا قیاس حدیث کے خلاف ہو، تو یہ سمجھ لینا چاہیے کہ ان کو وہ حدیث نہیں ملی، ورنہ ہرگز حدیث کو چھوڑ کر وہ قیاس نہ کرتے، خصوصاً امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی نسبت، وہ تو سب مجتہدوں سے زیادہ حدیث کے پیرو تھے۔ ان کا تو قول یہ ہے کہ ضعیف حدیث بھی قیاس پر مقدم ہے۔ اسی طرح صحابی کا قول بھی"۔

(لغات الحدیث جلد 1 صفحہ 366۔ کتاب الجیم مع الھاء۔ مطبوعہ: نعمانی کتب خانہ، حق سٹریٹ اردو بازار لاہور تاریخ اشاعت۔ اگست 2005)

(2) ابوانس محمد یحییٰ گوندلوی رحمۃ اللہ علیہ غیر مقلد نے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق یوں لکھا:

"خدا ان پر لاکھوں رحمتیں نازل فرمائے اور ان کی قبر کو منور فرمائے۔ وہ ان مقدس ہستیوں میں سے ایک تھے، جنہوں نے قیاس کو عند الحاجت (مجبوری کے وقت) استعمال کیا، لیکن حدیث کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ عامل بالحدیث تھے"۔

(مقلدین ائمہ کی عدالت میں۔ صفحہ 109۔ مطبوعہ: ادارہ: مطبوعات سلفیہ، راولپنڈی۔ اشاعت، 2009)

4 آپ رحمۃ اللہ علیہ کی قوتِ استدلال کا عالم

نواب صدیق حسن خان بھوپالی رحمۃ اللہ علیہ نے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے یوں لکھا:

قال الشافعي: قيل لمالك: "هل رأيت أبا حنيفة؟". فقال: "نعم! رأيت رجلًا لو كلمته في هذه السارية أن يجعلها ذهبًا، لقام بحجته". وقال الشافعي: "من أراد أن يتبحّر في الفقه، فهو عيال على أبي حنيفة، وكان أبو حنيفة ممن وفق له الفقه".

(التاج المكلل من جواهر مآثر الطراز الآخر والأول، ص126 رقم 119. المؤلف: أبو الطيب محمد صديق خان بن حسن بن علي ابن لطف الله الحسيني البخاري القِنَّوجي (ت 1307هـ). الناشر: وزارة الأوقاف والشؤون الإسلامية، قطر. الطبعة: الأولى، 1428هـ-2007م. عدد الصفحات: 545)

ترجمہ: امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: "امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا: "کیا آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا ہے؟"۔ تو امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: "ہاں، میں نے ایک ایسا آدمی دیکھا ہے کہ اگر میں اس سے اس ستون کے بارہ میں بات کروں کہ وہ اس کو سونے کا ثابت کرے تو وہ دلائل سے ثابت کر دے گا"۔ اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے مزید فرمایا: "جو فقہ میں مہارت حاصل کرنا چاہے، وہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا محتاج ہے۔ وہ (امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ) ان میں سے ہیں کہ فقہ جن کے موافق ہوگئی ہے"۔

5 آپ ؒ حدیث کے ہوتے ہوئے اجتہاد سے کام نہ لیتے

(1) مولوی عبدالمجید خادم سوہدروی ؒ غیر مقلد نے مزید یوں لکھا:

"امام صاحب ؒ نے اپنے تفقہ واجتہاد سے جو کام لیا ہے، اس کی اولین وجہ یہ ہے کہ آپ ؒ کے زمانہ میں تحریری احادیث کا سرمایہ محض برائے نام تھا۔ رسول اللہ ﷺ کے اقوال وارشادات کی ہنوز تدوین وترتیب نہ ہوئی تھی، یہاں تک کہ امام شافعی ؒ کے عہد میں بھی ذخیرۂ احادیث ہنوز نامکمل اور منتشر تھا، اور امام ابوحنیفہ ؒ تو امام شافعی ؒ سے پہلے ہوگزرے ہیں۔ اس سے ثابت ہوا کہ امام صاحب ؒ دیدہ ودانستہ اجتہاد وتفقہ سے کام نہ لیتے تھے بلکہ محض مجبوری وبے بسی کی حالت میں ایسا کرتے تھے"۔

(سیرت ثنائی صفحہ 57۔ اشاعت اول: مئی 1989ء۔ مطبوعہ: نعمانی کتب خانہ حق سٹریٹ، اردو بازار لاہور)

(2) حکیم محمد صادق سیالکوٹی ؒ غیر مقلد نے یوں لکھا:

"حضرت امام صاحب ؒ کا مذہب حدیث کے مطابق (ما انا علیہ واصحابی) ہی تھا، یعنی جس راہ (قرآن وحدیث) پر حضور ﷺ اور صحابہ چلتے تھے، امام صاحب ؒ بھی اسی راستے پر گامزن تھے"۔

(سبیل الرسول ﷺ۔ صفحہ: 241۔ تاریخ اشاعت جنوری 2000ء۔ مطبوعہ: نعمانی کتب خانہ، حق سٹریٹ، اردو بازار لاہور)

6 آپ ؒ حدیث کے خلاف قیاس نہیں کرسکتے

(1) حکیم محمد صادق سیالکوٹی ؒ غیر مقلد نے لکھا:

"حضرت امام ابوحنیفہ ؒ کس درجہ نیک، متقی، خداترس اور خشیتِ ایزدی سے لرزہ براندام رہنے والے انسان تھے۔ کیا ان سے توقع ہوسکتی ہے کہ انہوں نے دانستہ حدیث کے خلاف قیاس اور آراء کے دفتر تیار کئے ہوں، ہرگز نہیں!"۔

(سبیل الرسول ﷺ۔ صفحہ: 239۔ تاریخ اشاعت جنوری 2000ء۔ مطبوعہ: نعمانی کتب خانہ، حق

سٹریٹ، اردو بازار لاہور)

(2) مزید یوں لکھا: "حضرت امام ابوحنیفہ ؒ قرآن اور حدیث کے عامل تھے، پھر کیا یہ ان سے ہوسکتا ہے کہ ان کے اقوال حدیث کے خلاف ہوں؟ یعنی انہوں نے دانستہ حدیث سے اختلاف کیا ہو؟ ہرگز نہیں"۔

(سبیل الرسول ﷺ۔ صفحہ: 244۔ تاریخ اشاعت جنوری 2000ء۔ مطبوعہ: نعمانی کتب خانہ، حق سٹریٹ، اردو بازار لاہور)

15 آپ ؒ کی بے ادبی کرنا غیر مقلدین کی نظر میں

1 آپ ؒ سے محبت نزولِ برکات کا ذریعہ اور آپ ؒ سے بغض اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا سبب ہے

غیر مقلدین کے امام العصر مولوی محمد ابراہیم میر سیالکوٹی ؒ نے یوں لکھا:

"ہر چند کہ میں سخت گنہگار ہوں لیکن یہ ایمان رکھتا ہوں اور اپنے صالح اساتذہ جناب مولانا ابوعبداللہ عبیداللہ غلام حسن صاحب مرحوم سیالکوٹی ؒ اور جناب مولانا حافظ عبدالمنان صاحب مرحوم محدث وزیرآبادی ؒ کی صحبت وتلقین سے یہ بات یقین کے رتبے تک پہنچ چکی ہے کہ بزرگانِ دین خصوصاً حضرات ائمہ متبوعین سے حسنِ عقیدت نزولِ برکات کا ذریعہ ہے۔ اس لئے بعض اوقات خدا تعالیٰ اپنے فضلِ عمیم سے کوئی فیض اس ذرۂ مقدار پر نازل کردیتا ہے۔ اس مقام پر اس کی صورت یوں ہے کہ جب میں نے اس مسئلہ کے لئے کتب متعلقہ الماری سے نکالیں، اور حضرت امام (ابوحنیفہ ؒ) صاحب کے متعلق تحقیقات شروع کی، تو مختلف کتب کی ورق گردانی سے میرے دل پر غبار آ گیا، جس کا اثر بیرونی طور پر یہ ہوا کہ دن دوپہر کے وقت جب سورج پوری طرح روشن تھا، یکا یک میرے سامنے گھپ اندھیرا چھا گیا۔ گویا: "ظلمت بعضها فوق بعض" کا ہوگیا۔ معاً خدا تعالیٰ نے میرے دل میں ڈالا کہ یہ حضرت امام صاحب ؒ سے بدظنی کا نتیجہ ہے۔ اس سے استغفار کرو۔ میں نے

کلماتِ استغفار دُہرانے شروع کئے۔ وہ اندھیرے فوراً کافور ہوگئے، اور ان کی بجائے ایسا نور چمکا کہ اس نے دوپہر کی روشنی کو مات کر دیا۔ اس وقت سے میری حضرت امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے حسنِ عقیدت اور بھی بڑھ گئی۔ اور میں ان شخصوں سے جن کو حضرت امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے حسنِ عقیدت نہیں ہے، کہا کرتا ہوں کہ میری اور تمہاری مثال اس آیت کی مثال ہے کہ حق تعالیٰ منکرینِ معارجِ قدسیہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے خطاب کرکے فرماتا ہے:

اَفَتُمٰرُوْنَهٗ عَلٰى مَا يَرٰى ○ (النجم:12)

میں نے جو کچھ عالم بیداری اور ہوشیاری میں دیکھ لیا اس میں مجھ سے جھگڑا کرنا بے سود ہے۔ھٰذا واللہ! وبہ الھدایۃ"۔

(تاریخ اہلِ حدیث، صفحہ 95، 96۔ اشاعت 2011ء، مطبوعہ: مکتبہ قدوسیہ، رحمان مارکیٹ، غزنی سٹریٹ، اردو بازار لاہور)

2 آپ رحمۃ اللہ علیہ سے بغض کرنا خلافِ شیوۂ بیانی ہے

مولوی عبد الرشید عراقی رحمۃ اللہ علیہ غیر مقلد نے مولوی نذیر حسین دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا قول نقل کرتے ہوئے لکھا:

"ہمارا عقیدہ اہل سنت والجماعت کا ہے، ائمہ اربعہ کو ہم مانتے ہیں، چاروں کو ہم حق پر سمجھتے ہیں، امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو اپنا پیشوا جانتے ہیں، ان کے بغض کو خلافِ شیوۂ بیانی سمجھتے ہیں"۔

(حیاتِ نذیر، صفحہ 82۔ طبع: 2007ء۔ مطبوعہ: کتاب سرائے، الحمد مارکیٹ، غزنی سٹریٹ، اردو بازار لاہور)

3 آپ رحمۃ اللہ علیہ کسی ایک فرقے کی میراث نہیں ہیں

محمد اسحاق بھٹی غیر مقلد نے لکھتے ہیں:

"ان کے نزدیک امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کسی ایک فرقے کی میراث نہیں ہیں، بلکہ ان کا

خزانۂ علم ہر مکتبِ فکر کے لئے ہر آن وا (کھلا) ہے، اور اس سے کسبِ ضو کرنا چاہیے، فروعات میں اظہارِ اختلاف کے باوجود اکابر اہلِ حدیث فقہٗ حنفیہ کے متون پر بہت سے علمائے احناف سے زیادہ وسعتِ نظر رکھتے ہیں جو حضرات امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی وراثت کے مدعی بنے بیٹھے ہیں۔ وہ ان کے علم وفضل کو ایک ہی گوشے اور ایک ہی فرقے میں محدود کر رہے ہیں۔ یہ حضرت امام رحمۃ اللہ علیہ کی توقیر نہیں، بلکہ ان کی فیض رسانیوں کے دائرے کی حد بندی کر دیتا ہے"۔

(برصغیر میں اہلِ حدیث کی آمد۔ صفحہ 166۔ اشاعت 2004۔ مطبوعہ: مکتبہ قدوسیہ، رحمٰن مارکیٹ، غزنی سٹریٹ، اردو بازار، لاہور)

4 آپ رحمۃ اللہ علیہ کی بے ادبی کرنے والوں کو بددعا ہے

سید ابوبکر غزنوی رحمۃ اللہ علیہ غیر مقلد نے مولوی داؤد غزنوی رحمۃ اللہ علیہ غیر مقلد کے تذکرہ میں لکھا ہے: "ایک دن میں ان کی خدمت میں حاضر تھا کہ جماعتِ اہلحدیث کی تنظیم سے متعلق گفتگو شروع ہوئی، بڑے دردناک لہجے میں فرمایا: "مولوی اسحاق! جماعتِ اہلِ حدیث کو حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی روحانی بددعا لے کر بیٹھ گئی ہے، ہر شخص ابوحنیفہ، ابوحنیفہ کہہ رہا ہے، کوئی بہت ہی عزت کرتا ہے تو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کہہ دیتا ہے، پھر ان کے بارے میں ان کی تحقیق یہ ہے کہ وہ تین حدیثیں جانتے تھے، یا زیادہ سے زیادہ گیارہ، اگر کوئی بہت بڑا احسان کرے تو وہ انہیں سترہ حدیثوں کے عالم گردانتا ہے۔ جو لوگ اتنے جلیل القدر امام رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں یہ نقطۂ نظر رکھتے ہوں ان میں اتحاد و یک جہتی کیوں کر پیدا ہو سکتی ہے؟ **یا غربۃ العلم! انما اشکو بثی وحزنی الی اللہ!**"۔

(حضرت مولانا داؤد غزنوی۔ صفحہ 136، 137۔ اشاعتِ ثانی: اکتوبر 1994ء۔ مطبوعہ: فاران اکیڈمی قذافی سٹریٹ، اردو بازار، لاہور)

5 آپ رحمۃ اللہ علیہ کی شان میں توہین کرنے والے سخت گمراہ ہیں

سید ابوبکر غزنوی رحمۃ اللہ علیہ غیر مقلد نے مولوی داؤد غزنوی رحمۃ اللہ علیہ غیر مقلد کا قول نقل

کرتے ہوئے مزید لکھا:

"دوسرے لوگوں کی یہ شکایت کہ اہلِ حدیث حضرات ائمہؒ اربعہ کی توہین کرتے ہیں بلاوجہ نہیں ہے اور میں دیکھ رہا ہوں کہ ہمارے حلقہ میں عوام اس گمراہی میں مبتلا ہو رہے ہیں، اور ائمہ اربعہ کے اقوال کا تذکرہ حقارت کے ساتھ بھی کر جاتے ہیں۔ یہ رجحان سخت گمراہ کن اور خطرناک ہے۔ ہمیں سختی کے ساتھ اس کو روکنے کی کوشش کرنی چاہیے"۔

(حضرت مولانا داؤد غزنوی۔ صفحہ 87، 88۔ اشاعتِ ثانی: اکتوبر 1994ء۔ مطبوعہ: فاران اکیڈمی قذافی سٹریٹ، اردو بازار، لاہور)

6 آپؒ کا گستاخ جلد مرتد ہو جاتا ہے

سید ابوبکر غزنویؒ غیر مقلد نے بعنوان "حضرت مولانا داؤد غزنویؒ" نامی کتاب لکھی، جس میں ایک جگہ یوں لکھا ہے:

"امرتسر میں ایک محلہ تیلیاں تھا، جس میں اہلحدیث حضرات کی اکثریت تھی، اس محلہ کی مسجد اسی نسبت سے مسجد تیلیاں والی کہلاتی تھی، وہاں "عبد العلی" نامی ایک مولوی امامت وخطابت کے فرائض انجام دیتے تھے، وہ مدرسہ غزنویہ میں مولانا عبد الجبار غزنویؒ سے پڑھا کرتے تھے۔ ایک بار مولوی عبد العلی نے کہا: "ابوحنیفہؒ سے تو میں اچھا اور بڑا ہوں کیونکہ انہیں صرف سترہ حدیثیں یاد تھیں اور مجھے ان سے کہیں زیادہ یاد ہیں"۔ اس بات کی اطلاع مولانا عبد الجبار غزنویؒ کو پہنچی، وہ بزرگوں کا نہایت ادب واحترام کیا کرتے تھے۔ انہوں نے یہ بات سنی، تو ان کا چہرۂ مبارک غصہ سے سرخ ہو گیا۔ انہوں نے حکم دیا: "اس نالائق (عبد العلی) کو مدرسہ سے نکال دو"۔ وہ طالبعلم جب مدرسہ سے نکالا گیا، تو مولانا عبد الجبار غزنویؒ نے فرمایا: "مجھے ایسا لگتا ہے کہ یہ شخص عنقریب مرتد ہو جائے گا"۔ مفتی محمد حسنؒ راوی ہیں: ایک ہفتہ نہ گزرا تھا کہ وہ شخص مرزائی ہو گیا اور لوگوں نے اسے ذلیل کر کے مسجد

سے نکال دیا۔ اس واقعہ کے بعد کسی نے مولانا عبد الجبار غزنویؒ سے سوال کیا: "حضرت! آپ کو یہ کیسے علم ہو گیا تھا کہ وہ عنقریب کافر ہو جائے گا"۔ فرمانے لگے: "جس وقت مجھے اس کی گستاخی کی اطلاع ملی، اسی وقت بخاری شریف کی حدیث میرے سامنے آ گئی کہ: "من عادی لی ولیا فقد آذنته بالحرب" (حدیث قدسی) (جس شخص نے میرے کسی دوست سے دشمنی کی، تو میں اس کے خلاف اعلان جنگ کرتا ہوں)۔ میری نظر میں امام ابوحنیفہؒ ولی اللہ تھے، جب اللہ کی طرف سے اعلانِ جنگ ہو گیا، تو جنگ میں ہر فریق دوسرے کی اعلیٰ چیز کو چھینتا ہے۔ اللہ کی نظر میں ایمان سے اعلیٰ کوئی چیز نہیں۔ اس لئے اس شخص کے پاس ایمان کیسے رہ سکتا تھا!"۔

(حضرت مولانا داؤد غزنوی۔ صفحہ 191، 192۔ اشاعتِ ثانی: اکتوبر 1994ء۔ مطبوعہ: فاران اکیڈمی قذافی سٹریٹ، اردو بازار، لاہور)

7 آپؒ سے بدگمانی کرنے والا اہل حدیث نہیں ہو سکتا

غیر مقلد مولوی سید ابوبکر غزنویؒ نے اپنی پوری جماعت کی طرف سے دعویٰ کرتے ہوئے مزید لکھا ہے:

"اگر کوئی اہلحدیث امام ابوحنیفہؒ کے حق میں کوئی ناشائستہ لفظ استعمال کرتا ہے یا دل میں سوءِ ظن رکھتا ہے، تو یہ اہلحدیث کا مسلک نہیں کہلائے گا"۔

(حضرت مولانا داؤد غزنوی۔ صفحہ 384۔ اشاعتِ ثانی: اکتوبر 1994ء۔ مطبوعہ: فاران اکیڈمی قذافی سٹریٹ، اردو بازار، لاہور)

8 آپؒ کی ہتک کرنے والا اہلسنت سے خارج اور متکبر ہے

غیر مقلد مولوی قاضی عبد الاحد خانپوریؒ نے لکھا ہے:

"مقصود یہ ہے کہ: رافضیوں میں ملاحدہ تشیع ظاہر کر کے حضرت علی اور حسنین رضی اللہ عنہم کی غلو کے ساتھ تعریف کر کے سلف کو ظالم کہہ کر گالی دے دیں، اور پھر جس قدر الحاد اور زندقہ پھیلائیں کچھ پرواہ نہیں۔ اسی طرح ان جہال بدعتی کاذب اہل حدیثوں

میں جو ایک دفعہ رفع یدین کرے، اور تقلید کا رد کرے، اور سلف کو ہتک کرے، مثل: امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی، جن کی امامت فی الفقہ اجماعِ امت کے ساتھ ثابت ہے، اور پھر جس قدر کفر، بداعتقادی اور الحاد اور زندیقیت ان میں پھیلاوے، بڑی خوشی سے قبول کرتے ہیں، اور ایک ذرہ چیں بجبیں بھی نہیں ہوتے۔ اگرچہ علماء اور فقہاء اہلِ سنت ہزار دفعہ ان کو متنبہ کریں، ہرگز نہیں سنتے سبحان اللہ۔ **ما اشبہ اللیلۃ بالبارحۃ**، اور سرّ اس کا یہ ہے کہ وہ مذہب وعقائد اہل السنۃ والجماعۃ سے نکل کر اتباعِ سلف سے مستنکف ومتکبر ہوگئے ہیں۔ **فافہم وتدبر**۔

(التوحید والسنۃ فی رد اہل الالحاد والبدعۃ۔ صفحہ 262۔ (بحوالہ: حدیث اور اہلِ حدیث صفحہ 128)

9 ائمۂ مجتہدین کی گستاخی اور غیر مقلدین

(1) غیر مقلدین کے نواب وحید الزمان حیدرآبادی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے:

"غیر مقلدوں کا ایک گروہ جو اپنے تئیں اہلحدیث کہتے ہیں انہوں نے ایسی آزادی اختیار کی ہے کہ مسائلِ اجماعی کی بھی پرواہ نہیں کرتے، نہ سلفِ صالحین: صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعین رحمۃ اللہ علیہم کی۔ قرآن کی تفسیر صرف لغت سے اپنی من مانی کر لیتے ہیں۔ حدیث شریف میں جو تفسیر آچکی ہے اس کو بھی نہیں سنتے۔ بعضے عوام اہلحدیث کا یہ حال ہے کہ انہوں نے صرف رفع یدین اور آمین بالجبر کو اہلحدیث ہونے کے کافی سمجھا ہے، باقی اور آداب اور سنن اور اخلاقِ نبوی سے کچھ مطلب نہیں۔ غیبت، جھوٹ، افتراء سے باک نہیں کرتے۔ ائمہ مجتہدین رحمۃ اللہ علیہم اور اولیاء اللہ رحمۃ اللہ علیہم اور حضرات صوفیہ رحمۃ اللہ علیہم کے حق میں بے ادبی اور گستاخی کے کلمات زبان پر لاتے ہیں۔ اپنے سوا تمام مسلمانوں کو مشرک اور کافر سمجھتے ہیں۔ بات بات میں ہر ایک کو مشرک اور قبر پرست کہہ دیتے ہیں"۔

(لغات الحدیث جلد 2 صفحہ 91۔ کتاب الشین۔ مطبوعہ: نعمانی کتب خانہ، حق سٹریٹ اردو بازار لاہور تاریخ اشاعت۔ اگست 2005)

(2) نواب وحید الزمان حیدرآبادی رحمۃ اللہ علیہ غیر مقلد نے مزید لکھا:

"بعض اہل حدیث بظاہر تو اپنے آپ کو اہلِ حدیث کہتے ہیں مگر حکامِ وقت کی خوشامد سے حق باتوں کا اظہار نہیں کرتے۔ بعض کیا کرتے ہیں کہ تفسیرِ قرآن میں صحابہ رضی اللہ عنہم اور سلفِ صالحین رحمۃ اللہ علیہم کا طریقہ چھوڑ کر نئے نئے معانی اور مطالب اپنی خواہشِ نفس کے موافق نکالتے ہیں۔ گویا ترکِ تقلید کے انہوں نے یہ معنی سمجھے ہیں کہ احادیث اور آثار صحابہ اور تابعین کی بھی تقلید ضروری نہیں ہے جس طرح چاہو، قرآن کی تفسیر کرلو۔ بعض اگلے اماموں اور مجتہدین اور پیشوایانِ دین پر جیسے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ ہیں، طعن وتشنیع کرتے ہیں۔ بعض اولیاء اللہ کے تذلیل اور توہین کرتے ہیں، بعض شرک وبدعت میں اتنا غلو کرتے ہیں کہ معاذ اللہ جادۂ اعتدال سے باہر ہو گئے ہیں، مسلمانوں کو ذرا ذرا سے مکروہ یا حرام کاموں کے ارتکاب پر کافر و مشرک اور قبر پرست کہہ دیتے ہیں۔ یہی برائی ہے جو اس بھلائی میں ہوئی ہے۔ بعض اہلِ حدیث ایسے ہیں کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی تقلید سے تو بھاگے، لیکن اب ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ، ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ، شوکانی رحمۃ اللہ علیہ اور مولوی اسماعیل صاحب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ، نواب صدیق حسن خان صاحب مرحوم رحمۃ اللہ علیہ کی تقلید اندھادھند کرتے ہیں۔ ان کی مثال ایسی ہے:

فر من المطر، وقام تحت المیزاب۔ یا صلت علی الأسعد ویلت عن النقد۔

ترجمہ: بارش سے بھاگا اور پرنالے کے نیچے جا کھڑا ہوا۔

الفاظ دیگر: "آسمان سے گرا، کھجور میں اٹکا"۔

(لغات الحدیث جلد 1 صفحہ 700۔ کتاب الدال، باب الدال مع الخاء۔ مطبوعہ: نعمانی کتب خانہ، حق سٹریٹ اردو بازار لاہور تاریخ اشاعت۔ اگست 2005)

10 آپ رحمۃ اللہ علیہ پر بہتان لگانا دراصل شیعہ کی پیروی کرنا ہے

مولوی محمد حسین بٹالوی غیر مقلد نے لکھا ہے کہ:

امام الائمہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ پر جو اعتراضات ومطاعن "اخبار اہل الذکر" میں مشتہر کئے

گئے ہیں کہ امام عالی مقام رحمۃ اللہ علیہ مجتہد نہ تھے، اور وہ ان علوم سے جو اجتہاد کے لئے ضروری ہیں، جیسے: علمِ حدیث، علمِ لغت وغیرہ سے کافی بہرہ نہ رکھتے تھے، اور اصولِ فقہ کے اول مدوّن وہ نہ تھے، اور وہ نصوص چھوڑ کر پیروئ رائے وقیاس کیا کرتے، اور اس وجہ سے بہت سے اکابر سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ، امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ، امام باقر رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ، ان کو بُرا کہتے"۔ یہ سب کے سب ہذیانات بلا استثناء اکاذیب و بہتانات ہیں، جن کا ماخذ زمانۂ حال کے معترضین کے لئے حامد حسین شیعی لکھنوی کی کتاب "استقصاء الافحام واستیفاء الانتقام فی نقص منتھی الکلام" کے سوا اور کوئی کتاب نہیں ہے۔ اس کتاب میں اس قسم کے مطاعن سے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ کسی سُنّی امام (امام مالک رحمۃ اللہ علیہ، امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ) کو بھی نہیں چھوڑا، اور ایک ایک کا نام لے کر کئی کئی ورقوں بلکہ جزؤوں کو سیاہ کر ڈالا ہے"۔

(اشاعۃ السنۃ النبویہ، جلد نمبر 22 شمارہ 9۔ صفحہ 288۔ سنِ اشاعت: 1909ء۔ السیف الصارم لمنکر شان الامام الاعظم رحمۃ اللہ علیہ پر ایمانی اور حقانی ریویو)

11 آپ رحمۃ اللہ علیہ سے بدگمانی کرنے والا حاسد اور جاہل ہے

سید محمد ابو بکر غزنوی رحمۃ اللہ علیہ غیر مقلد نے سید محمد داؤد غزنوی رحمۃ اللہ علیہ غیر مقلد کے اقتباس کو یوں نقل کیا:

"مولانا محمد ابراہیم سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ ہماری جماعت کے مشہور مقتدر علماء میں سے تھے۔ انہوں نے اپنی کتاب "تاریخ اہل حدیث" میں امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی مدح و توصیف اور ان کے خلاف ارجاء وغیرہ الزامات کے دفعیہ میں 8 صفحات وقف کئے، اور مقتدر مشاہیر علمائے سلف مثلاً: امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ، امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ شہرستانی رحمۃ اللہ علیہ کے اقوال نقل کر کے یہ بتلایا ہے:

"الناس فی ابی حنیفۃ حاسد او جاھل"

یعنی حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے حق میں بری رائے رکھنے والے کچھ لوگ تو حاسد ہیں اور کچھ ان کے مقام سے بے خبر ہیں"۔

(حضرت مولانا داؤد غزنوی۔ صفحہ 377، 378۔ اشاعتِ ثانی: اکتوبر 1994ء۔ مطبوعہ: فاران اکیڈمی قذافی سٹریٹ، اردو بازار، لاہور)

12 آپ رحمۃ اللہ علیہ کی بے ادبی ہر دو جہان میں نقصان کا سبب ہے

غیر مقلدین کے امام العصر مولوی محمد ابراہیم میر سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا:

"اپنے ناظرین سے امید رکھتا ہوں کہ وہ بزرگانِ دین سے خصوصاً ائمۂ متبوعین سے حسنِ ظن رکھیں اور گستاخی اور شوخی اور بے ادبی سے پرہیز کریں کیونکہ اس کا نتیجہ ہر دو جہاں میں موجبِ خسران و نقصان ہے"۔ (تاریخ اہل حدیث صفحہ 96)

13 آپ رحمۃ اللہ علیہ کی شان میں بے ادبی کرنیوالا چھوٹا رافضی ہے

مولوی محمد حسین بٹالوی رحمۃ اللہ علیہ غیر مقلد نے لکھا ہے:

"اے برادرانِ اسلام! عمل بالحدیث اور چیز ہے، اور ائمۂ سلف پر طعن کرنا چیزے دیگر۔ عمل بالحدیث کے ولولے میں سلف پر طعن کرنا شعبہ رفض ہے، ہمارے شیخ اور شیخ الکل مولانا سید نذیر حسین صاحب مرحوم محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے شیخ مولانا محمد اسحاق صاحب مرحوم رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے اور ان کے اقوال طبع ہو کر شائع ہو چکے ہیں: "جو شخص امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ ائمۂ مجتہدین کو برا کہتا ہے، وہ چھوٹا رافضی ہے"۔

(اشاعۃ السنۃ النبویہ، جلد نمبر 22 شمارہ 9۔ صفحہ 288۔ سنِ اشاعت: 1909ء۔ السیف الصارم لمنکر شان الامام الاعظم رحمۃ اللہ علیہ پر ایمانی اور حقانی ریویو)

نوٹ: میاں نذیر حسین دہلوی رحمۃ اللہ علیہ غیر مقلد کے اسی قول کو ابراہیم میر سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ غیر مقلد نے بھی اپنی کتاب "تاریخ اہل حدیث" میں نقل کیا ہے۔ (تاریخ اہل حدیث صفحہ 96)

14 آپ رحمۃ اللہ علیہ کی گستاخی کر کے غیر مقلدین رافضی ہو رہے ہیں

مولوی محمد حسین بٹالوی رحمۃ اللہ علیہ غیر مقلد نے اپنے ہی ہم مسلک غیر مقلدین کے بارے میں یوں لکھا:

"کہلاتے تو ہیں وہ اہلِ حدیث، مگر در پردہ بعض ان میں معتزلی، چکڑالوی، مرزائی و

نیچری بھی ہیں، اوراب ان میں رفض پھیلتا جاتا ہے۔بعض تو کھلے بند امام ابوحنیفہ ؒ کی بدگوئی کرتے ہیں (جو رافضیوں کا کام ہے)، اور اکثر یہ بدگوئی سن کر خوش ہوتے ہیں۔اس پر ردّ وانکار متوجہ نہیں کرتے۔اب یہ لوگ سنی اہلِ حدیث ہونے سے نکلنے کو تیار ہیں، خدا خیر کرے“۔

(اشاعۃ السنۃ النبویہ، جلد نمبر22 شمارہ10۔صفحہ 297۔سنِ اشاعت:1909ء۔ہمارا حنفی ہونا کس معنی میں ہے)

16 آپ ؒ کا کوفہ والوں کے لئے رحمت ہونا

1 آپ ؒ اگر کوفہ میں نہ ہوتے، تو اہلِ کوفہ کا حشر قومِ عاد وثمود جیسا ہوتا

غیر مقلدین کے شیخ الحدیث مولوی محمد اسماعیل سلفی ؒ نے لکھا:

”حضرت امام (ابوحنیفہ ؒ) کے مخالف بلکہ دشمن بھی ان خوبیوں سے ناواقف نہیں تھے۔اگر اس دورِ پُرفتن میں یہ مقدس شخصیت سرزمینِ کوفہ میں موجود نہ ہوتی، تو شاید اس سرزمین کا حشر عاد وثمود یا قوم لوط جیسا ہوتا۔

وَمَا قَوْمُ لُوطٍ مِّنكُم بِبَعِيدٍ ○ (ہود:89)

ترجمہ: اور لوط علیہ السلام کی قوم تو تم سے کچھ زیادہ دور بھی نہیں ہے۔

(فتاویٰ سلفیہ، صفحہ 141۔طبع اول 1987۔مطبوعہ اسلامک پبلشنگ ہاؤس،2۔شیش محل روڈ لاہور)

17 آپ ؒ کا تابعی ہونا غیر مقلدین کی نظر میں

1 آپ ؒ کی تابعیت کا اقرار

(1) غیر مقلدین کے مجدد نواب صدیق حسن خان بھوپالی ؒ نے لکھا:

ذکر الخطیب فی تاریخ بغداد: «انه رأیٰ انس بن مالك»۔

ترجمہ: خطیب ؒ نے تاریخ بغداد میں لکھا ہے کہ انہوں نے حضرت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ دیکھا ہے۔

(التاج المكلل من جواهر مآثر الطراز الآخر والأول، ص125 رقم119۔ المؤلف: أبو الطيب محمد صديق خان بن حسن بن علي ابن لطف الله الحسيني البخاري القِنَّوجي (ت 1307ھ)۔الناشر: وزارة الأوقاف والشؤون الإسلامية، قطر۔ الطبعة: الأولى،1428ھ-2007م۔عدد الصفحات:545)

(2) مولوی عبدالمجید خادم سوہدروی ؒ غیر مقلد نے یوں لکھا:

”تابعین حضرات میں حضرت امام ابوحنیفہ ؒ کو خاص اہمیت حاصل ہے“۔

(سیرت ثنائی صفحہ 56۔اشاعت اول: مئی 1989ء۔مطبوعہ: نعمانی کتب خانہ، حق سٹریٹ اردو بازار، لاہور)

(3) غیر مقلدین کے ہاں ”نواب اہلحدیث“ کے لقب سے مشہور مولوی وحید الزمان حیدر آبادی ؒ نے لکھا:

”امام ابوحنیفہ ؒ تو خود تابعین ؒ میں ہیں“۔

(تیسیر الباری شرح صحیح البخاری۔جلد 3 صفحہ 525۔مطبوعہ: نعمانی کتب خانہ، حق سٹریٹ اردو بازار لاہور)

(4) مرزا حیرت دہلوی غیر مقلد نے حضرت شاہ اسماعیل شہید دہلوی ؒ کا قول نقل کرتے ہوئے لکھا:

”یہ بحث بڑی دقیق ہے کہ آپ ؒ نے کسی صحابی کو اپنی آنکھ سے دیکھا تھا، اور آپ ؒ کو تابعی ہونے کا افتخار بھی حاصل تھا۔چونکہ مجھے اس میں کچھ ردوقدح نہیں کرنی ہے۔میں تواریخ پر بھروسہ کرکے یہ کہہ سکتا ہوں کہ آپ ؒ نے اپنے بچپن کے زمانہ میں حضرت انس ؓ صحابی کو دیکھا تھا جو رسول مقبول ﷺ کے خدمت گزار تھے“۔

(حیاتِ طیبہ: سوانح عمری شاہ اسماعیل شہید ؒ، صفحہ 84۔مطبوعہ: اسلامی اکادمی۔ناشرانِ کتب، اردو بازار، لاہور۔تاریخ اشاعت مئی 1984)

18 آپ رحمۃ اللہ علیہ کے لئے "رضی اللہ عنہ" لکھنا غیر مقلدین کی نظر میں

1 آپ رحمۃ اللہ علیہ کے لئے "رضی اللہ عنہ" جیسا دعائیہ کلمہ لکھنا

(1) غیر مقلدین کے "مجدد" نواب صدیق حسن خان بھوپالی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا:

"حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ"۔

(مآثر صدیقی موسوم بہ، سیرت والا جاہی۔ حصہ چہارم۔ صفحہ 7۔ طبع: 1924۔ مطبوعہ: منشی نول کشور، لکھنو)

(2) اس کتاب کے اسی صفحہ پر یوں لکھا:

"یہ حسنِ عقیدت اور ارادت صرف امام اعظم رضی اللہ عنہ کے ساتھ مخصوص نہیں ہے"۔

(3) اسی جگہ مزید یوں لکھا:

"حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے والد حضرت ثابت رحمۃ اللہ علیہ"۔

(4) اس کتاب کے صفحہ 12 پر لکھا: "حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ"۔

(5) نواب علی حسن خان رحمۃ اللہ علیہ غیر مقلد نے "امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ" سرخی قائم کر کے اسی کتاب کے صفحہ 6 پر یوں لکھا:

"امام اعظم کوفی رضی اللہ عنہ کو ائمہ اربعہ میں اجتہاد میں شرفِ تقدم حاصل ہے"۔

(مآثر صدیقی موسوم بہ، سیرت والا جاہی۔ حصہ چہارم۔ صفحہ 6۔ مطبوعہ: منشی نول کشور، لکھنو)

(6) غیر مقلدوں کو انگریزوں سے اہلِ حدیث کا نام الاٹ کروا کر دینے والے مولوی محمد حسین بٹالوی رحمۃ اللہ علیہ غیر مقلد نے یوں لکھا:

"میں اہلِ حدیث ہو کر حنفی ہوں، تو ایسا ہوں جیسے امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تلامذہ تھے"۔

(اشاعۃ السنۃ النبویۃ۔ شمارہ 5 جلد 23۔ صفحہ 159۔ عنوان: رسالہ اتباعِ سلف کی تکذیب)

(7) محمد حسین بٹالوی رحمۃ اللہ علیہ غیر مقلد نے غیر مقلد نے ایک ہی صفحہ 278 پر دوبارہ پر یوں لکھا: "ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ"۔

(اشاعۃ السنۃ النبویۃ۔ شمارہ 9 جلد 22۔ صفحہ 278۔ عنوان: کیا حنفی اہلِ حدیث نہیں ہوتے)

(8) اسی شمارہ کے اگلے صفحہ پر یوں لکھا:

"حضرت ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے اپنی دقتِ نظر سے اس میں غور کیا اور استنباطِ مسائل کیا"۔ (اشاعۃ السنۃ النبویۃ۔ شمارہ 9 جلد 22۔ صفحہ 279۔ عنوان: کیا حنفی اہلِ حدیث نہیں ہوتے)

(9) غیر مقلدین کے امام العصر مولوی ابراہیم میر سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ نے یوں شیخ شعرانی رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے:

"بے شک شیخ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ نے فتوحاتِ مکیہ میں اپنی سند سے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے"۔

(تاریخ اہلِ حدیث، صفحہ 143۔ اشاعت 2011ء، مطبوعہ: مکتبہ قدوسیہ، رحمان مارکیٹ، غزنی سٹریٹ، اردو بازار لاہور)

(10) مولوی عبد الغفار دہلوی رحمۃ اللہ علیہ غیر مقلد نے یوں لکھا:

"سلف نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو "رضی اللہ عنہ" لکھا ہے"۔ (فتاوی ستاریہ)

19 آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ثقاہت غیر مقلدین کی نظر میں

1 آپ رحمۃ اللہ علیہ ثقہ، عادل ہیں

(1) غیر مقلدین کے "امام العصر" مولوی ابراہیم میر سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا:

"امام یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ جرح میں متشددین میں سے تھے، باوجود اس کے وہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ پر کوئی جرح نہیں کرتے"۔

(تاریخ اہلِ حدیث، صفحہ 80۔ اشاعت 2011ء، مطبوعہ: مکتبہ قدوسیہ، رحمان مارکیٹ، غزنی سٹریٹ، اردو بازار لاہور)

(2) اسی جگہ مزید یوں لکھا:

"نیز امام یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ آپ (امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ) ثقہ تھے، اہل الصدق تھے، کذب سے متہم نہ تھے"۔

(تاریخ اہلِ حدیث، صفحہ 86۔ اشاعت 2011ء، مطبوعہ: مکتبہ قدوسیہ، رحمان مارکیٹ، غزنی سٹریٹ،

اردو بازار لاہور)

(3) غیر مقلدین کے فضیلۃ الشیخ ابو محمد عبدالقادر بن حبیب اللہ سندھی رحمۃ اللہ علیہ غیر مقلد نے لکھا:

"امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اگر چہ ثقہ، عادل، عظیم امام اور حجت ہیں"۔

(مسئلہ رفع الیدین۔صفحہ 92۔اشاعت: اگست 2003 مطبوعہ: طارق اکیڈمی، ڈی گراؤنڈ، فیصل آباد)

(4) غیر مقلدین کے "محدث" حافظ محمد گوندلوی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا:

"امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اگر چہ ثقہ ہیں، یعنی نہایت متقی، پرہیز گار، دیانت دار اور فقہ میں امام ہیں"۔ (خیر الکلام)

20 امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا مجلس تدوین فقہ قائم کرنا

1 مجلس تدوین فقہ کا قیام

(1) غیر مقلدین کے ہاں "مؤرخ الحدیث" لقب سے جانے جانا والے محمد اسحاق بھٹی غیر مقلد نے یوں اقرار کیا ہے:

"اس ضمن میں حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا اسمِ گرامی سرِ فہرست نظر آتا ہے، وہ پہلے جلیل القدر بزرگ ہیں جو اقتدارِ بنوامیہ کے خاتمے کے بعد اپنے تلامذہ کی ایک بہترین جماعت کے ساتھ تدوینِ فقہ میں مصروف ہو گئے"۔

(برصغیر پاک وہند میں علمِ فقہ، صفحہ 12 اشاعت دوم 2010 مطبوعہ، ادارہ ثقافت اسلامیہ 2 کلب روڈ لاہور)

(برصغیر میں اہلِ حدیث کی آمد: صفحہ 222، 223۔اشاعت: 2004، مطبوعہ: مکتبہ قدوسیہ۔رحمٰن مارکیٹ، غزنی سٹریٹ، اردو بازار، لاہور)

(2) مزید وضاحت کرتے ہوئے لکھا ہے:

"یہاں یہ عرض کر دینا بھی ضروری ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے قبل اصحابِ فتویٰ اور قضاۃ میں یہ دستور چلا آرہا تھا کہ جب تک کوئی نئی صورتِ حال ابھر کر سامنے نہ آتی، مسئلہ پر غور نہ کرتے۔لیکن امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا نقطۂ نظر اس کے برعکس یہ تھا کہ جن امور میں لوگوں کے مبتلا ہونے کا اندیشہ یا امکان ہے، ان پر اہلِ علم کو پہلے ہی غور کو لینا

چاہیے تا کہ نئی صورتِ حال پیش آجانے کی صورت میں اور عند النوازل انہیں کوئی اچھنبا نہ ہو، اور وہ اسے ایسی بات نہ سمجھیں جس سے پہلے سے آگاہ اور باخبر نہ ہوں۔ ان کا نقطۂ نظر یہ تھا کہ لوگوں کو معلوم ہونا چاہیے کہ ان معاملات سے کوئی شخص دو چار ہو جائے، تو از روئے شریعت، اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟ یہی وجہ ہے کہ مجلسِ تدوینِ فقہ میں امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ان تمام مسائلِ فقہیہ کو پوری طرح ہدفِ فہم ٹھہرایا، جن کا عالمِ وقوع میں آنا ممکن تھا"۔

(برصغیر پاک وہند میں علم فقہ۔صفحہ 12، 13۔اشاعت دوم: 2010۔مطبوعہ: ادارہ ثقافتِ اسلامیہ۔2-کلب روڈ لاہور)

(برصغیر میں اہلِ حدیث کی آمد۔صفحہ 223، 224، اشاعت: 2004۔مطبوعہ: مکتبہ قدوسیہ، رحمٰن مارکیٹ، غزنی سٹریٹ، اردو بازار لاہور)

(3) مولوی ابوز کی غیر مقلد نے اس حقیقت کا اقرار ان الفاظ میں کیا ہے: "امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا ایک کارنامہ یہ بھی ہے کہ انہوں نے قریباً چالیس (40) علماء پر مشتمل ایک علمی کونسل (Academic council) بنائی، جس کے سربراہ آپ رحمۃ اللہ علیہ خود تھے۔ اس علمی کونسل نے نوے ہزار (90000) فتاویٰ اور آراء مرتب کیں جو ساتھ ساتھ تمام ملک میں پھیلتی جاتی تھیں"۔ (فقہی مسلک کی حقیقت صفحہ 48)

2 آپ رحمۃ اللہ علیہ نے قصرِ فقاہت کو ہم کنارِ رفعت کیا

غیر مقلدین کے ہاں "مؤرخ الحدیث" کے لقب سے معروف محمد اسحاق بھٹی غیر مقلد "ائمۂ فقہ اور اہل حدیث" سرخی قائم کر کے لکھا:

"یہاں ہم یہ حقیقت بھی واضح کر دینا چاہتے ہیں کہ اہلِ حدیث کے قلب وذہن کا کوئی گوشہ فقہ اور ائمۂ فقہ کے متعلق قطعاً غبار آلود نہیں ہے۔ان کے نزدیک فقہ وقوانین کی وہ وسعت پذیر مساعی اور گراں مایہ خدمات بہ درجۂ غایت قدر ومنزلت کی مستحق ہیں جو ائمۂ فقہ نے مختلف حالات وظروف کی روشنی میں اپنے اپنے انداز میں سرانجام دیں۔

وہ حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی فراستِ فقہی، خطابتِ علمی اور اجتہادی صلاحیتوں کا

دل کی گہرائیوں سے اعتراف کرتے ہیں، اور جس نہج نے قصرِ فقاہت کو ہم کنارِ رفعت کیا، وہ ان کی ذہانت اور علم و دانش گہرائی و گیرائی کا بین ثبوت ہے۔ یہی وجہ ہے کہ برصغیرِ پاک وہند میں اہلِ حدیث کے مدارس میں ہمیشہ با قاعدہ فقہ حنفی داخلِ نصاب رہی ہے اور اس کی تعلیم وتدریس کو اہلِ حدیث کے ہاں ہر دور میں سمجھنے کی سعی کی گئی ہے۔ یہ ایک تسلسل ہے جو ابتداء سے اب تک جاری ہے"۔

(برصغیر میں اہل حدیث کی آمد،صفحہ:166 اشاعت:2004 ،مطبوعہ مکتبہ قدوسیہ رحمٰن مارکیٹ،غزنی سٹریٹ،اردو بازار، لاہور)

21 امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے مخالفت وگستاخی کا انجام

مولانا حافظ عبدالمنان صاحب وزیر آبادی مرحوم رحمۃ اللہ علیہ (۱۳۳۴ھ) فرمایا کرتے تھے کہ جو شخص ائمۂ دین خصوصا امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی بے ادبی کرتا ہے، اس کا خاتمہ اچھا نہیں ہوتا۔ (تاریخ اہل حدیث ص ۴۳۷)

1 مولانا ابراہیم میر سیالکوٹی مرحوم رحمۃ اللہ علیہ کا چشم دید واقعہ

مولانا ابراہیم میر سیالکوٹی صاحب مرحوم رحمۃ اللہ علیہ کا اپنا چشم دید واقعہ بھی دیکھتے جائیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مرتبہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی تردید میں کچھ لکھنا چاہا، اور اس کے لئے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مواد کی تلاش شروع کر دی، اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے خلاف لکھی جانے والی کتابوں کا مطالعہ شروع کیا۔ پھر کیا ہوا؟ اسے خود مولانا مرحوم رحمۃ اللہ علیہ کی زبانی سنئے۔ آپ لکھتے ہیں:

جب میں نے اس کے لئے کتبِ متعلقہ المماری سے نکالیں اور حضرت امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق تحقیقات شروع کیں، تو مختلف کتب کی ورق گردانی سے میرے دل پر کچھ غبار آ گیا، جس کا اثر بیرونی طور پر یہ ہوا کہ دن دوپہر کے وقت جب سورج پوری طرح روشن تھا، یکا یک میرے سامنے گھپ اندھیرا چھا گیا۔ گویا وہ

ظلمات بعضها فوق بعض

کا نظارہ ہو گیا۔ معاً خدا تعالیٰ نے میرے دل میں ڈالا کہ یہ حضرت امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے بدظنی کا نتیجہ ہے۔ اس سے استغفار کرو۔ میں نے کلماتِ استغفار دہرانے شروع کئے۔ وہ اندھیرے فوراً کافور ہو گئے، اور ان کی بجائے ایسی نور چمکا کہ اس نے دوپہر کی روشنی کو مات کر دیا۔ اس وقت سے میری حضرت امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے حسنِ عقیدت اور زیادہ بڑھ گئی، اور میں ان شخصوں سے جن کو حضرت امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے حسنِ عقیدت نہیں ہے، کہا کرتا ہوں کہ میری اور تمہاری مثال اس آیت کی طرح ہے کہ حق تعالی منکرین معراجِ قدسیہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے خطاب کر کے فرماتا ہے:

أَفَتُمَارُونَهُ عَلَىٰ مَا يَرَىٰ ○ (النجم:12)

ترجمہ کیا تم اس سے اس بات میں جھگڑتے ہو جسے وہ سامنے دیکھ رہا ہے۔

میں نے جو کچھ عالمِ بیداری اور ہوشیاری میں دیکھ لیا اس میں مجھ سے جھگڑا کرنا بے سود ہے۔ (تاریخ اہلحدیث ص ۷۲)

مولانا سیالکوٹی مرحوم رحمۃ اللہ علیہ کے متوسلین اور معتقدین کو چاہیے کہ وہ اس چشم دید واقعہ کی روشنی میں اپنے طرزِ عمل میں تبدیلی لائیں، اور ان لوگوں کے مقابل ڈٹ جائیں، جو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی بے ادبی کرنے کو حدیث اور اہلحدیث کی خدمت سمجھتے ہیں۔ حالانکہ ان لوگوں کو یہ بات اچھی طرح معلوم ہے کہ امام الجرح والتعدیل امام یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ (۲۳۳ھ) نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو ثقہ کہا ہے۔ (مناقب للذہبی رحمۃ اللہ علیہ ص ۴۵)

لیکن یہ ان لوگوں کا بغض وکینہ ہے جو انہیں چین سے بیٹھنے نہیں دیتا۔ وہ اتنا بھی نہیں سوچتے کہ اگر حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کسی درجے میں بھی ثقہ نہ ہوتے، یا آپ رحمۃ اللہ علیہ کا علم وعمل اور فقہ وفیصلہ قرآن وسنت کے خلاف ہوتا، تو اللہ جل شانہ امتِ محمدیہ کے ایک عظیم حصہ کو جس میں مفسرین، محدثین، فقہاء، متکلمین، مناظرین، صوفیہ وغیرہ کی ایک بڑی تعداد ہے، کبھی اس امامِ جلیل کی پیروی میں کھڑا نہ کرتا۔ وہ امت کیسے خیرِ امت ہو سکتی ہے جس کی اتنی بڑی اکثریت ایک ضعیف، بے علم اور قرآن وحدیث سے بے خبر امام کی تقلید پر جمع ہو جائے، اور یہ بھی کوئی دس، بیس سال، پچاس، سوسال

کی بات نہیں، چودہ سو سال گزرنے پر بھی حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مقلدین موجود ہیں، اور بھاری اکثریت میں پائے جاتے ہیں۔حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا علم وعمل بقول مولانا سیالکوٹی مرحوم رحمۃ اللہ علیہ ایک ایسا نور ہے کہ جس کے سامنے دوپہر کے چمکتے سورج کی روشنی بھی ماند پڑ جاتی ہے۔مگر افسوس کہ آج ایک قلیل گروہ اپنی آنکھ بند کئے یہ ہی شور کررہا ہے کہ ہمیں سورج کی کوئی روشنی دکھائی نہیں دیتی۔اگر چمگاڈر کو دن میں سورج کی روشنی نہ دکھائی دے،تو آپ ہی بتائیں اس میں سورج کا کیا قصور ہے۔یہ چمگاڈر کی بدنصیبی ہے کہ اسے چمکتا سورج بھی دکھائی نہیں دیتا۔

مولانا محمد داؤد غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان کردہ ایک واقعہ ملاحظہ کریں:

ہمارے مدرسہ کا حال سنئے۔ایک روز حضرت والد بزرگوار مولانا عبدالجبار غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کے درس بخاری میں ایک طالبِ علم نے کہہ دیا کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو پندرہ حدیثیں یاد تھیں، مجھے ان سے زیادہ حدیثیں یاد ہیں۔والد صاحب کا چہرہ مبارک غصہ سے سرخ ہوگیا،اس کو حلقہ درس سے نکال دیا،اور مدرسہ سے بھی خارج کردیا، اور بفحوائے حدیث:"اتقوا فراسة المؤمن فانه ينظر بنور الله "فرمایا کہ اس شخص کا خاتمہ دینِ حق پر نہیں ہوگا۔ایک ہفتہ بھی نہیں گزرا تھا کہ معلوم ہوا کہ وہ طالبِ علم مرتد ہوگیا ہے۔أعاذنا اللہ من سوء الخاتمة۔(مقالات ص62)

تمت

ہم اس کتاب کے قارئین سے بجاطور پر توقع رکھتے ہیں کہ وہ اسے زیادہ سے زیادہ ان احباب تک پہنچائیں گے جنہیں بعض جاہلوں نے حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے بدگمان کررکھا ہے۔ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو ان کی اصلاح کا ذریعہ بنادیں، اور وہ پھر سے راہِ راست پر آجائیں، اور ان کی زبان اور دل اللہ والوں اور ائمہ ہدیٰ کے بغض وکینہ سے آلودہ ہونے سے بچ جائے۔

اے اللہ! تو جانتا ہے کہ میں نے یہ محنت محض تیری رضا پانے اور پوری امت کے ماضی کو روشن اور تابناک بتانے کیلئے کی ہے اے اللہ تو اسے اپنی بارگاہ میں شرفِ قبولیت نصیب فرما اور اسے پوری امت میں قبولیت عطا فرما۔

والیك الملجأ والمنتهى۔ولله الآخرة والأولى۔أَفَتُمٰرُوْنَهٗ عَلٰى مَا يَرٰى ○ وصلی اللہ تعالی علی خیر خلقه سیدنا ومولانا محمد وعلی آله واصحابه اجمعین۔وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا ۖ إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ○(البقرة:127)

اعجاز احمد اشرفی عفی عنہ

جمعۃ المبارک۔19 ذوالقعدۃ 1444ھ/9 جون 2023ء